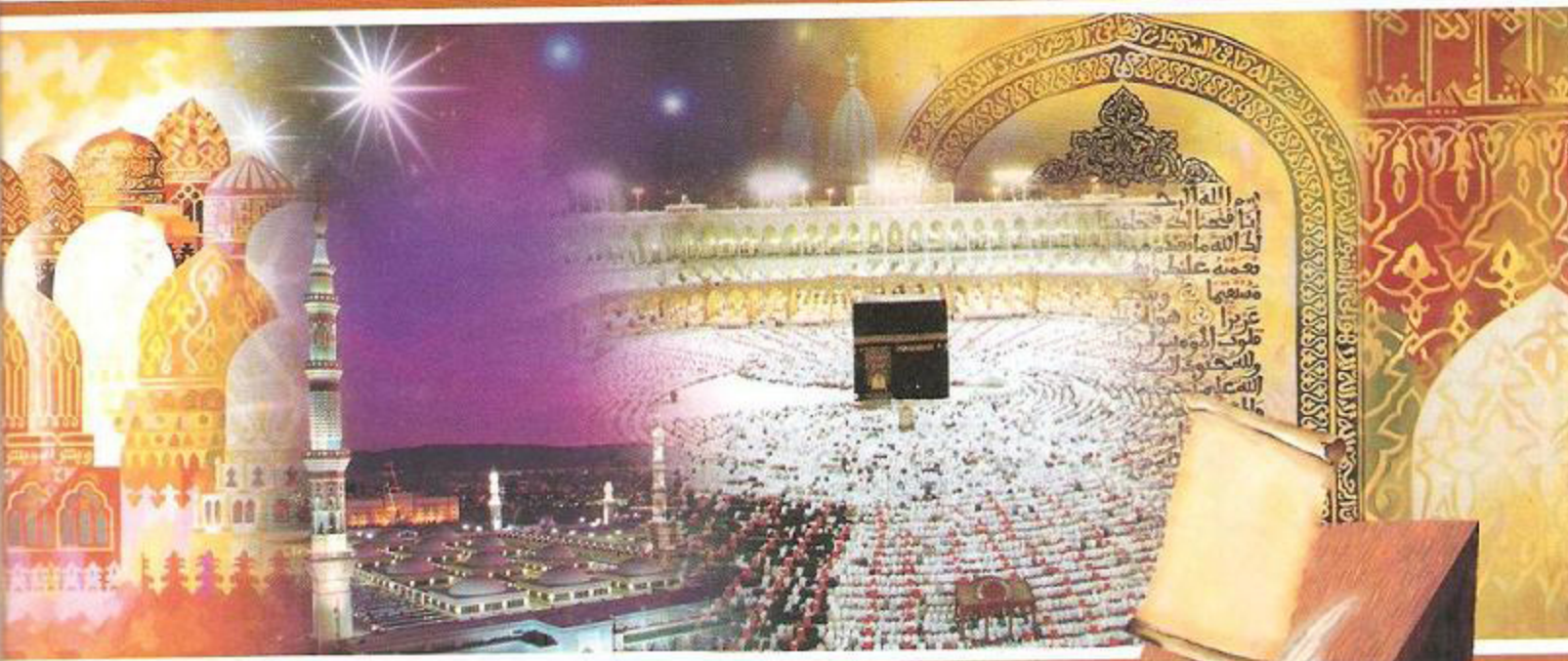


رسول اللہ
محمد

تاریخ ابن کثیر البدایہ والنہایہ



نفس اک اُردو بازار کراچی طبعی

علامہ حفظہ ابو الفداء عماد الدین ابن کثیر دمشقی

WWW.IRCPK.COM

وَذَكَرَهُمْ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ فِي ذَالِكَ لآيَاتٍ لِكُلِّ صَبَّارٍ شَكُورٍ

تاریخ اہل کفر

شہرہ آفاق عربی کتاب

الْبِدْعَةُ الْاِسْتِغْنَاءِيَّةُ

کا اردو ترجمہ

جلد دہم

۱۲۶ھ سے ۲۴۸ھ تک کے حالات پر مشتمل ہے جس میں شاہان اسلام کی فتوحات اور سیرت و کردار کو بڑی جامعیت کے ساتھ پیش کیا گیا ہے علاوہ ازیں مشاہیر اسلام میں حضرت امام ابوحنیفہؒ سے حضرت امام احمد بن حنبلہؒ تک کے بے نظیر واقعات ہیں جس سے انسان کی روح جھوم جھوم جاتی ہے۔

تصنیف ❁ علامہ حافظ ابو الفدا عماد الدین ابن کثیر (۷۰۱ھ-۷۷۴ھ)

ترجمہ ❁ مولانا اختر فتح پوری

نفسِ اکیسی

اُردو بازار، کراچی طبعی

الْبِدَايَةُ وَالنَّهَايَةُ

مصنفہ علامہ حافظ ابوالقد اعماد الدین ابن کثیر کے حصہ سوم چہارم کے اردو ترجمے کے
جملہ حقوق اشاعت و طباعت تصحیح و ترتیب و تیویب قانونی بحق

www.KitaboSunnat.com

طارق اقبال گاہندری

مالک نفیس اکیڈمی کراچی محفوظ ہیں
www.KitaboSunnat.com

| | | |
|---|-------|----------|
| تاریخ ابن کثیر (جلد دہم) | | نام کتاب |
| علامہ حافظ ابوالقد اعماد الدین ابن کثیر | | مصنف |
| مولانا اختر فتح پوری | | ترجمہ |
| نفیس اکیڈمی - کراچی | | ناشر |
| جون ۱۹۸۸ء | | طبع اول |
| آفسٹ | | ایڈیشن |
| ۳۳۲ صفحات | | ضخامت |
| ۰۲۱-۷۷۲۴۰۸۰ | | ٹیلیفون |

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تعارف

(جلد دہم)

اس وقت ہم قارئین کرام کی خدمت میں ”البدایہ والنہایہ“ کی جلد دوم کا اردو ترجمہ پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں یہ جلد ۲۱ھ سے لے کر ۲۲۸ھ تک کے حالات پر مشتمل ہے جس میں شاہان اسلام میں سے ولید بن یزید بن عبد الملک، یزید بن ولید بن عبد الملک بن مروان، مروان الحمار، ابوالعباس سفاح، ابو جعفر منصور، مہدی بن منصور، موسیٰ ہادی، ہارون الرشید، امین الرشید، متصم باللہ، واثق باللہ، متوکل علی اللہ اور محمد المنصور کے حالات اور ان کے زمانوں کی فتوحات اور ان کی سیرت و کردار کو بڑی جامعیت کے ساتھ پیش کیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں اس میں ابو مسلم خراسانی، ابو مسلمہ یا بک خرمی، ابن کرمانی، ابو حزہ خارجی، محمد بن عبد اللہ، ابراہیم بن عبد اللہ، ابراہیم بن مہدی، امۃ العزیز زبیدہ اور دیگر اہم شخصیات کے حالات کو بھی بیان کیا گیا ہے۔

اور مشاہیر اسلام میں سے حضرت امام ابو حنیفہ، حضرت امام محمد بن حسن، حضرت امام شافعی، حضرت امام مالک، حضرت قاضی ابو یوسف، حضرت امام اوزاعی، حضرت ابراہیم بن ادہم، حضرت عبد اللہ بن المبارک، حضرت رابعہ ندویہ، حضرت فضیل بن عیاض، حضرت بشر حافی، حضرت ابوسلیمان الدارانی، حضرت ذوالنون مصری، حضرت احمد بن داؤد اور حضرت امام احمد بن حنبل کے تعلق باللہ، تقویٰ و طہارت، جوانمردی و استقامت کے ایسے بے نظیر واقعات پیش کیے گئے ہیں کہ جس سے انسان کی روح جھوم جھوم جاتی ہے اس کے علاوہ ان بزرگوں کے اقوال کو بھی مؤلف نے بڑی دیدہ دری کے ساتھ جمع کیا ہے جن کے مطالعہ سے قاب و نگاہ میں ایک جلاء پیدا ہو جاتی ہے۔

مؤلف نے اس جلد میں ان احادیث کا بھی جائزہ لیا ہے جنہیں بنو امیہ کی حکومت کے خاتمہ اور بنو عباس کی حکومت کے آغاز کے سلسلہ میں پیش کیا جاتا رہا ہے نیز اس میں بغداد کے آثار و اخبار، رصافۃ الرافعة اور قصر خلد کی تعمیر وغیرہ کے حالات بھی بیان کئے گئے ہیں غرض کہ یہ جلد اسلام کے سنہری دور کے حالات پر مشتمل ہے جہاں اس کے مطالعہ سے مسلمان قوم کی قوت و سطوت اور شان و شوکت کا علم حاصل ہوتا ہے وہاں یہ بھی معلوم ہوتا ہے اس قوم پر زوال کے سائے کیسے دراز ہوئے اور وہ کون

سے عوامل و اسباب تھے جنہوں نے اس قوم کو تشریح سے تشریحی پردے مارا۔

نفس اکیڈمی کے مالک: نواب پروفیسر طارق اقبال صاحب گاندھری ملت اسلامیہ کے ۷۰ ماہی نامہ پوسٹ میں جنہوں نے ”البدایہ والنہایہ“ جیسی کتاب جو ۷۰ جلدوں پر مشتمل ہے کے ترجمہ و اشاعت کا بیڑا اٹھایا ہے اور اسلام کے اس ورثہ کو جو مدتوں سے نگاہوں سے اوجھل تھا، مسلمان قوم کے سامنے پیش کر دیا ہے، حقیقت میں یہ ملت اسلامیہ پر ایک بہت بڑا احسان ہے اس کی صحیح معنوں میں قدر ہونی چاہیے اور اہل علم حضرات کو ان سے بھرپور تعاون کرنا چاہیے تاکہ وہ ورثہ اسلام کو آپ کی زبان میں آپ کے سامنے پیش کر سکیں۔ اللہ سے دعا ہے کہ وہ ان کا حامی و ناصر اور معین و مددگار ہو۔ (آمین)

والسلام

اختر فتح پوری

۲۷/۱۰/۸۷



فہرست عنوانات

www.KitaboSunnat.com

| صفحہ | مضامین | نمبر شمار | صفحہ | مضامین | نمبر شمار |
|------|---|-----------|------|---|-----------|
| | ابوالعباس سفاح کی خلافت کا استحکام اور اپنے دور | 23 | ۹ | ولید بن یزید بن عبدالملک کی خلافت | 1 |
| ۳۸ | خلافت میں اس کی سیرت حسنہ | | ۱۲ | اس سال میں وفات پانے والے اعیان | 2 |
| ۴۲ | اس سال میں وفات پانے والے اعیان کا ذکر | 24 | ۱۲ | محمد بن علی | 3 |
| ۴۲ | مروان بن محمد بن مروان الحکم | 25 | ۱۳ | یحییٰ بن زید | 4 |
| ۴۲ | ابوسلمہ حفص بن سلیمان | 26 | ۱۳ | ولید بن یزید بن عبدالملک کا قتل اور اسکے حالات | 5 |
| ۴۵ | بنوعباس کے پہلے خلیفہ ابوالعباس سفاح کے حالات | 27 | ۱۴ | اس کا قتل اور اس کی حکومت کا زوال | 6 |
| ۴۹ | ابوجعفر منصور کی خلافت | 28 | ۱۶ | یزید بن ولید ناقص کا ولید بن یزید کو قتل کرنا | 7 |
| | عبداللہ بن علی کی اپنے بھتیجے منصور کے خلاف | 29 | ۲۰ | یزید بن ولید بن عبدالملک بن مروان کی خلافت | 8 |
| ۸۰ | بغاوت | | ۲۵ | یزید بن ولید بن عبدالملک بن مروان | 9 |
| ۸۱ | ابومسلم خراسانی کا قتل | 30 | ۲۷ | اس سال میں وفات پانے والے اعیان | 10 |
| ۸۶ | ابومسلم خراسانی کے حالات | 31 | ۲۷ | خالد بن عبداللہ بن یزید | 11 |
| ۱۱۰ | محمد بن عبداللہ بن حسن کا قتل | 32 | ۳۳ | مروان الحمار دمشقی آنا اور خلافت سنبھالنا | 12 |
| ۱۱۱ | ابراہیم بن عبداللہ بن حسن کا خروج | 33 | ۴۲ | ابومسلم خراسانی کے ظہور کا آغاز | 13 |
| | ابراہیم بن عبداللہ بن حسن کے بصرہ میں خروج | 34 | ۴۴ | ابن کرمانی کا قتل | 14 |
| ۱۱۶ | کرنے کا بیان | | ۴۷ | شیبان بن سلمہ حروری کا قتل | 15 |
| ۱۲۰ | اس سال میں وفات پانے والے اعیان کا ذکر | 35 | | ابوحضرہ خارجی کے مدینہ نبویہ میں داخل ہونے اور | 16 |
| ۱۲۱ | اس سال میں وفات پانے والے مشاہیر و اعیان | 36 | ۴۷ | اس پر قابض ہو جانے کا بیان | |
| ۱۲۷ | بغداد کے آثار و اخبار کا بیان | 37 | ۵۳ | امام ابراہیم بن محمد کے قتل کا بیان | 17 |
| | بغداد کی خوبیاں اور برائیاں اور اس بارے میں | 38 | ۵۴ | ابوالعباس سفاح کے حالات | 18 |
| ۱۲۸ | ائمہ کی روایات | | ۵۶ | مروان بن محمد کا قتل | 19 |
| ۱۳۳ | حضرت امام ابوحنیفہ کے حالات | 39 | ۵۸ | مروان کے قتل کا بیان | 20 |
| ۱۳۶ | رصاصہ کی تعمیر | 40 | ۶۱ | مروان الحمار کے مختصر حالات | 21 |
| ۱۳۹ | اشعب الطامع | 41 | | بنو امیہ کی حکومت کے خاتمہ اور بنوعباس کی حکومت | 22 |
| ۱۴۱ | الرافدہ کی تعمیر | 42 | | کے آغاز کے بارے میں بیان ہونے والی | |
| ۱۴۲ | حماد الراویہ | 43 | ۶۳ | احادیث نبویہ | |

| | | | | | |
|-----|---------------------------------------|-----|-----|------------------------------------|----|
| ۲۱۸ | حسن بن خطیبہ | 73 | ۱۳۳ | امام اوزاعی کے حالات | 44 |
| ۲۱۸ | حضرت عبداللہ بن المبارک | 74 | ۱۵۱ | منصور کے حالات | 45 |
| ۲۱۹ | مفضل بن فضال | 75 | ۱۵۹ | منصور کی اولاد | 46 |
| ۲۲۰ | یعقوب ثائب | 76 | ۱۵۹ | مہدی بن منصور کی خلافت | 47 |
| ۲۲۱ | اس سال میں وفات پانے والے اعیان | 77 | ۱۶۲ | موسیٰ ہادی کی بیعت | 48 |
| ۲۲۱ | معن بن زائدہ | 78 | ۱۶۶ | اس سال میں وفات پانے والے اعیان | 49 |
| ۲۲۱ | قاضی ابویوسف، یعقوب بن واوہد بن طہمان | 79 | ۱۶۶ | ابودلامہ | 50 |
| ۲۲۵ | اس سال میں وفات پانے والے اعیان | 80 | ۱۶۷ | اس سال میں وفات پانے والے اعیان | 51 |
| ۲۲۵ | علی بن الفضیل بن عیاض | 81 | ۱۶۷ | حضرت ابراہیم بن ادہم | 52 |
| ۲۲۵ | محمد بن صباح | 82 | ۱۸۳ | اس سال میں وفات پانے والے اعیان | 53 |
| ۲۲۵ | موسیٰ بن جعفر | 83 | ۱۸۷ | مہدی کے حالات | 54 |
| ۲۲۶ | ہاشم بن بشیر بن ابی حازم | 84 | ۱۹۳ | موسیٰ ہادی بن مہدی کی خلافت | 55 |
| ۲۲۶ | یحییٰ بن زکریا | 85 | ۱۹۶ | ہادی کے کچھ حالات | 56 |
| ۲۲۷ | اس سال میں وفات پانے والے اعیان | 86 | ۱۹۶ | اس کے اقوال | 57 |
| ۲۲۷ | احمد بن الرشید | 87 | ۱۹۷ | ہارون الرشید بن مہدی کی خلافت | 58 |
| ۲۲۸ | عبداللہ بن مصعب | 88 | ۱۹۹ | اس سال میں وفات پانے والے اعیان | 59 |
| ۲۲۸ | عبداللہ بن عبدالعزیز العمری | 89 | ۲۰۳ | اس سال میں وفات پانے والے اعیان | 60 |
| ۲۲۸ | محمد بن یوسف بن معدان | 90 | ۲۰۳ | شعوانہ عابدہ وزاہدہ | 61 |
| ۲۲۹ | اس سال میں وفات پانے والے اعیان | 91 | ۲۰۳ | لیث بن سعد بن عبدالرحمن الفہمی | 62 |
| ۲۲۹ | عبدالصمد بن علی | 92 | ۲۰۵ | المنذر بن عبداللہ المنذر القرشی | 63 |
| ۲۳۰ | حضرت رابعہ عدویہ | 93 | ۲۱۳ | اسماعیل بن محمد | 64 |
| ۲۳۱ | اس سال میں وفات پانے والے اعیان | 94 | ۲۱۳ | حماد بن زید | 65 |
| ۲۳۱ | سلم الخاسر شاعر | 95 | ۲۱۳ | حضرت امام مالک | 66 |
| ۲۳۲ | عباس بن محمد | 96 | ۲۱۵ | اس سال میں وفات پانے والے اعیان | 67 |
| ۲۳۲ | یقطین بن موسیٰ | 97 | ۲۱۵ | اسماعیل بن جعفر بن ابی کثیر انصاری | 68 |
| ۲۳۹ | اس سال میں وفات پانے والے اعیان | 98 | ۲۱۵ | حسان بن ابی سنان | 69 |
| ۲۳۹ | جعفر بن یحییٰ | 99 | ۲۱۶ | عافیہ بن یزید | 70 |
| ۲۴۳ | ایک عجیب واقعہ | 100 | ۲۱۶ | سیبویہ | 71 |
| ۲۴۴ | اس سال میں وفات پانے والے اعیان | 101 | ۲۱۷ | عفیرہ عابدہ | 72 |

| | | | | | |
|-----|--|-----|-----|---------------------------------------|-----|
| ۲۷۵ | اس سال میں وفات پانے والے اعیان | 131 | ۲۳۲ | حضرت فضیل بن عیاض | 102 |
| ۲۷۵ | ابو انیس بن ملیح | 132 | ۲۴۷ | اس سال میں وفات پانے والے اعیان | 103 |
| ۲۷۵ | محمد بن جعفر | 133 | ۲۴۷ | ابو اسحاق فزاری | 104 |
| ۲۷۵ | ابو بکر بن العیاش | 134 | ۲۴۷ | ابراہیم موسلی | 105 |
| ۲۷۷ | سالم بن سالم ابو بحر بنی | 135 | ۲۴۸ | اس سال میں وفات پانے والے اعیان | 106 |
| ۲۷۷ | عبدالوہاب بن عبدالمجید ثقفی | 136 | ۲۴۸ | علی بن حمزہ کسائی | 107 |
| ۲۷۷ | ابوالنصر الجبلی، نیم پاگل | 137 | ۲۴۹ | حضرت محمد بن حسن بن زفر | 108 |
| ۲۷۹ | اس سال میں وفات پانے والے اعیان | 138 | ۲۵۰ | اس سال میں وفات پانے والے اعیان | 109 |
| ۲۷۹ | اسحاق بن یوسف ازرق | 139 | ۲۵۰ | سعدون مجنون | 110 |
| ۲۷۹ | بکار بن عبداللہ | 140 | ۲۵۱ | عبیدہ بن حمید | 111 |
| ۲۷۹ | ابونواس شاعر | 141 | ۲۵۱ | یحییٰ بن خالد بن برمک | 112 |
| | امین کی معزولی کا سبب نیز اس کے بھائی مامون کو | 142 | ۲۵۲ | اس سال میں وفات پانے والے اعیان | 113 |
| ۲۸۹ | خلافت کیسے ملی؟ | | ۲۵۵ | اس سال میں وفات پانے والے اعیان | 114 |
| ۲۹۱ | قاضی حفص بن غیاث | 143 | ۲۵۵ | اسماعیل بن جامع | 115 |
| ۲۹۱ | ابوشیخ شاعر | 144 | ۲۵۶ | بکر بن الطحاح | 116 |
| ۲۹۳ | اس کے قتل کا حال | 145 | ۲۵۶ | عبداللہ بن ادریس | 117 |
| ۲۹۵ | اس کے مختصر حالات | 146 | ۲۵۷ | صعصعہ بن سلام | 118 |
| ۲۹۸ | عبداللہ مامون الرشید کی خلافت | 147 | ۲۵۷ | علی بن ظلیان | 119 |
| ۳۰۲ | اہل بغداد کا ابراہیم بن مہدی کی بیعت کرنا | 148 | ۲۵۸ | عباس بن احنف | 120 |
| ۳۰۵ | اہل بغداد کا ابراہیم بن مہدی کو معزول کرنا | 149 | ۲۵۹ | عیسیٰ بن جعفر بن ابی جعفر منصور | 121 |
| ۳۰۵ | اس سال میں وفات پانے والے اعیان | 150 | ۲۵۹ | فضل بن یحییٰ | 122 |
| ۳۰۵ | علی بن موسیٰ | 151 | ۲۶۱ | محمد بن امیہ | 123 |
| ۳۰۵ | آپ کے اشعار | 152 | ۲۶۱ | منصور بن الزبرقان | 124 |
| ۳۰۷ | اس سال میں وفات پانے والے اعیان | 153 | ۲۶۲ | یوسف بن قاضی ابو یوسف | 125 |
| ۳۰۷ | امام ابو عبداللہ محمد بن ادریس شافعی | 154 | ۲۶۲ | رشید کی وفات | 126 |
| ۳۱۱ | ابوسلمان الدرانی | 155 | ۲۶۳ | اس کے حالات | 127 |
| ۳۱۹ | یحییٰ بن زیاد بن عبداللہ بن منصور | 156 | ۲۷۳ | اس کی بیویوں، بیٹوں اور بیٹیوں کا حال | 128 |
| ۳۲۰ | سیدہ نفیسہ کی وفات | 157 | ۲۷۳ | محمد امین کی خلافت | 129 |
| ۳۲۱ | فضل بن ربیع | 158 | ۲۷۴ | امین اور مامون کا اختلاف | 130 |

| | | | | | |
|-----|--|-----|-----|--|-----|
| ۳۷۶ | خلیفہ واثق بن محمد المعتصم کی وفات | 186 | ۳۲۳ | دکن پوران | 159 |
| ۳۷۹ | مؤرخ ابی اللہ انصر بن شیبہ کی وفات | 187 | ۳۲۶ | شہر ماسر ابوالقاسم حسین کی وفات | 160 |
| ۳۸۳ | انصاری بن مہمان | 188 | ۳۲۶ | العلماء شاعر | 161 |
| ۳۸۷ | احمد بن عاصم انطاکی | 189 | ۳۲۸ | احمد بن یوسف بن القاسم بن علیج | 162 |
| ۳۸۸ | آپ کے بہترین اقوال | 190 | ۳۲۸ | ابو محمد عبد اللہ بن اسد بن لیت بن رافع مسری | 163 |
| ۳۸۹ | احمد بن ابی داؤد کے حالات | 191 | ۳۲۹ | ابوزید انصاری | 164 |
| ۳۹۳ | یحییٰ بن یساک مؤلف المدونہ | 192 | ۳۳۲ | رشید کی عم زادی اور یوی زبیدہ | 165 |
| ۳۹۶ | حضرت امام احمد بن حنبل | 193 | ۳۳۲ | پہلی آزمائش اور فقہ کا بیان | 166 |
| ۳۹۹ | آپ کا تقویٰ اور زہد و تقشف | 194 | ۳۳۵ | باب | |
| ۴۰۳ | ابو عبد اللہ امام احمد بن حنبل کی آزمائش کا بیان | 195 | ۳۳۶ | عبد اللہ مامون | 167 |
| ۴۰۴ | ابن اہل سنت کے کلام سے فقہ اور آزمائش کا خلاصہ | 196 | ۳۳۳ | معتصم باللہ ابوالسحاق بن ہارون کی خلافت | 168 |
| ۴۰۵ | معتصم کے سامنے آپ کو مارنے کا بیان | 197 | ۳۳۴ | اس سال میں وفات پانے والے اعیان | 169 |
| ۴۱۰ | ائمہ کا حضرت امام احمد بن حنبل کی تعریف کرنا | 198 | ۳۳۴ | بشر المرسی | 170 |
| ۴۱۲ | آزمائش کے بعد حضرت امام احمد کا حال | 199 | ۳۳۴ | ابو محمد عبد الملک بن ہشام بن ایوب مغافری | 171 |
| ۴۱۶ | حضرت امام احمد بن حنبل کی وفات | 200 | ۳۳۶ | بابک کی گرفتاری کا بیان | 172 |
| ۴۱۹ | آپ کے متعلق دیکھے جانے والے خوابوں کا بیان | 201 | ۳۳۹ | معتصم کے ہاتھوں عموریہ کی فتح | 173 |
| ۴۲۰ | ابو حسان انزادی | 202 | ۳۵۲ | عباس بن مامون کا قتل | 174 |
| ۴۲۱ | ابراہیم بن عباس | 203 | ۳۵۵ | ابراہیم بن مہدی بن منصور | 175 |
| ۴۲۳ | نجاش بن مسلمہ | 204 | ۳۵۶ | حضرت ابو عبید القاسم بن سلام بغدادی | 176 |
| ۴۲۴ | ابن الرادندی | 205 | ۳۵۸ | سعید بن مسعدہ | 177 |
| ۴۲۴ | حضرت ذوالنون مصری | 206 | ۳۵۸ | البحری نحوی | 178 |
| ۴۲۵ | دعبل بن علی | 207 | ۳۵۹ | ابودلف عجمی | 179 |
| ۴۲۵ | احمد بن الحواری | 208 | ۳۶۱ | معتصم باللہ کے حالات | 180 |
| ۴۲۶ | آپ کے اقوال | 209 | ۳۶۳ | ہارون الواثق بن المعتصم کی خلافت | 181 |
| ۴۲۷ | متوکل علی اللہ کے حالات | 210 | ۳۶۳ | مشہور درویش حضرت بشر حانی کی وفات | 182 |
| ۴۲۹ | محمد المنتصر بن المتوکل کی خلافت | 211 | ۳۶۳ | آپ کے اقوال | 183 |
| ۴۳۰ | ابو عثمان مازنی نحوی | 212 | ۳۶۵ | ابو تمام طائی شاعر | 184 |
| ۴۳۲ | اس کے بہترین اقوال | 213 | ۳۶۹ | عبد اللہ بن طاہر بن حسین کی وفات | 185 |

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

البدایة والنہایة (جلد دہم)

www.KitaboSunnat.com

ولید بن یزید بن عبد الملک کی خلافت

واقعی کا بیان ہے کہ ولید کی بیعت خلافت اس کے چچا ہشام بن عبد الملک کی وفات کے روز ۶ ربیع الاول ۱۲۵ھ کو بدھ کے روز ہوئی اور ہشام الکلی کا بیان ہے کہ اس کی بیعت ربیع الآخر میں ہفتہ کے روز ہوئی اور اس وقت اس کی عمر ۳۴ سال تھی اور اس کے حکمران بننے کا سبب یہ تھا کہ اس کے باپ یزید بن عبد الملک نے اپنے بعد اپنے بھائی ہشام کو امیر مقرر کیا تھا۔ پھر اس کے بعد اپنے بیٹے ولید کو مقرر کیا تھا۔ پس جب ہشام حکمران بنا تو اس نے اپنے اس بھتیجے ولید کی عزت افزائی کی حتیٰ کہ اس پر شراب نوشی برے ہم نشینوں اور لبو و لعب کی مجالس نے غلبہ پالیا۔ ہشام نے اسے ان باتوں سے روکنا چاہا اور اس نے ۱۱۷ھ میں اسے امیر جج مقرر کر دیا اور وہ اپنے چچا سے خفیہ طور پر شکاری کتے بھی اپنے ساتھ لے گیا، کہتے ہیں کہ وہ انہیں صند قوتوں میں ڈال کر لے گیا اور ان میں سے ایک صندوق جس میں کتا تھا گر پڑا اور اس نے اس کی آواز سنی تو انہوں نے اسے اونٹوں پر لاد دیا تو اس نے اس سے روک دیا۔

مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ ولید نے کعبہ کی مقدار کے برابر ایک خیمہ بنایا اور اس کا ارادہ تھا کہ وہ اس خیمہ کو کعبہ کی سطح کے اوپر نصب کرے گا اور وہ اور اس کے احباب وہاں بیٹھیں گے اور وہ اپنے ساتھ شراب اور لبو و لعب کے آلات اور دیگر ناپسندیدہ چیزیں بھی لے گیا اور جب وہ مکہ پہنچا تو وہ کعبہ کی چھت پر بیٹھنے اور لوگوں کے اعتراضات کے خوف کے باعث اپنے ارادے پر عمل کرنے سے ڈر گیا اور جب اس کے چچا کو اس کے بارے میں ان باتوں کا یقین ہو گیا تو اس نے اسے کئی بار منع کیا مگر وہ باز نہ آیا اور اپنی بری حالت اور برے افعال پر قائم رہا پس اس کے چچا نے اسے خلافت سے معزول کر دینے کا ارادہ کر لیا اور کاش وہ ایسا کرتا اور یہ کہ وہ اس کے بعد سلمہ بن ہشام کو حکمران بنا دے اور امراء کی ایک جماعت اور اس کے ماموؤں اور اہل مدینہ اور دیگر لوگوں نے اس کی اس بات کو قبول کر لیا اور کاش یہ بات تکمیل کو پہنچتی لیکن وہ اس کام کو کھینک طور پر نہ کر سکتی کہ ہشام نے ایک روز ولید سے کہا تو بلاک ہو جائے خدا کی قسم مجھے معلوم نہیں کہ تو اسلام پر قائم بھی ہے یا نہیں بلاشبہ اس نے بے خوف اور بے پرواہ ہو کر ہر برائی کا ارتکاب کیا تو ولید نے اسے لکھا: -

”اے وہ شخص جو ہمارے دین کے بارے میں سوال کر رہا ہے میرا دین ابو شاکر کے دین پر ہے ہم اسے کبھی خالص اور گرم پانی کے ساتھ اور کبھی نیم گرم پانی کے ساتھ پیتے ہیں“

اُس ہشام اپنے بیٹے مسلمہ رضی اللہ عنہما کو ابوشاکر کے نام سے موسوم تھا اور اسے کہنے لگا تو یزید بن ولید کی مانند جلتا اور میں تجھے خلافت تک لے جانا چاہتا ہوں اور اس نے اسے ۱۱۹ھ میں امیر مقرر کیا اور اس نے زید و قار کا رنج و غم اور مدینہ میں اموال تقسیم کیے تو اُن مدینہ کے غلام نے کہا:

”اے شخص جو ہمارے دین کے بارے میں سوال کر رہا ہے ہم ابوشاکر کے دین پر ہیں جو ہم سو گھوڑوں کو رسواں سے بخش دیتا ہے اور وہ زندیق اور کافر نہیں ہے۔“

اور ولید کے فواحش و منکرات کے ارتکاب کے باعث ہشام اور ولید بن یزید کے درمیان سخت رنجش پیدا ہو گئی اور ہشام اس سے بگڑ گیا اور اس نے اسے معزول کرنے اور اپنے بیٹے مسلمہ کو ولی عہد بنانے کا عزم کر لیا۔ پس ولید اسے چھوڑ کر صحرا کی طرف بھاگ گیا اور دونوں ایک دوسرے کے ساتھ نازیبا مرسلت کرنے لگے اور ہشام اسے سخت ڈرانے دھمکانے لگا اور اس کی مسلسل یہی کیفیت رہی حتیٰ کہ ہشام فوت ہو گیا اور ولید صحرا ہی میں تھا اور جس رات کی صبح کو وہ آیا وہ ردائے خلافت زیب تن کیے ہوئے تھا اور اس شب کو ولید کو بہت اضطراب تھا اور اس نے اپنے ایک ساتھی سے کہا تو ہلاک ہو جائے آج شب میں بہت مضطرب ہوں سوار ہو جاؤ شاید ہم خوش ہو جائیں پس وہ دو میل تک ہشام کے متعلق اور جو اس سے تہدید و عہد کے خطوط اسے لکھے تھے ان کے بارے میں گفتگو کرتے چلے گئے پھر انہوں نے دور سے شور و شغب اور گردوغبار کو دیکھا پھر ایلچیوں سے اس بات کا پتہ چلا کہ وہ اسے حکمران بنانا چاہتے ہیں تو اس نے اپنے ساتھی سے کہا تو ہلاک ہو جائے یہ ہشام کے ایلچی ہیں اے اللہ! ہمیں ان سے بھلائی عطا کر اور جب ایلچی اس کے نزدیک آئے اور انہوں نے اسے دیکھا تو وہ زمین پر پاپیادہ چلنے لگے اور انہوں نے آکر اسے سلام خلافت کیا تو وہ حیران ہو کر کہنے لگا تم ہلاک ہو جاؤ کیا ہشام فوت ہو گیا ہے؟ انہوں نے کہا ہاں اس نے پوچھا تمہیں کس نے بھیجا ہے؟ انہوں نے کہا دیوان الرسائل کے افسر سالم بن عبد الرحمن نے اور انہوں نے اسے خط دیا جسے اس نے پڑھا پھر اس نے ان سے لوگوں کے حالات دریافت کیے اور یہ کہ اس کے چچا ہشام نے کیسے وفات پائی ہے انہوں نے اسے بتایا تو اس نے فوری طور پر ہشام کے ان اموال و ذخائر کی حفاظت کے متعلق خط لکھا جو رصافہ میں تھے اور کہنے لگا:

”کاش میں زندہ رہتا حتیٰ کہ وہ اپنے پیانے کو بھرا ہوا دیکھتا۔ ہم نے اسے اسی صاع کے ساتھ ماپ کر دیا ہے جس سے اس نے ماپا ہے اور ہم نے اسے ایک انگلی بھی کم نہیں دیا اور ہم نے یہ کوئی نیا کام نہیں کیا اور قرآن نے یہ سب کچھ میرے لیے جائز قرار دیا ہے۔“

اور زہری ہشام کو ولید کی معزولی کی ترغیب دیا کرتا تھا اور اس معاملے میں اسے برا سمجھتا تھا اور ہشام لوگوں میں رسوائی کے خوف سے اس بات سے شرماتا تھا نیز اس لیے کہ اس کی وجہ سے فوجوں کے دلوں میں بگاڑ نہ پیدا ہو جائے اور ولید زہری کی اس حرکت کو سمجھتا تھا اور اس سے بغض رکھتا تھا اور اسے ڈراتا دھمکتا رہتا تھا اور زہری اسے کہتا تھا اے فاسق خدا تجھے مجھ پر مسابا نہیں کرے گا۔ پھر زہری ولید کی حکومت سے قبل ہی فوت ہو گیا پھر ولید اپنے چچا کو چھوڑ کر صحرا کی طرف بھاگ گیا اور وہیں رہا حتیٰ کہ وہ فوت ہو گیا۔ پس اس نے اپنے چچا کے اموال کی محافظت کی پھر جلدی سے صحرا سے سوار ہو کر دمشق گیا اور عمال کو مقرر کیا

اور آفاق سے اس کے یاس لوگوں کی بیعت آگئی اور فو د بھی اس کے یاس آئے اور مروان بن محمد جو اس وقت آرمینیا کا نائیب تھا نے اسے خط لکھا جس میں اسے اس بات کی مبارکباد دی کہ اللہ نے اسے اپنے بندوں پر خلیفہ بنایا ہے اور اپنے ممالک پر اسے اختیار دیا ہے اس نے اسے ہشام کی موت پر اور اس پر کامیابی حاصل کرنے اور اس کے مسائل و ذخائر پر متصرف ہونے پر بھی مبارکباد دی اور اس نے اسے یہ بھی بتایا کہ اس نے اپنے علاقے میں اس کے لیے از سر نو بیعت لی ہے اور لوگ اس سے بہت خوش ہونے ہیں اور اگر سرحد کے بارے میں اسے خدشہ نہ ہو تو وہ اس پر نائیب مقرر کر کے اور سوار ہو کر اس کے دیدار سے شاد کام ہوتا۔ پھر ولید نے بظاہر لوگوں میں اچھی روش اختیار کی اور ہر پانچ مجزوم اور اندھے کو ایک خادم دینے کا حکم دیا اور اس نے مسلمانوں کے عیال کے لیے بیت المال سے خوشبوئیں اور تحائف نکالے اور لوگوں کے عطیات میں اضافہ کر دیا خصوصاً اہل شام اور فو د کے عطیات میں اضافہ کیا اور وہ قابل تعریف تھی اور بہت اچھا شاعر تھا اس نے کبھی بھی سوال کرنے پر ’نہ‘ نہیں کہا۔

وہ اپنے اشعار میں اپنی سخاوت کی تعریف کرتے ہوئے کہتا ہے:

”اگر مجھے رکاوٹیں نہ روکیں تو میں تمہیں ضمانت دیتا ہوں کہ عنقریب تم سے دور ہو جائیں گی اور عنقریب تمہیں دوسرا پھل اور اضافہ بھی اکٹھا مل جائے گا اور میری طرف سے عطیات بھی ملیں گے تمہارا رجسٹر اور عطیہ محفوظ ہے جسے کا تب ایک ماہ تک لکھتے اور طبع کرتے رہتے ہیں۔“

اور اسی سال ولید نے اپنے بیٹے الحکم اور پھر عثمان کے لیے بیعت لی کہ وہ اس کے بعد ولی عہد ہوں گے اور اس نے عراق و خراسان کے امیر یوسف بن عمر کی طرف بیعت کا پیغام بھیجا اور اس نے اسے خراسان کا نائیب نصر بن سيار کے پاس بھیج دیا اور اس کے متعلق نصر نے ایک زبردست لمبی تقریر کی جسے مکمل طور پر ابن جریر نے بیان کیا ہے اور مشارق و مغارب کے ممالک میں ولید کی حکومت مضبوط ہو گئی اور اس کے بعد اس کے دونوں بیٹوں کی اطراف میں بیعت لی گئی اور ولید نے نصر بن سيار کو لکھا کہ وہ خراسان کا بااختیار امیر ہے پھر یوسف بن عمر ولید کے پاس آیا تو اس سے مطالبہ کیا کہ وہ خراسان کی حکومت کو اسے واپس دے دے تو اس نے اسے واپس کر دیا اور اس کی پوزیشن وہی ہو گئی جو ہشام کے زمانے میں تھی اور یہ کہ نصر بن سيار اور اس کے نائبین اس کے ماتحت ہوں گے۔ اس موقع پر یوسف بن عمر نے نصر بن سيار کو لکھا کہ وہ اپنے اہل و عیال کا ایک وفد امیر المؤمنین کے پاس بھیجے اور بکثرت بدایا اور تحائف بھی اپنے ساتھ لے جائے۔

پس نصر بن سيار نے ایک ہزار غلاموں اور ایک ہزار لونڈیوں تلور بہت سے سونے چاندی کے لوٹوں اور دیگر تحائف کو گھوڑوں پر لاد دیا اور ولید نے اسے لکھا کہ وہ جلدی سے جائے اور اس سے یہ بھی مطالبہ کیا کہ وہ اپنے ستار برسط، گلوکارائیں اور سبک رفتار ترک گھوڑے اور دیگر آلات طرب و عیش بھی لے جائے۔ پس لوگوں نے اس کی اس بات کو ناپسند کیا اور اسے بھی ناپسند کیا اور نجومیوں نے نصر بن سيار سے کہا بلاشبہ عنقریب شام میں فتنہ برپا ہونے والا ہے پس وہ چلنے میں دیر کرنے لگا اور ابھی وہ راستے ہی میں تھا کہ ایلچیوں نے اسے آ کر بتایا کہ خلیفہ ولید قتل ہو گیا ہے اور شام میں لوگوں کے درمیان بڑا فتنہ پیدا ہو گیا ہے تو وہ تمام سامان سمیت ایک شہر میں جا کر اقامت پذیر ہو گیا اور اسے اطلاع ملی کہ یوسف بن عمر عراق سے بھاگ گیا ہے اور حالات

خبر آئی ہو گئے ہیں اور یہ سب کچھ خلیفہ کے قتل ہونے کے باعث ہوا تھا جیسا کہ ہم ابھی بیان کریں گے۔

اور اسی سال ولید نے یوسف بن محمد بن یوسف ثقفی کو مکہ مدینہ اور طائف کا گورنر بنایا اور اسے حکم دیا کہ وہ ہشام بن عبدالملک کو مدینہ کے بیٹوں ابراہیم اور محمد کو ذلیل کر کے مدینہ میں ختم کرے کیونکہ وہ ہشام کے ماموں ہیں پھر وہ ان دونوں کو عراق کا نائب یوسف بن عمر کے پاس بھیج دے۔ سو اس نے اس دونوں کو اس کے پاس بھیج دیا اور وہ مسلسل انہیں عذاب دیتا رہا حتیٰ کہ وہ مرتے اور اس نے ان دونوں سے بہت سے سوال لے لیے اور اسی سال میں اس نے یوسف بن محمد بن یحییٰ بن سعید انصاری کو مدینہ کا قاضی بنایا اور اسی سال میں ولید بن یزید نے اپنے بھائی کے ساتھ اہل قبرص کی طرف فوج روانہ کی اور کہا انہیں اختیار دے دو جو چاہے شام کی طرف چلا جائے اور جو چاہے روم کی طرف چلا جائے۔ پس ان میں سے کچھ لوگوں نے شام میں مسلمانوں کی ہمسائیگی اختیار کر لی اور کچھ لوگ بلاد روم کی طرف چلے گئے۔

ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ بعض اہل سیر کے قول کے مطابق اس سال میں سلیمان بن کثیر مالک بن ابیہم لاہر بن قریظہ اور قحطیہ بن شیبہ نے محمد بن علی سے ملاقات کی اور اسے ابو مسلم کا واقعہ سنایا۔ اس نے پوچھا کیا وہ آزاد ہے یا نہیں؟ انہوں نے کہا اس کا اپنا خیال ہے کہ وہ آزاد ہے اور اس کے آقا کا خیال ہے کہ وہ اس کا غلام ہے پس انہوں نے اسے خرید کر آزاد کر دیا اور محمد بن علی کو انہوں نے دو لاکھ درہم اور تیس ہزار کی پوشاکیں دیں اور اس نے کہا شاید تم اس سال کے بعد مجھے نہیں ملو گے پس اگر میں مر جاؤں تو ابراہیم بن محمد یعنی اس کا بیٹا تمہارا آقا ہوگا بلاشبہ وہ تمہارا بیٹا ہے اور میں تمہیں اس کے بارے میں وصیت کرتا ہوں اور محمد بن علی اس سال کے ماہ ذوالقعدہ میں اپنے باپ کے سات سال بعد فوت ہو گیا اور اسی سال یحییٰ بن زید بن علی خراسان میں قتل ہو گیا اور اس سال مکہ مدینہ اور طائف کے امیر یوسف بن محمد ثقفی نے لوگوں کو جمع کروایا اور عراق کا یوسف بن عمر تھا اور خراسان کا امیر نصر بن سیار تھا اور وہ وفود کے ساتھ امیر المؤمنین ولید بن یزید کی جانب ہدایا و تحائف کے ساتھ جانے کا ارادہ کیے ہوئے تھا مگر ولید اس کی ملاقات سے پہلے ہی قتل ہو گیا۔

اس سال میں وفات پانے والے عیان

محمد بن علی:

ابن عبداللہ بن عباس ابو عبداللہ المدنی جو سفاح اور منصور کا باپ تھا اس نے اپنے باپ اور دادا حضرت سعید بن جبیر اور ایک جماعت سے روایت کی ہے اور اس نے ایک جماعت سے روایت کی جس میں اس کے دونوں بیٹے جو خلیفہ ہیں یعنی ابو العباس عبداللہ السفاح اور ابو جعفر عبداللہ المنصور بھی شامل ہیں اور حضرت محمد بن الحنفیہ نے اپنے بعد اس کے لیے امارت کی وصیت کی تھی اور آپ کے پاس اخبار کا علم بھی تھا پس آپ نے اسے بشارت دی کہ عنقریب تیرے بیٹوں کو خلافت ملے گی اور اس نے ۸۷ھ میں اپنی طرف دعوت دی اور دن بدن اس کا معاملہ بڑھتا گیا حتیٰ کہ اس سال میں اس کی وفات ہو گئی اور بعض کا قول ہے کہ اس سے پہلے سال ہوئی اور بعض کہتے ہیں کہ اس کے بعد والے سال میں ۳۳ سال کی عمر میں ہوئی اور وہ بڑا خوبصورت تھا اور اس نے اپنے بیٹے ابراہیم کے لیے امارت کی وصیت کی مگر اس کے بیٹے سفاح کے لیے حکومت مضبوط ہو گئی پس اس نے ۱۳۲ھ

حافظ ابن عساکر نے بیان کیا ہے کہ اسے ولید بن مسلم، معتقل بن زیاد و محمد بن کثیر اور بشر بن بکر نے بحوالہ اوزاعی روایت کیا ہے اور انہوں نے اس کے استاد میں حضرت عمر رضی اللہ عنہما کا ذکر نہیں کیا اور اسے مرسل بیان کیا ہے اور ابن شیر نے حضرت سعید بن المسیب کا ذکر نہیں کیا پھر اس نے اس کے تمام طرق کو اس کے اسانید و المناظر کے ساتھ بیان کیا ہے اور پہلی کتاب سے بیان کیا گیا ہے کہ انہوں نے اسے مرسل حسن کہا ہے پھر انہوں نے محمد کے طریق سے عن محمد بن عمر بن عطاء عن زید بن بنت ام سلمہ عن امہا بیان کیا ہے وہ بیان کرتی ہیں کہ حضرت نبی کریم ﷺ تشریف لائے تو میرے پاس آل مغیرہ کا ایک لڑکا ولید نام موجود تھا۔ آپ نے دریافت کیا اے ام سلمہ یہ کون ہے؟ حضرت ام سلمہ نے کہا یہ ولید ہے۔ حضرت نبی کریم ﷺ نے فرمایا تم نے ولید کو اچھا بنا لیا ہے اس کے نام کو تبدیل کر دو بلاشبہ عنقریب اس امت میں ایک فرعون ہو گا جسے ولید کہا جائے گا۔

اور ابن عساکر نے عبد اللہ بن محمد مسلم کی حدیث سے روایت کی ہے کہ محمد بن غالب انطاکی نے ہم سے بیان کیا ہے کہ محمد بن سلیمان بن ابی داؤد نے ہم سے بیان کیا کہ صدقہ نے عن ہشام بن الغفار عن مکحول عن ابی ثعلبہ الخشنی عن ابی عبیدۃ بن الجراح عن النبی ﷺ ہم سے بیان کیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ:

”یہ حکومت مسلسل انصاف پر قائم رہے گی حتیٰ کہ بنی امیہ کا ایک شخص اس میں رخنہ اندازی کرے گا۔“

اس کا قتل اور اس کی حکومت کا زوال:

یہ شخص اعلانیہ فواجش کا ارتکاب کرتا تھا اور ان پر مصر تھا اور محارم البہیہ کی بے حرمتی کرنے والا تھا، کسی معصیت سے نہیں رکتا تھا اور بسا اوقات بعض نے اس پر زندقہ اور بے دینی کی تہمت بھی لگائی ہے واللہ اعلم۔ لیکن معلوم ہوتا ہے کہ وہ شاعر بے حیا اور معاصی کا مرتکب تھا۔ وہ کسی گناہ سے باز نہیں رہتا تھا اور نہ خلافت سے قبل اور نہ اس کے بعد کسی سے شرم محسوس کرتا تھا۔ روایت ہے کہ اس کا بھائی مہران بھی ان لوگوں میں شامل تھا جنہوں نے اس کے قتل کے بارے میں چغلی کی تھی اس نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ بہت شراب نوش اور بے حیا فاسق تھا اور اس نے میرے نافرمان نفس کو برا بیچھتا کیا اور المعانی بن زکریا نے عن ابن ورید عن ابی حاتم المعتضی نے بیان کیا ہے کہ ولید نے ایک خوبصورت نصرانی عورت کو دیکھا جس کا نام سفری تھا اور اس نے اسے پسند کر لیا اور اس نے اسے گناہ کی ترغیب دینے کے لیے آدمی بھیجا مگر اس نے اس کی بات نہ مانی پس اس نے اس سے اصرار کیا اور اس سے عشق کرنے لگا مگر وہ رام نہ ہوئی۔ اتفاق سے نصاریٰ اپنی ایک عید کے لیے اپنے ایک گرجا میں جمع ہوئے تو ولید بھی وہاں ایک باغ میں چلا گیا اور بھیس بدل لیا اور ظاہر کیا کہ وہ پاگل ہے۔ پس عورتیں اس گرجا سے نکل کر اس باغ کی طرف آئیں اور انہوں نے اسے دیکھ کر اسے گھیر لیا اور وہ سفری سے گفتگو کرنے لگا اور اس سے ہنسی کرنے لگا وہ اسے پہنچاتی نہ تھی حتیٰ کہ اس نے اس کی طرف دیکھ کر اپنا دل ٹھنڈا کر لیا اور جب وہ واپس ہوئی تو اس سے پوچھا گیا تو ہلاک ہو جائے کیا تجھے معلوم ہے کہ یہ شخص کون ہے؟ اس نے کہا نہیں اسے بتایا گیا یہ ولید ہے اور جب اسے یقین ہو گیا تو اس کے بعد وہ اس پر مہربان ہو گئی اور وہ اس کے مہربان ہونے سے قبل ہی اس پر بڑا مہربان تھا اور ولید نے اس بارے میں یہ اشعار کہے ہیں:

”اے ولید اپنے غمزدہ دل کو نوش کر جو قدیم سے خوبصورت عورتوں کا شکاری ہے۔ اس خوبصورت رخسار اور نرم و نازک عورت کی محبت نے بارے میں دن کو نوش کر ڈھونڈ کے روز ہمارے لیے گر جاسے خوددار ہوئی ایسی بیوہ اسے عاشق کی آنکھوں سے دیکھتا رہا حتیٰ کہ میں نے اسے لکڑی کو بوسہ دیتے دیکھا یعنی صلیب کی لکڑی کو میری جان ہلاک ہو تم میں سے کس نے صلیب کی مانند مجھ کو دیکھا ہے؟ پس میں نے اپنے رب سے دعا کی کہ میں اس کی جگہ دو باؤں اور میں جنم کے شعلوں میں ایندھن بن جاؤں۔“

اور جب لوگوں کو اس کے حال کا علم ہو گیا اور اس کا معاملہ نمایاں ہو گیا تو اس نے اس عورت کے بارے میں کہا اور بعض کا قول ہے کہ یہ اس کے خلیفہ بننے سے پہلے کا واقعہ ہے۔

”اے سفری تیری شراب کے کیا کہنے خواہ یہ بات کہی جائے کہ میں نصرانی ہو گیا ہوں اور ہمارے لیے یہ معمولی بات ہے کہ ہم دن بھر رات تک اکٹھے رہیں اور ظہر و عصر نہ پڑھیں۔“

قاضی ابوالفرج المعانی بن زکریا الجریری نے جو ابن طراز النہروانی کے نام سے مشہور ہیں ان باتوں کے بیان کرنے کے بعد کہا ہے کہ ولید کی اس قسم کی بے حیائی، عیاشی اور دینی کمزوری کی باتیں ہیں جن کا بیان طویل ہے اور ہم نے اس کے منظوم اشعار میں جو کفر و ضلال کی ریک باریں آئی ہیں ان کی مخالفت کی ہے اور ابن عساکر نے اپنی سند سے روایت کی ہے کہ ولید نے سنا کہ حیرہ میں ڈینگیں مارنے والا شراب فروش ہے تو وہ اس کے پاس گیا اور اس سے تین رطل شراب لے کر پی گیا اور وہ گھوڑے پر سوار تھا اور اس کے دو ساتھی بھی اس کے ساتھ تھے اور جب وہ واپس ہوا تو اس نے شراب فروش کو پانچ سو دینار دینے کا حکم دیا اور قاضی ابوالفرج نے بیان کیا ہے کہ ولید کے بہت سے واقعات ہیں جنہیں مورخین نے ایک مجموعہ میں اکٹھا کر دیا ہے اور میں نے بھی اس کی سیرت و حالات کے کچھ واقعات اور اس کے اشعار کو جن سے اس کی جرأت، حماقت و سفاقت، بیہودگی، بے حیائی اور دینی کمزوری واضح ہوتی ہے جمع کیا ہے اور اس نے قرآن کے عیوب کی جو صراحت کی ہے اور جس نے اسے اتارا ہے اور جس پر اتارا ہے اس کے کفر کی جو وضاحت کی ہے اسے بھی جمع کیا ہے اور میں نے اسے کمزور اشعار کا مضبوط اشعار کے ساتھ معارضہ کیا ہے اور اس کے باطل کا حق کے ساتھ مقابلہ کیا ہے اور میں نے رضائے الہی اور اس کی مغفرت کی امید کی ہے۔

اور ابو بکر بن خیشمہ نے بیان کیا ہے کہ سلیمان بن ابی شیخ نے ہم سے بیان کیا کہ صالح بن سلیمان نے ہم سے بیان کیا کہ ولید بن یزید نے حج کا ارادہ کیا اور کہنے لگا میں کعبے کی چھت کے اوپر شراب نوش کروں گا اور لوگوں نے ارادہ کیا کہ جب وہ نکلے تو اسے قتل کر دیں پس انہوں نے خالد بن عبد اللہ القسری کے پاس آ کر اس سے مطالبہ کیا کہ وہ بھی ان کے ساتھ ہو تو اس نے انکار کر دیا انہوں نے اسے کہا ہماری یہ بات پوشیدہ رکھنا، اس نے کہا بہت اچھا یہ بات پوشیدہ رہے گی اس نے ولید کے پاس آ کر کہا باہر نہ نکلنا مجھے تمہارے بارے میں خدشہ ہے اس نے پوچھا وہ کون لوگ ہیں جن کے متعلق تھے میرے بارے میں خدشہ ہے اس نے کہا میں ان کے بارے میں تھے نہیں بتاؤں گا۔ اس نے کہا اگر تو نے مجھے ان کے متعلق نہ بتایا تو میں تجھے یوسف بن عمر کے پاس بھیجا دوں گا اس نے کہا خواہ تو مجھے یوسف بن عمر کے پاس بھیج دے میں نہیں بتاؤں گا۔ پس اس نے اسے یوسف کے پاس بھیج دیا اور

اس نے اسے سزا دی تھی کہ اسے قتل کر دیا اور ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ جب اس نے اسے ان کے متعلق بتانے سے انکار کر دیا تو اس نے اسے قید کر دیا پھر اسے یہاں تک لے گیا کہ اس سے عراق کے اموال واپس لے لیں۔ اس نے اسے قتل کر دیا اور یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ: جب یہ یث ولید کے پاس گیا تو اس نے سعد بن عبداللہ القسری کو اس سے پیچھا لاکھ میں خرید لیا تاکہ وہ اس کے اموال لے لے پس وہ مسلسل اسے سزا دیتا رہا اور اس کے اموال لیتا رہا حتیٰ کہ اس نے اسے قتل کر دیا۔ پس اہل یمن اس کے قتل سے براغور و غصہ ہو گئے اور انہوں نے اس کے خلاف بغاوت کر دی۔

زیر بن بکار نے بیان کیا ہے کہ معصب بن عبداللہ نے ہم سے بیان کیا کہ میں نے اپنے باپ کو کہتے ہوئے سنا کہ میں مہدی کے پاس تھا کہ اس نے ولید کا ذکر کیا تو مجلس میں سے ایک شخص نے کہا وہ زندیق تھا، مہدی نے کہا اس کے پاس اللہ کی جو خلافت تھی وہ اس امر سے بہت بڑی ہے کہ اسے زندیق بنا دے۔

اور احمد بن عمیر بن حوصاء دمشقی نے بیان کیا ہے کہ عبدالرحمن بن الحسن نے ہم سے بیان کیا کہ وہ ولید بن مسلم نے ہم سے بیان کیا کہ حصین بن ولید نے بحوالہ زہری بن ولید ہم سے بیان کیا وہ کہتے ہیں کہ میں نے ام الدرداء کو کہتے سنا کہ جب عراق اور شام کے درمیان بنی امیہ کا نوجوان خلیفہ مظلوم طور پر قتل ہوگا تو ہمیشہ اس کی اطاعت پوشیدہ رہے گی اور سطح ارض پر ناحق خون بہایا جائے گا یہ قول ابو جعفر جریر طبری کا ہے۔

یزید بن ولید ناقص کا ولید بن یزید کو قتل کرنا:

ہم نے ولید بن یزید کی بے حیائی اور فسق و عیاشی کے چند واقعات بیان کئے ہیں اور خلافت سے قبل اور بعد اس کے نمازوں میں سستی کرنے اور دین کے احکام کا استخفاف کرنے کے واقعات بھی بیان کئے گئے ہیں۔ بلاشبہ خلافت میں اس کے شر اور لہو و لذت اور شکار کے لیے سوار ہونے اور نشہ آور چیزوں کے پینے اور فساق کے ساتھ شراب نوشی کرنے میں اضافہ ہوا ہے اور خلافت نے اسے پہلے بھی زیادہ سرکش اور مغرور بنا دیا اور یہ بات امراء رعیت اور افواج پر گراں گزری اور انہوں نے اسے شدید ناپسند کیا اور اس نے سب سے زیادہ ظلم اپنی جان پر کیا حتیٰ کہ وہ ہلاک ہو گیا اور اس نے یمانیت کے خراب کرنے کے ساتھ ساتھ جو خراسان کی سب سے بڑی فوج تھی اپنے چچا کے بیٹوں ہشام اور ولید بن عبدالملک کو بھی اپنے خلاف کر لیا اور اس لیے ہوا کہ جب اس نے خالد بن عبداللہ القسری کو قتل کیا اور اسے اس کے قرض خواہ یوسف بن عمر کے سپرد کر دیا جو اس وقت عراق کا نائب تھا تو وہ اسے مسلسل سزا دیتا رہا حتیٰ کہ وہ ہلاک ہو گیا تو لوگ اس سے بگڑ گئے اور اس کے قتل نے انہیں تکلیف دی جیسا کہ ہم ابھی اس کے حالات میں بیان کریں گے۔

پھر ابن جریر نے اپنی سند سے روایت کی ہے کہ ولید بن یزید نے اپنے عم زاد سلیمان بن ہشام کو سو کوڑے مارے اور اس کا سر اور داڑھی مونڈھ دی اور اسے عمان کی طرف جلا وطن کر کے وہاں اسے قید کر دیا اور ولید کے قتل تک وہیں رہا اور اس نے اپنے چچا ولید بن عبدالملک کی آل کی لوٹنی کو قابو کر لیا اور اس کے بارے میں عمر بن ولید نے اس سے گفتگو کی تو اس نے کہا میں اسے واپس نہیں کروں گا اس نے کہا تب تمہاری فوج کے ارد گرد ہنہانے والے زیادہ ہو جائیں گے اور انہوں نے یزید بن ہشام کو قید کر دیا اور

اس کے دونوں بیٹوں الحکم اور عثمان کی بیعت کر لی حالانکہ وہ دونوں نابالغ تھے۔ پس یہ بات بھی لوگوں کو گراں گزری اور انہوں نے اسے نسیحت کی نگر اس نے نسیحت نہ پڑی اور انہوں نے اسے روکا اور وہ باز نہ آیا اور نہ بات قبول کی۔

المدائنی نے اپنی روایت میں کہا ہے کہ یہ بات لوگوں کو گراں گزری اور بنو ہاشم اور بنو ولید نے اس پر کفر و زندقت اور اپنے باپ نے بیٹوں کی امہات سے خلوت کرنے اور لواطت وغیرہ کی تہمت لگائی اور انہوں نے کہا اس نے ایک سوطوق بنائے ہیں اور ہر طوق پر بنی ہاشم کے کسی شخص کا نام ہے تاکہ وہ اسے اس کے ذریعے قتل کر دے اور انہوں نے اس پر زندقت کی تہمت لگائی اور ان میں سب سے زیادہ سخت کلامی کرنے والا یزید بن ولید بن عبد الملک تھا اور لوگ اس کے قول کی طرف بڑا جھکاؤ رکھتے تھے کیونکہ وہ زہد اور تواضع کا اظہار کرتا تھا اور کہتا تھا ہم ولید سے راضی نہیں ہو سکتے حتیٰ کہ لوگ حملہ کر کے اسے قتل کر دیں۔

مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ اس نے اس کی نگرانی کے لیے فضاہ اور یمانیہ کی ایک جماعت اور بہت سے بڑے بڑے امراء اور ولید بن عبد الملک کی آل کو مقرر کیا اور اس تمام بوجھ کا ذمہ دار اور اس کی طرف دعوت دینے والا یزید بن عبد الملک تھا جو بنی امیہ کے سادات میں سے تھا اور وہ دین و تقویٰ اور بھلائی کی طرف منسوب تھا پس لوگوں نے اس امر پر اس کی بیعت کر لی اور اس کے بھائی عباس بن ولید نے اسے منع کیا مگر اس نے اس کی بات نہ مانی اور کہنے لگا خدا کی قسم اگر مجھے تیرے بارے میں خدشہ نہ ہوتا تو میں تجھے بیڑیاں ڈال کر اس کے پاس بھیج دیتا اور اتفاق سے دمشق سے لوگوں کا خروج اس وبا کی وجہ سے ہوا جو وہاں پڑی ہوئی تھی اور نکلنے والوں میں امیر المؤمنین ولید بن یزید بھی اپنے اصحاب کی ایک پارٹی کے ساتھ جو دو سو آدمیوں پر مشتمل تھی دمشق کے بلند مقامات کی طرف نکلا اور یزید بن ولید کا کام بھی درست ہو گیا اور اس کا بھائی عباس اسے سختی سے اس کام سے روکتا رہا مگر وہ ماننا نہیں تھا اور اس بارے میں عباس نے کہا: میں تم کو ان فتنوں سے جو پہاڑوں کی مانند اڑے آتے ہیں پھرتیز ہو جاتے ہیں اللہ کی پناہ میں دیتا ہوں بلاشبہ لوگ تمہاری سیاست سے اکتا چکے ہیں۔ سو تم دین کے ستون کو مضبوطی سے پکڑ لو اور باز آ جاؤ تم بھڑیے قسم کے لوگوں کو اپنا گوشت نہ کھلاؤ اور بھیڑیوں کو جب گوشت کھلایا جائے تو وہ خوش حال ہو جاتے ہیں اور تم اپنے ہاتھوں سے اپنے پیٹ نہ پھاڑو پھر وہاں حسرت اور گھبراہٹ کوئی فائدہ نہ دے گی۔

اور جب یزید بن ولید کا معاملہ قوت پکڑ گیا اور بیعت کرنے والے لوگوں نے اس کی بیعت کر لی تو اس نے دمشق کا قصد کیا اور ولید کی غیر حاضری میں اس میں داخل ہو گیا اور رات کو اس کے اکثر باشندوں نے اصحاب کی ایک جماعت کے ساتھ پیادہ پا اس کے پاس گیا اور راستے میں انہیں شدید خطرہ لاحق ہوا۔ پس وہ اس کے پاس آئے اور رات کو اس کا دروازہ کھٹکھٹایا پھر اندر داخل ہو گئے اور یزید نے اس بارے میں اس سے گفتگو کی تو معاویہ بن مصار نے اس کی بیعت کر لی۔ پھر یزید اسی شب کو القسناۃ کے راستے واپس دمشق آ گیا اور وہ سیاہ گدھے پر سوار تھا اور اس کے اصحاب نے قسم دی کہ وہ ہتھیاروں کے بغیر دمشق میں داخل نہ ہو۔ سو وہ اپنے کپڑوں کے نیچے ہتھیار پہن کر دمشق میں داخل ہو گیا اور ولید نے اپنی غیر حاضری میں دمشق پر عبد الملک بن محمد بن الحجاج بن یوسف ثقفی کو اپنا نائب مقرر کیا اور ابو العجاج کثیر بن عبد اللہ سلمیٰ کو سپرنٹنڈنٹ پولیس مقرر کیا اور جب جمعہ کی رات آئی تو یزید کے اصحاب مغرب و عشاء کے درمیان باب الفردیس کے پاس جمع ہوئے اور جب عشاء کی اذان ہوئی تو وہ مسجد میں داخل ہو گئے

اور جب مسجد میں ان کے سوا اور کوئی شخص باقی نہ رہا تو انہوں نے یزید بن ولید کو پیغام بھیجا وہ ان کے پاس آیا تو انہوں نے حجرے کا قصد کیا اور خادم نے ان کے لیے اسے کھول دیا وہ اندر داخل ہوئے تو انہوں نے ابو العاص کو مدبوش پایا۔ پس انہوں نے بیت المال کے خزانے اور ذخائر کو قابو کر لیا اور اسلحے سے طاقتور ہو گئے اور یزید نے شہر کے دروازوں کو بند کرنے کا حکم دیا اور یہ کہ انہیں واقف آدمی کے سوا کسی کے لیے کھولا نہ جائے سب لوگوں نے صبح کی تو قبائل کے لوگ ہر جانب سے آئے اور شہر کے دیوار دروازوں سے داخل ہو گئے اور ہر محلہ کے لوگ اپنے نزدیک دروازے پاس آ گئے اور یزید بن عبد الملک کی نصرت کے لیے فوج جمع ہو گئی اور ان سب نے اس کی بیعت خلافت کی اور ایک شاعر نے اس بارے میں کہا ہے:

”جب سردار گھرانوں کے سکا سک نے صبح کی تو ان کے مددگار ان کے پاس آ گئے اور بنو کلب ان کے پاس گھوڑوں اور سامان جنگ کے ساتھ آئے جو تلواروں، زرهوں اور بازو بندوں پر مشتمل تھا اور وہاں پرسنت کے مددگار قبائل کی عزت کی جنہوں نے ہر منکر کو اس کی حرکات سے روکا ہے اور شیمان اور ازداور عیس اور لخم حمایت اور دفاع کرنے والوں کے درمیان نیزے بلند کئے ہوئے ان کے پاس آئے اور غسان اور قیس اور تغلب کے دونوں قبیلے آئے اور ہرست رواد اور بے رغبت آدمی ان سے رکار با اور ابھی صبح نہیں ہوئی تھی کہ وہ حکومت والے بن گئے اور انہوں نے ہر سرکش اور اکر باز سے عہد و پیمان لے لیا۔“

اور یزید بن ولید نے عبدالرحمن بن مصادر کو دو سو سواروں کے ساتھ قطنہ کی طرف بھیجا کہ وہ اسے دمشق کے نائب عبد الملک بن الحجاج کے پاس لے آئیں اور اسے امان حاصل ہوئی اور وہاں قلعہ بند ہو چکا تھا وہ اس کے پاس گئے تو انہوں نے اس کے پاس دو توڑے پائے جن میں سے ہر ایک میں تیس ہزار دینار تھے پس وہ المرحمہ کے پاس سے گزرے تو ابن مصادر کے اصحاب نے کہا اس مال کو لے لے جو یزید بن ولید سے بہتر ہے اس نے کہا نہیں خدا کی قسم عرب یہ بیان نہیں کریں گے کہ میں پہلا خائن ہوں پھر وہ اسے یزید بن ولید کے پاس لائے تو اس نے اس مال سے جنگ کے لیے تقریباً دو ہزار سواروں کی فوج بنائی اور اسے اپنے بھائی عبدالعزیز بن ولید بن عبد الملک کے ساتھ ولید بن یزید کے پیچھے بھیجا کہ وہ اسے لے کر آئے اور ولید کا ایک غلام ایک تیز رفتار گھوڑے پر سوار ہوا اور اسے چلا کر اپنے آقا کے پاس رات کو لے گیا اور گھوڑا چلانے کے باعث مر گیا اور اس نے اسے اطلاع دی تو اس نے اس کی تصدیق نہ کی اور اسے مارنے کا حکم دے دیا۔ پھر متواتر اس کے پاس اطلاعات آنے لگیں اور اس کے ایک ساتھی نے اسے مشورہ دیا کہ وہ اپنے اس مقام کو چھوڑ کر حمص کی طرف منتقل ہو جائے کیونکہ وہ مضبوط و محفوظ مقام ہے۔ اور ابرش سعید بن ولید کلبی نے کہا تدمر میں میری قوم کے ہاں اتر جائیے مگر اس نے کسی بات کے قبول کرنے سے انکار کر دیا بلکہ اپنے دو سو سواروں کے ساتھ سوار ہو گیا اور یزید کے اصحاب نے اس کا قصد کیا اور راستے کے دوران ثقلہ مقام پر اسے ملے اور اسے پکڑ لیا اور ولید آ کر البھرا کے قلعے میں فروکش ہو گیا جو نعمان بن بشیر کا تھا اور عباس کا اپنی اس کے پاس آیا کہ میں تیرے پاس آ رہا ہوں اور وہ اس کے مددگاروں میں شامل تھا پس ولید نے اپنا تخت نکالنے کا حکم دیا اور اس پر بیٹھ کر کہنے لگا کیا لوگ مجھ پر حملہ کریں گے، حالانکہ میں شیر پر حملہ کرتا ہوں اور سانپوں کی پٹی بنا لیتا ہوں اور عبدالعزیز بن ولید اپنے ساتھیوں کے ساتھ آیا

اور دو ہزار سواروں میں سے اس کے ساتھ صرف آٹھ سو سوار آئے تھے پس انہوں نے صف بندی کی اور باہم شدید جنگ کی اور عباس کے اصحاب ہی ایک جماعت قتل ہو گئی اور ان کے سر ولید کے پاس لے جائے گئے حالانکہ عباس بن ولید ولید بن یزید کی مدد کے لیے آیا تھا پس اس کے بھائی عبدالعزیز نے اس کی طرف پیغام بھیجا اور اسے زبردستی لایا گیا حتیٰ کہ اس نے اپنے بھائی یزید بن ولید کی بیعت کر لی اور انہوں نے ولید بن یزید کے ساتھ جنگ کرنے پر اتفاق کر لیا اور جب لوگوں نے ان کے اجتماع کو دیکھا تو وہ ولید کے پاس سے بھاگ کر ان کے پاس چلے گئے اور ولید تھوڑے سے لوگوں میں ذلیل ہو کر رہ گیا اور اس نے قلعے کی پناہ لے لی اور انہوں نے اس کے پاس آ کر ہر جانب سے اس کا محاصرہ کر لیا اور ولید نے قلعے کے دروازے کے پاس آ کر پکارا مجھ سے کوئی شریف آدمی گفتگو کرے تو یزید بن عنبسہ سلسکی نے اس سے گفتگو کی تو ولید نے کہا کیا میں نے موت کو تم سے دور نہیں کیا؟ کیا میں نے تمہارے محتاجوں کو نہیں دیا؟ کیا میں نے تمہاری عورتوں کی خدمت نہیں کی؟ یزید نے کہا ہم محارم کی بے حرمتی کرنے، شراب نوشی کرنے اور اپنے باپ کے بیٹوں کی ماؤں سے نکاح کرنے اور احکام الہیہ کے استخفاف کرنے کی وجہ سے تجھے ملامت کرتے ہیں اس نے کہا اے سکا سک کے بھائی تیرے لیے یہی کافی ہے تو نے بہت کچھ کہہ دیا ہے اور حد سے بڑھ گیا ہے اور جو کچھ تو نے بیان کیا ہے اللہ تعالیٰ نے اس سے میرے لیے حلال کردہ چیزوں میں وسعت رکھی ہے۔

پھر اس نے کہا خدا کی قسم! اگر تم نے مجھے قتل کر دیا نہ تمہارا فتنہ بند ہوگا اور نہ تمہاری پراگندگی درست ہوگی اور نہ تم میں اتحاد ہوگا اور محل کی طرف واپس آ گیا اور بیٹھ گیا اور اپنے سامنے قرآن کریم رکھ لیا اور اسے کھول کر اس میں پڑھنے لگا اور کہنے لگا حضرت عثمانؓ کے دن کی طرح دن ہے اور اس نے تابعداری اختیار کر لی اور وہ لوگ دیوار پھاند کر اس کے پاس آ گئے اور سب سے پہلے یزید بن عنبسہ اس کے پاس آیا اور اپنے پہلو میں تلوار لگائے اس کی طرف بڑھا اور کہنے لگا ایک طرف ہو جاؤ ولید نے کہا اگر تو نے جنگ کا ارادہ کیا ہے تو وہ کسی اور جگہ ہوگی پس اس نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور وہ اسے قید کرنا چاہتا تھا تا کہ اسے یزید بن ولید کے پاس بھیج دیئے اور دس امراء جلدی سے ولید کی طرف بڑھے اور اس کے سر اور چہرے پر تلواریں مارنے لگے حتیٰ کہ انہوں نے اسے قتل کر دیا۔

پھر انہوں نے اسے پاؤں سے پکڑ کر باہر نکلانے کے لیے گھسیٹا تو عورتیں چلا اٹھیں تو انہوں نے اسے چھوڑ دیا اور ابو علقادہ قضاعی نے اس کا سر کاٹ لیا اور جو کچھ اس کے پاس تھا انہوں نے اس کی حفاظت کی اور دس آدمیوں کے ساتھ یزید کے پاس بھیج دیا جن میں منصور بن جہور، روح بن عقیل، بنی کلب کے کنانہ کا غلام بشر اور عبدالرحمن جس کا لقب وجہ الفلوس تھا شامل تھے اور جب وہ اس کے پاس پہنچے تو انہوں نے اسے ولید کے قتل کی خوشخبری دی اور اسے اسلام خلافت کہا تو اس نے ان دس آدمیوں میں سے ہر ایک کو دس دس لاکھ درہم دیئے اور روح بن بشر بن عقیل نے اسے کہا اے امیر المؤمنین فاسق ولید کے قتل سے خوش ہو جائیے تو اس نے اللہ کے حضور سجدہ شکر کیا اور فوجیں یزید کے پاس واپس آ گئیں اور سب سے پہلے یزید بن عنبسہ نے بیت کے لیے اس کا ہاتھ پکڑا تو اس نے اس کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ کھینچ لیا اور کہنے اے اللہ! اگر یہ تیری رضا مندی کے لیے ہے تو اس پر میری مدد کرنا اور اس نے ولید کا سر لانے والے کے لیے ایک لاکھ درہم کا انعام مقرر کیا ہوا تھا اور جب سر اس کے پاس لایا گیا اور یہ جمعہ کی شب تھی اور بعض بدھ کا دن بیان کرے ہیں تو اس وقت جمادی الآخرہ ۱۲۶ھ کی دو راتیں باقی تھیں یزید نے حکم دیا کہ اس کے سر کو نیزے پر

چڑھا کر شہر میں پھرایا جائے اسے کہا گیا کہ صرف خارجی کے سر کو نیزے پر چڑھایا جاتا ہے اس نے کہا قسم بخدا میں اسے ضرور نیزے پر چڑھاؤں گا۔ پس اس نے اسے شہر میں نیزے پر چڑھایا۔ پھر ایک ماہ تک ایک شخص کے پاس رکھ دیا پھر اسے اس کے بھائی سلیمان بن یزید کے پاس بھیج دیا اور اس کے بھائی نے اس کے لیے ہلاکت کی بدعا کرتے ہوئے کہا میں وہی دیتا ہوں کہ تو شراب نوشی ہے حیا اور فاسق تھا اور اس فاسق نے مجھے میرے نفس کے خلاف برا بھانتہ کرنا چاہا حالانکہ میں اس کا بھائی ہوں اور اس نے اسے برا نہیں سمجھا اور یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اس کا سر جامع دمشق کی مشرقی دیوار پر جو صحن کے ساتھ ہے مسلسل معلق رہا حتیٰ کہ بنی امیہ کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا اور بعض کا قول ہے کہ وہ اس کے خون کا نشان تھا اور قتل کے روز اس کی عمر ۳۶ سال تھی اور بعض ۳۸ اور بعض ۳۱ اور بعض ۳۲ اور بعض ۳۵ اور بعض نے ۴۶ سال بھی بیان کی ہے اور اس کی مدت حکومت مشہور قول کے مطابق ڈیڑھ سال تھی اور بعض نے ایک سال تین ماہ بیان کی ہے۔

ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ وہ سخت گرفت کرنے والا تھا اور اس کے پاؤں کی انگلیاں لمبی تھیں اس کے لیے زمین میں لوہے کی کیل لگائی جاتی اور اس کے ساتھ دھاگہ باندھ کر اسے اس کے پاؤں کے ساتھ باندھ دیا جاتا پھر وہ چھلانگ لگا کر گھوڑے پر سوار ہو جاتا اور گھوڑے کو مس تک نہ کرتا اور اس کے چھلانگ لگانے کے ساتھ ہی یہ کیل زمین سے اکھڑ جاتا۔

یزید بن ولید بن عبد الملک بن مروان کی خلافت

ولید بن یزید نے لوگوں کے عطیات میں جو اضافہ کیا تھا اسے کم کر دینے کی وجہ سے اس کو ناقص کا لقب دیا گیا ہے اور وہ دس دس عطیات تھے اور یہ انہیں ان عطیات پر واپس لے آیا جو انہیں ہشام کے زمانے میں ملتے تھے کہتے ہیں کہ سب سے پہلے یہ لقب اسے مروان بن محمد نے دیا اور ولید بن یزید کے قتل کے بعد اس کی بیعت خلافت ہوئی اور یہ جمعہ کی رات کا واقعہ ہے جب کہ اس سال کے جمادی الاخرہ کی دو راتیں باقی تھیں حتیٰ کہ بیعت ۱۲۱ھ تک ہوتی رہی اور اس سے قبل اس میں صلاح و تقویٰ پایا جاتا تھا۔ سب سے پہلے اس نے فوج کی اس رسد کو کم کیا جو ولید انہیں زائد دیتا تھا اور یہ ہر سال دس دس عطیے تھے اس وجہ سے اس کا نام ناقص رکھا گیا اور کہاوت میں بیان کیا جاتا ہے کہ زخمی سر والا اور ناقص بنی مروان کے دو انصاف پسند ظیفے ہیں یعنی حضرت عمر بن عبدالعزیز اور یہ۔ لیکن اس کی زندگی لمبی نہیں ہوئی اور یہ اس سال کے آخر میں فوت ہو گیا اور حالات خراب ہو گئے اور فتنے پھیل گئے اور بنی مروان کا اتحاد جاتا رہا۔

پس سلیمان بن ہشام جو عمان میں ولید کے قید خانے میں تھا اٹھا اور اس نے اس کے اموال و ذخائر پر قبضہ کر لیا اور دمشق آیا اور ولید پر لعنت کرنے لگا اور اس پر عیب لگانے لگا اور اس پر کفر کی تہمت لگانے لگا۔ پس یزید نے اس کی عزت کی اور اس کے وہ اموال اسے واپس کر دیے جو اس نے ولید سے لیے تھے اور یزید نے سلیمان کی بہن سے نکاح کر لیا اور وہ ام ہشام بنت ہشام تھی اور اہل حمص نے عباس بن ولید کے گھر پر جو ان کے ہاں تھا تیزی سے حملہ کر کے اسے گرا دیا اور اسکے اہل اور بیٹوں کو قید کر دیا اور وہ خود حمص سے بھاگ کر یزید بن ولید کے پاس دمشق پہنچ گیا اور اہل حمص نے ولید بن یزید کے خون کا بدلہ لینے کا اظہار کیا اور انہوں نے شہر کے دروازے بند کر دیے اور ولید پر نوحہ اور گریہ کرنے والی عورتیں کھڑی کیں اور فوجوں سے بدلہ لینے کے بارے

میں خط و کتابت کی اور فوج کی اکثریت نے اس شرط پر ان کی مات کو قبول کیا کہ الحکم بن ولید بن یزید غلیفہ ہو جس کے لیے اس نے عہد لیا ہوا ہے اور انہوں نے اپنے نائب مروان بن عبداللہ بن عبدالملک بن مروان کو معزول کر دیا پھر اسے اور اس کے بیٹے کو قتل کر دیا اور معاویہ بن یزید بن حسین کو اپنا امیر بنا لیا اور جب یزید بن ولید کو ان کے متعلق اطلاع ملی تو اس نے یعقوب بن ہانی کے ہاتھ انہیں خط لکھا اور خط کا مضمون یہ تھا کہ وہ دعوت دیتا ہے کہ امارت کا معاملہ شوریٰ سے طے ہو عمرو بن قیس نے کہا جب یہ معاملہ یونہی ہے تو ہم اپنے ولی عہد الحکم بن ولید سے راضی ہیں پس یعقوب نے اس کی داڑھی پکڑ لی اور کہنے لگا تو ہلاک ہو جائے اگر یہ شخص جس کی طرف تو دعوت دیتا ہے یتیم ہوتا اور تیری حفاظت میں ہوتا تو بھی تیرے لیے جائز نہ ہوتا کہ اس کا مال اسے دیتا پس امت کے معاملہ کو تو اس کے سپرد کیسے کرتا ہے؟ اور اہل حمص یزید بن ولید کے ایلچیوں پر پل پڑے اور انہوں نے انہیں اپنے درمیان سے نکال باہر کیا اور ابو محمد سفیان نے ان سے کہا اگر میں دمشق آتا تو وہ شخص بھی میرے بارے میں اختلاف نہ کرتے۔

پس وہ اس کے ساتھ سوار ہو کر دمشق کی طرف روانہ ہو گئے اور انہوں نے سفیان کو اپنا امیر بنا لیا اور سلیمان بن ہشام انہیں ایک بہت بڑی فوج کے ساتھ ملا جسے یزید نے اس کے ساتھ تیار کیا تھا اور اسی طرح اس نے عبدالعزیز بن ولید کو تین ہزار فوج کے ساتھ تیار کیا جو ثقیف العقاب کے پاس تھی اور اس نے ہشام بن مصاد کو پندرہ سو فوج کے ساتھ تیار کیا تاکہ وہ سلمیہ کی گھائی پر رہے پس اہل حمص روانہ ہو گئے اور انہوں نے سلیمان بن ہشام کی فوج کی بائیں جانب چھوڑا اور اس سے آگے بڑھ گئے اور جب سلیمان نے ان کے متعلق سنا تو وہ ان کی تلاش میں ان کے پیچھے گیا اور سلیمانہ کے پاس انہیں جلا ملا اور انہوں نے زمینوں کو اپنی دائیں جانب اور جبل کو اپنی بائیں جانب اور الحباب کو اپنے پیچھے رکھا اور اب ان کے پاس آنے کے لیے ایک ہی جانب باقی رہ گئی تھی اور انہوں نے وہاں پر گرمی میں باہم شدید جنگ کی اور فریقین کے بہت سے آدمی مارے گئے اسی دوران میں اچانک عبدالعزیز بن ولید اپنی فوج کے ساتھ آ گیا اور اس نے اہل حمص پر حملہ کر دیا اور ان کی فوج بکھر گئی حتیٰ کہ وہ اس ٹیلے پر چڑھ گیا جو ان کے وسط میں تھا اور انہیں شکست ہو گئی اور اہل حمص بھاگ گئے اور منتشر ہو گئے اور لوگوں نے انہیں قیدی بناتے اور قتل کرتے ہوئے ان کا تعاقب کیا۔ پھر انہوں نے ایک دوسرے کو آواز دی کہ اس شرط پر ان سے ہاتھ روکا جائے کہ وہ یزید بن ولید کی بیعت کریں اور اس نے ان میں سے ایک جماعت کو قیدی بنا لیا جس میں ابو محمد سفیانی اور یزید بن خالد بن معاویہ بھی شامل تھے۔

پھر سلیمان اور عبدالعزیز کوچ کر گئے اور غدراء میں اترے اور ان کے ساتھ فوجیں اور سرکردہ لوگ اور اہل حمص کے قیدیوں کے سرکردہ آدمی بھی تھے نیز تین سو آدمیوں کے قتل ہو جانے کے بعد جن لوگوں نے قید ہوئے بغیر ان کی بات کو قبول کیا وہ بھی ان کے ساتھ تھے وہ ان کے ساتھ یزید بن ولید کے پاس گئے تو اس نے ان کی طرف توجہ کی اور ان سے حسن سلوک کیا اور ان سے درگزر کیا اور انہیں عطیات دیئے خصوصاً ان کے اشراف کو اور جس شخص کو انہوں نے ناپسند کیا اسے ان پر امیر مقرر کر دیا اور وہ معاویہ بن یزید بن الحسین تھا اور وہ اس سے خوش ہو گئے اور وہ دمشق میں اس کے پاس اس کی سمع و اطاعت کرتے ہوئے اقامت پذیر ہو گئے۔

اور اسی سال میں اہل فلسطین نے یزید بن سلیمان بن عبدالملک کی بیعت کی اور اس کا سبب یہ تھا کہ وہاں بنو سلیمان کی

املاک تمہیں اور وہ انہیں چھوڑے رکھے تھے اور انہیں ان کے لیے خرچ کرتے تھے اور اہل فلسطین ان کی ہمسائیگی کو پسند کرتے تھے اور جب ولید بن یزید قتل ہو گیا تو اس جانب کے رئیس سعید بن روح بن زباب نے یزید بن سلیمان بن عبد الملک کو لکھا کہ وہ انہیں اپنی بیعت کی دعوت دے پس انہوں نے اس کی بیعت مان لی اور جب اہل اردن کو ان کے بارے میں اطلاع ملی تو انہوں نے بھی محمد بن عبد الملک بن مروان کی بیعت کر لی اور اسے اپنا امیر بنا لیا اور جب امیر المؤمنین یزید بن ولید کو ان کے متعلق اطلاع پہنچی تو اس نے سلیمان بن ہشام کے ساتھ اہل حمص اور دمشق کی افواج ان کی طرف بھیجیں جو سفینیانہ کے ساتھ تھے سو پہلے پہل اہل اردن نے ان سے مصالحت کر لی اور اطاعت کی طرف واپس آ گئے اور اسی طرح فلسطین نے کیا اور یزید بن ولید نے رملہ اور ان افواج کی امارت اپنے بھائی ابراہیم بن ولید کو لکھ بھیجی اور وہاں بادشاہت قائم ہو گئی اور امیر المؤمنین یزید بن ولید نے دمشق میں لوگوں سے خطاب کیا اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد کہا:

اے لوگو! خدا کی قسم میں دنیا کی حرص و طمع اور بادشاہت کی رغبت کی وجہ سے باہر نہیں نکلا اور نہ مجھے اپنی تعریف کا شوق ہے۔ میں اپنے نفس پر بہت ظلم کرنے والا ہوں۔ اگر میرے رب نے مجھ پر رحم نہ کیا تو میں ہلاک ہونے والا ہوں لیکن میں خدا اور اس کے رسول اور اس کے دین کے لیے غصہ کھا کر نکلا ہوں اور اللہ کی طرف اور اس کی کتاب کی طرف اور اس کے نبی محمد ﷺ کی سنت کی طرف دعوت دینے والا ہوں کیونکہ دین کی علامات کو منہدم کر دیا گیا ہے اور اہل تقویٰ کے نور کو بجھا دیا گیا ہے اور ہر حرمت کو جائز قرار دینے والا سرکش مخالف اور ہر بدعت کا ارتکاب کرنے والا ظاہر ہو گیا ہے۔ حالانکہ قسم بخدا وہ نہ کتاب کا مصدق ہے اور نہ یوم حساب کو ماننے والا ہے اور بلاشبہ وہ نسب میں میرا عزا دار اور حسب میں میرا ہمسر ہے اور جب میں نے ان باتوں کو دیکھا تو میں نے اس کے بارے میں اللہ سے استخارہ کیا اور میں نے اس سے دعا کی کہ وہ مجھے میرے نفس کے سپرد نہ کرے اور میں نے اپنی حکومت کے ان لوگوں کو جنہوں نے میری بات کو قبول کیا دعوت دی اور میں نے اس کے بارے میں کوشش کی حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے اس سے بلاد و عباد کو راحت دی اور یہ سب کچھ اللہ کی قوت سے ہوا نہ کہ میری قوت سے۔

اے لوگو! مجھ پر تمہاری طرف سے یہ فرض ہے کہ میں پتھر پر پتھر نہ رکھوں اور نہ اینٹ پر اینٹ رکھوں اور نہ نہر کھودوں اور نہ زیادہ مال جمع کروں اور نہ اسے بیوی کو دوں اور نہ بیٹے کو دوں اور ایک شہر سے دوسرے شہر کو مال لے جاؤں حتیٰ کہ اس ملک کی سرحد کو بند کر دوں اور اس کے باشندوں کی بھوک کو ایسی چیز سے دور کر دوں جو انہیں غمی کر دے اور اگر اس سے کچھ مال بچ رہے تو میں اسے ساتھ والے شہر میں لے جاؤں گا جو اس کا زیادہ محتاج ہے اور نہ میں تمہیں تمہاری سرحدوں میں اکٹھا کروں گا کہ تم کو اور تمہارے اہل کو فتنہ میں ڈالوں اور نہ میں تمہارے آگے اپنا دروازہ بند کروں گا کہ تمہارا طاقتور تمہارے کمزور کو ہزپ کر جائے اور نہ تمہارے اہل جزیہ پر ایسا بوجھ ڈالوں گا جو انہیں ان کے ملک سے جلا وطن کر دے اور ان کے واسطے قطع کر دے اور بلاشبہ میرے پاس تمہارے ہر سال کے عطیات ہیں اور تمہارے ہر مہینے کی رسد ہے حتیٰ کہ مسلمانوں کی معیشت فرواں ہو جائے اور ان کا دور کا شخص بھی ان کے نزدیک کے شخص کی طرح

ہو جائے اور جو باتیں میں نے تم سے کہی ہیں اگر میں انہیں پورا کروں تو تم پر سب سے اطاعت کرنا اور اچھی طرح مدد کرنا فرض ہے اور اگر میں انہیں پورا نہ کروں تو تمہیں مجھے معزول کر دینے کا اختیار ہے سوائے اس کے کہ تم مجھ سے توبہ کا مطالبہ کرنا پس اگر میں توبہ کروں تو تم میری توبہ قبول کرنا اور اگر تم کسی بھلے اور بیدار آدمی کو جانتے ہو جو تمہیں اپنی طرف سے میری طرح دے اور تم اس کی بیعت کرنا چاہو تو میں سب سے پہلے اس کی بیعت کروں گا اور اس کی اطاعت میں داخل ہوگا۔

اے لوگو! خالق کی نافرمانی میں مخلوق کی کوئی اطاعت نہیں، اطاعت صرف اللہ کی ہے، پس جو اللہ کی اطاعت کرے اس کی اس وقت تک اطاعت کرو جب تک وہ اللہ کی اطاعت کرتا ہے اور جب وہ نافرمانی کرے اور معصیت کی طرف دعوت دے تو وہ اس بات کا مستحق ہے کہ اس کی نافرمانی کی جائے اور اس کی اطاعت نہ کی جائے بلکہ اسے قتل کیا جائے اور ذلیل کیا جائے۔ میں یہ بات کہتا ہوں اور اللہ تعالیٰ سے اپنے لیے اور تمہارے لیے بخشش طلب کرتا ہوں۔

اور اسی سال یزید بن ولید نے یوسف بن عمر کو عراق کی امارت سے معزول کر دیا کیونکہ اس نے ایمانیہ پر ناراضگی ظاہر کی تھی اور وہ لوگ خالد بن عبد اللہ القسری کی قوم ہیں، حتیٰ کہ ولید بن یزید قتل ہو گیا اور اس نے اس قوم کی اکثریت کو قید کر دیا تھا اور خلیفہ کی فوج کے خوف سے اس نے سرحدوں پر نگران مقرر کئے تھے پس امیر المؤمنین یزید بن ولید نے اسے عراق سے معزول کر دیا اور منصور بن جہور کو عراق اور اس کے ساتھ سندھ، بھتان اور خراسان کے شہروں کا بھی امیر مقرر کر دیا اور منصور بن جہور اکھڑ بد و تھا جو غیلانیہ قدریہ کا مذہب رکھتا تھا لیکن اس نے اچھے کارنامے کئے تھے اور ولید بن یزید کے قتل میں بڑی مشقت اٹھائی تھی جس کی وجہ سے یزید بن ولید کے ہاں اسے رتبہ حاصل ہو گیا۔ کہتے ہیں کہ جب لوگ یزید سے فارغ ہوئے تو وہ فوراً عراق گیا اور اس نے وہاں کے باشندوں کی بیعت لے کر یزید کے پاس بھیج دی اور صوبوں میں نائبین اور کارندے مقرر کیے اور رمضان کے آخر میں واپس دمشق آ گیا اور اس وجہ سے خلیفہ نے اسے جس جگہ کا امیر بنانا تھا امیر بنا دیا۔ واللہ اعلم۔

اور یوسف بن عمر، عراق سے بھاگ کر بلاد بلقاء میں چلا گیا، امیر المؤمنین یزید نے اس کے پاس آدمی بھیجا جو اسے اس کے پاس لے آیا اور جب وہ اس کے سامنے کھڑا ہوا تو اس نے اس کی داڑھی پکڑ لی اور وہ بہت بڑی داڑھی والا تھا جو بسا اوقات اس کی ناف سے بھی تجاوڑ کر جاتی تھی اور وہ کوتاہ قامت تھا اور اسے زبردنی تونج کی پھرا سے قید کر دیا اور اس سے حقوق واپس لینے کا حکم دے دیا اور جب منصور بن جہور عراق پہنچا تو اس نے انہیں وہ خط پڑھ کر سنایا جو امیر المؤمنین نے ولید کے قتل کے بارے میں ان کی طرف لکھا تھا کہ اللہ نے اس پر غالب مقتدر کی طرح گرفت کی ہے اور یہ کہ اس نے منصور بن جہور کو ان کا امیر مقرر کیا ہے کیونکہ وہ اس کی شجاعت اور حربی مہارت کو جانتا ہے۔ پس اہل عراق نے یزید بن ولید کی بیعت کر لی اور اسی طرح سندھ اور بھتان کے لوگوں نے بھی بیعت کر لی۔

اور خراسان کے نائب نصر بن سیار نے منصور بن جہور کی سب سے اطاعت کرنے اور اس کے احکام کو ماننے سے انکار کر دیا اور اس نصر نے ولید بن یزید کے بڑے تحائف تیار کئے تھے جو ہمیشہ اسے ملتے رہتے تھے اور اسی سال میں مروان نے جس کا لقب حمار

تھا۔ ولید بن یزید کے بھائی عمر بن یزید کو خط لکھا اور اسے اپنے بھائی ولید کے خون کا بدلہ لینے پر آجھنٹہ کیا، ان دنوں مروان آذربائیجان اور آرمینیا کا امیر تھا پھر یزید بن ولید نے منصور بن جمہور کو عراق کی امارت سے معزول کر دیا اور عبد اللہ بن عمر بن عبد العزیز نوواں کا امیر مقرر کر دیا اور اسے کہا بلاشبہ اہل عراق تیرے باپ کو پسند کرتے ہیں اور میں نے تجھے اس کا امیر مقرر کیا ہے یہ سوال کا واقعہ ہے اور اس نے ان امرائے شام کو جو عراق میں تھے اس کے متعلق اس خوف کے پیش نظر تاکید حکم لکھا کہ منصور بن جمہور حکومت کو اس کے سپرد کرنے سے انکار کرے گا پس اس نے حکومت کو اس کے سپرد کر دیا اور سمع و اطاعت کی اور صلح اور خلیفہ نے نصر بن سیار کو لکھا کہ وہ خراسان کی امارت پر با اختیار ہو کر قائم رہے پس کرمانی نام ایک شخص نے اس کے خلاف بغاوت کر دی۔ اسے کرمانی اس وجہ سے کہا جاتا تھا کہ وہ کرمان میں پیدا ہوا تھا اور وہ ابوعلی جدیع بن علی بن شیبہ المغنی تھا اور بے شمار لوگوں نے اس کی اتباع کی کیونکہ وہ پندرہ سو آدمیوں کے ساتھ جمعہ میں حاضر ہوا کرتا تھا اور وہ نصر بن سیار کو سلام کہا کرتا تھا اور اس کے بعد بیٹھتا تھا۔

پس نصر بن سیار اور اس کے امراء اس کے اس نفل سے حیران ہوئے اور بڑی کوشش کے بعد اس کے قید کرنے پر ان کا اتفاق رائے ہوا تقریباً ایک ماہ تک وہ قید رہا پھر اس نے اسے رہا کر دیا اور بہت سے لوگ اس کے پاس جمع ہو گئے اور اس کے ساتھ سوار ہو گئے نصر نے ان کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے آدمی بھیجے تو اس نے انہیں قتل کر دیا اور ان پر غالب آ گیا اور انہیں شکست دی اور اہل خراسان کی کچھ جماعتوں نے نصر بن سیار کو حقیر سمجھا اور اس کی امارت اور حرمت کا خاتمہ کر دیا اور اپنے عطیات کے بارے میں اس سے اصرار کیا اور اسلم بن اخوز کی سفارت سے انہوں نے اسے سخت ناپسندیدہ باتیں سنائیں حالانکہ وہ منبر پر بیٹھا ہوا تھا اور اس کے خطبہ کے دوران خریدار جامع مسجد سے باہر نکل گئے اور بہت سے لوگ اس سے علیحدہ ہو گئے۔ نصر نے ان سے کہا خدا کی قسم! میں نے تمہیں پھیلا یا اور سمیٹا ہے اور سمیٹا ہے۔ میرے نزدیک تم میں سے دس شخص دین پر قائم نہیں، اللہ سے ڈرو خدا کی قسم اگر تم میں دو تلواریں چلیں تو تم میں سے ایک شخص یہ ضرور تمنا کرے گا کہ وہ اپنے اہل و مال اور بیٹوں سے الگ ہو جائے مگر اس نے یہ منظر بھی نہیں دیکھا پھر اس نے نابذ کے شعر کو بطور مثال پڑھا:

اگر تمہاری بدبختی تم پر غالب آ گئی ہے تو میں نے تمہاری بھلائی کی کوشش کی ہے

اور حارث بن عبد اللہ بن الحشر بن الورد بن المغیرۃ الجعدی نے کہا ہے:

”میں کہنی پر ٹیک لگا کر ستاروں کو دیکھتا ہوں رات گزارتا ہوں جب ان کے اوائل میری طرف چلتے ہیں یعنی اس فتنہ کی وجہ سے جو بڑھ گیا ہے اور وہ سب نمازیوں پر حاوی ہو گیا ہے۔ خراسان، عراق اور شام کے سب لوگ اس کے غم میں مشغول ہیں۔ وہ بیوقوف جو جہالت سے ڈانٹ ڈپٹ کرتا ہے اس میں وہ اور عقل مند برابر چلتے ہیں۔ پس لوگ اس کی وجہ سے سیاہ تاریکی میں پڑے ہوئے ہیں اور یہ لوگ مصیبت میں پڑے ہوئے ہیں قریب ہے کہ اس کی وجہ سے حاملہ عورتیں اپنے بچوں کو پھینک دیں وہ اس کے باعث غیر معروف حالات میں صبح کرتے ہیں اور اس کی ہلاکتیں ان کی تمنا کئے ہوئے ہیں اور لوگ اس کے ان عواقب کو دیکھتے ہیں جسے کہنے والا واضح نہیں کر سکتا، وہ اونٹ کے بلبلانے یا اس

حاملہ عورت کی چیخ و پکار کی طرح ہیں جس کے ارد گرد رات کے وقت دائیاں آئی ہوئی ہوں، پس ہم میں وہ بات ہے جو اس کے چہرے کو یب وارضی ہے، اس میں مصائب ہیں جن کے زلزلہ سرخ ہیں۔

اور اسی سال میں خلیفہ نے امراء و نعیہ سے اپنے بعد اپنے بھائی ابراہیم بن ولید بن عبد الملک اور ابراہیم کے بعد عبد العزیز بن الحجاج بن عبد الملک بن مروان کی ولی عہدی کی بیعت لی اور یہ کاروائی اس نے اس مرض کے باعث کی جس میں اس کی وفات ہوئی اور یہ ماہ ذوالحجہ کا واقعہ ہے اور تمام امراء اکابر اور وزراء نے اسے اس امر کی ترغیب دی تھی اور اسی سال میں یزید نے حجاز کی امارت سے یوسف بن محمد ثقفی کو معزول کر دیا اور عبد العزیز بن عمر بن عبد العزیز کو اس کا امیر مقرر کیا جو اس سال کے ذوالقعدہ میں وہاں آیا اور اسی سال میں مروان الحمار نے یزید بن ولید کی مخالفت کا اظہار کیا اور بلا دآرمینیا سے چلا گیا، معلوم ہوتا تھا کہ وہ ولید بن یزید کے خون کے بدلہ کا مطالبہ کرے گا اور جب وہ حران پہنچا تو اس نے موافقت کا اظہار کیا اور امیر المومنین یزید بن ولید کی بیعت کر لی اور اسی سال ابراہیم بن محمد بن علی بن عبد اللہ بن عباس نے ابو ہاشم بکر بن ہامان کو خراسان کے علاقے کی طرف بھیجا اور اس نے مرد میں ایک خراسانی جماعت سے ملاقات کی اور انہیں ابراہیم بن محمد کا خط سنایا جو اس کی طرف اور ان کی طرف تھا اور اس کی وصیت بھی سنائی۔ انہوں نے اسے قبول کیا اور جو اخراجات ان کے پاس تھے انہوں نے وہ اس کے ساتھ بھیج دیئے اور ذوالقعدہ کے آخر میں اور بعض کا قول ہے کہ ذوالحجہ کے آخر میں اور بعض کا قول ہے کہ ذوالحجہ کے دس دن گزرنے پر اور بعض کہتے ہیں کہ اس ماہ عید الاضحیٰ کے بعد امیر المومنین کی وفات ہو گئی۔

یزید بن ولید بن عبد الملک بن مروان

امیر المومنین یزید بن ولید بن عبد الملک بن مروان بن الحکم بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی، ابو خالد اموی سب سے پہلے اس کی بیعت خلافت دمشق کی ایک بستی المزہ میں ہوئی، پھر یہ دمشق آ کر اس پر غالب آ گیا۔ پھر اس نے اپنے عم زاد ولید بن یزید کی طرف فوجیں بھیجیں اور اسے قتل کر دیا اور اس سال کے جمادی الآخرہ کے آخر میں خلافت پر قابض ہو گیا اور اسے لوگوں کے ان دس عطیات کو جو ولید بن یزید نے انہیں زائد دیئے تھے کم کرنے کی وجہ سے ناقص کا لقب دیا گیا اور بعض کا قول ہے کہ یہ نام اسے مروان الحمار نے دیا ہے اور وہ کہا کرتا تھا الناقص ابن الہد۔ اس کی ماں شاہ فرند بنت یزید گرد بن کسری تھی اور ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ اس کی ماں شاہ آفرید بنت فیروز بن یزید گرد بن شہریار بن کسری تھی اور وہ کہتا تھا:

”میں کسری کا بیٹا ہوں اور مروان میرا باپ ہے اور قیصر اور خاقان میرے نانا ہیں۔“

اس نے یہ بات اس لیے کہی کہ اس کا نانا فیروز اور اس کی نانی قیصر کی بیٹی تھی اور اس کی ماں شیروہ ترکوں کے بادشاہ خاقان کی بیٹی تھی، مسلم بن حمیہ نے اسے اور اس کی بہن کو قیدی بنا کر حجاج کے پاس بھیجا اور اس نے اسے ولید کے پاس بھیج دیا اور دوسری اس کے پاس رہی اور اس نے ولید بن یزید ناقص کو جنم دیا اور دوسری کو حجاج نے لے لیا اور وہ عراق میں اس کے پاس رہی اور اس کی پیدائش ۹۰ھ میں ہوئی اور بعض کا قول ہے کہ ۹۶ھ میں ہوئی۔ اوزاعی نے اس مسئلہ کو روایت کیا ہے اور اس کی

حکومت کی کیفیت کو ہم اس سال کے گزشتہ واقعات میں بیان کر چکے ہیں اور یہ ایک عادل دیندار یعنی کو پسند کرنے والا اور ہر برائی سے نفرت رکھنے والا اور حق کا متلاشی تھا اور یہ اس سال کی عید الفطر کے روز گھڑ سواروں کی دو صفوں کے درمیان نماز عید کے لیے نکلا اور اس کے بائیں بائیں سوختی ہوئی تلواریں تھیں اور ایسے ہی مصلیٰ سے سرسبز جگہ کی طرف واپس آ گیا یہ ساج آدمی تھا اور کجبات میں بیان کیا جاتا ہے کہ زخمی سر والا اور ناقص بنی مروان کے انصاف پسند خلیفے ہیں، یعنی حضرت عمر بن عبدالعزیز اور یہ۔

اور ابو بکر بن ابی الدینانے بیان کیا ہے کہ ابراہیم بن محمد مروزی نے مجھ سے بحوالہ ابو عثمان اللیشی بیان کیا کہ یزید بن ولید ناقص نے کہا اے بنو امیہ راگ سے بچو بلاشبہ یہ حیا کو کم کرتا ہے اور شہوت کو بڑھاتا اور جو ان مردی کو تباہ کر دیتا ہے اور یہ گدھوں کا قائم مقام ہے اور جو کچھ نشہ آور چیز کرتی ہے وہی کچھ یہ کرتا ہے اور اگر تم نے ضرور یہ کام کرنا ہے تو عورتوں کو اس سے بچا کر رکھو یہ زنا کی دعوت دینے والا ہے۔

اور ابن عبدالحکم نے بحوالہ حضرت امام شافعی بیان کرتے ہیں کہ جب یزید بن ولید بن عبد الملک بن مروان جسے ناقص کہتے ہیں حکمران بنا تو اس نے لوگوں کو مساوات کی دعوت دی اور انہیں اس پر آمادہ کیا اور غیلان کو قریب کیا اور ابن عسا کر کا قول ہے کہ اس نے اصحاب غیلان کو قریب کیا کیونکہ غیلان کو ہشام بن عبد الملک نے قتل کیا تھا اور محمد بن المبارک نے بیان کیا ہے کہ یزید بن ولید ناقص نے آخری بات یہ کی کہ ہائے غم اور ہائے بدبختی اور اس کی انگوٹھی کا نقش ”العظمتۃ اللہ“ تھا اور اس کی وفات الخضراء میں طاعون کے باعث ہوئی اور یہ ذوالحجہ ہفتے کے روز کا واقعہ ہے اور بعض عید الاضحیٰ کے روز کا بیان کرتے ہیں اور بعض عید الاضحیٰ کے کئی روز بعد کا بیان کرتے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ ذوالحجہ کے دس دن باقی تھے کہ اس کی وفات ہوئی اور بعض اس کے آخر میں بیان کرتے ہیں اور بعض اس سال کے ذوالقعدہ کے آخر میں بیان کرتے ہیں اور اس کی عمر کے بارہ میں زیادہ یہی بات کہی گئی ہے کہ وہ چھیا لیس سال کا تھا اور بعض تیس سال اور بعض کچھ اور بھی بیان کرتے ہیں۔ واللہ اعلم۔

اور اس کی مدت حکومت مشہور قول کے مطابق چھ ماہ تھی اور بعض پانچ ماہ کچھ دن بیان کرتے ہیں اور اس کے بھائی ابراہیم بن ولید نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی اور وہ اس کے بعد ولی عہد تھا اور سعید بن کثیر بن عفیر نے بیان کیا ہے کہ اسے باب الجابیہ اور باب الصغیرہ کے درمیان دفن کیا گیا ہے اور بعض کا قول ہے کہ اسے باب الفردیس میں دفن کیا گیا ہے اور وہ گندم گوں، دبلے اور خوبصورت جسم اور خوبصورت چہرے والا تھا اور علی بن محمد المدائنی نے بیان کیا ہے کہ یزید گندم گوں، طویل قد، چھوٹے سر والا اور اس کے چہرے پر تل تھا اور خوبصورت تھا اور اس کا منہ کچھ بڑا تھا لیکن بہت زیادہ بڑا نہیں تھا اور اس سال نائب جاز عبدالعزیز بن عمر بن عبدالعزیز نے لوگوں کو حج کروایا اور اس کا بھائی عبداللہ عراق کا نائب تھا اور نصر بن سيار خراسان کی نیابت پر تھا۔ واللہ سبحانہ اعلم۔



اس سال وفات پانے والے اعیان

خالد بن عبداللہ بن یزید:

ابن سعد بن کثیر بن عامر بن مہقری ابو الہیثم الجلی القسری دمشقی جو لید کی طرف سے مکہ و حجاز کا میر رہا پھر سلیمان کی طرف سے بھی امیر رہا اور ہشام کی طرف سے پندرہ سال تک حراقین کا امیر رہا ابن مساکر نے بیان کیا ہے دمشق میں اس کا گھر مرقبہ القز میں تھا جو آج کل شریف یزیدی کے گھر کے نام سے مشہور ہے اور اسی کی طرف وہ حمام منسوب ہوتا ہے جو باب تو ما کے اندر ہے۔ اس نے اپنے باپ اور دادا سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا، اے اسد! کیا تو جنت کو پسند کرتا ہے؟ اس نے کہا ہاں۔ آپ نے فرمایا جو تو اپنے لیے پسند کرتا ہے اسے مسلمانوں کے لیے بھی پسند کرنا اسے ابو یعلیٰ نے عثمان بن شیبہ نے عن یثیم بن سيار ابو الحکم سے روایت کیا ہے کہ اسد نے اسے منبر پر یہ بات بیان کرتے سنا اور اس سے اسماعیل بن اوسط اسماعیل بن ابی خالد حبیب بن ابی حبیب اور حمید الطویل نے روایت کی ہے اور روایت ہے کہ اس نے اپنے دادا سے بحوالہ حضرت نبی کریم ﷺ مرض کے گناہوں کے کفارہ ہونے کے بارے میں روایت کی ہے اور اس کی ماں نصرانیہ تھی اور ابو بکر بن عیاش نے اشراف میں اس کا ذکر کیا ہے جن میں اس کی نصرانیہ ماں بھی شامل ہے۔

اور المدائنی نے بیان کیا ہے کہ اس کی سرداری کی پہلی بات یہ مشہور ہو گئی کہ اس نے دمشق میں اپنے گھوڑے تلے ایک بچے کو روند دیا، پس اس نے اسے اٹھایا اور لوگوں کی ایک جماعت کو گواہ بنایا کہ اس نے اسے روندنا ہے اور اگر یہ مر گیا تو اس کی دیت اس کے ذمے ہوگی اور ولید نے ۸۹ھ میں اسے حجاز پر نائب مقرر کیا یہاں تک کہ ولید فوت ہو گیا اور ۱۰۱ھ میں ہشام نے اسے عراق پر ۱۲۰ھ تک نائب مقرر کیا اور اسے یوسف بن عمر کے سپرد کر دیا جسے اس نے اس کی جگہ نائب مقرر کیا تھا پس اس نے اسے سزادی اور اس سے اموال لے لیے پھر اسے رہا کر دیا اور یہ اس سال کے محرم تک دمشق میں قیام پذیر رہا۔ پس ولید بن یزید نے اسے یوسف بن عمر کے سپرد کر دیا کہ وہ اس سے پچاس کروڑ وصول کرے اور یہ زبردست سزا سے ہی فوت ہو گیا۔ اس نے اس کے دونوں پاؤں توڑ دیئے پھر اس کی دونوں پنڈلیاں توڑ دیں پھر اس کا سینہ توڑ دیا، پس یہ کوئی بات کئے بغیر مر گیا۔

لیثی نے اپنے باپ کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ ایک روز خالد القسری نے تقریر کی اور اس پر لرزہ طاری ہو گیا اور کہنے لگا اے لوگو! بلاشبہ یہ کلام کبھی آتا ہے اور کبھی غائب ہو جاتا ہے اور اس کی آمد پر اس کا سبب بن جاتا ہے اور اس کے غائب ہونے پر اس کا مطلب مشکل ہو جاتا ہے اور اس کا بیان خوش بیان شخص کی طرف جاتا ہے اور اس کا کلام نفلتو سے رکنے والے کی طرف واپس آ جاتا ہے اور جو تم پسند کرتے ہو عنقریب وہ ہماری طرف لوٹ آئے گا اور تمہاری پسند کے مطابق ہم تمہاری طرف مائل ہوں گے۔ اور اصمعی وغیرہ نے بیان کیا ہے کہ ایک روز خالد القسری نے واسط میں تقریر کی اور کہا اے لوگو! اچھے کاموں میں ایک دوسرے سے رغبت کرو اور سخاوت سے تعریف حاصل کرو اور نال مثل سے ذلت نہ کماؤ اور جس نیکی کو تم نے جلدی نہیں اسے اہمیت

① تاریخ ابن عساکر جلد ۵ ص ۶۷ پر 'یا یزید بن اسد' کے الفاظ آئے ہیں۔

..... اس شخص نے کسی پراسان کیا ہے اور وہ اس کا شکر یہ اور نہیں کر سکا تو اللہ اس کی ہر جزا کا اور زیادہ عطا کرے گا اور یاد رکھو لوگوں کی ضروریات تمہارے پاس احسانات ہیں پس انہیں اکتاؤ نہیں کہ وہ ناراضگی بن جائیں بلاشبہ افضل مال وہی ہے جو اجر کمائے اور شہرت دے اور اگر تم نیکی کو دیکھتے تو تم اسے حسین و جمیل شخص کی صورت میں دیکھتے اور جب لوگ اس کی طرف دیکھتے تو وہ انہیں خوش کرتا اور عالمین سے بڑھ جاتا اور اگر تم بغل کو دیکھتے تو تم اسے بد شکل قبیح شخص کی صورت میں دیکھتے جس سے دل نفرت کرتے اور آنکھیں اس کے آگے نیچی ہو جاتیں۔ بلاشبہ جو اچھا کرتا ہے سردار بن جاتا ہے اور جو بغل کرتا ہے ذلیل ہو جاتا ہے اور سب سے معزز وہ شخص ہے جو اسے دے جو اس سے امید نہیں رکھتا اور طاقت رکھتے ہوئے معاف کر دے اور سب سے بہتر وہ شخص ہے جو قطع تعلق کرنے والوں سے صلہ رحمی کرے اور جس کی کھیتی اچھی نہ ہو اس کے پودے نہیں بڑھتے اور شاخیں بونے کے وقت ہی نشوونما پاتی ہیں اور اپنے تنوں کے ساتھ بڑھتی ہیں اور اصمعی نے بحوالہ عمر ابن العیثم روایت کی ہے کہ ایک بدو خالد کے پاس آیا اور اس نے اسے مدحیہ قصہ سنایا جس میں وہ کہتا ہے:

”اے بہترین شخص ابن کرز میں تیرے پاس رغبت سے آیا ہوں تاکہ تو میری پریشان حالی کی اصلاح کر دے اس جامع الفضائل، عقل مند، سخی اور اصل و فرع کے لحاظ سے سب مخلوق سے بہتر شخص کے پاس آیا ہوں جب لوگ اپنے کارناموں میں کوتاہی کرتے ہیں تو تو اٹھ کھڑا ہوتا ہے اور تو وہاں کوئی گمشدہ چیز نہیں پاتا۔ اے سمندر جس کی موہیں لوگوں کو ڈھانپ لیتی ہیں اور جب اس سے نیکی کا سوال ہو تو وہ جوش مارتا اور جھاگ نکالتا ہے میں نے ابن عبد اللہ کو ہر جگہ آزمایا ہے اور میں نے اسے دل کے لحاظ سے بہترین اور شاندار آدمی پایا ہے اور اگر دنیا میں کوئی شخص نیکی کی وجہ سے ہمیشہ رہتا تو ہمیشہ رہتا۔ میں نے تجھ سے جو امید کی ہے اس سے مجھے محروم نہ کرنا، میرا چہرہ تیوری چڑھا کستری رنگ ہو جائے گا۔“

راوی بیان کرتا ہے خالد نے اس قصیدہ کو حفظ کر لیا اور جب لوگ خالد سے پاس جمع ہوئے تو بدو کھڑا ہو کر اسے پڑھنے لگا تو خالد نے سبقت کر کے اسے پہلے سنا دیا اور کہنے لگا اے شیخ! یہ اشعار ہم آپ سے پہلے کہہ چکے ہیں پس شیخ اٹھا اور پشت پھیر کر جانے لگا تو خالد نے ایک آدمی بھیجا جو اس کی بات کو سنے اور وہ یہ اشعار پڑھتا جاتا تھا:

”آگاہ ہو میں اس سے فی سبیل اللہ امید رکھتا تھا اور مجھے سخت مشقت برداشت نہیں کرنی پڑی میں ایک سمندر کے پاس گیا جو اپنے مال کی سخاوت کرتا ہے اور تعریف کی جستجو میں بہت مال دیتا ہے، میری بدبختی کی وجہ سے میرے منہوں نصیبی نے میری مخالفت کی اور میرا منہوں ستارہ میرے قریب ہو گیا ہے اور میرا سعد ستارہ مجھے چھوڑ گیا اور اگر میرا رزق اس کے پاس ہوتا تو میں اسے حاصل کرتا لیکن یہ واحد دیگانہ خدا کا حکم ہے۔“

پس وہ اسے خالد کے پاس لے آیا اور جو وہ کہہ رہا تھا اسے اس کے متعلق بتایا تو اس نے اسے دس ہزار درہم دینے کا حکم دیا اور اصمعی نے بیان کیا ہے کہ ایک بدو نے خالد القسری سے سوال کیا کہ وہ اس کے تھیلے کو آٹے سے بھر دے تو اس نے اسے درہم سے بھرنے کا حکم دے دیا اور جب وہ بدو باہر نکلا تو اس سے پوچھا گیا اس نے تیرے ساتھ کیا سلوک کیا ہے؟ اس نے کہا میں نے

اس سے اپنی پسند کا سوال کیا اور اس نے میرے لیے اپنی پسند کا حکم دے دیا اور بعض نے بیان کیا ہے کہ خالد اپنے دستے کے ساتھ بارہا تھا کہ اچانک اسے ایک بدو ملا اور کہنے لگا مجھے قتل کر دو اس نے پوچھا تو بڑا کڑوا ہوا ہے کیوں؟ کیا تو نے زینب کی بی بی اطاعت سے دست کش ہو گیا ہے؟ وہ سب باتوں کے جواب میں کہنے لگا نہیں اس نے پوچھا پھر کس وجہ سے تجھے قتل کر دوں؟ اس نے کہا فتر و فاقہ کی وجہ سے اس نے کہا اپنی ضرورت کا سوال کر دو اس نے کہا تیس ہزار خالد نے کہا آج جتنا میں نے نفع حاصل کیا ہے کسی نے نہیں کیا میں نے اپنے دل میں سوچا کہ یہ ایک لاکھ کا بھج سے سوال کرے گا اور اس نے تیس ہزار کا سوال کیا ہے پس میں نے ستر ہزار کا نفع حاصل کیا ہے۔ آج ہمارے ساتھ واپس چلو اور اس نے اسے تیس ہزار دینے کا حکم دے دیا اور جب وہ بیٹھا کرتا تو مال اس کے سامنے رکھ دیا جاتا اور وہ کہتا یہ اموال امانت ہیں ان کا تقسیم کرنا ضروری ہے اور اس کی لوٹھی راجہ کی انگوٹھی گھر کی گندی نالی میں گر پڑی جو تیس ہزار کے مساوی تھی اس نے کہا جو اسے نکالے اسے دے دو اس نے کہا تیرا ہاتھ میرے نزدیک اس سے زیادہ معزز ہے کہ تو اسے اس گندی جگہ پر گرنے کے بعد پہنے اور اس نے اس کے عوض میں اسے پانچ ہزار دینے کا حکم دیا اور اس راجہ کے زیورات میں بڑی بڑی چیزیں تھیں جن میں ایک یا قوت اور موتی تھا اور ان میں سے ہر ایک ۷۳ ہزار دینار کا تھا۔

اور بخاری نے کتاب افعال العباد میں اور ابن ابی حاتم نے کتاب السنۃ میں اور کئی لوگوں نے جنہوں نے سنت کے بارے میں کتابیں تصنیف کی ہیں بیان کیا ہے کہ خالد بن عبد اللہ القسری نے عید الاضحیٰ کے روز لوگوں سے خطاب کیا اور کہا:

اے لوگو! قربانیاں کرو اللہ تعالیٰ تمہاری قربانیوں کو قبول کرے گا اور میں جعد بن درہم کو ذبح کروں گا۔ اس کا خیال ہے کہ اللہ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلیل نہیں بنایا اور نہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے باتیں کی ہیں جعد بن درہم جو بیان کرتا ہے اللہ اس سے بہت بلند ہے۔ پھر اس نے اتر کر اسے منبر کے نیچے ذبح کر دیا اور کئی ائمہ نے بیان کیا ہے کہ جعد بن درہم شامی تھا اور مروان الحمار کا مؤدب تھا اس لیے اسے مروان الجعدی کہا جاتا تھا پس وہ اس کی طرف منسوب ہو گیا اور وہ اس جہم بن صفوان کا شیخ ہے جس کی طرف جہمیہ فرقہ منسوب ہوتا ہے جس کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ بذتہ ہر جگہ موجود ہوتا ہے جو کچھ یہ لوگ کہتے ہیں اللہ اس سے بہت بلند ہے اور جعد بن درہم نے اس خبیث مذہب کو ایک شخص سے حاصل کیا جسے ابان بن سمان کہا جاتا ہے اور ابان نے اسے طلوت سے حاصل کیا جو لبید بن عاصم کا بھانجا تھا اور اس نے اسے اپنے ماموں لبید بن اعصم یہودی سے حاصل کیا جس نے رسول اللہ ﷺ پر کنگھی اور کھجور کے کھوکھلے شگوفے میں جادو کر دیا تھا اور اسے ذی اروان کے کنوئیں کے اس پتھر کے نیچے رکھ دیا جس پر لوگ کھڑے ہو کر پانی نکالتے ہیں اور اس کنوئیں کا پانی بھگوئی ہوئی مہندی کی طرح تھا اور اس ہارے میں صحیحین وغیرہ میں حدیث بیان ہوئی ہے اور بعض احادیث میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے باعث معوذتین کی دو سورتیں نازل فرمائیں ہیں۔

اور ابو بکر بن ابی خثیمہ نے بیان کیا ہے کہ محمد بن یزید زفائی نے ہم سے بیان کیا ہے کہ میں نے ابو بکر بن عیاش کو کہتے سنا کہ میں نے خالد القسری کو اس وقت دیکھا جب مغیرہ اور اس کے اصحاب کو لایا گیا اور مسجد میں اس کے لیے تخت رکھا گیا تو وہ اس پر بیٹھ گیا۔ پھر اس نے اس کے اصحاب میں سے ایک شخص کو قتل کرنے کا حکم دیا جسے قتل کر دیا گیا تو اس نے مغیرہ سے کہا اسے زندہ کر دو مغیرہ کا خیال تھا کہ وہ مردوں کو زندہ کرتا ہے اس نے کہا اللہ آپ کا بھلا کرے میں مردوں کو زندہ نہیں کرتا اس نے کہا تو اسے ضرور

زندہ کر لیا گیا میں تجھے قتل کر دوں گا، اس نے کہا قسم بخدا میں اس کی طاقت نہیں رکھتا پھر اس نے سر کندھے کی نالی میں آگ جلانے کا قسم دیا تو انہوں نے اس میں آگ جلائی۔ پھر میرے سے بے لگا سے نکلے لگاؤ اس نے انکار کیا تو اس کے اصحاب میں سے ایک شخص نے بہت کر کے اسے گھسے کے ساتھ لگا لیا ابو بکر بیان کرتا ہے کہ میں نے آگ کو اسے کھاتے دیکھا اور... سبب (انشائت شہادت) سے اشارہ کر رہا تھا خالد نے کہا خدا کی قسم یہ تجھ سے سرداری کا زیادہ حق دار ہے۔ پھر اس نے ات اور اس کے اصحاب کو قتل کر دیا۔ المدائنی نے بیان کیا ہے کہ خالد کے پاس ایک شخص کو لایا گیا جس نے کوفہ میں دعویٰ نبوت کیا تھا، اس سے دریافت کیا گیا تمہاری نبوت کی نشانی کیا ہے؟ اس نے کہا مجھ پر قرآن نازل ہوا ہے۔ اس نے کہا انا اعطینک الکماھر، فصل لربک ولا تجاھر، ولا تطع کل کافر و فاجر پس اس کے حکم سے اسے صلیب دیا گیا اور اس نے صلیب دیئے جانے کی حالت میں کہا، انا اعطیناک العمود، فصل لربک علیٰ عود، فانا ضامن لک الاتعود۔

اور البرد نے بیان کیا ہے کہ خالد کے پاس ایک نوجوان لایا گیا جسے کچھ لوگوں کے گھر میں پایا گیا اور اس پر سرقہ کا دعویٰ کیا گیا۔ اس نے اس سے پوچھا تو اس نے اعتراف کیا اور اس نے اس کے ہاتھ کاٹنے کا حکم دے دیا تو ایک خوبصورت عورت آگے بڑھ کر کہنے لگی:

”اے خالد! خدا کی قسم! تو نے جنگ کو پامال کر دیا ہے اور مسکین عاشق ہم میں چور نہیں ہے، اس نے اس گناہ کا اعتراف

کیا ہے جس کا اس نے ارتکاب نہیں کیا لیکن اس نے عاشق کی رسوائی سے ہاتھ کٹنے کو بہتر سمجھا ہے۔“

خالد نے اس عورت کے باپ کو حاضر کرنے کا حکم دیا اور اس نے اس نوجوان سے اس کا نکاح کر دیا اور اس کی جانب سے اسے دس ہزار درہم مہر دیا اور اصمعی نے بیان کیا ہے کہ ایک بدو خالد کے پاس آیا اور کہنے لگا می نے دو شعروں میں آپ کی مدح کی ہے لیکن میں انہیں دس ہزار درہم اور خادم کے بغیر نہیں سناؤں گا اس نے کہا بہت اچھا تو وہ کہنے لگا: —

تو ”ہاں“ کے ساتھ لازم رہتا ہے، گویا تو نے ”ہاں“ کے سوا کوئی بات ہی نہیں سنی اور تو نے ”نہیں“ سے انکار کیا ہے گویا

تو نے اسے گزشتہ زمانوں اور امتوں سے سنا ہی ”نہیں“ ہے۔“

اصمعی بیان کرتا ہے کہ اس نے اسے دس ہزار درہم اور ایک خادم انہیں اٹھانے کے لیے دینے کا حکم دیا، راوی کا بیان ہے کہ ایک بدو اس کے پاس آیا تو اس نے اسے کہا اپنی ضرورت کا سوال کرو اس نے کہا ایک لاکھ، اس نے کہا تو نے زیادہ مانگا ہے اس سے کچھ کم کر دو، اس نے کہا میں نوے ہزار کم کرتا ہوں تو خالد اس سے متعجب ہوا اس نے کہا اے امیر میں نے آپ سے آپ کی قدر کے مطابق سوال کیا ہے اور میں نے اپنی قدر کے مطابق اسے کم کر دیا ہے اس نے اسے کہا تو کبھی مجھ پر غالب نہیں آئے گا اور اسے ایک لاکھ درہم دینے کا حکم دے دیا۔

راوی کا بیان ہے کہ ایک بدو اس کے پاس آیا اور کہنے لگا میں نے آپ کے متعلق اشعار کہے ہیں اور میں انہیں آپ کی شان سے کم سمجھتا ہوں اس نے کہا کہو وہ کہنے لگا:

”تو مجھے سخادت کے ساتھ ملاحتی کہ تو نے مجھے دولت مند بنا دیا اور تو نے مجھے دیا حتیٰ کہ میں نے خیال کیا کہ تو مجھ سے

کھیل کرتا ہے۔ پس تو سخاوت اور سخاوت کا بھائی اور سخاوت کا بیٹا ہے اور سخاوت کا حلیف ہے اور سخاوت کے لیے تجھے
چھوڑ کر جانے کا کوئی راستہ نہیں ہے۔

اس نے پوچھا اپنی ضرورت کا سوال نہ تو اس نے کہا میرے ذمے پچاس ہزار دینار ہیں اس نے کہا میں نے تیرے لیے
ان کا حکم دیا اور میں تجھے ان سے دئے دوں گا پس اس نے اسے ایک لاکھ دینار دیئے۔ ابو النضیب محمد بن اسحاق یحییٰ انوساوی کا
بیان ہے کہ ایک بدو خالد انقصری کے پاس آیا اور اس نے اسے یہ شعر سنائے:

”میں نے تیرے دروازے پر ”ہاں“ کا لفظ لکھ دیا ہے جو لوگوں کو بے نقاب ہو کر تیری طرف دعوت دیتا ہے اور میں نے
”نہیں“ کے لفظ سے کہا ہے کہ تو میرے دروازے کے سوا کسی اور کے دروازے پر جا بلاشبہ تو کبھی بھی میرے دروازے
کو نہ دیکھ سکے گا۔“

راوی کا بیان ہے کہ اس نے اسے ہر شعر پر پچاس ہزار درہم دیئے اور ابن معین نے اس کے بارے میں کہا ہے کہ وہ ایک
برا شخص تھا جو حضرت علی بن ابی طالب کو گالیاں دیتا تھا اور اصمعی نے اپنے باپ کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ خالد نے مکہ میں
ایک کنواں کھودا اور زمزم پر اس کی فضیلت کا دعویٰ کیا۔

اور اسی کی ایک روایت میں خلیفہ کو رسول پر فضیلت دی گئی ہے اور یہ کفر ہے سوائے اس کے کہ اس کلام کے ظاہری مفہوم
کے سوا کوئی اور مفہوم ہو۔

معلوم ہوتا ہے کہ یہ بات اس کے بارے میں درست نہیں بلاشبہ وہ گمراہی اور بدعت کو ختم کرنے کے لیے کھڑا ہوا تھا جیسا
کہ قبل ازیں ہم بیان کر آئے ہیں کہ اس نے جعد بن درہم اور دیگر ملحدین کو قتل کیا تھا اور صاحب العقد نے اس کی طرف ایسی باتیں
منسوب کی ہیں جو درست نہیں کیونکہ صاحب العقد میں شنیع تشیع اور اہل بیت کے بارے میں غلو پایا جاتا تھا اور بسا اوقات کوئی شخص
اس کے کلام کو نہ سمجھ سکتا تھا کیونکہ اس کے کلام میں تشیع پایا جاتا ہے اور ہمارے شیخ ذہبی نے بھی دھوکہ کھا کر اس کے حفظ وغیرہ کی
تعریف کی ہے^①

اور ابن جریر اور ابن عساکر وغیرہ نے بیان کیا ہے کہ ولید بن یزید نے اپنی امارت میں حج کا ارادہ کیا اور اس کی نیت یہ تھی
کہ وہ کعبہ کی چھت پر شراب نوشی کرے گا اور جب امراء کی جماعت کو اس کا پتہ چلا تو انہوں نے اس کے قتل کرنے اور جماعت میں
سے کسی اور کو حکمران بنانے پر اتفاق کر لیا، پس خالد نے امیر المؤمنین کو اس سے متنبہ کیا اور اس نے اس سے مطالبہ کیا کہ وہ ان کے
نام بتائے تو اس نے انکار کیا پس اس نے اسے سخت سزا دی۔ پھر اسے یوسف بن عمر کے پاس بھیج دیا تو اس نے اسے سزا دی جس
سے وہ بری حالت میں مر گیا اور یہ محرم ۲۱۶ھ کا واقعہ ہے اور قاضی ابن خلکان نے الوفيات میں اس کا ذکر کیا ہے اور بیان کیا ہے کہ
وہ اپنے دین کے بارے میں مبہم تھا اور اس نے اپنے گھر میں اپنی ماں کے لیے گرجا بنایا تھا اور اس کے بارے میں بعض شعراء اور

① میں نے یہ عبارت استنبول کے دوسرے نسخہ میں پائی ہے۔

صاحب الایمان نے بیان کیا ہے کہ اس کے نسب میں یہودی بھی تھے پس وہ القرب کی طرف منسوب ہوئے جو شق اور سطح کے قریب تھا۔

قاضی ابن خلکان نے بیان کیا ہے کہ میری خالہ کے دو بیٹے تھے جن میں سے ہر ایک چھ سو سال زندہ رہا اور وہ دونوں ایک ہی روز پیدا ہوئے اور یہ طریقہ بنت الحمر کی وفات کے روز کا واقعہ ہے۔ وفات سے قبل اس نے ان دونوں میں سے ہر ایک کے منہ میں تھوکا اور کہا بلاشبہ عنقریب یہ کہانت میں میرے قائم مقام ہوں گے پھر وہ اسی روز فوت ہو گئے۔

اور اس سال وفات پانے والوں میں ایک قول کے مطابق جبہ بن حمیم، دراج ابو السمع اور سعید بن مسرو اور دمشق کے قاضی سلیمان ابن حبیب بخاری، عبدالرحمن بن قاسم شیخ مالک، عبید اللہ بن ابی یزید اور عمرو بن دینار شامل ہیں۔

۱۲۷ھ

اس سال کا آغاز ہوا تو ابراہیم بن ولید بن عبدالملک اپنے بھائی یزید الناقص کی وصیت کے مطابق خلیفہ بنا اور امراء اور سب اہل شام نے اہل حمص کے سوا اس کی بیعت کی انہوں نے اس کی بیعت نہیں کی اور پہلے بیان ہو چکا ہے کہ مروان الحمار، آذربائیجان اور آرمینیا کا نائب تھا اور اس سے قبل اس کا باپ ان مقامات پر نائب تھا اور وہ یزید بن ولید، ولید بن یزید کے قتل کرنے کی وجہ سے ناراض تھا اور وہ ولید کے خون کا بدلہ لینے آیا اور جب وہ حصران پہنچا تو اس نے رجوع کر لیا اور یزید بن ولید کی بیعت کر لی اور ابھی وہ تھوڑا عرصہ ہی ٹھہرا تھا کہ اسے اس کی موت کی اطلاع مل گئی، پس وہ اہل جزیرہ کی پاس آیا حتیٰ کہ قسریں پہنچ گیا اور اس نے اس کے باشندوں کا محاصرہ کر لیا تو انہوں نے اس کی اطاعت اختیار کر لی۔ پھر وہ حمص آیا جہاں پر عبدالعزیز بن الحجاج، امیر المؤمنین ابراہیم بن ولید کی جانب سے نائب تھا، پس اس نے ان کا محاصرہ کر لیا تاکہ وہ ابراہیم بن ولید کی بیعت کریں اور انہوں نے اس کی بیعت نہ کرنے پر اصرار کیا اور جب عبدالعزیز کو مروان بن محمد کے قریب آنے کی اطلاع ملی تو وہ وہاں سے کوچ کر گیا اور مروان حمص آ گیا اور انہوں نے اس کی بیعت کر لی اور اس کے ساتھ دمشق گئے اور ان کے ساتھ جزیرہ اور قسریں کی فوجیں بھی تھیں۔

پس مروان ۸۰ ہزار فوج کے ساتھ دمشق گیا اور اس نے ابراہیم بن ولید بن ہشام بن عبدالملک کو جو ایک لاکھ بیس ہزار فوج کے ساتھ بھیجا اور البتاع کے چشمہ الحجر کے نزدیک دونوں فوجوں کی مدبھیڑ ہوئی، پس مروان نے انہیں جنگ سے رکنے اور ولید بن یزید کے دونوں بیٹوں سے الگ ہو جانے کی دعوت دی اور وہ الحکم اور عثمان تھے جن کے بارے میں اس نے عہد لیا تھا اور یزید نے ان دونوں کو دمشق میں قید کیا ہوا تھا مگر انہوں نے اس بات کو تسلیم نہ کیا اور انہوں نے دن کے بلند ہونے کے وقت سے لے کر عصر تک باہم شدید جنگ کی اور مروان نے ایک دستہ بھیجا جو ابن ہشام کی فوج کے پیچھے سے آئے پس ان کا ارادہ پورا ہو گیا اور وہ ان کے پیچھے سے نکلیں کہتے ہوئے آئے اور دوسروں نے ان کے سامنے سے ان پر حملہ کر دیا اور سلیمان کے اصحاب کو شکست ہوئی اور اہل حمص نے ان سے بہت سے لوگوں کو قتل کر دیا اور ان کی فوج کی تیخ کئی ہو گئی اور اس روز اہل دمشق میں سے تقریباً ۱۸ ہزار

آدمی قتل ہوئے اور اسی قدر قیدی بنائے گئے اور مردان نے ولید کے دونوں بیٹوں الحکم اور عثمان کی بیعت کرنے پر ان کا مواخذہ کیا اور دو آدمیوں یزید بن العنار اور ولید بن مہاجر بن کلب قبیلے سے تعلق رکھتے تھے کے سوا سب کو رہا کر دیا اس نے ان دونوں کو اپنے سامنے کوڑوں سے مارا اور انہیں قید کر دیا اور وہ دونوں قید خانے میں مر گئے۔ اس لیے کہ یہ دونوں ولید بن یزید کے قتل کے وقت قاتلین میں شامل تھے۔

اور سلیمان اور اس کے باقی ماندہ اصحاب مسلسل شکست خوردہ رہے اور انہیں صبح و شام ہی میں ہوئی پس انہوں نے امیر المومنین ابراہیم بن ولید کو جو کچھ ہوا تھا اس کے متعلق اطلاع دی اور اس وقت سرکردہ امراء عبدالعزیز بن الحجاج، یزید خالد بن عبداللہ القسری، ابو علائقہ سلسکی، اصغ بن ذوالکلبی اور ان کے ہمسروں نے ان کے ساتھ اس بات پر اتفاق کیا کہ وہ ولید کے دونوں بیٹوں الحکم اور عثمان کو اس خدشہ کے پیش نظر قتل کر دیں کہ وہ خلافت حاصل کر کے اپنے دشمنوں اور اپنے باپ کے قاتلوں کو ہلاک کر دیں گے۔ سو انہوں نے ان دونوں کی طرف یزید بن خالد بن عبداللہ القسری کو بھیجا وہ قید خانے میں گیا اور اس میں ولید کے بیٹے الحکم اور عثمان موجود تھے جو بالغ ہو چکے تھے۔ کہتے ہیں کہ ان دونوں میں سے ایک کے ہاں لڑکا پیدا ہوا جس کے سر کو اس نے عمداً چکل دیا اور اس نے یوسف بن عمر کو بھی قتل کر دیا جو ان دونوں کے ساتھ قید تھا۔ اسی طرح ان کے قید خانے میں ابو محمد سفیانی بھی تھا جو بھاگ گیا اور قید خانے کے اندر ایک کمرے میں داخل ہو کر اس نے دروازے کے پیچھے پتھر چن دیئے انہوں نے اس کا محاصرہ کیا تو اس نے دروازہ کھولنے سے انکار کر دیا پس وہ دروازے کو جلانے کے لیے آگ لے آئے۔ پھر مروان بن محمد اور اس کے اصحاب کے شکست خوردوں کی تلاش میں دمشق آنے کے باعث اس بات سے غافل ہو گئے۔

مروان الحمار کا دمشق آنا اور خلافت سنبھالنا

جب مروان اپنی فوجوں کے ساتھ چشمہ الحجر سے آیا اور دمشق کے نزدیک ہوا اور اس کے باشندے گزشتہ کل کو اس سے شکست کھا چکے تھے اور ابراہیم بن ولید بھاگ گیا اور سلیمان بن ہشام نے بیت المال کی طرف سے آکر اسے کھولا اور جو کچھ اس میں تھا اسے اپنے اصحاب اور اپنی تابع افواج پر خرچ کر دیا اور ولید بن یزید کے غلاموں نے عبدالعزیز بن الحجاج کے گھر پر حملہ کر دیا اور انہوں نے اسے گھر میں قتل کر دیا اور اسے لوٹ لیا اور یزید بن ولید کی قبر کو اکھیر دیا اور اسے باب الجابیہ پر صلیب دے دیا اور مروان بن محمد دمشق آیا اور اس کے بالائی علاقے میں اتر اور دو مقتول نوجوان الحکم اور عثمان کو لایا گیا اور اسی طرح یوسف بن عمر کو بھی لایا گیا پس انہوں نے اسے دفن کیا اور ابو محمد سفیانی کو رسیوں سے جکڑ کر لایا گیا تو اس نے مروان کو سلام خلافت کیا، مروان نے کہا رک جا۔ اس نے کہا ان دونوں نوجوانوں نے اپنے بعد تیرے لیے خلافت مقرر کی تھی پھر اس نے ایک قصیدہ سنایا جسے الحکم نے قید خانے میں کہا تھا جس میں اس کے یہ اشعار بھی ہیں:۔

ارے کون میری طرف سے مروان کو اور میرے ناواقف چچا کو یہ بات پہنچائے کہ ہمارا غم طویل ہو گیا ہے اور مجھ پر ظلم ہوا ہے اور میری قوم ولید کے قتل پر متفق ہو گئی ہے۔ پس اگر میں ہلاک ہو جاؤں تو میرے ولی عبد امیر المومنین مروان ہوگا۔ پھر ابو محمد سفیانی نے مروان سے کہا، اپنا ہاتھ بڑھائیے اور سب سے پہلے معاویہ بن یزید بن حصین بن نمیر نے اس کی

بیعت خلاف کی۔

پھر اہل شام دمشق اور اہل حمص وغیرہ کے سرکردہ لوگوں نے اس کی بیعت کی پھر مروان نے انہیں کہا امرا کو منتخب کرو ہم انہیں تم پر امیر مقرر کریں۔ پس ہر شہر سے باشندوں نے امیر چنا اور اس نے اسے ان پر امیر بنا دیا اور زامل بن عمرو البیرانی دمشق کا اور عبداللہ بن شجرہ کنندی حمص کا اور داؤد بن امدادیہ بن مروان اردن کا اور ثابت بن نعیم بن نعیملی فلسطین کا امیر بنا اور اب مروان بن محمد کے لیے شام ہموار ہو گیا تو وہ حران واپس آ گیا اور اس موقع پر خلیفہ ابراہیم بن ولید اور اس کے عم زاد سلیمان بن ہشام نے ان سے امان طلب کی اور اس نے ان دونوں کو امان دی اور سلیمان بن ہشام اہل تدمر کے ساتھ اس کے پاس آیا اور انہوں نے اس کی بیعت کر لی پھر جب مروان نے حران میں تین ماہ قیام کیا تو اہل شام نے اس کی جو بیعت تھی اسے توڑ دیا اور اہل حمص وغیرہ نے بھی بیعت توڑ دی تو اس نے اہل حمص کی طرف فوج روانہ کی جو اس سال کی عید الفطر کی شب کو ان کے پاس اچانک پہنچ گئی اور مروان عید الفطر کے دو دن بعد حمص آیا اور مروان نے بہت سی فوجوں کے ساتھ حمص سے جنگ کی اور اس روز ابراہیم بن ولید مخلوع اور سلیمان بن ہشام بھی اس کے ساتھ تھے اور وہ اس کے ہاں خاص عزت رکھتے تھے اور وہ صبح اور شام کے وقت ان دونوں سے مجالست کرتا تھا۔

اور جب اس نے حمص کا محاصرہ کیا تو انہوں نے اسے پکارا کہ ہم تیری اطاعت میں ہیں اس نے کہا شہر کے دروازہ کو کھول دو تو انہوں نے اسے کھول دیا پھر ان کی طرف سے تھوڑی سی جنگ ہوئی اور اس نے ان میں سے تقریباً پانچ سو آدمیوں کو قتل کر دیا اور اس کے حکم سے انہیں شہر کے ارد گرد صلیب دیا گیا اور اس نے شہر پناہ کے کچھ حصے کو گرانے کا حکم دیا اور اہل دمشق اور اہل غوطہ نے اپنے امیر زامل بن عمرو کا محاصرہ کر لیا اور یزید بن خالد القسری کو اپنا امیر بنا لیا اور شہر کا نائب ڈنار ہا اور امیر المومنین مروان نے حمص سے اس کی طرف تقریباً دس ہزار فوج روانہ کی اور جب وہ فوج دمشق کے نزدیک پہنچی تو نائب اپنے ساتھیوں کے ساتھ نکلا اور وہ فوج اہل غوطہ سے مل گئے اور انہوں نے انہیں شکست دی اور الزمرہ اور اس کے ساتھ دوسری ہستیوں کو جلا دیا اور یزید بن خالد القسری اور ابو علاقہ کلبی نے الزمرہ کے باشندوں میں سے نعم کے ایک شخص سے پناہ طلب کی اور زامل بن عمرو نے ان کے متعلق بتا دیا تو اس نے ان دونوں کو قتل کر کے ان کے امیر المومنین مروان کو حمص میں بھیج دیئے۔

اور ثابت بن نعیم نے اہل فلسطین کے ساتھ خلیفہ کے خلاف بغاوت کی اور خلیفہ نے ان کی طرف فوج روانہ کی جس نے انہیں وہاں سے جلا وطن کر دیا اور ان کی فوج کی بیخ کنی کر دی اور ثابت بن نعیم فلسطین کی طرف فرار کر گیا اور امیر ابو اللورد نے اس کا تعاقب کر کے اسے دوبارہ شکست دی اور اس کے اصحاب اس سے الگ ہو گئے اور ابو اللورد نے اس کے تین لڑکوں کو قید کر لیا اور انہیں زخمی حالت میں خلیفہ کے پاس بھیج دیا اس نے ان کے علاج کا حکم دیا پھر امیر المومنین نے فلسطین کے نائب رماحس بن عبدالعزیز کنانی کو حکم دیا کہ وہ ثابت بن نعیم کو جہاں بھی وہ ہے تلاش کرے پس وہ ہمیشہ اس سے ملافت کرتا رہا حتیٰ کہ اس نے اسے قیدی بنا کر پکڑ لیا اور یہ دو ماہ بعد کا واقعہ ہے اور اس نے اسے خلیفہ کے پاس بھیج دیا اور اس نے اس کے دونوں ہاتھ پاؤں کاٹنے کا حکم دیا اور جو جماعت اس کے ساتھ تھی اس کے متعلق بھی اس نے یہی حکم دیا اور اس نے انہیں دمشق بھجوا دیا اور انہیں دمشق

کی مسجد کے دروازے پر کھڑا کیا گیا اس لیے کہ اہل دمشق نے یہ افواہ اڑائی تھی کہ ثابت بن نعیم دہلیہ مصر کی طرف چلا گیا ہے اور وہاں اس نے معتقب بن حکم مروان کے نائب کو قتل کر دیا ہے پس اس نے کئے ہوئے ہاتھ پاؤں کے ساتھ انہیں ان کے پاس بھیجا کہ وہ اپنی افواہ نے بھونٹا ہونے کو معلوم کر لیں اور خلیفہ مروان نے دیر ایوب بن علیؓ میں ایک مرحصہ تک قیام کیا حتیٰ کہ اس نے اپنے بیٹے عبداللہ اور پھر بمبید اللہ کے لیے بیعت لی اور ہشام کی دونوں بیٹیوں سے ان کے نکاح کر دیئے اور وہ ام ہشام اور عائشہ تھیں اور یہ ایک بھرپور مجمع اور خوفناک حکومت اور عام بیعت تھی لیکن حقیقت میں مکمل نہ تھی اور خلیفہ دمشق آیا اور ثابت اور اس کے اصحاب کے ٹکڑے ٹکڑے ہونے کے بعد ان کے متعلق حکم دیا کہ انہیں شہر کے دروازوں پر صلیب دی جائے اور ان میں سے ایک شخص عمرو بن الحارث الکلسی کے سوا کسی نے سبقت نہ کی اور جیسا کہ خیال کیا جاتا ہے کہ اس کے پاس ان امانات کا علم تھا جو ثابت بن نعیم نے لوگوں کے پاس رکھی ہوئی تھیں اور مروان کے لیے تدمر کے سوا ہشام کا معاملہ مرتب ہو گیا، پس وہ دمشق سے روانہ ہوا اور حمص کے علاقے القسطل مقام پر اتر اور اسے اطلاع ملی کہ اہل تدمر ان پانیوں میں اتر گئے ہیں جو اس کے اور ان کے درمیان ہیں۔

پس ان پر اس کا غصہ بھڑک اٹھا اور اس کے ساتھ جزار لشکر تھے۔ اس نے ابرش بن ولید سے گفتگو کی اور وہ اس کی قوم تھے اس نے اس سے مطالبہ کیا کہ وہ سب سے پہلے ان کے پاس معذرت کرنے کے لیے آدنی بھیجے۔ اس نے ابرش کے بھائی عمرو بن ولید کو بھیجا اور جب وہ ان کے پاس آیا تو انہوں نے اس کی طرف التفات نہ کیا اور نہ اس کی بات سنی اور وہ واپس چلا گیا۔ پس خلیفہ نے فوج بھیجنے کا ارادہ کیا تو ابرش نے اس سے مطالبہ کیا کہ وہ بنفس نفیس ان کے پاس جائے گا تو اس نے اسے بھیج دیا اور جب ابرش ان کے پاس آیا تو اس نے ان سے گفتگو کی اور انہیں سب و اطاعت اختیار کرنے کی طرف مائل کیا تو اکثریت نے اس کی بات مان لی اور بعض نے انکار کیا اس نے خلیفہ کو صورت حال سے آگاہ کرنے کے لیے خط لکھا تو خلیفہ نے اسے حکم دیا کہ وہ اس کی ایک فسیل کو گرا دے اور جو اس کی اطاعت کرے وہ اس کی اطاعت قبول کرے، سو اس نے ایسا ہی کیا اور جب وہ اس کے پاس آئے تو وہ اپنی ساتھی فوجوں کے ساتھ البریہ کے راستے اصفانہ کی طرف روانہ ہو گیا اور سرداروں میں سے ابراہیم بن ولید اور سلیمان بن ہشام بھی تھے اور ولید یزید اور سلیمان کے لڑکوں کی ایک جماعت بھی تھی، اس نے کئی روز تک اصفانہ میں قیام کیا، پھر البریہ کی طرف گیا تو سلیمان بن ہشام نے اس سے کچھ دن آرام کرنے اور اپنی مکر کو آرام دینے کے لیے وہاں ٹھہرنے کی اجازت طلب کی اور اس نے اسے اجازت دے دی۔

پس مروان تیزی سے چلا اور واسط کے نزدیک فرات کے کنارے پر اتر اور تین دن ٹھہرا، پھر قر قیسیا کی طرف روانہ ہو گیا جہاں ابن سمیرہ مقیم تھا تا کہ وہ اسے شحاک بن قیس شیبانی خارجی حروری سے جنگ کرنے کے لیے بھیجے اور مروان اس کام میں مشغول ہو گیا اور دس ہزار سوار جن کو مروان نے بعض سرایا میں بھیجا ہوا تھا آگئے اور اصفانہ سے گزرے اور وہاں پر سلیمان بن ہشام بن عبد الملک بھی موجود تھا جس نے وہاں ٹھہر کر آرام کرنے کے لیے خلیفہ سے اجازت لی ہوئی تھی انہوں نے اسے اپنی بیعت لینے اور مروان بن محمد کو معزول کرنے اور اس سے جنگ کرنے کی دعوت دی۔ پس شیطان نے اس سے لغزش کروائی اور اس نے ان کی

بات کو مان لیا اور اس نے مردان کو معزولی کر دیا اور فوجوں کے ساتھ قسریں کی طرف روانہ کیا۔ نیز اس نے اہل شام سے ذبح و کتابت کی تو وہ بھی ہر جانب سے اس کے پاس آگئے اور سلیمان نے ابن ہبیرہ کی طرف خط لکھا جسے مردان نے ضحاک بن قیس خارجی کے ساتھ جنگ کے لیے جانے کا حکم دیا تھا تو وہ بھی تقریباً ستر ہزار فوج کے ساتھ اس کی طرف سمت آیا اور مردان نے ستر ہزار فوج کے ساتھ عیسیٰ بن مسلم کو ان کے ساتھ مقابلہ میں بھیجا اور ارض قسریں میں ان کی ٹڈبھیڑ ہوئی اور انہوں نے باہم شدید جنگ کی اور مردان اور لوگ جنگ میں آئے اور اس نے ان سے شدید جنگ کی اور انہیں شکست دی اور ابراہیم بن سلیمان بن ہشام اس روز قتل ہوا اور وہ اس کا بڑا بیٹا تھا اور ان میں سے تیس ہزار سے زیادہ آدمی قتل ہو گئے اور سلیمان مغلوب ہو کر حصص گیا اور شکست خوردہ فوج اس کے گرد جمع ہو گئی اور اس نے ان کے ساتھ وہیں پڑاؤ کر لیا اور مردان نے اس کی جس فیصل کو گرا دیا تھا اسے تعمیر کیا اور مردان کے وہاں آکر ان کا محاصرہ کر لیا اور ان پر سے زیادہ مجاہدین نصب کی اور آٹھ ماہ تک دن رات ان پر سنگباری کرتا رہا۔ وہ ہر روز اس کے مقابلہ میں نکلتے اور جنگ کرتے اور واپس چلے جاتے اور سلیمان فوج کے ایک دستے کے ساتھ تدمر کی جانب گیا اور راستے میں انہیں مردان کی فوج ملی اور انہوں نے اس پر حملہ کرنے اور اسے لوٹنے کا ارادہ کیا مگر وہ ایسا نہ کر سکے اور مردان نے ان کے لیے تیاری کی اور ان سے جنگ کی اور اس کی فوج کے چھ ہزار آدمی قتل ہو گئے حالانکہ وہ نوسو تھے اور وہ تدمر کی طرف واپس آگئے اور مردان نے پورے دس ماہ تک حصص کا محاصرہ کیے رکھا اور جب مسلسل ان پر مصائب آئے اور ذلت ان کے شامل حال ہوئی تو انہوں نے اس سے مطالبہ کیا کہ وہ انہیں امان دے دے مگر اس نے انکار کیا اور کہا جب تک تم میرے حکم کو تسلیم نہیں کرو گے امان نہیں ملے گی۔

پھر انہوں نے اس شرط پر امان طلب کی کہ وہ اسے سعید بن ہشام^۱ اور اس کے دونوں بیٹوں مروان اور عثمان اور اس کی سلسلہ پر قابو دلا دیتے ہیں جو اس کے ساتھ قید تھا اور اس حبشی پر بھی جو اس پر افتراء کرتا اور اسے گالیاں دیتا تھا پس اس نے ان کی بات کو قبول کر لیا اور انہیں امان دے دی اور اس نے ان لوگوں کو قتل کر دیا پھر ضحاک کی طرف روانہ ہو گیا اور عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز نائب عراق نے ضحاک خارجی سے کوفہ اور اس کے مضافات پر جو اس کے قبضے میں تھے مصالحت کر لی اور مروان کے سوار کوفہ آئے اور ضحاک کی جانب سے اس کے نائب ملحان شیبانی نے ان سے ملاقات کی اور اس نے ان سے جنگ کی اور ملحان قتل ہو گیا اور ضحاک نے بنی عائدہ کے اہل شامی بن عمران کوفہ کا نائب مقرر کیا اور ضحاک ذوالقعدہ میں موصل کی طرف گیا اور ابن ہبیرہ کوفہ کی طرف گیا اور اس نے خوارج کے ہاتھوں سے اسے چھین لیا اور ضحاک نے کوفہ کی طرف فوج روانہ کی تو اسے وہاں کچھ بھی نہ ملا۔

اور اس سال ضحاک بن قیس شیبانی نے خروج کیا اور اس کے خروج کا باعث یہ تھا کہ ایک شخص سعید بن بہدل نے جو خارجی تھا لوگوں کی غفلت اور ان کے ولید بن یزید کے قتل میں اشتعال سے فائدہ اٹھایا اور اس نے عراق میں خوارج کی ایک جماعت کے ساتھ بغاوت کر دی اور چار ہزار آدمی اس کے گرد جمع ہو گئے اور فوجوں نے ان کا قصد کیا اور انہوں نے ان کے ساتھ

۱ یہ اضافہ مصری نسخے میں ہے۔

جنگ کی پلٹس کبھی وہ شکست دیتے اور کبھی شکست کھاتے۔ پھر سعید بن بہدل طاعون کی بیماری سے مر گیا اور اس نے اپنے بعد اس سخاک بن قیس کو اپنا جانشین بنایا اور اس نے اسحاب اس کے گرد جمع ہو گئے اور اس کی اور بہت سی فوج کی مدد بھیجی ہوئی اور خراج غالب آگئے اور انہوں نے بہت سے لوگوں کو قتل کر دیا جن میں عاصم بن عمر بن عبد العزیز بھی شامل تھا جو امیر عراق عبد اللہ بن عمر بن عبد العزیز کا بھائی تھا۔ پس اس نے اشعار میں اس کا مرتیہ کہا پھر سخاک نے اپنے اصحاب کے ایک دستے کے ساتھ مروان کا قصد کیا اور کوفہ سے گزرا تو وہاں کے باشندوں نے اس پر حملہ کر دیا اور اس نے انہیں شکست دی اور کوفہ میں داخل ہو کر اس پر قابض ہو گیا اور اس نے ایک شخص حسان نام کو وہاں کا نائب مقرر کیا پھر اس سال کے شعبان میں ملحان شیبانی کو نائب مقرر کیا اور خود وہ نائب عراق عبد اللہ بن عمر بن عبد العزیز کی تلاش میں روانہ ہو گیا ان کی مدد بھیجی ہوئی اور ان کے درمیان بہت جنگیں ہوئیں جن کا بیان اور تفصیل طویل ہے۔

اور اس سال بنو عباس کے داعیوں کی ایک جماعت امام ابراہیم بن محمد کے پاس جمع ہوئی اور ان کے ساتھ ابو مسلم خراسانی بھی تھا انہوں نے اسے بہت سے اخراجات دیئے اور اسے اپنے اموال کا شمس بھی دیا اور لوگوں کے درمیان بکثرت فتنہ و فساد کی وجہ سے اس سال ان کا معاملہ مرتب نہ ہوا اور اس سال معاویہ بن عبد اللہ بن جعفر بن ابی طالب نے کوفہ میں خروج کیا اور اپنی طرف دعوت دی اور امیر عراق عبد اللہ بن عمر بن عبد العزیز سے جنگ کرنے گیا اور ان دونوں کے درمیان طویل جنگیں ہوئی جن کا بیان طویل ہے پھر اس نے اسے وہاں سے جلا وطن کر دیا اور وہ جبال جا کر وہاں مغلوب ہو گیا۔

اور اس سال اس حادثہ بن سرتج نے خردج کیا جو بلا ترک میں چلا گیا تھا اور اس نے انہیں مسلمانوں کے خلاف مدد دی پس اللہ تعالیٰ نے اسے ہدایت سے سرفرا کیا حتیٰ کہ وہ بلاد شام کی طرف چلا گیا اور یہ کام یزید بن ولید کے اسلام اور مسلمانوں کی طرف رجوع کرنے کی دعوت دینے سے ہوا اور اس نے اس کی یہ دعوت قبول کر لی اور وہ خراسان کی طرف چلا اور سورۃ ۱ کے نائب نصر بن سیرانے اس کا عزم و اکرام کیا اور حادثہ بن سرتج مسلسل کتاب و سنت اور اطاعت امام کی دعوت دیتا رہا اور اس کے پاس نصر بن سیرانے کے بعض دشمن بھی تھے۔

واقعی اور ابو بشر نے بیان کیا ہے کہ اس سال حجاز، مکہ، مدینہ اور طائف کے امیر عبد العزیز بن عبد العزیز نے لوگوں کو حج کر دیا اور نصر بن سعید الحارثی عراق کا امیر تھا اور سخاک حروری اور عبد اللہ بن عمر بن عبد العزیز اور امیر خراسان نصر بن سیرانے اس کے خلاف بغاوت کی اور کرمانی اور حادثہ بن سرتج نے بھی اس کے خلاف بغاوت کی۔

اور اس سال وفات پانے والوں میں بکر بن الاشج، سعد بن ابراہیم، عبد اللہ بن دینار، عبد الملک بن مالک الجزری، عمیر بن بانی، مالک بن دینار، وہب بن کیسان اور ابواسحاق السبعی شامل ہیں۔

① شاید اس میں تحریف ہوئی ہے اور صحیح نائب خراسان ہے۔

۱۲۸ھ

اس سال حادثہ بن سرتج قتل ہوا اور اس کا باعث یہ تھا کہ یزید بن ولید الناقص نے اس کی طرف پروا نہ امان لکھا تھا حتیٰ کہ وہ بااثرک سے نکل کر مسلمانوں کی طرف آ گیا اور مشرکین کی دوستی چھوڑ کر اسلام اور مسلمانوں کی نصرت کی طرف آ گیا۔ خراسان کے نائب نصر بن سیار اور اس کے درمیان خوف اور بہت سے مقابلے پائے جاتے تھے جن کا ذکر طویل ہے۔ پس جب مروان بن محمد کو خلافت ملی تو حادثہ بن سرتج نے اس سے خوف محسوس کیا اور ابن ہبیرہ نے عراق کی نیابت سنبھال لی اور مروان کی بیعت آئی تو حادثہ نے اس کے قبول کرنے سے انکار کر دیا اور مروان کے بارے میں اعتراضات کئے اور پولیس سپرنٹنڈنٹ مسلمہ بن احوز اور فوجوں کے امراء اور سالار اس کے پاس آئے اور اس سے اپیل کی کہ وہ اپنی زبان اور ہاتھ کوروکے اور مسلمانوں کی جماعت کو منتشر نہ کرے اس نے انکار کیا اور لوگوں سے ایک طرف ہو گیا اور اس نے اپنے طریق کے مطابق نصر بن سیار کو کتاب و سنت کی طرف دعوت دی تو نصر نے اس کی موافقت سے انکار کر دیا اور وہ اسلام کے خلاف خروج پر قائم رہا اور اس نے بنی راسب کے غلام جہم بن صفوان کو جس کی کنیت ابو محرز تھی حکم دیا اور اس کی طرف فرقہ جہمیہ منسوب ہے کہ وہ لوگوں کو ایک تحریر سنائے جس میں حادثہ کی سیرت کا بیان ہو اور حادثہ کہا کرتا تھا کہ میں سیاہ جھنڈوں والا ہوں نصر نے اس کی طرف پیغام بھیجا وہ اگر تو وہی ہے تو میری زندگی کی قسم تو تم وہی لوگ ہو جو دمشق کی فیصلہ کو تباہ کر دو گے اور بنی امیہ کا خاتمہ کر دو گے پس مجھ سے پانچ سو سمر اور ایک سواونٹ لے لو اور اگر تو کوئی اور ہے تو تو نے اپنے خاندان کو ہلاک کر دیا۔

حادثہ نے اسے پیغام بھیجا میری زندگی کی قسم یہ ضرور ہو کر رہے گا تو نصر نے اسے کہا تو سب سے پہلے کرمانی سے آغاز کر پھرری کی طرف جا اور جب تو وہاں پہنچے گا تو میں تیری اطاعت میں ہوں گا پھر نصر اور حادثہ نے مناظرہ کیا اور اس بات پر راضی ہو گئے کہ مقاتل بن حبان اور جہم بن صفوان دونوں کے درمیان فیصلہ کریں۔ ان دونوں نے نصر کو معزول کرنے اور شوریٰ سے معاملات طے کرنے کا فیصلہ کیا تو نصر نے اسے قبول کرنے سے انکار کر دیا اور جہم بن صفوان اپنی بات پر قائم رہا اور اس نے جامع مسجد اور راستوں میں حادثہ کی سیرت کو بدل کر لوگوں کو سنانا شروع کر دیا اور بہت سے لوگوں نے اس کی بات کو قبول کر لیا اس موقع پر نصر بن سیار کے حکم سے فوجوں کے دستوں نے اس سے جنگ کرنے کی دعوت کا جواب دیا اور انہوں نے اس کا قصد کیا اور اس کے اصحاب نے اس کی حفاظت میں جنگ کی اور ان میں سے بہت سے آدمی قتل ہو گئے جن میں جہم بن صفوان بھی شامل تھا۔ ایک شخص نے اس کے منہ میں نیزہ مار کر اسے قتل کر دیا۔

اور یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ جہم کو قید کر کے سلم بن احوز کے سامنے کھڑا کیا گیا تو اس نے اس کو قتل کرنے کا حکم دیا اس نے کہا مجھے تمہارے باپ کی طرف سے امان حاصل ہے اس نے کہا وہ مجھے امان نہیں دے سکتا اور اگر اس نے ایب کیا ہے تو میں نے تجھے امان نہیں دی اور اگر تو اس چادر کو ستاروں سے بھر دے اور عیسیٰ بن مریم کو اتار دے تو تو نجات پائے اور قسم بخدا اگر تو میرے پیٹ میں ہوتا تو میں اپنے پیٹ کو شق کر دیتا اور اس کے حکم سے ابن میسرہ نے اسے قتل کر دیا۔ پھر حادثہ بن سرتج اور کرمانی نے نصر

اور اس کی مخالفت کرنے اور کتاب و سنت کی طرف دعوت دینے اور ائمہ ہدئی کی اتباع کرنے اور منکرات وغیرہ کی تحریم کرنے پر جو شریعت نے بیان کی ہے پر اتفاق کر لیا پھر دونوں کا آپس میں اختلاف ہو گیا اور دونوں نے باہم شدید جنگ کی اور کرمانی غالب آ گیا اور حارث کے اصحاب کو شہادت دینی اور ۱۰۰ ایک چھپرے سارے تھامے ایک گھڑے کی طرف گیا تو وہ چلنے سے اڑ گیا اور اس کے اصحاب اسے پھوڑ کر بھاگ گئے اور ان میں سے صرف ایک سو آدمی اس کے ساتھ رہ گئے پس کرمانی کے اصحاب نے اسے پلاڑی زیتون کے درخت تلے قتل کر دیا اور بعض کا قول ہے کہ غیرہ کے درخت تلے قتل کیا اور یہ واقعہ اس سال کے ۲۴ ربیع کو بروز ہفتہ ہوا اور اس کے ساتھ اس کے ایک سو اصحاب بھی قتل ہو گئے اور کرمانی نے اس کے ذخائر و اموال کی حفاظت کی اور اسی طرح جو لوگ اس کے ساتھ نکلے تھے اس نے ان کے اموال بھی لے لیے اور اس نے باب مرد پر حارث کو سر کے بغیر صلیب دینے کا حکم دیا اور نصر بن سيار کو حارث کے قتل کی خبر ملی تو اس نے کہا:

”اے اپنی قوم کو ذلت سے دوچار کرنے والے اور اے ہلاک ہونے والے تجھ پر لعنت ہو تیری نحوست نے سارے مصر کو ہلاک کر دیا ہے اور تو نے اپنی قوم کی قدر گھٹا دی ہے ازاد اور اس کے پیر و کار عمر و اور مالک میں کوئی طمع نہ رکھتے تھے اور نہ ہی بنی سہم میں اس وقت طمع رکھتے تھے جب وہ سیاہ گھوڑوں کو لگا دیتے تھے۔“

اور عباد بن حارث بن سرتج نے اسے جواب دیا:

”اے نصر پو شیدگی جاتی رہی ہے اور امید بھی لمبی ہو گئی ہے اور مزدن مرد کے علاقے میں جو چاہتے ہیں فیصلہ کرتے ہیں اور مضرہ کے بارے میں ان کا فیصلہ جائز ہوتا ہے خواہ فیصلہ ظالمانہ ہی ہو اور حمیر اپنی جگہوں پر بیٹھتے ہیں اور ان کی گردنوں سے خون پیکتا ہے اور اگر مضرہ اس سے راضی اور رام ہو گیا ہے تو اس کی ذلت اور بدبختی طویل ہو گئی اور اگر اس نے اس میں ناراضگی دور کر لی تو فہماور نہ اس کی فوجوں پر ہلاکت نازل ہوگی۔“

اور اس سال ابراہیم بن محمد بن علی بن عبد اللہ بن عباس نے ابو مسلم خراسانی کو خراسان کی طرف بھیجا اور اسے اپنے پیر و کاروں کی طرف خط بھی لکھ کر دیئے جو وہاں موجود تھے کہ یہ ابو مسلم ہے اس کی سب و اطاعت کرو اور ارض خراسان کے جس علاقے پر اس نے غلبہ پایا ہے میں نے اسے وہاں کا امیر مقرر کیا ہے۔ پس جب ابو مسلم خراسان آیا اور اس نے اپنے اصحاب کو یہ خط سنایا تو انہوں نے اس کی طرف التفات نہ کیا اور نہ اس پر عمل کیا اور اس سے اعراض کیا اور اسے اپنی پشتوں کے پیچھے پھینک دیا پس وہ ایام حج میں ابراہیم بن محمد کی طرف واپس آ گیا اور آپ کے پاس ان کی شکایت کی اور انہوں نے اس کی جو مخالفت کی تھی اس کے متعلق آپ کو بتایا۔ آپ نے اسے کہا اے عبد الرحمن! بلاشبہ تو ہمارے اہل بیت کا آدمی ہے ان کی طرف واپس جا اور تجھ پر یمن کے اس قبیلے کا خیال رکھنا لازم ہے ان کی عزت کر اور ان کے درمیان اتر بلاشبہ اللہ تعالیٰ اس معاملے کو انہی کے ذریعے پورا کرے گا۔ پھر آپ نے اسے بقیہ قبائل سے متنبہ کیا اور اسے کہا اگر تو طاقت رکھتا ہے کہ ان علاقوں میں عربی زبان کو نہ رہنے دے تو ایسا کرے اور ان کے بیٹوں میں جو بچہ پانچ بالشت کو پہنچ چکا ہے اور وہ اس پر تہمت لگاتے ہیں تو تو اسے قتل کر دے اور تجھ پر اس شیخ یعنی سلیمان بن کثیر کا خیال رکھنا لازم ہے اسے دور نہ کرنا اور ابھی ابو مسلم خراسانی کے حالات بیان ہوں گے انشاء اللہ۔

اور ابوحنیفہ کے قول کے مطابق اس سال ضحاک بن قیس خارجی قتل ہو گیا اور اس کا سبب یہ تھا کہ ضحاک نے واسط میں عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز نے اسے خط لکھا کہ میرے محاصرے میں تجھے فائدہ نہ ہوگا بلکہ تجھ پر مروان بن محمد سے پناہ لازم ہے پس اس کی طرف روانہ ہو جا اور اگر تو نے اسے قتل کر دیا تو میں تیری پیروی کروں گا۔ پس دونوں نے امیر المؤمنین مروان بن محمد کی مخالفت پر مصالحت کر لی اور جب ضحاک موصل سے گزرا تو وہاں کے باشندوں نے اس سے خط و کتابت کی اور وہ ان کی طرف مائل ہو گیا اور موصل میں داخل ہو گیا اور اس کے نائب کو قتل کر کے اس پر قابض ہو گیا اور مروان کو یہ اطلاع اس وقت ملی جب وہ حمص کا محاصرہ کئے ہوئے تھا اور اس کے باشندوں اور ان کے اس کی بیعت نہ کرنے کے معاملہ میں مشغول تھا پس اس نے اپنے بیٹے مروان بن عبداللہ کو خط لکھا اور ضحاک کے پاس ایک لاکھ بیس ہزار آدمی جمع ہو چکے تھے جنہوں نے نصیبین کا محاصرہ کیا ہوا تھا اور مروان اس کی تلاش میں گیا اور وہاں دونوں کی مدد بھیڑ ہو گئی اور دونوں نے باہم شدید جنگ کی اور ضحاک میدان کارزار میں قتل ہو گیا اور رات فریقین کے درمیان حائل ہو گئی اور ضحاک کے اصحاب نے ضحاک کو کھو دیا اور اس کے بارے میں شکایت کی حتیٰ کہ اسے دیکھنے والے نے انہیں بتایا کہ وہ قتل ہو چکا ہے پس وہ اس پر گریہ کناں ہوئے اور نوحہ کیا اور مروان کو اطلاع ملی تو اس نے میدان کارزار میں مشغولوں کے ساتھ آدمی بھیجے اور ان لوگوں کو بھی بھیجا جو مقتولین کے درمیان اس کی جگہ کو جانتے تھے۔

اور مروان کو اطلاع ملی کہ وہ قتل ہو چکا ہے اور اس کے سر اور چہرے پر تقریباً بیس ضربات لگی ہیں پس ان کے حکم سے اس کو سر کو جزیرہ کے شہروں میں گھمایا گیا اور ضحاک نے اپنے بعد اپنی فوج پر ایک شخص کو قائم مقام مقرر کیا جسے الجھیری کہا جاتا تھا اور ضحاک کی بقیہ فوج اس کی کے پاس جمع ہو گئی اور الجھیری کے ساتھ سلیمان بن ہشام بن عبدالملک اور اس کے اہل بیت اور موالی جمع ہو گئے اور ان لوگوں کی فوج بھی جنہوں نے گزشتہ سال اس کی بیعت خلافت کی تھی اور اس کی وجہ سے مروان بن محمد کو خلافت سے معزول کر دیا تھا پس جب صبح ہوئی تو انہوں نے مروان کے ساتھ جنگ کی اور الجھیری نے اپنے اصحاب کے چار سو بہادروں کے ساتھ مروان پر حملہ کیا اس وقت وہ قلب لشکر میں تھا اور وہ شکست کھا کر پلٹا اور انہوں نے اس کا پیچھا کیا حتیٰ کہ انہوں نے اسے فوج سے باہر نکال دیا اور اس کی فوج میں داخل ہو گئے اور الجھیری نے اپنے قاتلین پر بیٹھ گیا اور مروان کا سینہ ثابت قدم تھا اور اس کا بیٹا عبداللہ تھا اور اسی طرح اس کا سینہ بھی ثابت قدم تھا جس کا سالار اسحاق العقیلی تھا اور جب عبداللہ نے فوج کو الجھیری کے ساتھ بھاگتے دیکھا اور ان کی جانب سے سینہ اور میسرہ قائم تھے تو انہوں نے اس کا لالچ کیا اور وہ خیموں کی لائیں لے کر اس کے پاس آئے اور ان کے ساتھ اسے قتل کر دیا اور مروان کو اس کے قتل کی اطلاع ملی اور وہ فوج سے پانچ یا چھ میل کے فاصلہ پر تھا پس وہ خوش خوش واپس آیا اور ضحاک کے اصحاب شکست کھا گئے اور انہوں نے شیشان کو اپنا امیر بنا لیا اور اس کے بعد مروان نے امر دلس مقام پر ان کا قصد کیا اور انہیں شکست دی۔

اور اس سال وفات پانے والوں میں بکر بن سوادہ، جابر الجعفی اور جہم بن صفوان قتل ہو کر مرے جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے اور حارث بن سرج بڑے امراء میں سے ایک تھا اس کے کچھ حالات پہلے بیان ہو چکے ہیں اور عاصم بن عبدلہ، ابو حصین عثمان بن عاصم، یزید بن ابی حبیب، ابوالنجاج یزید بن حمید، ابو حمزہ النخعی، ابوالزبیر کی، ابو عمران الجونی اور ابو قبیل المغافر کی بھی وفات پانے والوں میں شامل ہیں اور ہم نے ان کے حالات تکمیل میں بیان کئے ہیں۔

۱۲۹ھ

شامی کے بعد خوارج نے شیبان بن عبدالعزیز اشکری الخارجی پر اتفاق کر لیا اور سلیمان بن ہشام نے انہیں مشورہ دیا کہ وہ موصل میں قلعہ بند ہو جائیں اور اسے اپنی فروگاہ بنالیں پس وہ اس کی طرف چلے گئے اور امیر المؤمنین مروان بن محمد نے ان کا پیچھا کیا اور انہوں نے اس کے باہر پڑاؤ کر لیا اور مروان کی فوج کے نزدیک خندق کھودی اور مروان نے بھی ان کی جانب سے اپنی فوج کے پاس خندق کھودی اور وہ ایک سال تک ان کا محاصرہ کیے رہا اور وہ ہر روز صبح و شام آپس میں جنگ کرتے اور مروان نے سلیمان بن ہشام کے پیچھے امیہ بن معاویہ بن ہشام پر فتح پائی اور اس کی فوج کے ایک دستے نے اسے قید کر لیا اور اس کے حکم سے اس کے ہاتھ کاٹے گئے پھر اسے قتل کر دیا گیا اور اس کا چچا سلیمان اور اس کی فوج اس کی طرف دیکھ رہے تھے اور مروان نے اپنے عراق کے نائب یزید بن عمر بن ہبیرہ کو حکم دیتے ہوئے خط لکھا کہ اس کے ملک میں جو خوارج موجود ہیں وہ ان سے جنگ کرے اور اس کے ان کے ساتھ کئی معرکے ہوئے اور ابن ہبیرہ نے ان پر فتح پائی اور اس نے ان کے ایک بڑے حصے کو تباہ کر دیا اور عراق میں ان کی کوئی اولاد باقی نہیں رہی اور اس نے کوفہ کو خوارج کے ہاتھوں سے بچالیا۔

اور اس سال رمضان میں قریش کے عائدہ قبیلہ کا المشلی بن عمران العائذی اس کا امیر تھا اور جب ابن ہبیرہ خوارج سے فارغ ہو گیا تو مروان نے اسے لکھا کہ وہ عمار بن صبارہ جو ایک بہادر شخص تھا اسے مدد دے پس اس نے سات یا آٹھ ہزار فوج کے ساتھ اسے اس کے پاس بھیجا اور خوارج نے چار ہزار کا دستہ اس کی طرف بھیجا جس نے اسے راستے میں روکا تو ابن صبارہ نے اسے شکست دی اور اس کا امیر الجون الکلاب شیبانی خارجی قتل ہو گیا اور وہ موصل کی طرف آیا اور خوارج کی فوج ان کی طرف لوٹ آئی اور سلیمان بن ہشام نے انہیں موصل سے کوچ کر جانے کا مشورہ دیا۔ بلاشبہ ان کے لیے وہاں قیام کرنا ممکن نہ تھا اور مروان ان کے آگے اور ابن صبارہ ان کے پیچھے تھا اور اس نے ان کا غلہ روک دیا حتیٰ کہ انہیں کھانے کو کوئی چیز نہ ملی تو وہ وہاں سے کوچ کر گئے اور حلوان سے چلتے چلاتے ابواز چلے گئے اور مروان نے ابن صبارہ کو تین ہزار فوج کے ساتھ ان کے پیچھے بھیجا۔

پس اس نے ان میں سے جو لوگ پیچھے رہ گئے تھے انہیں قتل کرتے ہوئے ان کا تعاقب کیا اور میدان کارزار میں ان سے مل کر ان سے جنگ کرتا اور وہ مسلسل ان کے تعاقب میں رہا حتیٰ کہ ان کی جمیعت مختلف سمتوں میں بکھر گئی اور ان کا امیر شیبان بن عبدالعزیز اشکری آئندہ سال ابواز میں ہلاک ہو گیا اسے خالد بن مسعود بن جعفر بن خلیفہ ازدی نے قتل کیا اور سلیمان بن ہشام اپنے اموال اور اہل بیت کے ساتھ کشتیوں میں سوار ہوا اور وہ سندھ کی طرف چلے گئے اور مروان موصل سے واپس آ گیا اور اپنے مقام حران پر قیام پذیر ہو گیا اور اسے خوارج کے زوال سے خوشی ہوئی مگر اس کی خوشی پوری نہ ہوئی اور اسے قضا و قدر نے پیچھے سے آلیا جو بڑی طاقت و شوکت والی اور بڑے ہیروکاروں والی اور خوارج سے بڑھ کر جنگ کرنے والی ہے اور وہ ابو مسلم خراسانی کا ظہور ہے جو بنو عباس کی حکومت کا داعی تھا۔

ابو مسلم خراسانی کے ظہور کا آغاز

تقدیراً اس سال امام ابراہیم بن محمد عباسی کی جانب سے خط آیا۔ انہوں نے ابو مسلم و خراسان سے طلب کیا جس سے وہ سزا و عقوبت کے ساتھ آپ کے پاس آیا اور وہ جس شہرت بھی گزرے لوگ انہیں پوچھتے کہ تم کہاں جا رہے ہو ابو مسلم کہتا ہم حج کو جا رہے ہیں اور جب ابو مسلم ان میں سے بعض کے میاں کو اپنی طرف دیکھتا تو وہ انہیں اپنے مقصد کی دعوت دیتا اور وہ اس بات کو قبول کر لیتے اور ابھی وہ راستے ہی میں تھا کہ ابو مسلم کی طرف امام ابراہیم کا دوسرا خط آیا کہ میں نے تیری طرف فتح کا بھنڈا بھیجا ہے خراسان کی طرف واپس چلا جا اور دعوت کا اظہار کر اور اس نے قحطیہ بن غیب کو حکم دیا کہ اس کے پاس جو اموال اور تحائف ہیں وہ انہیں امام ابراہیم کے پاس لے جائے اور حج کے اجتماع میں ان سے ملاقات کرے ابو مسلم خط لے کر واپس آ گیا اور یکم رمضان کو خراسان میں داخل ہوا اور اس نے سلیمان بن کثیر کو خط پہنچایا جس میں لکھا اپنی دعوت کو ظاہر کر اور انتظار نہ کر۔ پس انہوں نے ابو مسلم خراسانی کو بنو عباس کا داعی بنا کر اپنے آگے کیا اور ابو مسلم نے اپنے داعیوں کو بلا دخراسان میں بھیجا اور خراسان کا امیر نصر بن سیار کرمانی اور شیبان بن سلمہ حروری سے جنگ کرنے میں مشغول تھا اور وہ اپنے معاملے میں یہاں تک پہنچ چکا کہ اس کے اصحاب خوارج کے بہت سے گروہوں میں اسے سلام خلافت کہتے تھے پس ابو مسلم کا معاملہ نمایاں ہو گیا اور ہر جانب سے لوگوں نے اس کا قصد کیا اور جن لوگوں نے ایک دن میں اس کا قصد کیا ان میں ساٹھ ہستیوں کے باشندے شامل ہیں اور اس نے ۴۲ دن وہاں قیام کیا اور اس کے ہاتھوں بہت سے صوبے فتح ہوئے اور جب اس سال ۲۵ رمضان کو جمعرات کی رات آئی تو ابو مسلم نے اس جھنڈے کو باندھا جسے امام نے اسے بھیجا تھا اسے انظر کہا جاتا تھا اسے ۱۴ گز لمبے نیزے پر باندھا گیا اور اس نے اس جھنڈے کو بھی باندھا جسے امام نے بھیجا تھا اسے السحاب کہا جاتا تھا اسے ۱۳ گز لمبے نیزے پر باندھا گیا اور وہ دونوں جھنڈے سیاہ تھے اور یہ آیت پڑھ رہا تھا:

﴿ اذْنُ لِلَّذِينَ يُفَاتِلُونَ بَانْتِهَامِ ظُلْمُوا وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰی نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرٌ ﴾

اور ابو مسلم اور سلیمان بن کثیر اور ان کی دعوت کو قبول کرنے والوں نے سیاہ لباس پہنا اور یہ ان کا شعار ہو گیا اور انہوں نے اس شب عظیم آگ جلائی جس سے وہ ان نواح کے باشندوں کو دعوت دیتے تھے اور یہ ان کے درمیان علامت تھی پس وہ اکٹھے ہو گئے اور ایک جھنڈے کو السحاب نام دیتے، مفہوم یہ تھا کہ جس طرح سحاب تمام زمین کو ڈھانپ لیتا ہے اسی طرح بنو عباس کی دعوت اہل زمین کو ڈھانپ لے گی اور دوسرے کا نام انظر رکھنے کا مفہوم یہ ہے کہ جس طرح زمین سائے سے خالی نہیں ہوتی اسی طرح بنو عباس کے قیام سے زمین خالی نہیں ہوگی اور ہر جانب سے ابو مسلم کے پاس لوگ آئے اور اس کی فوج بکثرت ہو گئی۔

اور جب عید الفطر کا دن آیا تو ابو مسلم نے سلیمان بن کثیر کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے اور اس نے اس کے لیے منبر نصب کیا اور یہ کہ وہ بنی امیہ کی مخالفت کرے اور سنت پر عمل کرے۔ پس نماز کے لیے الصلوٰۃ جامعہ کا اعلان کیا گیا اور ان کے برخلاف نہ اذان دی اور نہ اقامت کہی اور خطبہ سے قبل نماز شروع کی اور پہلی رکعت میں قرأت سے پہلے چھ تکبیریں کہیں نہ چار اور

دوسری میں پانچ کہیں نہ تین اور ذکر تکبیر سے خطبہ کا آغاز کیا اور اسے قرأت پر ختم کیا اور لوگ عید کی نماز سے واپس چلے گئے تو ابو مسلم نے ان کے لیے کھانا تیار کیا۔ اس نے لوگوں کے آگے رکھا اور اس نے نصر بن حبار کی طرف خط لکھا جس میں اس نے اپنے آپ سے آغاز کیا پھر اس نے کہا نصر بن حبار کی طرف۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

امام بعد ایشاہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اقوام کی کی برائی بیان کی ہے اور فرمایا ہے وَأَفْسِسْمُو بِأَسْبَابِ حَيْدِ نَسَابِہِمْ لَیْسَ جِزَاءُہُمْ نَدَائِرُ لَیْکُونَنَّ اَہْدٰی مِّنْ اِحْدٰی اِلَّا۔ الی قولہ تَحْوِیْلًا۔ نصر کو یہ بات گراں گزری کہ اس نے اپنے نام کو اس کے نام سے مقدم کیا ہے اور اس نے طویل سوچ بچار کی اور کہنے لگا اس خط کا جواب ہے۔

ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ پھر نصر بن حبار نے ابو مسلم کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے بہت سے سوار بھیجے اور یہ اس کے ظہور کے ۱۸ ماہ بعد کا واقعہ ہے اور ابو مسلم نے ان کے مقابلہ میں مالک بن ابیہثم خزاعی کو بھیجا ان کی مدد بھیڑ ہوئی تو مالک نے انہیں رسول اللہ ﷺ کی آل سے رضا مندی کی دعوت دی انہوں نے اس بات سے انکار کیا اور انہوں نے دن کے آغاز سے عصر تک صف بندی کی اور مالک کے پاس فوج آگئی جس سے طاقتور ہو گیا اور مالک نے ان پر فتح پائی اور یہ پہلا کارزار ہے جس میں بنو عباس اور بنو امیہ کی فوجوں نے باہم جنگ کی۔

اور اس سال خازم بن خزیمہ نے مروالروز پر غلبہ پایا اور اس کے عالم کو جو نصر بن حبار کی جانب سے مقرر تھا قتل کر دیا جس کا نام بشر بن جعفر السعدی تھا اور اس نے ابو مسلم کو فتح کی اطلاع لکھ بھیجی اور اس وقت ابو مسلم تو خیر جو ان تھا جسے ابراہیم نے اس کی تیز فہمی، بہادری اور جودت ذہنی کی وجہ سے اپنی دعوت کے لیے منتخب کیا تھا اور اس کی اصل کو فد کے مضافات سے تعلق رکھتی تھی اور وہ اور لیس بن معقل العبجی کا غلام تھا جسے بنو عباس کے ایک داعی نے چار سو درہم میں خرید لیا۔ پھر محمد بن علی نے اسے لے لیا پھر اس کی دوستی آل عباس سے ہو گئی اور امام ابراہیم نے ابو الہثم اسماعیل بن عمران کی بیٹی سے اس کا نکاح کر دیا اور اس کی جانب سے است مہر دیا اور اپنے عراق و خراسان کے داعیوں کی طرف خط لکھا کہ وہ اس کی بات سنیں تو انہوں نے اس کے حکم پر عمل کیا حالانکہ گزشتہ سال انہوں نے اس کے حکم کو رد کر دیا تھا کیونکہ وہ ان میں چھوٹا تھا۔

پس جب یہ سال آیا تو امام نے ان کی طرف تاکید کی خط لکھا کہ وہ اس کی اطاعت کریں اور اسی میں ان کی اور اس کی بھلائی تھی (اور اللہ کا حکم طے شدہ ہوتا ہے) اور جب خراسان میں ابو مسلم کا معاملہ مشتہر ہو گیا تو ان عرب گروہوں نے جو وہاں موجود تھے اس کے ساتھ جنگ و قتال کے لیے باہم معاہدہ کیا اور اس نے کرمانی اور شیمان کو مجبور نہ کیا کیونکہ وہ دونوں نصر کے بانی تھے اور ابو مسلم بھی ان دونوں کی طرح نصر کا مخالف تھا اس کے باوجود وہ مروان الحمار کی معزولی کی دعوت دیتا تھا اور نصر نے شیمان سے ایبل کی کہ وہ ابو مسلم کے ساتھ جنگ کرنے میں اس کا ساتھ دے یا اس سے رکار ہے تاکہ وہ اس کے ساتھ جنگ میں پوری ناکت لگا دے اور جب وہ ابو مسلم کو قتل کر دے تو وہ دونوں دوبارہ اپنی عداوت پر قائم ہو جائیں اس نے اس کی بات کو تسلیم کر لیا اور اس نے ابو مسلم کو بھی اس کی اطلاع دی تو اس نے کرمانی کو یہ بات بتانے کے لیے اس کے پاس ایک آدمی بھیجا تو کرمانی نے

شیمان کو اس بات پر ملامت کی اور اسے اس بات سے موذ دیا اور ابو مسلم نے نصر بن نعیم کو ہرات کی طرف بھیجا جس نے اس کے حامل عیسیٰ بن عقیل اللبیشی سے اسے چھین لیا اور ابو مسلم کو اس کی اطلاع لکھ بھیجی اور اس کا حامل بھاگ کر نصر کے پاس آیا۔ پھر شیمان نے نصر بن سیار سے ایک سال تک باہمی جنگ کے ترک کرنے پر مصالحت کر لی اور یہ کرمانی کی ناپسندیدگی کے باوجود ہوا اور کرمانی کے بیٹے نے ابو مسلم کو اطلاع بھیجی کہ میں نصر کے ساتھ جنگ کرنے میں تیرے ساتھ ہوں اور ابو مسلم سوار ہو کر کرمانی کی خدمت میں گیا اور دونوں نے نصر سے جنگ کرنے اور اس کی مخالفت کرنے پر اتفاق کر لیا اور ابو مسلم ایک کھلی جگہ کی طرف منتقل ہو گیا اور اس کی فوج بہت زیادہ ہو گئی اور اس نے محافظین پولیس رسائل اور دیوان وغیرہ پر جن کی بادشاہ کو ضرورت ہوتی ہے عمال مقرر کئے اور قاسم بن مجاشع تمیمی کو جو ایک نقیب تھا قاضی مقرر کیا اور وہ ابو مسلم کو نماز پڑھاتا تھا اور بعض واقعات بیان کرتا تھا اور بنو ہاشم کے محاسن بیان کرتا تھا اور بنو امیہ کی خدمت کرتا تھا۔ پھر ابو مسلم بالین نامی بستی میں منتقل ہو گیا جو نشیبی جگہ پر تھی۔ پس اسے خدشہ ہوا کہ نصر بن سیار اس کا پانی بند کر دے گا اور یہ اس سال کے ۶ ذوالحجہ کی بات ہے اور قاضی بن مجاشع نے عید الاضحیٰ کے روز انہیں نماز پڑھائی اور نصر بن سیار بادل کی مانند افواج کے ساتھ ابو مسلم سے جنگ کرنے چلا اور اس نے شہر پر نائب مقرر کئے اور ان دونوں کے واقعات کو ہم آئندہ سال میں بیان کریں گے۔

ابن کرمانی کا قتل:

نصر بن سیار اور کرمانی یعنی جدلیج بن علی کرمانی کے درمیان گھسان کی جنگ ہوئی اور فریقین کے بہت سے آدمی مارے گئے اور ابو مسلم دونوں پارٹیوں سے خط و کتابت کرنے لگا اور انہیں اپنی طرف مائل کرنے لگا وہ نصر اور ابن کرمانی کو لکھتا ہے مجھے امام نے تمہارے متعلق بھلائی کی وصیت کی ہے اور میں تمہارے بارے میں اس کی رائے سے تجاوز نہیں کر سکتا اور اس نے جماعت کو بنو عباس کی طرف دعوت دیتے ہوئے خط لکھا تو بہت سے لوگوں نے اس کی بات کو قبول کر لیا اور ابو مسلم آ کر نصر کی خندق اور ابن کرمانی کی خندق کے درمیان اتر پڑا اور دونوں فریق اس سے ڈر گئے اور نصر بن سیار نے مردان کو ابو مسلم کے معاملے کی اور اس کے ساتھ جو بے شمار لوگ تھے ان کی اطلاع دیتے ہوئے خط لکھا نیز یہ کہ وہ ابراہیم بن محمد کی طرف دعوت دیتا ہے اور اس نے اپنے خط میں یہ بھی لکھا:۔

”میں راکھ کے درمیان چنگاری کی چمک دیکھ رہا ہوں جو بھڑک اٹھنے کے لائق ہے بلاشبہ آگ لکڑیوں سے جلائی جاتی ہے اور جنگ کا آغاز باتوں سے ہوتا ہے اور میں نے تعجب سے کہا کاش مجھے معلوم ہو کہ بنو امیہ سوائے ہوئے ہیں یا بیدار ہیں۔“

مردان نے اسے لکھا جو کچھ حاضر شخص دیکھتا ہے اسے غائب نہیں دیکھتا، نصر نے کہا تمہارے ساتھی نے تمہیں خبر دی ہے کہ نصر اس کے پاس نہیں ہے اور بعض ان اشعار کو بالفاظ دیگر بیان کرتے ہیں:۔

”میں راکھ کے درمیان آگ کی چمک دیکھ رہا ہوں، ہو سکتا ہے کہ وہ بھڑک اٹھے اور بلاشبہ آگ لکڑیوں سے جلائی جاتی ہے اور جنگ کا آغاز باتوں سے ہوتا ہے اور اگر قوم کے عقل مند اسے نہ بھائیں تو اجسام اور کھوپڑیاں اس کا ایندھن بنتی

ہیں۔ میں متعجب ہو کر کہتا ہوں کاش مجھے معلوم ہوتا کہ خزانہ یوں بونے ہوئے ہیں یا پیدا ہیں اور اگر در اس وقت سونے بونے ہیں تو انہیں کہو کہ اٹھ کھڑے ہوں کہ کھڑے ہونے کا وقت آ گیا ہے۔“

ابن خاکان نے بیان کیا ہے کہ یہ اشعار تو اسی طرح کے ہیں جنہیں علی بن ابی طالب نے اس وقت کہے تھے جب عبد اللہ بن الحسن کے دونوں بیٹوں خمد اور ابراہیم نے سفاح کے بھائی منصور کے خلاف بغاوت کی تھی۔

”میں میدانوں میں آگ کو بھڑکتے دیکھ رہا ہوں جس کی شعاعیں ہر جانب جا رہی ہیں اور بنو عباس اس سے غافل ہو چکے ہیں اور آسودگی اور امن کے ساتھ سونے ہوئے ہیں جیسے بنو امیہ سو گئے تھے پھر وہ اس وقت دفاع کو اٹھے جب دفاع فائدہ بخش نہ تھا۔“

اور اسی طرح نصر بن سيار نے عراق کے نائب یزید بن عمر بن ہبیرہ سے امداد طلب کرتے ہوئے اسے خط لکھا: یزید کو اطلاع دو کہ سچی بات ہی بہترین بات ہوتی ہے اور مجھے یقین ہو گیا ہے کہ جھوٹ میں کوئی بھلائی نہیں اور تو نے خراسان کے علاقے میں انڈے دیکھے ہیں جب وہ بچے دیں گے تو مجھے عجیب باتیں بتائی جائیں گی اور وہ دو دن کے بچے ہیں مگر بڑے ہو گئے اور جوان نہیں ہوئے ہیں اور انہوں نے پروں کے روئیں پہن لئے ہیں پس اگر وہ جوان ہو جائیں اور ان کے لیے کوئی حیلہ نہ کیا گیا تو وہ جنگ کی آگ کو خوب بھڑکا دیں گے۔

ابن ہبیرہ نے نصر کے خط کو مروان کے پاس بھیج دیا اور اتفاق سے جب خط اس سے پاس پہنچا تو انہوں نے امام ابراہیم کی جانب سے ایک ایلچی دیکھا جس کے پاس ابراہیم کا ایک خط تھا جو آپ نے ابو مسلم کی طرف بھیجا تھا اس میں انہوں نے ابو مسلم کو برا بھلا کہا اور اسے حکم دیا کہ وہ نصر بن سيار اور ابن کرمانی کے مقابلہ میں کھڑا ہو جائے اور وہاں کسی ایسے شخص کو نہ چھوڑے جو اچھی طرح عربی بول سکتا ہوں اس موقع پر مروان نے جو حران میں مقیم تھا اپنے دمشق کے نائب ولید بن معاویہ بن عبد الملک کی طرف خط لکھا جس میں اسے حکم دیا کہ وہ حمیمہ کی طرف جائے۔ یہ وہ شہر ہے جس میں امام ابراہیم بن محمد مقیم تھے اور انہیں بیڑیاں ڈال کر اس کے پاس بھیج دے۔

پس دمشق کے نائب نے بلقاء کے نائب کو پیغام بھیجا اور وہ مذکورہ شہر کی مسجد میں گیا اور اس نے امام ابراہیم کو بیٹھے دیکھا اور اس نے آپ کو بیڑیاں ڈال کر دمشق کی طرف بھیج دیا اور دمشق کے نائب نے فوراً آپ کو مروان کے پاس بھیج دیا اور اس کے حکم سے آپ کو قید کر دیا گیا اور پھر آپ قتل کر دیئے گئے جیسا کہ ابھی بیان ہوگا۔

اور جب ابو مسلم نصر اور ابن کرمانی کی فوج کے درمیان بیٹھ گیا تو اس نے ابن کرمانی کے ساتھ خط و کتابت کی کہ میں تیرے ساتھ ہوں تو وہ اس کی طرف مائل ہو گیا تو نصر نے اسے خط لکھا تو ہلاک ہو جائے دھوکہ نہ کھانا بلاشبہ وہ تجھے اور تیرے اصحاب کو قتل کرنا چاہتا ہے آؤ تاکہ ہم اپنے درمیان مصالحت کی تحریر لکھیں پس ابن کرمانی اپنے گھر میں آیا پھر ایک سوسواروں کے ساتھ رجب کی طرف گیا اور اس نے نصر کو بھی پیغام بھیجا کہ آؤ تاکہ ہم باہم تحریر کر لیں اور نصر نے ابن کرمانی کی دھوکہ دہی کو معلوم کر لیا اور اس نے بہت سے لوگوں کے ساتھ تیزی سے حملہ کیا اور انہوں نے حملہ کر کے اسے اور اسکی فوج میں سے ایک جماعہ قتل کر دیا

اور کہانی میں ان کا ذکر اس بنا گیا ایک شخص نے اس کے پہلے یہ نہ مارتا۔ اپنی ساری کے نیچے گہرا پھر نص نے اسے صلیب دینے کا حکم دیا اور اس کے ساتھ ایک جماعت کو بھی صلیب دیا گیا اور اس کے ساتھ سگ کو بھی صلیب دیا گیا اور اس کے بیٹے ابو مسلم خراسانی کے ساتھ مل گئے اور ابن زرمائی کے اصحاب میں سے لوگوں کی کئی پارٹیاں اس کے ساتھ تھیں اور وہ سر سے خفاف تھد ہو گئے۔

ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ اس سال عبداللہ بن معاویہ بن عبداللہ بن جعفر جنگ کے بعد جس کا بیان طوالت کا باعث ہوگا ایران اور اسکے صوبہ جات اور حلوان اور قوس اور اصہبان اور مرمری پر مغلب ہو گیا۔ پھر عامر بن ضبارہ نے اصطخر میں اس سے ٹڈ بھیر کی اور ابن ضبارہ نے اسے شکست دی اور اس کے اصحاب میں سے چالیس ہزار آدمیوں کو قیدی بنا لیا جس میں عبداللہ بن علی بن عبداللہ بن عباس بھی شامل تھے ابن ضبارہ نے اسے کہا مجھ پر فرض تھا جس میں میں آیا ہوں۔ پس حرب بن قطن بن وہب الہدلی اس کے پاس گیا اور اس سے ہبہ طلب کیا اور کہا وہ ہمارا بھانجا ہے تو اس نے اسے بخش دیا اور کہنے لگا میں قریش کے کسی شخص پر دلیری نہیں کروں گا پھر ابن ضبارہ نے اس سے ابن معاویہ کے حالات معلوم کئے تو اس نے اس کی مذمت کی اور اس نے اور اس کے اصحاب نے اس پر لواطت کی تہمت لگائی اور قیدیوں میں سے ایک سوغلام رنگ دار کپڑوں کے ساتھ لائے گئے اور وہ ان کے ساتھ بے حیائی کرتا تھا اور ابن ضبارہ نے عبداللہ بن علی کو ابن سمیرہ کا ایلچی بننے پر آمادہ کیا تاکہ وہ اسے کچھ بتائے جو اس نے ابن معاویہ کے بارے میں ابن ضبارہ کو بتایا ہے اور اللہ تعالیٰ نے لکھ دیا ہے کہ بنی امیہ کی حکومت کا زوال اس شخص یعنی عبداللہ بن علی بن عبد الرحمن بن عباس کے ہاتھوں ہوگا اور اس بات کا ان میں سے کسی کو بھی علم نہیں۔

ابن جریر نے بیان کیا ہے اور اس سال کے حج کے اجتماع کا منتظم ابو حمزہ خارجی تھا جس نے مروان کے متعلق تحکم مخالفت اور بیزاری کا اظہار کیا۔ پس مکہ مدینہ اور طائف کے امیر عبدالواحد بن سلیمان بن عبدالملک نے ان سے خط و کتابت کی اور اس سال حجاج کا معاملہ اسی کے سپرد تھا پھر اس نے ۱۲ ذوالحجہ کے روز امان کی شرط پر ان سے مصالحت کر لی اور وہ عرفات میں لوگوں سے علیحدہ ٹھہرے پھر ان سے ہٹ گئے اور جب منیٰ سے مکہ جانے کا پہلا دن آیا تو عبدالواحد نے جلدی کی اور مکہ کو چھوڑ دیا اور خارجی جنگ کے بغیر اس میں داخل ہو گیا اور ایک شاعر نے اس بارے میں کہا:

”حجاج نے ایک گروہ کی ملاقات کی جس نے اللہ کے دین کی مخالفت کی اور عبدالواحد بھاگ گیا اور وہ بھاتے ہوئے بیویوں اور امارت کو چھوڑ گیا اور بد کے ہوئے اونٹ کی طرح ٹانگ ٹوٹیاں مارتا چلا گیا اور اس کا والد اس کے پسینے کو پسند کرتا تو آنے والے کے پسینے سے اس کے گھاٹ صاف ہو جاتے۔“

اور جب عبدالواحد مدینہ واپس آیا تو وہ خارجی کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے دستے بھیجے لگ گیا اور اس نے اخراجات کیے اور فوجوں کے عطیات میں اضافہ کر دیا اور ان کو جلدی سے روانہ کیا اور عراق کا امیر یزید بن سمیرہ تھا اور خراسان کا امیر نصر بن سيار تھا جس کے بعض شہروں پر ابو مسلم خراسانی قابض ہو گیا تھا۔ اور اس سال وفات پانے والے اعیان میں علی بن زید بن جدعان ایک قول کے مطابق اور یحییٰ بن ابی اسیر شامل ہیں اور ہم نے ان کے حالات و تکلیف میں بیان کیا ہے۔ ولہذا الحمد۔

۱۳ھ

اس سال کی ۵ جمادی الاول کو تعمرات کے روز ابو مسلم خراسانی مرو آیا اور اس کے دارالامارت میں اتر اور اس سے اسے نصر بن سیار کے ہاتھ سے چھین لیا اور یہی بن کر مانی کی مدد سے ہوا اور نصر بن سیار لوگوں کی ایک چھوٹی سی جماعت سے ساتھ جو تقریباً تین ہزار تھی بھاگ گیا اور اس کے ساتھ اس کی بیوی المرزبانہ بھی تھی حتیٰ کہ وہ سرخس پہنچ گیا اور اس نے اپنی بیوی کو اپنے پیچھے چھوڑ دیا اور خود بچ گیا اور ابو مسلم کا معاملہ بہت بڑھ گیا اور فوجیں اس کے گرد جمع ہو گئیں۔

شیمان بن سلمہ حروری کا قتل:

جب نصر بن سیار بھاگ گیا تو شیمان باقی رہ گیا اور وہ ابو مسلم کے خلاف اس کا مددگار تھا پس ابو مسلم نے اس کی طرف اپنی بھیجے تو اس نے انہیں قید کر دیا۔ ابو مسلم نے بنی لیث کے غلام بسام بن ابراہیم کو حکم بھیجا کہ وہ شیمان کی طرف جا کر اس سے جنگ کرے وہ اس کی طرف گیا اور دونوں نے باہم جنگ کی اور بسام نے اسے شکست دی اور اسے قتل کر دیا اور اس کے بعد اصحاب نے قتل کرنے اور قیدی بناتے ہوئے ان کا تعاقب کیا۔ پھر ابو مسلم کرمانی کے دونوں بیٹوں علی اور عثمان کو قتل کر دیا۔ پھر ابو مسلم نے ابوداؤد کو بلخ کی طرف روانہ کیا اور اس نے اسے زیاد بن عبدالرحمن قشیری سے چھین لیا اور ان سے بہت سے اموال بھی چھین لیے۔ پھر ایک روز ابو مسلم نے ابوداؤد کے ساتھ کرمانی کے بیٹے عثمان کے قتل کرنے پر اتفاق کر لیا اور بعینہ اسی روز ابو مسلم علی بن جدلیج کرمانی کو قتل کر دے گا اور یہ اسی طرح وقوع میں آیا۔

اور اس سال ابو مسلم نے قطبہ بن شیبہ کو نصر بن سیار سے جنگ کرنے کے لیے نیشاپور بھیجا اور قطبہ کے ساتھ کبار امراء کی ایک جماعت بھی تھی جن میں خالد بن برمک بھی شامل تھا اور انہوں نے تمیم بن نصر بن سیار کے ساتھ مد بھیڑ کی اور اس کے باپ نے اسے ان کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے بھیجا تھا قطبہ نے نصر کے اصحاب میں سے تقریباً ۱۰ ہزار آدمیوں کو میدان کارزار میں قتل کر دیا اور ابو مسلم نے علی بن معقل کی سرکردگی میں دس ہزار سواروں کی فوج قطبہ کی طرف بھیجی اور انہوں نے جنگ کی اور نصر کے اصحاب میں سے بہت سے آدمیوں کو قتل کر دیا۔ نیز انہوں نے تمیم بن نصر کو بھی قتل کر دیا اور بے شمار اموال حاصل کئے۔ پھر عراق کے مروانی نائب یزید بن عمر بن ہبیرہ نے نصر بن سیار کی مدد کے لیے ایک فوج بھیجی اور قطبہ نے ماذونہج کے آغاز میں ان سے مد بھیڑ کی اور یہ جہد کاروز تھا پس انہوں نے باہم شدید جنگ کی اور بنی امیہ کی فوج نے شکست کھائی اور اہل شام وغیرہ کے دس ہزار آدمی قتل ہو گئے جن میں جرجان کا عامل نباتہ بن حنظلہ بھی شامل تھا قطبہ نے اس کا سر ابو مسلم کو بھیجا دیا۔

ابوحزہ خارجی کے مدینہ منورہ میں داخل ہونے اور اس پر قابض ہو جانے کا بیان

ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ اس سال قدیم میں ابوحزہ خارجی کے ساتھ معرکہ آرائی ہوئی جو ایام حج کے سال کے آغاز میں آیا اور اہل مدینہ میں سے قریش کے بہت سے آدمیوں کو قتل کر دیا پھر وہ مدینہ میں داخل ہو گیا اور اس کا نائب عبدالواحد بن سلیمان بھاگ گیا اور خارجی نے اس کے بہت سے باشعور لوگوں کو قتل کر دیا یہ اس سال کے ۱۹ صفر کا واقعہ ہے۔ پھر اس نے رسول اللہ ﷺ

کے منبر پر چڑھ کر خطاب کیا اور اہل مدینہ کو زبردستی کی اور کہا اے اہل مدینہ میں احوال یعنی ہشام بن عبد الملک کے زمانے میں ہمارے پاس سے گزرا تھا اور تمہارے پھلوں پر آفت پڑی تھی تو تم نے اس سے انجیل کرتے ہوئے اسے لکھا تھا کہ وہ اندازے کو ماقظ کر دے تو اس نے اسے ماقظ کر دیا تو تمہارا والد اور ماں لاری میں اور تمہارا فقیر فقر میں بڑھ گیا اور تم نے اسے لکھا کہ اللہ تم کو جزائے خیر دے پس اللہ نے اسے جزائے خیر دی اور اس نے طویل گفتگو میں یہ بات کہی اور اس نے ان کے پاس تین ماہ صفر کے بقیہ دن اور ربیع کے دو ماہ اور جمادی الاول کے کچھ دن قیام کیا جیسا کہ واقعہ کی دیگرہ نے بیان کیا ہے۔

اور المدائنی نے بیان کیا ہے کہ ایک روز ابو حمزہ رسول اللہ ﷺ کے منبر پر چڑھا پھر کہنے لگا اے اہل مدینہ تمہیں معلوم ہے کہ ہم اپنے ملک سے غرور و تکبر کے لیے نہیں نکلے اور نہ ہم حکومت چاہتے ہیں کہ اس کی آگ میں داخل ہوں۔ ہمیں اپنے گھروں سے اس بات نے نکالا ہے کہ ہم نے دیکھا کہ حق کے چراغ بجھ گئے ہیں اور حق کہنے والے کمزور ہو گئے ہیں اور انصاف پر قائم رہنے والے قتل ہو گئے ہیں اور جب ہم نے یہ بات دیکھی تو زمین اپنی وسعت کے باوصف ہم پر تنگ ہو گئی اور ہم نے ایک داعی کو رحمان کی اطاعت اور قرآن کے فیصلے کی طرف دعوت دیتے دیکھا تو ہم نے اللہ کے داعی کو جواب دیا (اور جو اللہ کے داعی کو جواب نہ دے وہ زمین میں عاجز کرنے والا نہیں) ہم مختلف قبائل سے آئے ہیں ہم میں سے ایک جماعت ایک اونٹ پر آئی ہے اسی پر آپ اور آپ کا زادراہ تھا وہ باری باری ایک لحاف اوڑھتے تھے اور وہ زمین میں قلیل اور کمزور تھے۔ پس اللہ تعالیٰ نے ہمیں پناہ دی اور اپنی مدد سے ہماری تائید کی اور ہم اللہ کے احسان سے بھائی بھائی ہو گئے۔ پھر ہم نے قید میں تمہارے جوانوں سے جنگ کی اور ہم نے انہیں رحمان کی اطاعت اور قرآن کے فیصلے کی طرف دعوت دی اور انہوں نے ہمیں شیطان کی اطاعت اور بنو مروان کے فیصلے کی طرف دعوت دی۔ اللہ کی قسم ہدایت اور گمراہی کے درمیان بڑا فرق ہے۔ پھر وہ ہماری جانب دوڑتے ہوئے آئے اور شیطان نے ان میں اپنے قدم جمالیے اور اس کی ہڈیاں ان کے خون سے ایلنے لگیں اور اس کا ظن ان کے بارے میں صحیح نکلا اور انہوں نے اس کی پیروی کی اور انصار اللہ بھی ہندی تلواروں کے ساتھ زیب و زینت کے ساتھ آئے اور چکیاں چکر لگانے لگیں اور ان کی چکی نے بھی چکر لگایا اور انہوں نے ایسی شمشیر زنی کی جس سے باطل کام کرنے والے شک میں پڑ جاتے ہیں۔

اور اے اہل مدینہ اگر تم نے مروان کی مدد کی تو اللہ تعالیٰ تم کو اپنے عذاب سے یا ہمارے ہاتھوں سے ہلاک کر دے گا اور مومنین کے دل کو ٹھنڈا کرے گا۔ اے اہل مدینہ تمہارا آغاز بہترین آغاز ہے اور تمہارا انجام برا ہے۔ اے اہل مدینہ لوگ ہم سے ہیں اور ہم ان میں سے ہیں سوائے اس کے کہ کوئی مشرک بت پرست یا اہل کتاب یا ظالم امام ہو۔ اے اہل مدینہ جو شخص یہ خیال کرتا ہے کہ اللہ کسی نفس کو اس کی طاقت سے بڑھ کر مکلف کرتا ہے یا اس سے اس چیز کا مطالبہ کرتا ہے جو اس نے اسے نہیں دی تو وہ اللہ کا دشمن ہے اور میں اس سے جنگ کروں گا۔ اے اہل مدینہ مجھے آٹھ حصوں کے متعلق بتاؤ جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں قوی و ضعیف پر فرض کیا ہے پس نواں آیا اور اس کے لیے ان میں سے ایک حصہ بھی نہ تھا۔ پس اس نے انہیں مخالفت اور اپنے رب سے محاربت کرتے ہوئے لے لیا۔

اے اہل مدینہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم میرے اصحاب کی تحقیق کرتے ہو تم کہتے ہو وہ نوخیز جوان اور اجڈ اور اکھڑ بدو ہیں تم

ہلاک ہو جاؤ کیا رسول اللہ ﷺ کے اصحاب نوخیز جوان نہ تھے۔ خدا کی قسم وہ نو جوان اپنی نوجوانی ہی میں ادھیڑ عمر تھے اور شر سے ان کی آنکھیں سہلی ہوئی تھیں اور باطل کاموں میں کوشش کرنے سے ان کے پاؤں سست تھے انہوں نے خدا کی خاطر جانوں کو بیچ دیا تھا جو مرنے سے بھی نہیں مرنے تھیں۔ انہوں نے ان کے کالے کواپنے کالے سے اور ان کے قیام شب کو اپنے ان کے روزوں سے ملا لیا تھا قرآن کے سپاروں پر ان کی لمبیں بھٹی ہوئی ہیں اور جب بھی وہ کسی خوف کی آیت سے گزرتے ہیں تو آگ کے خوف سے چیخیں مارتے ہیں اور جب شوق کی آیت سے گزرتے ہیں تو جنت کے شوق سے آواز بلند کرتے ہیں اور جب وہ سوختی ہوئی تلواروں اور اٹھے ہوئے نیزوں اور سوار لگے تیروں اور موت کی بجلیوں سے لرزتے لشکروں کو دیکھتے ہیں تو قسم بخدا قرآن کریم میں جو اللہ کی وعید آئی ہے اس کے مقابلہ میں انہوں نے فوج کی وعید کو ہلکا سمجھا اور فوج کی وعید سے اللہ کی وعید کو ہلکا نہیں سمجھا۔ پس انہیں اچھا انجام مبارک ہو اور پرندوں کی چونچوں میں کتنی ہی آنکھیں ہیں جو نصف شب کو بہت دفعہ خوف الہی سے روئیں اور بہت دفعہ خوف خدا سے خالی ہو کر روئیں اور کتنے ہی ہاتھ ہیں جو اپنے جوڑوں سے الگ ہو گئے جنہوں نے بہت دفعہ راہ خدا میں شبشیر زنی کی اور دشمنان خدا سے جہاد کیا اور بہت دفعہ اطاعت الہی میں ہاتھ والے نے اس پر ٹیک نہ لگائی میں یہ بات کہتا ہوں اور میں اپنی تقصیر کے بارے میں اللہ سے بخشش طلب کرتا ہوں۔ و ما توفیق الا باللہ۔

پھر مدائنی نے عن عباس عن ہارون عن جدہ روایت کی ہے کہ اس نے بیان کیا کہ ابو حمزہ خارجی نے اہل مدینہ کے ساتھ حسن سلوک کیا تو وہ اس کی طرف مائل ہو گئے حتیٰ کہ انہوں نے اسے کہتے سنا پوشیدگی جاتی رہی ہے ہم تیرے دروازے سے کہاں جائیں پھر اس نے کہا جس نے زنا کیا وہ کافر ہے جس نے چوری کی وہ کافر ہے اس موقع پر لوگوں نے اس سے نفرت کی اور اس کی محبت کو چھوڑ دیا اور اس نے مدینہ میں قیام کیا حتیٰ کہ مروان الحمار نے بنی سعد کے ایک شخص عبد الملک بن عطیہ کو چار ہزار شامی فوجوں کے ساتھ بھیجا جن میں مروان نے اپنی فوج سے منتخب کیا تھا اور اس نے ان میں سے ہر شخص کو ایک سو دینار اور ایک عربی گھوڑا اور ایک فخر اس کا بوجھ اٹھانے کے لیے دیا اور اسے حکم دیا کہ وہ اس سے جنگ کرے اور اسے چھوڑے نہیں اور اگر وہ اسے یمن میں ملے تو وہ اس تک اس کا تعاقب کرے اور صنعاء کے نائب عبد اللہ بن یحییٰ سے جنگ کرے۔

پس ابن عطیہ روانہ ہو کر وادی القریٰ تک پہنچ گیا تو ابو حمزہ خارجی اسے شام میں مروان سے جنگ کرنے کے لیے آتے ملا پس انہوں نے رات تک وہاں جنگ کی تو اس نے اسے کہا اے ابن عطیہ! تو ہلاک ہو جائے بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے رات کو سکون کے لیے بنایا ہے۔ جنگ کو کل تک مؤخر کر دو۔ اس نے اس کے ساتھ جنگ بند کرنے سے انکار کر دیا۔ پس وہ مسلسل ان سے جنگ کرتا رہا حتیٰ کہ اس نے انہیں شکست دے دی اور وہ پیٹھ پھیر گئے اور ان کی فوج مدینہ واپس آگئی اور اہل مدینہ نے تیزی کے ساتھ ان پر حملہ کیا اور انہوں نے ان کے بہت سے آدمیوں کو قتل کر دیا اور ابن عطیہ مدینہ میں داخل ہو گیا اور ابو حمزہ کی فوج نے شکست کھائی۔ کہتے ہیں کہ اس نے وہاں ایک ماہ قیام کیا پھر اس پر نائب مقرر کیا پھر مکہ پر نائب مقرر کیا اور یمن کی طرف روانہ ہو گیا اور نائب صنعاء عبد اللہ بن یحییٰ اس کے مقابلہ میں نکلا اور دونوں نے باہم جنگ کی اور ابن عطیہ نے اسے قتل کر دیا اور اس کا سر مروان کو بھیج دیا اور مروان کا خط اس کے پاس آیا جس میں اس نے اسے حکم دیا کہ وہ اس سال لوگوں کو جوج کروائے اور جلدی سے مکہ کی

طرف چلا جائے۔ پس وہ صنعاء سے بارہ ہزار سواروں کے ساتھ روانہ ہوا اور اس نے اپنی فوج کو صنعاء میں چھوڑا اور اس کے ساتھ چالیس ہزار دینار خراج بھی تھا اور راستے میں وہ ایک منزل پر اترا تو اچانک اس کے پاس دو امیر آئے جنہیں جمانہ کے بیٹے کہا جاتا ہے اور وہ اس جانب کے مساوات میں سے تھا انہوں نے کہا تم ہلاک ہو جاؤ تم چور ہو اس نے کہا میں ابن عطیہ ہوں اور یہ میرے نام امیر المومنین کا خط امارت حج کے بارے میں ہے ہم اس لیے تیزی سے پہل رہے ہیں کہ حج کے اجتماع میں شامل ہو جائیں۔ انہوں نے کہا یہ جھوٹ ہے۔ پھر انہوں نے ان پر حملہ کر دیا اور ابن عطیہ اور اس کے اصحاب کو قتل کر دیا اور ان میں سے صرف ایک شخص بچا اور جو مال ان کے پاس تھا انہوں نے قبضہ میں کر لیا۔

ابومعشر کا بیان ہے کہ اس سال محمد بن عبدالملک بن مروان نے لوگوں کو حج کر دیا اور مکہ مدینہ اور طائف کی امارت اس کے پاس تھی اور عراق کا نائب ابن ہبیرہ تھا اور خراسان کی امارت نصر بن سیار کے پاس تھی ہاں ابو مسلم نے خراسان کے بہت سے شہروں اور بستیوں پر قبضہ کر لیا اور نصر نے ابن ہبیرہ کو پیغام بھیجا کہ وہ اسے دس ہزار فوج سے مدد دے، قبل اس کے کہ اسے ایک لاکھ کافی نہ ہو اسی طرح اس نے مروان کو بھی استمداد کے لیے خط لکھا اور مروان نے ابن ہبیرہ کو لکھا کہ اس کی مرضی کے مطابق اسے دے گا۔

اور اس سال وفات پانے والے اعیان میں شعیب بن الحجاب، عبدالعزیز بن صہیب، عبدالعزیز بن رفیع، کعب بن علقمہ اور محمد بن المنکدر شامل ہیں۔ واللہ سبحانہ اعلم۔

۱۳۱ھ

اس سال کے محرم میں قطبہ بن شیبہ نے اپنے بیٹے حسن کو نصر بن سیار سے جنگ کرنے کے لیے قومیں کی طرف روانہ کیا اور اس کے پیچھے فوج بھی بھیجی پس اس نے کچھ فوج کو نصر کے ساتھ ملا دیا اور نصر کوچ کے ری میں اترا اور اس نے وہاں دو دن قیام کیا پھر وہ بیمار ہو گیا تو وہاں سے ہمدان چلا گیا اور جب وہ ہمدان کے قریب آیا تو اس سال کی ۱۲ ربیع الاول ۸۵ سال کی عمر میں فوت ہو گیا اور جب نصر مر گیا تو ابو مسلم اور اس کے اصحاب بلاد خراسان طاقتور ہو گئے اور ان کی طاقت بہت بڑھ گئی اور قطبہ جرجان سے روانہ ہوا اور اس نے اپنے آگے زیاد بن زرارہ قشیری کو بھیجا اور وہ ابو مسلم کی اتباع پر نامد تھا پس اس نے فوج کو چھوڑ دیا اور اپنے ساتھ ایک جماعت کو لے کر اصہبان کے راستے چلا تا کہ ابن ضبارہ کے پاس آئے اور قطبہ نے اس کے پیچھے ایک فوج روانہ کی جس نے اس کے اکثر اصحاب کو قتل کر دیا اور قطبہ اس کے پیچھے پیچھے قومس آیا اور اسے اس کے بیٹے حسن نے فتح کر لیا تھا۔ پس اس نے وہاں قیام کیا اور اس نے اپنے بیٹے کو اپنے آگے ری کی طرف بھیجا پھر خود اسکے پیچھے پیچھے گیا تو اس نے دیکھا کہ اس نے اسے فتح کر لیا ہے پس اس نے وہاں قیام کیا اور ابو مسلم کو یہ بات لکھ بھیج اور ابو مسلم مروان سے کوچ کر کے نیشاپور اترا اور اس کا معاملہ مضبوط ہو گیا اور قطبہ نے ری میں داخل ہونے کے بعد اپنے بیٹے حسن کو اپنے آگے ہمدان کی طرف بھیجا اور جب وہ اس کے نزدیک آیا تو مالک بن ادہم اور شام و خراسان کی فوجوں کا ایک دستہ وہاں سے نکل گیا اور نہادند میں جا اترا اور حسن نے ہمدان کو فتح

کر لیا پھر وہ ان کے پیچھے نہاوند روانہ ہو گئے اور اس کے باپ نے اس کی طرف فوج بھیجی اور اس نے ان کا محاصرہ کر لیا حتیٰ کہ اس نے نہاوند فوج نکال لیا۔

اور اسی سال عامر بن ضبارہ نے وفات پائی اور اس کا باعث یہ ہوا کہ ابن ہبیرہ نے اسے لکھنا کہ وہ قحط کی طرف جائے اور اس نے اسے فوجوں سے مدد دی پس ابن ضبارہ روانہ ہو گیا حتیٰ کہ اس نے قحطیوں کے ساتھ تیس ہزار فوج سے مدد بھیجی اور جب دونوں فریق آمنے سامنے ہوئے تو قحطیوں اور اس کے صحاب نے مصاحف بلند کئے اور منادی نے اعلان کیا اے اہل شام ہم تمہیں اس مصحف کی تعلیم کی طرف دعوت دیتے ہیں۔ انہوں نے منادی اور قحطیوں کو گالیاں دیں۔ پس قحطیوں نے اپنے اصحاب کو ان پر حملہ کرنے کا حکم دے دیا اور ابھی ان کے درمیان بڑی جنگ نہیں ہوئی تھی کہ ابن ضبارہ کے اصحاب شکست کھا گئے اور قحطیوں کے اصحاب نے ان کا تعاقب کیا اور ان سے بہت سے لوگوں کو قتل کر دیا اور انہوں نے ابن ضبارہ کو فوج میں قتل کر دیا اور انہوں نے ان کی فوج سے اس قدر مال حاصل کیا جو بیان نہیں کیا جاسکتا۔

اور اس سال قحطیوں نے نہادند کا سخت محاصرہ کیا حتیٰ کہ ان شامیوں نے جو وہاں موجود تھے اس سے اپیل کی کہ وہ اس کے باشندوں کو مہلت دے تاکہ وہ اس کے لیے دروازہ کھول دیں پس انہوں نے اس کے لیے دروازہ کھول دیا اور ان سے ان کے لیے امان لے لی اس نے وہاں جو خراسانی موجود تھے انہیں کہا تم نے کیا کیا ہے انہوں نے کہا ہم نے اپنے اور تمہارے لیے امان حاصل کی ہے پس وہ اس خیال سے باہر نکلے کہ وہ امان میں ہیں۔ قحطیوں نے اپنے ساتھی امراء سے کہا جس کے پاس کوئی خراسانی قیدی ہے وہ اسے قتل کر کے اس کا سر ہمارے پاس لے آئے تو انہوں نے ایسے ہی کیا اور جو لوگ ابو مسلم سے بھاگ گئے تھے ان میں سے ایک بھی باقی نہ بچا اور اس نے شامیوں کو رہا کر دیا اور ان کے عہد کو پورا کیا اور ان سے عہد لیا کہ وہ اس کے خلاف دشمن کی مدد نہ کریں پھر قحطیوں نے ابوعمون کو ابو مسلم کے حکم سے تیس ہزار فوج کے ساتھ شہزادہ کی طرف روانہ کیا اور اس نے اسے فتح کر لیا اور اس کے نائب عثمان بن سفیان کو قتل کر دیا اور بعض کا قول ہے کہ وہ قتل نہیں ہوا بلکہ وہ موصل اور جزیرہ کی طرف چلا گیا اور اس نے قحطیوں کو اس کی اطلاع بھیجی اور جب مروان کو قحطیوں اور ابو مسلم اور ان کے درمیان ہونے والے واقعہ کی اطلاع ملی تو مروان حران سے منتقل ہو کر ایک جگہ اتر آئے جسے الزاب الاکبر کہا جاتا ہے۔

اور اس سال قحطیوں نے عراق کے نائب یزید بن عمر بن ہبیرہ کا بہت بڑی فوج کے ساتھ قصد کیا اور جب وہ اس کے نزدیک ہوا تو ابن ہبیرہ نے اپنے پاؤں پیچھے آگیا اور وہ مسلسل پسپا ہوتا ہوا فرات پار کر گیا اور قحطیوں نے آ کر اس کے پیچھے اسے پار کیا اور ان دونوں کے واقعہ کو ہم عنقریب آئندہ سال میں بیان کریں گے انشاء اللہ۔



۱۳۲ھ

اس سال کے حرم میں خطبہ بن شیب نے فرات کو پار کیا اور اس کے ساتھ فوجیں اور سوار بھی تھے اور ابن ہبیرہ ٹمبوچہ کے نزدیک فرات کے دبانے پر بہت بڑی فوج کے ساتھ خیمہ زن تھا اور مروان نے کبھی اسے بہت سی فوجوں کے ساتھ مدد دی اور ابن ہبیرہ کی فوج سے شکست کھانے والے سب لوگ بھی اس کے ساتھ آئے۔ پھر ابن قحطبہ کو کوفہ پر قبضہ کرنے کے لیے اس کی طرف لوٹ گیا تو ابن ہبیرہ نے اس کا تعاقب کیا اور جب ۸ محرم کو بدھ کی رات آئی تو انہوں نے باہم شدید جنگ کی اور فریقین کے بہت سے آدمی مارے گئے پھر شامی شکست کھا کر پیٹھ پھیر گئے اور خراسانیوں نے ان کا تعاقب کیا اور قحطبہ لوگوں سے گم ہو گیا تو ایک شخص نے انہیں بتایا کہ وہ قتل ہو گیا ہے اور اس نے وصیت کی کہ اس کے بعد اس کا بیٹا حسن لوگوں کا امیر ہو اور حسن موجود نہ تھا پس انہوں نے حمید بن قحطبہ کے ہاتھ پر اس کے بھائی حسن کی بیعت کی اور اپنی حسن کو لانے کے لیے گیا اور اس شب کو امراء کی ایک جماعت قتل ہو گئی اور قحطبہ کو معن بن زائد اور یحییٰ بن حصین نے قتل کیا اور بعض کا قول ہے کہ اسے اس شخص نے جو اس کے ساتھ تھا نصر بن سیار کے بیٹوں کے بدلہ میں قتل کیا ہے واللہ اعلم۔

اور قحطبہ مقتولین میں پایا گیا اور وہیں اسے دفن کر دیا گیا اور حسن بن قحطبہ آیا اور کوفہ کی طرف روانہ ہو گیا جہاں محمد بن خالد بن عبداللہ القسری کو بھجوا دیا گیا تھا اس نے بنو عباس کی طرف دعوت دی اور سیاہ لباس پہنا اور اس نے اس سال دس محرم کی شب کو خروج کیا اور ابن ہبیرہ کی طرف جو عامل وہاں مقرر تھا اسے نکال دیا اس کا نام زید بن صالح حارثی تھا اور محمد بن خالد قصر امارت میں منتقل ہو گیا اور ابن ہبیرہ کی جانب سے بیس ہزار فوج کے ساتھ حوثرہ نے اس کا قصد کیا اور جب حوثرہ کے اصحاب کوفہ کے نزدیک آئے تو وہ محمد بن خالد کے پاس جا کر بنو عباس کے لیے اس کی بیعت کرنے لگے اور جب حوثرہ نے یہ بات دیکھی تو وہ واسطہ کی طرف چلا گیا اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ حسن بن قحطبہ کوفہ میں داخل ہوا اور قحطبہ نے اپنی وصیت میں بیان کیا تھا کہ خلافت کی وزارت السبج الکونی الخلال کے غلام حفص بن سلیمان کے لیے ہو جو کوفہ میں موجود تھا اور جب وہ اس کے پاس آئے تو اس نے اشارہ کیا کہ حسن بن قحطبہ امراء کی ایک جماعت کے ساتھ ابن ہبیرہ سے جنگ کرنے واسطہ جائے اور اس کا بھائی حمید مدائن کی طرف جائے اور اس نے ہر جانب فوجیں بھیجیں جنہوں نے انہیں فتح کر لیا اور بصرہ کو بھی فتح کر لیا اسے مسلم بن قتیبہ نے ابن ہبیرہ کے لیے فتح کیا اور جب ابن ہبیرہ قتل ہو گیا تو ابو مالک عبداللہ بن اسید خزاعی نے ابو مسلم خراسانی کے لیے بصرہ کو حاصل کر لیا۔

اور اس سال ۱۲ ربیع الاول جمعہ کی شب کو ابو العباس سفاح کی بیعت ہوئی جس کا نام عبداللہ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب ہے۔ یہ قول ابو معشر اور ہشام بن الکسبی کا ہے اور واقدی نے اس سال کے جمادی الاول میں بیعت کا ہونا بیان کیا ہے۔

امام ابراہیم بن محمد کے قتل کا بیان:

ہم نے ۱۲۹ھ میں بیان کیا ہے کہ مروان کو یہ خبر اس خط کے متعلق ملی جو امام ابراہیم نے مسلم خراسانی کی طرف لکھا تھا جس میں اسے علم دیا تھا کہ خراسان جو لوگ عربی بولتے ہیں انہیں تباہ و برباد کر دے جب مروان کو اس کا علم ہوا تو اس نے ابراہیم کے متعلق دریافت کیا تو اسے بتایا گیا کہ وہ بلقاء میں ہے اس نے دمشق کے نائب کو خط لکھا کہ وہ اسے حاضر کرے۔ دمشق کے نائب نے ایچی بھیجا جس کے پاس اس کی صفت و نعت بھی تھی ایچی گیا تو اس نے اس کے بھائی ابو العباس سفاح کو دیکھا اور خیال کیا کہ یہ وہی ہے پس اس نے اسے پکڑ لیا اسے بتایا گیا کہ یہ وہ نہیں ہے یہ اس کا بھائی ہے اس نے ابراہیم کے متعلق بتایا تو اس نے اسے پکڑ لیا اور وہ اپنے ساتھ اپنی ام ولد کو بھی لے گیا جس سے وہ محبت کرتا تھا اور اس نے اپنے اہل کو وصیت کی کہ اس کے بعد اس کا بھائی ابو العباس سفاح خلیفہ ہوگا اور اس نے انہیں کوفہ کی طرف روانگی کا حکم دیا پس وہ اسی روز کوفہ کی طرف کوچ کر گئے جن میں اس کے چھ بچے تھے جو عبد اللہ، داؤد، عیسیٰ، اسماعیل اور عبد الصمد تھے جو علی کے بیٹے تھے اور اس کے بھائی ابو العباس سفاح اور محمد بھی تھے جو محمد بن علی کے بیٹے تھے اور گرفتار امام ابراہیم کے بیٹے محمد اور عبد الوہاب بھی تھے اور ان کے سوا اور بھی بہت سے آدمی تھے۔

اور جب یہ کوفہ آئے تو ابوسلمہ اللخالی نے انہیں ولید بن سعد کے گھر میں اتارا جو بنو ہاشم کا غلام تھا اور اس نے سالاروں اور امراء سے تقریباً چالیس راتوں تک ان کے معاملے کو چھپائے رکھا پھر وہ انہیں ایک اور جگہ لے گیا اور پھر انہیں مسلسل ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرتا رہا حتیٰ کہ شہر فتح ہو گئے اور پھر سفاح کی بیعت ہو گئی اور امام ابراہیم بن محمد کو اس دوران میں امیر المؤمنین مروان بن محمد کے پاس حران لے جایا گیا اس نے آپ کو قید کر دیا اور وہ اس سال قید خانے ہی میں رہے۔ اور اس سال کے صفر میں ۱۲۸ سال کی عمر میں قید خانے ہی میں وفات پا گئے۔

اور بعض کا قول ہے کہ آپ کے چہرے پر کپڑا رکھ کر ڈھانک دیا گیا حتیٰ کہ آپ ۵۱ سال کی عمر میں فوت ہو گئے اور بہلول بن صفوان نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور بعض کا قول ہے کہ آپ پر مکان گر پڑا حتیٰ کہ آپ فوت ہو گئے اور بعض کا قول ہے کہ اس نے آپ کو زہر ملا دودھ پلایا اور آپ مر گئے کہتے ہیں کہ امام ابراہیم ۱۳۱ھ کے حج کے اجتماع میں شامل ہوئے اور وہاں آپ کا معاملہ مشہور ہو گیا کیونکہ آپ بڑی نحوٹ، بڑی شرافت اور بڑی عزت کے ساتھ کھڑے تھے مروان تک آپ کا معاملہ پہنچا تو اسے بتایا گیا ابومسلم لوگوں کو اس شخص کی طرف دعوت دیتا ہے اور وہ اسے خلیفہ کہتے ہیں۔ پس اس نے ۱۳۲ھ میں آپ کی طرف آدمی بھیجا اور آپ اس سال کے صفر میں قتل ہو گئے اور یہ پہلے بیانات سے زیادہ صحیح ہے اور بعض کا قول ہے کہ اس نے آپ کو حمیمۃ البلقاء سے نہیں بلکہ کوفہ سے گرفتار کیا تھا۔ واللہ اعلم۔

اور یہ ابراہیم بڑے کریم اور سخی تھے آپ فضائل اور خوبیوں کے حامل ہیں اور آپ نے اپنے باپ اور دادا سے اور ابو ہاشم عبد اللہ بن محمد بن الحنفیہ سے روایت کی ہے اور آپ سے آپ کے بھائیوں عبد اللہ سفاح، ابو جعفر عبد اللہ منصور، ابوسلمہ عبد الرحمن بن مسلم الخراسانی اور مالک بن ہاشم نے روایت کی ہے۔

اور آپ کے شاندار کلام میں یہ بھی ہے کہ کامل جو انہرودہ ہے جو اپنے دین کو بچائے اور صلہ رحمی کرے اور ایسی باتوں سے اجتناب کرے جن پر ملامت کی جاتی ہے۔

ابوالعباس سفاح کی خلافت:

جب اہل کوفہ کو ابراہیم بن محمد کے قتل کی اطلاع ملی تو ابوسلمہ الخلال نے پیادہ خلافت کو آل علی بن ابی طالب کی طرف منتقل کر دے پس بقیہ نقباء اور امراء اس پر غالب آ گئے اور انہوں نے ابوالعباس سفاح کو بلا کر اسے سلام خلافت کہا اور یہ کوفہ کا واقعہ ہے۔ یہ اس سال کے ۱۳ ربیع الآخر جمعہ کی شب کا واقعہ ہے۔ پس جب نماز جمعہ کا وقت آیا تو سفاح ایک سیاہ ترکی گھوڑے پر نکلا اور فوجیں بھی اس کے ساتھ تھیں حتیٰ کہ وہ دارالامارۃ میں داخل ہو گیا پھر وہ جامع مسجد کی طرف گیا اور لوگوں کو نماز پڑھائی۔ پھر وہ منبر پر چڑھ گیا اور لوگوں نے اس کی بیعت کی اور وہ منبر کے بالائی حصے پر تھا اور اس کا بچاؤ دود بن علی اس سے تین زینے نیچے کھڑا تھا اور سفاح نے بولنا شروع کیا اور سب سے پہلے اس نے کہا: سب تعریف اس خدا کی ہے جس نے اپنے لیے دین اسلام کو پسند کیا ہے اور اسے شرف و عظمت دی ہے اور اسے ہمارے لیے بھی پسند کیا ہے اور ہمارے ذریعے اسے مدد دی ہے اور ہمیں اس کا اہل اور پناہ گاہ اور اس کے منتظم اور اس کا دفاع کرنے والے اور مددگار بنایا ہے اور اس نے تقویٰ کی بات کو ہمارے لازم حال کیا ہے اور ہمیں اس کا اہل اور سزاوار بنایا ہے اور ہمیں رسول اللہ ﷺ کی قرابتداری اور رشتہ داری کے لیے مخصوص کیا ہے اور ہمیں اسلام اور اہل اسلام میں بلند مقام دیا ہے اور اس نے اس بارے میں اہل اسلام پر ایک کتاب اتاری ہے جو ان پر پڑھی جاتی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا ﴾

اور فرماتا ہے:

﴿ قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَىٰ ﴾

اور فرماتا ہے:

﴿ وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ ﴾

اور فرماتا ہے:

﴿ مَا آفَاءَ اللَّهُ عَلَىٰ رَسُولِهِ مِنْ أَهْلِ الْقُرَىٰ فَلِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ وَلِذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينِ ﴾

پس اللہ نے ان کو ہماری فضیلت بتائی ہے اور ان پر ہمارا حق اور مودت واجب کی ہے اور نے اپنی مہربانی سے ہماری عزت افزائی کے لیے غنیمت میں ہمیں زیادہ حصہ دیا ہے اور اللہ بہت فضل والا ہے۔

اور سبانی گمراہوں نے خیال کیا ہے کہ ہمارے غیر ہم سے ریاست سیاست اور خلافت کے زیادہ حقدار ہیں ان کے چہرے سیاہ ہو گئے ہیں اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو گمراہی کے بعد ہمارے ذریعے ہدایت دی ہے اور ان کی جہالت کے بعد ان کی مدد کی ہے اور انہیں ہلاکت کے بعد بچایا ہے اور ہمارے ذریعے حق کو غالب اور باطل کو غلط ثابت کیا ہے اور ان میں سے جو بگڑا ہوا تھا

ہمارے ذریعے اس کی اصلاح کی ہے اور ذلت کو ہمارے لیے رفعت دی سے اور کمی کو پورا کیا ہے اور پراگندگی کو مجتمع کیا ہے۔ حتیٰ کہ لوگ عداوت کے بعد اپنی دنیا میں نیکی اور ہمدردی کی طرف لوٹ آئے اور اپنی آخرت میں ایک دوسرے کے مقابل تختوں پر بیٹھے والے بھائی بن گئے۔ اللہ تعالیٰ نے ہم پر یہ احسان مُدَّ سَلِّمْ عَلَیْہِمْ کے ذریعے کیا ہے اور جب اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو وفات دی تو آپ کے بعد آپ کے اصحاب نے اس کام کو سنبھالیا اور ان کے معاملات باہم شوری سے طے ہوتے تھے پس انہوں نے امتوں کے ترکہ کو اکٹھا کیا اور اس میں عدل کیا اور اسے اپنی اپنی جگہ پر رکھا اور اسے اس کے اہل کو دیا اور خود اس سے خالی پیٹ باہر نکل گئے۔ پھر بنو حرب اور بنو مروان نے اسے زبردستی اپنے لیے چھین لیا اور اسے باری باری حاصل کرتے رہے اور انہوں نے اس پر ظلم سے کام لیا اور اس کے حاصل کرنے میں اپنے آپ کو ترجیح دی اور اس کے اہل پر ظلم کیا۔

پس اللہ تعالیٰ نے کچھ وقت انہیں مہلت دی (اور جب انہوں نے ہمیں غصہ دلایا تو ہم نے ان سے انتقام لیا) اور جو کچھ ان کے ہاتھوں میں تھا اسے ہمارے ہاتھوں کے ذریعے ان سے چھین لیا اور اللہ نے ہمارا حق ہمیں واپس دیا اور ہمارے ذریعے ہماری قوم کی تلافی کی اور وہ ہماری مدد اور ہمارے معاملے کا متولی ہو گیا تاکہ ہمارے ذریعے ان لوگوں پر مہربانی کرے جنہیں زمین میں کمزور سمجھا گیا ہے اور جس طرح اس نے ہم سے آغاز کیا تھا اسی طرح ہم پر خاتمہ کیا۔ اور میں امید کرتا ہوں کہ جہاں سے تمہارے لیے بھلائی آئی ہے وہاں سے تمہارے لیے ظلم اور جہاں سے تمہارے لیے اچھائی آئی ہے وہاں سے تمہارے لیے خرابی نہیں آئے گی۔ اور ہم اہل بیت اللہ کو اللہ کی توفیق حاصل ہے۔

اے اہل کوفہ! تم ہماری محبت و مودت کا محل ہو اور تم ہمارے لیے سب لوگوں سے زیادہ خوش نصیب ہو اور ان سے بڑھ کر ہماری تعظیم کرنے والے ہو میں نے تمہارے عطیات میں ایک سو درہم کا اضافہ کر دیا ہے پس تیار ہو جاؤ میں خوزینہ جنگجو اور تباہ کر دینے والا حملہ آور ہو اور اسے بخار تھا جو بڑھ گیا یہاں تک کہ وہ منبر پر بیٹھ گیا اور اس کے چچا داؤد نے اٹھ کر کہا اس خدا کا شکر ہے جس نے ہمارے دشمن کو ہلاک کیا ہے اور ہمارے گھرانے کی میراث ہمیں دی ہے۔ اے لوگو! سخت تاریکیاں چھٹ گئی ہیں اور ان کے پردے دور ہو گئے ہیں اور ان کے زمین و آسمان روشن ہو چکے ہیں اور آفتاب خلافت اپنے مطلع سے طلوع ہو چکا ہے اور حق اپنے اصل کی طرف لوٹ آیا ہے یعنی تمہارے نبی کے اہل کی طرف جو تم پر مہربانی و شفقت کرنے والے ہیں۔

اے لوگو! قسم بخدا ہم اس لیے باہر نہیں نکلے کہ ہم سونا چاندی جمع کریں اور نہر کھودیں اور محل بنائیں بلکہ ہمیں ہمارے حق چھین جانے کی غیرت نے اور اپنے عم زادوں پر غضب نے اور بنو امیہ نے تم میں جو بد سیرت اختیار کی ہے اور ان کے تمہیں ذلیل کرنے اور تمہاری غنیمت اور صدقات میں اپنے آپ کو ترجیح دینے نے باہر نکالا ہے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اور حضرت عباس رضی اللہ عنہما کی طرف سے ہم پر تمہاری ذمہ داری ہے کہ ہم تم میں اس کے مطابق فیصلے کریں جو اللہ نے اتارا ہے اور کتاب الہی پر عمل کریں اور عوام و خواص میں سیرت رسول کے مطابق چلیں۔ بنو امیہ اور بنو مروان کے لیے ہلاکت ہو انہوں نے دنیا کو آخرت پر اور دار الفنا کو دار البقاء پر ترجیح دی ہے اور گناہوں کا ارتکاب کیا ہے اور لوگوں پر ظلم کیا ہے اور محارم کا ارتکاب کیا ہے اور جرائم کئے ہیں اور انہوں نے بندوں کے ساتھ اپنی روش میں زیادتی کی ہے اور جن علاقوں میں وہ لذت یاب ہوئے ہیں ان میں ان کا

طریق گناہوں کا ارتکاب سے اور وہ معاصی کی لگاموں میں اکڑ گئے ہیں اور اللہ کی مہلت سے ناواقفیت اور اس کی گرفت سے اندھے ہو کر اس کی تدبیر سے بے خوف ہو کر وہ گمراہی کے میدانوں میں دوڑے پس اللہ کا عذاب شب کو ان پر آیا اور وہ سوئے ہوئے تھے اور مکمل طور پر تباہ ہو گئے اور نفا لم قوم کے لیے ہلاکت ہو اور اللہ تعالیٰ نے مروان کو ذلیل کر دیا اور اللہ کے بارے میں دنیا نے اسے دھوکہ دیا اور اللہ کے دشمن کی اکام و پھیلی کر، یہی گئی حتیٰ کہ زائد اکام کی وجہ سے اس کا گھوڑا پھسل گیا، کیا اللہ کے دشمن نے خیال کیا کہ اس پر کوئی قابو نہ پاسکے گا؟ پس اس نے اپنی پارٹی کو بلایا اور اپنی فوج کو جمع کیا اور اپنی فوجوں کے ساتھ تیر اندازی کی اور اس نے اللہ کی تدبیر اور عذاب اور ناراضگی کو آگے پیچھے دائیں بائیں اور اوپر نیچے پایا جس نے اس کے باطل کا خاتمہ کر دیا اور اس کی گمراہی کو تباہ کر دیا اور اسے برے حلقہ میں اتارا اور اس کی خطاؤں نے اس کا احاطہ کر لیا اور ہمارا حق ہمیں واپس کیا اور ہمیں پناہ دی۔

اے لوگو! بلاشبہ امیر المؤمنین ابده اللہ بنصرہ العزیز نماز جمعہ کے بعد منبر پر واپس آئیں گے کیونکہ انہوں نے جمعہ کی گفتگو کے ساتھ کسی اور گفتگو کو مانا پسند نہیں کیا اور شدت بخار کی وجہ سے اپنی گفتگو کو مکمل نہیں کر سکے پس امیر المؤمنین کے لیے صحت کی دعا کیجیے جسے اللہ تعالیٰ نے آپ لوگوں کو دشمن رحمان، خلیفہ شیطان مروان کے بدلہ میں دیا ہے جو زمین میں فساد کرنے والوں اور اصلاح نہ کرنے والے کمینوں کا متبع تھا۔ امیر المؤمنین اللہ پر توکل کرنے والے اور ان ابرار و اخیار کی اقتداء کرنے والے ہیں جنہوں نے ہدایت کے نشانات اور تقویٰ کے راستوں کے ذریعے خرابی کے بعد زمین کی اصلاح کی۔

راوی بیان کرتا ہے لوگوں نے چلا چلا کر اس کے لیے دعا کی پھر اس نے کہا اے اہل کوفہ! یاد رکھو رسول اللہ ﷺ کے بعد تمہارے اس منبر پر امیر المؤمنین علی بن ابی طالب اور اس امیر المؤمنین اور اس نے اپنے ہاتھ سے سفاح کی طرف اشارہ کیا کہ سوا کوئی خلیفہ نہیں چڑھا اور یاد رکھو یہ امارت ہم میں ہے ہم سے باہر نہیں حتیٰ کہ ہم حضرت عیسیٰ بن مریم کے سپرد کر دیں گے اور اللہ تعالیٰ نے ہمیں جس امتحان میں ڈالا ہے اور جو کچھ ہمیں دیا ہے اس پر اس کا شکر ہے پھر ابو العباس اور داؤد منبر سے اتر کر محل میں داخل ہو گئے پھر لوگ آ کر عصر تک اور پھر عصر کے بعد رات تک بیعت کرتے رہے۔

پھر ابو العباس نے نکل کر کوفہ کے باہر پڑاؤ کر لیا اور کوفہ پر اپنے چچا داؤد کو نائب مقرر کیا اور اپنے چچا عبد اللہ بن علی کو ابو عموں بن یزید کی طرف بھیجا اور اپنے بھتیجے عیسیٰ بن موسیٰ کو حسن بن قطیبہ کی طرف بھیجا ان دنوں وہ واسط میں ابن ہبیرہ کا محاصرہ کئے ہوئے تھا اور یحییٰ بن جعفر بن تمام بن عباس کو حمید بن قطیبہ کی طرف مدائن بھیجا اور ابو الیقظان عثمان بن عمرو بن محمد بن عثمان بن یاسر کو بسام بن ابراہیم بن بسام کی طرف ابواز بھیجا اور سلمہ بن عمرو بن عثمان کو مالک بن الطواف کی طرف بھیجا اور خود وہ کئی ماہ تک فوج کے ساتھ ٹھہرا رہا پھر وہ کوچ کر گیا اور قصر امارت میں مدینہ ہاشمیہ میں اتر اور ابو سلمہ خلال کے لیے انجمن بن گیا اور یہ اس وقت ہوا جب اسے اس کے متعلق اطلاع ملی کہ وہ ابن عباس سے خلافت کو آل علی بن ابی طالب کی طرف منتقل کر رہا ہے۔

مروان بن محمد کا قتل:

یہ بنی امیہ کا آخری خلیفہ تھا اور ابو عباس کی طرف خلافت کا منتقل ہونا اس آیت (اللہ جسے چاہتا ہے اپنی حکومت دیتا ہے)

اور اس آیت (کہہ دیجیے اے اللہ جو حکومت کا مالک ہے آلائیے) سے ماخوذ ہے اور ہم بیان کر چکے ہیں کہ جب مروان کو ابو مسلم اور اس کے پیروکاروں اور جو پچھ خراسان کے علاقوں میں ماجر اہوا تھا اس کی اطلاع ملی تو وہ مروان سے آرموسل کے قریب ایک دریا پر اتر آئے جسے الزاب کہا جاتا ہے اور یہ جزیرہ کے علاقے میں ہے اور جب اسے اطلاع ملی کہ کوفہ میں سفاح کی بیعت ہوئی ہے اور فوجیں اس کے ارد گرد جمع ہو گئی ہیں اور اس کی حکومت مجتمع ہو گئی ہے تو اسے یہ بات بہت گزراں گزری اور اس نے اپنی فوجوں کو جمع کیا اور ابو عون بن ابی یزید بہت سی فوج کے ساتھ اس کی طرف بڑھا یہ سفاح کا امیر تھا اور اس نے الزاب میں اس سے جنگ کی اور سفاح کی طرف سے اس کے پاس کمک آ گئی۔ پھر سفاح نے ان لوگوں کو آواز دی جو اس کے اہل بیت میں سے جنگ کے منتظم تھے تو عبداللہ بن علی نے اسے جواب دیا اور کہا اللہ کی برکت سے چلو۔

پس وہ بہت سی افواج کے ساتھ چلا اور ابو عون کے پاس آیا تو ابو عون اپنے خیمے سے کسی اور طرف پھر گیا اور اسے جو کچھ اس میں موجود تھا اس کے لیے چھوڑ دیا اور عبداللہ بن علی نے حیاش بن حبیب طائی اور نصیر بن الحضر کو اپنی پولیس کا افسر مقرر کیا اور ابو العباس نے موسیٰ بن کعب کو تیس آدمیوں کے ساتھ ایچی بنا کر عبداللہ بن علی کی طرف بھیجا کہ وہ اسے قتل اس کے کہ کچھ امور پیدا ہو جائیں اور جنگ کی آگ ٹھنڈی ہو جائے مروان سے جنگ کرنے پر آماد کرے پس عبداللہ بن علی اپنی فوج کے ساتھ آگے بڑھا حتیٰ کہ اس نے مروان کی فوج کا سامنا کیا اور مروان بھی اپنی افواج کے ساتھ اٹھا اور دن کے پہلے حصے میں فریقین نے صف بندی کر لی۔

کہتے ہیں کہ اس روز مروان کے ساتھ ایک لاکھ پچاس ہزار فوج تھی اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ایک لاکھ بیس ہزار تھی اور عبداللہ بن علی بیس ہزار فوج کے ساتھ تھا۔ مروان نے عبدالعزیز بن عمر بن عبدالعزیز سے کہا اگر اس روز زوال آفتاب ہو گیا اور انہوں نے ہم سے جنگ نہ کی تو ہم وہ لوگ ہیں جو انہیں عیسیٰ بن مریم تک پہنچادیں گے اور اگر انہوں نے زوال آفتاب سے قبل ہم سے جنگ کی تو انا اللہ وانا الیہ راجعون پھر مروان نے عبداللہ بن علی کی طرف مصالحت کا پیغام بھیجا تو عبداللہ نے کہا ابن زریق نے جھوٹ بولا ہے آفتاب کو زوال نہیں ہوگا کہ گھوڑے اسے روند دیں گے انشاء اللہ۔

اور یہ اس سال کے ۱۱ جمادی الآخرہ ہفتے کے روز کا واقعہ ہے مروان نے کہا ٹھہرو جنگ میں پہل نہ کرنا اور وہ آفتاب کی طرف دیکھنے لگا اور ولید بن معاویہ بن مروان نے اس کی مخالفت کی جو مروان کا داماد تھا۔ پس اس نے حملہ کر دیا اور مروان سے ناراض ہو کر اسے گالیاں دیں اور اس نے مینہ والوں سے جنگ کی اور ابو عون عبداللہ بن علی کی طرف سمٹ آیا اور موسیٰ بن کعب نے عبداللہ بن علی کی خاطر جنگ کی اور یہ لوگ اس کے حکم سے اتر پڑے اور زمین زین کی آواز دی گئی تو وہ اتر پڑے اور انہوں نے نیزے بلند کئے اور گھنٹوں کے بل ہو گئے اور ان سے جنگ کی اور اہل شام پیچھے ہٹے لگے گویا انہیں ہٹایا جا رہا ہے اور عبداللہ پیادہ پا چلنے لگا اور کہنے لگا اے میرے رب! ہم کب تک تیری وجہ سے قتل ہوں گے اور اس نے پکارا اے اہل خراسان! اے امام ابراہیم کے خوش منظر لباس! اے محمد! منصور! اور لوگوں کے درمیان جنگ شدت اختیار کر گئی اور صرف پیتل پر لوہے کی سلاخوں کے پڑنے

کی آواز سنائی دیتی تھی مروان نے قضاہ کو اتر جانے کا حکم بھیجا تو انہوں نے کہا بنو سلیم کو کہو کہ اتر جائیں اور اس نے یکایک کو حملہ کرنے کا پیغام بھیجا تو انہوں نے کہا بنو عامر کو کہو کہ حملہ کریں۔ اس نے سکنوں کو حملے کرنے کا پیغام بھیجا تو انہوں نے کہا عطفان کو کہو حملہ کریں اس نے اپنے پولیس افسر سے کہا اترو اس نے کہا نہیں خدا کی قسم! میں اپنے آپ کو نشانہ نہیں بناؤں گا۔ اس نے کہا خدا کی قسم میں ضرور تجھ سے بدسلوکی کروں گا اس نے کہا خدا کی قسم میں پاپا ہتا ہوں کاش تو اس کی قدرت رکھتا۔

کہتے ہیں کہ اس نے یہ بات ابن ہبیرہ کو کہی، مورخین نے بیان کیا ہے پھر اہل شام شکست کھا گئے اور اہل خراسان نے قتل کرتے اور قیدی بناتے ہوئے ان کا تعاقب کیا اور اہل شام کے مقتولین سے زیادہ آدمی غرق ہو گئے اور غرق ہونے والوں میں ابراہیم بن ولید بن عبد الملک کو مخلوع بھی شامل تھا اور عبد اللہ بن علی نے پل باندھنے اور غرق ہونے والوں کو پانی سے نکالنے کا حکم دیا اور وہ اس قول الہی کی تلاوت کرنے لگا (اور جب ہم نے تمہارے لیے سمندر کو پھاڑ دیا اور تم کو نجات دی اور ہم نے تمہارے دیکھتے دیکھتے آل فرعون کو غرق کر دیا) اور عبد اللہ بن علی نے میدان کارزار میں سات روز قیام کیا اور سعید بن العاص کی اولاد میں سے ایک شخص نے اس روز مروان اور اسکے فرار کے متعلق کہا: —

”مروان نے دوڑ لگائی تو میں نے اسے کہا ظالم مظلوم بن گیا ہے جس کا ارادہ بھاگنے کا ہے، بھاگنا اور حکومت کا چھوڑنا کہاں، جب تجھ سے نرمی رخصت ہو گئی تو نہ دین ہے نہ حسب ہے۔ عقل کا اوچھاپن، دشوار راستے کا فرعون ہے اور اگر تو اس کی بخشش کو طلب کرے تو کتے کے آگے کتا ہے۔“

اور مروان کے پڑاؤ میں جو مال و متاع اور ذخائر تھے عبد اللہ نے اکٹھے کر لیے اور اس نے اس میں عبد اللہ بن مروان کی لوٹھی کے سوا کوئی عورت نہ پائی پس سفاح نے شکرانہ کی دورکت پڑھیں اور جو آدمی معرکے میں حاضر تھے ان میں سے ہر ایک کو پانچ پانچ سو درہم دیئے اور ان کی رسد کو ۸۰ درہم تک زیادہ کر دیا اور (فَلَمَّا فَصَلَ طَالُوتُ بِالْجُنُودِ) کی آپ تلاوت کرنے لگا۔

مروان کے قتل کا بیان:

جب مروان نے شکست کھائی تو وہ کسی کی طرف توجہ نہ کرتا تھا اور عبد اللہ بن علی نے میدان کارزار میں سات روز قیام کیا پھر اپنی فوجوں کے ساتھ اس کے پیچھے روانہ کیا اور اس بات کا حکم اسے سفاح نے دیا تھا اور جب مروان حران کے پاس سے گزرا تو اس سے آگے گزر گیا اور ابو محمد سفیانی کو اس کے قید خانے سے نکال دیا اور ابان بن یزید کو وہاں کا نائب مقرر کیا۔ وہ اس کا بھانجا اور اس کی بیٹی ام عثمان کا خاندن تھا۔ اور جب عبد اللہ حران آیا تو ابان بن یزید سیاہ لباس پہنے اس کے پاس آیا تو عبد اللہ بن علی نے اسے امان دی اور اسے اس کی عمل داری پر برقرار رکھا اور جس گھر میں امام ابراہیم قید تھے اسے گرا دیا اور مروان محض جانے کے ارادے سے قسمرین سے گزرا اور جب وہ حمص آیا تو اس کے باشندے بازاروں اور سامان معیشت کے ساتھ اس کے پاس آئے، اس نے وہاں دو یا تین دن قیام کیا، پھر وہاں سے کوچ کر گیا اور جب اہل حمص نے اس کے ساتھ تھوڑے لوگوں کو دیکھا تو

انہوں نے اسے قتل کرنے اور جو کچھ اس کے پاس تھا اسے لوٹنے کے لیے اس کا تعاقب کیا اور کہنے لگے خوفزدہ اور شکست خوردہ ہے اور انہوں نے جس کے نزدیک ایک دادی میں سے پکڑ لیا تو اس نے ان کے لیے دو امیروں کو پوشیدہ کر دیا اور جب وہ مروان سے ملے تو اس نے ان پر مہربانی کی اور اسے اپیل کی کہ وہ واپس چلے جائیں مگر انہوں نے اس کے ساتھ جنگ کرنے کے سوا اور کوئی بات نہ مانی پس ان کے درمیان جنگ بھڑک اٹھی اور دونوں گھات میں بیٹھے ہوئے امیروں نے ان کے پیچھے سے حملہ کر دیا اور اہل حصہ نے شکست کھائی اور مروان دمشق آیا اور اس کی جانب سے اس کی بیٹی کا خاندان ولید بن معاویہ دمشق کا نائب تھا اس نے اسے وہاں چھوڑا اور خود وہاں سے دیار مصر کو چلا گیا اور عبداللہ بن علی جس شہر سے گزرتا وہ سیاہ لباس پہنے ہوتے اور اس کی بیعت کرنے لگتے اور وہ انہیں امان دینے لگا اور جب وہ قنسرین پہنچا تو اس کا بھائی عبدالصمد بن علی بن چار ہزار فوج کے ساتھ اس کے پاس پہنچ گیا اس فوج کو سفاح نے اس کی مدد کے لیے بھیجا تھا۔ پھر عبداللہ روانہ ہو کر حصہ آیا۔ پھر وہاں سے بلبلک چلا گیا پھر وہاں سے المزہ کی جانب سے دمشق آیا اور دو تین دن وہاں قیام کیا پھر اس کا بھائی صالح بن علی بن سفاح کی طرف سے آٹھ ہزار کی کمک کے ساتھ اس کے پاس پہنچ گیا اور صالح نے مرج عذرا میں پڑاؤ کیا اور جب عبداللہ بن علی دمشق آیا تو اس نے مشرقی دروازے پر پڑاؤ کیا اور اس کے بھائی صالح نے باب الجابیہ پر پڑاؤ کیا اور ابو عون نے باب کیسان پر پڑاؤ کیا اور بسام نے باب صغیر پر پڑاؤ کیا اور عبدالصمد بن علی بن صفوان اور عباس بن یزید نے باب الفرادیس پر پڑاؤ کیا پس اس نے کئی روز تک اس کا محاصرہ کیا۔ پھر اس نے اسے اس سال کی دس رمضان کو بدھ کے روز اسے فتح کر لیا اور اس نے وہاں کے بہت سے باشندوں کو قتل کر دیا اور تین گھنٹے تک اسے مباح کر دیا اور اس کی تفصیل کو گرا دیا۔

کہتے ہیں جب عبداللہ نے اہل دمشق کا محاصرہ کیا تو ان کے مابین عباسی اور اموی کا اختلاف پیدا ہو گیا اور انہوں نے باہم جنگ کی اور ایک دوسرے کو قتل کیا اور اپنے نائب کو بھی قتل کر دیا پھر انہوں نے شہر کو سپرد کر دیا اور سب سے پہلے جو شخص مشرقی دروازے کی جانب سے فصیل پر چڑھا اسے عبداللہ بن طائی اور باب صغیر کی جانب سے فصیل پر چڑھنے والے کو بسام بن ابراہیم کہا جاتا ہے۔ پھر دمشق کو تین گھنٹے تک مباح کر دیا گیا، کہتے ہیں کہ اس مدت میں وہاں پچاس ہزار آدمیوں کو قتل کر دیا گیا۔

اور ابن عساکر نے جعفر بن ابی طالب کی اولاد میں سے عبید بن الحسن الاعرج کے حالات میں بیان کیا ہے اور وہ عبداللہ بن علی کے ساتھ دمشق کے محاصرہ میں پانچ ہزار فوج کا امیر تھا، انہوں نے پانچ ماہ تک دمشق کا محاصرہ جاری رکھا اور بعض ایک سو دن اور بعض ڈیڑھ ماہ بیان کرتے ہیں اور مروان کے نائب نے شہر کو بہت مضبوط بنایا تھا لیکن اس کے باشندوں نے یمانہ اور مضرہ کے باعث باہم اختلاف کیا اور یہی بات فتح کا باعث بنی، حتیٰ کہ انہوں نے ہر مسجد میں دو قبلوں کے لیے دو محرابیں بنائیں اور جامع مسجد میں بھی دو منبر بنائے اور جمعہ کے روز دو منبروں پر دو امام خطبہ دیتے تھے اور یہ ایک عجیب و غریب واقعہ اور فتنہ خواہش اور عصبیت کے باعث ہونے والا ایک بڑا حادثہ تھا، ہم اللہ تعالیٰ سے سلامتی اور عافیت کی دعا کرتے ہیں۔

اور ابن عساکر نے مذکورہ سوانح میں اس واقعہ کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے اور اس نے محمد بن سلیمان بن عبداللہ نوفلی کے حالات میں بیان کیا ہے وہ بیان کرتا ہے کہ جب عبداللہ بن علی سب سے پہلے دمشق میں داخل ہوا تو اس کے ساتھ تھا وہ تلوار

کے ساتھ اس میں داخل ہوا اور اس نے اس میں تین گھنٹے تک قتل کو مباح قرار دیا اور اس کی جامع مسجد کو ستر دن تک اپنی سواروں اور اونٹوں کے اصطبل بنائے رکھا پھر اس نے بنو امیہ کی قبور کو اکٹھا اور اس نے معاویہ کی قبر میں غبار کی مانند صرف ایک سیاہ دھاگا پایا اور اس نے عبدالملک بن مروان کی قبر کو بھی اکٹھا اور ایک سو پڑی پائی اور وہ قبروں میں ایک ایک مضمویا تھا۔ ہاں ہشام بن عبدالملک کو اس نے صحیح عالم پایا اس کی ناک کے سر کے سوا اور کوئی چیز بوسیدہ نہیں ہوئی تھی اس نے اس کوڑوں سے مارا حالانکہ وہ مردہ تھا اور اسے کئی دن تک صلیب دیئے رکھا پھر اسے جلادیا اور اس کی راکھ کو کوٹ کر ہوا میں بکھیر دیا اور اس نے یہ اس وجہ سے کیا کہ ہشام نے اس کے بھائی محمد علی کو جب اس پر اس کے چھوٹے لڑکے کے قتل کی تہمت لگائی گئی تھی سات سو کوڑے مارے تھے اور پھر اسے بقاء میں حمیمہ مقام کی طرف جلاوطن کر دیا تھا۔

ابن عساکر کا بیان ہے کہ پھر عبداللہ بن علی نے بنی امیہ کے خلفاء کے لڑکوں وغیرہ کی تلاش کی اور دریائے رملہ کے پاس ایک روز میں ان سے ۹۲ ہزار کو قتل کر دیا اور ان پر چڑے کے فرش بچھا کر اور ان پر دسترخوان لگا کر کھانا کھایا اور وہ اس کے نیچے پھڑک رہے تھے اور یہ ایک ظلم ہے جس کا اللہ اسے بدلہ دے گا اور وہ چلتا بنا اور اس کی امید اور مراد پوری نہ ہوئی جیسا کہ ابھی اس کے حالات میں بیان ہوگا اور اس نے ہشام بن عبدالملک کی بیوی عبدہ بنت عبداللہ بن یزید بن معاویہ کو جو خال والی تھی خراسانیوں کی ایک جماعت کے ساتھ ننگے پاؤں اور ننگے جسم پیادہ پا جنگل کی طرف بھیجا۔ کوفیوں نے اسے قتل کر دیا پھر اس نے ان کے مردوں کی جو ہڈی پائی اسے جلادیا اور عبداللہ نے وہاں پندرہ روز قیام کیا اور اس نے اوزاعی کو بلایا اور آپ کو اس کے سامنے کھڑا کیا گیا تو اس نے آپ سے پوچھا اے ابو عمرو! ہم نے جو کچھ کیا ہے اس کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

اوزاعی کا بیان ہے میں نے اسے کہا مجھے معلوم نہیں ہاں مجھ سے کبھی بن سعید انصاری نے عن محمد بن ابراہیم عن علقمہ عن عمر بن الخطاب بیان کیا ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ ”اعمال کا دار و مدار نیت پر ہے“۔ اوزاعی کا بیان ہے کہ میں انتظار کرنے لگا کہ میرا سر میرے دونوں پاؤں کے درمیان گر پڑے گا پھر مجھے باہر نکال دیا گیا اور اس نے مجھے ایک سو دینار بھیجے پھر وہ مروان کے پیچھے روانہ ہوا اور الکسوہ کے دریا پر اترا اور یحییٰ بن جعفر ہاشمی کو دمشق کا نائب بنا بھیجا پھر روانہ ہو کر مرج الروم میں اترا۔ پھر دریائے ابی خنسر پر آیا اور اس نے دیکھا کہ مروان بھاگ گیا ہے پس مصر میں داخل ہو گیا اور سفاح کا خط اس کے پاس آیا کہ صالح بن علی کو مروان کی تلاش میں بھیجو اور خود ہشام میں اس کے نائب بن کر قیام کرو۔ سو صالح اس سال کے ذوالقعدہ میں مروان کی تلاش میں گیا اور اس کے ساتھ ابو عمر اور عامر بن اسماعیل بھی تھے اور وہ ساحل سمندر پر اترا اور وہاں جو کشتیاں تھیں اس نے انہیں جمع کیا اور اسے اطلاع ملی کہ مروان ”الفرما“ میں اور بعض کا قول ہے کہ الفیوم میں اترا ہے اور وہ ساحل پر چلنے لگا اور کشتیاں سمندر میں اس کے ساتھ ساتھ چلتی تھیں حتیٰ کہ وہ العریش آ گیا پھر چل کر نیل پر اترا پھر الصعيد کی طرف گیا اور مروان نے نیل کو عبور کیا اور پل کو قطع کر دیا اور اس کے ارد گرد جو چارا اور کھانا تھا اسے جلادیا اور صالح اس کی تلاش میں چلا گیا پس اس نے مروان کے سواروں سے جنگ کر کے انہیں شکست دی۔ پھر جب کبھی مروان کے سواروں کے ساتھ ان کی مدد بھیڑ ہوئی۔ انہوں نے انہیں شکست دی حتیٰ کہ انہوں نے بعض قیدیوں سے مروان کے متعلق پوچھا تو انہوں نے اس کے متعلق انہیں بتایا کیا دیکھتے ہیں کہ وہ

ابو بصر کے عیسا میں ہے۔ سورت کے آخری حصے میں انہوں نے اسے آلیا اور اس کے ساتھ جو فوج تھی وہ شکست کھا گئی اور مروان تو زری سی فوج کے ساتھ ان کے مقابلہ میں نکلا تو انہوں نے اس کا گھیراؤ کر کے اسے قتل کر دیا۔ بصرہ کے ایک شخص محمود نام نے اسے نیزہ مارا اور اسے جانتا نہیں تھا حتیٰ کہ ایک شخص نے کہا کہ امیر المؤمنین قتل ہو گئے ہیں اور کوفہ کے ایک انار فروش نے جلدی سے آگے بڑھ کر اس کا سر کاٹ لیا اور اسے اس دستہ کے امیر عامر بن اسماعیل نے ابو عون کے پاس بھیج دیا۔ ابو عون نے اسے صالح بن علی کے پاس بھیج دیا اور صالح نے اپنے پولیس افسر خزیمہ بن یزید بن ہانی کے ہاتھ امیر المؤمنین - سفاح کو بھیج دیا۔

مروان نے ذوالحجہ کو اتوار کے روز قتل ہوا اور بعض کا قول ہے کہ ۶ ذوالحجہ ۱۳۲ھ کو جمعرات کے روز قتل ہوا اور مشہور قول کے مطابق اس کی خلافت ۵ سال ۱۰ ماہ ۱۰ دن رہی اور اس کی عمر کے بارے میں مورخین نے اختلاف کیا ہے بعض نے چالیس سال بعض نے ۳۶ سال بعض نے ۵۸ سال، بعض نے ۶۰ سال، بعض نے ۶۲ سال، بعض نے ۶۳ سال، بعض نے ۶۹ سال اور بعض نے ۸۰ سال بیان کی ہے۔ واللہ اعلم۔ پھر صالح بن علی شام کی طرف روانہ ہو گیا اور اس نے مصر پر ابو عون بن ابویزید کو نائب مقرر کیا۔ واللہ سبحانہ اعلم۔

مروان الحمار کے مختصر حالات

امیر المؤمنین مروان بن محمد بن مروان بن الحکم بن ابی العاص بن امیہ قرشی اموی، ابو عبد الملک بنو امیہ کا آخری خلیفہ تھا۔ اس کی ماں کرد لو نڈی تھی جسے لبا بہ کہا جاتا ہے جو ابراہیم بن اشتر کے پاس تھی جسے محمد بن مروان نے اس کے قتل کے روز قابو کر لیا جس سے یہ مروان پیدا ہوا۔

اور بعض کا قول ہے کہ یہ پہلے مصعب بن زبیر کے پاس تھی اور اس مروان کا گھر پالان بنانے والوں کے بازار میں تھا یہ قول ابن عساکر کا ہے، ولید بن یزید کے قتل کے بعد اور یزید بن ولید کی موت کے بعد اس کی بیعت لی گئی، پھر یہ دمشق آیا اور اس نے ابراہیم بن ولید کو معزول کر دیا اور ۱۵ صفر ۱۳۲ھ میں اس کی حکومت مضبوط ہو گئی۔

اور ابو معشر کا بیان ہے کہ ربیع الاول ۱۳۹ھ میں اس کی بیعت ہوئی۔ اسے الجعد بن درہم کی رائے کی طرف منسوب ہونے کی وجہ سے مروان الجعدی کہا جاتا ہے، اس کا لقب الحمار ہے اور یہ بنی امیہ کا آخری بادشاہ ہے اور اس کی خلافت ۵ سال ۱۰ ماہ ۱۰ دن رہی اور بعض کا قول ہے کہ ۵ سال ایک ماہ رہی اور سفاح کی بیعت کے بعد یہ نو ماہ زندہ رہا اور یہ سرخ و سفید نیلی آنکھوں بڑی داڑھی، موئے سر اور میانے قد والا تھا اور خضاب نہیں لگاتا تھا، ہشام نے اسے ۱۱۴ھ میں آذربائیجان، آرمینیا اور جزیرہ کا نائب مقرر کیا اور اس نے بہت سے شہر اور متعدد قلعے فتح کئے اور یہ مسلسل راہ خدا میں جنگ کرتا تھا اور اس نے کفار ترکوں، خزریوں اور لائیوں وغیرہ سے جنگ کی اور انہیں شکست دی اور مغلوب کیا اور یہ شجاع، بہادر، جری اور دانشمند تھا۔ اگر تندرستی سے اس کی فوج اسے بے یار و مددگار نہ چھوڑتی تو اس میں اس قدر دانائی تھی کہ یہ اپنی شجاعت اور مستقل مزاجی سے خلافت چھین لیتا، لیکن جسے اللہ بے یار و مددگار چھوڑ دے وہ ذلیل ہو جاتا ہے اور جسے اللہ ذلیل کر دے اسے کوئی عزت دینے والا نہیں ہوتا۔

زبیر بن بکار نے اپنے چچا مصعب بن زبیر سے بیان کیا ہے کہ بنو امیہ کا خیال تھا کہ جب وہ شخص خلیفہ ہوگا جس کی ماں لو نڈی ہوگی تو خلافت ان سے جاتی رہے گی اور جب اس مروان نے خلافت سنبھالی تو ۱۳۲ھ میں ان سے خلافت چھین لی گئی۔ اور

حافظ ابن عساکر نے بیان کیا ہے کہ ابو محمد بن عبد الرحمن بن ابی الحسین نے ہمیں بتایا کہ سہل بن بشر نے ہمیں خبر دی کہ عباس بن ولید بن سنان سے بتایا کہ عباس بن سنان بن سنان بن سنان نے ہم سے بیان کیا کہ انہیں بن سعید نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ راشد بن واقد نے اسامہ سے بخوالہ ثوبان مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ 'ابو امیہ مسلسل خلافت کو اس طرح جلد جلد حاصل کریں گے جیسے لڑکے گیند کو جلدی سے لیتے ہیں اور جب وہ ان کے ہاتھوں سے نکل جائے گی تو زندگی میں کچھ بھلائی نہ ہوگی'۔

ابن عساکر نے اسے ایسے بھی بیان کیا ہے لیکن یہ بہت منکر حدیث ہے اور ہارون الرشید نے ابو بکر بن عیاش سے دریافت کیا کون اچھے خلفاء ہیں ہم یا بنو امیہ؟ اس نے کہا وہ لوگوں کے لیے زیادہ فائدہ بخش تھے اور تم نماز کے زیادہ پابند ہو تو اس نے اسے کچھ ہزار درہم دیئے۔

مؤرخین کا بیان ہے کہ یہ مروان بڑا جوانمرد بڑا خوش باش تھا اور لہو و لعب کو پسند کرتا تھا لیکن اس کی وجہ سے جنگ سے غافل ہو جاتا تھا۔ ابن عساکر نے بیان کیا ہے میں نے ابو الحسین علی بن مقلد بن نصر بن معتد بن الامیر کے خطوط کے مجموعہ میں پڑھا ہے کہ مروان بن محمد نے اپنی ایک لونڈی کو جس نے اسے شکست کھا کر مصر کی طرف جانے کے وقت رملہ میں چھوڑا تھا لکھا:

”میرا خیال مجھے ہمیشہ صبر کی دعوت دیتا رہا اور میں انکار کرتا رہا اور وہ مجھے اس بات کے قریب کرتا رہا جو میرے متعلق میرے سینے میں ہے اور یہ بات مجھے عزیز ہے کہ تو رات گزارے اور ہمارے درمیان پردہ ہو مگر اب تو مجھ سے دس دن کے فاصلے پر ہے اور قسم بخدا ان دونوں باتوں نے دل کو زخمی کر دیا ہے اور جب تو ان پر اضافہ کرے گی تو یاد رکھ تو ایک ماہ کے فاصلے پر چلی جائے گی اور خدا کی قسم ان دونوں باتوں سے بڑھ کر مجھے اس بات کا خوف ہے کہ ہم کبھی نزل سکیں گے میں تجھ پر روؤں گا اور اشک بہانا نہیں چھوڑوں گا اور نہ صبر کے بعد صبر کی جستجو کروں گا“۔

اور بعض نے بیان کیا ہے کہ مروان بھاگتے ہوئے ایک راہب کے پاس سے گزرا راہب نے اس سے مطلع ہو کر اسے سلام کیا تو اس نے اسے کہا:

اے راہب تیرے پاس کچھ زمانے کا علم ہے؟ اس نے کہا ہاں میرے پاس اس کے کئی رنگ ہیں اس نے کہا کیا دنیا اس انسان تک پہنچے گی کہ اسے مالک ہونے کے بعد مملوک بنا دے اس نے کہا ہاں اس نے کہا کیسے؟ اس نے کہا اس کے دنیا سے محبت کرنے اور اس کی مرغوب چیزوں کو حاصل کرنے کی خواہش کرنے اور مستقل مزاجی کے ضائع کرنے اور مواقع سے فائدہ نہ اٹھانے کے باعث اگر تو اس سے محبت کرتا ہے تو جو اس سے محبت کرتا ہے وہ اس کا نام ہوتا ہے۔ اس نے پوچھا پھر آزادی کی کیا صورت ہے؟ اس نے کہا اس سے بغض رکھنا اور اس سے الگ رہنا اس نے کہا یہ نہیں ہوگا۔ راہب نے کہا یہ عنقریب ہو جائے گا پس قبل اس کے کہ یہ تجھ سے چھین جائے اس سے بھاگنے میں جلدی کر اس نے کہا کیا تو مجھے جانتا ہے؟ اس نے کہا ہاں تو عربوں کا بادشاہ مروان ہے۔ تو سوڈان کے ملک میں قتل ہوگا اور بغیر کفن کے دفن ہوگا اور اگر موت تیری تلاش میں نہ ہوتی تو میں تجھے تیرے بھاگنے کی جگہ بھی بتاتا، بعض لوگوں کا بیان ہے کہ اس زمانے میں ع بن ع بن ع م بن م بن م کہا جاتا تھا اور اس سے ان کی مراد تھی کہ عبد اللہ بن علی بن عباس مروان بن محمد بن مروان قتل ہوگا۔

اور بعض کا بیان ہے کہ ایک روز مروان بیٹھا تو اس کا گھیراؤ ہو گیا اور اس کے سر پر اس کا ایک غلام کھڑا ہو گیا تو مروان نے ایک شخص سے جو اس سے مخاطب تھا کہا کیا تو ہماری حالت کو نہیں دیکھتا؟ ان احسانات پر افسوس جن کا ذکر نہیں کیا گیا اور ان نعمتوں پر افسوس جن کا شکر ادا نہیں کیا گیا اور اس حکومت پر افسوس جس کی مدد نہیں کی گئی انعام نے اسے کہا یا امیر المؤمنین جو تھوڑے کوچھوڑ دے کہ زیادہ ہو جائے اور چھوٹے کوچھوڑ دے کہ بڑا ہو جائے اور پوشیدہ کوچھوڑ دے کہ ظاہر ہو جائے اور آج کے کام کو کل کے لیے مؤخر کر دے اس پر اس سے بھی زیادہ مصیبت نازل ہوگی۔ مروان نے کہا یہ قول خلافت کے کھونے سے بھی مجھ پر گراں ہے اور یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ مروان ۱۳ ذوالحجہ ۱۳۲ھ کو سوموار کے روز قتل ہوا تھا اور اس کی عمر ساٹھ سال سے متجاوز ہو کر ۸۰ تک پہنچ گئی تھی اور بعض کا قول ہے کہ وہ صرف اسی سال زندہ رہا اور پہلا قول زیادہ صحیح ہے اور وہ بنو امیہ کا آخری خلیفہ تھا۔ اس پر ان کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔

بنو امیہ کی حکومت کے خاتمے اور بنو عباس کی حکومت کے آغاز کے بارے میں بیان ہونے والی

احادیث نبویہ

العلاء بن عبد الرحمن نے اپنے باپ سے بحوالہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت نبی کریم ﷺ نے

فرمایا:

”جب بنو العباس چالیس آدمیوں تک پہنچ جائیں گے تو وہ اللہ کے دین کو خرابی اور اللہ کے بندوں کو غلام اور اللہ کے مال کو غلبہ کا ذریعہ بنا لیں گے۔“

اور اعمش نے اسے عطیہ سے بحوالہ ابوسعید مرفوع روایت کیا ہے اور ابن لہیعہ نے ابو قتیبہ سے بحوالہ ابن وہب روایت کی ہے کہ وہ حضرت معاویہ کے پاس موجود تھا کہ مروان بن الحکم ان کے پاس آیا اور کسی ضرورت کے متعلق بات کی اور کہا میری ضرورت کو پورا کرو میں دس کا باپ، دس کا بھائی اور دس کا چچا ہوں۔ اور جب مروان نے پیٹھ پھیری تو حضرت معاویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے جو آپ کے ساتھ تخت پر بیٹھے تھے کہا کیا آپ کو معلوم نہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

”جب بنو الحکم تیس آدمیوں تک پہنچ جائیں گے تو وہ آپس میں اللہ کے مال کو غلبہ اور اللہ کے بندوں کو غلام اور کتاب اللہ کو خرابی کا ذریعہ بنا لیں گے اور جب وہ ۴۹ تک پہنچیں گے تو ان کی بلاکت کھجور کے چبانے سے بھی زیادہ تیزی سے ہوگی۔“

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا بے شک اور جب مروان نے پیٹھ پھری تو حضرت معاویہ نے کہا اے ابن عباس میں آپ سے خدا کے نام پر اپیل کرتا ہوں کیا آپ کو معلوم نہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ بات بیان کی اور فرمایا: ”چار سرکشوں کا باپ،“ حضرت ابن عباس نے کہا بے شک اور ابوداؤد طیالسی نے بیان کیا ہے کہ قاسم بن فضل نے ہم سے بیان کیا کہ یوسف بن مازن رابسی نے ہم سے بیان کیا کہ ایک شخص نے حضرت حسین بن علی کے پاس جا کر کہا اے امیر المؤمنین کے چہروں کو سیاہ کرنے

والے حضرت حسین نے کہا اللہ تجھ پر رحم کرے مجھے ڈانٹ ڈپٹ نہ کر بلاشبہ رسول اللہ ﷺ نے بنو امیہ کے ایک ایک شخص کو اپنے منبر پر خطبہ دیتے دیکھا تو آپ کو اس بات نے تکلیف دی تو ”انا اعطیناک الکوثر“ اتری۔ یہ جنت میں ایک نہر ہے اور ”انزلناہ فی لیلة القدر“... بحیر من الف شہر“ تک اتری یہ بنو امیہ کی حکومت ہے۔

راوی بیان کرتا ہے ہم نے اس کا حساب کیا تو وہ بلا کم و بیش آپ کے قول کے مطابق تھا اور ترمذی نے اسے محمود بن غیلان سے بحوالہ ابوداؤد طیالسی روایت کیا ہے پھر بیان کیا ہے کہ یہ غریب ہے ہم اسے صرف قاسم بن فضل کی حدیث سے یہ جانتے ہیں اور وہ ثقہ ہے اسے یحییٰ القطان اور ابن مہدی نے ثقہ قرار دیا ہے نیز بیان کیا ہے اس کا شیخ یوسف بن سعد جسے یوسف بن مازن بھی کہا جاتا ہے وہ ایک مجہول شخص ہے اور یہ الفاظ کے ساتھ اسی طریق سے مشہور ہے۔ اور حاکم نے اسے اپنے مستدرک میں قاسم بن فضل حدانی کی حدیث سے روایت کیا ہے اور اس حدیث کی نکارت کے متعلق میں نے تفسیر میں مفصل بحث کی ہے اور جب کہا جائے کہ ان کی حکومت ہزار ماہ رہے گی تو اس کی توجیہ یہ ہوگی کہ ہم اس سے حضرت ابن زبیر کے زمانہ کو ساقط کر دیں اس لیے کہ حضرت معاویہؓ کے باختیار بادشاہ ہونے کی بیعت ۴۲ھ میں لی گئی ہے اور یہی عام الجماعۃ ہے۔ جب حضرت حسنؓ نے حضرت علیؓ کے قتل کے چھ ماہ بعد انہیں امارت سپرد کر دی اور یہ ۹۲ سال بنتے ہیں اور جب ان سے حضرت ابن زبیر کی خلافت کے نو سال ساقط کر دیئے جائیں تو ۸۳ سال باقی رہ جاتے ہیں اور جو کچھ اس حدیث میں بیان ہوا یہ اس کے مباحث ہے لیکن یہ حدیث حضرت نبی کریم ﷺ تک مرفوع نہیں۔ اس نے اس آیت کی اس عدد کے ساتھ تفسیر کی ہے اور یہ کسی راوی کا قول ہے اور ہم نے تفسیر میں اس پر طویل گفتگو کی ہے اور قبل ازیں دلائل میں اس کا بیان گزر چکا ہے۔ واللہ اعلم۔

اور علی بن المدائنی نے عن یحییٰ بن سعید عن سفیان ثوری عن علی بن زید عن سعید بن المسیب روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

”میں نے بنو امیہ کو اپنے منبر پر چڑھتے دیکھا تو مجھے یہ بات گراں گزری تو انا انزلناہ فی لیلة القدر کا نزول ہوا۔“ اس میں ضعف اور ارسال پایا جاتا ہے اور ابو بکر بن ابی خیمہ نے بیان کیا ہے کہ یحییٰ بن حسین نے ہم سے بیان کیا کہ عبد اللہ بن نمیر نے عن سفیان ثوری عن علی بن زید عن سعید بن المسیب اللہ تعالیٰ کے قول ”وما جعلنا الرؤیا انشیٰ ابینا ولا فتنۃ للناس“ کے بارے میں ہم سے بیان کیا کہ آپ نے بنو امیہ کے کچھ آدمیوں کو منبر پر دیکھا تو آپ کو اس بات نے غمگین کر دیا تو آپ سے دریافت کیا گیا یہ صرف دنیا ہے جو انہیں دی گئی ہے اور تھوڑے ہی عرصہ میں یہ جاتی رہے گی تو آپ کا غم دور ہو گیا۔

ابو جعفر رازی نے بحوالہ ربیع بیان کیا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کو اسراء ہوا تو آپ نے منبر پر بنو امیہ کے فلاں شخص کو خطبہ دیتے دیکھا تو آپ کو یہ بات گراں گزری تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت ”وان ادری لعلہ فتنۃ لکم و مناع الہی حسین“ اتاری۔ اور مالک بن دینار نے بیان کیا کہ میں نے ابو الجوزاء کو بیان کرتے سنا کہ خدا کی قسم اللہ تعالیٰ بنو امیہ کی حکومت کو بالضرور ایسے ہی عزت دے گا جیسے اس نے لوگوں کو حکومت کی عزت دی تھی جو ان سے پہلے تھے پھر وہ بالضرور ان کی حکومت کو ایسے ہی ذلیل کرے گا جیسے اس نے ان سے پہلے لوگوں کو حکومت میں ذلیل کیا تھا پھر اس نے یہ آیت ”وتلک الایام و ندادوا لہا بین

السناس “پڑھی اور ابن ابی الدنیانے بیان کیا ہے کہ ابراہیم بن سعید نے مجھ سے بیان کیا کہ عمر بن حمزہ نے ہم سے بیان کیا کہ عثمان بن عفان نے غلام عمر بن سیف نے مجھے بتایا کہ میں سے سعید بن اسیب نو ابو ہریرہ بن سہمان بن ابی حنیئہ سے بیان کرتے سنا اور انہوں نے بنو امیہ کا ذکر کیا کہ ان کی ملاکت آپس ہی میں ہو گئی انہوں نے پوچھا کیسے؟ اس نے کہا ان کے خلفاء ہلاک ہو جائیں گے اور ان کے شرارتی باقی رہ جائیں گے اور وہ خلافت کے بارے میں آپس میں مقابلہ کریں گے پھر لوگ ان پر پل پڑیں گے اور انہیں ہلاک کر دیں گے اور یعقوب بن سفیان نے بیان کیا ہے کہ احمد بن ارزق نے بتایا کہ زنجی نے عن العلاء بن عبد الرحمن عن ابیہ عن ابی ہریرۃ ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

”میں نے خواب میں بنو الحکم یا بنو ابوالعاص کو بندروں کی طرح اپنے منبر پر چھلائیں مارتے دیکھا راوی بیان کرتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو اس کے بعد وفات تک اچھی طرح مسکراتے نہیں دیکھا گیا۔“

ابو محمد عبد اللہ بن عبد الرحمن الداری نے بیان کیا ہے کہ مسلم بن ابراہیم نے ہم سے بیان کیا کہ سعید بن زید حماد زید کے بھائی نے عن علی بن الحکم البنانی عن ابی الحسن المحمسی عن عمرو بن مرہ جسے صحبت حاصل تھی ہم سے بیان کیا کہ الحکم بن العاص رسول اللہ ﷺ سے اجازت طلب کرتے ہوئے آیا تو آپ نے اس کی گفتگو سے پہچان لیا اور فرمایا اسے اجازت دے دو اس پر اور جو اس کی صلب سے پیدا ہوا اس پر اللہ کی لعنت ہوگی سوائے مومنین کے اور وہ تھوڑے ہی ہیں جو دنیا میں سر بلند اور آخرت میں سرنگوں ہو گے وہ مکار اور جلیلہ باز ہوں گے۔ انہیں دنیا میں دیا جائے گا اور آخرت میں ان کا کچھ حصہ نہ ہوگا۔

ابو بکر خطیب بغدادی نے بیان کیا ہے کہ ابو عبد اللہ محمد بن عبد الواحد بن محمد نے بتایا کہ حافظ محمد بن مظفر نے بتایا کہ ابو القاسم تمام بن خزیم بن محمد بن مروان دمشقی نے بتایا کہ احمد بن ابراہیم بن ہشام بن ملاس نے بتایا کہ ام الحکم بنت عبد العزیز کے غلام ابو النصر اسحاق بن ابراہیم بن یزید نے ہم سے بیان کیا کہ یزید بن ربیعہ نے ہم سے بیان کیا کہ ابو الاشعث صنعانی نے بحوالہ ثوبان ہم سے بیان کیا کہ:

”رسول اللہ ﷺ حضرت ام حبیبہ بنت ابی سفیان کی ران پر سر رکھے سوئے ہوئے تھے کہ آپ ﷺ بلند آواز سے روئے پھر مسکرائے۔ لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ ہم نے آپ کو روتے اور مسکراتے دیکھا ہے آپ نے فرمایا میں نے بنو امیہ کو باری باری اپنے منبر پر چڑھتے دیکھا تو اس بات نے مجھ کو غمگین کر دیا پھر میں نے بنو عباس کو باری باری اپنے منبر پر چڑھتے دیکھا تو اس بات نے مجھے خوش کر دیا۔“

اور یعقوب بن سفیان نے بیان کیا ہے کہ محمد بن خالد بن عباس نے مجھ سے بیان کیا کہ ولید بن مسلم نے ہم سے بیان کیا کہ ابو عبد اللہ نے عن ولید بن ہشام المعطی عن ابان بن ولید عن عقبہ بن ابی معیط سے بیان کیا کہ:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو میں بھی موجود تھا حضرت معاویہ نے آپ کو بہت اچھا عطیہ دیا پھر کہا اے ابن عباس کیا تمہیں حکومت حاصل ہوگی؟ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا یا امیر المومنین مجھے معاف فرمائیے آپ نے فرمایا ہاں حضرت معاویہ نے کہا آپ کے مددگاروں ہوں گے؟ آپ نے فرمایا اہل خراسان اور

بنو امیہ کا ہاشم سے ٹکراؤ تھا۔

اور منہال بن عمرو نے بحوالہ سعید بن جبیر بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو بیان کرنے سنا کہ:

”ہم میں سے تین اہل بیت، ناسخ، منصور اور مہدی ہوں گے۔“

اسے پہنچی نے اور طریق سے بیان کیا ہے اور اگسٹ نے اسے ضحاک سے بحوالہ حضرت ابن عباس مرفوع روایت کیا ہے اور ابن ابی خثیم نے عن ابی معین عن سفیان عن عیینہ عن عمرو بن دینار عن ابی معبد عن ابن عباس روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ:

”جیسے اللہ تعالیٰ نے ہمارے پہلے آدمی سے اس کا آغاز کیا ہے مجھے امید ہے کہ وہ اس کا خاتمہ بھی ہم پر کرے گا۔“

یہ اسناد آپ کی طرف صحیح ہے اور ایسے ہی واقع ہو اور مہدی کے لیے بھی انشاء اللہ واقع ہوگا اور پہنچی نے عن الحاکم عن الاصم عن احمد بن عبد الجبار عن ابی معاویہ عن اعش عن عطیہ عن ابی سعید روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

”زمانے کے انقطاع اور فتنوں کے ظہور کے وقت میرے اہل بیت سے ایک شخص ظاہر ہوگا جسے سفاح کہا جائے گا جو کف بھر بھر کر مال دے گا۔“

اور عبد الرزاق نے بیان کیا ہے کہ ثوری نے عن خالد الخداء عن ابی قلاب عن ابی اسماء عن ثوبان ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ:

”تمہاری اس سیاہ پتھروں والی زمین کے پاس تین آدمی باہم جنگ کریں گے جو سب کے سب خلیفہ کے بیٹے ہوں گے اور وہ ان میں سے ایک کو بھی نہیں ملے گی پھر خراسان سے جھنڈے آئیں گے وہ تم سے ایسی جنگ کریں گے جس کی مثال نہیں دیکھی گئی۔ پھر آپ نے کچھ باتوں کا ذکر کیا جب ایسا ہوگا تو وہ اس کے پاس آئیں گے خواہ انہیں برف پر گھٹنوں کے بل آنا پڑے بلاشبہ وہ اللہ کا خلیفہ مہدی ہے۔“

اور بعض نے اسے ثوبان سے روایت کیا ہے اور اسے موقوف قرار دیا ہے اور یہ اس کی مثل ہے واللہ اعلم۔

اور امام احمد نے بیان کیا ہے کہ یحییٰ بن غیلان اور قتیبہ بن سعید نے مجھ سے بیان کیا کہ راشد بن سعید نے ہم سے بیان کیا کہ یونس بن یزید نے عن ابن شہاب عن قبیصہ عن ذویب عن ابی ہریرہ عن رسول اللہ ﷺ مجھ سے بیان کیا کہ آپ نے فرمایا کہ:

”خراسان سے سیاہ جھنڈے نکلیں گے اور انہیں کوئی چیز نہ دے گی حتیٰ کہ انہیں ایلیم میں نصب کر دیا جائے گا۔“

اور پہنچی نے اسے الدائیکل میں راشد بن سعد مصری کی حدیث سے روایت کیا ہے اور وہ ضعیف ہے۔ پھر امام احمد نے بیان کیا ہے کہ اس کے قریب قریب کعب الاحبار سے روایت کی گئی ہے جو اس کی مانند ہے پھر اس نے اس طرح کعب سے بھی روایت کی ہے کہ:

”بنو عباس کے سیاہ جھنڈے ظاہر ہوں گے حتیٰ کہ وہ شام میں آئیں گے اور اللہ تعالیٰ ان کے ہاتھوں تمام سرکشوں اور ان کے دشمنوں کو ہلاک کرے گا۔“

اور ابراہیم بن الحسین نے عن ابی اویس عن ابن ابی ذویب عن محمد بن عبد الرحمن عن عامر بن سہل عن ابی ہریرہ

روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عباسؓ سے فرمایا تم میں نبوت اور حکومت ہوگی اور عبد اللہ بن احمد نے عن ابن معین عن سعید بن ابی قرظہ عن انیس بن ابی تمیم عن ابی یسرہ سونی عباسؓ روایت کی ہے کہ میں نے حضرت عباسؓ کو بیان کرتے سنا کہ میں ایک شب حضرت نبی کریم ﷺ کے پاس تھا کہ آپ نے فرمایا:

”دیکھو کیا تم آسمان میں کوئی چیز دیکھتے ہو؟ میں نے کہا ہاں آپ نے فرمایا کیا دیکھتے ہو؟ میں نے کہا ثریا آپ نے فرمایا آپ کی حلب سے عنقریب اسی تعداد کے مطابق اس امت کے بادشاہ بنیں گے۔“

امام بخاری نے بیان کیا ہے کہ عبید بن ابی قرظہ اپنی حدیث پر موافقت نہیں کرتا اور ابن عدی نے سعید بن سعید کے طریق سے عن حجاج بن تمیم عن میمون بن مہران عن ابن عباسؓ روایت کی ہے کہ آپ نے بیان کیا کہ:

”میں رسول اللہ ﷺ کے پاس سے گزرا اور جبریل علیہ السلام بھی آپ کے ساتھ تھے اور میں انہیں دیکھ ہی خیال کرتا رہا۔ جبریل نے رسول اللہ ﷺ سے کہا بلاشبہ یہ میلے کپڑوں والا ہے اور عنقریب ان کے بیٹے ان کے بعد سیاہ لباس پہنیں گے۔“

یہ حدیث اس طریق سے منکر ہے اور اس میں کچھ شبہ نہیں کہ سیاہ رنگ بنو عباس کے شعار میں سے تھا انہوں نے اسے اختیار کیا کہ رسول اللہ ﷺ فتح کے روز سر پر سیاہ عمامہ پہنے مکہ میں داخل ہوئے پس انہوں نے اسے اعیاد، محافل اور مجالس میں اپنا شعار بنا لیا اور اسی طرح ان کے ہر سیاہی پر کوئی نہ کوئی سیاہ چیز ہوتی تھی اور ان میں سے وہ ٹوپی بھی ہے جسے امراء اس وقت پہنتے ہیں جب انہیں خلعت دی جاتی ہے اسی طرح عبد اللہ بن علی جس روز دمشق آیا تو وہ سیاہ لباس پہنے تھا پس عورتیں اور بچے اس کے لباس سے تعجب کرنے لگے اور وہ باب کیسان سے داخل ہوا اور اس نے سیاہ لباس پہنے جمعہ کے روز لوگوں سے خطاب کیا اور انہیں نماز پڑھائی۔

اور ابن عساکر نے ایک خراسانی سے روایت کی ہے کہ جب عبد اللہ بن علی نے جمعہ کے روز لوگوں کو نماز پڑھائی تو میرے پہلو میں ایک شخص نے نماز پڑھی اور اس نے کہا ”سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالَى جَدُّكَ وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ“ عبد اللہ بن علی کی طرف دیکھو اس کا چہرہ کتنا قبیح اور اس کا سیاہ لباس کتنا برا ہے اور آج تک ان کا یہی شعار ہے جیسا کہ آپ اسے جمعہ اور عیدوں میں خطباء پر دیکھتے ہیں۔



ابو العباس۔ سفاح کی خلافت کا استحکام اور اپنے دور خلافت میں اس کی سیرت دیکھئے۔

قبل ازیں بیان ہو چکا ہے کہ سب سے نو ذی الحجہ ۱۲ ربيع الاول کو جمعہ کے روز اس کی بیعت ہوئی اور بعض کا قول ہے کہ ۱۳ھ کے آغاز میں ہوئی پھر اس نے نو بیوں کو مروان کی طرف روانہ کیا اور انہوں نے اسے مملکت سے باہر کیا اور انہوں نے مسلسل اس کا پیچھا کیا، حتیٰ کہ سرزمین مصر میں الصعيد کے علاقے میں بوسیر مقام پر اس سال کے ذوالحجہ کے آخری عشرہ میں اسے قتل کر دیا جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے اس وقت سفاح باختیار خلیفہ بن گیا اور بلاد اندلس کے سوا بلاد عراق و خراسان اور حجاز و شام اور دیار مصر پر اس کا ہاتھ مضبوط ہو گیا بلاشبہ اس نے اندلس پر حکومت نہیں کی اور نہ اس کے اقتدار کی وہاں تک رسائی ہوئی ہے اور اس کی وجہ یہ تھی کہ بنو امیہ کا ایک شخص اندلس میں داخل ہو کر اس پر اور اس کی حکومت پر قابض ہو چکا تھا جیسا کہ ابھی اس کی تفصیل بیان ہوگی۔ اور اس سال کئی پارٹیوں نے سفاح کے خلاف بغاوت کر دی جن میں اہل قنسرین بھی شامل تھے جنہوں نے قبل ازیں اس کے چچا عبداللہ بن علی کی بیعت کی تھی اور اس نے ان کے امیر حمزہ بن الکوثر بن زفر بن اکارث کلابی کو ان کا امیر مقرر کیا جو مروان کے اصحاب اور امراء میں سے تھا اس نے سفاح کو معزول کر دیا اور سفید لباس پہنا اور اہل شہر کو اس امر پر آمادہ کیا اور انہوں نے اس سے موافقت کی۔ ان دنوں سفاح حیرہ میں تھا اور عبداللہ بن علی بقاء میں حبیب بن مرہ المزنی سے جنگ میں مشغول تھا اور سفاح کے معزول کرنے میں اہل بقاء، بشینہ اور حوران کے کچھ باشندوں نے اس سے اتفاق کر لیا۔

اور جب سفاح کو اہل قنسرین کے کثرت کی اطلاع ملی تو اس نے حبیب بن مرہ سے مصالحت کر لی اور قنسرین کی جانب روانہ ہو گیا اور جب وہ دمشق سے گزرا جہاں اس کے اہل و عیال اور نفیس سامان تھا تو اس نے وہاں ابو غانم عبدالحمید بن ربیع کنانی کو چار ہزار فوج کے ساتھ نائب مقرر کیا اور جب وہ شہر سے گزر کر دمشق پہنچا تو اہل دمشق نے عثمان بن عبدالاعلیٰ بن سراقہ کے ساتھ اٹھ کر سفاح کو معزول کر دیا اور سفید لباس پہنا اور امیر ابو غانم کو قتل کر دیا اور انہوں نے اس کے اصحاب کی ایک جماعت کو بھی قتل کر دیا اور عبداللہ کے نفیس سامان اور ذخائر کو لوٹ لیا اور اس کے اہل سے معترض نہ ہوئے اور ابو عبداللہ کا معاملہ بگڑ گیا اور اس کی وجہ یہ ہوئی کہ اہل قنسرین نے اہل حمص کے ساتھ خط و کتابت کی اور ابو محمد سفیانی پر اتفاق کر لیا اور وہ ابو محمد عبداللہ بن یزید بن معاویہ بن ابی سفیان تھا، انہوں نے اس کی بیعت خلافت کی اور تقریباً چالیس ہزار آدمی اس کے ساتھ ہو گئے۔

اور عبداللہ بن علی نے اس کا قصد کیا اور مرج اخرم میں ان کی ٹڈ بھڑ ہوئی اور انہوں نے سفیان کے ہراول دستے سے جنگ کی جس کا امیر ابو اللورد تھا، پس انہوں نے باہم شدید جنگ کی اور عبداللہ کو شکست دی اور فریقین کے ہزاروں آدمی بچ کھیت رہے اور عبداللہ بن علی، حمید بن قطبہ کے ساتھ ان کی طرف بڑھا اور انہوں نے باہم شدید جنگ کی اور عبداللہ کے ساتھی بھاگ گئے اور حمید ثابت قدم رہے اور مسلسل ثابت قدم رہے حتیٰ کہ انہوں نے ابو اللورد کے اصحاب کو شکست دے دی اور ابو اللورد اپنے اہل بیت اور اپنی قوم کے پانچ سو سواروں کے ساتھ ڈنارہا حتیٰ کہ وہ سب کے سب قتل ہو گئے۔ اور ابو محمد سفیانی اور اس کے ساتھی بھاگ کر تدمر آ گئے اور عبداللہ نے اہل قنسرین کو امان دی اور انہوں نے سیاہ لباس پہنا اور اس کی بیعت کی اور اس کی اطاعت کی

طرف، ایسے آگئے پھر عبد اللہ، ایسے مشق آیا اور اسے ابن کے کہتے کی اطلاع مل چکی تھی اور حسب ۱۰۰ مشق کے نہ ایک آیتا وہاں سے منتشر ہو گئے اور انہوں نے جنگ نہ کی پس اس نے انہیں امان دی اور وہ اطاعت میں داخل ہو گئے اور ابو جعفر سفانی ہمیشہ بد حال اور پریشان رہا سمجھی کہ وہ حجاز کے علاقے میں چلا گیا اور مسور کے زمانے میں ابو جعفر منصور کے نائب نے اس سے جنگ کی اور اسے قتل کر دیا اور اس کے سر اور اسکے دو بیٹوں کو جسے اس نے قیدی بنا کر پکڑ لیا تھا بھجوا دیا تو منصور نے ان دونوں کو اپنے زمانے میں رہا کر دیا اور یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ سفیان کی جنگ ۳۰ ذوالحجہ ۳۲ھ کو سوموار کے روز ہوئی، واللہ اعلم۔

اور سفاح کے معزول کرنے والوں میں اہل جزیرہ بھی شامل تھے جب انہیں اطلاع ملی کہ اہل قنسرین نے اسے معزول کر دیا ہے تو انہوں نے ان کے ساتھ اتفاق کیا اور سیاہ لباس پہنا اور سفاح کی طرف سے حران کے نائب موسیٰ بن کعب کی طرف گئے جس نے تین ہزار آدمیوں کے ساتھ شہر میں پنا لے لی پس انہوں نے تقریباً دو ماہ تک اس کا محاصرہ کئے رکھا پھر سفاح نے اپنے بھائی ابو جعفر منصور کو ان لوگوں کے ساتھ جو واسط میں ابن ہبیرہ کا محاصرہ کئے ہوئے تھے بھیجا وہ حران جاتے ہوئے قریسیا کے پاس سے گزرا تو وہ سفید لباس پہنے ہوئے تھے انہوں نے شہر کے دروازوں کو اس کے آگے بند کر دیا پھر وہ رقبہ کے پاس سے گزرا جس کا امیر بکار بن مسلم تھا، ان کا بھی یہی حال تھا پھر وہ حاجر کے پاس سے گزرا جہاں اسحاق بن مسلم اپنے ساتھی اہل جزیرہ کے ساتھ امیر تھا وہ اس کا محاصرہ کئے ہوئے تھا۔

پس اسحاق وہاں سے الرہا کی طرف کوچ کر گیا اور موسیٰ بن کعب اپنی حرانی فوج کے ساتھ باہر نکلا تو منصور اسے ملا اور وہ اس کی فوج میں شامل ہو گئے اور بکار بن مسلم اپنے بھائی اسحاق بن مسلم کے پاس الرہا آیا تو اس نے اسے دار اور ماروین کی ربیعہ کی جماعت کی طرف بھیجا اور ان کا سردار بریکہ حروری تھا پس وہ دونوں ایک جماعت بن گئے اور ابو جعفر نے ان کا قصد کیا اور ان کے ساتھ شدید جنگ کی اور بریکہ میدان کارزار میں مارا گیا اور بکار اپنے بھائی کے پاس الرہا بھاگ گیا اور اس نے وہاں کا نائب مقرر کیا اور فوج کے بڑے حصے کے ساتھ روانہ ہو گیا۔ حتیٰ کہ سمیاط میں اترا اور اپنی فوج کے ارد گرد خندق کھودی اور ابو جعفر نے آ کر الرہا میں بکار کا محاصرہ کر لیا اور اس کے ساتھ اس کے کئی معرکے ہوئے اور سفاح نے اپنے چچا عبد اللہ بن علی کو لکھا کہ وہ سمیاط کی طرف روانہ ہو جائے اور اسحاق بن مسلم پر ساٹھ ہزار اہل جزیرہ نے اتفاق کر لیا اور عبد اللہ ان کی طرف گیا اور ابو جعفر منصور بھی اس سے آلا اور اسحاق نے ان سے خط و کتابت کی اور ان سے امان طلب کی تو انہوں نے امیر المومنین کی اجازت سے اسے امان دے دی اور سفاح نے اپنے بھائی ابو جعفر منصور کو جزیرہ آذربائیجان اور آرمینیا کا امیر مقرر کیا اور وہ مسلسل وہاں کا امیر رہا سمجھی کہ اپنے بھائی کے بعد اسے خلافت مل گئی۔ کہتے ہیں کہ اسحاق بن مسلم عقیلی نے اس وقت امان طلب کی جب اسے یقین ہو گیا کہ مروان قتل ہو گیا ہے اور یہ واقعہ سات ماہ گزرنے کے بعد ہوا جب کہ وہ محاصرہ کئے ہوئے تھا اور ابو جعفر منصور کا ساتھی تھا پس اس نے اسے امان دے دی۔

اور اس سال ابو جعفر منصور اپنے بھائی سفاح کے حکم سے امیر خراسان ابو مسلم خراسانی کے پاس گیا تاکہ ابوسلمہ کے قتل کے بارے میں اس کی رائے معلوم کرے کیونکہ وہ ان سے خلافت کہہنا چاہتا تھا اور اس سے پوچھے کہ کیا اس بارے میں ابوسلمہ کو

ان مسلم کی مدد حاصل تھی یا نہیں؟ لوگوں نے سکتا اختیار کیا تو فحاح نے کیا؟ یہ بات اس کی رائے سے ہوئی ہے تو ہم ایک عظیم مصیبت میں پڑے ہیں سوائے اس کے اللہ اسے ہم سے دور کر دے۔

ابو جعفر کا بیان ہے کہ میرے بھائی نے مجھے کہا تیری کیا رائے ہے؟ میں نے کہا آپ کی رائے میری رائے ہے۔ اس نے کہا ابو مسلم کو تجھ سے بڑھ کر کانٹے والا کوئی نہیں پس اس کی طرف جا اور مجھے اس کی نصیحت سے آگاہ کر اگر یہ بات اس کی رائے سے ہوئی ہے تو ہم اس کے لیے حیلہ کریں گے اور اگر یہ اس کی رائے سے نہیں ہو تو ہمارے دل خوش ہو جائیں گے۔ ابو جعفر منصور کا بیان ہے کہ میں ڈرتے ڈرتے اس کے پاس گیا اور جب میں ری پہنچا تو اچانک ابو مسلم کا خطری کے نائب کے پاس پہنچا کہ وہ مجھے جلد اس کے پاس پہنچنے پر آمادہ کرے پس میرے خوف میں اضافہ ہو گیا اور جب میں نیشاپور پہنچا تو اچانک اس کے پاس بھی خط آیا کہ وہ مجھے جلد پہنچنے پر آمادہ کرے اور اس نے اس کے نائب سے کہا کہ اتنے ایک گھنٹہ بھی نہ ٹھہرنے دینا بلاشبہ تیرے علاقے میں خوارج ہیں تو مجھے اس سے انشراح ہو گیا اور جب میں مرو سے دوفرخ پر تھا تو وہ لوگوں کے ساتھ میری ملاقات کو باہر نکلا اور جب وہ میرے سامنے آیا تو زیادہ پا ہو گیا اور اس نے میرے ہاتھ کو بوسہ دیا پس میرے حکم سے وہ سوار ہو گیا اور جب میں مرو میں داخل ہوا تو میں اس کے گھر میں اترتا تو اس نے تین دن تک کسی چیز کے متعلق مجھ سے نہ پوچھا جو میں لے کر آیا تھا اور جب چوتھا دن ہوا تو اس نے مجھ سے کہا کیسے آنا ہوا؟ میں نے اسے اس بات کے متعلق بتایا تو اس نے کہا یہ ابو سلمہ نے کہا ہے؟ میں تمہیں اس کے بارے میں کفایت کروں گا۔ اس نے مرار بن انس رضی کو بلا کر کہا کوفہ جاؤ اور جہاں تم ابو سلمہ سے ملو اسے قتل کر دو اور اس بارے میں امام کی رائے تک پہنچو پس مرا کوفہ ہاشمیہ میں آیا اور ابو سلمہ سفاح کے ہاں رات کو باتیں کیا کرتا تھا اور جب وہ باہر نکلا تو مرا نے اسے قتل کر دیا اور مشہور کر دیا کہ خوارج نے اسے قتل کر دیا ہے اور شہر کو بند کر دیا گیا پھر امیر المومنین کے بھائی یحییٰ بن محمد بن علی نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی اور اسے ہاشمیہ میں دفن کیا گیا۔ اسے آل محمد کا وزیر کہا جاتا تھا اور ابو مسلم کو آل محمد کا امیر کہا جاتا تھا۔ ایک شاعر نے کہا ہے:

”بلاشبہ محمد کا وزیر ہی وزیر ہے، وہ ہلاک ہو گیا پس کون وزیر تجھ سے دشمنی رکھتا ہے۔“

کہتے ہیں ابو جعفر ابو سلمہ کے قتل کے بعد ابو مسلم کے پاس گیا اور اس کے ساتھ تیس آدمی تھے جن میں حجاج بن ارطاة، اسحاق بن فضل ہاشمی اور سادات کی ایک جماعت بھی شامل تھی اور جب ابو جعفر خراسان سے واپس آیا تو اس نے اپنے بھائی سے کہا جب تک ابو مسلم زندہ رہے تو خلیفہ نہیں حتیٰ کہ تو اسے قتل کر دے کیونکہ اس نے دیکھا کہ افواج اس کی اطاعت کرتی ہیں سفاح نے اسے کہا اس بات کو چھپائے رکھو تو وہ خاموش ہو گیا۔ پھر سفاح نے اپنے بھائی ابو جعفر کو واسط میں ابن ہبیرہ کے ساتھ جنگ کرنے کو بھیجا جب وہ حسن بن قطبہ کے پاس سے گزرا تو اس نے اسے اپنے ساتھ لے لیا اور جب ابن ہبیرہ کا گھیراؤ ہو گیا تو اس نے محمد بن عبد اللہ بن حسن کو لکھا کہ وہ اس کی بیعت خلافت کرے۔ اس نے اس کے جواب میں دیر کی تو وہ ابو جعفر سے مصالحت کرنے کی طرف مائل ہو گیا ابو جعفر نے اس بارے میں اپنے بھائی سفاح سے اجازت طلب کی تو اس نے اسے مصالحت کرنے کی اجازت دے دی۔

پس ابو جعفر نے اسے صلح کا خط لکھا اور ابن ہبیرہ اس بارے میں چالیس روز تک علماء سے مشورہ کرتا رہا پھر یزید بن عمر بن ہبیرہ ۱۳۰۰ ہجریوں کے ساتھ ابو جعفر کے پاس گیا اور جب وہ ابو جعفر کے خیموں کے نزدیک آیا تو اس نے اپنے گھوڑے سمیت داخل ہونا چاہا تو حاجب سلام نے کہا ابو خالد اترے تو وہ اتر پڑا اور خیموں کے ارد گردوں ہزار فرسائی تھے پھر اس نے اسے اندر آنے کی اجازت دی تو اس نے کہا میں اور میرے ساتھی بھی آئیں اس نے کہا نہیں بلکہ تم اکیلے آؤ تو وہ اندر داخل ہو گیا اور اس کے لیے تکیہ لگا یا گیا تو وہ اس پر بیٹھ گیا اور ابو جعفر نے ایک گھنٹہ تک اس سے گفتگو کی پھر وہ اس کے پاس چلا گیا تو ابو جعفر کی آنکھوں نے اس کا تعاقب کیا پھر وہ روز بروز اس کے پاس پانچ سو سواروں اور تین پیادوں کے ساتھ آنے لگا لوگوں نے ابو جعفر کے پاس اس کی شکایت کی تو ابو جعفر نے حاجب سے کہا اسے حکم دو کہ وہ اپنے خواص کے ساتھ آیا کرے پس وہ تین آدمیوں کے ساتھ آنے لگا حاجب نے کہا گویا تو تیاری کے ساتھ آتا ہے۔ اس نے کہا اگر تم مجھے زیادہ پانچ آدمیوں کے ساتھ آتے تو میں زیادہ پانچ آدمیوں کے ساتھ آنے لگا۔

اور ایک روز ابن ہبیرہ نے ابو جعفر سے خطاب کیا اور اپنی گفتگو کے دوران اسے کہنے لگا اے شخص پھر اس نے اس کے پاس معذرت کی کہ سبقت لسانی سے ایسا ہو گیا ہے تو اس نے اس کی معذرت کو قبول کیا اور سفاح نے ابو مسلم کو خط لکھ کر ابن ہبیرہ سے مصالحت کرنے کے بارے میں اس سے مشورہ لیا تو اس نے اسے اس بات سے روک دیا اور سفاح اس کے بغیر کسی کام کا فیصلہ نہ کرتا تھا اور جب ابو جعفر کے ہاتھ پر صلح ہو گئی تو سفاح نے اسے پسند نہ کیا اور اسے اچھا نہ سمجھا اور اس نے ابو جعفر کو خط لکھا جس میں اسے اس کے قتل کا حکم دیا اور ابو جعفر نے کئی بار اس سے بات چیت کی کہ یہ بات اسے کچھ فائدہ بخش نہ ہوگی حتیٰ کہ سفاح کا خط آیا کہ اس کو لامحالہ قتل کرو لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

اس نے کیسے امان دی اور کیسے عہد شکنی کی؟ یہ سرکشوں کا فعل ہے اور اس نے اس بارے میں قسم کھائی، پس ابو جعفر نے اس کی طرف خراسانیوں کی ایک پارٹی بھیجی وہ اس کے پاس گئی تو اس کے پاس اس کا بیٹا داؤد بھی موجود تھا اور اس کی گود میں ایک چھوٹا بچہ بھی تھا اور اسکے غلام اور حاجب اس کے ارد گرد تھے اس کے بیٹے نے اس کا دفاع کیا حتیٰ کہ وہ قتل ہو گیا اور اس کے بہت سے غلام بھی مارے گئے اور وہ اس کے پاس پہنچ گئے تو اس نے بچے کو اپنی گود سے پھینک دیا اور سجدے میں گر پڑا اور سجدہ کی حالت میں ہی اسے قتل کر دیا گیا اور لوگوں نے ایک دوسرے کو مارا اور ابو جعفر نے اعلان کیا کہ عبد الملک بن بشر خالد بن سلمہ مخزومی اور عمرو بن ذر کے سوا سب لوگوں کو امان حاصل ہے پس لوگ پرسکون ہو گئے پھر ان میں سے بعض کو امان دی گئی اور بعض کو قتل کر دیا گیا۔

اور اس سال ابو مسلم خراسانی نے محمد بن اشعث کو ایران کی طرف بھیجا اور اسے حکم دیا کہ وہ ابو سلمہ خلال کے عمال کو پکڑ کر قتل کر دے تو اس نے ایسے ہی کیا اور اسی سال سفاح نے اپنے چھائی بیٹی بن محمد کو موصل اور اس کے مضافات کا امیر مقرر کیا اور اپنے چچا داؤد کو مکہ مدینہ یمن اور مامہ کا امیر مقرر کیا اور اسے کوفہ سے معزول کر دیا اور اس کی جگہ عیسیٰ بن موسیٰ کو امیر مقرر کیا اور ابن ابی لیلیٰ کو اس کا قاضی مقرر کیا اور سلیمان بن معاویہ مہلبی بصرہ کا نائب تھا اور اس کا قاضی حجاج بن ارطاة تھا اور سندھ کا نائب منصور بن جمہور اور ایران کا نائب محمد بن اشعث اور آذربائیجان جزیرہ اور آرمینیا کا نائب ابو جعفر منصور اور شام اور اس کے مضافات کا امیر

سفاح کا چچا عبد اللہ بن علی اور منہ کا نانا بہ ابوعمرو بن عبد الملک بن یزید اور خراسان اور اس کے مضافات کا امیر ابو مسلم خراسانی اور دیوان خراج کا امیر خالد بن برمک تھا اور اس سال داؤد بن علی نے لوگوں کو جگ لرایا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان کا ذکر

مروان بن محمد بن الحکم:

ابو عبد الملک اموی بنو امیہ کا آخری خلیفہ تھا اس سال کے ذوالحجہ کے آخری عشرہ میں قتل ہوا جیسا کہ پہلے مفصل بیان ہو چکا ہے اور اس کا وزیر عبد الحمید بن یحییٰ بن سعد بنی عامر بن لوی کا غلام ایسا زبردست کا تب تھا جس کی مثال بیان کی جاتی تھی کہتے ہیں کہ پیغامبری کا آغاز عبد الحمید سے ہوا اور اس کا خاتمہ ابن الحمید پر ہوا وہ کتابت اور اس کے تمام فنون میں امام تھا اور وہ اس میں مقتداء تھا اس کے رسائل ایک ہزار ورق میں ہیں اور اصل میں وہ قاریہ کا تھا پھر شام میں سکونت پذیر ہو گیا اور اس نے یہ کام ہشام بن عبد الملک کے غلام سالم سے سیکھا اور یعقوب بن داؤد جو مہدی کا وزیر تھا اس کے سامنے بیٹھ کر لکھتا تھا اور اس کا بیٹا اسماعیل بن عبد الحمید بھی اسی طرح کتابت کا ماہر تھا اور شروع شروع میں وہ بچوں کو تعلیم دیتا تھا پھر اس کے احوال بدل گئے اور وہ مروان کا وزیر بن گیا اور سفاح نے اسے قتل کر کے اس کا مثلہ کیا حالانکہ اس قسم کا شخص عفو کے لائق تھا اور اس کے شاندار قول میں سے یہ بھی ہے کہ علم ایک درخت ہے اور الفاظ اس کا پھل ہیں اور سوچ ایک سمندر ہے جس کا موتی حکمت ہے اور اس کے اقوال میں سے یہ بھی ہے کہ اس نے ایک شخص کو ردی خط میں لکھتے دیکھا تو کہا اپنے قلم کے تراشے ہوئے حصے کو لمبا کر اور اسے موٹا کر اور اپنے خط کو ٹیڑھا کر اور دائیں طرف لے جاؤ شخص^۱ کہتا ہے میں نے ایسا کیا تو میرا خط اچھا ہو گیا اور ایک شخص نے اسے کہا کہ وہ اسے ایک بڑے آدمی کی طرف وصیت کا خط لکھ دے تو اس نے اسے لکھا میرے خط کا تیرے پاس پہنچنا ایسا ہی حق ہے جیسے اس کا مجھ پر حق ہے جب کہ وہ تجھے اپنی امید گاہ سمجھتا ہے اور مجھے اس نے اپنے کام کا اہل سمجھا ہے پس میں نے تو اس کا کام کر دیا ہے اور تو بھی اس کی امید کو سچا کر دے اور وہ اکثر یہ شعر پڑھا کرتا تھا:

”جب کا تب نکلتے ہیں تو ان کی گونج سخت ہوتی ہے اور کمانوں کے قلموں کے تیر ہوتے ہیں“

ابو سلمہ حفص بن سلیمان:

یہ پہلا شخص تھا جو آل عباس کا وزیر بنا اسے ابو مسلم نے سفاح کے حکم سے اس کی حکومت کے چار ماہ بعد جب کے مہینے میں انبار میں قتل کیا۔ یہ بڑا خوش شکل اور خوش طبع آدمی تھا اور سفاح اس سے محبت کرتا تھا اور اس کی اچھی گفتگو کی وجہ سے اس سے رات کو بات چیت کرنا پسند کرتا تھا لیکن اسے وہم ہو گیا کہ اس کا میان آل علی کی طرف ہے اور ابو مسلم نے اس کو دھوکے سے قتل کرنے کی سازش کی جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے اور سفاح نے اس کے قتل ہونے پر یہ شعر پڑھا:

”وہ اور اس جیسے شخص کو دوزخ کی طرف جانا چاہیے اور چیز ہم سے کھو گئی ہے ہمیں اس پر افسوس ہے“

① یہ شخص ابراہیم بن جلد تھا۔

اور اسے وزیر آل محمد کہا جاتا تھا اور ۶۰۰ کوفہ میں سرکفر و شوں کے محلے میں رہنے کی وجہ سے خلال کے نام سے مشہور تھا اور وہ پہلا شخص ہے جسے وزیر کا نام دیا گیا اور ابن خلکان نے ان تہیہ کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ وزیر کا اشتقاق وزر سے ہے جس کے معنی بوجھ کے ہیں اور بادشاہ نے اس کی رائے پر اکتفا کرنے کی وجہ سے اس پر بوجھ لادیا تھا جیسے خوفزدہ شخص پہاڑ کی پناہ لے لیتا ہے۔

۱۳۳ھ

اس سال سفاح نے اپنے چچا سلیمان کو بصرہ اور اس کے مضافات اور جملہ بحرین اور عمان کے صوبوں کا امیر مقرر کیا اور اپنے چچا اسماعیل کو ہواز کی طرف بھیجا اور اسی سال داؤد بن علی نے مکہ اور مدینہ میں رہنے والے بنو امیہ کو قتل کیا اور اسی سال داؤد بن علی نے ماہ ربیع الاول میں مدینہ میں وفات پائی اور اپنے بیٹے عیسیٰ کو اپنی عملداری پر اپنا نائب مقرر کیا اور حجاز پر اس کی حکومت تین ماہ تک رہی اور جب سفاح کو اس کی وفات کی خبر ملی تو اس نے حجاز پر اپنے ماموں زیاد بن عبید اللہ بن عبدالدار حارثی کو نائب مقرر کیا اور اپنے ماموں کے بیٹے محمد بن یزید بن عبید اللہ بن عبدالدار کو یمن کا امیر مقرر کیا اور شام کی امارت پر اپنے دو چچاؤں عبداللہ اور صالح بن علی کو مقرر کیا اور ابوعمون کو دیار مصر پر نائب مقرر کیا اور اسی سال میں محمد بن اشعث افریقہ گیا اور اس نے ان سے شدید جنگ کر کے اسے فتح کر لیا اور اسی سال میں بخارا میں شریک بن شیخ المہری نے ابو مسلم کے خلاف بغاوت کی اور کہا ہم نے آل محمد کو خونریزی کرنے اور نفوس کے قتل کرنے پر بیعت نہیں کی اور تقریباً بیس ہزار آدمیوں نے اس امر پر اس سے اتفاق کیا۔ پس ابو مسلم نے زیاد بن صالح خزاعی کو اس کے مقابلے میں بھیجا جس نے اس سے جنگ کر کے اسے قتل کر دیا۔

اور اسی سال میں سفاح نے اپنے بھائی یحییٰ بن محمد کو موصل سے معزول کر دیا اور اپنے چچا اسماعیل کو اس کا امیر مقرر کیا اور اسی سال میں اس نے موسم گرما کی جنگ پر اپنی طرف سے صالح بن علی بن سعید بن عبید اللہ کو مقرر کیا اور اس نے الدروب کے پرے تک جنگ کی اور سفاح کے ماموں زیاد بن عبید اللہ بن عبدالدار حارثی نے لوگوں کو جج کروایا اور شہروں کے نائبین معزول ہونے والوں کے سوا وہی تھے جو اس سے پہلے سال تھے۔

۱۳۴ھ

اس سال میں بسام بن ابراہیم بن بسام نے اطاعت چھوڑ دی اور سفاح کے خلاف بغاوت کر دی۔ سفاح نے اس کے مقابلے میں خازم بن خزیمہ کو بھیجا جس نے اس سے جنگ کی اور اس کے اکثر اصحاب کو قتل کر دیا اور اس کی فوج کی بیخ کنی کر دی اور واپسی پر سفاح کے ماموؤں بنی عبدالدار کے اشراف کے پاس سے گزرا تو اس نے ان سے خلیفہ کی مدد کے بارے میں کچھ باتیں دریافت کیں تو انہوں نے اسے جواب نہ دیا اور اس کی تحقیر کی تو اس نے ان کے قتل کا حکم دے دیا اور وہ تقریباً بیس آدمی تھے اور اسی قدر ان کے اموال بھی تھے۔ پس بنو عبدالدار نے خازم بن خزیمہ کے خلاف سفاح سے مدد طلب کی اور کہنے لگے اس نے ان

لوگوں کو لے گناہ قتل کیا ہے۔ سفاح نے اس کے قتل کا ارادہ کیا تو بعض امراء نے اسے مشورہ دیا کہ وہ اسے قتل نہ کرے بلکہ اسے کسی مشکل کام پر بھیج دے اگر وہ بچ گیا تو اس کی قسمت اور اگر مارا گیا تو اس کا مقصد پورا ہو جائے گا۔ سو اس نے اسے عمان کی طرف بھیج دیا جہاں خوارج کی ایک پارٹی نے سرکشی اختیار کر لی تھی اور اس نے اس کے ساتھ سات سو آدمی بھی تیار کیے اور بصرہ میں اپنے چچا سلیمان کو لکھا کہ وہ انہیں عمان جانے کے لیے کشتیوں میں سوار کرے سو اس نے ایسے ہی کیا اس نے خوارج سے جنگ کر کے انہیں شکست دی اور وہاں کے شہروں پر قبضہ کر لیا اور صغیر خوارج کا امیر الجندی قتل ہو گیا اور اس کے اصحاب و انصار میں سے تقریباً دس ہزار آدمی مارے گئے اور اس نے ان کے سروں کو بصرہ بھیج دیا اور بصرہ کے نائب نے انہیں خلیفہ کے پاس بھیج دیا پھر کچھ مہینوں کے بعد سفاح نے اسے لکھا کہ وہ واپس آ جائے تو وہ سالم و غانم اور مظفر و منصور واپس آ گیا۔

اور اسی سال میں ابو مسلم نے بلاد الصغد سے جنگ کی اور ابو مسلم کے ایک نائب ابوداؤد نے بلاد کش سے جنگ کی اور اس نے بہت سے لوگوں کو قتل کر دیا اور سونے سے منقش بہت سے چینی کے برتنوں کو غنیمت میں حاصل کیا اور اسی سال میں سفاح نے موسیٰ بن کعب کو بارہ ہزار فوج کے ساتھ ہندوستان میں منصور بن جہور کے مقابلہ میں بھیجا تو موسیٰ بن کعب نے تین ہزار فوج کے ساتھ اس سے ٹڈ بھڑکی اور اسے شکست دی اور اس کی فوج کی تیخ کئی کردی اور اسی سال میں یمن کے عامل محمد بن یزید بن عبداللہ بن عبدالدار نے وفات پائی اور سفاح نے اس کے چچا کو جو خلیفہ کا ماموں تھا اس کا نائب مقرر کیا اور اسی سال میں سفاح حیرہ سے انبار آیا اور کوفہ کے نائب عیسیٰ بن موسیٰ نے لوگوں کو حج کروایا اور صوبوں کے نائب وہی تھے اور اس سال میں وفات پانے والے اعیان میں ابو ہارون العبدی، عمارہ بن جو بن اور یزید بن یزید جابر و مشقی شامل ہیں۔ واللہ اعلم۔

۱۳۵ھ

اس سال ماوراء النہر کے علاقے سے زیادہ بن صالح نے ابو مسلم کے خلاف بغاوت کی تو اللہ تعالیٰ نے اسے ان پر فتح دی اور اس نے ان کی جمیعت کو پراگندہ کر دیا اور ان نواح میں اس کی حکومت مستحکم ہو گئی اور اس سال بصرہ کے نائب سلیمان بن علی نے لوگوں کو حج کروایا اور ناسین وہی لوگ تھے جو اس سے پہلے سال تھے اور اس سال وفات پانے والے اعیان میں یزید بن سنان، ابو عقیل زہرہ بن معبد اور عطا خراسانی شامل ہیں۔

۱۳۶ھ

اس سال ابو مسلم خراسان سے سفاح کے پاس آیا اور اس سے قبل اس نے خلیفہ سے اس کے پاس آنے کی اجازت طلب کی تو اس نے اسے لکھا کہ وہ پانچ صد سپاہیوں کے ساتھ آئے اور اس نے اس کی طرف لکھا کہ میں نے لوگوں کو ستایا ہوا ہے اور مجھے پانچ سو کی قلت سے خدشہ ہے تو اس نے اسے لکھا کہ وہ ایک ہزار آدمیوں کے ساتھ آئے تو وہ آٹھ ہزار آدمیوں کے ساتھ آیا اس نے انہیں متفرق کر دیا اور اپنے ساتھ بہت سے اموال اور ہدایا و تحائف بھی لایا اور جب وہ آیا تو اس کے ساتھ صرف ایک

اور سپاہی تھے اور سالاروں اور امراء نے بے حد مسافت پر اس کا استقبال کیا اور جب وہ سفاح کے پاس آیا تو اس نے اس کا اعزاز و اکرام کیا اور اسے اپنے قریب اتارا اور وہ ہر روز خلیفہ کے پاس آتا اور اس نے خلیفہ سے حج کے بارے میں اجازت طلب کی تو اس نے اسے اجازت دے دی اور کہا اگر میں نے اپنے بھائی ابو جعفر کو امیر حج مقرر نہ کیا ہوتا تو میں تجھے امیر حج مقرر کرتا اور ابو جعفر اور ابو مسلم کے درمیان سالانہ خراب تھے اور وہ اس سے اس وجہ سے بغض رکھتا تھا کہ جب وہ سفاح اور اس کے بعد منصور کی بیعت کے لیے نیشاپور آیا تو اس نے اس کی بیعت کو دیکھا تھا اور وہ اس کے معاملے میں انگشت بدنداں ہو گیا اور منصور نے اس سے بغض رکھا اور سفاح کو اس کے قتل کا مشورہ دیا تو اس نے اسے اس بات کے پوشیدہ رکھنے کا حکم دیا اور جس وقت وہ آیا تو اس نے پھر اسے اس کے قتل کرنے کا مشورہ دیا اور اسے اس بات پر برا بھینٹہ کیا تو سفاح نے اسے کہا تجھے معلوم ہے کہ یہ ہمارے ساتھ آ زمانش میں پڑا ہے اور اس نے ہماری خدمت کی ہے ابو جعفر نے کہا اے امیر المؤمنین! یہ سب ہماری حکومت کی بدولت ہوا ہے۔ خدا کی قسم! اگر آپ ایک بلی کو بھی بھیجتے تو لوگ اس کی سمع و اطاعت کرتے اور اگر آپ نے اسے رات کو نہ کھایا تو یہ صبح کو آپ کو کھا جائے گا۔ اس نے کہا اس کام کی سبیل کیا ہوگی؟ اس نے کہا جب وہ آپ کے پاس آئے تو آپ اس سے گفتگو کریں پھر میں اس کے پیچھے پیچھے آ کر اسے تلوار ماروں گا اس نے کہا اس کے ساتھیوں کا کیا ہوگا؟ اس نے کہا وہ بہت ذلیل اور قلیل ہیں تو اس نے اسے اس کے قتل کی اجازت دے دی اور جب ابو مسلم سفاح کے پاس آیا تو وہ اس کام کے بارے میں اپنے بھائی کو اجازت دینے پر شرمندہ ہوا اور اس نے اس کی طرف خادم کو روانہ کیا کہ وہ اسے کہے کہ تیرے اور اس کے درمیان جو بات ہوئی ہے وہ اس پر شرمندہ ہے اور تو وہ کام نہ کرنا اور جب خادم اس کے پاس آیا تو اس نے اسے تلوار کو چادر میں لپیٹے دیکھا اور وہ ابو مسلم کے قتل کے لیے تیار ہو چکا تھا اور جب اس نے اسے اس بات سے روکا تو ابو جعفر کو شدید غصہ آیا اور اس سال ابو جعفر منصور نے سفاح کے امیر بنانے کی وجہ سے لوگوں کو حج کروایا اور خلیفہ کے حکم سے ابو مسلم خراسانی اس کے ساتھ حجاز گیا اور اس نے اسے حج کی اجازت دے دی اور جب وہ دونوں حج سے واپسی پر ذات عرق مقام پر تھے تو ابو جعفر کو جو ابو مسلم سے ایک دن کی مسافت پر آگے تھا اپنے بھائی سفاح کے مرنے کی اطلاع ملی تو اس نے ابو مسلم کو خط لکھا کہ ایک امر کا وقوع ہو گیا ہے جلدی جلدی چلو اور جب ابو مسلم نے خبر معلوم کی تو وہ اس کے پیچھے جلدی جلدی چلا اور کوفہ میں اس سے جاملا اور منصور کی بیعت کا حال اور تفصیل ابھی بیان ہوگی۔ واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم۔

بنو عباس کے پہلے خلیفہ ابو العباس سفاح کے حالات: www.KitaboSunnat.com

عبداللہ سفاح اسے مرتضیٰ اور قاسم بھی کہا جاتا ہے۔ ابن محمد ابن الامام ابن علی السجاد ابن عبداللہ الحمر ابن عباس بن عبدالمطلب القرشی البہاشمی امیر المؤمنین اس کی ماں کا نام ریطہ تھا جسے ریطہ بنت عبید اللہ بن عبداللہ بن عبدالدار الحارثی بھی کہا جاتا ہے۔ سفاح کی پیدائش بلقائے شام میں الشراہ کے علاقے میں حمیمہ مقام پر ہوئی اور وہیں اس نے نشوونما پائی حتیٰ کہ مروان اپنے بھائی امام ابراہیم کو لے کر کوفہ منتقل ہو گئے اور اس کی بیعت خلافت اس کے بھائی کے قتل کے بعد مروان کی زندگی میں کوفہ میں ۱۲ ربیع الاول کو جمعہ کے روز ہوئی جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے اور اس کی وفات ۱۱ ذوالحجہ کو اتوار کے روز پچک سے ہوئی اور بعض نے ۱۳ ذوالحجہ ۱۳۶ھ کو وفات پانا بیان کیا جاتا ہے اور اس کی عمر ۳۳ سال تھی اور بعض نے ۳۲ سال اور بعض نے ۲۸ سال بیان کی ہے۔

یہ کئی لوگوں کا قول ہے اور اس کی خلافت پاپا مال نو باورسی اور دسقیہ گنگ نہ لے۔ اس کا اصل اہل اہل بنی گھنکر یا لے بالوں والا خوبصورت رازھی والا فصیح الکلام اچھی رائے والا اور بہت اچھا بدیہہ کو تھا۔ اس کی خلافت کے آغاز میں عبد اللہ بن حسن بن حسن علی مصحف لیے اس کے پاس آئے تو بنو ہاشم کے سردار جو سفاح کے اہل بیت وغیرہ سے تھے اس کے پاس بیٹھے ہوئے تھے عبد اللہ نے اسے کہا امیر المؤمنین ہمیں ہمارا وہ حق عطا فرمائیے جو اللہ تعالیٰ نے اس مصحف میں ہمارے لیے مقرر کیا ہے۔

راوی بیان کرتا ہے کہ حاضرین ڈرے کہ سفاح اسے جلدی سے کوئی بات نہ کہہ دے یا اس کا جواب ہی نہ دے تو یہ بات اس کے لیے اور ان کے لیے عار بن جائے گی۔ سفاح نے بغیر کسی گھبراہٹ اور غصے کے اس کی طرف متوجہ ہو کر کہا بلاشبہ آپ کے دادا حضرت علیؓ مجھ سے بہتر اور زیادہ عادل تھے وہ اس کام کے متصرف ہوئے تو انہوں نے تمہارے دادا حضرت حسن اور حضرت حسینؓ کو جو کچھ دیا تھا وہ میں نے تجھے دے دیا ہے اور اس سے زیادہ بھی دیا ہے اور وہ دونوں مجھ سے بہتر تھے۔

راوی بیان کرتا ہے کہ عبد اللہ بن حسن نے اسے کوئی جواب نہ دیا اور لوگ اس کے جواب کی سرعت جدت اور شاندار بدیہہ گوئی پر حیران رہ گئے۔

اور امام احمد نے اپنے مسند میں بیان کیا ہے کہ عثمان بن ابی شیبہ نے ہم سے بیان کیا کہ جریر نے عن اعمش عن عطیہ العونی عن ابی سعید خدری ہم سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ انقطاع زمانہ اور ظہور رفتن کے وقت ایک شخص ظاہر ہوگا جسے سفاح کہا جائے گا وہ مال کو مٹھیاں بھر بھر کر دے گا اور اسی طرح اسے زائدہ اور ابو معاویہ نے اعمش سے روایت کیا ہے اور اس حدیث کے اسناد میں عطیہ العونی بھی ہے جس کے بارے میں محدثین نے کلام کیا ہے اور یہ کہ اس حدیث سے مراد یہ سفاح ہے اس بارے میں اعتراض پایا جاتا ہے واللہ اعلم۔

اور قبل ازیں ہم بنو امیہ کی حکومت کے زوال کے موقع پر اس مفہوم کے اخبار و آثار کو بیان کر چکے ہیں اور زبیر بن علی نے بیان کیا ہے کہ محمد بن سلمہ بن محمد بن ہشام نے مجھ سے بیان کیا کہ محمد بن عبد الرحمن مخزومی نے مجھے بتایا کہ داؤد بن علی نے اپنے باپ سے بحوالہ محمد بن علی بن عبد اللہ بن عباس جو سفاح کے والد تھے مجھ سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت عمر بن عبد العزیز کے پاس گیا تو آپ کے پاس ایک عیسائی بیٹھا تھا حضرت عمرؓ نے اسے کہا سلیمان کے بعد تم کسے خلیفہ پاتے ہو اس نے ان سے کہا آپ کو تو حضرت عمر بن عبد العزیز نے اس کی طرف متوجہ ہو کر اسے کہا مجھے کچھ تفصیل سے بتائیے اس نے کہا پھر وہ دوسرا خلیفہ ہوگا یہاں تک کہ اس نے بنو امیہ کی خلافت کے آخر تک کا ذکر کیا۔

محمد بن علی کا بیان ہے کہ اس کے بعد اس عیسائی کو دل میں یاد رکھا اور ایک روز میں نے اسے دیکھا تو میں نے اپنے غلام کو حکم دیا کہ وہ اسے پکڑ کر میرے پاس لائے اور میں اپنے گھر کی طرف چلا گیا اور میں نے اس سے بنو امیہ کے خلفاء کے بارے میں دریافت کیا تو اس نے ایک ایک کر کے ان کا ذکر کیا اور مردان بن محمد سے چشم پوشی کر گیا میں نے کہا پھر کون خلیفہ ہوگا؟ کہنے لگا ابن الحارثہ اور وہ تیرا بیٹا ہے۔ راوی بیان کرتا ہے کہ اس وقت میرا بیٹا ابن الحارثہ جمل میں تھا۔ راوی بیان کرتا ہے کہ اہل مدینہ سفاح کے پاس آئے تو انہوں نے عمر بن ابراہیم بن عبد اللہ بن مطیع عدوی کے سوا اس کے ہاتھ کے چومنے کی جلدی کی اس نے اس

کے ہاتھ کو بوسہ نہیں دیا اس نے صرف اسے سلام خلافت کیا۔ نیز اس نے کہا اے امیر المؤمنین! قسم بخدا اگر اس ہاتھ کا چومنا آپ کی رزقت میں اضافہ کرتا اور آپ کے ہاں میرے قریب میں اتنا ذکر تاوان لوگوں میں سے کوئی بھی اس کی طرف مجھ سے سبقت نہ لے جاتا اور جس کام میں کوئی ایر نہیں میں اس سے بے نیاز ہوں اور بسا اوقات اس کا کرنا ہمیں گناہ کی طرف لے گیا ہے پھر وہ بیٹھ گیا اس نے کہا خدا کی قسم اس بات نے اس کے ہاں اس کے اصحاب کے حصے میں اس کے حصے کو تم نہیں کیا بلکہ اس نے انہیں پسند کیا اور اسے زیادہ دیا۔

اور قاضی معانی بن زکریا نے بیان کیا ہے کہ سفاح نے ایک شخص کو بھیجا کہ وہ مروان کی فوج میں یہ دو شعر پڑھے پھر واپس

آجائے۔

”اے آل مروان بلاشبہ اللہ تعالیٰ تم کو ہلاک کرنے والا ہے اور تمہارے امن کو ڈر اور خوف سے بدلنے والا ہے اللہ تعالیٰ تمہارے کسی شخص کو زندہ نہ رکھے اور تمہیں دھتکار کر خوفزدہ شہر میں منتشر کر دے۔“

اور خطیب بغدادی نے بیان کیا ہے کہ ایک روز سفاح نے آئینہ دیکھا اور وہ بہت خوبصورت شخص تھا اور کہنے لگا اے اللہ! میں سلیمان بن عبد الملک کی طرح نہیں کہتا کہ میں نوجوان خلیفہ ہوں لیکن میں یہ کہتا ہوں کہ اے اللہ مجھے اپنی اطاعت میں اور عافیت سے شاد کام کر کے طویل عمر دے اور ابھی اس کی بات پوری نہیں ہوئی تھی کہ اس نے ایک غلام کو دوسرے غلام سے کہتے سنا کہ میرے اور تیرے درمیان دو ماہ پانچ دن کی مدت ہے تو وہ اس کی بات سے ڈر گیا اور کہنے لگا ”حسبى الله لا قوة الا بالله عليه توكلت وبه استعين“ اور دو ماہ پانچ دن بعد مر گیا۔

اور محمد بن عبد اللہ بن مالک خزاعی نے بیان کیا ہے کہ ہارون الرشید نے اپنے بیٹے کو حکم دیا کہ وہ اسحاق بن عیسیٰ سے وہ باتیں سنے جو وہ سفاح کے واقعہ کے بارے میں اپنے باپ سے بیان کرتا ہے تو اس نے اسے اپنے باپ عیسیٰ کی روایت سے بتایا کہ وہ یوم عرفہ کو صبح سفاح کے ہاں گیا تو اس نے اسے خاموش پایا اس نے اسے حکم دیا کہ وہ اس دن کے بارے میں گفتگو کرے اور اس کے روزہ افطار کرنے کے وقت اس گفتگو کو ختم کرے۔

راوی بیان کرتا ہے کہ میں نے اس سے گفتگو کی حتیٰ کہ اسے نیند نے آیا تو میں اس کے پاس سے اٹھ کھڑا ہوا اور میں نے کہا میں اپنے گھر میں قیلولہ کروں گا پھر اس کے بعد آ جاؤں گا۔ پس میں جا کر تھوڑی دیر سویا، پھر اٹھ کر اس کے گھر آ گیا، کیا دیکھتا ہوں کہ اس کے دروازے پر ایک بشارت دینے والا سندھ کی فتح کی اور اہل سندھ کے خلیفہ کی بیعت کر لینے کی اور معاملات کو اس کے ناسین کے سپرد کر دینے کی خوشخبری دے رہا ہے۔ راوی بیان کرتا ہے میں نے اللہ کا شکر ادا کیا کہ اس نے مجھے اس بشارت کے ساتھ اس کے ہاں داخل ہونے کی توفیق دی۔ میں گھر میں داخل ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک اور بشارت دینے والا افریقہ کی فتح کی خوشخبری لیے موجود ہے سو میں نے اللہ کا شکر ادا کیا اور میں نے اسے اس کی بشارت دی اور وہ وضو کے لیے اپنی داڑھی میں کنگھی کر رہا تھا، پس کنگھی اس کے ہاتھ سے گر پڑی اور وہ کہنے لگا سبحان اللہ اس کے سوا ہر چیز فنا ہونے والی ہے قسم بخدا مجھے اپنی موت کی اطلاع دی گئی ہے۔

امام ابراہیم نے عن ابی ہشام عن عبد اللہ بن محمد بن علی بن ابی طالب عن رسول اللہ ﷺ مجھ سے بیان کیا ہے کہ آپ نے فرمایا میرے اس شہر میں دو آنے والے ایک سندس اور دوسرا انریٹھ سے اس کی سب و اطاعت اور بیعت لے کر آئیں گے اور اس کے بعد تین دن نہیں گزریں گے کہ میں فوت ہو جاؤں گا۔ اس نے کہا میرے پاس دو آنے والے آگئے ہیں۔ اے پچا اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے بھتیجے کے بارے میں زیادہ اجردے میں نے کہا ہرگز نہیں یا امیر المؤمنین انشاء اللہ اس نے کہا بے شک انشاء اللہ اگر دنیا مجھے محبوب ہے تو آخرت مجھے زیادہ محبوب ہے اور میرے رب کی ملاقات میرے لیے بہتر ہے اور رسول کریم ﷺ سے اس روایت کا صحیح ہونا مجھے اس سے بھی زیادہ محبوب ہے خدا کی قسم نہ مجھ سے جھوٹ بولا گیا ہے اور نہ میں نے جھوٹ بولا ہے پھر وہ اٹھ کر اپنے گھر میں داخل ہو گیا اور اس نے مجھے بیٹھنے کا حکم دیا اور جب مؤذن اسے ظہر کے وقت کی اطلاع دینے آیا تو خادم مجھے باہر بتانے آیا کہ میں اس کی طرف سے نماز پڑھا دوں اور عصر، مغرب اور عشاء میں بھی ایسے ہی ہوا اور میں نے رات وہاں گزاری اور جب سحر کا وقت ہوا تو خادم میرے پاس اس کا خط لایا جس میں اس نے مجھے حکم دیا کہ میں اس کی طرف سے صبح اور عید کی نماز پڑھاؤں پھر میں اس کے گھر واپس چلا جاؤں اور اس خط میں اس نے کہا اے پچا! جب میں مر جاؤں تو لوگوں کو اس خط کے سنانے تک میری موت کی خبر نہ دینا اور جس شخص کا اس میں ذکر ہے وہ اس کی بیعت کر لیں۔

راوی بیان کرتا ہے کہ میں نے لوگوں کو نماز پڑھائی پھر میں اس کے پاس گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ اسے کوئی تکلیف نہیں ہے پھر میں دن کے آخر میں اس کے پاس گیا تو وہ اسی حالت میں تھا ہاں اس کے چہرے پر چھوٹے چھوٹے دانے نکل آئے تھے پھر وہ بڑے ہو گئے پھر اس کے چہرے پر چھوٹے چھوٹے سفید دانے ہو گئے کہتے ہیں کہ وہ چپک تھی پھر میں دوسرے روز صبح اس کے پاس گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ اسے ہڈیاں ہو گیا ہے اور وہ مجھے اور کسی دوسرے کو پہچان نہیں سکتا پھر میں شام کو اس کے پاس گیا کیا دیکھتا ہوں کہ وہ پھول کر مشکیزے کی مانند ہو گیا ہے اور ایام تشریق کے تیسرے روز فوت ہو گیا اور میں نے اس کے حکم کے مطابق اس پر چادر ڈال دی اور میں نے لوگوں کے پاس جا کر اس کا خط سنایا اس میں لکھا تھا:

امیر المؤمنین عبد اللہ کی طرف سے دوستوں اور جماعت مسلمین کی طرف تم پر سلامتی ہو۔ اما بعد! امیر المؤمنین نے اپنی وفات کے بعد اپنے بھائی کو خلافت سپرد کی ہے پس سب و اطاعت کرو اگر اس کے بعد عیسیٰ بن موسیٰ زندہ رہا تو انہوں نے خلافت کو اس کے سپرد کیا ہے۔ راوی بیان کرتا ہے کہ لوگوں نے سفاح کے قول ”و قد قلدها من بعد عیسیٰ بن موسیٰ ان کان“۔ ان کان کے بارے میں اختلاف کیا اور کہا کہ ان کان کا مفہوم یہ ہے کہ اگر وہ اس کا اہل ہو تو خلافت اس کے سپرد کرنا اور دوسروں نے کہا ان کان کا مفہوم یہ ہے کہ اگر وہ زندہ ہو تو اس کے سپرد کرنا اور یہ دوسرا قول بنی درست ہے، خطیب اور ابن عساکر نے اسے طوالت سے بیان کیا ہے اور یہ اس کا شخص ہے اور اس میں مرفوع حدیث کا ذکر ہے حالانکہ وہ نہایت ہی منکر ہے اور ابن عساکر نے بیان کیا ہے کہ طیب اس کے پاس آیا اور اس نے اس کے ہاتھ کو پکڑا تو وہ کہنے لگا۔

حرکت کی کمزوری اور سکون کے بعد اس کی حالت کو دیکھتے تھے اسکا بیان بتائے گا کہ یہ موت کا پیش خیمہ ہے، طیب نے اسے کہا تو ٹھیک ہے تو وہ کہنے لگا۔

وہ مجھے بشارت دیتا ہے کہ میں ٹھیک ٹھاک ہوں، مجھ اور اس پر وہ بیماری ظاہر ہے جو پوشیدہ ہونے کے بعد ظاہر ہو کر خرابی پیدا کرتی ہے مجھے یقین ہو چکا ہے کہ میں زندہ نہیں رہوں گا اور جب واضح یقین ہو جائے تو لوگوں کی شک باقی نہیں رہتا۔

بعض اہل علم کا بیان ہے کہ سفاح نے جو آخری بات کی وہ تھی "السنن النجیہ القبیہ" ملک الملوک و جبار الجبارۃ کہ بادشاہت ہی القیوم خدا کے لیے ہے وہ بادشاہوں کا بادشاہ ہے اور سرکشوں کو درست کرنے والا ہے اور اس کی انگوٹھی کا نقش "لقد عبد اللہ" تھا اور اس کی موت ۱۳ اذوالحجہ ۱۳۶ھ کو اتوار کے روز قیدیم انبار میں ۳۳ سال کی عمر میں ہوئی اور مشہور قول کے مطابق اس کی خلافت چار سال نو ماہ ربیع اور اس کے چچا عیسیٰ بن علی نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی اور اسے انبار کے قصر امارت میں دفن کیا گیا اور اس نے نو بچے چار قیصیں، پانچ شلواریں، چار سبز چادریں اور تین ریشمی منقش چادریں چھوڑیں۔ اور ابن عساکر نے اس کے حالات بیان کئے ہیں اور بعض نے ان باتوں کا ذکر کیا ہے جو ہم نے بیان کی ہیں۔ واللہ اعلم۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان میں سفاح شامل ہے جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے اور اشعث بن سوار، جعفر بن ابی ربیعہ، حصین بن عبد الرحمن، ربیعہ المرأعی، زید بن اسلم، عبد الملک بن عمیر، عبد اللہ بن ابی جعفر اور عطاء بن السائب نے بھی اس سال میں وفات پائی اور ہم نے ان کے حالات تکمیل میں بیان کئے ہیں۔ ولله الحمد۔

ابو جعفر منصور کی خلافت

اس کا نام عبد اللہ بن محمد بن علی بن عبد اللہ بن عباس تھا اور پہلے بیان ہو چکا ہے کہ جب سفاح کی وفات ہوئی تو یہ حجاز میں تھا اور اس کی موت کی اطلاع اسے حج سے واپسی پر ذات عرق میں ملی اور ابو مسلم خراسانی بھی اس کے ساتھ تھا۔ پس یہ تیزی سے چلا اور ابو مسلم نے اس سے اس کے بھائی کی تعزیت کی، اس موقع پر منصور رو پڑا تو اس نے اسے کہا کیا تو روتا ہے حالانکہ تجھے خلافت ملی ہے؟ میں تجھے اس کے بارے میں کفایت کروں گا انشاء اللہ تو اس کا غم دور ہو گیا اور اس نے زیاد بن عبید اللہ کو حکم دیا کہ وہ مکہ کا والی بن کر اس کی طرف واپس چلا جائے اور سفاح نے اسے عباس بن عبد اللہ بن معبد بن عباس کے ذریعے مکہ سے معزول کر دیا تھا، پس اس نے اسے وہاں مقرر کیا اور نائبین اپنی اپنی عملداریوں میں تھے حتیٰ کہ یہ سال گزر گیا اور عبد اللہ بن علی اپنے بھتیجے سفاح کے پاس انبار آیا تو اس نے اسے الصائفہ کا امیر مقرر کر دیا اور وہ بڑی فوجوں کے ساتھ بلا دروم کی طرف گیا اور ابھی وہ راستے ہی میں تھا کہ اسے سفاح کی موت کی اطلاع ملی تو وہ حران واپس آ گیا اور اس نے اپنی طرف دعوت دی اور اس نے خیال کیا کہ جب سفاح نے اسے شام کی طرف بھیجا تو اسے وصیت کی تھی کہ وہ اس کے بعد ولی عہد ہوگا۔ پس اس کے ارد گرد بڑی فوجیں جمع ہو گئیں اور اس کا حال ہم آئندہ سال میں بیان کریں گے۔ انشاء اللہ۔



۱۳۷ھ

عبداللہ بن علی کی اپنے بھتیجے منصور کے خلاف بغاوت

جب ابو جعفر منصور اپنے بھائی سناح کی موت کے بعد واپس آیا تو کوفہ گیا اور اس نے جسد کے روز اہل کوفہ سے خطاب کیا اور انہیں نماز پڑھائی، پھر وہاں سے انبار کی طرف کوچ کر گیا اور شام کے سوا عراقی خراسان اور دیگر شہروں کے باشندوں سے اس کی بیعت لی گئی اور عیسیٰ بن علی نے بیوت الاموال اور ذخائر کو منصور کے لیے قابو کر لیا حتیٰ کہ وہ آ گیا اور اس نے امارت کو اس کے سپرد کر دیا اور اس نے اپنے بچا عبداللہ بن علی کو سفاح کی موت کی اطلاع دیتے ہوئے خط لکھا اور جب اسے اطلاع مل گئی تو اس نے لوگوں میں الصلاۃ جامعۃ کا اعلان کر دیا اور امراء اور لوگ اس کے پاس آئے تو اس نے انہیں سفاح کی وفات کی خبر سنائی پھر کھڑے ہو کر ان میں تقریر کی اور بتایا کہ سفاح نے اسے مروان کی طرف بھیجے وقت وصیت کی تھی کہ اگر اس نے اسے شکست دے دی تو اس کے بعد امارت اسے ملے گی اور بعض امراء عراق نے اس کی گواہی دی اور انہوں نے تیزی سے اٹھ کر اس کی بیعت کر لی اور وہ حران واپس آ گیا اور چالیس روز کے محاصرہ کے بعد اسے منصور کے نائب سے لے لیا اور اس کے نائب مقابل العتقی کو قتل کر دیا۔

اور جب منصور کو اپنے چچا کی کاروائی کی اطلاع ملی تو اس نے ابو مسلم خراسانی کو امراء کی ایک جماعت کے ساتھ اس کے مقابلہ میں بھیجا اور عبداللہ بن علی، حران میں قلعہ بند ہو گیا اور اپنے پاس ضرورت کے مطابق بہت سے کھانے اور ہتھیار مہیا کر لیے، ابو مسلم خراسانی اس کے مقابلہ میں روانہ ہوا تو اس کے ہراول کا امیر مالک بن یشیم خزاعی تھا اور جب عبداللہ کو اپنی طرف سے ابو مسلم کی آمد کا یقین ہو گیا تو اسے عراقی فوج کے بارے میں خدشہ پیدا ہو گیا کہ وہ اس کی خیر خواہی نہیں کرے گی اور اس نے ان میں سے سترہ ہزار آدمیوں کو قتل کر دیا اور اس نے حمید بن قحطبہ کو بھی قتل کرنا چاہا اور وہ اس سے بھاگ کر ابو مسلم کے پاس آ گیا اور عبداللہ بن علی چل کر نصیبین میں اتر اور اپنی فوج کے ارد گرد خندق کھود لی اور ابو مسلم آ کر ایک طرف اتر گیا اور اس نے عبداللہ کو خط لکھا مجھے تمہارے ساتھ جنگ کرنے کا حکم نہیں دیا گیا مجھے امیر المومنین نے صرف شام کا والی بنا کر بھیجا ہے اور میں شام جانا چاہتا ہوں۔

شامی سپاہی اس بات سے خوفزدہ ہو گئے اور کہنے لگے ہمیں اپنی اولاد اور اموال و دیار کے متعلق خدشہ ہے ہم ان کی طرف جاتے ہیں اور انہیں اس سے محفوظ کرتے ہیں۔ عبداللہ نے کہا تم ہلاک ہو جاؤ خدا کی قسم وہ صرف ہم سے جنگ کرنے آیا ہے مگر انہوں نے شام جانے کے سوا اس کی کوئی بات نہ مانی اور عبداللہ نے اپنی فرود گاہ بدل لی اور شام کا قصد کیا اور ابو مسلم نے اٹھ کر اس کی جگہ پڑاؤ کیا اور اس کے ارد گرد کے پانی زمین میں جذب ہو گئے اور جس جگہ سے عبداللہ منتقل ہوا تھا وہ بہت اچھی جگہ تھی اور عبداللہ اور اس کے اصحاب نے ضرورت پڑنے پر ابو مسلم کی جگہ پر پڑاؤ کیا تو انہوں نے اسے ناکارہ جگہ پایا، پھر ابو مسلم نے جنگ کا

آغاز کیا اور پانچ ماہ ان سے جنگ کی اور عبد اللہ کے سولہوں کا سالار اس کا بھائی عبد الصمد بن علی اور اس کے مہینہ کا سالار بکار بن مسلم تھیلی اور اس کے میسرہ کا سالار حبیب بن سوید اسدی تھا اور ابو مسلم کے مہینہ کا سالار حسن بن قحطبہ اور اس کے میسرہ کا سالار حبیب بن سوید اسدی تھا اور ابو مسلم کے مہینہ کا سالار حسن بن قحطبہ اور اس کے میسرہ کا سالار ابو نصر خازم بن خزیم تھا اور ان کے درمیان کئی معرکے ہوئے اور نحوں دنوں میں ان کی کئی جماعتیں قتل ہو گئیں اور ابو مسلم جب حملہ کرتا تو رجز پڑھتے ہوئے کہتا: جو اپنے اہل کے پاس جانے کا ارادہ رکھتا ہے واپس نہیں جائے گا، وہ موت سے بھاگتا ہے اور موت ہی میں گرے گا۔

اور اس کے لیے ایک خیمہ بنایا گیا اور جب دونوں فوجوں کی ٹڈ بھٹھڑ ہوئی تو وہ اس میں رہتا اور اپنی فوج میں جو رخنہ دیکھتا اس کی درنگی کر دیتا اور جب ۷ جمادی الآخرہ کو منگل یا بدھ کا دن تھا تو انہوں نے باہم شدید جنگ کی اور ابو مسلم نے انہیں دھوکہ دیا، اس نے مہینہ کے سالار حسن بن قحطبہ کو حکم دیا کہ وہ تھوڑے سے آدمیوں کو چھوڑ کر باقیوں کے ساتھ میسرہ کی طرف منتقل ہو جائے۔ جب اہل شام نے یہ صورتحال دیکھی تو وہ میسرہ کے بالمقابل جو پرہو چکا تھا مہینہ کی طرف سمت آئے۔ اس وقت ابو مسلم نے قلب کو حکم دیا کہ وہ مہینہ کے باقی ماندہ لوگوں کے ساتھ اہل شام کے میسرہ پر حملہ کر دے۔ پس انہوں نے ان کو تباہ و برباد کر دیا اور شامیوں کے قلب اور مہینہ والوں نے چکر لگایا تو خراسانیوں نے شامیوں پر حملہ کر دیا اور انہیں شکست ہو گئی اور عبد اللہ بن علی نے تھوڑی دیر بعد شکست کھائی اور جو کچھ ان کی چھاؤنی میں تھا ابو مسلم نے اس پر قبضہ کر لیا اور بقیہ لوگوں کو ابو مسلم نے امان دے دی اور ان میں سے کسی کو قتل نہ کیا اور اس نے منصور کو اس کی اطلاع لکھ بھیجی تو منصور نے اپنے غلام ابو الخصب کو بھیجا کہ وہ ان چیزوں کو شمار کرے جو عبد اللہ کی چھاؤنی سے ملی ہیں۔ اس بات سے ابو مسلم برا فرودختہ ہو گیا اور ابو جعفر منصور کے لیے ممالک مرتب و منظم ہو گئے اور عبد اللہ بن علی اور اس کا بھائی عبد الصمد جدھر سے آئے ادھر چلے گئے اور جب وہ رصافہ کے پاس سے گزرے تو عبد الصمد وہاں ٹھہر گیا اور جب ابو الخصب واپس آیا تو اس نے اسے وہاں پایا تو وہ اسے بیڑیاں ڈال کر اپنے ساتھ منصور کے پاس لے گیا، اس نے اسے عیسیٰ بن موسیٰ کے پاس بھیج دیا تو منصور نے اس کے لیے امان طلب کی۔

اور بعض کا قول ہے کہ اسماعیل بن علی نے اس کے لیے امان طلب کی اور عبد اللہ بن علی اپنے بھائی سلیمان کے پاس بصرہ چلا گیا اور اس کے پاس چھپا رہا، پھر منصور کو اس کا علم ہوا تو اس نے اس کی طرف حکم بھیجا تو اس نے اسے بنی اسامہ کے گھر میں جو نمک کے اوپر تھا قید کر دیا اور پھر اس پر پانی چھوڑ دیا جس سے نمک پگھل گیا اور گھر عبد اللہ پر گر پڑا اور وہ مر گیا اور یہ منصور کی بعض سخت مصیبتیں ہیں۔ واللہ اعلم بحالہ۔ اور وہ سات سال قید خانے میں رہا۔ پھر وہ جس گھر میں تھا وہ اس پر گر پڑا اور مر گیا جیسا کہ اس کی تفصیل اپنے موقع پر بیان ہوگی انشاء اللہ۔

ابو مسلم خراسانی کا قتل:

اسی طرح جب اس سال ابو مسلم حج سے فارغ ہوا تو لوگوں سے ایک دن کی مسافت پر آگے چلا گیا اور راستے میں ہی اسے سفاح کی خبر ملی تو اس نے ابو جعفر کو اس کے بھائی کے بارے میں تعزیتی خط لکھا اور اسے خلافت کی مبارکباد دے دی اور نہ اس کی طرف واپس گیا، منصور کو اس بات پر غصہ آ گیا اور وہ اپنے دل میں یہ بات چھپائے ہوئے تھا کہ جب اسے خلافت ملے گی تو وہ اس سے

براسلوک کرے گا اور بعض کا قول ہے کہ جو شخص حج سے ایک دن کی مسافت پر آگے تھا وہ منصور تھا اور یہ کہ جب اس کے پاس اپنے بھائی وفات کی خبر آئی تو اس نے ابو مسلم کو لکھا کہ وہ جلدی سے چلے جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں اور اس نے ابو ایوب سے کہا اسے ایک سخت خط لکھو اور جب اسے خط ملا تو اس نے اسے خلافت کی مبارکباد دی اور اس سے ٹیٹھہ ہو گیا اور بعض امراء نے منصور سے کہا ہماری رائے میں آپ راستے میں اس سے ملاقات نہ کریں بلاشبہ اس کے پاس وہ افواج ہیں جو اس کی مخالفت نہیں کرتیں اور اس سے بہت ڈرتی ہیں اور اس کی اطاعت کی بڑی حریص ہیں اور آپ کے ساتھ ایک سپاہی بھی نہیں ہے۔ منصور نے اس شخص کی رائے کو اختیار کر لیا۔ پھر اس نے ابو جعفر کی بیعت کرنے میں جو کچھ کہا ہم اسے بیان کر چکے ہیں پھر اس نے اسے اپنے چچا عبداللہ کے مقابلہ میں بھیجا تو اس نے اسے شکست دی جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے اور اس دوران میں اس نے حسن بن قحطبہ کو ابو ایوب کے پاس بھیجا جو منصور کے خطوط کا کاتب تھا کہ وہ اسے بالمشافہ بتائے کہ ابو مسلم ابو جعفر کے نزدیک مہتمم ہے اور جب اس کے پاس اس کا خط آتا ہے تو وہ اسے پڑھتا ہے پھر اپنی باجھوں کو مروڑتا ہے اور خط کو ابو جعفر کی طرف پھینک دیتا ہے اور دونوں استہزاء کرتے ہوئے ہنستے ہیں۔

ابو ایوب نے کہا بلاشبہ ہمارے نزدیک ابو مسلم کی تہمت اس سے بھی اظہر ہے اور جب ابو جعفر نے اپنے غلام ابو الخصب یقظین کو بھیجا کہ وہ ان اموال اور قیمتی جواہرات وغیرہ کی حفاظت کرے جو عبداللہ کی چھاؤنی سے حاصل ہوئے ہیں تو ابو مسلم نے ناراض ہو کر ابو جعفر کو گالیاں دیں اور اس نے ابو الخصب کو قتل کرنے کا ارادہ کیا حتیٰ کہ اسے کہا گیا کہ وہ ایلچی ہے تو اس نے اسے چھوڑ دیا اور وہ واپس آ گیا اور جب اس نے واپس آ کر جو کچھ ہوا تھا اور ابو مسلم نے اس کے قتل کا جو ارادہ کیا تھا اس کے متعلق منصور کو اطلاع دی تو منصور برافروختہ ہو گیا اور اسے خدشہ ہوا کہ ابو مسلم خراسان کی طرف چلا جائے گا اور اس کے بعد اس کا حاصل کرنا اسے دشوار ہو جائے گا اور حوادث رونما ہوں گے۔ اس نے یقظین کے ہاتھ اس کی طرف خط لکھا کہ میں نے تجھے شام اور مصر کا امیر مقرر کیا ہے اور یہ دونوں خراسان سے بہتر ہے پس جسے چاہو مصر کی طرف بھیج دو اور خود شام میں رہو تا کہ تم امیر المومنین کے زیادہ نزدیک رہو اور جب وہ تم سے ملنا چاہیں تو تم ان کے نزدیک ہو۔ ابو مسلم نے برافروختہ ہو کر کہا اس نے مجھے مصر و شام کا امیر بنایا ہے حالانکہ میرے لیے خراسان کی حکومت ہے میں اب خراسان جاؤں گا اور مصر و شام پر نائب مقرر کروں گا اس نے منصور کو یہ بات لکھی تو منصور کو بہت قلق ہوا۔

اور ابو مسلم شام سے خراسان جانے کے ارادے سے واپس آ گیا اور وہ منصور کی مخالفت کا عزم کئے ہوئے تھا اور منصور انبار سے مدائن کی طرف گیا اور اس نے ابو مسلم کو بھی مدائن آنے کا خط لکھا تو ابو مسلم نے اسے لکھا کہ وہ الزاب پر خراسان جانے کا عزم کئے کھڑا تھا بلاشبہ امیر المومنین کا جو دشمن بھی باقی رہ گیا تھا اللہ نے اسے اس پر قابو دے دیا ہے اور ہم آل سامان کے ملوک سے روایت کیا کرتے تھے کہ جب ہند یا پرسکون ہو جائے تو سب سے زیادہ خوفناک وزراء ہوتے ہیں ہم آپ کے قرب سے نفور ہیں اور جب تک آپ اپنے عہد کو پورا کریں گے ہم بھی اسے پورا کریں گے اور ہم سمع و اطاعت کے حریص ہیں ہاں یہ سمع و اطاعت دور سے اس وقت تک ہوگی جب تک اس کے ساتھ سلامتی ملی ہوگی۔ اگر آپ کو یہ بات پسند آئے تو میں آپ کا بہترین غلام ہوں گا اور

اگر آپ صرف اپنے دلی ارادے کو پورا کرنے کے سوا اور کوئی بات نہ مانیں تو میں بھی آپ کے اس عہد کو جسے میں نے اپنے نفس کو ذلت اور اہانت کے مقام سے بچانے کے لیے آپ سے پختہ کیا تھا لوڑ دوں گا۔

اور جب منصور کو یہ خط ملا تو اس نے ابو مسلم کو لکھا میں نے آپ کے خط کو سمجھ لیا ہے آپ کا حال ان دھوکے بازوں کا نہیں جو اپنے ان بادشاہوں سے دھوکہ کرتے ہیں جو اپنے کثرت جرائم کے باعث حکومت کی رسی کے اضطراب کے نشئی ہوتے ہیں اور انہیں نظام جماعت کے درہم برہم ہونے سے راحت حاصل ہوتی ہے، آپ نے اپنے آپ کو ان سے کیوں برابر قرار دیا ہے، حالانکہ آپ اپنی اطاعت اور خیر خواہی پر قائم ہیں اور آپ اس امر کے بوجھ برداشت کرنے کی قوت رکھتے ہیں جیسا کہ آپ کا حال ہے اور میں نے جو شرط آپ پر لازم کی ہے اس کے ساتھ سمع و اطاعت کی شرط نہیں اور امیر المؤمنین نے عیسیٰ بن موسیٰ کو خط دے کر آپ کے پاس بھیجا ہے اگر آپ اس کی طرف کان دھریں گے تو آپ کو سکون قلب حاصل ہوگا اور میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ آپ کے اور شیطان کے درمیان اور اس کے وسوسوں کے درمیان حائل ہو جائے۔ بلاشبہ اس نے آپ کی نیت کو خراب کرنے کے لیے اس سے بڑھ کر مضبوط اور اپنی طبیعت کے نزدیک دروازہ کوئی نہیں پایا جسے اس نے آپ پر کھول دیا ہے۔

کہتے ہیں کہ ابو مسلم نے منصور کو لکھا: اما بعد! میں نے اس شخص کو اپنا امام اور رہنما بنایا ہے جسے اللہ نے اپنی مخلوق پر امام بنایا ہے اور وہ علم کے اترنے کی جگہ میں ہے اور رسول اللہ ﷺ کی قرابت کے قریب ہے اس نے مجھے قرآن سے نا آشنا سمجھا تو اس نے اسے دنیا کی طمع میں محرف کر دیا۔ حالانکہ اللہ نے اسے اپنی مخلوق کے لیے ناپسند کیا ہے اور وہ دھوکہ خوردہ شخص کی طرح ہو گیا اور اس نے مجھے حکم دیا کہ میں تلوار سونت لوں اور مہربانی کو اٹھا دوں اور معذرت نہ کروں اور نہ لغزش کو معاف کروں۔ پس میں نے تمہاری بادشاہت کو مضبوط کرنے کے لیے یہ کام کیا حتیٰ کہ اللہ نے تم کو اس سے متعارف کرادیا تو تم سے نا آشنا تھا اور جو تمہارا دشمن تھا اس نے تمہاری اطاعت کی اور اللہ تعالیٰ نے میرے ذریعے تمہیں اخفاء، حقارت اور ذلت کے بعد غالب کیا۔ پھر اللہ نے مجھے توبہ سے بچایا۔ پس اگر وہ مجھے معاف کرے تو قدیم سے وہ معاف کرنے میں مشہور ہے اور عنفوا سی کی طرف منسوب ہے اور اگر وہ مجھے اس بات پر سزا دے جو میرے ہاتھوں نے آگے بھیجا ہے تو اللہ بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں۔

المدائنی نے اسے اپنے شیوخ سے بیان کیا ہے۔

اور منصور نے جریر بن یزید بن جریر بن بعد اللہ الحلی کو جو اپنے زمانے کا یکتا آدمی تھا۔ امراء کی ایک جماعت کے ساتھ اس کے پاس بھیجا اور اسے حکم دیا کہ وہ ابو مسلم کے ساتھ نرمی سے گفتگو کرے جس سے اس پر قابو پالے اور جو باتیں اس سے کرے اس میں یہ بات بھی کرے کہ وہ تیری قدر و منزلت کو بلند کرنا چاہتا ہے پس اگر وہ اس بات پر آجائے تو فہما اور اگر وہ انکار کرے تو کہہ دینا کہ وہ عباس سے بری ہے اور اگر تو نے جماعت میں افتراق پیدا کیا اور اپنی روش پر چلتا رہا تو وہ خود تجھے پکڑے گا اور دوسروں کو چھوڑ کر خود تجھ سے لڑے گا اور اگر تو بڑے سمندر میں گھس جائے تو وہ تیرے پیچھے اس میں گھس جائے گا حتیٰ کہ وہ پکڑ کر قتل کر دے گا یا اس سے پہلے وہ مر جائے گا اور اسے یہ بات اس وقت کہنا جب تو اس کی واپسی سے جو ایک اچھی بات ہے مایوس ہو جائے۔ اور جب حلوان میں منصور کے امراء اس کے پاس آئے تو انہوں نے اس بات پر جو وہ امیر المؤمنین کی مخالفت و مقابلہ کا

ارادہ کئے ہوئے تھا، اسے ملامت کی اور اطاعت کی طرف رجوع کرنے کی رغبت دلائی۔ پس اس نے اپنے صاحب الرائے امراء سے مشورہ کیا تو ان سب نے اسے اس کے پاس واپس جانے سے روکا اور اسے مشورہ دیا کہ رومی میں مقیم رہے اور خراسان اور اس کی فوجیں اس کے حکم کے ماتحت رہیں، پس اگر خلیفہ اس سے سیدھا رہے تو فیہا ورنہ فوج کی حفاظت میں ہوگا، اس موقع پر ابو مسلم نے منصور کے امراء کی طرف سے پیغام بھیجا اور انہیں کہا اپنے آقا کی طرف چلے جاؤ، میں اس سے ملنے کا نہیں اور جب وہ اس سے واپس ہو گئے تو انہوں نے اسے وہ بات کہی جو منصور نے انہیں کہی تھی اور اس نے یہ بات سنی تو اس نے اسے نہایت شکستہ کر دیا اور اس نے کہا اسی وقت میرے پاس سے چلے جاؤ۔

ابو مسلم نے ابو داؤد ابراہیم بن خالد کو خراسان پر نائب مقرر کیا اور منصور نے اسے ابو مسلم کی غیر حاضری میں جب وہ مہتمم ہوا خط لکھا کہ جب تک میں زندہ ہوں خراسان کی حکومت تیرے لیے ہے میں نے تجھے اس کا امیر مقرر کیا اور ابو مسلم کو اس سے معزول کیا۔

اس موقع پر ابو داؤد نے ابو مسلم کو جب کہ وہ خلیفہ کے مقابلہ پر قائم تھا لکھا ہمارے لیے خلفائے اہل بیت رسولؐ سے مقابلہ کرنا مناسب نہیں، اپنے امام کی طرف سب و اطاعت کرتے ہوئے واپس آجائیے والسلام۔

اس بات نے اسے مزید شکستہ کر دیا تو ابو مسلم نے انہیں پیغام بھیجا کہ میں عنقریب اپنے قابل اعتماد شخص ابو اسحاق کو اس کے پاس بھیجوں گا اور اس نے ابو اسحاق کو منصور کی طرف بھیجا تو اس نے اس کا اکرام کیا اور اس سے وعدہ کیا کہ اگر وہ اسے واپس لائے تو اسے عراق کی نیابت دی جائے گی اور جب ابو اسحاق واپس اس کے پاس گیا تو اس نے اس سے پوچھا تیرے پیچھے کیا ہے؟ اس نے کہا میں نے انہیں آپ کی تعظیم کرتے اور آپ کی قدر پہچانتے پایا ہے۔ پس اس بات نے اسے دھوکہ دیا اور اس نے خلیفہ کے پاس جانے کا عزم کرتے اور آپ کی قدر پہچانتے پایا ہے۔ پس اس بات نے اسے دھوکہ دیا اور اس نے خلیفہ کے پاس جانے کا عزم کر لیا اور اس نے امیر نیزک سے مشورہ کیا تو اس نے اسے روکا پس اس نے جانے کا مصمم ارادہ کر لیا اور جب نیزک نے اسے زوالگی کا عزم کئے دیکھا تو شاعر کے قول کو بطور مثال پڑھا:

آدمیوں کو قضا و قدر کے ساتھ ضرور چلنا پڑتا ہے اور قضا و قدر لوگوں کی تدبیر کے ساتھ لے جاتی ہے۔

پھر اس نے اسے کہا میری ایک بات یاد رکھ اس نے کہا وہ کیا؟ اس نے کہا جب تو اس کے پاس جائے تو اسے قتل کر دینا، پھر جس کی چاہے بیعت خلافت کر لینا بلاشبہ لوگ تمہاری مخالفت نہیں کریں گے اور ابو مسلم نے منصور کو لکھا کہ وہ اس کے پاس آ رہا ہے۔ ابو ایوب کا تب الرسائل کا بیان ہے کہ میں منصور کے پاس گیا اور وہ بالوں کے ایک خیمے میں عصر کے بعد اپنے مصلیٰ پر بیٹھا تھا اور اس کے آگے ایک خط پڑا تھا اس نے اسے میری طرف پھینک دیا کیا دیکھتا ہوں کہ وہ ابو مسلم کا خط ہے اور وہ اسے اپنی آمد کے متعلق بتا رہا ہے پھر خلیفہ نے کہا خدا کی قسم اگر میں اسے آنکھ بھر کر دیکھوں تو میں اسے قتل کر دوں گا، ابو ایوب نے کہا انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اور میں نے یہ رات گزاری اور مجھے نیند نہ آتی تھی میں اس واقعہ کے بارے میں سوچتا رہا اور میں نے کہا اگر ابو مسلم

ڈرتے ڈرتے آیا تو اس سے خلیفہ کے بارے میں شربھی ظاہر ہو سکتا ہے اور مصلحت کا تقاضا ہے کہ وہ رسکون حالت میں آئے تاکہ خلیفہ اس سے قوت حاصل کرے اور جب صبح ہوئی تو میں نے ایک امیر کو طلب کر کے اسے کہا کیا تو سکر شہر کا امیر بن سکتا ہے وہ اس سال بہت نفلے والا ہے اس نے کہا مجھے کون اس کا امیر بنائے گا میں نے اسے کہا ابو مسلم کے پاس جا اور راستے میں مل کر اس سے مطالبہ کر کہ وہ تجھے اس شہر کا امیر بناوے۔ بلاشبہ امیر المومنین اسے اس کا امیر بنانا چاہتے ہیں جو اس کا دروازہ بند کر دے اور خود آرام کرے اور میں نے منصور سے اس کے ابو مسلم کے پاس جانے کے لیے اجازت طلب کی تو اس نے اسے اجازت دے دی اور اسے کہا، اسے سلام کہنا نیز یہ بھی کہ ہم اس کی ملاقات کے شائق ہیں یہ شخص یعنی سلمہ بن فلاں^۱ ابو مسلم کے پاس گیا اور اسے بتایا کہ خلیفہ اس کا مشاق ہے تو اس بات نے اسے خوش و خرم کر دیا حالانکہ یہ اس کے ساتھ ایک مکرو فریب تھا۔

اور جب ابو مسلم نے یہ بات سنی تو وہ جلدی سے اپنی موت کی طرف روانہ ہو گیا اور جب وہ مدائن کے نزدیک پہنچا تو خلیفہ نے امراء اور سالاروں کو اس کے استقبال کرنے کا حکم دیا اور وہ اس دن کے آخری حصے میں منصور کے پاس آیا اور ابو ایوب نے اسے مشورہ دیا کہ وہ اس کے قتل کو اس ساعت سے کل تک مؤخر کر دے تو اس نے اس کی بات مان لی اور جب ابو مسلم شام کو منصور کے پاس گیا تو اس نے اس کے اعزاز و اکرام کا اظہار کیا پھر کہنے لگا جاؤ اور آرام کرو اور حمام میں داخل ہو جاؤ اور کل کو میرے پاس آؤ وہ اس کے ہاں سے نکلا تو لوگ آ کر اسے سلام کرنے لگے اور جب دوسرا دن ہوا تو خلیفہ نے ایک امیر کو بلایا اور اسے کہا تو میری آزمائش میں کیسا ہے؟ اس نے کہا یا امیر المومنین قسم بخدا اگر آپ مجھے خودکشی کا حکم دیں تو میں خودکشی کر لوں گا، اس نے کہا اگر میں تجھے ابو مسلم کے قتل کا حکم دوں تو تیری کیا کیفیت ہوگی؟

راوی کہتا ہے اس نے ناپسندیدگی سے ایک لمحہ سر جھکایا، پھر ابو ایوب نے اسے کہا تجھے کیا ہو گیا ہے تو بات کیوں نہیں کرتا؟ تو اس نے مشکل سے کہا میں اسے قتل کر دوں گا۔ پھر اس نے اس کے لیے چار سر کردہ محافظوں کو چنا اور انہیں اس کے قتل پر آمادہ کیا اور انہیں کہا تم پردے کے پیچھے ہو جانا اور جب میں تالی بجاؤں تو نکل کر اسے قتل کر دینا۔ پھر منصور نے ابو مسلم کے پاس پے در پے اچھی بیھیے پس ابو مسلم آیا اور در الخلافت میں داخل ہو گیا، پھر وہ خلیفہ کے پاس آیا تو وہ مسکرا رہا تھا اور جب وہ اس کے سامنے کھڑا ہوا تو منصور اس کے ایک ایک کرتوت پر اسے ملامت کرنے لگا اور وہ ان سب کرتوتوں پر معذرت کرنے لگا۔ پھر اس نے کہا امیر المومنین! مجھے امید ہے کہ وہ آپ کا دل مجھ پر خوش ہو گیا ہوگا، منصور نے کہا، قسم بخدا مجھے اس بات نے تجھ پر زیادہ غصے کر دیا ہے پھر اس نے اپنے ایک ہاتھ کو دوسرے پر مارا تو عثمان اور اس کے اصحاب نے باہر نکل کر اسے تلواریں مار مار کر قتل کر دیا اور اسے چوغے میں لپیٹ دیا پھر اس نے اسے دریائے دجلہ میں ڈال دینے کا حکم دیا اور یہ اس سے آخری ملاقات تھی۔

اور وہ ۲۶ شعبان ۱۳۷ھ کو بدھ کے روز قتل ہوا اور جن باتوں پر منصور نے اسے ملامت کی ان میں یہ بات بھی اس نے کہی کہ تو نے کئی بار مجھے خط لکھا ہے اور تو خط کا آغاز اپنے نام سے کرتا ہوں اور تو نے میری پھوپھی امینہ کو منگنی کا پیغام بھیجا ہے اور تو اپنے

۱ طبری میں سلمہ بن سعید بن جابر ہے۔

آپ کو ابن سلسط بن عبداللہ بن عباس وغیرہ خیال کرتا ہے، ابو مسلم نے کہا یا امیر المؤمنین مجھے یہ بات نہیں کہی جاسکتی، میں نے آپ لوگوں کی حکومت کے لیے جو تگ و دو کی ہے اسے ہر کوئی جانتا ہے اس نے کہا تو بلاک ہو جائے اگر اس کا کام کو ایک سیاہ فام لونڈی بھی شروع کرتی تو ہماری قسمت اور شرافت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس کام کی تکمیل کر دیتا۔ پھر اس نے نہایت اکی تم! میں تجھے ضرور قتل کروں گا اس نے کہا اے امیر المؤمنین مجھے اپنے دشمنوں کے لیے زندہ رہنے دیجیے، اس نے کہا تجھ سے بڑھ کر میرا کون شخص ہے؟ پھر اس نے اسے قتل کرنے کا حکم دے دیا، جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے، بعض امراء نے اسے کہا اے امیر المؤمنین اب آپ خلیفہ بنے ہیں کہتے ہیں کہ منصور نے اس موقع پر یہ شعر پڑھا:۔

”اس نے اپنا عصا پھینک دیا اور اس کی جدائی ٹھہر گئی جیسے مسافر کی واپسی سے آنکھ ٹھنڈی ہو جاتی ہے“۔

اور ابن خلکان نے بیان کیا ہے کہ جب منصور نے ابو مسلم کے قتل کا ارادہ کیا تو وہ اس کے معاملے میں متحیر ہو گیا کہ وہ اس بارے میں کسی سے مشورہ کرے یا خود اپنی رائے سے یہ کام سرانجام دے تاکہ یہ بات مشہور نہ ہو جائے پھر اس نے اپنے ایک خیر خواہ سے مشورہ کیا تو اس نے کہا یا امیر المؤمنین اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اگر زمین و آسمان میں بہت سے الہ ہوتے ہیں زمین و آسمان دونوں بگڑ جاتے تو اس نے اسے کہا:

میں نے اسے یاد رکھنے والے کانوں کے پاس امانت رکھ دیا ہے پھر اس نے اس کے قتل کا عزم کیا۔

ابو مسلم خراسانی کے حالات:

عبدالرحمن بن مسلم، ابو مسلم بنو عباس کی حکومت کا ساتھی اور اسے اہل بیت رسول کا امیر بھی کہا جاتا ہے اور خطیب نے بیان کیا ہے کہ اسے عبدالرحمن بن شیعرون بن اسفندیار ابو مسلم مروزی عباسی حکومت کا ساتھی بھی کہا جاتا ہے، وہ ابوالزبیر ثابت البنانی، محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس کے دونوں بیٹوں، ابراہیم اور عبداللہ سے روایت کرتا ہے اور ابن عساکر نے اس کے شیوخ میں محمد بن علی، عبدالرحمن بن حرمہ اور حضرت ابن عباس کے نام مکرّمہ کا بھی اضافہ کیا ہے۔ ابن عساکر کا بیان ہے کہ اس سے ابراہیم بن میمون الصائغ اور مصعب بن بثیر کے والد بشر اور عبداللہ بن شبرمہ اور عبداللہ ابن المبارک اور عبداللہ بن منیب مروزی اور ابو مسلم کے داماد قدیر بن منبج نے روایت کی ہے۔

خطیب نے بیان کیا ہے کہ ابو مسلم دلیز، عقل مند، دانا اور صاحب تدبیر شخص تھا، ابو جعفر منصور نے اسے مدائن میں قتل کیا اور ابو نعیم اصہبانی نے تاریخ اصہبان میں بیان کیا ہے کہ اس کا نام عبدالرحمن بن عثمان بن یسار تھا، کہتے ہیں کہ اس کی پیدائش اصہبان میں ہوئی تھی اور السدی وغیرہ سے روایت ہے کہ کہتے ہیں کہ اس کا نام ابراہیم بن عثمان بن یسار بن سندوس ابن حوزون تھا، جو بزرگمہر کی اولاد میں سے تھا اور اس کی کنیت ابواسحاق تھی اس نے کوفہ میں نشوونما پائی اور اس کے باپ نے اس کے بارے میں عیسیٰ بن موسیٰ السراج کو وصیت کی تھی پس وہ اسے سات سال کی عمر میں کوفہ لے آیا اور جب امام ابراہیم بن محمد نے اسے خراسان بھیجا تو اسے کہا اپنا نام اور اپنی کنیت تبدیل کر دو تو اس نے عبدالرحمن بن مسلم نام رکھ لیا اور ابو مسلم کنیت اختیار کر لی اور وہ ۷۱ سال کی عمر میں پالان دار گدھے پر سوار ہو کر خراسان کی طرف روانہ ہو گیا اور ابراہیم بن محمد نے اسے اخراجات دیئے اور وہ اسی حالت میں

خراسان میں داخل ہو گیا اور پھر اس کی یہ حالت ہو گئی کہ تمام خراسان اس کا مطیع ہو گیا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ جب وہ خراسان جا رہا تھا تو ایک شراب فروش کی دوکان سے ایک شخص نے دوڑ کر اس کے گدھے کی دم کاٹ دی اور جب ابو مسلم کو قوت حاصل ہو گئی تو اس نے اس جگہ کو ہموار کر دیا اور اس کے بعد وہ ویران ہو گئی اور بعض نے بیان کیا کہ وہ صغریٰ میں قید ہو گیا اور اسے بنو عباس کے ایک داعی نے چار سو درہم میں خرید لیا، پھر امام ابراہیم بن محمد نے اسے بیتا مانگ لیا اور اسے خرید لیا تو وہ آپ کی طرف منسوب ہو گیا اور ابراہیم نے ابو انجم اسماعیل طائی کی لڑکی سے خراسان بھیجتے وقت اس کا نکاح کر دیا، ابو انجم آپ کا داعی تھا اور امام ابراہیم نے اپنی جانب سے چار سو درہم اس کا مہر دیا اور ابو مسلم کے ہاں دو بیٹیاں ہوئی ایک اسماء جس کے ہاں اولاد ہوئی اور دوسری فاطمہ جس کے ہاں کوئی اولاد نہیں ہوئی اور قبل ازیں خراسان میں ۱۲۹ھ میں ابو مسلم کے باختیار امیر ہونے کا حال بیان ہو چکا ہے اور یہ کہ اس نے بنو عباس کی دعوت کو کیسے پھیلایا اور وہ بڑا پرہیزگار، دلیر، جری اور تیز روی سے کام کرنے والا تھا۔

اور ابن عساکر نے اپنے اسناد سے روایت کی ہے کہ ابو مسلم خطبہ دے رہا تھا کہ ایک شخص نے اس کے پاس جا کر کہا یہ سیاہ لباس جو میں آپ پر دیکھ رہا ہوں کیسا ہے؟ اس نے کہا ابو الزبیر نے بحوالہ جابر بن عبد اللہ مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ فتح کے روز مکہ میں داخل ہوئے تو آپ سیاہ عمامہ پہنے ہوئے تھے اور یہ حکومتی لباس ہے اے غلام اسے قتل کر دو اور عبد اللہ بن نبیب کی حدیث سے اس سے عن محمد بن علی عن ابیہ عن جدہ عبد اللہ بن عباس سے روایت کی گئی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو قریش کی ذلت کا خواہاں ہوگا اللہ اسے ذلیل کر دے گا اور دعوت کے دور میں ابراہیم بن میمون الصائغ اس کے اصحاب اور ہم نشینوں میں سے تھے اور اس نے اس سے وعدہ کیا تھا کہ جب وہ غالب آجائے گا تو وہ حدود کو قائم کیا کرے گا۔ پس جب ابو مسلم نے غلبہ پالیا تو ابراہیم بن میمون نے اس سے اس وعدہ کے مطابق جو اس نے اس سے قیام حدود کے متعلق کیا تھا، اصرار کیا، حتیٰ کہ اسے مجبور کر دیا تو اس نے اس کے قتل کا حکم دے دیا اور اس سے کہا تو نصر بن سيار کو کیوں ملامت نہیں کرتا جو شراب کے سنہری برتن بنا کر بنو امیہ کو بھیجتا ہے، اس نے اسے کہا، انہوں نے مجھے اپنے قریب نہیں کیا اور وہ مجھے ان لوگوں میں شمار کرتے ہیں جن سے تو نے وعدہ کیا ہے اور بعض نے مستقل مزاجی سے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے کی وجہ سے ابراہیم بن میمون کے لیے جنت میں بلند مقامات کو دیکھا ہے، بلاشبہ وہ استقلال کے ساتھ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے والا تھا اور ابو مسلم نے اسے قتل کر دیا۔ رحمہ اللہ

اور ہم نے بیان کیا ہے کہ ابو مسلم سفاح کے احکام و فرامین کی اطاعت و فرمانبرداری کرتا تھا اور جب منصور کے پاس حکومت آئی تو اس نے اسے حقیر سمجھا، اس کے باوجود منصور نے اسے اپنے چچا عبد اللہ کے مقابلہ میں شام بھیجا، تو اس نے اسے شکست دی اور اس سے شام کو چھین کر منصور کی حکومت کو واپس کر دیا، پھر اس نے منصور پر تکبر کیا اور اس کے قتل کا ارادہ کیا تو منصور اس کے ارادے کو بھانپ گیا حالانکہ اندرونی طور پر بھی اس سے بغض رکھتا تھا اور اس نے کئی اپنے بھائی سفاح سے مطالبہ کیا کہ وہ اسے قتل کر دے، جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ مگر اس نے اس کی بات نہ مانی۔ پس جب منصور غلیفہ بنا تو وہ مسلسل اس سے مکرو فریب کرتا رہا، حتیٰ کہ وہ اس کے پاس آیا تو اس نے اسے قتل کر دیا۔

اور بعض نے بیان کیا ہے کہ منصور نے ابو مسلم کو لکھا:

اما بعد! باشبہ دلوں پر زنگ لگ جاتا ہے اور گناہ ان پر مہر لگادیتے ہیں اے اوتھھے نصی سے جھاگ نکال اور اے مد ہوش ہوش میں آ اور اے سونے والے! بیدار ہو بلاشبہ تو پراگندہ جھوٹے خوابوں سے دھوکہ کھا گیا ہے اور برزخ دنیا میں تجھ سے پہلے لوگوں نے بھی دھوکہ کھایا ہے اور اس نے گزرے ہوئے لوگوں کے نام بھی لئے (کیا تو ان میں سے کسی کو محسوس کرتا یا ان کی آہٹ سنتا ہے) اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ کو بھاگنے سے عاجز نہیں کیا جاسکتا اور نہ تلاش و جستجو میں اس سے سبقت کی جاسکتی ہے اور میرے پیروکاروں اور داعیوں میں سے جو لوگ تیرے ساتھ ہیں ان سے دھوکہ نہ کھاؤ تیرے ساتھ حملہ کرنے کے بعد تجھ پر حملہ کریں گے اور اگر تو نے اطاعت چھوڑ دی اور جماعت سے علیحدگی اختیار کر لی ہے اور جو بات تیرے وہم و گمان میں بھی نہ تھی وہ تیرے سامنے آگئی ہے تو آہستہ روی اختیار کر اے ابو مسلم بغاوت سے اجتناب کر بلاشبہ جو شخص بغاوت اور تعدی کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے چھوڑ دیتا ہے اور جو شخص دونوں ہاتھوں اور منہ سے اسے پچھاڑتا ہے اسے اس پر فتح دے دیتا ہے اور اپنے سے پہلے گزرے ہوئے لوگوں کے طریق کو اختیار کرنے اور اپنے بعد آنے والے لوگوں کے لیے عبرت بننے سے اجتناب کر اب حجت قائم ہو چکی ہے اور میں اور میرے اطاعت کنندگان نے تیرے بارے میں کوتاہی سے کام لیا ہے اور (انہیں اس شخص کی خبر سنا دے جسے ہم نے اپنے نشانات دینے تو وہ ان سے علیحدہ ہو گیا اور شیطان نے اس کا پیچھا کیا تو وہ گمراہوں میں سے ہو گیا۔

ابو مسلم نے اسے جواب دیا:

اما بعد! میں نے آپ کا خط پڑھا اور میں نے امیں آپ کو حق و صواب سے پہلو تہی کرنے والا پایا جب کہ اس میں بے موقع مثالیں بیان کی گئی ہیں اور آپ نے میری طرف وہ آیات لکھی ہیں جو کافروں کے بارے میں نازل کی گئی ہیں اور جاننے نہ جاننے والے لوگ برابر نہیں ہوتے اور قسم بخدا میں نشانات الہیہ سے علیحدہ نہیں ہوا۔ لیکن اے عبد اللہ بن محمد! میں وہ شخص ہوں جو قرآن کریم سے تمہارے بارے میں آیات کی تاویلات کرتا رہا ہوں اور ان کی وجہ سے میں نے تمہاری محبت اور اطاعت کو واجب قرار دیا ہے اور میں نے تم سے پہلے تمہارے دو بھائیوں اور پھر ان دونوں کے بعد تمہارے ساتھ پوری محبت کی ہے اور میں ان دونوں کا دیندار اور پیروکار تھا اور اس نے مجھے اچھا ہادی اور ہدایت یافتہ خیال کیا اور میں نے تاویل میں غلطی کی ہے اور پہلے بھی تاویل کرنے والے غلطی کرتے رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں (جب ہماری آیات پر ایمان لانے والے تیرے پاس آئیں تو کہو تم پر سلام ہو تمہارے رب اپنے رحمت کو فرض قرار دیا ہے اور یہ کہ تم میں سے جو شخص ناواقفیت سے برے کام کرے گا پھر اس کے بعد توبہ کرے گا اور اصلاح کرے گا تو بلاشبہ وہ بخشے والا اور رحم کرنے والا ہے) اور تیرا بھائی سفاح مہدی کی صورت میں ظاہر ہو حالانکہ وہ گمراہ تھا اور اس نے مجھے تلوار سونپنے اور تہمت پر قتل کرنے اور شبہ کو مقدم کرنے اور رحم کو چھوڑ دینے اور لغزش کو معاف نہ کرنے کا حکم دیا پس میں نے اہل دنیا کو تمہاری اطاعت کرنے اور تمہاری بادشاہت کے لیے ہموار کرنے کے لیے ستایا حتیٰ کہ اللہ نے ان لوگوں سے بھی تمہارا تعارف کروایا جو تم سے ناواقف تھے پھر اللہ تعالیٰ نے ندامت سے میری تلافی کی اور توبہ سے مجھے بچایا پس اگر وہ مجھ سے عفو و درگزر کرے تو بلاشبہ وہ رجوع کرنے والوں کو بخشنے والا ہے اور اگر وہ مجھ سے مزادے تو وہ میرے گناہوں

کی وجہ سے ہوگی اور تیرا رب بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں۔

منصور نے اسے لکھا:

الاعباد اے تافران مجرم باشبہ میرا بھائی امام ہدایت تھا جو اپنے رب کی طرف سے دلیل پر قائم ہو کر دعوت الی اللہ کرتا تھا سو اس نے تیرے لیے راستے کو واضح کیا اور تجھے سیدھے راستے پر ڈالا اور اگر تو میرے بھائی کی اقتداء کرتا تو تو حق سے پہلو تہی نہ کرتا اور شیطان اور اس کے اوامر کی طرف واپس نہ جاتا لیکن تجھے دو کام بھی سوجھ سکتے ہیں کہ تو ان دونوں میں سے زیادہ راست کام کا تارک ہو اور ان دونوں میں سے زیادہ گمراہ کام کا مرتکب ہو تو فراعنہ کی طرح قتل کرتا اور جاہلوں کی طرح گرفت کرتا اور تو مفسدین کی طرح ظالمانہ فیصلے کرتا ہے اور مالی فضول خرچی کرتا ہے اور اسے فضول خرچ لوگوں کی طرح بے جا خرچ کرتا ہے۔ پھر اے فاسق مجھے یہ بھی پتہ چلا کہ تو نے موسیٰ بن کعب کو خراسان کا امیر مقرر کیا ہے اور اسے حکم دیا ہے کہ وہ نیشاپور میں قیام کرے اور اگر تو نے خراسان کا ارادہ کیا تو وہ تجھے میرے ان جرنیلوں اور پیروکاروں کے ساتھ آٹے گا جو اس کے ساتھ ہیں اور میں تجھ سے تیرے ہمسروں کے ساتھ جنگ کرنے جا رہا ہوں اچھی طرح سے اپنی تدابیر کر لے اور امیر المؤمنین اور اس کے اتباع کو اللہ نعم الوکیل کافی ہے۔

اور منصور لگا تار اس سے کبھی رغبت سے اور کبھی خوف سے خط و کتابت کرتا رہا اور اس کے ارد گرد جو امراء اور اہلچی تھے جنہیں ابو مسلم، منصور کے پاس بھیجتا تھا ان کو کم عقل قرار دیتا رہا اور ان سے وعدے کرتا رہا، حتیٰ کہ انہوں نے منصور کے پاس جانے کے بارے میں ابو مسلم کی رائے کی تمسین کی۔ صرف امیر نیزک نے اس سے اتفاق نہ کیا اور جب اس نے ابو مسلم کو ان کا فرمانبردار دیکھا تو اس نے متقدم الذکر شعر پڑھا کہ:

آدمیوں کو قضاء و قدر کے ساتھ ضرور چلنا پڑتا ہے اور قضاء و قدر لوگوں کی تدبیر سے لے جاتی ہے۔

اور اس نے اسے منصور کو قتل کرنے اور اس کی بجائے خلیفہ بن جانے کا مشورہ دیا مگر اس سے یہ نہ ہو سکا اور جب وہ مدائن آیا تو خلیفہ کے حکم سے امراء نے اس کا استقبال کیا اور دن کے آخری حصے میں ابو ایوب کاتب الرسائل نے اسے مشورہ دیا کہ وہ اسے آج کا دن قتل نہ کرے جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے اور جب وہ خلیفہ کے سامنے کھڑا ہوا تو اس نے اس کی تعظیم و تکریم کی اور اس کے احترام کا اظہار کیا اور کہا آج شب چلے جاؤ تم سے سفر کی تھکان دور ہو جائے گی پھر کل میرے پاس آنا اور جب دوسرا دن آیا تو اس نے اس کے قتل کے لیے کچھ امراء کو مقرر کیا جن میں عثمان بن نہیک اور شیب بن واثق شامل تھے سو انہوں نے اسے قتل کر دیا جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔

اور یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے کئی دن تک قیام کیا اور منصور اس کے اکرام و احترام کا اظہار کرتا رہا پھر اس نے خوف محسوس کیا اور ابو مسلم خوفزدہ ہو گیا اور اس نے عیسیٰ بن موسیٰ کی سفارش چاہی اور اس سے پناہ مانگی اور کہا مجھے اس سے اپنی جان کا خوف ہے اس نے کہا تم پر کوئی خوف نہیں، چلے میں آپ کے پیچھے آ رہا ہوں اور میرے آنے تک آپ میری پناہ میں ہیں اور عیسیٰ کو خلیفہ کے ارادے کا کچھ علم نہ تھا۔ ابو مسلم آ کر منصور سے اجازت مانگنے لگا تو لوگوں نے اسے کہا یہیں بیٹھ جاؤ امیر المؤمنین وضو کر

رہے ہیں وہ بیٹھ گیا اور وہ اپنی بیٹھک کو طول دینا چاہتا تھا تاکہ عیسیٰ بن موسیٰ آجائے مگر اس نے دیر کردی اور خلیفہ نے اسے اجازت دے دی تو وہ اس کے پاس بیٹھ گیا تو وہ اسے چھ باتوں پر جو اس سے صادر ہوئی تھیں ملامت کرنے لگا اور وہ ان کے بارے میں اچھی طرح معذرت کرنے لگا حتیٰ کہ اس نے اسے کہا تو نے سلیمان بن کثیر، ابراہیم بن میمون اور فلاں فلاں شخص کو کیوں قتل کیا ہے؟ اس نے کہا اس لیے کہ انہوں نے میری نافرمانی کی ہے اور میرے حکم کی مخالفت کی ہے۔ اس موقع پر منصور نے غضبناک ہو کر کہا تو ہلاک ہو جائے۔ جب تیری نافرمانی ہو تو تو قتل کر دیتا ہے اور میں تجھے اپنی نافرمانی کرنے کی وجہ سے قتل نہ کروں؟ اور اس نے اپنے دونوں ہاتھوں سے تالی بجاؤ۔ یہ اس کے اور گھات میں بیٹھے ہوئے لوگوں کے درمیان اس کے قتل کے لیے اشارہ تھا۔ پس وہ اسے قتل کرنے کے لیے دوڑ پڑے اور ان میں سے ایک نے اسے تلوار مار کر اس کی تلوار پر تلہ کاٹ دیا تو اس نے کہا اے امیر المؤمنین مجھے اپنے دشمنوں کے لیے زندہ رکھئے، اس نے کہا تجھ سے بڑھ کر میرا دشمن کون ہے؟ پھر منصور نے انہیں ڈانٹا تو انہوں نے اسے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور ایک چوغے میں پلپٹ دیا اور اس کے بعد عیسیٰ بن موسیٰ آیا اور کہنے یا امیر المؤمنین یہ کیا ہے؟ اس نے کہا یہ ابو مسلم ہے اس نے کہا انا اللہ وانا الیہ راجعون۔

منصور نے اسے کہا میں اس خدا کا شکر گزار ہوں کہ اچانک میرے پاس نعمت آئی ہے اور اچانک میرے پاس ناراضگی نہیں آئی اور اس بارے میں ابودلامہ کہتا ہے:

اے ابو مسلم اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے پر جو نعمت کی ہے، جب تک بندہ اسے نہ بدلے وہ اسے نہیں بدلتا، اے ابو مسلم تو نے مجھے قتل سے خوفزدہ کیا اور جس بات سے تو نے مجھے خوفزدہ کیا، اسی سے سرخ شیر نے تجھے ڈرایا۔

اور ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ منصور، عثمان بن نہیک، شیب بن داؤد، ابو حنیفہ، حرب بن قیس اور دیگر محافلوں کے پاس آیا کہ اور وہ اس کے نزدیک رہیں اور جب ابو مسلم اس کے پاس آئے اور وہ اس سے خطاب کرے اور ایک ہاتھ کو دوسرے ہاتھ پر مارے تو وہ اسے قتل کر دیں اور جب ابو مسلم اس کے پاس آیا تو منصور نے اسے کہا عبد اللہ بن علی سے تمہیں جو دو تلواریں ملی تھیں ان کا کیا بنا؟ اس نے کہا ان دونوں میں سے ایک یہ ہے۔ اس نے کہا مجھے دکھاؤ پس اس نے تلوار لے کر اپنے گھٹنے کے نیچے رکھ لی پھر اسے کہنے لگا تجھے اس بات پر کس نے آمادہ کیا تھا؟ کہ تو ابو عبد اللہ سفاح کو لکھے کہ تم مردہ زمینوں سے رک جاؤ تو ہمیں دین سکھانا چاہتا ہے؟ اس نے کہا میرا خیال تھا کہ اس کا لینا جائز نہیں اور جب امیر المؤمنین کا خط میرے پاس آیا تو مجھے معلوم ہو گیا کہ وہ اور ان کے اہل بیت علم کی کان ہیں۔ اس نے کہا حج کے راستے میں تم مجھ سے آگے کیوں بڑھے؟ اس نے کہا میں نے پانی پر اپنے اجتماع کو ناپسند کیا اس سے لوگوں کو تکلیف ہوگی پس میں آسائش کے حصول کے لیے آگے بڑھ گیا۔ اس نے کہا جب تیرے پاس ابو العباس کی موت کی اطلاع آئی تو میرے پاس واپس کیوں نہ آیا؟ اس نے کہا میں نے حج کے راستے میں لوگوں کو تنگی میں ڈالنا پسند نہ کیا اور مجھے معلوم تھا کہ ہم عنقریب کوفہ میں اکٹھے ہوں گے اور میں نے آپ کی کوئی خلاف ورزی نہیں کی اس نے کہا تو عبد اللہ بن علی کی لوٹنے کو اپنے لیے مخصوص کرنا چاہتا ہے؟ اس نے کہا نہیں مجھے اس کے ضیاع کا خدشہ ہوا تو میں اسے اٹھا کر خیمہ میں لے گیا اور وہاں میں نے اسے محافظوں کی حفاظت میں دے دیا۔ پھر اس نے اسے کہا کیا تو میری طرف اپنے نام سے ابتداء

کرنے اور آمنہ بنت علی کی طرف مشکئی کا پیغام لکھنے والا نہیں؟ اور تو اپنے آپ کو سلیط بن عبد اللہ بن عباس خیال کرتا ہے یہ سب باتیں ہوئیں اور منصور کا ہاتھ اس کے ہاتھ میں تھا اور وہ اسے مل رہا تھا اور اسے الٹ پلٹ کر رہا تھا اور وہ معذرت کر رہا تھا۔ پھر اس نے کہا تجھے کس نے میری ذات کرنے اور خراسان جانے پر آمادہ کیا تھا؟ اس نے کہا مجھے خوف ہوا کہ ہو سکتا ہے کہ میرے بارے میں آپ کو کوئی شک ہو جائے میں نے جاہل خراسان حال آپ کی طرف اپنا عذر لکھوں۔ اس نے کہا تو نے سلیمان بن کثیر کو کیوں قتل کیا؟ حالانکہ وہ تجھ سے پہلے ہمارے نقیبوں اور داعیوں میں تھا اس نے کہا اس نے میری مخالفت کا ارادہ کیا تھا اس نے کہا تو ہلاک ہو جائے تو نے میری مخالفت اور نافرمانی کا ارادہ کیا ہے۔ اور اگر میں تجھے قتل نہ کروں تو اللہ مجھے قتل کر دے۔ پھر اس نے اسے خیمے کی لکڑی ماری اور وہ لوگ اس کے پاس آگئے اور عثمان نے تلوار مار کر اس کی تلوار کا پر تلہ کاٹ دیا اور شیب نے تلوار مار کر اس کا پاؤں کاٹ دیا اور بقیہ لوگوں نے بھی تلواروں کے ساتھ حملہ کر دیا اور منصور چلا تا رہا تم ہلاک ہو جاؤ اللہ تمہارے ہاتھوں کو کاٹ دے اسے مارو پھر انہوں نے اسے ذبح کر کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ پھر اسے دریائے دجلہ میں ڈال دیا گیا اور روایت ہے کہ جب منصور نے اسے قتل کر دیا تو اس کے پاس کھڑے ہو کر کہا اے ابو مسلم اللہ تجھ پر رحم کرے تو نے ہم سے معاہدہ کیا ہم نے تجھ سے عہد کیا تھا تو نے ہم سے وفا کی اور ہم نے تجھ سے وفا کی اور ہم نے تجھ سے معاہدہ کیا تھا کہ جس نے ان ایام میں ہمارے خلاف بغاوت کی ہم اسے قتل کر دیں گے پس تو نے ہمارے خلاف بغاوت کی اور ہم نے تجھے قتل کر دیا اور ہم نے تیرے بارے میں وہی فیصلہ کیا ہے جو تو نے ہمارے متعلق فیصلہ کیا ہے کہتے ہیں کہ منصور نے کہا اس خدا کا شکر ہے جس نے اے دشمن خدا ہمیں تیرا یہ دن دکھایا ہے یہ ابن جریر کا قول ہے اور منصور نے اس موقع پر کہا:

تو نے خیال کیا کہ قرض کا مطالبہ نہیں ہوگا مجرم کے باپ سے پورا ماپ لو تجھے وہی پیالہ پلایا گیا ہے جو تو پلایا کرتا تھا۔ جو حلق میں ایلوے سے بھی زیادہ تلخ ہے۔

پھر منصور نے ابو مسلم کے قتل کے بعد لوگوں سے خطاب کیا اور کہا اے لوگو! پرند ہائے نعمت کو ترک شکر سے نہ بھگاؤ ورنہ تم پر ناراضگی کا نزول ہوگا اور ائمہ کی خیانت کو نہ چھپاؤ بلاشبہ تم میں سے جو شخص کسی بات کو چھپاتا ہے وہ اس کی زبان کی لغزشوں اور چہرے کی اطراف اور اس کی نظر کے زاویوں سے ظاہر ہو جاتی ہے اور جب تک تم ہمارے حق کو پھانسیں گے ہم تمہارے حق سے ہرگز نادانف نہیں رہیں گے اور جب تک تم ہمارے احسان کو یاد کرتے رہو گے ہم تم سے سن سلوک کرنا نہیں بھولیں گے۔ اور جس نے اس قمیص کے بارے میں ہم سے کشاکش کی ہم اس کی کھوپڑی پھیل دیں گے حتیٰ کہ تمہارے آدمی درست ہو جائیں گے اور تمہارے اعمال باز آ جائیں گے اور اس جاہل ابو مسلم نے اس شرط پر بیعت کی تھی کہ جس نے ہماری بیعت توڑ دی اور ہم سے فریب کاری کی ہم اس کے خون کو مباح کر دیں گے پس اس نے عہد شکنی اور خیانت کی اور فوراً کفر کا ارتکاب کیا پس ہم نے اس کے لیے وہی فیصلہ کیا جو ہمارے لیے دوسروں کے متعلق کرتا تھا۔

بلاشبہ ابو مسلم کا آغاز اچھا اور انجام برا ہے اور اس نے جو کچھ ہمیں دیا ہے اس سے زیادہ ہمارے ذریعے لوگوں سے حاصل کیا ہے اور اس نے باطن کی قباحت کو اپنے ظاہر کے حسن پر ترجیح دی ہے اور ہم نے اس کی اندرونی خباثت اور فساد نیت کو جان لیا

ہے اور اگر ہمیں ملامت کرنے والے کو اس کا علم ہو جاتا تو ۱۰۰ ملامت نہ کرتا اور جو کچھ ہمیں معلوم ہوا ہے اگر اسے معلوم ہوتا تو وہ ہمیں اس کے قتل میں معذور سمجھتا اور اس کے مہلت دینے پر ہمیں عتاب کرتا اور وہ مسلسل اپنے بیعت اور عہد کو توڑتا رہا حتیٰ کہ اس نے اپنی سزا کو ہمارے لیے جائز کر دیا اور اپنے خون کو ہمارے لیے مباح کر دیا۔ پس ہم نے اس کے بارے میں حق کے نفاذ سے نہیں روکا اور نابغہ ذبیانی نے نعمان بن المنذر کے متعلق کیا خوب کہا ہے:

”جس نے تیری اطاعت کی ہے اسے اس کی اطاعت کے مطابق نفع دے، قسم بخدا وہ راہ راست پر ہے اور جو تیری نافرمانی کرے اسے ایسی سزا دے جو ظالم کو روک دے اور ظلم پر نہ بیٹھے۔“

اور بیہقی نے حاکم سے اپنی سند سے روایت کی ہے کہ حضرت عبداللہ بن مبارک سے ابو مسلم کے متعلق دریافت کیا گیا کہ وہ اچھا تھا یا حجاج؟ تو آپ نے فرمایا میں نہیں کہتا کہ ابو مسلم کسی سے اچھا تھا لیکن حجاج اس سے براتھا اور بعض نے اسے اسلام پر متم کیا ہے اور اس پر بے دینی کی تہمت لگائی ہے لیکن انہوں نے جو باتیں ابو مسلم کے متعلق بیان کی ہیں میں نے ان پر دلالت کرنے والی کوئی بات نہیں دیکھی بلکہ یہ دیکھا ہے کہ وہ ان لوگوں میں سے تھا جو اپنے گناہوں کے بارے میں اللہ سے ڈرتے ہیں اور عباسی حکومت کے قیام میں اس سے جو خوزریزی ہوئی تھی اس سے اس نے توبہ کا اوعاء کیا ہے اور اللہ اس کے حال کو بہتر جانتا ہے۔

اور خطیب نے اس سے روایت کی ہے کہ اس نے کہا میں نے صبر کی چادر اڑھ لی ہے اور گزارے کے مطابق روزی کو ترجیح دی ہے اور غموں سے معاہدہ کیا ہے اور تقدیرات و احکام سے بلندی میں مقابلہ کیا ہے حتیٰ کہ میں اپنے ارادے کی انتہاء کو پہنچ گیا اور میں نے اپنی خواہش کی انتہاء کو پالیا پھر وہ کہنے لگا:

اور تو نے عزم اور پوشیدگی سے وہ بات حاصل کر لی ہے جس سے بنو مردان کے بادشاہ اکٹھے ہو کر بھی عاجز رہے ہیں اور میں مسلسل انہیں تلوار سے مارتا رہا تو وہ ایسی نیند سے بیدار ہو گئے جو نیندان سے پہلے لوگوں میں سے کسی نے نہیں لی تھی اور میں ان کے دیار میں ڈرتا ہوا چکر لگا تاہا اور قوم اپنے ملک شام میں سوئی ہوئی تھی اور جو شخص درندوں کی زمین میں بکریاں چرائے اور ان سے غافل ہو جائے ان کے چرانے کی ذمہ داری شیر لے لیتا ہے۔

اور ابو مسلم ۷ شعبان ۱۳ھ کو بروز بدھ مدائن میں قتل ہوا اور بعض نے ۲۷ شعبان اور بعض ۲۶ شعبان اور بعض ۲۸ شعبان بیان کرتے ہیں اور بعض نے بیان کیا ہے کہ اس کے ظہور کی ابتداء رمضان ۱۲۸ھ میں ہوئی اور بعض نے ۱۲ھ بیان کی ہے اور بعض کا خیال ہے وہ بغداد میں ۱۴۰ھ میں قتل ہوا اور قائل کا یہ قول غلط ہے۔ بلاشبہ بغداد ابھی تک تعمیر ہی نہ ہوا تھا جیسا کہ خطیب نے تاریخ بغداد میں بیان کیا ہے اور اس قول کو رد کیا ہے۔

پھر منصور ابو مسلم کے اصحاب کی عطیات و رغبت خوف اور امارتوں سے دلجوئی کرنے لگا اور اس نے ابواسحاق کو بلایا ج ابو مسلم کے معزز اصحاب میں سے تھا اور ابو مسلم کا پولیس سپرنٹنڈنٹ تھا اور اس نے اسے قتل کرنے کا ارادہ کیا تو اس نے کہا یا امیر المؤمنین خدا کی قسم میں آج کے سوا کبھی پرسکون نہیں ہوا اور جس روز بھی میں آپ کے پاس آیا خوشبو لگا کر اور اپنا کفن پہن کر آیا پھر اس کے جسم کے ساتھ جو کپڑے تھے اس نے ہٹائے تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ خوشبو لگائے ہوئے ہے اور کفن کی چادریں پہنے ہوئے

ہے۔ پس منصور کو ترس آ گیا اور اس نے اسے رہا کر دیا۔

اور ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ ابوسلم نے اپنی جنگوں میں اور جو کچھ وہ بنو عباس کی حکومت کی خدمت کے لیے کرتا تھا اس میں چھ لاکھ آدمیوں کو باندھ کر قتل کیا اور اس کے علاوہ جو آدمی اس نے قتل کئے وہ اس سے الگ ہیں اور اس نے منصور سے جب کہ وہ اسے اس کے کاموں پر ملامت کر رہا تھا کہا یا امیر المؤمنین میری اس آزمائش کے بعد میں نے جو کچھ کہا ہے مجھ پر کوئی اعتراض نہ ہوگا تو اس نے اسے کہا اے خبیث عورت کے بیٹے اگر تیری جگہ کوئی لونڈی ہوتی تو وہ اس کی ایک جانب کو کافی ہوتی تو نے جو کچھ کیا ہے ہماری حکومت اور ہماری قوت سے کیا ہے اگر یہ بات تیری طرف سے ہوتی تو تو چراغ کی بتی تک بھی نہ پہنچتا اور جب منصور نے اسے قتل کیا تو اسے ایک چادر میں لپیٹ دیا اور اس کا عضو عضو کٹا ہوا تھا۔ عیسیٰ بن موسیٰ نے آ کر پوچھا یا امیر المؤمنین ابوسلم کہاں ہے اس نے کہا ابھی وہ یہیں تھا اس نے کہا یا امیر المؤمنین آپ اس کی اطاعت اور خیر خواہی اور اس کے بارے میں امام ابراہیم کی رائے کو جانتے ہیں اس نے کہا اے بیوقوف خدا کی قسم میں نہیں جانتا کہ زمین میں اس سے بڑھ کر میرا دشمن ہو دیکھو وہ اس بچھونے میں بڑا ہے اس نے کہا اللہ وانا ایہ راجعون۔

پھر منصور نے اسے کہا اللہ تیرے دل کو آزاد کرے کیا تمہیں ابوسلم کے ساتھ کوئی مقام یا اقتدار یا امر دینی حاصل تھا۔ پھر منصور نے سرکردہ امراء کو بلا لیا اور قتل اس کے کہ انہیں اس کے قتل کا علم ان سے ابوسلم کے قتل کے بارے میں مشورہ کرنے لگا پس سب نے اس کے قتل کا مشورہ دیا اور ان میں سے جب کوئی بات کرتا وہ ابوسلم کے خوف سے آہستہ کلام کرتا کہ اس تک بات نہ پہنچ پائے اور جب اس نے انہیں ان کے قتل کی اطلاع دی تو اس بات نے انہیں گھبرا دیا اور انہوں نے بہت خوشی کا اظہار کیا پھر منصور نے لوگوں سے اس کے متعلق خطاب کیا جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے پھر منصور نے ابوسلم کی زبان سے ابوسلم کے اموال و ذخائر کے نائب کو خط لکھا کہ اس کے پاس جو اموال و ذخائر اور جو اہر موجود ہیں انہیں لے کر آجائے اور خط پر ابوسلم کی مکمل مہر لگا دی جو انگوٹھی کے نگینے پر مطبوع تھی جب خازن نے اسے دیکھا تو اسے اس بارے میں شک ہوا اور ابوسلم پہلے اپنے خازن کو کہہ چکا تھا کہ جب تیرے پاس میرا خط آئے تو اس پر نص نگینے کی مہر دیکھے تو جو کچھ اس میں لکھا ہو اس پر عمل کرنا اور میں اپنے خطوط پر اس کے نصف نگینے سے مہر لگاتا ہوں اور جب تیرے پاس مکمل مہر والا خط آئے تو اسے قبول نہ کرنا اور نہ اس پر عمل کرنا۔ پس اس موقع پر اس کے خازن نے منصور کے بھیجے ہوئے خط پر عمل نہ کیا تو منصور نے اس کے بعد اس کی طرف اس شخص کو بھیجا جس نے اس سے سب کچھ لے لیا اور خازن کو قتل کر دیا اور منصور نے ابوداؤد بن ابراہیم بن خالد کو خراسان کی امارت کا خط لکھ دیا جیسا کہ اس نے ابوسلم کے عوض اس سے اس کا وعدہ کیا تھا۔

اور اس سال سباز ابوسلم کے خون کا بدلہ طلب کرتے ہوئے نکلا اور یہ سباز مجوسی تھا جو قوس اور اصہبان پر مغلب ہو گیا تھا اور فیروز اصہبند کے نام سے موسوم تھا ابوجعفر منصور نے اس کے مقابلہ میں جمہور بن مرار العجلی کی سرکردگی میں دس ہزار سواروں کا حبش بھیجا اور ہمدان اور ری کے درمیان جنگل میں ان کی مدد بھیڑ ہوئی پس جمہور نے سباز کو شکست دی اور اس کے ساتھ ہزار اصحاب کو قتل کر دیا اور ان کی عورتوں اور بچوں کو قیدی بنا لیا اور اس کے ستر دن بعد اس نے سباز کو بھی قتل کر دیا اور ری میں ابوسلم

کے جن اموال پر وہ قابض تھا انہیں لے لیا اور اسی طرح اسی سال ملبہ بن حرمہ شیبانی نام ایک شخص نے جزیرہ میں ایک ہزار خورج کے ساتھ بغاوت کی اور منصور نے اس کی طرف متعدد بڑے بڑے جیوش بھیجے جن سب نے اس سے شکست کھائی اور بھاگ اٹھے۔ پھر جزیرہ کے نائب مید بن قتبہ نے اس سے جنگ کی تو ملبہ نے اسے بھی شکست دی اور حمیہ نے ایک قلعے میں قلعہ بند ہو کر اسے اپنا بچاؤ کیا پھر حمید بن قتبہ نے ایک لاکھ درہم پر اس سے مصالحت کر لی اور دراہم اسے دے دیئے اور ملبہ نے انہیں قبول کر لیا اور اسے چھوڑ دیا۔

اور اس سال خلیفہ کے چچا اسماعیل بن علی بن عبداللہ بن عباس نے لوگوں کو حج کروایا یہ واقعہ کا قول ہے اور منصور کا چچا موصل کا نائب تھا اور کوفہ کی نیابت پر عیسیٰ بن موسیٰ اور بصرہ کی نیابت پر سلیمان بن علی اور جزیرہ کی نیابت پر حمید بن قتبہ اور مصر کی نیابت پر صالح بن علی اور خراسان کی نیابت پر ابو داؤد ابراہیم بن خالد اور حجاز کی نیابت پر زیاد بن عبداللہ مقرر تھے اور اس سال خلیفہ کے سباز کے ساتھ مشغول ہونے کی وجہ سے لوگوں کے لیے موسم گرما کی خوراک نہ رہی۔

اور اس سال میں وفات پانے والے مشاہیر میں سے ابو مسلم خراسانی ہے جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے اور یزید بن ابی زیاد واحد شخص ہے جس نے اس کے بارے میں گفتگو کی جیسا کہ ہم نے انکسلی میں اس کا ذکر کیا ہے، واللہ سبحانہ اعلم۔

۱۳۸ھ

اس سال شام روم قسطنطین مملطیہ میں زبردستی داخل ہو گیا اور اس نے اس کی تفصیل کو گرا دیا اور اس کے جن جانباڑوں پر اس نے قابو پایا انہیں معاف کر دیا اور اس سال نائب مصر صالح بن علی نے موسم گرما کی جنگ لڑی اور شاہ روم نے مملطیہ کی جو تفصیل بنائی تھی اسے گرا دیا اور اپنے بھائی عیسیٰ بن علی کو چالیس ہزار درینار دیئے اور اسی طرح اپنے بھتیجے عباس بن محمد بن علی کو چالیس ہزار درینار دیئے اور اس سال عبداللہ بن علی نے بیعت کی جسے ابو مسلم نے شکست دی تھی اور وہ بصرہ بھاگ گیا تھا اور اپنے بھائی سلیمان بن علی کی پناہ لے لی تھی حتیٰ کہ اس نے اس سال خلیفہ کی بیعت کر لی اور اس کی اطاعت کی طرف لوٹ آیا لیکن اسے بغداد کے قید خانے میں محبوس کر دیا گیا جیسا کہ ابھی بیان ہوگا۔

اور اس سال جمہور بن مرار العلجی نے خلیفہ منصور کو سباز کو شکست دینے اور ابو مسلم کے اموال و ذخائر پر قابض ہونے کے بعد معزول کر دیا اور اس کے دل میں یہ خیال پختہ ہو گیا کہ وہ اس پر قابو نہیں پاسکتا سو خلیفہ نے محمد انصاری کو بہت بڑی فوج کے ساتھ اس کے مقابلہ میں بھیجا اور انہوں نے باہم شدید جنگ کی اور اس نے جمہور کو شکست دی اور اس کے پاس جو اموال و ذخائر تھے چھین لیے پھر انہوں نے اس کو قتل کر دیا اور اس سال ملبہ بن حرمہ نے خازم بن خزیمہ کے ہاتھوں آٹھ ہزار فوج میں مارا گیا اور ملبہ کے اصحاب میں سے ایک ہزار سے زائد آدمی مارے گئے اور بقیہ شکست کھا گئے۔

واقعہ کا بیان ہے کہ اس سال فضل بن علی نے لوگوں کو حج کروایا اور اس میں وہی لوگ نائب تھے جو اس سال سے پہلے تھے۔ ایک قول کے مطابق اس سال وفات پانے والے اعیان میں یزید بن واقد، العلاء بن عبدالرحمن اور لیث بن ابی سلیم شامل ہیں۔

اور اس سال بنو امیہ میں سے الداخل کی خلافت بلا داندلس میں قائم ہوئی اور وہ عبدالرحمن بن معاویہ بن ہشام بن عبدالملک بن مروان ہاشمی ہے۔

میں کہتا ہوں وہ ہاشمی نہیں ہے، وہ بنو امیہ میں سے ہے اور اموی کے نام سے موسوم ہے۔ وہ عبداللہ بن علی بن عبداللہ بن عباس کے مقابلہ میں فرار ہو کر بلاد مغرب کو چلا گیا اور وہ اپنے بھگڑے ساتھیوں کے ساتھ کچھ لوگوں کے پاس سے گزرا جو باہم یرمائی اور مضری عصبیت پر جنگ کر رہے تھے اس نے اپنے غلام بدر کو ان کے پاس بھیجا تو اس نے انہیں ان کی طرف مائل کر دیا اور انہوں نے اس کی بیعت کرنی اور وہ ان کے ساتھ داخل ہو گیا اور اس نے بلا داندلس کو فتح کیا اور ان پر قابض ہو گیا اور انہیں یوسف بن عبدالرحمن بن حبیب بن ابی عبیدہ بن عقبہ بن نافع فہری سے جو ان کا نائب تھا چھین لیا اور اسے قتل کر دیا اور عبدالرحمن نے قرطبہ میں سکونت اختیار کر لی اور ان شہروں میں اس کی خلافت اس سال سے لے کر ۲۷ھ تک قائم رہی اور اس سال میں اس نے وفات پائی اور اس کی حکومت ۳۴ سال چند ماہ رہی۔ پھر اس کے بعد اس کے بیٹے ہشام نے چھ سال چند ماہ حکومت کی، پھر وہ مر گیا تو اس کے بعد الحکم بن ہشام نے ۲۶ سال حکومت کی، پھر وہ مر گیا، پھر اس کے بیٹے عبدالرحمن بن الحکم نے ۳۳ سال حکومت کی اور مر گیا۔ پھر اس کے بعد محمد بن عبدالرحمن بن الحکم نے ۲۶ سال حکومت کی۔ پھر اس کے بیٹے المنذر بن محمد، پھر اس کے بھائی عبدالرحمن بن محمد بن المنذر نے حکومت کی اور اس کا زمانہ حکومت ۳۰ھ کے بعد بھی رہا ہے۔ پھر اس حکومت کو زوال آ گیا، جیسا کہ ہم ابھی ان سالوں میں اور اس کے باشندوں کے زوال میں اس کا ذکر کریں گے انہوں نے با فراغت نعمتوں اور حسین و جمیل عورتوں میں کیسے زندگی گزاری، پھر یہ سال اور ان کے باشندے گویا وعدے کے وقت کے پابند تھے، گزر گئے پھر وہ خشک پتوں کی طرح ہو گئے جنہیں کمزور یا درصا خشک کر دیتی ہے۔

۱۳۹ھ

اس سال صالح بن علی نے ملطیہ کی تعمیر مکمل کی، پھر نئے طریق سے موسم گرم کی جنگ کی اور وہ بلاد روم میں دور تک چلا گیا اور اس کے ساتھ اس کی دونوں بہنوں ام عیسیٰ اور لبابہ نے بھی جنگ کی جو علی کی بیٹیاں تھیں اور ان دونوں نے نذر مانی تھی کہ اگر بنو امیہ کی حکومت جاتی رہی تو وہ خدا کی راہ میں جہاد کریں گی اور اس سال منصور اور شام روم کے درمیان قیدیوں کے چھڑانے کا معاہدہ ہوا اور اس نے بعض مسلمان قیدیوں کو چھڑایا پھر اس سال ۱۳۶ھ تک لوگوں کے لیے موسم گرما کی جنگ نہیں ہوئی، اس لیے کہ منصور، عبدالرحمن بن حسن کے دونوں بیٹوں کے معاملے میں مشغول تھا جیسا کہ ہم ابھی بیان کریں گے۔ اور بعض نے بیان کیا ہے کہ حسن بن قطبہ نے عبدالوہاب بن امام ابراہیم کے ساتھ ۱۴۰ھ میں موسم گرما کی جنگ کی۔ واللہ اعلم۔

اور اس سال منصور نے مسجد الحرام کو وسیع کیا اور یہ سال نہایت سرسبز و شاداب تھا اور بعض کا قول ہے کہ یہ کام ۱۴۰ھ میں ہوا تھا اور اس سال منصور نے اپنے چچا سلیمان کو بصرہ کی امارت سے معزول کر دیا اور عبداللہ بن علی اور اس کے اصحاب اپنی جانوں کے خوف سے روپوش ہو گئے اور منصور نے اپنے بصرہ کے نائب سفیان بن معاویہ کو پیغام بھیجا جس میں اسے عبداللہ بن علی کو اس

کے پاس حاضر کرنے کی ترغیب دی۔ پس اس نے اسے اس کے اصحاب کے ساتھ بھیجا تو اس نے بعض کو قتل کر دیا اور اپنے چچا عبداللہ بن علی کو قید کر دیا اور اس کے بقیہ اصحاب کو خراسان کے نائب ابوداؤد کے پاس بھیج دیا جس نے انہیں وہاں پر قتل کر دیا۔ اور اس سال عباس بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس نے لوگوں کو حج کر دیا اور اس سال میں عمرو بن مجاہد یزید بن عبداللہ بن الہناد اور یونس بن عبید نے وفات پائی جو ایک عبادت گزار اور حسن بصری کا دوست تھا۔

۱۳۰ھ

اس سال فوج کے ایک دستے نے خراسان کے نائب ابوداؤد کے خلاف بغاوت کر دی اور اس کے گھر کا محاصرہ کر لیا۔ اس نے انہیں دیکھا تو وہ اپنے سپاہیوں سے مدد مانگنے لگا کہ اس کے پاس آ جائیں اور اس نے دیوار کی ایک اینٹ کے ساتھ ٹیک لگائی جو ٹوٹ گئی تو وہ گر پڑا اور اس کی کمر ٹوٹ گئی اور وہ مر گیا اور اس نے پولیس سپرنٹنڈنٹ عاصم کو خراسان کا نائب بنایا حتیٰ کہ خلیفہ کی طرف سے اس کا امیر آ گیا اور وہ عبدالجبار بن عبدالرحمن ازدی تھا اس نے بلاخر خراسان کو قابو کر لیا اور امراء کی ایک جماعت کو قتل کر دیا کیونکہ اسے ان کے متعلق اطلاع ملی تھی کہ وہ آل علی بن ابی طالب کی خلافت کی دعوت دیتے ہیں اور دوسروں کو اس نے قیدی کر دیا اور ابوداؤد کے نائبین نے شکستہ اموال کا ان سے ٹیکس لیا۔

اور اس سال خلیفہ منصور نے ان لوگوں کو حج کر دیا اس نے حیرہ سے احرام باندھا اور حج کے اختتام پر مدینہ واپس آ گیا۔ پھر بیت المقدس جا کر اس کی زیارت کی پھر شام کے راستے کوفہ گیا، پھر ہاشمیہ ہاشمیہ الکوفہ گیا اور صوبوں کے نائبین وہی تھے جو اس سے پہلے سال تھے۔ ہاں خراسان کا نائب وہ نہ تھا اس کا نائب ابوداؤد فوت ہو گیا تھا اور اس کا قائم مقام عبدالجبار ازدی تھا۔ اور اس سال داؤد بن ابی ہند، ابو حازم سلمہ بن دینار، سہیل بن ابی صالح اور عمارہ بن غزیہ قیس اسکونی نے وفات پائی۔

۱۳۱ھ

اس سال رواند یہ پارٹی نے منصور کے خلاف بغاوت کر دی ابن جریر نے بحوالہ المدائنی بیان کیا ہے کہ وہ اصل میں خراسانی تھے اور وہ ابو مسلم خراسانی کی رائے پر تھے اور وہ تاسخ کے قائل تھے اور ان کا خیال تھا کہ حضرت آدم علیہ السلام کی روح عثمان بن نہیک کی طرف منتقل ہوئی ہے اور ان کا وہ رب جو انہیں کھلاتا پلاتا ابو جعفر منصور ہے اور ابوشیم بن معاویہ جبریل ہے اللہ ان کا بھلا کرے۔ ابن جریر کا بیان ہے کہ ایک روز وہ منصور کے محل میں آئے اور وہ اس کا طواف کرنے لگے اور کہنے لگے یہ ہمارے رب کا محل ہے، منصور نے ان کے رؤساء کو پیغام بھیجا اور اس نے ان میں سے دوسو آدمیوں کو قید کر لیا تو وہ اس بات پر غضبناک ہو گئے اور کہنے لگے تو انہیں کیوں قید کرتا ہے؟ پھر وہ اس چار پائی کی طرف گئے جس پر بادشاہ کو بیمار ہونے کے بعد اٹھاتے ہیں اور اسے اپنے کندھوں پر اٹھالیا اور اس پر کوئی شخص نہ تھا اور اس کے ارد گرد جمع ہو گئے گویا وہ جنازہ کی مشایعت کر رہے ہیں اور وہ قید خانے کے دروازے کے پاس سے گزرے اور انہوں نے چار پائی کو پھینک دیا اور زبردستی قید خانے میں داخل ہو گئے اور ان کے اصحاب قید خانے میں تھے انہیں باہر نکال لیا اور انہوں نے منصور کا قصد کیا اور وہ چھ سو کی تعداد میں تھے اور لوگوں نے ایک دوسرے کو

آوازیں دیں اور شہر کے دروازے بند کر دیئے گئے اور منصور محل سے پایادہ باہر نکلا، اس لیے کہ اسے سواری کے لیے کوئی جانور نہ ملا۔ پھر جانور لایا گیا تو اس پر سوار ہوا اور راندیہ کی طرف گیا اور ہر جانب سے لوگ آئے اور معن بن زائدہ بھی آ گیا اور جب اس نے منصور کو دیکھا تو پایادہ سے آگیا اور منصور کے سواری کے جانور کی لگام پکڑ لی اور کہنے لگا: امیر المؤمنین! واپس ہو جائیے ہم آپ کو ان کے بارے میں لغایت لڑیں گے مگر منصور نے انکار کیا اور اہل بازار نے ان کے پاس جا کر ان سے جنگ کی اور فوجیں ہر جانب سے آ کر ان کے گرد جمع ہو گئیں اور انہوں نے ان سب کا قلع قمع کر دیا اور ان میں سے کوئی بھی باقی نہ بچا اور انہوں نے عثمان بن نہیک کو دونوں کندھوں کے درمیان تیر مار کر زخمی کر دیا اور وہ کئی روز بیمار رہا پھر مر گیا اور خلیفہ نے اس کی نماز جنازہ پڑھی اور اس کی قبر پر دفن ہونے تک کھڑا رہا اور اس کے لیے دعا کی اور اس کے بھائی عیسیٰ بن نہیک کو کھانپٹوں کا امیر مقرر کیا اور یہ سب کچھ کوفہ کے شہر ہاشمیہ میں ہوا۔

اور جب منصور اس روز راندیہ کی جنگ سے فارغ ہو گیا تو اس نے آخر وقت میں لوگوں کو ظہر کی نماز پڑھائی، پھر کھانا لایا گیا تو اس نے پوچھا معن بن زائدہ کہاں ہے؟ اور وہ کھانا کھانے سے رک گیا حتیٰ کہ معن بن زائدہ آ گیا اور اس نے اسے اپنے پہلو میں بٹھایا، پھر وہ ان لوگوں کے سامنے جو اس کے پاس موجود تھے اس کی اس تیز فہمی کی تعریف کرنے لگا جس کا نظارہ اس نے اس روز دیکھا تھا معن نے کہا یا امیر المؤمنین میں آیا تو میں خوفزدہ تھا اور جب میں نے آپ کو ان کی تحقیر کرتے اور ان پر دلیری کرتے دیکھا تو میرا دل مضبوط اور مطمئن ہو گیا اور میرا خیال بھی نہ تھا کہ کوئی شخص جنگ میں ایسے ہو سکتا ہے۔ یا امیر المؤمنین اس بات نے میرا حوصلہ بڑھا دیا، پس منصور نے اسے دس ہزار درہم دینے کا حکم دیا اور اس سے راضی ہوا اور اسے یمن کا امیر مقرر کر دیا اور اس سے قبل معن بن زائدہ گنم تھا، اس لیے اس نے ابن ہبیرہ کے ساتھ المسوذہ سے جنگ کی تھی اور اسی دن وہ نمایاں ہوا اور جب خلیفہ نے اس کی سخت جنگ کو دیکھا تو اس سے راضی ہوا کہتے ہیں کہ منصور نے اپنے بارے میں کہا کہ میں نے تین باتوں میں غلطی کی ہے۔ میں نے ابو مسلم کو قتل کیا اور میں چھوٹی سی جماعت کے ساتھ تھا اور جب میں شام گیا تو اعرعراق میں دو تلواریں چل جاتیں تو خلافت جاتی رہتی اور راندیہ کی جنگ کے روز اگر مجھے کسی نامعلوم شخص کا تیر آگلتا تو میں ضائع ہو جاتا اور یہ اس کی بہادری اور دانائی کی بات ہے۔

اور اس سال منصور نے اپنے بعد اپنے بیٹے محمد کو ولی عہد مقرر کیا، اور اسے مہدی کے نام سے پکارا اور اُسے خراسان کا امیر مقرر کیا، اور عبدالجبار بن عبدالرحمن کو وہاں سے معزول کر دیا، اور اس کی وجہ یہ ہوئی کہ اس نے خلیفہ کے بہت سے مددگاروں کو قتل کر دیا تھا، پس منصور نے ابویوب کا جب الرسائل کے پاس اس کا ذکر کیا، تو اس نے کہا یا امیر المؤمنین! اُسے لکھیے کہ وہ خراسان سے ایک بہت بڑی فوج رومیوں کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے بھیج دے، اور جب وہ لوگ چلے جائیں تو آپ جس کو مناسب سمجھیں اس کے مقابلہ میں بھیج دیں۔ پس انہوں نے بلاذخراسان سے اُسے ذلیل کر کے نکال دیا۔ اور منصور نے اسے یہ بات لکھ بھیجی، تو اس نے واپسی جواب دیا کہ بلاذخراسان میں ترکوں نے فساد مچایا ہوا ہے، اور جب یہاں سے فوج باہر جائے گی تو اس کے بارے میں خوف پیدا ہو جائے گا اور اس کا معاملہ بگڑ جائے گا۔

منصور نے ابویوب سے کہا تیری کیا رائے ہے؟ اس نے کہا اسے لکھے! بلاشبہ بلاذخراسان دوسروں کی نسبت مسلمانوں کی سرحدوں کے لیے مکہ کے زیادہ حق دار ہیں اور میں نے تیری طرف افواج کو روانہ کر دیا ہے تو اس نے منصور کو لکھا بلاشبہ اس سال خراسان کو نوراک کی تنگی ہے اور دسب یہاں فوج آئے گی تو وہ بلاذخراسان کو خراب کر دے گی، خلیفہ نے ابویوب سے کہا تو کیا کہتا ہے؟ اس نے کہا یا امیر المؤمنین اس شخص نے اپنا بھلا واضح کر دیا ہے اور بے حیا ہو گیا ہے، آپ اس سے بحث نہ کریں اس وقت منصور نے اپنے بیٹے محمد مہدی کو رومی میں قیام کرنے کے لیے بھیجا اور مہدی نے خازم بن خزیمہ کو اپنے آگے ہراول کے طور پر عبد الجبار کے پاس بھیجا اور وہ مسلسل اسے اور اس کے ساتھیوں کو فریب دیتا رہا حتیٰ کہ اس کے ساتھی بھاگ گئے اور انہوں نے اسے پکڑ کر اونٹ پر بٹھا دیا اور اس کا منہ اس کی دم کی طرف کر دیا اور وہ اسی طرح اسے شہر میں پھرتے رہے حتیٰ کہ اسے منصور کے پاس لے آئے اور اس کے ساتھ اس کا بیٹا اور اس کے اہل کی ایک جماعت بھی تھی، پس منصور نے اسے قتل کر دیا اور اسکے بیٹے اور اس کے ساتھیوں کو یمن کی حد پر جزیرہ کی طرف بھجوا دیا، اسکے بعد ہنود نے انہیں قیدی بنا لیا۔ پھر ان میں سے بعض مر گئے اور مہدی خراسان کا نائب مقرر ہو گیا اور اس کے باپ نے اسے طبرستان سے جنگ کرنے کا حکم دیا۔ نیز یہ کہ وہ اصہد کے ساتھ اپنی فوجوں کے ساتھ جنگ کرے اور اس نے اسے ایک فوج سے مدد دی جس کا سالار عمر بن العلاء جو سب لوگوں سے بڑھ کر طبرستان سے جنگ کرنے کا ماہر تھا اور اسی کے متعلق شاعر کہتا ہے:

مہتمم شخص میں کوئی بھلائی نہیں ہوتی اور اگر تو خلیفہ کے پاس اس کا خیر خواہ بن کر جائے تو اسے کہنا جب دشمنوں کی جنگیں
تجھے بیدار کریں تو عمر کون کے لیے بیدار کر دے پھر سوچا وہ ایسا جوان ہے جو گھورے پر نہیں سوتا اور خون کا پانی پیتا ہے۔

اور جب طبرستان میں فوجیں ایک دوسرے کے سامنے کھڑی ہوئیں تو انہوں نے اسے فتح کر لیا اور اصہد کا محاصرہ کر لیا حتیٰ کہ انہوں نے اسے اس کے قلعہ کی طرف جانے پر مجبور کر دیا تو اس نے جو کچھ بھی اس میں ذخائر تھے اس پر ان سے مصالحت کر لی اور مہدی نے یہ بات اپنے باپ کو لکھ بھیجی اور اصہد بلا دویلیم میں چلا گیا اور وہیں مر گیا اور اسی طرح انہوں نے ترکوں کے بادشاہ المضمعن کو بھی شکست دی اور بہت سے بچوں کو قیدی بنا لیا۔ یہ طبرستان کی پہلی فتح ہے۔

اور اسی سال جبریل بن یحییٰ خراسانی کے ہاتھوں المصیصہ کی تعمیر مکمل ہوئی اور اسی سال محمد بن امام ابراہیم نے بلادِ مطلیہ میں پڑاؤ کیا اور اسی سال میں منصور نے زیاد بن عبید اللہ کو حجاز کی امدت سے معزول کیا اور محمد بن خالد القسری کو مدینہ کا امیر مقرر کیا اور وہ جب مدینہ آیا تو البشیم بن معاویہ العللی کو مکہ اور طائف کا امیر مقرر کیا اور اسی سال میں منصور کے سپرنٹنڈنٹ پولیس موسیٰ بن کعب نے وفات پائی اور مصر کا امیر وہی تھا جو اس سے پہلے سال تھا۔ پھر اس نے محمد بن اشعث کو مصر کا امیر مقرر کیا، پھر اسے وہاں سے معزول کر دیا اور نوفل بن انفرات کو اس کا امیر مقرر کیا اور اس سال قسریں، حمص اور دمشق کے نائب صالح بن علی نے لوگوں کو حج کروایا اور بقیہ بلاد میں وہی امیر تھے جن کا ہم نے اس سے پہلے سال میں ذکر کیا ہے۔ واللہ اعلم۔

اور اس سال ایک قول کے مطابق ابان بن تغلب، موسیٰ بن عقبہ صاحب المغازی اور ابواسحاق شیبانی نے وفات

پائی۔ واللہ اعلم۔

۱۳۲ھ

اس سال سندھ کے نائب عین بن موسیٰ بن کعب نے خلیفہ کو معزز و ل کر دیا تو خلیفہ نے عمر بن حفص بن ابی صغہ کے ساتھ اس کے مقابلہ کے لیے فوج روانہ کی اور اسے ہند اور سندھ کا امیر مقرر کیا۔ پس عمر بن حفص نے اس سے جنگ کی اور اسی سرزمین میں اسے مغلوب کر کے اس سے سندھ کو حاصل کر لیا اور اسی سال میں اصبہذ نے طبرستان کا وہ عہد توڑ دیا جو اس کے اور مسلمانوں کے درمیان تھا اور طبرستان میں جو لوگ موجود تھے ان کی ایک جماعت کو بھی قتل کر دیا، خلیفہ نے خازم بن خزیمہ اور روح بن حاتم کے ساتھ اس کے مقابلہ میں فوج روانہ کی اور منصور کا غلام مرزوق ابو الخصب بھی ان کے ساتھ تھا، پس انہوں نے طویل مدت تک اس کا محاصرہ کیے رکھا اور جب اس قلعہ کی فتح نے جس میں وہ موجود تھا نہیں در ماند کر دیا تو انہوں نے اس کے خلاف تدبیر کی اور وہ یہ کہ ابو الخصب نے کہا مجھے مارو اور میرا سر اور داڑھی موٹہ دو، انہوں نے ایسے ہی کیا تو وہ مسلمانوں سے ناراض ہو کر اس کے پاس گیا کہ انہوں نے اسے مارا ہے اور اس کی داڑھی موٹہ بھی ہے، وہ قلعے میں داخل ہوا تو اصبہذ اس کی آمد سے خوش ہوا اور اس کا اعزاز و اکرام کیا اور اسے اپنے قریب کیا اور ابو الخصب اس کی خیر خواہی اور خدمت کا اظہار کرنے لگا حتیٰ کہ اس نے اسے فریب دے دیا اور اس نے اس کے ہاں بزارتہ حاصل کر لیا اور اس نے اسے ان لوگوں میں شامل کر دیا جو قلعہ کے کھولنے اور بند کرنے کے منتظم تھے اور جب اس نے یہ کامیابی حاصل کر لی تو اس نے مسلمانوں سے خط و کتابت کی اور انہیں بتایا کہ فلاں رات کو وہ ان کے لیے قلعے کا دروازہ کھول دے گا۔ پس تم دروازے کے نزدیک آ جانا حتیٰ کہ میں اسے تمہارے لیے کھول دوں گا اور جب وہ رات آئی تو اس نے ان کے لیے قلعے کا دروازہ کھول دیا تو وہ اندر داخل ہو گئے اور اس میں جو جانا باز موجود تھے انہوں نے انہیں قتل کر دیا اور بچوں کو قیدی بنا لیا اور اصبہذ زہرا لودا گلوٹھی چوس کر مر گیا اور اس روز جو لوگ قیدی بنائے گئے ان میں ام منصور بن المہدی اور ام ابراہیم المہدی بھی شامل تھیں جو بادشاہوں کی خوبصورت بیٹیوں میں سے تھیں۔

اور اس سال منصور نے اہل بصرہ کے لیے ان کا وہ قبلہ تعمیر کیا جس کے پاس جہان میں وہ نماز پڑھتے تھے اور اس کی تعمیر کا منتظم فرات اور ابلہ کا نائب سلمہ بن سعید بن جابر تھا اور منصور نے ماہ رمضان کے روزے بصرہ میں رکھے اور لوگوں کو اسی عید گاہ میں عید کی نماز پڑھائی اور اسی سال میں منصور نے نوفل بن الفرات کو مصر کی امارت سے معزول کر دیا اور حمید بن قحطبہ کو اس کا امیر مقرر کیا اور اس سال اسماعیل بن علی نے لوگوں کو حج کروایا۔

اور اس سال خلیفہ کے چچا اور بصرہ کے نائب سلیمان بن علی بن عبداللہ بن عباس نے ۲۳ جمادی الآخرہ کو ہفتہ کے روز ۵۹ سال کی عمر میں وفات پائی اور اس کے بھائی عبدالصمد نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی۔ اس نے اپنے باپ اور سکر مہ اور ابو بردہ بن ابوموسیٰ سے روایت کی ہے اور اس سے ایک جماعت نے، جس میں اس کے بیٹے جعفر اور محمد اور زینب اور اصمعی بھی شامل ہیں، روایت کی ہے اور بیس سال کی عمر میں اس کے بال سفید ہو گئے تھے اور وہ اس عمر میں سفیدی کی وجہ سے اپنی داڑھی کو خضاب لگاتا تھا اور وہ بڑا شریف، سخی اور قابل تعریف آدمی تھا اور وہ ہر سال عرفہ کی شامل کو ایک سو جانوں کو آزاد کرتا تھا اور وہ بنو ہاشم اور دیگر

قریش اور انصار کو پانچ کروڑ تک عطیات دتا تھا۔

ایک روز اس نے اپنے محل سے دیکھا کہ عورتیں بصرہ کے ایک گھر میں سوت کات رہی ہیں جو سخی اس نے ان کی طرف دیکھا تو اتفاق سے ان میں سے ایک عورت نے کہا اگر امیر ہماری طرف دیکھے اور ہمارے حال سے مطلع ہوتا ہمیں سوت کاتنے سے بے نیاز کر دے۔ پس وہ جلدی سے اٹھ کر اپنے محل میں گھسنے لگا اور اپنی بیویوں کے زیورات جو سونے اور جوہرات وغیرہ سے بنے ہوئے تھے اکٹھے کرنے لگا حتیٰ کہ اس نے ان سے ایک بہت بڑا رومال بھر لیا پھر اس نے ان عورتوں کی طرف لڑکا دیا اور ان پر بہت سے دراہم و دنانیر بھی نچھاور کئے اور ان میں سے ایک عورت خوشی کی شدت سے مرگی تو اس نے اس کی دیت دی اور اس نے ان زیورات اور دراہم و دنانیر کا جو ترکہ چھوڑا وہ اس کے وارثوں کو دیا اور سفاح کے زمانے میں اس نے حج کی امارت کی اور منصور کے زمانے میں بصرہ کا امیر بنا اور وہ بنو عباس کے نیک لوگوں میں سے تھا اور وہ اسماعیل، داؤد، صالح، عبدالصمد، عبداللہ، عیسیٰ اور محمد کا بھائی تھا اور سفاح اور منصور کا چچا تھا۔

اور ایک قول کے مطابق اس سال میں وفات پانے والے اعیان میں خالد الخدء، عاصم احوول اور عمرو بن عبید القدری شامل ہیں اور وہ عمرو بن عبید بن ثوبان ہے جسے ابن کيسان بھی کہا جاتا ہے یہ التیمی ہے اور ان کا آقا ابو عثمان بصری تھا جو اصل میں ایرانی تھا اور قدریہ اور معتزلہ کا شیخ تھا اس نے حسن بصری، عبید اللہ بن انس، ابو العالیہ اور ابو قلابہ سے حدیث کی روایت کی ہے اور اس سے الحمادان اور سفیان بن عیینہ اور اعلمش اور یہ اس کے ہمسروں میں سے تھا اور عبدالوارث اور ہارون بن موسیٰ اور یحییٰ القطان اور یزید بن زریع نے روایت کی ہے، حضرت امام احمد بن حنبل نے فرمایا ہے کہ یہ اس قابل نہیں کہ اس سے روایت کی جائے۔

اور علی بن المدینی اور یحییٰ ابن معین نے کہا ہے کہ یہ کچھ چیز نہیں اور ابن معین نے یہ اضافہ بھی کیا ہے کہ یہ ایک برا شخص تھا اور ان دہریوں میں سے تھا جو کہتے ہیں کہ لوگ کھیتی کی مانند ہیں اور الغلاس نے اسے متروک اور بدعتی کہا ہے اور یحییٰ القطان ہمارے پاس اس سے روایت کرتا تھا پھر اس نے اسے ترک کر دیا اور ابن مہدی اس سے روایت نہیں کرتا تھا اور ابو حاتم نے اسے متروک کہا ہے اور نسائی نے کہا ہے کہ یہ ثقہ نہیں۔

اور شعبہ نے بحوالہ یونس بن عبید بیان کیا ہے کہ عمرو بن عبید حدیث کے بیان میں کذب بیانی کرتا تھا اور حماد بن سلمہ نے کہا ہے کہ مجھے حمید نے بتایا ہے اس سے روایت نقل نہ کرو وہ حضرت حسن بصری پر جھوٹ بولا کرتا تھا اور یہی کچھ ایوب، عوف اور ابن عمون نے بیان کیا ہے اور ایوب نے بیان کیا ہے کہ میں عقلی طور پر اسے عادل قرار نہیں دیتا اور مطرا لوراق نے کہا ہے خدا کی قسم میں اس سے کسی بات پر سچا نہیں سمجھتا اور ابن المبارک نے کہا ہے کہ لوگوں نے اس کی حدیث کو اس لیے چھوڑا ہے کہ وہ قدر کی دعوت دیا کرتا تھا اور کئی آئمہ جرح و تعدیل نے اسے ضعیف قرار دیا ہے اور دوسروں نے اس کی عبادت اور زہد و تقشف کی تعریف کی ہے۔ حضرت حسن بصری نے فرمایا ہے جب تک بدعت نہ کرے یہ نوجوان قراء کا سردار ہے۔

مؤرخین نے بیان کیا ہے خدا کی قسم یہ سخت بدعتی تھا اور ابن حبان نے کہا ہے کہ یہ متقی اور عبادت گزار تھا یہاں تک کہ اس نے بدعتیں ایجاد کیں اور وہ اور اس کے ساتھی جماعت حضرت حسن کی مجلس سے الگ ہو گئے تو انہوں نے ان کا نام معتزلہ رکھ دیا اور

وہ صحابہؓ کو گالیاں دیتا تھا اور حدیث کے بیان میں وہ ممانہ کہ عمداً جھوٹ بولتا تھا اور اس سے روایت کی گئی ہے کہ اس نے کہا کہ اگر آج لوح محفوظ ہیں ابواب کے دونوں ہاتھ تباہ ہو گئے ہیں تو اس سے ابن آدم پر حجت نہیں ہو سکتی اور اس کے سامنے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث بیان کی گئی کہ صادق و صدوق نے ہم سے بیان کیا کہ بلاشبہ تم میں سے ہر ایک کی پیدائش اس کی ماں کے بیٹھ میں چالیس روز اٹھی رہتی ہے حتیٰ کہ آپ نے فرمایا کہ اسے چار ہاتھوں کا ظلم دیا جاتا ہے اس کے رزق اجل، عمل اور شقی اور سعید ہونے کا اس نے کہا اگر میں اعمش کو اسے روایت کرتے سنتا تو میں اس کی تکذیب کرتا اور اگر میں اسے زید بن وہب سے سنتا تو میں اسے پسند نہ کرتا اور اگر میں اسے حضرت ابن مسعود سے سنتا تو اسے قبول نہ کرتا۔ اور اگر میں اسے رسول اللہ ﷺ سے سنتا تو اسے رد کر دیتا۔ اور اگر میں اسے اللہ کو بیان کرتے سنتا تو میں کہتا تو نے ہم سے اس پر میثاق نہیں لیا اور یہ بہت بڑا کفر ہے اور اگر اس نے یہ بات کہی ہے تو اس پر اللہ کی لعنت ہو اور اگر اس کے متعلق جھوٹ بولا گیا ہے تو جس شخص نے اس پر افتراء کیا ہے اسے وہ سزا ملے جس کا وہ مستحق ہے اور حضرت عبد اللہ بن المبارک نے کہا ہے:

اے علم کے طلبگار! حماد بن زید کے پاس آیا اور بردباری بے علم حاصل کر، پھر اسے بیڑیاں ڈال اور بدعت کو چھوڑ دے اور جو عمرو بن عبید کے آثار میں سے ہے۔

اور ابن عدی نے بیان کیا ہے کہ عمرو اپنے تفتف سے لوگوں کو فریب دیتا تھا اور وہ مذموم اور نہایت ضعیف الحدیث اور اعلانیہ بدعتی تھا۔

اور دارقطنی نے بیان کیا ہے کہ وہ ضعیف الحدیث تھا اور خطیب بغدادی نے کہا ہے اس نے حضرت حسن بصری کی ہم نشینی کی اور آپ کی صحبت کی وجہ سے مشہور ہو گیا۔ پھر واصل بن عطاء نے اسے اہل سنت کے مذہب سے ہٹا دیا اور اس نے قدر کی بات کی اور اس کی دعوت دی اور اصحاب الحدیث سے الگ ہو گیا اور اس کا ایک راستہ تھا اور وہ زہد کا اظہار کرتا تھا۔

کہتے ہیں کہ وہ اور واصل بن عطاء ۸۰ھ میں پیدا ہوئے تھے اور بخاری نے بیان کیا ہے کہ عمرو نے ۱۳۲ھ یا ۱۳۳ھ میں مکہ کے راستے میں وفات پائی ہے اور عمرو کو ابو جعفر منصور کے ہاں مرتبہ حاصل تھا اور منصور اس بات سے محبت کرتا تھا اور اس کی تعظیم کرتا تھا کیونکہ وہ منصور کے پاس قراء کے ساتھ جاتا تھا اور منصور انہیں عطیات دیتا تو وہ لے لیتے اور عمرو اس سے کچھ نہ لیتا اور وہ اس سے مطالبہ کرتا کہ وہ بھی اپنے اصحاب کی طرح عطیے کو قبول کرے مگر وہ اس سے قبول نہ کرتا اور وہ یہ بات تھی جس سے وہ منصور کو دھوکہ دیتا اور اس سے اپنے حال کو چھپاتا تھا کیونکہ منصور بخیل تھا اور اسے اس کی یہ بات پسند آتی تھی اور وہ شعر پڑھتا:

”تم سب آہستگی سے چلتے ہو اور عمرو بن عبید کے سوا سب شکار کے طالب ہو“۔

اور اگر منصور غور کرتا تو اسے معلوم ہو جاتا کہ ان قراء میں سے ہر ایک روئے زمین کے لوگوں سے بہتر تھا عمرو بن عبید جیسے شخص کا زہد نیکی پر دلالت نہیں کرتا۔ بلاشبہ ایک راہب کے پاس اس قدر زہد ہوتا ہے کہ جس کی عمرو طاقت ہی نہیں رکھتا اور نہ اس کے زمانے کے بہت سے مسلمانوں کو اس کی طاقت تھی۔

اور ہم نے بحوالہ اسماعیل بن خالد القعنسی روایت کی ہے وہ بیان کرتا ہے کہ میں نے حسن بن جعفر کو عبادان میں وفات

پانے کے بعد خواب میں دیکھا تو اس نے مجھے کہا ایوب، یونس اور ابن عون جنت میں ہیں۔ میں نے پوچھا اور عمرو بن عبیدہ؟ اس نے کہا دوزخ میں ہے۔ پھر اس نے اسے دوبارہ دیکھا اور وہ تیسری بار روایت کرتا ہے کہ وہ اس سے پوچھتا اور وہ اسے اسی طرح جواب دیتا اور اس کے متعلق بہت برے خواب دیکھے گئے ہیں اور ہمارے شیخ نے اپنی کتاب التہذیب میں اس کے حالات کو طوالت کے ساتھ بیان کیا ہے اور ہم نے اس کے مفہوم کا خلاصہ اپنی کتاب ”کتاب التکمیل“ میں بیان کیا ہے اور ہم نے یہاں پر اس کے کچھ حالات کی طرف اشارہ کیا ہے تاکہ حقیقت معلوم ہو جائے اور کوئی اس سے دھوکہ نہ کھائے۔ واللہ اعلم۔

۱۲۳ھ

اس سال منصور نے لوگوں کو ولیم کے ساتھ جنگ پر برا بھینٹہ کیا کیونکہ انہوں نے بہت سے مسلمانوں کو قتل کر دیا تھا اور اس نے اہل کوفہ اور اہل بصرہ کو حکم دیا کہ ان میں سے جو شخص دس ہزار یا اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہے وہ فوج کے ساتھ ولیم کے مقابلہ میں چلا جائے تو اس پکار کا بے شمار لوگوں نے جواب دیا اور اس سال کوفہ اور اس کے مضافات کے نائب عیسیٰ بن موسیٰ نے لوگوں کو حج کروایا اور اس سال حجاج الصواف، حمید بن روئے الطویل اور سلیمان بن طرخان تمیمی نے وفات پائی اور ہم نے اس سے پہلے سال میں اس کا ذکر کیا ہے اور ایک قول کے مطابق عمرو بن عبیدہ نے بھی وفات پائی اور صحیح قول کے مطابق لیث بن ابی سلیم اور یحییٰ بن سعید نے وفات پائی ہے۔

۱۲۴ھ

اس سال محمد بن ابوالعباس سفاح اپنے چچا منصور کے حکم سے کوفہ، بصرہ، واسط، موصل اور جزیرہ کی افواج کے ساتھ ولیم کی طرف روانہ ہوا اور اسی سال میں محمد مہدی بن جعفر منصور بلاذخراسان سے اپنے باپ کے پاس آیا اور اپنی عم زادی رابطہ بنت سفاح کو حیرہ لایا اور اس سال ابو جعفر منصور نے لوگوں کو حج کروایا اور حیرہ اور عسکر پر خازم بن خزیمہ کو نائب مقرر کیا اور رباح بن عثمان مزنی کو مدینہ کا امیر مقرر کیا اور محمد بن خالد القسری کو وہاں سے معزول کر دیا اور ۱۲۴ھ کے حج میں لوگوں نے کعبہ کے راستے میں ابو جعفر منصور کا استقبال کیا اور استقبال کرنے والوں میں عبداللہ بن محمد بن حسین ابی طالب بھی شامل تھے۔ منصور نے انہیں اپنے ساتھ دسترخوان پر بٹھایا پھر ان کے ساتھ بڑی توجہ سے گفتگو کرنے لگا حتیٰ کہ منصور کو اپنا صبح کا عمومی ناشتہ بھی یاد نہ رہا اور اس نے اس سے اس کے دونوں بیٹوں ابراہیم اور محمد کے متعلق دریافت کیا کہ وہ دونوں لوگوں کے ساتھ میرے پاس کیوں نہیں آئے؟ جو عبداللہ بن حسن نے اسے حلقاً بتایا کہ مجھے معلوم نہیں کہ وہ دونوں خدا کی زمین میں کہاں چلے گئے ہیں اور اس نے یہ سچ کہا تھا اور یہ معاملہ اس وجہ سے ہوا کہ مروان الحمار کی حکومت کے آخر میں اہل حجاز کی ایک جماعت نے محمد بن عبداللہ بن حسن کی بیعت خلافت کر لی تھی اور اس نے مروان کو معزول کر دیا تھا اور اس کی بیعت خلافت کرنے والوں میں ابو جعفر منصور بھی شامل تھا اور یہ بات بنو عباس کی طرف خلافت کے منتقل ہونے سے پہلے کی ہے، پس ابو جعفر منصور خلیفہ بن گیا تو محمد بن عبداللہ بن حسن اور اس کا بھائی

ابراہیم اس سے بہت خوفزدہ ہو گئے اس لیے کہ منصور کو ان دونوں کے متعلق وہم ہو گیا تھا کہ وہ اس کے خلاف اسی طرح بغاوت کریں گے جیسے انہوں نے مروان کے خلاف بغاوت کا ارادہ لیا تھا اور منصور نے جو وہم کیا تھا اس میں پھنس گیا اور وہ دونوں دور دراز علاقوں میں بھاگ کر یمن کی طرف چلے گئے پھر ہند میں آ کر روپوش ہو گئے تو حسن بن یزید نے ان کی جگہ کے متعلق بتا دیا تو وہ کسی دوسری جگہ بھاگ گئے حسن بن یزید نے اس کا پتہ لڑ کے ان دونوں کے متعلق بتایا تو پھر ایسے ہی ہوا اور وہ منصور کے ہاں ان دونوں کی عداوت پر قائم رہا اور حیرت کی بات یہ ہے کہ وہ ان دونوں کے پیروکاروں میں سے تھا اور منصور نے ہر طریق سے ان کو حاصل کرنے کی کوشش کی مگر اسے اس کا اتفاق نہ ہوا اور اب تک ایسا اتفاق نہیں ہوا اور جب اس نے ان کے باپ سے ان کے متعلق پوچھا تو اس نے قسم کھا کر کہا کہ اسے معلوم نہیں کہ وہ خدا کی زمین میں کس جگہ پر ہیں۔ پھر منصور نے عبداللہ سے اپنے دونوں بیٹوں کی تلاش کے بارے میں اصرار کیا تو عبداللہ کو اس سے غصہ آ گیا اور کہنے لگا خدا کی قسم! اگر وہ دونوں میرے پاؤں کے نیچے ہوں تو بھی میں تجھے ان کے متعلق نہیں بتاؤں گا۔

منصور نے غصے ہو کر اس کو قید کرنے کا حکم دے دیا۔ نیز اس کے غلاموں اور اموال کو بھی فروخت کرنے کا حکم دے دیا اور وہ تین سال قید خانے میں رہا اور لوگوں نے منصور کو مشورہ دیا کہ وہ سب بنو حسن کو قید کر دے تو اس نے انہیں قید کر دیا اور اس نے محمد اور ابراہیم کی تلاش میں بڑی تگ و دو کی اور یہ اور وہ دونوں اکثر سالوں میں حج میں حاضر ہوتے رہے اور وہ دونوں اکثر اوقات مدینہ میں چھپے رہتے اور ان دونوں کے متعلق چغل خوروں میں سے کسی کو پتہ نہ چلا۔ واللہ الحمد! اور منصور مدینہ کے نائب کو معزول کرتا اور دوسرے کو اس کی جگہ نائب مقرر کرتا اور اسے ان دونوں کے پکڑنے اور تلاش کرنے کی ترغیب دیتا اور اس نے ان دونوں کی تلاش میں اموال کو خرچ کیا اور جوہ چاہتا تھا نقدیر الہی نے اس کو اس سے عاجز کر دیا۔

اور منصور کے امراء میں سے ایک امیر کو ابو العسا کر خالد بن حسان نے ان دونوں سے ان کے مقابلہ میں اتفاق کیا اور انہوں نے ایک حج میں صفا اور مروہ کے درمیان منصور کو اچانک قتل کر دینے کا ارادہ کیا تو عبداللہ بن حسن نے انہیں اس قطعہ زمین کے شرف کی وجہ سے روک دیا اور منصور کو اس کی اطلاع ملی اور اس امیر نے ان دونوں کی جو مدد کی تھی اس کا بھی پتہ چل گیا تو اس نے اسے سزا دی حتیٰ کہ اس نے اعتراف کیا کہ انہوں نے اسے اچانک قتل کرنے میں ایک دوسرے کی مدد کی تھی اس نے پوچھا تمہیں کس نے اس بات سے روکا؟ تو اس نے کہا عبداللہ بن حسن نے ہمیں اس بات سے روکا تھا۔ خلیفہ نے اس کے متعلق حکم دیا تو وہ زمین میں روپوش ہو گیا اور ابھی تک ظاہر نہیں ہوا۔

اور منصور نے اپنے ان صاحب الرائے امراء اور وزراء سے مشورہ لیا جو عبداللہ بن حسن کے دونوں بیٹوں کے معاملے کو جانتے تھے اور اس نے جاسوسوں اور متلاشیوں کو شہروں میں بھیجا مگر انہیں ان دونوں کے متعلق کوئی خبر نہ ملی اور ان کا کوئی نام و نشان نہ ملا اور اللہ اپنے امر پر غالب ہے اور محمد بن عبداللہ بن حسن نے اپنی ماں کے پاس آ کر کہا اے میری ماں مجھے اپنے باپ اور چچاؤں پر رحم آ گیا ہے۔ میں نے ارادہ کیا کہ میں اپنا ہاتھ ان لوگوں کے ہاتھ پر رکھ دوں تاکہ اپنے اہل کو آرام دوں۔ سو اس کی ماں قید خانے کی طرف گئی اور ان کے سامنے وہ بات پیش کی جو اس کے بیٹے نے کہی تھی وہ کہنے لگے نہیں یہ کوئی عزت کی بات

نہیں بلکہ ہم اس کے معاملہ میں صبر کریں گے۔ شاید اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھوں بھلائی کا دروازہ کھول دے اور ہم صبر کریں گے اور ہم اللہ کے فضل سے کشادگی حاصل کریں گے چاہے وہ ہم پر کشادگی کرے یا تنگی کرے اور اس معاملے میں سب نے ایک دوسرے کی مدد کی۔ رحمہم اللہ۔

اور اسی سال میں آل حسن کو مدینہ کے قید خانے سے عراق کے قید خانے میں منتقل کیا گیا اور ان کے پاؤں میں بیڑیاں اور گردنوں میں طوق پڑے ہوئے تھے اور ابو جعفر منصور کے حکم سے انہیں بیڑیاں ڈالنے کی ابتدا اور بدھ سے ہوئی اور اس نے ان کے ساتھ محمد بن عبد اللہ عثمانی کو بھی تکلیف دی اور وہ عبد اللہ بن حسن کا ماں جایا بھائی تھا اور اس کی بیٹی ابراہیم بن عبد اللہ بن حسن کے ساتھ شادی شدہ تھی اور وہ تھوڑے دنوں سے حاملہ تھی، خلیفہ نے اسے بلا کر کہا اگر تو مجھ سے فریب نہ کرے تو میں نے طلاق و عتاق کی قسم کھائی ہے اور یہ تیری بیٹی حاملہ ہے اور اگر وہ اپنے خاوند سے حاملہ ہوئی ہے تو تجھے اس کے متعلق علم ہے اور اگر وہ کسی اور سے حاملہ ہے تو تو دیوث ہے۔ عثمان نے اسے ایسا جواب دیا جس نے اسے برا فروختہ کر دیا، پس اس کے حکم سے اس کے کپڑے اتارے گئے تو اس کا جسم صاف چاندی کی طرح تھا۔ پھر اس نے اسے اپنے سامنے ڈیڑھ سو کوڑا مارا۔ جن میں سے تیس کوڑے اس کے سر پر مارے جن میں سے ایک اس کی آنکھ پر لگا جس سے وہ پھوٹ گئی۔ پھر اس نے قید خانے میں واپس بھیج دیا اور وہ مارکی نیلاہٹ اور جلد کے اوپر خون کے جم جانے کے باعث ایک سیاہ غلام کی مانند ہو گیا اور اس نے اسے اس کے ماں جائے بھائی عبد اللہ بن حسن کے پہلو میں بٹھا دیا اور اس نے پانی مانگا تو کسی نے اسے پانی پلانے کی جسارت نہ کی حتیٰ کہ خراسانی نے اسے پانی پلایا جو ان جلادوں میں سے جو ان پر مقرر کئے گئے تھے۔ پھر منصور اپنے ہودج پر سوار ہوا اور انہیں تنگ محملوں میں سوار کیا گیا اور یہ بیڑیاں اور طوق بھی پہنے ہوئے تھے۔

منصور اپنے ہودج میں ان کے پاس سے گزرا تو عبد اللہ بن حسن نے اسے آواز دی اے ابو جعفر قسم بخدا ہم نے معرکہ بدر کے روز تمہارے قیدیوں سے یہ سلوک نہیں کیا تھا اس نے اس بات سے منصور کو ذلیل کر دیا اور اسے یہ بات گراں گزری اور اس نے ان سے اعراض کیا اور جب وہ عراق پہنچے تو انہیں ہاشمیہ میں قید کر دیا گیا اور ان میں محمد بن ابراہیم بن عبد اللہ بن حسن بھی تھا۔ اور وہ خوبصورت جوان تھا اور لوگ اس کے حسن و جمال کو دیکھتے جاتے تھے اور اسے زرد دیباچ کہا جاتا تھا۔ منصور نے اسے اپنے سامنے بلایا اور اسے کہا میں تجھے ایسے قتل کروں گا کہ میں نے کسی کو اس طرح قتل نہ کیا ہوگا۔ پھر اس نے اسے دستونوں کے درمیان لٹکا دیا اور اسے بند کر دیا حتیٰ کہ وہ مر گیا، پس منصور پر اللہ کا وہ عذاب اور لعنت ہو جس کا وہ مستحق ہے اور ان میں سے بہت سے آدمی قید خانے میں ہلاک ہو گئے، حتیٰ کہ منصور کے مرنے کے بعد انہیں رہائی ملی، جیسا کہ ہم ابھی اسے بیان کریں گے اور قید خانے میں ہلاک ہونے والوں میں سے عبد اللہ بن حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب اور زیادہ مشہور بات یہ ہے کہ انہیں باندھ کر قتل کیا گیا ہے اور ان کے بھائی ابراہیم بن حسن وغیرہ شامل ہیں اور ان میں سے کم ہی قید خانے سے باہر نکلے اور منصور نے انہیں ایسے قید خانے میں رکھا جس میں وہ اذان نہیں سنتے تھے اور انہیں صرف تلاوت سے نماز کا وقت معلوم ہوتا تھا۔

پھر اہل خراسان نے محمد بن عبد اللہ عثمانی کے بارے میں سفارشی بھیجا تو اس نے ان کے متعلق حکم دیا اور اسے قتل کر کے اس کا

سراہل خراسان کے پاس بھیج دیا، اللہ سے جزائے خیر دے اور محمد بن عبداللہ عثمانی پر رحم فرمائے۔

اور وہ محمد بن عبد اللہ بن عمرو بن عثمان بن عفان اموی ابو عبداللہ المدنی تھا جو بی خویرونی کے باعث دیباچ کے نام سے مشہور تھا اور اس کی ماں فاطمہ بنت حسین بن علی تھا اس نے اپنے باپ اور ماں اور خالیہ بن زید اور طامہ اس اور ابو الزناد اور زہری اور نافع وغیرہ سے حدیث روایت کی ہے اور اس سے ایک جماعت نے روایت لی ہے اور نسائی اور ابن حبان نے اسے نقد قرار دیا ہے اور وہ عبد اللہ بن حسن کا ماں جایا بھائی تھا اور اس کی بیٹی رقیہ اس کے بھتیجے ابراہیم بن عبد اللہ کی بیوی تھی اور وہ خوبصورت ترین عورتوں میں سے تھی اور اس کی وجہ سے ابو جعفر منصور نے اس سال اسے قتل کیا اور وہ شریف سخی اور قابل تعریف آدمی تھا زبیر بن بکار نے بیان کیا ہے کہ سلیمان بن عباس السعدی نے مجھے ابو جرہ السعدی کے اشعار سنائے وہ اس کی مدح کرتے ہوئے کہتا ہے: ”ہم نے قریش میں سے ایک نوجوان کو خلیفہ اور رسول کے درمیان خالص سفید پایا بزرگی یہاں اور وہاں سے تیرے پاس آئی ہے اور تو اس کے لیے سیلابوں کے ٹکرانے کی جگہ پر ہے بزرگی کے لیے تیرے سوا کوئی شبتان نہیں اور نہ اس کے لیے تیرے سوا کوئی قیلوہ کرنے کی جگہ ہے اور وہ تیرے پیچھے اسے تلاش کرنے نہیں جائے گی اور نہ وہ تیرا بدل قبول کرنے والی ہے۔“

۱۲۵ھ

اس سال جو واقعات ہوئے ان میں محمد بن عبد اللہ بن حسن کا مدینہ میں اور اس کے بھائی ابراہیم کا بصرہ میں خروج کرنا ہے جیسا کہ ہم ابھی بیان کریں گے انشاء اللہ۔

محمد نے ابو جعفر منصور کے اپنے اہل نبی حسن کو مدینہ سے عراق لے جانے کے بعد اس حالت میں خروج کیا کہ جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے اور اس نے انہیں ایک بڑے مقام پر قید کر دیا جس میں وہ اذان نہ سنتے تھے اور نہ ہی انہیں اذکار و تلاوت کے بغیر اوقات نماز کا پتہ چلتا تھا اور ان کے اکثر اکابر نے وہیں وفات پائی رحمہم اللہ

اور وہ محمد جسے وہ تلاش کرتا تھا مدینہ میں روپوش تھا حتیٰ کہ بعض اوقات وہ کنویں میں چھپ جاتا اور اپنے سر کے سوا پورے کا پورا اس کے پانی میں اتر جاتا اور اس کا باقی جسم پانی میں ڈوب رہتا اور اس نے اور اس کے بھائی نے باہم ایک معین وقت پر ظاہر ہونے کا وعدہ کیا۔ وہ مدینہ میں تھا اور ابراہیم بصرہ میں تھا اور لوگ ہمیشہ ہی اہل مدینہ وغیرہ محمد بن عبد اللہ کو اس کی روپوشی اور عدم ظہور کی وجہ سے ملامت کرتے رہے حتیٰ کہ اس نے خروج کا ارادہ کر لیا اور یہ اس وجہ سے ہوا کہ جب روپوشی کی شدت اور نائب مدینہ زباج کے لگا تار دن رات اس کی تلاش میں لگا رہنے نے اسے تکلیف دی اور اس کا حال تنگ ہو گیا تو اس نے اپنے اصحاب سے وعدہ کیا کہ وہ فلاں شب کو ظاہر ہو جائے گا اور جب وہ رات آئی تو ایک چغل خور نے مدینہ کے منتظم کے پاس آ کر اسے اس امر کے متعلق بتایا تو وہ سخت گھبرا گیا اور اس نے اپنی فوجوں کے ساتھ سوار ہو کر مدینہ اور مروان کے گھر کے ارد گرد چکر لگایا اور وہاں پر اکٹھے ہو چکے تھے پس اسے ان کے متعلق پتہ نہ چلا اور وہ اپنے گھر کی طرف واپس آیا تو اس نے بنو حسین بن علی کے پاس پیغام بھیجا اور انہیں اکٹھا کیا اور ان کے ساتھ سادات قریش کے سرکردہ لوگ بھی تھے۔ پس اس نے انہیں نصیحت و ملامت کی اور کہا اسے

اہل مدینہ کے گروہ امیر المؤمنین نے اس شخص کو مشارق و مغارب میں تلاش کیا ہے اور وہ تمہارے درمیان موجود ہے۔ پھر تم نے اسی پر بس نہیں کی تھی کہ تم نے سب و اطاعت پر اس کی بیعت کی ہے "خدا کی قسم اتم میں سے مجھے جس کے متعلق اطلاع ملی کہ وہ اس کے ساتھ ہو گیا ہے میں اسے قتل کروں گا نہیں جو لگ و ہاں موجود تھے انہوں نے کہا کہ انہیں اس بارے میں کچھ علم نہیں ہے اور کہنے لگے اگر اس قسم کی کوئی بات ہو تو ہم تیرے پاس سبوحان لے آئیں گے جو تیرے آگے لڑیں گے اور وہ اٹھ کر اس کے پاس ایک مسلح جماعت کو لے آئے اور انہوں نے اس سے اس کے پاس آنے کی اجازت طلب کی تو اس نے کہا انہیں اجازت نہیں ہے مجھے خدشہ ہے کہ یہ فریب نہ ہو پس دروازے پر بیٹھ گئے اور لوگ بھی امیر کے ارد گرد بیٹھ رہے اور وہ غم کے باعث سر جھکائے ہوئے تھا اور بہت کم بات کرتا تھا حتیٰ کہ رات کا ایک حصہ گزر گیا۔ پھر اچانک لوگوں کو پتہ چلا کہ محمد بن عبد اللہ کے اصحاب ظاہر ہو گئے ہیں اور انہوں نے بلند آواز سے تکبیر کہی اور لوگ نصف شب کو گھبرا گئے اور بعض لوگوں نے امیر کو مشورہ دیا کہ وہ بنی حسین کو قتل کر دے تو ان میں سے ایک نے کہا کیوں ہم نے اطاعت کا اقرار کیا ہے اور اچانک معاملہ ہونے کی وجہ سے امیر ان سے غافل ہو گیا تو انہوں نے غفلت سے فائدہ اٹھایا اور جلدی سے اٹھ کر گھر کی دیوار پر چڑھ گئے اور اپنے آپ کو کوڑا کرکٹ پھینک دیا۔

اور محمد بن عبد اللہ بن حسن ۲۵۰ آدمیوں کے ساتھ آیا اور قید خانے کے پاس سے گزر اور جو لوگ اس میں موجود تھے انہیں نکالا اور آ کر دار الامارۃ کا محاصرہ کر لیا اور اسے فتح کر لیا اور مدینہ کے نائب رباح بن عثمان کو پکڑ کر مروان کے گھر میں قید کر دیا اور اس کے ساتھ مسلم بن عقبہ کے بیٹے کو بھی قید کر دیا اور اسی نے اس شب کے آغاز میں بنی حسین کے قتل کا مشورہ دیا تھا پس وہ بچ گئے اور اس کا گھیراؤ ہو گیا اور محمد بن عبد اللہ بن حسن صبح کو مدینہ پر غالب آ گیا اور اہل مدینہ نے اس کی اطاعت کر لی اور اس نے لوگوں کو صبح کی نماز پڑھائی اور اسی میں سورۃ انا فتحنا لک فتحنا مبینا پڑھی اور اس شب نے اس سال کے رجب کے چاند کو واضح کر دیا اور اس دن محمد بن عبد اللہ نے اہل مدینہ سے خطاب کیا اور بنو عباس پر اعتراضات کئے گئے اور ان کی قابل مذمت باتوں کا ذکر کیا اور انہیں بتایا کہ وہ جس شہر میں بھی گیا ہے لوگوں نے سب و اطاعت پر اس کی بیعت کی ہے اور تھوڑے سے آدمیوں کے سوا سب اہل مدینہ نے اس کی بیعت کر لی۔

اور ابن جریر نے بحوالہ امام مالک روایت کی ہے کہ آپ نے محمد بن عبد اللہ کی وسعت کرنے کا فتویٰ دیا اس سے دریافت کیا گیا کہ ہماری گردنوں میں منسور کی بیعت ہے۔ اس نے فرمایا تمہیں مجبور کیا گیا ہے اور مجبور کی کوئی بیعت نہیں ہوتی۔ پس لوگوں نے حضرت امام مالک کے قول کی وجہ سے اس کی بیعت کر لی اور حضرت امام مالک اپنے گھر کے ہو رہے اور جب اس نے اسماعیل بن عبد اللہ بن جعفر کو اپنی بیعت کی دعوت دی تو اس نے اسے کہا اے میرے بھتیجے بلاشبہ تو مقتول ہے تو بعض لوگ اس کی بیعت سے باز رہے اور ان کی اکثریت اس کے ساتھ رہی۔ اور اس نے عثمان بن محمد بن خالد بن زبیر کو ان پر نائب مقرر کیا اور عبد العزیز بن المطلب بن عبد اللہ مخزومی مدینہ کا قاضی مقرر کیا اور عثمان بن عبد اللہ بن عمر بن الخطاب کو اس کا پولیس سپرنٹنڈنٹ بنایا اور عبد اللہ بن جعفر بن عبد اللہ بن مسور بن مخرمہ کو عطیات کے دفتر کا امیر مقرر کیا اور اس پر طبع پر مہدی کا لقب اختیار کیا کہ وہ احادیث میں مذکور مہدی ہے مگر وہ مہدی نہ تھا اور نہ ہی اس کی امید اور تمنا پوری ہوئی۔ ان اللہ وانا الیہ راجعون۔

اور اس کی آمد کے روز اہل مدینہ کا ایک شخص وہاں سے کوچ کر گیا اور اس نے منصور کی طرف سات راتوں میں مراحل بعیدہ کو طے کیا اور جب وہ اس کے پاس گیا تو اس نے اسے رات کو سوتے پایا تو اس نے رنج حاجب سے کہا خلیفہ سے اجازت طلب کر دو اس نے کہا وہ اس گھڑی میں اسے جگانہ نہیں سکتا۔ اس نے کہا اسے جگانا ضروری ہے اس نے خلیفہ کو خبر دی تو وہ باہر نکلا اور کہنے لگا تو ہلاک ہو جائے تیرے پیچھے کیا ہے؟ اس نے کہا ابن حسن نے مدینہ میں خروج کیا ہے۔ پس منصور نے اس بات کی پرواہ نہ کی اور نہ گھبراہٹ کا اظہار کیا اور اسے پوچھا تو نے اسے دیکھا ہے اس نے کہا ہاں اس نے کہا خدا قسم وہ ہلاک ہو گیا ہے اور اس نے پیروکار ساتھیوں کو بھی ہلاک کر دیا ہے۔ پھر اس نے اس شخص کے قید کرنے کا حکم دے دیا تو اسے قید کر دیا گیا۔ پھر اس بارے میں متواتر خبریں آنے لگیں تو منصور نے اسے رہا کر دیا اور ہر رات کے عوض اسے ایک ہزار درہم دیا اور اس نے اسے سات ہزار درہم دیئے۔

اور جب منصور کو اس کے خروج کا یقین ہو گیا تو اس کا دل گھبرا گیا اور بعض منجموں نے اسے کہا اے امیر المؤمنین اس کی طرف سے آپ کو کوئی تکلیف نہ ہوگی اور قسم بخدا اگر وہ تمام زمین کا بھی بادشاہ بن جائے تو وہ ستر دن سے زیادہ نہیں ٹھہر سکے گا۔ پھر منصور نے تمام سرکردہ امراء کا حکم دیا کہ وہ قید خانے کی طرف جائیں اور محمد کے والد عبد اللہ بن حسن سے ملاقات کریں اور اسے اس کے بیٹے کے خروج کے واقعہ کے متعلق بتائیں اور اس کی بات کو سنیں تو وہ انہیں کیا کہتا ہے اور جب انہوں نے اس کے پاس جا کر یہ بات بتائی تو اس نے کہا تم ابن سلامہ یعنی منصور کو کیا کرتے دیکھتے ہو؟ انہوں نے کہا ہمیں معلوم نہیں اس نے کہا خدا کی قسم اسے بخل نے مار دیا ہے اسے اموال خرچ کرنے چاہئیں اور جوانوں سے کام لینا چاہیے اگر وہ غالب آ گیا تو خرچ کردہ اموال کی واپسی سہل ہوگی۔ بصورت دیگر تمہارے آقا کے خزانے میں کچھ نہیں رہے گا اور اس نے دوسروں کے لیے کچھ جمع ہی نہیں کیا، انہوں نے واپس آ کر خلیفہ کو اس بات کی اطلاع دی اور لوگوں نے خلیفہ کو اس سے جنگ کرنے کا مشورہ دیا تو اس نے عیسیٰ بن موسیٰ کو بلوایا تو اس نے اس کے بلاوت کا جواب دیا۔ پھر کہنے لگا میں ابھی اسے خط لکھتا ہوں جس میں اس نے اسے جنگ کرنے سے قبل انتہا کیا اور اسے لکھا:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

امیر المؤمنین عبد اللہ بن عبد اللہ کی طرف سے محمد بن عبد اللہ کی طرف

﴿ اِنَّمَا جَزَاءُ الَّذِیْنَ یُحَارِبُونَ اللّٰهَ وَرِسُوْلَهٗ وَیَسْعَوْنَ فِی الْاَرْضِ فَسَادًا ۙ اِلٰی قَوْلِهٖ ﴿ فَاَعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۙ﴾

پھر لکھا مجھے اللہ کا عہد و میثاق اور اللہ اور اس کے رسول کی حفاظت حاصل ہوگی اگر تو اطاعت کی طرف واپس آیا تو میں تجھے اور تیرے پیروکاروں کو ضرور امان دوں گا اور تجھے ایک لاکھ درہم بھی ضرور عطا کروں گا اور تو اپنی پسند کے جس شہر میں رہنا چاہے میں تجھے اس کی اجازت دوں گا اور میں تیری تمام ضروریات کو بھی ضرور پورا کروں گا۔ محمد بن عبد اللہ نے اس کے خط کے جواب میں اسے لکھا:

عبداللہ مہدی بن محمد عبداللہ بن حسن کی طرف سے:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

﴿طَسَمَ تَلْكَ اَيَّاتِ الْكِتَابِ الْمُبِينِ . نَلُوْا عَلَيْنِكَ مِنْ نَبَا فَوْسِي وَفِرْعَوْنَ بِالْحَقِّ لَقَوْمٍ يُؤَفِّقُوْنَ . اِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِي الْاَرْضِ وَجَعَلْنَا شِيعًا يُسْتَضْعَفُ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ يُذَبِّحُ اِبْنَاءَهُمْ وَيَسْتَحْيِي نِسَاءَهُمْ اِنَّهُ كَانَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ . وَنُرِيْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلٰى الَّذِيْنَ اسْتَضَعُّوْا فِي الْاَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ اٰمَةً وَنَجْعَلَهُمُ الْوَارِثِيْنَ ۝﴾

پھر اس نے لکھا میں تجھ پر اسی طرح امان کو پیش کرتا ہوں جس طرح تو نے مجھ پر پیش کی ہے اور میں تم سے اس امارت کا زیادہ حق دار ہوں اور تم صرف ہمارے ذریعے اس تک پہنچے ہو بلاشبہ حضرت علیؓ وصی اور امام تھے تم اس کے بچوں کے زندہ ہوتے ہوئے اس کی حکومت کے کس طرح وارث بن گئے ہو؟ اور ہم نسبی لحاظ سے روئے زمین کے باشندوں سے اشرف ہیں اور رسول اللہ ﷺ جو سب لوگوں سے بہتر تھے ہمارے نانا ہیں اور حضرت خدیجہ جو آپ کی سب سے افضل بیوی ہیں ہماری نانی ہیں اور آپ کی بیٹی حضرت فاطمہؓ ہمارے ہمارے ماں ہے اور وہ آپ کی بیٹیوں میں سب سے زیادہ معزز ہے اور ہاشم نے دو دفعہ علی کو جنم دیا اور حسن کو عبدالمطلب نے دو دفعہ جنم دیا اور وہ اس کا بھائی حسنؓ اور جوانان بہشت کے سردار ہیں اور رسول اللہ ﷺ نے میرے باپ کو دو دفعہ جنم دیا ہے۔ اور میں بنی ہاشم کا سب سے زیادہ شریف النسب اور باپ کے لحاظ سے سب سے زیادہ خالص ہوں، مجھ میں عجم کی ملاوٹ نہیں اور نہ میرے بارے میں امہات الاولاد کی کشاکش پائی جاتی ہے۔ اور میں اس کا بیٹا ہوں جو جنت میں سب لوگوں سے بلند درجہ ہوگا اور سب سے کم عذاب والا ہوگا اور میں تجھ سے حکومت کا زیادہ حق دار اور زیادہ عہد والا اور اسے تجھ سے زیادہ پورا کرنے والا ہوں بلاشبہ تو عہد کرتا ہے پھر توڑ دیتا ہے اور اسے پورا نہیں کرتا جیسا کہ تو نے ابن ہبیرہ سے کیا ہے تو نے اسے عہد دیا، پھر تو نے اس سے خیانت کی اور خائن امام سے بڑھ کر کسی کو سخت عذاب نہ ہوگا۔ اور اسی طرح تو نے اپنے چچا عبداللہ بن علی اور ابو مسلم خراسانی سے خیانت کی اور اگر مجھے معلوم ہوتا کہ تو بچ بولتا ہے تو جس طرف تو نے مجھے دعوت دی ہے میں تجھے اس کا جواب دیتا۔ لیکن تیرے جیسے شخص کا مجھ جیسے شخص سے وفائے عہد کرنا دور کی بات ہے۔ والسلام۔

ابو جعفر نے اسے اس خط کے جواب میں ایک طویل خط لکھا جس کا خلاصہ یہ ہے:

اما بعد میں نے آپ کا خط پڑھا، آپ کا سارا فخر و ناز، عورتوں کی قرابت پر ہے تاکہ آپ اجڈ اور کمینے لوگوں کو گمراہ نہ کر سکیں اور اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو پچاؤں اور آبا کی طرح نہیں بنایا اور نہ عصیت اور اولیاء کی طرح بنایا ہے اور اللہ نے (وانسذر عشیرتک الاقربین) کی آیت نازل کی ہے اور اس وقت آپ کے چار پچا تھے جن میں سے دو نے آپ کو قبول کیا جن میں ایک ہمارا دادا تھا۔ اور دو نے انکار کیا جن میں ایک تمہارا باپ تھا۔ یعنی اس کا دادا ابوطالب۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کی محبت کو آپ سے قطع کر دیا اور نہ ان دونوں کے درمیان کوئی قرابت اور عہد رہا اور اللہ تعالیٰ نے ابوطالب کے عدم اسلام کے بارے میں

آیت (انک لا تہدی من احببت ولنکن اللہ یهدی من یشاء) اتاری اور آپ نے اس پر فخر کیا کہ وہ دوزخیوں میں سے کم عذاب والا ہوگا اور تم میں انصاف نہیں ہوتی اور سونے سے بے سبب نہیں کہ وہ دوزخیوں پر فخر کرے اور آپ سے خیر کیا ہے نہی نبیؐ کو باشم نے دو دفعہ جنم دیا ہے اور حسن کو عبدالمطلب نے دو دفعہ جنم دیا ہے اور رسول اللہ ﷺ ہیں آپ ﷺ کو عبد اللہ نے ایک دفعہ جنم دیا ہے اور آپ کا کہنا کہ آپ کو امہات الاولاد نے جنم نہیں دیا دیکھئے یہ رسول اللہ ﷺ کے بیٹے ابراہیم ہیں جو حضرت ماریہ سے پیدا ہوئے ہیں اور وہ آپ سے بہتر ہیں اور حضرت علی بن حسن ام ولد سے ہیں اور وہ آپ سے بہتر ہیں۔ اسی طرح ان کے بیٹے محمد بن علی اور ان کے بیٹے جعفر بن محمد کا حال ہے۔ ان کی نانیاں امہات الاولاد ہیں اور وہ دونوں آپ سے بہتر ہیں۔

اور آپ کا یہ کہنا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے بیٹے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (محمد ﷺ تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں) اور سنت میں ہے جس کے متعلق مسلمانوں کے درمیان کوئی اختلاف نہیں پایا جاتا کہ نانا یعنی ماں کا باپ اور ماموں اور خالہ وارث نہیں ہوں گے اور نص حدیث کے مطابق حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو رسول اللہ ﷺ سے میراث نہیں ملی اور رسول اللہ ﷺ بیمار ہوئے اور آپ کا باپ وہاں موجود تھا لیکن رسول اللہ ﷺ نے اسے لوگوں کو نماز پڑھانے کا حکم نہیں دیا بلکہ دوسرے آدمی کو دیا اور جب آپ ﷺ وفات پا گئے تو لوگوں نے کسی شخص کو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے برابر قرار نہیں دیا، پھر انہوں نے شوریٰ اور خلافت میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اس پر مقدم کیا۔ پھر جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ قتل ہو گئے تو بعض نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو قتل پر متہم کیا اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے اس بات پر ان سے جنگ کی اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے ان کی بیعت کرنے سے انکار کر دیا، پھر اس کے بعد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے انکار کیا، پھر آپ کے باپ نے بیعت کا مطالبہ کیا اور اس پر لوگوں سے جنگ کی، پھر اس پر اتفاق کیا اور اسے بھی پورا نہ کیا۔ پھر خلافت حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے پاس گئی اور انہوں نے اسے دراہم اور کپڑوں کے عوض فروخت کر دیا اور ناجائز طور پر مال لینے کے لیے حجاز میں قیام کیا اور ناناہلوں کو حکومت دے دی اور اپنے پیروکاروں کو بنو امیہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں میں چھوڑ دیا اور اگر خلافت تمہارے لیے تھی تو تم نے اسے چھوڑ دیا ہے اور اسے اس کی قیمت کے عوض فروخت کر دیا ہے۔

پھر آپ کے چچا حضرت حسین نے ابن مرجانہ کے خلاف خروج کیا اور لوگ اس کے ساتھ تھے حتیٰ کہ انہوں نے اسے قتل کر دیا اور اس کے سر کو اس کے پاس لے آئے۔ پھر تم نے بنو امیہ کے خلاف خروج کیا تو انہوں نے تمہیں قتل کیا اور تم کو کھجور کے تنوں پر صلیب دی اور تمہیں آگ سے جلایا اور تمہاری عورتوں کو قیدیوں کی طرح اونٹوں پر سوار کر کے شام لے گئے حتیٰ کہ ہم نے ان کے خلاف خروج کیا اور ہم نے تمہارے خون کا بدلہ لیا اور ان کے ارض و دیار کا تمہیں وارث بنایا اور ہم نے تمہارے سلف کی فضیلت کا ذکر کیا اور آپ نے اس بات کو ہم پر حجت بنا دیا اور آپ نے خیال کیا ہے کہ ہم نے اس کی امثال حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور جعفر رضی اللہ عنہ پر اس کی فضیلت کا ذکر کیا ہے۔ یہ بات یوں نہیں جیسے آپ نے خیال کیا ہے۔ بلاشبہ یہ لوگ گزر گئے ہیں اور انہوں نے فتنوں میں شمولیت نہیں کی اور دنیا سے چھٹکارا پا گئے اور انہیں کسی چیز کی کمی نہیں رہی اور انہوں نے اپنا پورا ثواب حاصل کیا اور آپ کا باپ اس آزمائش میں بڑ گیا اور بنو امیہ فرض نمازوں میں اس پر اس طرح لعنت کرتے تھے جیسے کفار کو لعنت کی

جاتی ہے، پس ہم نے اس کے ذکر کو زندہ کیا اور اس کی فضیلت بیان کی اور ہم نے اسے گالیاں دینے پر ڈانٹ ڈپٹ کی اور آپ کو معلوم ہی ہے کہ جاہلیت میں حجاج کو پانی پلانے اور زمزم کی خدمت کی وجہ سے ہمیں بڑی عزت حاصل تھی اور رسول اللہ ﷺ نے اس کا ہمارے حق میں فیصلہ کیا تھا۔

اور جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں لوگ قحط زدہ ہو گئے تو انہوں نے ہمارے باپ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے توسل سے بارش طلب کی اور آپ کے باپ کی موجودگی میں ان کے ذریعے اپنے رب کے حضور توسل کیا اور آپ کو معلوم ہی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد عبدالمطلب کے بیٹوں میں سے صرف حضرت عباس رضی اللہ عنہ ہی باقی رہ گئے تھے پس سقایہ ان کا تھا وراثت ان کی تھی اور خلافت ان کی اولاد کی ہوئی اور جاہلیت اور اسلام کا جو شرف بھی باقی رہ گیا تھا حضرت عباس رضی اللہ عنہ اس کے وارث اور مورث تھے۔ اس کے طویل کلام میں بحث و مناظرہ اور فصاحت پائی جاتی ہے اور ابن جریر نے پوری طوالت کے ساتھ اسے انتہا تک بیان کیا ہے۔

باب

محمد بن عبد اللہ بن حسن کا قتل

اس دوران میں محمد بن عبد اللہ بن حسن نے اہل شام کی طرف ایک ایچی بھیجا کہ وہ انہیں اس کی بیعت اور خلافت کی طرف دعوت دے مگر انہوں نے اس کی بات قبول کرنے سے انکار کر دیا اور کہنے لگے ہم جنگ و قتال سے اکتا گئے ہیں اور وہ اہل شہر کے سرداروں کی مہربانی کا طالب ہوا تو کچھ نے اسے جواب دیا اور کچھ نے انکار کر دیا اور بعض نے اسے کہا ہم تمہاری بیعت کیسے کریں جب کہ تم نے ایسے شہر میں ظہور کیا ہے جس میں مال ہی نہیں جس سے تو لوگوں سے کام لینے کے لیے مدد لے سکتا ہے؟ اور بعض اپنے گھروں میں بیٹھ رہے اور اس وقت باہر نکلے جب محمد قتل ہو گئے اور اس محمد نے حسین بن معاویہ کو ستر پیادوں اور تقریباً دس سواروں کے ساتھ مکہ کی طرف نائب بنا کر بھیجا کہ اگر وہ مکہ میں داخل ہو جائے تو وہ بھی مکہ چلے جائیں۔

اور جب اہالیان مکہ کو ان کی آمد کا علم ہوا تو وہ ہزاروں جانبازوں کے ساتھ ان کے مقابلہ میں نکلے تو حسین بن معاویہ نے ان سے کہا ابو جعفر فوت ہو چکا ہے تم کیوں لڑتے ہو؟ اہل مکہ کے سردار السری بن عبد اللہ نے کہا ان کی ڈاک چار راتوں میں ہمارے پاس آتی ہے اور میں نے اس کی طرف خط روانہ کیا ہے اور میں چار راتوں تک اس کے جواب کا انتظار کروں گا۔ پس اگر تمہاری بات سچ ہوئی تو میں شہر کو تمہارے سپرد کر دوں گا اور تمہارے جوانوں اور گھوڑوں کا خرچ میرے ذمے ہوگا مگر حسن بن معاویہ نے انتظار کرنے سے انکار کیا اور جنگ کے سواہر بات کا انکار کر دیا اور اس نے قسم کھائی کہ وہ مکہ میں رات بسر نہیں کرے گا سوائے اس کے وہ مر جائے اور اس نے السری کو پیغام بھیجا کہ حرم سے نکل کر صل کی طرف آ جاؤ تاکہ حرم میں خوزریزی نہ ہو مگر وہ حل کی طرف نہ گیا تو یہ ان کی طرف بڑھے اور ان کے مقابلہ میں صف بندی کی اور حسن اور اس کے اصحاب نے یکبارگی ان پر حملہ

کر دیا اور انہیں شکست دی اور ان کے ساتھ آدمی مارے گئے اور یہ مکہ میں داخل ہو گئے اور جب صبح ہوئی تو حسن بن معاویہ نے لوگوں سے خطاب کیا اور انہیں ابو بکرؓ کے خلاف برا بھلائیوں سے بھر دیا اور انہیں محمد مہدی بن عبداللہ بن حسن کی طرف دعوت دی۔
ابراہیم بن عبداللہ بن حسن کا خروج:

اور اسی طرح ابراہیم بن عبداللہ بن حسن نے بصرہ میں ظہور کیا اور اس کے بھائی محمد کے پاس رات کے وقت ایٹنی پہنچا اور اسے بتایا گیا کہ وہ مردان کے گھر میں ہے تو اس نے اس کا دروازہ کھٹکھٹایا تو اس نے کہا اے اللہ میں تجھ سے رات اور دن کے مصائب کے شر سے پناہ مانگتا ہوں سوائے اس رات کے آنے والے کے جو اے رحمان بھلائی کے ساتھ آتا ہے پھر وہ باہر نکلا تو اس نے اس کے اصحاب کو اس کے بھائی کے بارے میں خبر دی تو وہ بہت خوش ہوئے اور وہ صبح اور مغرب کی نماز کے بعد لوگوں سے کہا کرتا تھا تم اللہ تعالیٰ سے اپنے بھری بھائیوں اور حسین بن معاویہ کے لیے جو مکہ میں ہے دعا کرو اور اپنے دشمنوں کے خلاف اس سے مدد مانگو۔

اور منصور نے عیسیٰ بن موسیٰ کے ساتھ دس ہزار چنندہ بہادر سواروں کا جیش محمد بن عبداللہ بن حسن کے مقابلے کے لیے روانہ کیا جن میں محمد بن ابی العباس سفاح، جعفر بن حظلہ البہرانی اور حمید بن قطبہ بھی شامل تھے اور منصور نے اس سے اس بارے میں مشورہ لیا تو اس نے کہا یا امیر المؤمنین اپنے قابل اعتماد غلاموں میں سے جسے چاہیں بلا لیں اور انہیں وادی القرئی کی طرف بھیج دیں۔ وہ ان سے شام کے غلہ کو روک دیں گے اور وہ اور اس کے ساتھی بھوک سے مر جائیں گے بلاشبہ وہ ایسے شہر میں ہے جس میں نہ مال ہے نہ جوان ہیں نہ گھوڑے ہیں نہ ہتھیار ہیں اور اس نے کثیر بن الحسین العہدی کو اپنے آگے آگے بھیجا اور منصور نے عیسیٰ بن موسیٰ کو الوداع کرتے وقت کہا اے عیسیٰ میں تجھے اپنے دونوں پہلوؤں کی طرف بھیج رہا ہوں اگر تو اس شخص پر فتح پالے تو اپنی تلوار کو نیام میں کر لینا اور لوگوں میں امان کا اعلان کر دینا اور اگر وہ غائب ہو جائے تو انہیں اس کا ذمہ دار بنا۔ حتیٰ کہ وہ اسے تیرے پاس لے آئیں۔ بلاشبہ وہ اس کے راستوں کو بہتر جانتے ہیں نیز اس نے اس کے ہاتھ اہل مدینہ کے قریش و انصار کے سرداروں کے نام خطوط لکھے کہ وہ انہیں خفیہ طور پر ان کے پاس پہنچادے اور انہیں اطاعت کی طرف واپس آنے کی دعوت دے۔

پس جب عیسیٰ بن موسیٰ مدینہ کے نزدیک آیا تو اس نے ایک شخص کے ہاتھ خطوط بھیجے جسے محمد بن عبداللہ بن حسن کے محافظوں نے پکڑ لیا اور انہوں نے اس کے پاس یہ خطوط بھی پائے انہوں نے وہ خطوط محمد کے پاس پہنچادئے تو اس نے ان لوگوں کو بنا کر سزا دی اور سخت زد و کوب کیا اور انہیں بھاری بیڑیاں ڈال دیں اور انہیں قید خانے میں ڈال دیا۔ پھر محمد نے اپنے اصحاب سے مدینہ میں ٹھہرنے کے بارے میں مشورہ لیا تا کہ عیسیٰ بن موسیٰ آ کر مدینہ میں ان کا محاصرہ کر لے یا یہ کہ وہ اپنے ساتھیوں سے باہر چلا جائے اور اہل عراق سے جنگ کرے۔ کچھ لوگوں نے اس بات کا مشورہ دیا اور کچھ لوگوں نے اس بات کا مشورہ دیا۔ پھر مدینہ میں قیام کرنے پر اتفاق رائے ہو گیا۔ اس لیے رسول اللہ ﷺ جنگ احد کے روز مدینہ سے باہر نکلنے پر نادم ہوئے تھے پھر انہوں نے مدینہ کے ارد گرد خندق کھودنے پر اتفاق کیا جیسے کہ جنگ احزاب کے روز رسول اللہ ﷺ نے کہا پس سب لوگوں نے اس بات کو قبول کیا اور اس نے رسول اللہ ﷺ کی اقتداء میں لوگوں کے ساتھ اپنے ہاتھ سے خندق کھودی اور انہیں اس خندق

سے جسے رسول اللہ ﷺ نے کھودا تھا ایک اینٹ نظر آئی تو وہ خوش ہو گئے اور انہوں نے تکبیر کہی اور اسے فتح کی بشارت دی اور محمدؐ کو سید کہا جسے وسط میں بیٹی تھی جو بوجھا اور وہ سرخ و سفید لہڑیہ کندم کون اور بڑے سرو والا تھا۔

اور جب عیسیٰ بن موسیٰ احوص میں اتر اور مدینہ کے نزدیک ہوا تو محمد بن عبد اللہ نے منبر پر چڑھ کر لوگوں سے خطاب کیا اور انہیں جہاد کی ترغیب دی اور وہ تقریباً ایک لاکھ آدمی تھے اس نے جو باتیں ان سے کیں ان میں ایک یہ بات بھی تھی کہ میں نے تمہیں اپنی بیعت کے بارے میں آزادی دی ہے تم میں سے جو چاہے بیعت پر قائم رہے اور جو چاہے اسے چھوڑ دے پس ان میں سے بہت سے آدمی یا ان کی اکثریت اس سے الگ ہو گئی اور ایک چھوٹی سی جماعت اس کے ساتھ رہ گئی اور اہل مدینہ کی کثرت اپنے اہل سمیت وہاں سے باہر چلی گئی تاکہ وہاں پر جنگ میں شامل نہ ہوں۔ اور وہ اطراف اور پہاڑوں پر چوٹیوں پر چلے گئے اور محمد نے اسے باہر جانے سے روکنے کے لیے ابواللیث کو بھیجا مگر وہ ان کی اکثریت کو واپس لانے میں کامیاب نہ ہوا اور وہ مسلسل باہر جاتے رہے اور محمد نے ایک شخص سے کہا کیا تو تلوار اور نیزہ پکڑ کر ان لوگوں کو جو مدینہ سے باہر نکل گئے ہیں واپس لاؤں گا؟ اس نے کہا ہاں اگر آپ نے مجھے نیزہ دیا تو میں انہیں اطراف میں نیزہ ماروں گا اور اگر آپ نے مجھے تلوار دی تو میں انہیں پہاڑوں کی چوٹیوں پر ماروں گا پس محمد خاموش ہو گیا۔

پھر اس نے مجھے کہا تو ہلاک ہو جائے شامیوں، عراقیوں اور خراسانیوں نے میری موافقت میں سفید لباس پہنا ہے اور سیاہ لباس کو اتار دیا ہے اس نے کہا اگر دنیا سفید جھاگ کی طرح باقی رہے تو وہ مجھے کیا فائدہ دے سکتی ہے۔ جب کہ میں دوات کی صوف کی مانند لباس میں ہوں۔ اور دیکھو یہ عیسیٰ بن موسیٰ احوص میں اترنے والا ہے۔ پھر عیسیٰ بن موسیٰ مدینہ کے ایک میل نزدیک آ کر اتر گیا اور اس کے راہنما ابن الاصم نے اسے کہا مجھے خدشہ ہے کہ جب تم ان کے سامنے ہو گے تو قبل اس کے کہ سوار انہیں پکڑیں وہ جلدی سے اپنے پڑاؤ کی طرف لوٹ جائیں گے۔ پھر وہ اس کے ساتھ کوچ کر گیا اور اس نے اسے الجرف میں سلیمان بن عبد الملک کے حوض پر مدینہ سے چار میل کے فاصلے پر اتارا۔ اور یہ واقعہ اس سال کی ۲۱ رمضان کی صبح کو ہفتہ کے روز ہوا اور اس نے کہا جب پیادہ بھاگتا ہے تو وہ دو یا تین میل سے زیادہ بھاگنے کی طاقت نہیں رکھتا اور سوار اسے پکڑ لیتے ہیں۔

اور عیسیٰ بن موسیٰ نے پانچ سو سواروں کو بھیجا اور وہ مکہ کے راستے میں درخت کے پاس اترے اور اس نے انہیں کہا اگر یہ شخص بھاگ جائے تو مکہ کے سوا اس کی کوئی پناہ گاہ نہیں پس اس کے اور اس کے درمیان حائل ہو جاؤ۔ پھر عیسیٰ نے محمد کو امیر المؤمنین منصور کی سمع و اطاعت اختیار کرنے کا پیغام بھیجا نیز یہ کہ اگر اس نے اس کی بات مان لی تو اس نے اسے اور اس کے اہل بیت کو امان دے دی ہے۔ محمد نے اپنی سے کہا اگر ایچیوں کے قتل نہ کرنے کا کوئی اصول نہ ہوتا تو میں تجھے قتل کر دیتا۔ پھر اس نے عیسیٰ بن موسیٰ کو پیغام بھیجا میں تجھے کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ کی طرف دعوت دیتا ہوں اور تو انکار سے بچ ورنہ میں تجھے قتل کر دوں گا اور تو بڑا متتول ہوگا اور یا تو مجھے قتل کر دے گا اور تو اس شخص کا قاتل ہوگا جس نے تجھے کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ کی طرف دعوت دی ہے۔

پھر ان دونوں کے درمیان تین دن تک اپنی آتے جاتے رہے اور وہ اسے دعوت دیتا اور وہ اسے دعوت دیتا اور عیسیٰ بن

موسیٰ ان تینوں دنوں میں ہر روز سلع کی نزدیکی گھائی پر کھڑے ہو کر اعلان کرتا۔ اسے اہل مدینہ تمہارے خون ہم پر حرام ہیں۔ پس جو تمس ہمارے پاس آ کر ہمارے جھنڈے تلے کھڑا ہو جائے گا اسے امن حاصل ہوگا اور جو مدینہ سے باہر چلا جائے گا وہ بھی امن میں ہوگا اور جو اپنے گھر میں داخل ہو جائے گا وہ بھی امن میں ہوگا اور جو اپنے ہتھیار پھینک دے گا وہ بھی امن میں ہوگا۔ ہمیں تم سے جنگ کرنے کی کوئی ضرورت نہیں، ہمیں صرف محمدی ضرورت ہے کہ ہم اسے خلیفہ کے پاس لے جائیں، پس وہ اسے اور اس کی ماں کو دشنام دیتے لگے اور اس سے بری مکالمت و مخاطبت کرنے لگے اور اسے کہنے لگے ہمارے ساتھ رسول اللہ ﷺ کا صاحبزادہ ہے اور ہم اس کے ساتھ ہیں اور ہم اس کی حفاظت میں جنگ کریں گے۔

اور جب تیسرا دن ہوا تو وہ سواروں، پیادوں، ہتھیاروں اور نیزوں کے ساتھ ان کے پاس آیا جن کی مثل کبھی دیکھی نہیں گئی اس نے پکار کر کہا اے محمد! امیر المومنین نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تجھے اطاعت کی دعوت دینے بغیر تجھے جنگ نہ کروں۔ اگر تو نے اطاعت کر لی تو وہ تجھے امان دے گا اور تیرا قرض ادا کرے گا اور تجھے اموال اور اراضی دے گا اور اگر تو نے انکار کیا تو میں تجھ سے جنگ کروں گا، میں نے متعدد بار تجھے دعوت دی ہے اور اس نے پکار کر کہا اے محمد! میرے پاس تمہارے لیے جنگ کے سوا کچھ نہیں، پس اسی وقت ان کے درمیان گھمسان کارن پڑا اور عیسیٰ بن موسیٰ کی فوج چار ہزار سے اوپر تھی اور اس کے ہراول پر حمید بن قحطبہ اور یمینہ پر محمد بن السفاح اور میسرہ پر داؤد بن کرار اور سابقہ پر البشیم بن شعبہ امیر تھے اور ان کے پاس ایسا سامان جنگ تھا جس کی مثل کبھی نہیں دیکھی۔

اور عیسیٰ نے اپنے اصحاب کو تقسیم کر کے ہر جانب ایک دستہ بھیج دیا اور محمد اور اس کے اصحاب اہل بدر کی تعداد کے مطابق تھے، فریقین نے باہم شدید قتال کیا اور محمد زمین پر پاپیادہ ہو گیا۔ کہتے ہیں کہ اس نے عیسیٰ بن موسیٰ کی فوج کے ستر بہادروں کو اپنے ہاتھ سے قتل کیا اور اہل عراق نے ان کا گھیراؤ کر کے محمد بن عبد اللہ کے اصحاب کے ایک دستے کو قتل کر دیا اور جو خندق انہوں نے کھودی ہوئی تھی وہ اس میں ان پر پل پڑے اور انہوں نے اس کے مطابق دروازے بھی بنائے ہوئے تھے اور بعض کا قول ہے کہ انہوں نے اسے اونٹوں کے بوجھوں سے بند کر دیا اور ان کے لیے اس سے گزرتا ممکن ہو گیا اور انہوں نے یہ کام ایک جگہ پر کیا تھا اور یہ دوسری جگہ پر تھا۔ واللہ اعلم۔

اور ان کے درمیان مسلسل گھمسان کارن پڑا حتیٰ کہ عصر کی نماز پڑھی گئی اور جب محمد نے عصر کی نماز پڑھی تو وہ سلع میں وادی کے پانی بے کی جگہ کی طرف چلے گئے اور اس نے اپنی تلوار کا میان توڑ دیا اور اپنے گھوڑے کی کونچیں کاٹ دیں اور اس کے اصحاب نے بھی اسی طرح کیا اور اپنے دلوں کو جنگ کے لیے مضبوط کیا اور اس وقت جنگ بہت تیز ہو گئی اور اہل عراق غالب آ گئے اور انہوں نے سلع کے اوپر سیاہ جھنڈا بلند کر دیا اور پھر وہ مدینہ کے نزدیک آ کر اس میں داخل ہو گئے اور رسول اللہ ﷺ کی مسجد کے اوپر سیاہ جھنڈا نصب کر دیا۔

اور جب محمد کے اصحاب نے اسے دیکھا تو وہ ایک دوسرے کو آواز دے کر کہنے لگے مدینہ چھن گیا ہے اور وہ بھاگ گئے اور محمد کے ساتھ ایک نہایت ہی چھوٹی سی جماعت باقی رہ گئی پھر وہ اکیلا ہی باقی رہ گیا اور اس کے ساتھ کوئی شخص نہ تھا اور اس کے ہاتھ

میں سہنقیہ کی تلوار تھی اور وہ شخص اس کی طرف بڑھتا تھا، وہ اسے اس سے مارتا تھا اور جو شخص بھی اس کا سامنا کرتا وہ اسے موت کی نیند سلا، یا حتیٰ کہ اس نے اہل عراق کے بہت سے بہادروں کو قتل کر دیا۔

کہتے ہیں کہ اس روز اس نے ماٹھ میں ذوالفقار تھی پھر لوگوں نے اس پر ہجوم کر دیا اور ایک شخص نے آگے بڑھ کر اس کے دائیں کان کی لو کے نیچے تلوار ماری اور وہ اپنے گھٹنوں کے بل گر پڑا اور اپنے آپ کو بچانے لگا اور کہنے لگے تم ہلاک ہو جاؤ تم بارے نبی کا بیٹا مجروح اور مظلوم ہے اور حمید بن قطبہ کہنے لگا تم ہلاک ہو جاؤ اسے چھوڑ دو اسے قتل نہ کرو تو لوگ اس سے رک گئے اور حمید بن قطبہ نے آگے بڑھ کر اس کا سر کاٹ لیا اور اسے عیسیٰ بن موسیٰ کے پاس لے گیا اور اسے اس کے سامنے رکھ دیا اور حمید نے قسم کھائی تھی کہ وہ جب بھی اسے دیکھے گا اسے قتل کر دے گا اور اس نے اسے اسی حالت میں پایا اور اگر وہ اپنی حالت اور قوت پر قائم ہوتا تو نہ ہی حمید اور نہ ہی فوج میں سے کوئی دوسرا شخص اس کے قتل کی استطاعت پاتا۔

اور محمد بن عبد اللہ ۱۲۵ھ کو سوموار کے روز عصر کے بعد اجازت الیزیت کے پاس قتل ہوا اور عیسیٰ بن موسیٰ نے جب اس کے سر کو اپنے سامنے رکھا تو اپنے اصحاب سے کہا اس کے متعلق تمہاری کیا رائے ہے؟ تو کئی لوگوں نے اسے گالیاں دیں اور اس پر اعتراضات کئے تو ایک شخص نے کہا قسم بخدا تم نے ایک جھوٹ بولا ہے وہ روزہ دار شب زندہ دار تھا لیکن اس نے امیر المؤمنین کی مخالفت کی اور مسلمانوں کی وحدت کو پارا پارا کیا تو اس وجہ سے ہم نے اسے قتل کر دیا ہے پس اسی وقت وہ خاموش ہو گئے۔ اور اس کی تلوار ذوالفقار بنو عباس کے پاس چلی گئی اور وہ یکے بعد دیگرے اس کے وارث ہوتے رہے حتیٰ کہ ایک شخص نے اس کا تجربہ کیا اور اسے ایک کتے کو مارا وہ کٹ گیا یہ بیان ابن جریر وغیرہ کا ہے۔ اس دوران میں منصور کو اطلاع ملی کہ محمد جنگ سے بھاگ گیا ہے تو اس نے کہا یہ نہیں ہو سکتا ہم اہل بیت بھاگنا نہیں کرتے۔

ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ عبد اللہ بن راشد نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ ابو الحجاج نے مجھ سے بیان کیا کہ میں منصور کے سر پر کھڑا تھا اور وہ مجھ سے محمد کے نکلنے کی جگہ کے بارے میں پوچھ رہا تھا کہ اچانک اسے اطلاع ملی کہ عیسیٰ بن موسیٰ شکست کھا گیا ہے اور وہ ٹیک لگائے ہوئے تھا پس اس نے بیٹھ کر اپنی چھتری کو اپنے مصلیٰ پر مارا اور کہنے لگا ہرگز نہیں، کہاں ہمارے بچوں کا منابر پر اس سے کھیلنا اور کہاں عورتوں کے مشورے؟ اور عیسیٰ بن موسیٰ قاسم بن حسن کے ہاتھ فتح کی بشارت اور سر کو ابن ابی الکرام کے ہاتھ بھیجا اور جسم کو دفن کرنے کا حکم دیا اور اسے بقیع میں دفن کر دیا گیا اور اس کے جو اصحاب اس کے ساتھ قتل ہوئے انہیں مدینہ سے باہر تین دن تک دوضفوں میں صلیب دیا گیا۔ پھر انہیں سلج کے پاس یہود کے قبرستان میں پھینک دیا گیا پھر انہیں وہاں ایک خندق میں منتقل کر دیا گیا اور اس نے بنو حسن کے سب اموال پر قبضہ کر لیا اور منصور نے انہیں اس کے لیے مخصوص کر دیا۔

اور یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ بعد ازاں اس نے یہ اموال انہیں واپس کر دیئے۔ یہ بیان ابن جریر کا ہے اور اہل مدینہ میں امان کا اعلان کر دیا گیا اور لوگوں نے اپنے بازاروں میں صبح کی اور عیسیٰ بن موسیٰ فوج کے ساتھ الحرف کی طرف چڑھ گیا کیونکہ جس روز محمد قتل ہوا اس دن لوگوں پر بارش ہوئی تھی اور وہ الحرف سے مسجد آتا اور اس نے ۱۹ رمضان تک مدینہ میں قیام کیا پھر وہاں سے نکل کر مکہ چلا گیا جہاں پر محمد کی طرف سے حسن بن معاویہ نائب مقرر تھا اور محمد نے اسے لکھا تھا کہ وہ اس کے پاس آئے۔ پس جب

... کہ سے بکا اور ابھی ... سے ہی میں شہداء ... محمد کے قتل کی اطلاعات ملیں تو ... مسلسل چھانگتے ہوئے محمد کے بھائی ابراہیم بن عبد اللہ کے پاس بصرہ پہنچ گیا جس نے ... ماں خروج کیا ... تھا پھر ... بھی اسی سال میں اپنے بھائی کے بعد قتل ہو گیا جیسا کہ ہم ابھی سے بیان کریں گے۔

اور جب منصور کے پاس محمد بن عبد اللہ کا سراپا گیا تو اس نے اسے اپنے سامنے رکھا اور حکم دیا کہ ایک سفید پشتری میں رکھ کر اسے گھمایا جائے پس اسے گھمایا گیا پھر بعد ازاں سے صوبوں میں گھمایا گیا، پھر منصور نے اہل مدینہ کے ان اشراف کو بلانا شروع کیا جنہوں نے محمد کے ساتھ خروج کیا تھا۔ ان میں سے بعض کو اس نے قتل کر دیا اور بعض کو شدید دکھ دہ ماردی اور بعض کو معاف کر دیا اور جب عیسیٰ مکہ گیا تو اس نے کثیر بن حصین کو مدینہ پر نائب مقرر کیا اور وہ مسلسل ایک ماہ تک نائب رہا۔ تا آنکہ منصور نے عبد اللہ بن ربیع کو اس کا نائب بنا کر بھیجا اور اس کے سپاہیوں سے مدینہ میں فساد پیدا کر دیا اور جب وہ لوگوں سے کوئی چیز خریدتے تو انہیں اس کی قیمت ادا نہ کرتے اور اگر ان سے مطالبہ کیا جاتا تو وہ مطالبہ کرنے والے کو مارتے اور اسے قتل سے ڈراتے، پس حبشیوں کی ایک جماعت نے ان پر حملہ کر دیا اور وہ اکٹھے ہو گئے اور انہوں نے اپنا بگل بجایا اور اس کی آواز پر مدینہ کے سب حبشی اکٹھے ہو گئے اور انہوں نے ان پر یکبارگی حملہ کر دیا جب کہ وہ اس سال کی ۲۳ ذوالحجہ کو جمعہ پڑھنے جا رہے تھے۔

اور بعض کا قول ہے کہ اس سال کی ۲۵ شوال کو جا رہے تھے سو انہوں نے سپاہیوں کی ایک بڑی جماعت کو برجیوں وغیرہ سے قتل کر دیا اور امیر عبد اللہ بن ربیع بھاگ گیا اور اس نے جمعہ کی نماز بھی چھوڑ دی اور حبشیوں کے لیڈر و شیع، یعقل، رمقہ، حدیا، عنقو، مسعر اور ابوالنار تھے اور جب عبد اللہ بن ربیع واپس آیا تو اس نے اپنے فوجیوں کے ساتھ حبشیوں سے ٹڈبھینکی تو انہوں نے اسے پھر شکست دی اور اسے بقیع میں آگے تو اس نے ان کے لیے اپنی چادر پھینک دی تاکہ انہیں اس میں مشغول کر دے حتیٰ کہ وہ اور اس کے پیروکار بچ نکلے اور وہ مدینہ سے دور اتوں کے فاصلہ پر بطن نخل میں چلا گیا اور حبشیوں نے منصور کے اس کھانے پر حملہ کر دیا جو مروان کے گھر میں شور کیا ہوا تھا اور اس نے اسے سمندر میں لانے کا حکم دیا تھا۔

پس انہوں نے اسے لوٹ لیا اور وہ آنا اور ستو بھی لوٹ لئے جو مدینہ کے سپاہیوں کے لیے شور کئے ہوئے تھے اور انہوں نے انہی ارزاں تر قیمت پر فر دخت کر دیا اور منصور کو حبشیوں کے معاملے کی اطلاع ملی اور اہل مدینہ اس رسوائی سے ڈر گئے۔ پس وہ اکٹھے ہوئے اور ابن سبرہ نے جو قید میں تھا ان سے خطاب کیا۔ وہ پاؤں میں بیڑیوں سمیت منبر پر چڑھ گیا اور اس نے انہیں منصور کو سب و اطاعت کرنے کی ترغیب دی اور جو کچھ ان کے غلامیوں نے کیا تھا ان کی کاروائی کے شر سے انہیں خوفزدہ کیا۔ پس اس امر پر ان کا اتفاق رائے ہو گیا کہ وہ اپنے غلاموں کو روکیں اور انہیں پرانگندہ کر دیں اور اپنے امیر کے پاس جائیں اور اسے اپنی عملداری پر واپس کر دیں تو انہوں نے ایسے ہی کیا اور حالات اطمینان بخش ہو گئے اور لوگ پرسکون ہو گئے اور شرور کی آگ سرد ہو گئی اور عبد اللہ بن ربیع مدینہ واپس آ گیا اور اس نے و شیع، ابوالنار، یعقل اور مسعر کے ہاتھ کاٹ دیئے۔

ابراہیم بن عبد اللہ بن سنن نے بصرہ میں خروج کرنے کا بیان

ابراہیم بصرہ کی طرف بھاگ گیا تھا اور اہل بصرہ میں سے بنی سبیحہ کے ہاں حارث بن یزید کے گھرانہ آ گیا اور دن کو دکھائی نہ دیتا تھا اور وہ بہت سے شہروں کا چکر لگانے کے بعد بصرہ آیا تھا اور اس پر اور اس کے بھائی پر شدید خونخوارک مصائب آئے اور متعدد اوقات میں ان دونوں کی ہلاکت کے سامان اکٹھے ہوئے پھر بالآخر ۱۴۳ھ میں حاجیوں کی واپسی کے بعد بصرہ میں اس کی حکومت قائم ہو گئی۔

اور بعض کا قول ہے کہ ۱۴۵ھ کے رمضان کے آغاز میں بصرہ میں اس کی آمد ہوئی اس کے بھائی نے مدینہ میں اپنے ظہور کے بعد اسے بصرہ بھیجا تھا یہ قول واقفی کا ہے راوی کا بیان ہے کہ وہ خفیہ طور پر اپنے بھائی کی دعوت دیتا تھا اور جب اس کا بھائی قتل ہو گیا تو اس نے اس سال کے شوال میں اعلانیہ طور پر اپنی طرف دعوت دی اور مشہور یہ ہے کہ وہ اپنے بھائی کی زندگی میں بصرہ آیا اور اپنی طرف دعوت دی جیسے کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ واللہ اعلم۔

اور جب وہ بصرہ آیا تو یحییٰ بن زیاد بن حسان النبطی کے ہاں اتر اور اس تمام مدت میں اس کے ہاں روپوش رہا حتیٰ کہ اس سال میں ابو فرہ کے گھر میں ظاہر ہو گیا اور سب سے پہلے نبیلہ بن مرہ عبد اللہ بن سفیان عبد الواحد بن زیاد عمر بن سلمہ الجعفی اور عبد اللہ بن یحییٰ بن حصین الرقاشی نے اس کی بیعت کی اور انہوں نے لوگوں کو اس طرف بلایا تو بہت سے لوگوں نے اسے قبول کر لیا اور وہ بصرہ کے وسط میں ابو مروان کے گھر میں منتقل ہو گیا اور اس کا معاملہ بڑھ گیا اور لوگوں کی کئی جماعتوں نے اس کی بیعت کر لی اور اس کے مصائب بڑھ گئے اور منصور کو اس کی اطلاع ملی تو اس کے بھائی محمد کے غم کے ساتھ اس کے غم میں بھی اضافہ ہو گیا۔ اس لیے کہ یہ اپنے بھائی کے قتل سے قبل ظاہر ہو گیا تھا۔ اور اس کے جلد ظاہر ہونے کا سبب اس کے بھائی کا وہ خط تھا جو اس نے اسے لکھا تھا۔ پس اس نے اس کے حکم کو مانا اور اپنی طرف دعوت دی، پس بصرہ میں اس کی امارت مرتب ہو گئی اور منصور کی جانب سے اس کا نائب سفیان بن معاویہ تھا جو در پردہ اس ابراہیم کا مددگار تھا۔ اسے اس کے متعلق اطلاعات پہنچیں تو وہ ان کی پرواہ نہ کرتا اور جو اسے اس کی خبر دیتا وہ اس کی تکذیب کرتا اور چاہتا کہ ابراہیم کا معاملہ واضح ہو جائے اور منصور نے اہل خراسان کے دو امیروں سے اسے مدد دی جن کے ساتھ دو ہزار سوار اور پیادے تھے اور اس نے ان دونوں کو اس کے ہاں اتارنا کہ وہ ابراہیم کے ساتھ جنگ کرنے میں ان سے قوت حاصل کرے اور منصور بغداد سے وہ اس کی تعمیر میں مصروف تھا کو فہ منتقل ہو گیا اور جب کوئی کو فہ کار بننے والا ابراہیم کے معاملے میں متہم ہوتا تو یہ رات کو اس کے گھر میں اسے قتل کرنے کے لیے آدمی بھیج دیتا۔

اور فرافصہ عجمی نے کو فہ پر حملہ کرنا چاہا مگر منصور کو وہاں جو مقام حاصل تھا اس کی وجہ سے اس کے لیے یہ کام ممکن نہ ہوسکا اور ہر راستے سے لوگ ابراہیم کی بیعت کے لیے بصرہ آنے لگے اور انفرادی اور اجتماعی طور پر آنے لگے اور منصور نے ان کی گھات میں مسلح لوگ بٹھا دیئے جو انہیں راستے میں قتل کر دیتے اور ان کے سروں کو اس کے پاس لے آتے اور وہ کو فہ میں انہیں صلیب دے

دیتا تاکہ لوگ ان سے نصیحت پکڑیں۔ اور منصور نے حرب الراوندی کو اپنے پاس کونہ آنے کا پیغام بھیجا۔ یہ دو ہزار سواروں کے ساتھ حواریں سے جنگ کرنے کے لیے بربرہ میں پڑاؤ کئے ہوئے محال اور وہ اپنے ماتحتوں کے ساتھ آیا اور ایک شہر کے پاس سے گزرا جہاں ابراہیم کے انصار موجود تھے انہوں نے اسے کہا ہم تجھے گزرنے نہیں دیں گے کیونکہ منصور نے تجھے ابراہیم کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے بلایا ہے اس نے کہا تم بلاؤ ہو جاؤ مجھے پھوڑ دو انہوں نے انکار کیا تو اس نے ان سے جنگ کی اور ان کے پانچ سو آدمی قتل کر دیئے اور ان کے سردوں کو منصور کے پاس بھیج دیا تو اس نے کہا یہ فتح کا آغاز ہے۔

اور جب اس سال کے رمضان کے آغاز میں سوموار کی شب آئی تو ابراہیم رات کے وقت دس پندرہ سواروں کے ساتھ بنی یشکر کے قبرستان کی طرف گیا اور اسی شب کو ابو حصہ دابرس دو ہزار سواروں کے ساتھ سفیان بن معاویہ کی مدد کو آیا اور امیر نے انہیں محل میں اتارا اور ابراہیم اور اس کے اصحاب نے اس فوج کی ساریوں اور ان کے ہتھیاروں پر حملہ کر دیا اور ان سب کو لوٹ کر لے گئے اور ان سے طاقتور ہو گئے یہ پہلا مال تھا جو اس نے حاصل کیا اور جب صبح ہوئی تو اسے زیادہ غلبہ حاصل ہو گیا اور اس نے جامع مسجد میں لوگوں کو صبح کی نماز پڑھائی اور دیکھنے والے اور مدد کرنے والے لوگ اس کے گرد و پیش میں جمع ہو گئے اور خلیفہ کا نائب سفیان بن معاویہ قصر امارت میں قلعہ بند ہو گیا اور اس نے سپاہیوں کو بھی اپنے پاس روک لیا۔ پس ابراہیم نے ان کا محاصرہ کر لیا اور سفیان بن معاویہ نے ابراہیم سے امان طلب کر لی تو اس نے اسے امان دے دی اور ابراہیم قصر امارت میں داخل ہوا تو اس کے لیے ایک چٹائی بچھائی گئی تاکہ اسے وہ محل کے اگلے حصے میں بیٹھ جائے، ہوا چلی تو چٹائی الٹ گئی اور لوگوں نے اس سے بدشگون گیا تو ابراہیم نے کہا ہم بدشگون نہیں لیتے اور وہ چٹائی کی پشت پر بیٹھ گیا اور اس نے سفیان بن معاویہ کو بیڑیاں ڈال کر قید کرنے کا حکم دیا اور بیت المال میں جو کچھ تھا اس پر قبضہ کر لیا۔ کیا دیکھتے ہیں کہ اس میں چھ لاکھ اور بعض کا قول ہے کہ دو کروڑ درہم ہیں۔ پس وہ ان سے بہت طاقتور ہو گیا۔

اور بصرہ میں سلیمان بن علی کے دو بیٹے جعفر اور محمد بھی تھے جو خلیفہ منصور کے عم زاد تھے۔ وہ دونوں چھ سو سواروں کے ساتھ اس کے مقابلہ میں گئے تو اس نے دونوں کو شکست دی اور ابراہیم بن المضاء بن القاسم کو اٹھارہ سواروں اور تیس بیادوں کے ساتھ بھیجا تو اس نے جعفر اور محمد کے چھ سو سواروں کو شکست دی اور جو ان میں سے باقی بچ گئے ان کو امان دے دی اور ابراہیم نے اہل ابواز کی طرف پیغام بھیجا تو انہوں نے اس کی اطاعت اور بیعت کر لی اور اس نے اس کے نائب کے مقابلہ میں مغیرہ کی سرکردگی میں دو سو سوار بھیجے تو محمد بن الحسین جو ان شہروں کا نائب تھا چار ہزار سواروں کے ساتھ اس کے مقابلہ میں نکلا تو مغیرہ نے اسے شکست دی اور شہروں پر قابض ہو گیا اور ابراہیم نے اسے بلاد فارس کی طرف بھیجا تو اس نے ان پر قابو پایا اور یہی حال واسط، مدائن اور سواد کا ہوا اور اس کا معاملہ بہت قوت اختیار کر گیا لیکن جب اسے اپنے بھائی محمد کی موت کی اطلاع ملی تو وہ بہت شکستہ خاطر ہو گیا اور اس نے اسی دل شکستگی میں لوگوں کو عید کے روز نماز پڑھائی۔

اور ایک شخص کا بیان ہے کہ قسم بخدا جب وہ لوگوں سے خطاب کر رہا تھا تو میں نے اس کے چہرے پر موت کے آثار دیکھے اور اس نے لوگوں کو اپنے بھائی محمد کی موت کی اطلاع دی تو منصور پر لوگوں کا غصہ بڑھ گیا اور صبح کو اس نے لوگوں کے ساتھ پڑاؤ کیا

اور نمیلہ کو بصرہ کا نائب مقرر کیا اور اپنے بیٹے حسن کو اس کے پاس بھیجے چھوڑا۔

اور جب منصور نواں کی اطلاع ملی تو وہ اس کے معاملے میں مستدر رہ گیا اور ممالک میں اس کی بدفون تیلی ہوئی تھی اس پر افسوس کرنے لگا اور اس نے اپنے بیٹے مہدی کے ساتھ تیس ہزار فوج رومی کی طرف بھیجی ہوئی تھی اور یہاں تیس ہزار فوج شہد بن اشعث کے ساتھ افریقہ بھیجی ہوئی تھی اور باقی فوج تیلی بن موتی کے ساتھ تاج میں تھی اور منصور کے پاس صرف دو ہزار فوج باقی رہ گئے تھے اور وہ بہت سی آگ جلانے کا حکم دیتا جنہیں رات کو جلا یا جاتا تو ان کی طرف دیکھنے والا خیال کرتا کہ وہاں بہت فوج ہے۔ پھر منصور نے عیسیٰ بن موسیٰ کو لکھا کہ:

جب تو میرا یہ خط پڑھے تو فوراً آ جانا اور جس کام میں تو مصروف ہے اسے بالکل چھوڑ دینا۔ اس نے دیر نہ لگائی اور فوراً اس کے پاس آ گیا تو اس نے اسے کہا: بصرہ میں ابراہیم کے مقابلہ میں روانہ ہو جا اور اس کے ساتھ جو لوگوں کی کثرت ہے وہ تجھے خوفزدہ نہ کرنے بلاشبہ وہ بنی ہاشم کے دو اونٹ ہیں جو اکٹھے قتل ہونے والے ہیں اپنا ہاتھ بڑھاؤ اور جو کچھ تمہارے پاس ہے اس پر بھروسہ کرو اور جو کچھ میں کہہ رہا ہوں تم عنقریب اسے یاد کرو گے، پس جیسے منصور نے کہا ویسے ہی ہوا اور منصور نے اپنے بیٹے مہدی کو لکھا کہ وہ خازم بن خزیمہ کو چار ہزار سپاہیوں کے ساتھ اہواز کی طرف روانہ کر دے۔ وہ اہواز گیا تو اس نے وہاں سے ابراہیم کے نائب مغیرہ کو نکال باہر کیا اور تین دن تک اسے مباح کر دیا اور مغیرہ واپس بصرہ آ گیا اور اسی طرح اس نے ہر ضلع میں جس نے اس کی بیعت توڑ دی تھی فوج بھیجی اور وہ اس کے باشندوں کو اطاعت الہی کی طرف واپس لے آئی تھی۔

مورنین کا بیان ہے کہ منصور اپنے مصلیٰ کی جگہ پر بیٹھ گیا اور وہ گھٹیا سے لباس میں جو پیلا ہو چکا تھا دن رات اسی جگہ بیٹھا رہا اور وہ پچاس ساٹھ روز تک اسی جگہ بیٹھا رہا حتیٰ کہ اللہ نے اسے فتح دے دی اس دوران میں اسے یہ بات کہی گئی کہ تیری غیر حاضری کی وجہ سے تیری بیویوں کے دل خراب ہو گئے ہیں تو اس نے کہنے والے کو ڈانٹ کر کہا تو ہلاک ہو جائے یہ عورتوں کے دن نہیں ہیں حتیٰ کہ میں ابراہیم کے سر کو اپنے سامنے دیکھوں یا میرے سر کو اس کے پاس لے جایا جائے۔

ایک شخص کا بیان ہے کہ میں منصور کے پاس گیا تو کثرت شرور کے باعث مغموم تھا اور کثرت غم اور آفات کے باعث وہ مسلسل بات نہ کر سکتا تھا اس کے باوجود اس نے ہر امر کے لیے ایسی تیاری کی جو اس کے خلل کو پر کر سکے اور بصرہ اہواز ارض فارس مدائن اور ارض السواد اس کے ہاتھ سے نکل چکے تھے اور کوفہ میں اس کے پاس ایک لاکھ جوان تلواریں نیام میں کئے ہوئے تھے جو اس کی اولاد کے منتظر تھے اور وہ ابراہیم کے ساتھ لڑ پڑے۔ اس کے باوجود وہ مصائب سے مزاحمت کرتا اور اس کے دل نے اسے رکاوٹ نہیں کی جیسے ایک شاعر کہتا ہے:

عصام کے نفس نے عصا کو سیاہ کر دیا اور اسے حملہ اور اقدام کرنا سکھایا اور اسے بلند ہمت بادشاہ بنا دیا اور ابراہیم ایک لاکھ بصری جانبازوں کی فوج کے ساتھ کوفہ آیا اور منصور نے عیسیٰ بن موسیٰ کو پندرہ ہزار فوج کے ساتھ اس کے مقابلہ میں بھیجا اور حمید بن قطبہ تین ہزار فوج کے ساتھ اس کے ہراول میں تھا اور ابراہیم عظیم افواج کے ساتھ آ کر باختری میں اتر گیا تو ایک امیر نے اسے کہا آپ منصور کے نزدیک آ گئے ہیں اور اگر آپ اپنی فوج کے ایک دستے کے ساتھ اس کے مقابلہ میں جاتے تو آپ اسے گدی سے

پکڑ لیتے۔ بلاشبہ اس کے پاس اس کا دفاع کرنے والی کوئی فوج موجود نہیں اور دوسرے امراء نے کہا بہتر یہ ہے کہ ہم ان لوگوں سے جنگ کریں جو ہمارے بالمقابل لڑ رہے ہیں پھر وہ ہماری سبھی میں ہو گا تو اس بات نے انہیں یہی رائے سے موڑ دیا اور اگر وہ ایسا کرتا تو ان کی امارت مکمل صحاباتی پھر بعض نے کہا فوج کے ارکان خندق کھول لیجئے اور دوسرے کہنے لگے یہ فوج اپنے آپ کو خندق کھودنے کی محتاج نہیں تو اس نے اس بات کو بھی ترک کر دیا پھر بعض نے مشورہ دیا کہ وہ عیسیٰ بن موسیٰ کی فوج پر شیخون مارے تو ابراہیم نے کہا میری یہ رائے نہیں ہے اور اس نے اسے بھی چھوڑ دیا پھر دوسروں نے مشورہ دیا کہ وہ اپنی فوج کو دستہ دستہ کر دے۔ اور اگر ایک دستہ مغلوب ہو جائے تو دوسرا ثابت قدم رہے اور دوسرے نے کہا بہتر یہ ہے کہ ہم صف باندھ کر لڑیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (بلاشبہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو پسند کرتا ہے جو اس کی راہ میں صف باندھ کر لڑتے ہیں۔ گویا وہ سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہیں) اور امر اللہ کے ہاتھ میں ہے اور وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے اور اگر وہ کوفہ کی طرف جاتے اور فوج پر شیخون مارتے یا وہ اپنی فوج کو دستہ دستہ بنا دیتا تو تقدیر الہی کے ساتھ اس کی امارت مکمل ہو جاتی۔

اور دونوں فوجوں نے آ کر بائمری میں ایک دوسرے کے مقابل صف بندی کر لی یہ جگہ کوفہ سے سولہ فرسخ پر ہے پس وہاں انہوں نے شدید جنگ کی اور حمید بن قحطبہ نے اپنے ہراول دستے سمیت شکست کھائی اور عیسیٰ بن موسیٰ ان سے اللہ کے نام پر واپس آنے اور حملہ کرنے کی اپیل کرنے لگا مگر کوئی اس کی طرف نہ مڑتا اور عیسیٰ بن موسیٰ اپنے اہل کے ایک سوا شخصاص کے ساتھ ثابت قدم رہا اسے کہا گیا کاش تو اس مقام سے ایک طرف ہو جائے تاکہ ابراہیم کی فوج تجھے تباہ نہ کر دے اس نے کہا خدا کی قسم جب تک مجھے اللہ تعالیٰ فتح نہ دے یا میں اس جگہ پر قتل نہ ہو جاؤں میں اس جگہ سے نہیں ہٹوں گا اور منصور نے اسے قبل ازیں یہ بات بتا دی تھی جو بعض منجمنین نے بتائی تھی کہ ایک دفعہ اگر عیسیٰ بن موسیٰ سے ہٹ جائیں گے پھر اس کے پاس آ جائیں گے اور انجام کار اسے فتح ہوگی اور شکست خوردہ لوگ مسلسل بھاگتے ہوئے اس دریا تک پہنچ گئے جو دو پہاڑوں کے درمیان ہے مگر وہ اس میں گھس نہ سکے اور سب کے سب واپس پلٹ آئے اور سب سے پہلے واپس آنے والا حمید بن قحطبہ تھا جس نے سب سے پہلے شکست کھائی تھی۔ پھر وہ ابراہیم کے اصحاب آپس میں لڑ پڑے اور انہوں نے شدید جنگ کی اور فریقین کے بہت سے آدمی مارے گئے پھر ابراہیم کے اصحاب نے شکست کھائی اور خود ابراہیم پانچ سو اور بعض کے قول کے مطابق چار سو اور بعض کے قول کے مطابق نوے آدمیوں کے ساتھ ثابت قدم رہا۔

اور عیسیٰ بن موسیٰ اور اس کے اصحاب غالب آ گئے اور ابراہیم بھی مقتولین کے ساتھ قتل ہو گیا اور اس کا سر اس کے اصحاب کے سروں کے ساتھ مل جل گیا اور حمید سروں کو عیسیٰ بن موسیٰ کے پاس بھجوانے لگا حتیٰ کہ انہوں نے ابراہیم کے سر کو پہچان لیا اور اسے بشارت دینے کے ساتھ منصور کے پاس بھیج دیا اور منجم سر کی آمد سے قبل منصور کے پاس آیا اور اس نے اسے بتایا کہ ابراہیم قتل ہو چکا ہے مگر اس نے اس کی تصدیق نہ کی تو اس نے کہا یا امیر المؤمنین! اگر آپ مجھے سچا نہیں سمجھتے تو مجھے قید کر دیجیے اور اگر یہ بات ایسے نہ ہوئی جیسے میں نے بیان کی ہے تو مجھے قتل کر دینا۔

اور ابھی وہ اس کے پاس ہی تھا کہ اچانک ابراہیم کی فوج کی شکست کی بشارت دینے والا آ گیا اور جب سر لایا گیا تو منصور

نے معقر بن اور اس حمار الباری کا شعر بطور مثال پڑھا: —

”اس نے اپنا عصا پھینک دیا اور جدائی ٹھہر گئی جیسے مسافر کی واپسی سے آنکھ ٹھنڈی ہو جاتی ہے۔“

کہتے ہیں کہ جب نسور نے سرکودیکھا تو رو پڑا حتیٰ کہ اس کے آنسو سر پر گرنے لگے اور وہ کہنے لگا خدا کی قسم! میں اس بات کو پاپن کرتا ہوں لیکن تو میرے ذریعے آزمائش میں پڑا پھر اس کے حکم سے سرکوبازار میں نصب کیا گیا اور اس نے کتاب منجم کو دہ ہزار جریب جاگیر دی۔

اگرچہ اس منجم نے ایک قضیہ میں درست بات کی ہے مگر بہت سی غلط باتوں میں غلطی کی ہے۔ اس کا کذب اسکے کفر سے کیا جاسکتا ہے اور منصور اس منجم کے ساتھ گمراہی میں تھا اور بادشاہ منجمین کے اقوال کے وارثاً معتقد ہوئے ہیں اور یہ گمراہی جائز نہیں۔ اور منصور کے غلام صالح نے بیان کیا ہے کہ جب ابراہیم کا سر لایا گیا تو منصور نے عام نشست کی اور لوگ آ کر اسے مبارک دینے لگے اور ابراہیم کو گالیاں دینے لگے اور منصور کی خوشی کے لیے اس کے بارے میں بری باتیں کرنے لگے اور منصور کا رنگ متغیر ہو گیا اور وہ خاموش تھا حتیٰ کہ جعفر بن حظلہ البہرانی آ کر کھڑا ہو گیا اور سلام کر کے کہنے لگا:

اے امیر المومنین! آپ کے عم زاد کے بارے میں اللہ آپ کے اجر کو زیادہ کرے اور اس نے آپ کے حق میں جو کوتاہی کی ہے اسے بخشے۔

راوی بیان کرتا ہے منصور کا رنگ زرد پڑ گیا اور اس کی طرف متوجہ ہو کر اسے کہنے لگا اے ابو خالد! خوش آمدید یہاں بیٹھ جاؤ لوگوں کو معلوم ہو گیا کہ یہ کام اس سے اچھے موقع پر ہوا ہے تو ہر کوئی وہی بات کہنے لگا جو جعفر بن حظلہ نے کہی تھی، ابو نعیم الفضل بن دکین نے بیان کیا ہے کہ ابراہیم اس سال ۲۵ ذوالحجہ کو جمعرات کے روز قتل ہوا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان کا ذکر:

اہل بیت کے اعیان میں سے عبداللہ بن حسن اور اس کے دونوں بیٹے محمد اور ابراہیم اور اس کا بھائی حسن بن حسن اور اس کا ماں جایا بھائی محمد بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان بن عفان المقلب بالدیاج بھی تھے اور اس کے حالات پہلے بیان ہو چکے ہیں۔ اور اس کا بھائی عبداللہ بن حسن بن علی بن ابی طالب قرشی ہاشمی تابعی تھا، اس نے اپنے باپ اور ماں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت حسین اور عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب سے روایت کی ہے اور وہ جلیل القدر صحابی تھے اور اس سے ایک جماعت نے روایت کی ہے جس میں سفیان ثوری، الدر اور دی اور مالک شامل ہیں اور وہ علماء کے ہاں معظم ہے اور عالی قدر عابد ہے۔ اور یحییٰ بن معین نے کہا ہے کہ وہ ثقہ اور صدوق تھا اور وہ عمر بن عبدالعزیز کے پاس گیا آپ نے اس کی عزت کی اور وہ سفاح کے پاس گیا اور اس نے اس کی تعظیم کی اور اسے ایک روڑور ہم دیا اور جب اس نے منصور کو اپنا عامل مقرر کیا تو وہ اس کے الٹ ثابت ہوا اور اسی طرح اس کے اہل و اولاد تھے اور وہ سب کے سب گزر گئے اور اللہ کے ہاں ایک دوسرے سے جا ملے اور منصور اسے اور اس کے اہل کو بیت کو طوق اور بیڑیاں ڈال کر ذلیل کر کے مدینہ سے ہاشمیہ لے گیا اور انہیں تنگ قید خانے میں ڈال دیا جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں اور یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے قید خانے میں اسے عداً قتل کر دیا اور ان کی اکثریت اسی

قید خانے میں مرگئی اور عبداللہ بن حسن یہاں شخص تھا جو اپنے بیٹے محمد کے خروج کے بعد مدینہ میں فوت ہوا اور اس کی عمر ۵۷ سال تھی اور اس کے ماں ہائے بھائی حسن بن سن بن علی نے اس کی نماز جنازہ پڑھانی پھر ان دنوں کے بعد یہ بھی قتل ہو گیا اور اس سے سر کو خرا ماں لے جایا گیا جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔

اور اس کے بیٹے محمد جس نے مدینہ میں خروج کیا تھا اس نے اپنے باپ نافع اور ابوالزناد سے عن اخرج ابی ہریرہ بعد سے میں گرنے کے بارے میں روایت کی ہے اور اس سے ایک جماعت نے روایت کی ہے اور نسائی اور ابن حبان نے اسے ثقہ قرار دیا ہے اور بخاری نے بیان کیا ہے کہ وہ اپنی حدیث پر موافقت نہیں کرتا اور اس نے بیان کیا ہے کہ اس کی ماں چار سال اسے حمل میں لیے رہی اور وہ طویل فریہ گندم گوں، مونہ بلند ہمت عالی سطوت اور بڑی شجاعت والا تھا اور وہ ۱۵ رمضان ۱۳۵ھ کو قتل ہوا اس کی عمر ۴۵ سال تھی اور وہ اسکے سر کو اٹھا کر منصور کے پاس لے گئے اور اسے صوبوں میں پھرایا گیا۔

اور اس کے بھائی ابراہیم کا اپنے بھائی کے مدینہ میں ظہور کرنے کے بعد بصرہ میں ظہور ہوا اور اس کا قتل اپنے بھائی کے قتل کے بعد اس سال کے ذوالحجہ میں ہوا اور اس کے کتب ستہ میں اس کی کوئی روایت موجود نہیں اور ابوداؤد سجستانی نے بحوالہ ابوعوانہ بیان کیا ہے کہ ابراہیم اور اس کا بھائی باغی تھے اور داؤد نے کہا ہے کہ وہ ایسے نہ تھے جیسے اس نے بیان کیا ہے یہ زید یہ کی رائے ہے میں کہتا ہوں علماء اور آئمہ کی ایک جماعت سے روایت بیان کی گئی ہے کہ وہ ان دنوں کے ظہور سے رغبت رکھتے تھے۔

اس سال میں وفات پانے والے مشاہیر و اعیان

ایک قول کے مطابق صلح بن عبداللہ اور اسماعیل بن خالد نے وفات پائی اور حسیب بن الشہید، عبدالملک بن ابی سلیمان اور عفرہ کے غلام عمرو، یحییٰ بن حارث الزمازی، یحییٰ بن سعید ابوحیان، تہمی، روبہ بن الحجاج، الحجاج لقب ہے اور اس کا نام ابوالشعواء عبداللہ بن روبہ ہے، ابو محمد تہمی بصری، راجز بن راجز، ان دنوں میں سے ایک کار جز دیوان ہے ان دنوں میں سے ہر ایک اپنے فن کا ماہر ہے جس کا مقابلہ نہیں کیا جاسکتا اور نعمت کا عالم ہے، عبداللہ بن المقفع عمدہ کا تب جس نے سفاح اور منصور کے چچا سیدی بن علی کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا اور اس کا کاتب بنا اور اس کے رسال والفاظ صحیح ہیں اور اس پر بے دینی کی تہمت تھی اور اسی نے کتاب کلید و فہمہ تصنیف کی ہے اور یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے مجوسیہ سے اسے عربی میں ترجمہ کیا ہے، مہدی کا بیان ہے کہ جو بھی بے دینی کی کتاب موجود ہے اس کی اصل ابن المقفع، مطیع بن ایاس اور یحییٰ بن زیاد ہیں، مؤرخین سے بیان کیا ہے کہ وہ جاہظ کا نام بھول گیا ہے جو ان کا چوتھا آدمی ہے اور اس کے باوجود فاضل و فصیح اور ماہر آدمی تھا، اصمعی کا بیان ہے کہ ابن المقفع سے دریافت کیا گیا کہ تجھے کس نے ادب سکھایا ہے؟ اس نے کہا میرے نفس نے جب میں دوسرے شخص میں کوئی بری بات دیکھتا تو میں اسے قبول کرنے سے انکار کرتا اور جب اچھی بات دیکھتا تو اس پر عمل کرتا اور اس کے اقوال میں سے یہ بھی ہے کہ میں نے سیر ہو کر تقاریر کو پیا ہے اور میں نے انہیں روایت کے لیے اچھی طرح ضبط نہیں کیا پس وہ تقاریر خشک ہو گئیں پھر بہہ پڑیں اور وہ موتیوں کی لڑی کا دھاگانہ تھیں اور میں ان کے سوا کسی کلام کو نہیں بھولا۔

ابن المقفع بصرہ کے نائب سفیان بن معاویہ بن یزید بن المہلب بن ابی صفرة کے ہاتھوں اس وجہ سے قتل ہوا کہ یہ اس کی توہین کرتا تھا اور اس کی ماں کو کالیاں دیتا تھا اور یہ اسے ابن المہلب کہتا تھا اور اس کی ناک بڑی تھی اور جب یہ اس کے پاس جاتا تو اسے مسخون رنگ میں السلام علیہا کہتا اور اس نے ایک وفد سفیان بن معاویہ سے کہا میں سکوت پر کبھی نام نہیں ہوا اس نے کہا تیرے کام کرنے سے تیرا لونگا پن اچھا ہے۔ پھر اتفاق سے مصور ابن المقفع پر ناراض ہوا تو اس نے اپنے نائب سفیان بن معاویہ کو لکھا کہ اسے قتل کر دو سو اس نے اسے پکڑ لیا اور اس کے لیے ایک تور کرم کیا اور اس کا ایک ایک عضو کاٹ کر اسے اس تور میں ڈالنے لگا حتیٰ کہ اس نے اسے مکمل طور پر جلادیا اور وہ اپنے اطراف بدن کو دیکھ رہا تھا کہ انہیں کیسے قطع کیا جاتا ہے اور کیسے جلایا جاتا ہے اور اس کے قتل کے بارے اور اور باتیں بھی بیان کی گئی ہیں۔

ابن خلکان نے بیان کیا ہے کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ابن المقفع القفاح کی خرید و فروخت کی طرف منسوب ہے اور القفاح کھجور کی شاخ سے زنبیل کی طرح بنی ہوئی چیز کو کہتے ہیں جس کے کان نہیں ہوتے اور صحیح بات یہ ہے کہ وہ لمح کا بیٹا ہے جس کا نام ابوداؤد ہے جسے حجاج نے خراج پر عامل مقرر کیا تو اس نے خیانت کی اور اس نے اسے سزا دی حتیٰ کہ اس کے دونوں ہاتھ اکڑ گئے اور اسی سال میں ترکوں اور خزیوں نے باب الابواب سے نکل کر آرمینا میں مسلمانوں کے بہت سے آدمیوں کو قتل کر دیا اور اس سال نائب مدینہ عبداللہ بن ربیع حارثی نے لوگوں کو حج کروایا اور عیسیٰ بن موسیٰ کوفہ کا اور مسلم بن قتیبہ بصرہ کا اور یزید بن حاتم مصر کا امیر مقرر تھا۔

۱۲۶ھ

اس سال میں مدینۃ السلام بغداد کی تعمیر مکمل ہوئی اور منصور نے اس سال کے صفر میں وہاں سکونت اختیار کی اور اس سے قبل وہ حاشمیہ میں مقیم تھا جس کی حد کوفہ سے ملی ہوئی ہے اور اس نے اس کی تعمیر خوارج کے سال میں شروع کی تھی اور بعض کا قول ہے کہ ۱۲۳ھ میں شروع کی تھی۔ واللہ اعلم۔

اور جس بات نے اسے اس کی تعمیر پر آمادہ کیا تھا وہ یہ تھی کہ جب راندیہ نے کوفہ میں اس پر حملہ کیا اور اللہ تعالیٰ نے اسے ان کے شر سے بچایا اور ان کے لیے شہر کی تعمیر کے واسطے جگہ تلاش کرنے نکلا اور وہ علاقے میں چلتا چلتا جزیرہ پہنچ گیا اور اس نے شہر بنانے کے لیے بغداد کی جگہ سے جس جگہ پر آج کل بغداد ہے بہتر جگہ نہ دیکھی اور اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ ایسی جگہ ہے جہاں صبح و شام ارد گرد سے بروبحر کی بہترین چیزیں لائی جاتی ہیں اور وہ ادھر ادھر سے دجلہ اور فرات سے محفوظ ہے اور پل کے بغیر کوئی شخص خلیفہ کی جگہ تک رسائی حاصل کرنے کی طاقت نہیں رکھتا اور اس کی تعمیر سے قبل منصور نے یہاں کئی راتیں بسر کیں اور اس نے ہواؤں کو دیکھا کہ وہ یہاں دن رات غبار اور بو کے بغیر چلتی ہیں اور اس نے اس قلعہ ارض کی اچھائی اور اس کی ہوا کی خوشگوار کو بھی دیکھا اور اس جگہ پر نصارائی وغیرہ کے عابدین کی بستیاں اور خانقاہیں تھیں۔ ابو جعفر ابن جریر نے اس کے السماء اور تعداد کو مفصل بیان کیا ہے۔ پس اس وقت منصور نے اس کی حد بندی کا حکم دے دیا اور انہوں نے راکو کے ساتھ اس کے نشان لگا دیئے

اور وہ اس کے راستوں اور پگڈنڈیوں پر چلا تو اس بات نے اتنا بہت خوش کیا پھر اس نے اس کے ہر محلے کی تعمیر ایک ایک امیر کی نگرانی میں کی اور اس نے تمام شہروں کے کارکنوں اور کارکنوں کا ریگ اور انجنیئر اس کے پاس جمع ہو گئے پھر سب سے پہلے اس نے اپنے ہاتھ سے اس میں اتنی کھلی اور کہا بسم اللہ والحمد للہ والارض للہ بورد تھا من بشاء من عبادة والعاقبة الما معتقین پھر کہنے لگا اللہ کی حرکت سے بناو اور اس نے اسے لولائی میں بنانے کا حکم دیا اس کی فیصلوں کی نوبت کی نیچے سے چپاس ہاتھ اور اوپر سے بیس ہاتھ تھی اور اس نے اس کی الہبرائی فیصل میں آٹھ دروازے بنائے اور اتنی ہی الجوانی دیوار میں بنائے اور ہر دروازہ دوسرے کے سامنے نہ تھا بلکہ اس نے اسے ساتھ والے دروازے سے کچھ ٹیڑھا بنایا اسی لیے بغداد کو اس کے دروازوں کے ٹیڑھا ہونے کی وجہ سے بغداد الزدراء کا نام دیا گیا ہے۔

اور بعض کا قول ہے کہ اس وجہ سے یہ نام دیا گیا ہے کہ دریائے دجلہ اس کے پاس آ کر منحرف ہو جاتا ہے اور اس نے شہر کے وسط میں قصر امارت بنایا تاکہ لوگ اس سے برابر حد پر رہیں اور محل کے پہلو میں جامع مسجد کی حد بندی کی اور حجاج بن ارطاة نے اس کا قبلہ بنایا ابن جریر کا بیان ہے کہتے ہیں کہ اس کے قبلہ میں انحراف پایا جاتا ہے جس میں نمازی کو ضرورت محسوس ہوتی ہے کہ وہ باب البصرہ کی طرف منحرف ہو جائے نیز اس نے بیان کیا ہے کہ مسجد الرصافہ اس کی نسبت زیادہ صحیح ہے اس لیے کہ وہ محل سے پہلے بنی ہے اور شہر کی جامع مسجد محل پر بنائی گئی ہے جس کی وجہ سے اس کا قبلہ خراب ہو گیا ہے اور ابن جریر نے بحوالہ سلیمان بن جالد بیان کیا ہے کہ منصور نے امام ابوحنیفہ ثابت بن نعمان کو بغداد کا قاضی بنانا چاہا تو آپ نے انکار کیا تو منصور نے قسم کھائی کہ انہیں قضا کی ذمہ داری لینے پڑے گی اور امام ابوحنیفہ نے قسم کھائی کہ وہ اس کی ذمہ داری نہیں لیں گے تو اس نے شہر کے کاموں اور اثیش بنانے اور لوگوں کو کام پر لانے کی ذمہ داری آپ کو دے دی پس آپ نے یہ ذمہ داری لے لی حتیٰ کہ آپ خندق کے قریب شہر کے فیصل کی تکمیل سے فارغ ہو گئے اور اس کی تکمیل میں ۱۳۴ھ میں ہوئی۔

ابن جریر کا بیان ہے کہ ایشیم بن عدی سے روایت ہے کہ منصور نے حضرت امام ابوحنیفہ پر قضا اور بے انصافی کو پیش کیا تو آپ نے انکار کر دیا تو اس نے قسم کھائی کہ جب تک وہ یہ کام نہیں کریں گے وہ انہیں نہیں چھوڑے گا، حضرت امام ابوحنیفہ کو قصبہ میں اس کی اطلاع ملی تو آپ نے ابو جعفر کی قسم کو پورا کرنے کے لیے اثیش تیار کیں اور اس کے بعد حضرت امام ابوحنیفہ بغداد میں فوت ہو گئے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ خالد بن برمک نے منصور کو بغداد کی تعمیر کا مشورہ دیا تھا اور وہی کارکنوں کو اس کی ترغیب دیتا تھا اور منصور نے قصر ابیض کو مدائن سے بغداد منتقل کرنے کے بارے میں امراء سے مشورہ کیا تاکہ وہاں سب سے بڑا قصر امارت ہو تو انہوں نے کہا ایسا نہ کیجیے بلاشبہ یہ دنیا میں ایک نشان ہے اور اس میں امیر المؤمنین حضرت علی بن ابی طالب کا مصلیٰ ہے، پس اس نے ان کی مخالفت کی اور اس سے بہت سی چیزیں اٹھالیں اور جو چیزیں اس نے اس سے حاصل کیں وہ اس اجرت کو بھی پورا نہ کر سکیں جو اس کے اٹھانے میں صرف ہوئی تو اس نے اسے چھوڑ دیا اور وہ قصر واسط کے دروازوں کو بغداد کے قصر امارت کے دروازوں کی جگہ لے گیا اور وہاں پر حضرت سلیمان بن داؤد کا ایک تعمیر شدہ شہر تھا جس کے پتھروں کو حجاج لے گیا اور ان دروازوں کو جنات نے تعمیر کیا تھا اور وہ خوفناک پتھر تھے اور قصر امارت سے بازاروں کے شور و غل کو سنا جاتا تھا اور صحنوں کی آوازیں اور بازاروں کا

اضطراب و فساد بھی سنا جاتا تھا، انصاری کے بعض قدیم جرنیلوں نے رومیوں کے بعض خطوط میں اس بات کو برقرار دیا ہے یہیں منصور نے حکم دیا کہ بازاروں کو یہاں سے کچھ اور جگہ منتقل کر دیا جائے نیز اس نے راستوں کو ۴۰۰۰۰۰ یا ۳۰۰۰۰۰ تن سے قاسم دے دیا اور جس کسی نے اس جگہ پر کچھ بنایا تھا اسے گرا دیا۔

اس جریر نے کھوالہ عیسیٰ بن منصور بیان کیا ہے کہ میں نے منصور کے خزانہ میں کتابوں میں دیکھا کہ ان نے مدینہ اسلام اور اس کی جامع مسجد اور اس کے شہری محل اور بازاروں وغیرہ پر چار کروڑ آنھ لاکھ تراسی ہزار درہم خرچ کئے اور معماروں کے استاد کی ہر روز کی اجرت چاندی کا ایک قیراط تھا اور کارگیر کی اجرت دو سے تین حصے تک تھی، خطیب بغدادی نے بیان کیا ہے کہ میں نے بھی یہ بات بعض کتب میں دیکھی ہے اور ایک شخص سے روایت کی گئی ہے کہ اس نے بیان کیا کہ اس شخص نے اس پر اٹھارہ کروڑ درہم خرچ کئے۔ واللہ اعلم۔

اور ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ منصور نے ایک انجنیر کو جس نے قصر امارت میں اس کے لیے ایک خوبصورت گھر تعمیر کیا تھا طے شدہ اجرت سے ایک درہم کم کر دیا اور اس نے برا بیچتہ کرنے والے کے مال کی جانچ پڑتال کی تو اس کے پاس پندرہ درہم زاد بچ گئے تو اس نے اسے قید کر دیا حتیٰ کہ اس نے انہیں لاکر پیش کر دیا اور منصور بخیل آدمی تھا، خطیب نے بیان کیا ہے کہ اس نے بغداد کو گول بنایا اور اس کے سوادیا میں کوئی شہر گول نہیں ہے اور اس کی بنیاد اس نے اس وقت رکھی جسے نوبخت منجم نے اس کے لیے انتخاب کیا تھا پھر اس نے ایک منجم کے حوالے سے بتایا ہے وہ کہتا ہے کہ جب منصور بغداد کی تعمیر سے فارغ ہوا تو اس نے مجھے کہا اس کا زانچہ بناؤ تو میں نے اس کے زانچہ میں دیکھا تو مشتری قوس میں تھا تو میں نے اسے وہ بات بتائی جس پر ستارے دلالت کرتے تھے یعنی اس کے زمانے کی طوالت اور آبادی کی کثرت اور دنیا کے اس کی طرف آنے اور لوگوں کو اس کا محتاج ہونے کے حالات بتائے راوی کہتا ہے پھر میں نے اسے کہا اے امیر المومنین میں آپ کو خوشخبری دیتا ہوں کہ خلفاء میں سے کوئی خلیفہ کبھی اس میں نہیں رہے گا، راوی کہتا ہے کہ میں نے اسے مسکراتے دیکھا پھر اس نے کہا الحمد للک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم اور ایک شاعر نے اس بارے میں شعر کہا ہے کہ:

بغداد کے رب نے فیصلہ کیا ہے کہ اس میں کوئی خلیفہ نہیں رہے گا اور وہ اپنی مخلوق کے بارے میں جو چاہے فیصلہ کرے اور خطیب نے اس غلطی کا اس سے اعتراف کروایا اور وہ اس سے بچ گیا اور اس نے اس کی کچھ مخالفت نہ کی بلکہ اس کی اطلاع و معرفت کے ساتھ اس کا اقرار کیا، راوی کا بیان ہے کہ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ ان کو بغداد کے بڑے دروازے پر قتل کیا گیا تھا میں نے حسن تنوفی کے حوالے سے قاضی ابوالقاسم کے پاس اس کا ذکر کیا تو اس نے کہا محمد امین شہر میں قتل نہیں ہوا اور وہ ایک کشتی میں بیٹھ کر جہلہ کی سیر کو گیا تو جہلہ کے وسط میں اسے پلڑا کر وہیں قتل کر دیا گیا، الصولی وغیرہ نے بھی اس کا ذکر کیا ہے۔

اور بغداد کے ایک شیخ سے روایت ہے کہ اس نے بیان کیا کہ بغداد کی وسعت ایک سو تیس جریب تھی اور یہ ۲+۲ میل کے برابر ہوتی ہے اور امام احمد نے بیان کیا ہے بغداد الصراة سے باب التین تک ہے اور خطیب نے بیان کیا ہے کہ اس کے آٹھوں دروازوں میں سے ہر دروازہ کے درمیان ایک میل کا فاصلہ ہے اور بعض کا قول ہے کہ اس سے کم ہے اور خطیب نے قصر امارت کا

حال بیان کیا ہے کہ بس میں ایک بڑگنبد جس کا طول ۸۰ ہاتھ، اور اس کی چوٹی یہ گنبد کے کی شمال ہے جس پر ایک سوار سوار ہے جس کے ہاتھ میں نیزہ ہے جو جہت اس کے سامنے آئے، اور اس میں گھماتا ہے اور مسلسل سامنے کی طرف منہ کئے رہتا ہے سلطان کو معلوم ہوا کہ اس کی طرف جوئی ہوئی واقعہ ہوگا خلیفہ نو اس کی خبر مل جائے گی اور یہ گنبد عدالت کے محل کے اگلے حصے کی نشست گاہ کے اوپر ہے اور اس کا طول ۲۰ ہاتھ اور عرض ۱۰ ہاتھ ہے اور یہ گنبد ایک سرد اور برق و باران والی شب کو گر پڑا تھا اور یہ ۱۳۹ھ کے منگل کی رات تھی۔

خطیب بغدادی نے بیان کیا ہے کہ منصور کے زمانے میں بغداد میں مینڈھا اور بکری ایک درہم اور اونٹ چار دو انق^۱ میں فروخت ہوتا تھا اور اعلان ہوتا تھا کہ بکری کا گوشت ایک درہم کا ساٹھ رطل^۲ اور گائے کا گوشت ایک درہم کا نوے رطل اور کھجور ایک درہم کی ساٹھ رطل اور تیل ایک درہم کا سولہ رطل اور گھی ایک درہم کا آٹھ رطل اور شہد ایک درہم کا دس رطل ملے گا اس امن اور ارزانی کی وجہ سے اس کے باشندوں کی تعداد بڑھ گئی اور اس کے بازاروں اور کوچوں میں غبار زیادہ ہو گیا حتیٰ کہ گزرنے والا اس کے باشندوں کی بھڑکی وجہ سے اس کے بازاروں میں سے گز نہیں سکتا تھا ایک امیر نے بازار سے واپس آ کر کہا خدا کی قسم بہت دفعہ میں اس جگہ خرگوش کے پیچھے بھاگا ہوں۔

اور خطیب نے بیان کیا ہے کہ منصور ایک روز اپنے محل میں بیٹھا تھا کہ اس نے ایک عظیم چیخ پکار سنی۔ پھر ایک اور چیخ سنی تو اس نے ربیع بن حاجب سے کہا یہ کیا ہے؟ اس نے معلوم کیا تو پتہ چلا کہ ایک گائے اپنے گلے سے بدک کر بازاروں میں دوڑ رہی ہے رومی نے کہا یا امیر المومنین آپ نے ایسا محل بنایا ہے کہ آپ سے قبل کسی نے ایسا محل نہیں بنایا اور اس میں تین عیب ہیں یہ پانی سے دور ہے اور بازاروں کے قریب ہے اور اس کے نزدیک کوئی سبزہ نہیں اور آنکھ سبز ہے اور سبزے کو پسند کرتی ہے اور منصور نے ابھی سر کو اٹھایا تھا کہ حکم دے دیا کہ اسے تبدیل کر دیا جائے پھر اس کے بعد وہ اس کے پاس پانی لایا اور اس کے نزدیک باغات بنائے اور بازاروں کو وہاں سے کرخ کی طرف منتقل کر دیا۔

یعقوب بن سفیان کا بیان ہے بغداد کی تعمیر ۱۳۶ھ میں مکمل ہوئی اور ۱۵۷ھ میں بازاروں کو باب الکرخ باب الشعیر اور باب المحول کی طرف منتقل کیا گیا اور اس نے بازاروں کو چالیس ہزار تک وسیع کرنے کا حکم دے دیا اور اس کے دو ماہ بعد اس نے اپنے قصر خلد کی تعمیر شروع کی اور وہ ۱۵۸ھ میں مکمل ہو گیا۔

اور اس نے اس کی تعمیر کا کام الوناح نام ایک شخص کے سپرد کیا اور اس نے عوام کے لیے نماز اور جمعہ کے واسطے ایک جامع مسجد تعمیر کی تاکہ وہ جامع منصور میں نہ آئیں اور بغداد کا در الحلافت اس کے بعد تعمیر ہوا وہ حسن بن سہل کے لیے تھا پھر اس کے بعد وہ مامون کی زوجہ بوران کو منتقل ہو گیا اور اس سے معتضد نے مانگ لیا اور بعض کا قول ہے کہ مہمہد نے مانگ لیا اور اس نے اسے

① دواق فارسی زبان کا لفظ ہے اور دواق درہم کا چھنا حصہ ہوتا ہے۔ مترجم۔

② رطل ایک پیانہ ہے جو شام میں پانچ پونڈ کا اور مصر میں سولہ انیس کا ہوتا ہے۔ مترجم۔

مہلت کے دن اور اس نے ان دونوں میں اس کی ترمیم و ترمیم اور ترمیم کا کام شروع کر دیا پھر اس نے اس میں انواع و اقسام کے قانونیں بچھائے اور انواع و اقسام کے پردے لگائے اور اس میں خلافت کے کاموں اور اہل سنت کے مناسب حال چیزیں تیار کیں اور انہیں انواع و اقسام کے لباس پہنائے اور خزانہ میں انواع و اقسام میں کھانے رکھے اور اس کے بعض کمروں میں آبی منہم کے اموال و ذخائر رکھے پھر اس کی چابیاں اس کے پاس بھیج دیں پھر وہ اس میں داخل ہوا تو اس نے جو کچھ اس نے لیے تیار کیا تھا دیکھا تو اس بات نے اسے حیران کر دیا اور اس نے اسے بڑی بات خیال کیا اور یہ پہلا خلیفہ تھا جس نے اس میں رہائش اختیار کی اور اس کے ارد گرد فصیل بنائی خطیب نے اس کا ذکر کیا ہے۔

اور تاج کو مکتھی نے دجلہ کے کنارے بنایا اور اس کے ارد گرد گنبد نشست گاہیں، میدان، شریا اور چڑیا گھر بنائے اور خطیب نے اس دارالشجرہ کا حال بیان کیا جو مقتدر باللہ کے زمانے میں تھا اور اس میں جو قلعین، پردے، خادم، غلام اور ظاہری جاہ و حشمت تھی اسے بیان کیا ہے اور یہ کہ وہاں گیارہ ہزار خسی سات سو دربان اور ہزاروں غلام تھے جن کا کثرت کے باعث شمار نہیں ہو سکتا اور عنقریب اس کا مفصل حال ان کے زمانے اور حکومت میں بیان ہوگا جو ختم ہو چکی ہے گو یہ وہ ۳۰۰ھ کے بعد نیند کا خواب تھی۔ اور خطیب نے الحرم کے دارالملک کا بھی ذکر کیا ہے اور ان مساجد کا بھی ذکر کیا ہے جن میں جمعہ ہوتا تھا اور وہاں کی نہروں اور پلوں کا بھی ذکر کیا ہے اور جو کچھ منصور کے زمانے میں تھا اور جو کچھ اس کے بعد اس کے زمانے تک بنا ہے اس کا بھی ذکر کیا ہے اور اس نے بغداد کے ان پلوں کے متعلق جو دجلہ پر واقع ہیں ایک شاعر کے شعر بھی بیان کئے ہیں۔

اس روز جس میں ہم نے دجلہ کے صحن کی یکتا مجلس میں تھوڑی دیر کے لیے عیش کو چوری کیا ہوا نرمی کے ساتھ چلی اور میں خوش بخت زمانے کا غلام بن گیا گو یاد دجلہ ایک سفید چادر تھی اور پل اس پر سیاہ و ہاری تھے اور دوسرے شاعر نے کہا ہے۔

دریائے دجلہ کی سطح پر مضبوط بنیاد اور خوبصورت پل کے کیا کہنے وہ عراق کے لیے حسن و جمال اور سیر و تفریح کا مقام ہے اور جسے عشق کی زیادتی نے کمزور کر دیا ہو اس کے لیے تسلی کی جگہ ہے اور جب تو اس کے پاس آ کر غور سے اسے دیکھے گا تو تو اسے بڑی سطر کی طرح پائے گا جسے سفید ریشم میں کھینچا گیا ہے یا وہ ہاتھی دانت ہے جس میں آنسوں سجایا گیا ہے جیسے ہاتھیوں کے نیچے پارے کی زمین ہو۔

اور الصولی نے بیان کیا ہے کہ احمد بن ابی طاہر نے کتاب بغداد میں بیان کیا ہے کہ بغداد جا نہیں سے ۵۳ ہزار جریب اور شرقی جانب سے ۲۶ ہزار جریب اور سات سو پچاس جریب تھا اور اس کے حماموں کی تعداد ایک ہزار تھی اور ہر حمام میں کم از کم پانچ آدمی ہوتے تھے حمام، والا، نگران، اٹھائی گیر آگ جلانے والا اور ماشکی اور حمام کے سامنے پانچ مساجد ہوتی تھیں اور یہ تین ہزار مساجد تھیں اور ہر مسجد میں کم از کم پانچ آدمی ہوتے تھے امام، نگران، مؤذن اور دو مقتدی، پھر اس کے بعد اس میں کمی آتی گئی پھر اس کے بعد یہ مٹ مٹا گیا اور وہ صورت اور معنی ایک دیر اندہ بن گیا جیسا کہ اپنے مقام پر اس کا ذکر آئے گا۔

حافظ ابو بکر بغدادی نے بیان کیا ہے کہ جلالت قدر، عظمت شان، کثرت علماء و اعلام اور عوام و خواص کی تمیز اور اطراف کی بڑائی اور کناروں کی وسعت اور گھروں اور کوچوں اور منازل اور سڑکوں اور مساجد اور حماموں اور سڑکوں کی کثرت اور ہوا کی

خوشگوار اور پانی کی مٹھاس اور سائے کی ٹھنڈک اور موسم گرما اور سرما کے اعتدال اور رنج و خریف کی صحت میں دنیا بھر میں بغداد کی کوئی نظیر موجود نہ تھی اور ہارون الرشید کے زمانے میں اس کی آبادی اور باشندوں کی تعداد بہت بڑھتی پھر اس نے اس کی شان کی کمی کو بیان کیا ہے اور وہ اس کے زمانے تک مسلسل کم ہوتی گئی میں کہتا ہوں کہ اس کے بعد ہمارے زمانے تک وہی صورت حال چلی آ رہی ہے خصوصاً بلا کو بن تولی بن چلیز خاں ترقی کے زمانے میں جس نے اس کے نشانات بومناذ یا اور اس کے خلیفہ اور علماء کو قتل کر دیا اور اس کے گھروں اور محلات کو گرا دیا اور اس سال اس کے عوام و خواص کو تباہ و برباد کر دیا اور اموال و ذخائر کو چھین لیا اور بچوں اور اولاد کو لوٹ لیا اور اسے اس قدر غم دیئے جنہیں صبح و شام شمار کیا جاتا تھا اور اس نے اسے دنیا میں ہر صاحب علم عبرت حاصل کرنے والے کے لیے عبرت اور ہر صحیح العقل شخص کے لیے یادداشت بنا دیا اور تلاوت و قرآن کی بجائے نغمے اور اشعار پڑھے جانے لگے اور احادیث نبویہ کی بجائے یونانی فلسفہ اور مناجح کلامیہ اور تاویلات قرسطیہ کے درس دیئے جانے لگے اور علماء کی بجائے اطباء آگئے اور عباسی خلیفہ کی بجائے لوگوں کے بدترین حکمران آگئے اور ریاست و شرافت کی بجائے کمینگی اور سفاہت آگئی اور طالب علموں کی بجائے ظالم اور عیار آگئے اور علم فقہ حدیث اور تعبیر الرویاء کی بجائے اشعار اور دوہے آگئے اور یہ سب کچھ ان کے بعض گناہوں کے باعث ہوا (اور تیرا رب بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں) اور اس زمانے تک اس میں بے شمار حسی اور معنوی برائیاں اور جنگ نوشی کی بیماری آگئی ہے اور وہاں سے بلاد شام کو منتقل ہوگئی ہے اللہ تعالیٰ اس کے باشندوں کی اچھی طرح کفالت کرے اور امام احمد نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا قیامت اس وقت تک برپا نہ ہوگی جب تک اہل عراق کے نیک لوگ شام منتقل نہ ہوں اور اہل شام کے بڑے لوگ عراق منتقل نہ ہوں۔

بغداد کے آثار و اخبار کا بیان

اس کے بارے میں چار لغات بیان ہوئی ہیں بغداد بغداد بغداد اور مفردان یہ ایک عجمی لفظ ہے اور بعض کا قول ہے کہ یہ بلغ اور داد سے مرکب ہے اور بلغ باغ کو کہتے ہیں اور داد ایک شخص کا نام ہے اور بعض کا قول ہے کہ بلغ ایک بت کا نام ہے اور بعض کہتے ہیں کہ شیطان کا نام ہے اور داد عطیہ کو کہتے ہیں یعنی بت کا عطیہ اس وجہ سے حضرت عبداللہ بن المبارک اور اصمعی وغیرہ نے اس کے بغداد نام رکھنے کو ناپسند کیا ہے اور اسے مدینۃ السلام بھی کہا جاتا ہے اور اس کے بانی ابو جعفر منصور نے اسے یہی نام دیا ہے کیونکہ دجلہ کو وادی السلام کہا جاتا ہے اور بعض اس کا نام الزوراء رکھتے ہیں۔ خطیب بغدادی نے عمار بن سیف جو تمہم ہے کے طریق سے روایت کی ہے وہ بیان کرتا ہے کہ میں نے عاصم احوال کو عن سفیان ثوری عن ابی عثمان عن جریر بن عبداللہ بیان کرتے سنا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

’دجلہ دجلیل‘ قطر بل اور الصراۃ کے درمیان ایک شہر تعمیر کیا جائے گا جس کی طرف زمین کے خزانے لائے جائیں گے اس کے بادشاہ سرکش ہوں گے اور وہ لوہے کی کیل کے نرم زمین میں گھسنے سے بھی زیادہ تیزی کے ساتھ زمین میں گھس جائے گا۔‘

خطیب نے بیان کیا ہے کہ اس نے اسے سفیان ثوری کے بھانجے عاصم احوال سیف سے روایت کی ہے اور جو عمار بن سیف کا بھائی ہے اس میں کہتا ہوں کہ یہ دونوں ضعیف ہیں اور تمہم ہیں ان پر بھوٹ کی تہمت ہے اور محمد بن عمار یزیدی تھی ضعیف ہے اور ابوشباب الخاضعی بھی ضعیف ہے اور سفیان ثوری سے بحوالہ عاصم کئی طرف سے روایت کی گئی ہے۔ پھر اس نے اس سے کہا کہ اناد کیا ہے اور اس نے یحییٰ بن معین کے طریق سے من یحییٰ بن ابی کثیر من عمار بن سیف من ثوری من عاصم من ابی عثمان من جریر من النبی ﷺ بیان کیا ہے اور احمد اور یحییٰ نے بیان کیا ہے کہ اس حدیث کی کوئی اصل نہیں اور امام احمد نے بیان کیا ہے اسے کسی ثقہ انسان نے بیان نہیں کیا اور خطیب نے اسے اس کے تمام طرق سے معلل قرار دیا ہے اور اسے اسی طرح عمار بن سیف کے طریق سے عن ابی عبیدہ حمید الطویل عن انس بن مالک بیان کیا ہے اور یہ بھی صحیح نہیں ہے اور کئی طریق سے حضرت علی بن ابی طالب اور حضرت ابن مسعود اور حضرت ثوبان اور حضرت ابن عباس سے بیان کیا گیا ہے اور بعض طرق میں اس نے سفیان کا بھی ذکر کیا ہے اور وہ انہیں خراب کرتا ہے اور ان احادیث کے اسناد میں کچھ بھی صحیح نہیں ہے اور خطیب نے انہیں ان کے الفاظ و اسانید کے ساتھ بیان کیا ہے اور ان سب میں نکارت پائی جاتی ہے اور سب میں سے قریب تر کعب الاحبار کی روایت ہے کہ یعلیٰ کتب میں بیان ہوا ہے کہ اس کے بانی کو اس کے بخل کی وجہ سے مقلص اور ذوالدینق کہا جائے گا۔

بغداد کی خوبیاں اور برائیاں اور اس بارے میں آئمہ کی روایات

یونس بن عبدالاعلیٰ الصدقی نے بیان کیا ہے کہ امام شافعی نے مجھ سے پوچھا کیا تو نے بغداد دیکھا ہے؟ میں نے کہا نہیں، تو آپ نے فرمایا تو نے دنیا نہیں دیکھی اور امام شافعی نے فرمایا کہ میں جس شہر میں بھی گیا ہوں میں نے اسے سفر شمار کیا ہے مگر بغداد کو میں نے سفر شمار نہیں کیا میں جب اس میں داخل ہوا تو میں نے اسے وطن شمار کیا اور بعض نے بیان کیا ہے کہ دنیا جنگل ہے اور بغداد اس کا شہر ہے اور عن علیہ نے بیان کیا ہے کہ میں نے طلب حدیث میں اہل بغداد سے زیادہ عقل مند نہیں دیکھا اور نہ ان سے اچھا آرام والا دیکھا ہے اور ابن ماجہ نے بیان کیا ہے کہ میں نے خواب میں ابو عمرو بن العلاء کو دیکھا تو میں نے پوچھا اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا ہے؟ تو اس نے مجھے کہا اس بات کو چھوڑو جو بغداد میں سنت اور جماعت پر قائم رہا اور مر گیا تو وہ جنت میں منتقل ہو گیا اور ابو بکر بن عیاش نے بیان کیا ہے کہ اسلام بغداد میں ہے اور یہ ایک شکاری ہے جو آدمیوں کا شکار کرتا ہے اور جس نے اسے نہیں دیکھا اس نے دنیا نہیں دیکھی اور ابو معاویہ نے بیان کیا ہے کہ بغداد دنیا و آخرت کا گھر ہے اور بعض نے بیان کیا ہے کہ اسلام کی خوبیوں میں سے بغداد میں جمعہ کا دن اور مکہ کی نماز تراویح اور طرسوس کا عید کا دن بھی ہے اور خطیب نے بیان کیا ہے کہ جو شخص مدینہ السلام میں جمعہ کے روز حاضر ہوگا اللہ تعالیٰ اس کے دل میں اسلام کی عظمت کو بڑھا دے گا کیونکہ ہمارے مشائخ کا قول ہے کہ بغداد میں جمعہ کا دن اور دوشنبے شہروں میں عید کے دن کی طرح ہے۔

اور ایک شخص نے بیان کیا ہے کہ میں مواعظت سے جامع منصور میں جمعہ پڑھتا تھا، مجھے ایک پیش آ گیا تو میں نے دوسری مسجد میں نماز پڑھی لی تو میں نے خواب میں ایک شخص کو کہتے دیکھا تو نے شہر کی جامع مسجد میں نماز پڑھی اور بلاشبہ اس میں ہر جمعہ کو ستر

ولی نماز پڑھتے ہیں اور ایک اور شخص نے بیان کیا ہے کہ میں نے بغداد سے منتقل ہونا چاہا تو میں خواب میں ایک شخص کو کہتے دیکھا کیا تو ایسے شہر سے منتقل ہونا چاہتا ہے جس میں اللہ کے دس ہزار ولی ہیں اور ایک اور شخص نے بیان کیا ہے کہ میں نے دیکھا کہ دو فرشتے بغداد میں آئے ہیں اور ایک نے دوسرے سے کہا ہے کہ اللہ کے دس ہزار فرزند جرم گنگ چنگی ہے تو دوسرے نے کہا میں ایسے شہر کو جسے اللہ دوں جس میں ہر شب پانچ ہزار قرآن کا ختم ہوتا ہے! ابو مسہر نے بحوالہ سعید بن عبدالعزیز بن سلیمان بن موسیٰ بیان کیا ہے کہ جب کسی شخص کا علم حجاز پیدا ہوا تو وہ عراقی اور نماز شامی ہو تو وہ کامل ہو جاتا ہے اور زبیدہ نے منصور انصاری سے کہا ایسے اشعار کہو جو بغداد کو مجھے محبوب بنا دیں اور لرافقہ نے اسے منتخب شعر سنائے۔

بغداد کی خوشبو کے کیا کہنے اور کون دین و دنیا کے لیے پاکیزگی اختیار کرتا ہے وہاں جب ہوا میں چلتی ہیں تو بیماروں کو زندگی بخش دیتی ہیں اور رات بھر خوشبودار پودوں کے درمیان چلتی رہتی ہیں۔

راوی بیان کرتا ہے کہ زبیدہ نے اسے دو ہزار دینار دیئے اور خطیب نے بیان کیا ہے کہ میں نے طاہر بن مظفر بن طاہر خازن کی کتاب میں اس کی تحریر میں اس کے اشعار پڑھے ہیں۔

صبح کے برسنے والے بادل بغداد کے اس محلہ کو سیراب کریں جو کرخ، خلد اور پل کے درمیان ہے وہ ایک خوبصورت شہر ہے جس کے اہل کے لیے کچھ چیزوں کو مخصوص کیا گیا ہے اور جب وہ کسی شہر میں تھیں تو وہ اکٹھی نہیں ہوتی تھیں اس کی ہوا نرم، معتدل اور صحت والی ہے اور اس کے پانی کا مزہ شراب سے زیادہ لذیذ ہے اور اس کے دجلہ کے دونوں کناروں نے ہمارے لیے تاج سے تاج تک اور محل سے محل تک مرتب کیا ہے اس کی مٹی کستوری کی طرح ہے اور اس کے سنگریزے یا قوت اور موتیوں کی طرح ہیں۔

اور خطیب نے اس بارے میں بہت سے اشعار بیان کئے ہیں اور جن کو ہم نے بیان کیا ہے وہی کافی ہیں اور ۱۳۶ھ میں بغداد کی تعمیر سے فراغت ہو گئی اور بعض نے ۱۳۸ھ میں فارغ ہونا بیان کیا ہے کہتے ہیں کہ اس کی خندق اور فصیل ۱۳۷ھ میں مکمل ہوئی تھیں اور منصور مسلسل اس میں اضافہ کرتا رہا اور اس کی تعمیر میں خوبصورتی پیدا کرتا رہا حتیٰ کہ آخر میں اس نے قصر خلد تعمیر کیا اور اس نے خیال کیا کہ وہ اس میں ہمیشہ رہے گا یا کہ وہ ہمیشہ رہے گا اور برباد نہ ہوگا اور وہ اس کی تکمیل کے وقت فوت ہو گیا اور بغداد کئی بار تباہ ہوا جیسا کہ ابھی اس کی تفصیل بیان ہوگی۔

ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ اس سال منصور نے مسلم بن قتیبہ کو بصرہ سے معزول کر دیا اور محمد بن سلیمان بن علی کو اس کا امیر مقرر کیا اور اس کی وجہ یہ تھی کہ اس نے مسلم کو حکم دیا کہ وہ ان لوگوں کے گھروں کو مسمار کر دے جنہوں نے ابراہیم بن عبداللہ بن حسن کی بیعت کی ہے تو اس نے اس بارے میں پہل نگاری سے کام لیا تو اس نے اسے معزول کر دیا اور اس کے عم زاد محمد بن سلیمان کو روانہ کیا جس نے وہاں بہت فساد برپا کیا اور بہت گھروں کو مسمار کر دیا اور اس نے عبداللہ بن ریح کو مدینہ کی امارت سے معزول کر دیا اور جعفر بن سلیمان کو اس کا امیر مقرر کیا اور السری بن عبداللہ کو مکہ سے معزول کر کے عبدالصمد بن علی کو اس کا امیر بنا دیا، راوی بیان کرتا ہے کہ اس سال عبدالوہاب بن ابراہیم بن محمد بن علی نے لوگوں کو حج کروایا یہ قول واقدی وغیرہ کا ہے راوی کہتا ہے کہ اس

سال بلا دروم میں موسم گرما کی جنگ جعفر بن خطیبہ البہرائی نے لڑی اور اس میں فوت ہونے والے اعمان میں اشعث بن عبد الملک، ہشام بن السائب کلبی، ہشام بن عروہ اور ایک قول کے مطابق یزید بن ابی سعید شامل ہیں۔

۱۲ھ

اس سال اشتر خاں خوارزمی نے ترک فوج پر جو آرمینیا کی جانب تھی غارت گری کی اور انہوں نے نفیس میں داخل ہو کر بہت سے لوگوں کو قتل کر دیا اور بہت سے مسلمانوں اور ذمیوں کو قیدی بنا لیا اور اس روز قتل ہونے والوں میں حرب بن عبد اللہ الرادندی بھی شامل ہے جس کی طرف بغداد کی حربیہ منسوب ہوتی ہے وہ موصل میں خوارج کے مقابلہ کے لیے دو ہزار فوج کے ساتھ مقیم تھا تو منصور نے اسے بلاد آرمینیا کے مسلمانوں کی مدد کے لیے بھیج دیا اور فوج جبریل بن یحییٰ بھی تھا اور حرب قتل ہو گیا رحمہ اللہ اور اس سال منصور کا چچا عبد اللہ بن علی بھی فوت ہو گیا اسی نے بنو امیہ کے ہاتھوں سے شام کو چھینا تھا اور وہ سفاح کے مرنے تک شام کا ولی رہا اور جب سفاح مر گیا تو اس نے اپنی طرف دعوت دی تو منصور نے ابو مسلم خراسانی کو اس کے مقابلہ میں بھیجا اور ابو مسلم نے اسے شکست دی اور عبد اللہ اپنے بھائی سلیمان بن علی والی بصرہ کے پاس بھاگ گیا اور ایک مدت تک اس کے ہاں روپوش رہا پھر منصور نے اس کے بارے میں اطلاع پا کر اسے بلا کر قید کر دیا اور اس سال منصور نے حج کا عزم کیا اور اپنے چچا عیسیٰ بن موسیٰ کو طلب کیا جو سفاح کی وصیت کے مطابق منصور کے بعد ولی عہد تھا اور اپنے چچا عبد اللہ بن علی کو اس کے سپرد کر دیا اور اسے کہا یہ میرا اور تیرا دشمن ہے میری غیر حاضری میں اسے قتل کر دینا اور سستی سے کام نہ لینا۔

پس منصور حج کو روانہ ہو گیا اور راستے سے اسے خط لکھنے لگا اور اس بات پر اسے آمادہ کرنے لگا اور اس سے پوچھنے لگا کہ جو بات میں نے راز دارانہ پر تجھے کہی تھی تو نے اس کے بارے میں کیا کیا ہے۔ یہ بات اس نے بار بار پوچھی اور عیسیٰ بن موسیٰ نے جب اس کے چچا کی سپرد داری لی تو اس کے معاملے میں حیران رہ گیا اور اس نے اپنے اہل کے بعض لوگوں سے مشورہ کیا اور بعض اہل الرائے نے اسے مشورہ دیا کہ مصلحت کا تقاضا یہ ہے کہ تو اسے قتل نہ کر اور اسے اپنے پاس رکھ اور مشہور کر دے کہ تو نے اسے قتل کر دیا ہے ہمیں خدشہ ہے کہ وہ اعلانیہ تجھ سے اس کا مطالبہ کرے گا اور تو کہہ دینا کہ میں نے اسے قتل کر دیا ہے وہ قصاص کا مطالبہ کرے گا تو تو دعویٰ کرنا کہ اس نے تجھے خفیہ طور پر اس کے قتل کا حکم دیا تھا اور یہ اس کے اور تیرے درمیان ایک راز تھا پس تو اس کے ثابت کرنے سے عاجز آ جائے گا اور وہ تجھے اس کے بدلے میں قتل کر دے گا اور منصور تجھے اور اسے دونوں کو قتل کرنا چاہتا ہے تاکہ تم دونوں سے اکٹھے ہی راحت حاصل کرے۔

اس موقع پر موسیٰ بن عیسیٰ کا ارادہ بدل گیا اور اس نے اپنے چچا کو چھپا دیا اور مشہور کر دیا کہ اس نے اسے قتل کر دیا ہے اور جب منصور حج سے واپس آیا تو اس نے اپنے اہل کو حکم دیا کہ اس کے پاس آئیں اور اس کے چچا عبد اللہ بن علی کے بارے میں سفارش کریں اور انہوں نے اس بارے میں اصرار کیا تو اس نے ان کی بات مان لی اور عیسیٰ بن موسیٰ کو بلا کر کہا ان لوگوں نے عبد اللہ بن علی کے بارے میں سفارش کی ہے اور میں نے ان کی بات مان لی ہے اسے ان کے سپرد کر دو، عیسیٰ نے کہا عبد اللہ کہاں

ہے؟ جب سے آپ نے مجھے حکم دیا ہے میں نے اسے قتل کر دیا ہے، منصور نے کہا میں نے تجھے یہ حکم نہیں دیا اور اس سے انکار کیا کہ اس کی طرف سے اس کے پاس کوئی ایسا ستم آیا ہو عیسیٰ نے وہ خط پیش کر دئے جو منصور نے اس کے بارے میں اسے کیلے بعد دیکھنے لکھے تھے اس نے اس قسم کے ارادے انکار کر دیا اور انکار پر اصرار کیا اور عیسیٰ بن موسیٰ نے اس پر اصرار کیا کہ اس نے اسے قتل کر دیا ہے اس موقع پر منصور نے عبداللہ کے قصاص میں عیسیٰ بن موسیٰ کو قتل کرنے کا حکم دے دیا اور بنو ہاشم سے قتل کرنے کو نکلے اور جب وہ تلوار لائے تو اس نے کہا مجھے خلیفہ کے پاس واپس لے جاؤ تو وہ اسے واپس اس کے پاس لے گئے تو اس نے اسے کہا تیرا بیچا موجود ہے میں نے اسے قتل نہیں کیا اس نے کہا اسے لاؤ تو اس نے اسے حاضر کر دیا اور وہ خلیفہ کے ہاتھ پر نادم ہوا اور اس نے اسے ایسے گھر میں قید کرنے کا حکم دیا جس کی دیواریں نمک پر بنی ہوئی تھیں اور جب رات ہوئی تو اس نے اس کی دیواروں پر پانی چھوڑ دیا اور مکان اس کے اوپر گر پڑا اور وہ مر گیا۔

پھر منصور نے عیسیٰ بن موسیٰ کو دلی عہدی سے الگ کر دیا اور اپنے بیٹے مہدی کو اس پر مقدم کیا اور وہ اسے اپنی دائیں جانب عیسیٰ بن موسیٰ سے اوپر بٹھاتا تھا پھر وہ عیسیٰ بن موسیٰ کی طرف التفات نہ کرتا اور اجازت دینے، مشورہ کرنے اور آمدورفت کے بارے میں اس کی توہین کرتا پھر ہمیشہ ہی وہ اسے دور کرتا رہا اور ڈراتا دھکتا رہتا تھا حتیٰ کہ اس نے اس سے اپنی جان چھڑالی اور محمد بن منصور کے لیے بیعت لی اور منصور نے اسے اس کے بارہ کروڑ درہم دیئے اور منصور کے ہاں عیسیٰ بن موسیٰ اور اس کے بیٹوں کا معاملہ درست ہو گیا اور وہ اس سے اعراض کرنے کے بعد اس کے پاس آیا اور اس سے قبل دونوں کے درمیان اس بارے میں بہت خط و کتابت ہو چکی تھی اور اس کے بیٹے مہدی کی بیعت کی تیاری کے لیے ترغیبات ہو چکی تھیں۔ اور عیسیٰ بن موسیٰ نے خود کو معزول کر دیا اور عوام کسی کو مہدی کے برابر نہ قرار دیتے تھے اور یہی حال خواص اور امراء کا تھا اور مسلسل اس کی یہی حالت رہی حتیٰ کہ اس نے بادل نخواستہ یہ بات قبول کر لی تو اس کے عوض اس نے اسے وہ کچھ دیا جسے ہم بیان کر چکے ہیں اور دو روز نزدیک اور مشرق و مغرب میں مہدی کی بیعت ہو گئی اور منصور کو اس سے بہت خوشی ہوئی اور ہمارے اس زمانے تک خلافت اسی کی اولاد میں قائم ہے اور بنو عباس میں جو بھی خلیفہ ہوا اسی کی نسل سے ہے (یہ عزیز و عظیم خدا کی تقدیر ہے) اور اس سال عبید اللہ بن عمر العمریٰ ہاشم بن ہاشم اور خواجہ حسن بھری کے دوست ہشام بن حسان نے وفات پائی۔

۱۳۸ھ

اس سال منصور نے حمید بن قطبہ کو ان ترکوں کے ساتھ جنگ کرنے کو بھیجا جنہوں نے گزشتہ سال بلاد قتلیس میں فساد برپا کیا تھا پس اس نے ان میں سے کسی کو نہ پایا وہ اپنے ملک کو چلے گئے تھے اور اس سال جعفر بن ابی جعفر نے لوگوں کو حج کروایا اور شہروں کے نائب وہی تھے جو اس سے پہلے سال تھے اور اس سال حضرت جعفر بن محمد الصادق نے وفات پائی جن کی طرف کتاب اختلاف الاعضاء منسوب ہے اور یہ کتاب جھوٹی طور پر آپ کی طرف منسوب کی گئی ہے اور اس سال ماہ ربیع الاول میں شیخ الحدیث سلیمان بن مہران الاعمش نے وفات پائی اور عمرو بن حارث، العوام بن حوشب، محمد بن عبدالرحمان بن ابی لیلیٰ اور محمد بن

عجلان نے بھی وفات پائی۔

۱۳۹ھ

اس سال منصور بغداد کی تفصیل اور خندق کی تعمیر سے فارغ ہوا اور عباس بن محمد نے موسم گرما کی جنگ لڑی اور بلاد روم میں داخل ہو گیا اور حسین بن قہظہ اور محمد بن اشعث بھی اس کے ساتھ تھے اور محمد بن اشعث راستے میں فوت ہو گیا اور اس سال محمد بن ابراہیم بن علی نے لوگوں کو حج کروایا اور منصور نے اسے اپنے چچا عبدالصمد بن علی کے بدلے میں مکہ اور حجاز کا امیر مقرر کیا اور شہروں کے عمال وہی تھے جو اس سے پہلے سال میں تھے اور اس میں زکریا بن ابی زائدہ، کہمس بن حسن، المثنیٰ بن الصباح، عیسیٰ بن عمر ابو عمرو ثقفی بصری نحوی نے وفات پائی جو سیبویہ کا شیخ تھا کہتے ہیں کہ وہ حضرت خالد بن ولید کے غلاموں میں سے تھا وہ ثقیف کے ہاں اترا تو انہی کی طرف منسوب ہو گیا، وہ لغت، نحو اور قرأت کا جلیل القدر امام تھا، اس نے یہ علوم عبید اللہ بن کثیر، ابن احمیس اور عبداللہ بن ابی اسحاق سے سیکھے اور حضرت حسن بصری وغیرہ سے سماع کیا اور اس سے خلیل بن احمد، اصمعی اور سیبویہ نے علم حاصل کیا اور سیبویہ اس کے ساتھ رہا اور اس کے ذریعے مشہور ہوا اور اس سے فائدہ حاصل کیا اور اس کی وہ کتاب لے لی جس کا نام اس نے الجامع رکھا ہے اور اس پر اضافہ کیا اور اس کی تفصیل کی اور وہی آج کل سیبویہ کی کتاب ہے حالانکہ وہ اس کے شیخ کی کتاب ہے اور سیبویہ کو جو اس میں مشکل پیش آتی تھی وہ اسے اپنے شیخ خلیل بن احمد سے پوچھتا تھا اور خلیل نے بھی اسی طرح اس سے عیسیٰ بن عمر کی تصنیفات کے متعلق پوچھا تو اس نے کہا اس نے ستر پختہ کتابیں جمع کی تھیں اور کتاب الاکمال کے سوا سب ضائع ہو گئی ہیں اور وہ ایران کے علاقے میں تھا اور اسی میں مشغول ہوں اور میں اس کے مشکل مقامات کے متعلق آپ سے پوچھتا ہوں تو خلیل نے کچھ دیر سر جھکا یا پھر یہ شعر پڑھے:

سب علم و نحو ختم ہو گیا ہے سوائے اس کے جسے عیسیٰ بن عمر نے زندہ کیا ہے وہ اکمال ہے اور یہ جامع ہے اور یہ دونوں کتابیں لوگوں کے لیے شمس و قمر ہیں۔

اور عیسیٰ اپنی عبارت میں پیچیدہ اور نہایت گہرا چلا جاتا تھا اور جوہری نے الصحاح میں اس سے روایت کی ہے کہ ایک روز اپنے گدھے سے نیچے گر پڑا تو لوگ اس کے پاس جمع ہو گئے اور اس نے کہا تمہیں کیا ہو گیا ہے تم میرے پاس ایسے جمع ہوئے ہو جیسے تم مجھ کے پاس جمع ہوتے ہو، میرے پاس سے چلے جاؤ اور ایک اور شخص نے کہا کہ اسے ضیق النفس کی بیماری تھی جس کے باعث وہ گر پڑا تو لوگوں نے خیال کیا کہ اسے مرگی پڑ گئی ہے پس وہ اس کی تیمارداری کرنے لگے اور اس پر پڑھنے لگے اور جب اسے اپنی غشی سے ہوش آیا تو اس نے وہ بات بیان کی جو بیان ہو چکی ہے اور ایک شخص نے بیان کیا ہے کہ میں نے خیال کیا کہ وہ فارسی بول رہا ہے اور ابن خلکان نے بیان کیا ہے کہ وہ ابو عمرو بن العلاء کا دوست تھا اور عیسیٰ بن عمر نے ایک روز ابو عمرو بن العلاء سے کہا میں معد بن عدنان سے زیادہ فصیح ہوں تو ابو عمرو نے اسے کہا تو اس شعر کو کیسے پڑھتا ہے:

قد کن یخبان الوجوه تسترا فالیوم حین یدأن للنظار

”وہ چہروں کو حیا کی وجہ سے چھپاتی تھیں اور آج انہوں نے، کیخضہ الوان کے لیے پہل کی ہے“

اس نے پوچھا یہ لفظ بدن سے یا بدین؟ تو اس نے کہا بدین ہے ابو عمرو نے کہا تو نے غلطی کی ہے اور اگر وہ بدن کہتا تب بھی غلطی کرتا اور ابو عمرو نے صرف اس کی تغلیظ کرنا چاہی ہے اور صحیح یہ ہے کہ لفظ بد بد و نہیں جس کے معنی ظاہر ہونے کے ہیں بلکہ بد بد ا ہے جس کے معنی کسی بات میں پہل کرنے کے ہیں۔

۱۵۰ھ

اس سال کفار میں سے ایک شخص استاز سیس نے بلا درخسان میں خروج کیا اور خراسان کے اکثر علاقے پر قبضہ کر لیا اور تین لاکھ کے قریب آدمی اس کے پاس جمع ہو گئے اور انہوں نے وہاں پر بہت سے مسلمانوں کو قتل کر دیا اور ان شہروں میں جو افواج تھیں انہیں شکست دی اور بہت سے لوگوں کو قیدی بنا لیا اور ان کے باعث فساد کی حکمرانی ہو گئی اور حالات بگڑ گئے۔ پس منصور نے خازم خزیمہ کو اپنے بیٹے مہدی کے پاس بھیجا کہ وہ اسے ان علاقوں سے جنگ کا امیر مقرر کرے اور اس کے ساتھ وہ افواج بھی کر دے جو ان لوگوں کا مقابلہ کریں سو اس دوران میں مہدی بھی ہاشمی قابلیت کے ساتھ اٹھ کھڑا ہوا اور اس نے خازم بن خزیمہ کو یکجائی کے طور پر ان علاقوں اور افواج کی امارت دے اور اس کو چالیس ہزار فوج کے ساتھ روانہ کیا پس وہ ان کے مقابلہ میں روانہ ہو گیا اور وہ مسلسل ان سے مکرو فریب کرتا رہا حتیٰ کہ اس نے اچانک ان سے جنگ شروع کر دی اور شمشیر زنی اور نیزہ زنی سے ان کا مقابلہ کیا اور ان میں سے تقریباً ستر ہزار آدمیوں کو قتل کر دیا اور چودہ ہزار آدمیوں کو قیدی بنا لیا اور ان کا بادشاہ استاز سیس بھاگ گیا اور پہاڑ میں محفوظ ہو گیا اور خازم بھی پہاڑ کے دامن میں آ گیا اور اس نے سب قیدیوں کو قتل کر دیا اور وہ مسلسل اس کا محاصرہ کئے رہا حتیٰ کہ اس نے ایک امیر کے حکم کو تسلیم کر لیا تو اس نے حکم دیا کہ اسے اور اس کے اہل بیت کو بیڑیاں ڈال دی جائیں اور اس کے ساتھ جو سپاہی ہیں انہیں آزاد کر دیا جائے اور وہ تیس سپاہی تھے۔ خازم نے یہ سب کچھ کیا اور استاز سیس کے ساتھ جو سپاہی تھے ان میں سے ہر ایک کو دو دو کپڑے دیئے اور جو فتح ہوئی اس کے بارے میں مہدی کو خط لکھا اور مہدی نے فتح کی اطلاع اپنے باپ منصور کو لکھ دی اور اسی طرح خلیفہ نے جعفر بن سلیمان کو مدینہ کی امارت سے معزول کر دیا اور حسن بن زید بن حسن بن علی بن ابی طالب کو اس کا امیر مقرر کیا اور اس سال خلیفہ کے چچا عبدالصمد بن علی نے لوگوں کو حج کروایا اور اس میں امیر المومنین منصور کے بیٹے جعفر نے وفات پائی اور سب سے پہلے اسے بغداد میں بنو ہاشم کے قبرستان میں دفن کیا گیا پھر اسے وہاں سے دوسری جگہ منتقل کر دیا اور اسی سال میں عبدالملک بن عبدالعزیز بن جریج نے جو اہل حجاز کے ایک امام تھے وفات پائی کہتے ہیں کہ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے سنن کو جمع کیا اور عثمان بن اسود اور عمر بن محمد بن زید نے وفات پائی اور اسی میں امام ابوحنیفہ کی وفات ہوئی۔

حضرت امام ابوحنیفہؒ کے حالات

آپ کا نام نعمان بن ثابت ثبی ہے آپ عراق کے فقہیہ اور آئمہ اسلام اور سادات علماء اور شریف علماء اور مذاہب اربعہ

کے آنکار اور ان میں سے ایک ہیں اور آپ ان سے پہلے وفات پانے والے ہیں کیونکہ آپ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضرت انس بن مالک کو دیکھا بیا اور بعض کا قول ہے کہ کسی اور صحابی کو دیکھا ہے اور بعض نے بیان کیا کہ آپ نے سات صحابہ سے روایت کی ہے۔ واللہ اعلم۔

اور تابعین کی ایک جماعت سے بھی روایت کی ہے جس میں الحکم حماد بن ابی سلیمان، سلمہ بن نبیل، عامر الشعمی، عکرمہ، عطاء، قتادہ زہری، حضرت ابن عمر کے غلام نافع، یحییٰ بن سعید انصاری اور ابواسحاق السبئی شامل ہیں۔

اور آپ سے ایک جماعت نے روایت کی ہے جس میں آپ کا بیٹا حماد اور ابراہیم بن طہمان، اسحاق بن یوسف ازرق، قاضی اسد بن عمرو، حسن بن زیادہ، لولوی، حمزہ زیات، داؤد طائی، زفر، عبدالرزاق، ابو نعیم، محمد بن حسن شیبانی، کعب اور قاضی ابو یوسف شامل ہیں۔

یحییٰ بن معین نے بیان کیا ہے کہ آپ ثقہ اور راست باز تھے اور کذب سے متہم نہ تھے اور ابن ہبیرہ نے قضاء کے بارے میں آپ کو مارا مگر آپ نے قاضی بننے سے انکار کر دیا اور یحییٰ بن سعید فتوٰی میں آپ کے قول کو پسند کرتے تھے اور یحییٰ کہا کرتے تھے ہم اللہ کی تکذیب کرتے ہیں ہم نے امام ابو حنیفہ کی رائے سے بہتر رائے نہیں سنی اور ہم نے آپ کے اکثر اقوال کو اپنایا ہے اور حضرت عبداللہ بن مبارک نے فرمایا ہے اگر اللہ تعالیٰ نے ابو حنیفہ اور سفیان ثوری کے ذریعے میری مدد نہ کرتا تو میں بھی بقیہ لوگوں کی طرح ہوتا اور حضرت امام شافعی نے فرمایا ہے میں نے ایک شخص کو دیکھا ہے کہ اگر وہ تجھ سے اس ستون کے بارے میں گفتگو کرے تو وہ اسے اپنی حجت سے سونا ثابت کر دے نیز حضرت امام شافعی نے فرمایا ہے جو علم فقہہ حاصل کرنا چاہے وہ امام ابو حنیفہ کا محتاج ہے اور جو سیرت حاصل کرنا چاہے وہ محمد بن اسحاق کا محتاج ہے اور جو علم حدیث حاصل کرنا چاہے وہ حضرت امام مالک کا محتاج ہے اور جو علم تفسیر حاصل کرنا چاہے وہ مقاتل بن سلیمان کا محتاج ہے۔

اور عبداللہ بن داؤد المحرّبی نے بیان کیا ہے لوگوں کو چاہیے کہ وہ ہر نماز میں حضرت امام ابو حنیفہ کے لیے ان کے حفظ فقہہ، سنن کی وجہ دعا کریں اور سفیان ثوری اور ابن المبارک نے بیان کیا ہے کہ حضرت امام ابو حنیفہ اپنے زمانے کے لوگوں سے سب سے بڑے فقیہ تھے اور ابو نعیم نے بیان کیا ہے کہ آپ مسائل کی تک پہنچنے والے تھے اور کسی بن ابراہیم نے بیان کیا ہے کہ آپ اہل ارض کے سب سے بڑے عالم تھے اور خطیب نے اپنی سند سے بحوالہ اسد بن عمرو روایت کی ہے کہ حضرت امام ابو حنیفہ رات کو نماز پڑھتے تھے اور ہر شب کو قرآن پڑھتے تھے اور روتے تھے حتیٰ کہ آپ کے پڑوسیوں کو آپ پر رحم آجاتا تھا آپ چالیس سال تک عشاء کے وضو سے صبح کی نماز پڑھتے رہے اور جس جگہ آپ نے وفات پائی آپ نے اس میں ستر ہزار دفعہ قرآن ختم کیا اور آپ کی وفات اس سال یعنی ۱۵۰ھ کے ماہ رجب میں ہوئی اور ابن معین نے ۱۵۱ھ اور دوسروں نے ۱۵۳ھ میں آپ کی وفات بیان کی ہے اور پہلا قول صحیح ہے اور آپ کی پیدائش ۸۰ھ میں ہوئی اور آپ کی مکمل عمر ستر سال ہوئی اور بھیڑ کی کثرت کی وجہ سے بغداد میں آپ کی نماز جنازہ چھ بار پڑھی گئی اور آپ کی قبر بھی وہیں ہے۔

۱۵ھ

اس سال منصور نے عمر بن حفص کو سندھ سے معزول کر دیا اور ہشام بن عمرو تغلبی کو اس کا امیر مقرر کیا اور سندھ سے اس کی معزولی کا سبب یہ ہوا کہ جب محمد بن عبداللہ نے ظہور کیا تو اس نے اس کے بیٹے عبداللہ اشتر کو ایک جماعت کے ساتھ ہدایا اور اصیل گھوڑوں کے ساتھ عمر بن حفص کے پاس سندھ بھیجا اور اس نے ان ہدایا کو قبول کر لیا۔ پس انہوں نے خفیہ طور سے اس کے باپ محمد بن عبداللہ بن حسن کی طرف دعوت دی تو اس نے ان کی بات قبول کر لی اور انہوں نے سفید لباس پہن لیا اور جب محمد بن عبداللہ کے مدینہ میں قتل ہونے کی اطلاع آئی تو وہ شرمندہ ہوئے اور عبداللہ بن محمد کے پاس معذرت کرنے لگے تو عبداللہ نے اسے کہا: مجھے اپنی جان کا خوف ہے۔ اس نے کہا میں عنقریب تجھے شرمین کے بادشاہ کے پاس بھیج دوں گا جو ہمارے علاقے کے پڑوس میں رہتا ہے اور وہ رسول کریم ﷺ کی بہت تعظیم کرنے والا ہے اور جب اسے تیرے متعلق یہ پتہ چلا کہ تو ان کی اولاد میں سے ہے تو وہ تجھ سے محبت کرے گا تو اس نے اس کی بات مان لی اور عبداللہ بن محمد اس بادشاہ کے پاس چلا گیا اور وہ اس کے ہاں امن سے رہا اور عبداللہ زید کی ایک جماعت میں منتقل ہو گیا اور ایک بڑی فوج کے ساتھ شکار کرنے لگا اور بہت سے لوگ اس کے ساتھ مل گئے اور زید یہ کی جماعتیں اس کے پاس آنے لگیں۔

منصور نے سندھ کے نائب عمر بن حفص کو ناراضگی کا پیغام بھیجا تو امراء میں سے ایک شخص نے کہا مجھے اس کی طرف بھیجو اور معاملہ کو میرے سپرد کر دو میں اس کے پاس اس بارے میں معذرت کروں گا اور اگر میں بچ گیا تو نہباور نہ میں تیرا اور تیرے پاس جو امراء ہیں ان کا نہ یہ بن جاؤں گا پس اس نے اس معاملہ میں اسے سفیر بنا کر منصور کے پاس بھیجا اور جب وہ منصور کے سامنے کھڑا ہوا تو اس نے اس کے قتل کا حکم دے دیا اور عمر بن حفص کو سندھ سے معزولی کا خط لکھا اور سندھ کی امارت کے عوض اسے بلاد افریقہ کا امیر بنا دیا اور جب منصور نے ہشام بن عمرو کو سندھ کی طرف بھیجا تو اسے حکم دیا کہ وہ عبداللہ بن محمد کے حاصل کرنے میں پوری کوشش کرے اور وہ اس میں سستی کرنے لگا تو منصور نے اس امر کی ترغیب دیتے ہوئے اسے پیغام بھیجا پھر اتفاق سے ہشام بن عمرو کا بھائی سیف عبداللہ بن محمد کو ایک جگہ ملا تو انہوں نے باہم جنگ کی تو عبداللہ اور اس کے سب ساتھی قتل ہو گئے اور انہیں متولین میں اس کی جگہ کا پتہ نہ چلا اور نہ وہ اس کی جگہ کو معلوم کر سکے۔

ہشام بن عمرو نے منصور کو اس کے قتل کی اطلاع دیتے ہوئے خط لکھا تو اس نے اسے شکر یہ کہ پیغام بھیجا اور اسے حکم دیا کہ وہ بادشاہ سے جنگ کرے جس نے اسے پناہ دی تھی، نیز اسے بتایا کہ عبداللہ نے وہاں ایک لڑکی کو لونڈی بنایا تھا اور اس نے ایک بچہ جنا ہے جس کا نام اس نے محمد رکھا ہے پس جب تو بادشاہ پر فتح پائے تو اس بچے کو یاد رکھنا، پس ہشام بن عمرو نے اس بادشاہ پر حملہ کیا اور اس سے جنگ کر کے اسے مغلوب کر لیا اور اموال و ذخائر اور بلاد پر قبضہ کر لیا اور اس بادشاہ اور اس بچے اور خمس اور فتح کی

بشارت کو منصور کے پاس بھیجا جس سے منصور خوش ہوا اور اس بچے کو مدینہ بھیجا اور منصور نے مدینہ کے نائب کو اس کی صحت نس کے متعلق لکھا اور اسے حکم دیا کہ وہ اسے اس کے اہل کے پاس پہنچا دے اور وہ ان کے پاس رہے تاکہ اس کا نسب ضائع نہ ہو اور یہی وہ بچہ ہے جسے ابوالحسن بن الاثر کہتے ہیں اور اس سال مہدی بن منصور خراسان سے اپنے باپ کے پاس آیا اور اس کے باپ اور امرا اور اکابر نے رات میں اس کا استقبال کیا اور اس کے بعد بلار کے نائبین اور شام وغیرہ کے نائب اس کو سلام کرنے اور فتح و سلامتی کی مبارکباد دینے آئے اور وہ اس کے پاس اس قدر تحائف لایا جو شمار و بیان میں نہیں آسکتے۔

رصاصہ کی تعمیر

ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ اس سال منصور نے اپنے بیٹے مہدی کے لیے اس کے خراسان سے آنے کے بعد رصاصہ کی تعمیر کا آغاز کیا اور یہ بغداد سے مشرق کی جانب ہے اور اس نے اس کے لیے فصیل اور خندق بنائی اور اس کے پاس میدان اور باغ بنایا اور نہر مہدی سے اس کی طرف پانی جاری کیا اور اس سال منصور نے اپنے لیے اور پھر اپنے بعد اپنے بیٹے مہدی کے لیے اور پھر ان دونوں کے بعد عیسیٰ بن موسیٰ کے لیے از سر نو بیعت لی اور امر اور خواص نے آکر بیعت کی اور وہ منصور کے ہاتھ اور اس کے بیٹے کے ہاتھ کو بوسہ دینے لگے اور عیسیٰ بن موسیٰ کے ہاتھ کو چومنے لگے اور وہ اسے چومتے نہ تھے واقدی نے بیان کیا ہے کہ منصور نے معن بن زائدہ کو بھستان کا امیر مقرر کیا۔

اور اس سال مکہ اور طائف کے نائب محمد بن ابراہیم بن محمد بن علی نے لوگوں کو حج کروایا اور حسن بن زید مدینہ کا اور محمد بن سلیمان کوفہ کا اور جابر بن زید کلابی بصرہ کا اور یزید بن حاتم مصر کا اور رحید بن قطبہ خراسان کا اور معن بن زائدہ بھستان کا امیر تھا اور اس سال عبدالوہاب بن ابراہیم بن محمد نے موسم سرما کی جنگ کی۔

اور اس سال حنظلہ بن ابی سفیان عبداللہ بن عون اور محمد بن اسحاق بن یسار مؤلف سیرۃ نبویہ نے وفات پائی، محمد بن اسحاق نے سیرت نبویہ کو جمع کر کے ایک راہنما نشان بنا دیا ہے جس پر فخر کا اظہار کیا جاتا ہے اور سب لوگ اس بارے میں اس کے محتاج ہیں۔ جیسا کہ امام شافعی وغیرہ آئمہ نے بیان کیا ہے۔

۱۵۲ھ

اس سال منصور نے زید بن حاتم کو مصر کی امارت سے معزول کر دیا اور محمد بن سعید کو اس کا امیر بنایا اور افریقہ کے نائب کی طرف فوج بھیجی اس کے متعلق اسے اطلاع ملی تھی کہ وہ نافرمان اور مخالف ہو گیا ہے اور جب اسے اس کے پاس لایا گیا تو اس نے اسے قتل کرنے کا حکم دے دیا اور بصرہ سے جابر بن زید کلابی کو معزول کر دیا اور یزید بن منصور کو اس کا امیر بنا دیا اور اس سال خوارج نے معن بن زائدہ کو بھستان میں قتل کر دیا اور اس سال میں عباد بن منصور اور یونس بن یزید الایلی نے وفات پائی۔



۱۵۳ھ

اس سال منصور اپنے کاتب ابویوب الموریانی سے ناراض ہو گیا اور اسے اس کے بھائی خالد اور اس کے چاروں بھتیجیوں سعید، سعید، مخلط اور محمد کو قید کر لیا اور ان سے بہت سے اموال کا مطالبہ کیا اور ابن عساکر نے ابو جعفر منصور کے حالات میں اس کا سبب یہ بیان کیا ہے کہ وہ اپنی جوانی کے ایام میں موصل آیا اور وہ ایک محتاج آدمی تھا جس کے پاس کوئی چیز موجود نہ تھی تو اس نے کسی ملاح کے پاس مزدوری شروع کر دی حتیٰ کہ انہوں نے کچھ مال کمایا جس سے اس نے ایک عورت سے نکاح کر لیا پھر وہ اس سے وعدے کرنے لگا اور اسے آرزوئیں دلانے لگا کہ وہ بڑے گھرانے سے تعلق رکھتا ہے اور عنقریب جلد ہی انہیں بادشاہت ملنے والی ہے، اتفاق سے وہ اس سے حاملہ ہو گئی پھر ابوامیہ نے اسے تلاش کیا تو وہ بھاگ گیا اور اسے حمل کی حالت میں چھوڑ گیا اور اس کے پاس ایک رقعہ رکھ گیا جس میں اس کا نسب لکھا تھا کہ وہ عبداللہ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس ہے اور اس نے اسے حکم دیا کہ جب اسے اس کا حکم ملے تو وہ اس کے پاس آ جائے اور جب اس کے ہاں لڑکا پیدا ہو تو اس کا نام جعفر رکھے اس نے ایک بچے کو جنم دیا اور اس کا نام جعفر رکھا اور بچے نے پروان چڑھ کر کتابت سیکھی اور عربی اور ادب میں شاندار مہارت پیدا کر لی۔

پھر بنو عباس کے پاس حکومت آ گئی تو اس عورت نے سفاح کے بارے میں پوچھا تو وہ اس کا آقا نہیں تھا پھر منصور خلیفہ بنا تو بچہ بغداد چلا گیا اور رسائل کے کاتبوں میں مل جل گیا اور منصور کے دیوان انشاء کا افسر ابویوب الموریانی اس سے بہت خوش ہوا اور اس نے اس کے ہاں مرتبہ حاصل کر لیا اور اس نے اسے دوسروں پر مقدم کیا، اتفاق سے یہ اس کے ساتھ خلیفہ کے سامنے حاضر ہوا تو خلیفہ اسے دیکھنے لگا پھر اس نے ایک روز خادم کو بھیجا کہ وہ کاتب کو لے کر آئے پس وہ آیا اور یہ نوجوان بھی اس کے ساتھ تھا اور اس نے منصور کے سامنے خط لکھا اور منصور اسے دیکھنے لگے اور غور و فکر کرنے لگا پھر اس نے اس کے نام کے بارے میں پوچھا تو اس نے بتایا اس کا نام جعفر ہے اس نے پوچھا کس کے بیٹے ہو تو نوجوان خاموش ہو گیا، اس نے پوچھا تو بولتے کیوں نہیں؟ اس نے کہا اے امیر المومنین میرے حالات ایسے ایسے ہیں پس خلیفہ کا چہرہ متغیر ہو گیا پھر اس نے اس سے اس کی ماں کے متعلق دریافت کیا تو اس نے اسے بتایا پھر اس نے موصل شہر کے حالات کے بارے میں اس سے پوچھا تو وہ اسے بتانے لگا اور نوجوان متعجب ہونے لگا پھر خلیفہ نے اس کے پاس آ کر اسے گود میں لے لیا اور کہنے لگا تو میرا بیٹا ہے پھر اس نے اسے قیمتی ہار اور بہت سا مال اور اس کی ماں کی طرف خط دے کر بھیجا جس میں اسے اصل حقیقت اور بچے کا حال بتایا۔

اور وہ نوجوان اس مال کے ساتھ خلیفہ کے خفیہ دروازے سے باہر نکلا اور اسے محفوظ کر کے پھر ابویوب کے پاس آیا تو اس نے پوچھا خلیفہ کے ہاں تجھے کس وجہ سے دیر ہوئی ہے؟ اس نے کہا اس نے مجھے بہت سے خطوط لکھے کہ کہا پھر ان دونوں نے باہم گفتگو کی پھر نوجوان نے ناراض ہو کر اسے چھوڑ دیا اور فوراً اٹھ کر موصل جانے کے لیے کرایہ پر مزدور لیا تاکہ اپنی ماں کو بتائے اور اسے اور اس کے اہل کو اپنے خلیفہ باپ کے پاس لے آئے۔ پس وہ کئی دن چلتا رہا پھر ابویوب نے اس کے بارے میں دریافت کیا تو اسے بتایا گیا کہ وہ سفر پر چلا گیا ہے اور ابویوب نے خیال کیا کہ اس نے خلیفہ کے پاس کوئی راز افشا کر دیا ہے اور اس کو چھوڑ

کر بھاگ گیا ہے پس اس نے اس کی تلاش شروع کی اسیٹیجی بھیجا اور اسے کہا تو اسے جہاں بھی پائے اسے میرے پاس لے آنا، اسیٹیجی اس کی تلاش میں روانہ ہو گیا اور اس نے اسے ایک منزل پر پایا تو اس نے اس کا گانگھونٹ کر اسے کونوں میں پھینک دیا اور جو کچھ اس کے پاس تھا اسے لے کر ابو ایوب کے پاس آ گیا اور جب ابو ایوب نے اسے مطلع کیا تو شرمندہ ہو گیا اور اسے اس کے پیچھے بھیجنے پر بھی شرمندہ ہوا اور خلیفہ نے اپنے بیٹے کی واپسی کا انتظار کیا اور اس نے دیر کر دی تو اس نے اس کا حال معلوم کیا تو اچانک اسے پتہ چلا کہ ابو ایوب کے اسیٹیجی نے پیچھے سے مل کر اسے قتل کر دیا ہے اس موقع پر اس نے ابو ایوب کو طلب کیا اور اموال عظیمہ کو اس کے ذمے واجب کیا اور وہ مسلسل سزا پاتا رہا حتیٰ کہ اس نے اپنے سب اموال و ذخائر حاصل کر لیے اور پھر اسے قتل کر دیا اور کہنے لگا اس نے میرے حبیب کو قتل کیا ہے اور منصور جب کبھی اپنے بیٹے کو یاد کرتا سخت غمگین ہو جاتا۔

اور اس سال صفریہ خوارج وغیرہ نے بلاد افریقہ میں خروج کیا اور ان میں سے ساڑھے تین لاکھ سوار اور پیدائے ابو حاتم انماطی اور ابو عباد کی سرکردگی میں اکٹھے ہو گئے اور ابو قرة صفری بھی چالیس ہزار جوانوں کے ساتھ ان سے آ ملا اور انہوں نے افریقہ کے نائب سے جنگ کی اور اس کی فوج کو شکست دی اور اسے قتل کر دیا اور وہ عمر بن عثمان بن ابی صفرۃ تھا جو سندھ کا نائب تھا جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے ان خوارج نے اسے قتل کر دیا رحمہ اللہ اور خوارج نے اپنے شہروں میں بہت فساد برپا کیا اور بیوی بچوں کو قتل کر دیا اور اس سال منصور نے لوگوں پر بہت طویل سیاہ ٹوپیاں پہننا لازم قرار دیا حتیٰ کہ وہ انہیں اٹھانے کے لیے سرکنڈوں کی مدد لینے لگے اور ابودلامہ شاعر نے اس بارے میں کہا ہے:

اور ہم امام سے اضافہ کی امید رکھتے تھے اور امید گاہ امام نے ٹوپوں میں اضافہ کر دیا ہے تو انہیں مردوں کے سروں پر دیکھے گا گویا وہ یہود کے لٹکے ہیں جو برانس^۱ سے ڈھانکے گئے ہیں۔

اور اس سال میمون بن یحییٰ الجوری نے موسم گرما کی جنگ لڑی اور بہت سے رومیوں کو جو چھ ہزار سے بھی زائد تھے قیدی بنا لیا اور بہت سے اموال غنیمت میں حاصل کئے اور مہدی بن منصور نے لوگوں کو حج کروایا اور محمد بن ابراہیم مکہ اور طائف کا اور حسن بن زید مدینہ کا اور محمد بن سلیمان کوفہ کا اور یزید بن منصور بصرہ کا اور محمد بن سعید مصر کا نائب تھا اور واقدی نے بیان کیا ہے کہ منصور نے اس سال یزید بن منصور کو یمن کا نائب مقرر کیا تھا اور اس سال ابان بن صعۃ، اسامہ بن زید لیلیٰ، ثور بن یزید حمصی، حسن بن عمارة، قطر بن خلیفہ اور ہشام بن الغازی نے وفات پائی۔ واللہ اعلم۔

۱۵۲ھ

اس سال منصور بلاد روم میں آیا اور بیت المقدس کی زیارت کی اور یزید بن حاتم کو پچاس ہزار فوج کے ساتھ تیار کیا اور اسے بلاد افریقہ کا امیر مقرر کیا اور اسے خوارج کے ساتھ جنگ کرنے کا حکم دیا اور اس نے اس فوج پر تقریباً تریسٹھ ہزار درہم خرچ

① برنس ہر اس لباس کو کہتے ہیں جس کے ایک حصے سے سر کو ڈھک لیا جائے۔ مترجم۔

کئے اور ظفر بن عاصم ہمالی نے موسم گرما کی جنگ لڑی۔

اور اس سال محمد بن ابراہیم نے لوگوں کو حج کروایا اور بصرہ کے سوا شہروں اور صوبوں کے نائبین وہی تھے جو اس سے پہلے

سال تھے بصرہ کا نائب عبدالملک بن ایوب بن ظئان تھا۔

اور اس سال ابو ایوب کا تہ اور اسکے بھائی خالد نے وفات پائی اور منصور نے اس کے بھتیجوں کے متعلق حکم دیا کہ ان کے

ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے جائیں پھر اس کے بعد انہیں قتل کیا جائے اور اس نے ان کے ساتھ یہی سلوک کیا۔

اشعب الطامع

اور اس سال اشعب الطامع نے وفات پائی جو اشعب بن جبیر ابو العلاء تھا اور اسے ابو اسحاق المدینی اور ابو حمیدہ بھی کہا

جاتا ہے اس کا باپ آل زبیر کا غلام تھے جسے مختار نے قتل کر دیا تھا اور وہ واقفی کا ماموں تھا عبداللہ بن جعفر سے روایت ہے کہ

رسول اللہ ﷺ دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے اور ابان بن عثمان سالم اور عکرمہ سے بھی یہی روایت ہے اور وہ خوش شکل اور بے

حیا تھا اور اس کے زمانے کے لوگ اس کی بے حیائی اور اس کے طمع کی وجہ سے اسے پسند نہ کرتے تھے اور وہ بڑا اچھا گویا تھا اور وہ

یزید بن ولید کے پاس دمشق گیا اور ابن عساکر نے اس کے حالات بیان کئے ہیں جن میں اس کے بارے میں مضحک باتیں بیان کی ہیں

اور اس سے دو حدیثوں کا اسناد کیا ہے اور اسی سے روایت کی گئی ہے کہ اس سے پوچھا گیا کہ وہ حدیث بیان کرے تو اس نے کہا کہ

عکرمہ نے بحوالہ ابن عباس مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص دو باتوں پر عمل کرے گا وہ جنت میں داخل

ہوگا۔ پھر وہ خاموش ہو گیا اس سے دریافت کیا گیا وہ دو باتیں کیا ہیں؟ اس نے کہا ایک عکرمہ کو بھول گئی تھی اور ایک مجھے بھول گئی

ہے اور سالم بن عبداللہ بن عمر سے جاہل سمجھتے تھے اور اسے شیریں خیال کرتے تھے اور اس سے ہنسی کرتے تھے اور اسے اپنے ساتھ

جنگل کی طرف لے جاتے تھے اور اسی طرح دوسرے اکابر بھی کرتے تھے۔

اور امام شافعی نے بیان کیا ہے کہ ایک روز بچوں نے اشعب سے مذاق کیا تو اس نے انہیں کہا یہاں پر وہ لوگ موجود ہیں

جو اخروٹ تقسیم کر رہے ہیں تاکہ انہیں اپنے پاس سے دور کر دے۔ پس بچے جلدی اس طرف چلے گئے اور جب اس نے دوڑتے

دیکھا تو کہنے لگا شاید یہ بات سچ ہی ہو تو خود بھی ان کے پیچھے پیچھے چل پڑا ایک شخص نے اسے کہا تیرا طمع کہاں تک پہنچا ہے اس نے

کہا کہ مدینہ میں جو بھی دلہن آئی ہے میں نے چاہا ہے کہ وہ میرے پاس آئے اور میں اپنی حویلی کو صاف کر دوں اور اپنے

دروازے کو صاف کر دوں اور اپنے گھر میں جھاڑو دوں ایک روز وہ ایک شخص کے پاس سے نزا را جو ردی کھجوروں سے ایک طشتری

بنار ہا تھا اس نے اسے کہا اس میں ایک یادو پھیروں کا اضافہ کر دینا شاید کسی روز کوئی اس میں ہمارے ہاں ہدیہ بھیجے۔

اور ابن عساکر نے روایت کی ہے کہ ایک روز اشعب نے سالم بن عبداللہ بن عمر کو ایک شاعر کے اشعار گا کر سنائے:

وہ اسے لے کر چلتے بنے اور ماہ کامل اس کے چہرے کی مانند تھا اور صاف لباس میں بڑی دیندار تھی اس کا حسب پاکیزہ

اور عزت پاک ہے اور ہر ناپسندیدہ بات سے اسے روکنے والا ہے اور وہ حیا دار خوبصورت عورتوں میں سے ہے جو کسی

تہمت سے دوچار نہیں ہوئی اور خوف خدا سے کسی شاعر نے اس کی نوازش نہیں چاہی۔

سالم نے اسے کہا بہت اچھا ہمیں کچھ اور سننا تو اس نے گا کر اسے یہ شعر سنائے۔
 وہ ہمارے پاس تاریک شب میں آئی گویا وہ کوئے کا پر ہے اور اس سے قطرے ٹپک رہے تھے تو میں نے کہا کیا کوئی عطار
 ہمارے گھروں میں ٹھہر گیا ہے اور لیلیٰ کو پتہ نہ چلا اس کی خوشبو ہی مضر کے برابر تھی۔
 سالم نے اسے کہا بہت اچھا اگر لہگوں کی باتوں کا خدشہ نہ ہوتا تو میں تجھے بہت انعام دیتا اور تجھے اس معاملے میں ایک
 مقام حاصل ہے۔

اور اس سال جعفر بن برقان، الحکم بن ربان، عبدالرحمن بن زید بن جابر، حرثہ بن خالد اور ابو عمرو بن العلاء نے وفات پائی جو
 ائمۃ القراء میں سے ایک تھا اور اس کا نام ہی اس کی کنیت تھی اور بعض کا قول ہے کہ اس کا نام ریان تھا اور پہلا قول صحیح ہے اور وہ
 ابو عمرو بن العلاء بن عمار بن العریان بن عبداللہ بن الحصین تميمی مازلی بصری ہے اور اس کے نسب کے بارے میں اور باتیں بھی
 بیان کی گئی ہیں اور وہ اپنے زمانے میں فقہ، نحو اور علم القرات کا نشان تھا اور وہ بڑے بڑے علماء عالمین میں سے تھا کہتے ہیں کہ اس
 نے کلام عرب میں سے ایک گھر بھر کے برابر لکھا پھر درویشی اختیار کر لی اور وہ سارا لکھا لکھایا جلا دیا پھر اس نے پہلے کلام کی
 مراجعت کی تو اس کے پاس وہی کچھ رہ گیا جو کلام عرب سے اسے حفظ تھا اور اس نے بہت سے جاہلی بدوؤں سے ملاقات کی اور وہ
 حسن بصری کے زمانے میں اور آپ کے بعد بھی مقدم تھا اور عربی زبان میں اس کے منتخب کلام میں سے اس کا یہ قول بھی ہے جو اس
 نے الغرۃ فی الجنین کی تفسیر میں بیان کیا ہے کہ وہ اس میں سفیدی کے سوا کسی بات کو قبول نہیں کرتی خواہ لڑکا ہو یا لڑکی اس نے یہ
 بات حضور ﷺ کے اس قول غرۃ عبدوامہ سے سنجھی ہے اور اگر آپ کی مراد غلام یا لونڈی ہوتی تو میں آپ سے عزة سے مقید نہ
 کرتے اور الغرۃ صرف سفیدی کو کہتے ہیں۔

ابن خلکان نے بیان کیا ہے کہ یہ غریب قول ہے اور مجھے معلوم نہیں کہ آئمہ مجتہدین میں سے کسی نے اس سے اتفاق کیا ہے
 یا نہیں؟ اور اس کے متعلق بیان کیا گیا ہے جب ماہ رمضان آجاتا تو وہ اس کے گزر جانے تک شعر نہ پڑھتا اور وہ صرف قرآن مجید
 پڑھتا رہتا اور وہ ہر روز ایک نیا کوزہ اور تازہ خوشبو خریدتا تھا اور اصمعی نے تقریباً دس سال اس کی صحبت اٹھائی ہے۔

اس کی وفات اس سال ہوئی اور بعض ۱۵۶ھ اور بعض ۱۵۹ھ میں بیان کرتے ہیں۔ واللہ اعلم اور اس کی عمر نوے سال کے
 قریب تھی اور بعض کہتے ہیں کہ وہ نوے سال سے متجاوز تھا واللہ اعلم اور اس کی قبر شام میں ہے اور بعض نے کوفہ میں بیان کی ہے
 واللہ اعلم اور ابن عساکر نے صالح بن علی بن عبداللہ بن العباس کے حالات میں اس کے باپ سے بحوالہ اس کے دادا عبداللہ بن
 عباس مرفوعاً روایت کی ہے کہ اگر ۱۵۴ سال بعد تم میں سے کوئی کتے کے پلے کو پرورش کرے تو یہ اس کے لیے اپنی صلب کے بیٹے کو
 پرورش کرنے سے بہتر ہے اور یہ بہت ہی منکر ہے اور اسکے اسناد میں اعتراض پایا جاتا ہے اس نے اسے تمام کے طریق سے عن
 حثیمہ بن سلیمان عن محمد بن عوف حمصی عن ابی المغیرہ عبداللہ بن السطح عن صالح بیان کیا ہے اور اس عبداللہ بن السطح کو میں نہیں جانتا
 اور ہمارے شیخ ذہبی نے اپنی کتاب المیزان میں اس کا ذکر کیا ہے ہے اور بیان کیا ہے کہ صالح بن علی سے موضوع حدیث روایت
 کی گئی ہے۔

۱۵۵ھ

اس سال یزید بن حاتم باذانیت میں داخل ہوا اور انیس روز بارہ شروع سے فتح کیا اور جو خوارج وہاں پر متعصب ہو گئے تھے انہیں قتل کر دیا اور ان کے امراء کو قتل کر دیا اور ان کے اکابر کو قیدی بنا لیا اور ان کے اشراف کو ذلیل کیا اور ان شہروں کے باشندوں کو خوف کے بدلے امن و سلامتی اور ذلت کے بدلے عزت دی اور ان کے مقتول امراء میں سے ابو حاتم اور ابو عباد بھی تھے جو دونوں خارجی تھے اور جب شہروں کے حالات درست ہو گئے تو اس کے بعد وہ بلاد قیرون میں داخل ہو گیا اور انہیں ٹھیک ٹھاک کیا اور ان کے باشندوں کو سکون دیا اور ان کے معاملات کو درست کیا اور ان کے خوف کو دور کیا۔ واللہ سبحانہ اعلم۔

الرافقہ کی تعمیر

اس سال منصور نے بغداد کی طرز پر الرافقہ کی تعمیر کا حکم دیا اور اس میں فیصل بنانے کا بھی حکم دیا اور کوفہ کے ارد گرد خندق بنائی اور اس کے باشندوں کے اموال پر جو ٹیکس لگا یا تھا اسے وصول کیا ہر آسودہ حال سے چالیس درہم وصول کئے اور پہلے اس نے پانچ پانچ درہم مقرر کئے تھے پھر اس نے چالیس چالیس درہم ٹیکس لگا دیا اور اس بارے میں ایک شخص نے کہا ہے۔

اے میری قوم ہم نے امیر المومنین کے بارے میں یہ دیکھا ہے اس نے پانچ پانچ درہم لگائے اور چالیس چالیس اکٹھے کئے اور اس سال یزید بن اسید سلمی نے موسم گرما کی جنگ لڑی اور اسی سال میں شاہ روم نے منصور سے اس شرط پر مصالحت کا مطالبہ کیا کہ وہ اسے جزیرہ دے گا اور اسی سال میں منصور نے اپنے بھائی عباس بن محمد کو جزیرہ سے معزول کر دیا اور اسے بہت سے اموال کا تانوان ڈالا اور اسی سال میں اس نے محمد بن سلیمان کو کوفہ کی امارت سے معزول کر دیا، کہتے ہیں کہ اس نے اسے اس وجہ سے معزول کیا کہ اسے اس کے متعلق خبر ملی کہ وہ برے کاموں کا ارتکاب کرتا ہے نیز ایسے کام بھی کرتا ہے جو عمل کی شان کے مناسب نہیں ہوتے اور بعض کا قول ہے کہ محمد بن ابی العوجاء کے قتل کی وجہ سے اسے معزول کیا گیا۔ اور یہ ابو العوجاء زندیق تھا۔

کہتے ہیں کہ جب اس نے اس کے قتل کا حکم دیا تو اس نے چار ہزار احادیث کے وضع کرنے کا اعتراف کیا جن میں اس نے حلال کو حرام اور حرام کو حلال بنا دیا اور وہ عید الفطر کے روز لوگوں سے روزہ رکھواتا اور روزوں کے دنوں میں انہیں افطار کرواتا اور منصور نے چاہا کہ اس کے قتل کو اس کا گناہ بنا دے پس اس نے اس کی وجہ سے اسے معزول کر دیا اور اس نے اس سے قصاص لینے کا بھی ارادہ کیا تو عیسیٰ بن موسیٰ نے اسے کہا اے امیر المومنین اس وجہ سے نہ اسے معزول کرو اور نہ اسے قتل کرو اور اس نے اسے زندقہ (بے دینی) کی وجہ سے قتل کر دیا اور جب اس وجہ سے آپ اسے معزول کریں گے تو عوام اس کی تعریف کریں گے اور آپ کو مذمت کریں گے پس اس نے ایک وقت تک اسے چھوڑ دیا پھر اسے معزول کر دیا اور اس کی جگہ کوفہ پر عمر بن زہیر کو امیر مقرر کیا اور اسی سال میں اس نے حسن بن زید کو مدینہ سے معزول کر دیا اور وہ اپنے چچا عبدالصمد بن علی کو اس کا امیر مقرر کیا اور اس کے ساتھ فلح بن سلیمان کو اس کا نگران مقرر کیا اور محمد بن ابراہیم بن محمد مکہ پر اور ایشیم بن معاویہ بصرہ پر اور محمد بن سعید مصر پر اور یزید بن

حاتم افریقہ پر امیر مقرر تھا اور اس سال صفوان بن عمرو اور عثمان بن الصامت کے یہ دونوں دمشق کے رہنے والے تھے اور عثمان بن عطاء اور سمر بن کدام نے وفات پائی۔

حماد المرادیہ

ابن ابی العلیٰ نیسرہ سے سا بور بھی کہا جاتا ہے۔ بن المبارک بن عبید اللہ الیمی الکوفی کبیر بن زید الخلیل طائی کا غلام تھا جو عرب کی جنگوں، اخبار و اشعار اور لغات کا سب لوگوں سے زیادہ عالم تھا اور اسی نے سبع مغلقات طوال کو جمع کیا اور عربوں سے کثرت شعر کی روایت کی وجہ سے اس کا نام المرادیہ رکھا ہے ولید بن یزید بن عبد الملک نے اس بارے میں اس کا امتحان لیا تو اس نے اسے حروف تہجی کے مطابق ۲۹ قصیدے سنائے ہر قصیدہ تقریباً ایک سوا اشعار کا تھا اور اس کا خیال تھا کہ شعراے عرب میں سے جس شاعر کا بھی نام لیا جائے وہ اس کے اشعار سنا دیتا تھا جو دوسروں کو یاد نہیں ہوتے تھے پس اس نے اسے ایک لاکھ درہم دیا اور ابو محمد شریری نے اپنی کتاب درۃ الغواص میں بیان کیا ہے کہ ہشام بن عبد الملک نے اسے اپنے نائب یوسف بن عمر کے ذریعے عراق سے بلایا اور جب وہ اس کے پاس آیا تو وہ ایک کشادہ گھر میں جو سنگ مرمر اور سونے سے مرصع تھا موجود تھا اور اس کے پاس دو نہایت خوبصورت لڑکیاں تھیں تو اس نے اسے کچھ سنانے کو کہا تو اس نے اسے شعر سنائے تو اس نے اسے کہا اپنی ضرورت کا سوال کرو اس نے کہا یا امیر المؤمنین ایک بات ہے جو نہیں ہوگی اس نے کہا وہ کیا ہے اس نے کہا ان دونوں لڑکیوں میں سے ایک کو میری خاطر طلاق دے دو اس نے کہا یہ دونوں اور جو کچھ ان دونوں کے اوپر ہے تمہارا ہوا اور اس نے اپنے گھر میں اسے علیحدہ جگہ دے دی اور ایک لاکھ درہم سے دیا یہ کہانی شخص ہے ظاہر ہے کہ یہ خلیفہ ولید بن یزید تھا اور اس نے بیان کیا ہے کہ اس نے اس کے ساتھ شراب نوشی کی حالانکہ ہشام شراب نہیں پیتا تھا اور نہ ہی یوسف بن عمر اس کا نائب تھا اس کا نائب خالد بن عبد اللہ القسری تھا اور اس کے بعد یوسف بن عمر بن عبد العزیز تھا اور اس سال حماد نے ساٹھ سال کی عمر میں وفات پائی۔

ابن خلکان نے بیان کیا ہے کہ کہتے ہیں کہ اس نے ۱۵۸ھ میں مہدی کی خلافت کے آغاز کا زمانہ پایا ہے اور اس سال میں حماد عجر کو زندقہ کی وجہ سے قتل کیا گیا اور یہ حماد بن عمر بن یوسف بن کلیب کوفی ہے اور اسے واسطی بھی کہا جاتا ہے یہ بنی سواد کا غلام تھا اور بیہودہ گوشاعر ذہین زندیق اور اسلام کے بارے میں متہم تھا اور اس نے اموی اور عباسی دونوں حکومتوں کا زمانہ پایا اور صرف بنو عباس کے زمانے میں مشہور ہوا اور اس کے اور بشار بن برد کے درمیان بہت سی جھگڑائی ہوئی اور اس بشار کو زندقہ کی وجہ سے قتل کیا گیا جیسا کہ ابھی بیان ہوگا اور حماد کی قبر میں اسکے ساتھ دفن کیا گیا اور بعض کا قول ہے کہ حماد عجر نے ۱۵۸ھ میں وفات پائی اور بعض نے ۱۶۱ھ میں اس کی وفات بیان کی ہے واللہ اعلم۔



۱۵۶ھ

اس سال البشیم بن معاویہ نے جو بصرہ پر منصور کا نائب تھا عمرو بن شداد پر فتح پائی جو ابراہیم بن محمد بن علی کی طرف سے ایران کا عامل تھا کہتے ہیں کہ اس نے اس کے ہاتھ پاؤں کاٹنے کا حکم دیا اور اسے قتل کر کے صلیب دیا کیا اور اسی سال میں منصور نے البشیم بن معاویہ کو جس نے یہ کارنامہ سرانجام دیا تھا بصرہ سے معزول کر دیا اور سواری بن عبداللہ کو اس کا قاضی مقرر کر دیا اور اس نے اسے قضاء اور نماز دونوں کی امارت دے دی اور اس کی پولیس اور جوانوں پر سعید بن طلحہ کو افسر مقرر کر دیا اور عمرو بن شداد کا قاتل البشیم بن معاویہ بغداد واپس آ گیا اور اس سال میں اچانک وفات پا گیا اور وہ اپنی ایک لونڈی کے پیٹ پر لپٹا ہوا تھا منصور نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی اور اسے بنو ہاشم کے قبرستان میں دفن کیا گیا کہتے ہیں کہ اسے عمرو بن شداد کی بددعا لگی جس کو اس نے قتل کیا تھا پس بندے کو ظلم سے بچنا چاہیے۔

اور منصور کے بھائی عباس بن محمد نے لوگوں کو حج کروایا اور شہروں کے نائبین وہی تھے جو اس سے پہلے سال تھے ایران، ابواز اور دجلہ کے صوبہ پر عمارہ بن حمزہ اور سندھ اور کرمان پر ہشام بن عمرو امیر تھے اور ایک قول کے مطابق اس سال حمزہ زیات نے وفات پائی جو مشہور قراء اور عابدین میں سے ہے اور قرأت میں طویل روایت اسی کی طرف منسوب ہوتی ہیں جو اسی کی اصلاح ہے اور بعض آئمہ نے ان کے سبب اس پر اعتراضات کئے ہیں اور اس پر عیب لگائے ہیں اور سعید بن عمرو نے ایک قول کے مطابق پہلا شخص ہے جس نے سنن کو جمع کیا اور عبداللہ بن شوذب عبدالرحمن بن زیاد بن النعمان افریقی اور عمرو بن ذر نے بھی اسی سال میں وفات پائی۔

۱۵۷ھ

اس سال منصور نے بغداد میں اپنا قصر خلد اس نیک شگون پر تعمیر کیا کہ وہ دنیا میں ہمیشہ رہے گا اور وہ اس کی تکمیل کے وقت مر گیا اور اس کے بعد محل برباد ہو گیا اور اس کی تعمیر کی ترغیب دینے والا ابان بن صدقہ اور منصور کا غلام ربیع تھے اور وہ اس کا حاجب بھی تھا اور اسی سال میں منصور نے دارالامارۃ کے قریب سے بازاروں کو کرخ کی طرف منتقل کر دیا اور اس سے قبل ہم اس کے سبب کو بیان کر چکے ہیں اور اسی سال میں اس نے راستوں کی کشادگی کا حکم دیا اور اسی میں باب الشعیر کے پاس پل بنانے کا حکم دیا اور اسی سال میں منصور نے اپنے سپاہیوں کی نمائش کی اور وہ ہتھیار بند تھے اور وہ خود بھی ہتھیار بند تھا اور یہ نمائش دجلہ کے پاس ہوئی اور اسی سال میں اس نے سندھ سے ہشام بن عمرو کو معزول کر دیا اور سعید بن الخلیل کو اس کا امیر مقرر کیا اور یزید بن اسید اسلمی نے اس سال موسم گرما کی جنگ لڑی اور وہ بلاد روم میں دور تک چلا گیا اور اس نے البطال کے غلام سنان کو اپنے آگے بطور ہراول بھیجا اور اس نے قلعوں کو فتح کیا اور قیدی بنائے اور غنیمت حاصل کی اور اسی سال ابراہیم بن یحییٰ بن محمد بن علی نے لوگوں کو حج کروایا اور شہروں کے نائبین وہی تھے جو اس سے پہلے سال تھے اور اسی میں حسین بن واقد اور جلیل القدر امام علامہ زماں ابو عمرو عبدالرحمن

بن عمرو بن محمد ابو عمرو اور اوزاعی نے وفات پائی جو شامیوں کا فقیہ اور امام تھا اور اہل دمشق اور اس کے ارد گرد کے شہروں کے لوگ تقریباً ۲۲۰ھ تک اس کے مذہب پر قائم رہے۔

امام اوزاعی کے حالات:

عبدالرحمن بن عمر و بن محمد ابو عمرو اور اوزاعی، حمیر کا ایک بطن ہے اور وہ انہی میں سے ہے یہ قول محمد بن سعد کا ہے اور دوسروں کا بیان ہے کہ یہ بطن ان میں سے نہیں ہے آپ اوزاع کے محلہ میں اترے اور یہ باب الفردیس سے باہر دمشق کی بستیوں میں سے ایک بستی ہے اور آپ یحییٰ بن عمرو سیبانی کے عم زاد ہیں، ابو زرعتہ نے بیان کیا ہے کہ اصل میں یہ سندھ کے قیدی ہیں اور یہ اوزاع میں اترے تو اس کی نسبت ان پر غالب آگئی اور دوسروں کا بیان ہے کہ آپ بلعکب میں پیدا ہوئے اور آپ نے یتیمی کی حالت میں بقاع میں اپنی ماں کی گود میں پرورش پائی اور وہ ایک شہر سے دوسرے شہر میں منتقل ہوتی رہتی تھی اور آپ نے خود ہی اچھی پرورش پائی اور بادشاہوں اور وزراء اور تجاروں کے بیٹوں میں سے کوئی آپ سے بڑھ کر عقل مند، متقی، عالم، فصیح، باوقار، حلیم اور زیادہ خوش طبع نہ تھا اور آپ نے جو بات بھی کی آپ کے ہم نشینوں میں سے جس نے بھی اسے سنا اس نے اس کی خوبصورتی کی وجہ سے اپنے آپ کو اس کے لکھنے پر متعین کر لیا اور آپ رساں و کتابت میں بڑی مشقت برداشت کرتے تھے اور ایک بار آپ نے یمامہ کی طرف فوج بھجوانے کے بارے میں املا کر دئی اور یحییٰ بن ابی کثیر سے حدیث سنی اور اسی کی صحبت اختیار کر لی تو اس نے حضرت حسن اور حضرت ابن سیرین سے سماع کے لیے آپ کو بصرہ جانے کی راہ دکھائی تو آپ بصرہ چلے گئے آپ بصرہ گئے تو آپ کو معلوم ہوا کہ حضرت حسن تو دو ماہ ہوئے فوت ہو چکے ہیں اور حضرت ابن سیرین بیمار ہیں، پس آپ ان کی عیادت کے لیے گئے اور ان کا مرض شدت اختیار کر گیا اور وہ فوت ہو گئے اور امام اوزاعی نے ان سے کوئی بات نہ سنی، پھر آپ آ کر دمشق کے محلہ اوزاع میں باب الفردیس کے باہر فرودکش ہو گئے اور فقہ حدیث، مغازی اور دیگر علوم اسلامیہ میں اپنے زمانے میں اہل دمشق اور دیگر شہروں کے لوگوں کے سردار بن گئے اور آپ نے بہت سے تابعین وغیرہ سے ملاقات کی اور بڑے بڑے مسلمانوں کی جماعتوں نے آپ سے روایت کی ہے جیسے حضرت امام مالک بن انس، ثوری اور زہری آپ ان کے شیوخ میں سے ہیں اور کئی آئمہ نے آپ کی تعریف کی ہے اور مسلمانوں نے آپ کی امامت و عدالت پر اتفاق کیا ہے۔

امام مالک نے فرمایا ہے اوزاعی ایسے امام ہیں جن کی اقتدا کی جاتی ہے اور سفیان بن عیینہ وغیرہ نے فرمایا ہے اوزاعی اپنے اہل زمانہ کے امام تھے ایک دفعہ آپ نے حج کیا اور مکہ آئے تو سفیان ثوری آپ کے اونٹ کی مہار پکڑے ہوئے تھے اور مالک بن انس اسے پیچھے سے ہانک رہے تھے اور ثوری کہہ رہے تھے شیخ کے لیے کشادگی کرو جی کہ ان دونوں نے آپ کو کعبہ کے پاس بٹھا دیا اور دونوں آپ کے سامنے آپ سے علم حاصل کرنے کے لیے بیٹھ گئے اور ایک دفعہ امام مالک اور اوزاعی نے ظہر سے لے کر عصر کے پڑھنے تک باہم مدینہ میں گفتگو کی اور عصر سے مغرب کے پڑھنے تک پس اوزاعی مغازی میں ان پر غالب آ گئے اور مالک فقہ میں ان پر غالب آ گئے یا فقہ کے بعض مسائل میں ان پر غالب آ گئے اور امام اوزاعی اور ثوری نے مسجد النخیف میں رکوع اور رکوع سے اٹھنے پر مسئلہ رفع یدین کے بارے میں مناظرہ کیا اور اوزاعی نے رفع یدین کے بارے میں اس روایت سے حجت

پکڑی جسے اس نے زہری سے عن سالم عن ابنہ روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ رکوع میں اور رکوع سے اٹھنے پر اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے تھے اور ثوری نے اس بارے میں مزید بن ابی زید کی حدیث سے بحت پکڑی تو اوزاعی نے غضب ناک ہو کر کہا تو یزید بن ابی زید کی حدیث سے زہری کی حدیث کا مقابلہ کرتا ہے حالانکہ وہ ضعیف آدمی ہے؟ تو ثوری کا چہرہ سرخ ہو گیا اور اوزاعی نے کہا جو بات میں نے کہی ہے شاید آپ نے اسے ناپسند کیا ہے؟ اس نے کہا ہاں تو اوزاعی نے کہا ہمارے ساتھ آؤ تاکہ ہم رکمن کے پاس ایک دوسرے پر لعنت کریں کہ ہم میں سے حق پر کون ہے تو ثوری نے سکوت اختیار کر لیا اور بقل بن زیاد نے بیان کیا ہے کہ اوزاعی نے ستر ہزار مسائل کے بارے میں فتویٰ دیا ہے اور ابو زرعد نے بیان کیا ہے کہ آپ نے ۱۳ھ میں فتویٰ دیا اور اس وقت آپ کی عمر ۲۵ سال تھی پھر آپ ہمیشہ فتویٰ دیتے رہے حتیٰ کہ آپ فوت ہو گئے اور آپ کی عقل ٹھیک ٹھاک تھی اور یحییٰ القطان نے بحوالہ مالک بیان کیا ہے کہ میرے ہاں اوزاعی ثوری اور ابو حنیفہ اکٹھے ہوئے ہیں میں نے پوچھا ان میں سے کون زیادہ غالب تھا؟ اس نے کہا اوزاعی اور محمد بن عجلان نے بیان کیا ہے کہ میں نے اوزاعی سے بڑھ کر مسلمانوں کا خیر خواہ کوئی نہیں دیکھا اور دوسروں نے بیان کیا ہے اوزاعی کو کبھی تہقیر مار کر ہنستے نہیں دیکھا گیا آپ لوگوں کو وعظ کرتے تھے اور آپ کی مجلس میں ہر شخص اپنی آنکھ یا دل سے گریہ کنساں ہوتا تھا اور ہم نے آپ کو کبھی اپنی مجلس میں روتے نہیں دیکھا اور جب آپ خلوت میں ہوتے تو روتے حتیٰ کہ آپ پر رحم آجاتا اور یحییٰ بن معین نے بیان کیا ہے کہ علماء چار ہیں ثوری ابو حنیفہ مالک اور اوزاعی ابو حاتم نے بیان کیا ہے کہ جب سے سنا ہے آپ ثقہ اور قابل اتباع ہیں۔

مورخین نے بیان کیا ہے کہ آپ اپنی گفتگو میں اعرابی غلطی نہیں کرتے تھے اور آپ کے خطوط منصور کے پاس جاتے تھے اور وہ ان میں غور و فکر کرتا تھا اور ان کی مضاحت اور عبارت کی حلاوت سے حیران ہوتا تھا ایک روز منصور نے اپنے سب سے بلند مرتبہ کا تب سلیمان بن ماجد کو کہا ہمیں اوزاعی کو ہمیشہ جواب دینا چاہیے تاکہ ہم آفاق میں جو کچھ ان لوگوں کی طرف لکھتے ہیں جو اوزاعی کے کلام کو نہیں جانتے اس میں ان کے کلام سے مدد لیں اس نے کہا امیر المؤمنین قثم بختاروئے زمین کا کوئی شخص ان کے کلام کی مثل پر قدرت نہیں رکھتا اور نہ اس کے کچھ حصے پر قدرت رکھتا ہے اور ولید بن مسلم نے بیان کیا ہے کہ اوزاعی جب صبح کو نماز پڑھتے تو طلوع آفتاب تک بیٹھ کر ذکر الہی کرتے اور آپ سلف سے اسے نقل کرتے تھے راوی کا بیان ہے پھر وہ کھڑے ہو جاتے اور فقہ وحدیث کے بارے میں باہم تذکرہ کرتے اور اوزاعی نے بیان کیا ہے کہ میں نے خواب میں رب العزت کو دیکھا تو اس نے فرمایا تو یہی ہے جو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتا ہے میں نے عرض کیا اے میرے رب آپ کے فضل سے کرتا ہوں پھر میں نے کہا اے میرے رب مجھے اسلام پر موت دینا تو اس نے فرمایا اور سنت پر اور محمد بن شعیب بن شاہور نے بیان کیا ہے کہ جامع دمشق میں ایک شیخ نے مجھے کہا میں فلاں دن مرنے والا ہوں اور جب وہ دن آیا تو میں نے اسے جامع دمشق کے صحن میں جو کس نکالتے دیکھا اس نے مجھے کہا قبل اس کے کہ تجھ سے قبل کوئی شخص مردوں کے پڑے کی طرف سبقت کرے اس کی طرف جا کر اسے میرے لیے اپنے پاس محفوظ کر لو میں نے کہا آپ کیا کہتے ہیں؟ اس نے کہا وہی ہے جو میں آپ کو کہہ رہا ہوں اور میں نے دیکھا کہ گویا کوئی کہنے والا کہہ رہے کہ فلاں قدری ہے اور فلاں ایسا ہے اور عثمان بن العاتکہ کیا ہی اچھا آدمی ہے اور ابو عمر و اوزاعی زمین پر چلنے

ہائے لوگوں سے بہتر ہے اور تو ظلم ظلمانِ دین کو مرتے اللہ ہے۔

محمد بن شعیب نے بیان کیا ہے کہ جب ظہر کا وقت آیا تو وہ شخص مر گیا اور ہم نے اس کی نماز جنازہ پڑھی اور اس کا جنازہ نکالا گیا یہ بات ابن عساکر نے بیان کی ہے۔

اور اوزاعی رضی اللہ عنہ بہت عبادت گزار خوبصورت نماز پڑھنے والے متقی آزاد اور بڑے خاموش طبع تھے اور آپ فرمایا کرتے تھے جو شخص رات کی نماز میں قیام کو طویل کرے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے روز طول قیام کو آسان کر دے گا آپ نے یہ بات اللہ تعالیٰ کے اس قول

﴿وَمِنَ اللَّيْلِ فَاسْجُدْ لَهُ وَسَبِّحْهُ لَيْلًا طَوِيلًا . إِنَّ هَؤُلَاءِ يَجْتَوُونَ الْعَاجِلَةَ وَيَذُرُونَ وَرَاءَهُمْ يَوْمًا ثَقِيلًا﴾

سے اخذ کی ہے اور ولید بن مسلم نے بیان کیا ہے کہ میں نے اوزاعی سے بڑھ کر عبادت میں سخت کوشش کرنے والا نہیں دیکھا اور دوسروں نے بیان کیا ہے کہ آپ نے حج کیا اور آپ اونٹنی پر نہیں سوائے آپ صرف نماز میں مشغول رہے اور جب آپ کو اونٹنی آتی تو پالان سے ٹیک لگا لیتے اور شدت خشوع سے آپ اندھے کی طرح معلوم ہوتے تھے ایک عورت اوزاعی کی بیوی کے پاس آئی تو اس نے اس چٹائی کو جس پر آپ نماز پڑھتے تھے بھیگا ہوا دیکھا تو اس نے اوزاعی کی بیوی سے کہا شاید بچے نے پیشاب کر دیا ہے تو وہ کہنے لگی یہ شیخ کے ان آنسوؤں کا نشان ہے جو وہ اپنے سجدوں میں روتے ہیں آپ ہر روز اسی طرح صبح کرتے ہیں اور اوزاعی نے بیان کیا ہے خواہ لوگ تجھے چھوڑ دیں تجھ پر سلف کی سنت پر قائم رہنا لازم ہے اور لوگوں کے اقوال سے اجتناب کرنا خواہ وہ انہیں خوبصورت کر کے بیان کریں بلاشبہ معاملہ واضح ہو جائے گا اور تو صراطِ مستقیم پر ہوگا نیز فرمایا سنت پر استقلال سے قائم رہا اور وہاں کھڑا رہا جہاں لوگ کھڑے ہوتے ہیں اور وہی کہہ جو انہوں نے کہا ہے اور اس سے رک جس سے وہ رکے ہیں اور وہ تجھے وسعت دے گا جو اس نے انہیں دی ہے۔

اور آپ نے فرمایا علم وہ جو آل محمد ﷺ کے اصحاب میں سے آیا ہے اور جو علم ان سے نہیں آیا وہ علم نہیں ہے اور آپ فرمایا کرتے تھے حضرت علی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما کی محبت صرف مومن کے دل میں اکٹھی ہو سکتی ہے اور جب اللہ تعالیٰ کسی قوم سے برائی کا ارادہ کرتا ہے تو ان پر جھگڑے کا دروازہ کھول دیتا ہے اور علم و عمل کا دروازہ ان پر بند کر دیتا ہے، مورخین نے بیان کیا ہے اوزاعی سب لوگوں سے بڑھ کر شریف اور سختی تھے اور بیت المال میں خلفاء کے ذمے موٹی چادریں تھیں جو بنی امیہ کی طرف سے آپ کو ملی تھیں نیز خلفائے بنی امیہ اور ان کے اقارب اور بنی عباس کی طرف سے بھی آپ کو تقریباً ستر ہزار دینار کی چادریں ملی تھیں مگر آپ نے ان سے کچھ بھی نہیں لیا اور نہ عمدہ سامان وغیرہ حاصل کیا اور جس روز آپ کی وفات ہوئی آپ نے اسے سات دنانیر کے سوا کچھ باقی نہیں چھوڑا اور انہیں سے آپ کی تیاری کا سامان ہوا آپ سب کچھ فی سبیل اللہ فقرا اور مساکین پر خرچ کر دیا کرتے تھے اور جب سفاح کا چچا عبداللہ بن علی جس نے بنی امیہ کو شام سے جلاوطن کر دیا اور اللہ نے اس کے ہاتھ سے ان کی حکومت کا خاتمہ کیا دمشق آیا تو اس نے اوزاعی کو طلب کیا تو وہ تین دن اس سے غائب رہے پھر اس کے سامنے حاضر ہو گئے۔

اوزاعی بیان کرتے ہیں میں اس کے پاس گیا تو وہ تخت پر بیٹھا تھا اور اس کے ہاتھ میں ایک چھری تھی اور المودہ اس کے

دائیں بائیں تلواریں سونٹے کٹے تھے میں نے اسے سامنے کیا تو اس نے فرحاً فرحاً کہا: یا اللہ! اپنے ہاتھ کی چھری سے اہلین کو کھینے کا پھر کھینے لگا اے اوزاعی! ہم نے عبادہ باد سے ان ظالموں کے ہاتھوں کا جواز لیا ہے اس کے بارے میں آپ کا خیال ہے کیا وہ جہاد و رباط ہے؟ میں نے کہا اے امیر میں نے یحییٰ بن سعید انصاری کو بیان کرتے سنا ہے کہ محمد بن ابراہیم تمیمی کو بیان کرتے سنا ہے کہ میں غلقمہ بن وقاص کو بیان کرتے سنا ہے کہ میں نے حضرت عمر بن الخطاب کو بیان کرتے سنا ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو بیان کرتے سنا ہے اعمال کا دار و مدار نیات پر ہے اور ہر انسان کے لیے وہی کچھ ہے جو اس نے نیت کی ہے پس جس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہے تو اس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہوگی اور جس کی ہجرت اسی طرف ہوگی جس کی طرف اس نے ہجرت کی ہے۔

راوی بیان کرتا ہے کہ اس نے چھری کے ساتھ پہلے سے بھی زیادہ زمین کو کریدنا شروع کر دیا اور اس کے ارد گرد جو لوگ کھڑے تھے وہ اپنے ہاتھ اپنی تلواروں کے قبضوں میں رکھنے لگے پھر اس نے پوچھا اے اوزاعی! بنو امیہ کے خون کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟ میں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کسی مسلمان کا خون تین باتوں کے سوا جائز نہیں ہوتا: جان کے بدلے جان، شادی شدہ زانی، دین کو ترک کرنے والا، جماعت کو چھوڑنے والا، پس اس نے پہلے سے بھی بڑھ کر زمین کو کریدنا پھر اس نے پوچھا ان کے اموال کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟ میں نے کہا اگر ان کے ہاتھ میں حرام مال تھے تو وہ آپ پر بھی حرام ہوں گے اور اگر وہ ان کے لیے حلال تھے تو وہ شرعی طریق کے مطابق ہی آپ کے لیے حلال ہوں گے تو اس نے پہلے سے بھی بڑھ کر زمین کو کریدنا پھر کہنے لگا کیا ہم آپ کو قاضی نہ مقرر کر دیں؟ میں نے کہا آپ کے اسلاف نے مجھ پر یہ مشقت نہیں ڈالی اور میں چاہتا ہوں کہ انہوں نے مجھ پر جس احسان کی ابتداء کی ہے وہ مکمل ہو، اس نے کہا گویا آپ باز رہنے کو پسند کرتے ہیں؟ میں نے کہا میرے پیچھے بیویاں ہیں جو نگرانی اور پردے کی محتاج ہیں اور میرے باعث ان کے دل مشغول ہیں۔

راوی بیان کرتا ہے اور میں انتظار کرنے لگا کہ میرا سر میرے آگے آگرے گا پس اس نے مجھے واپس جانے کا حکم دیا اور جب میں باہر نکلا کیا دیکھتا ہوں کہ اس کا ایلچی میرے پیچھے ہے اور اس کے پاس دو سو دینار ہیں اس نے کہا امیر آپ کو کہتا ہے کہ ان دنیا نیر کو خرچ کر دو، راوی بیان کرتا ہے کہ میں نے انہیں صدقہ کر دیا اور میں نے خوف کے باعث انہیں لیا تھا راوی بیان کرتا ہے اور میں ان تین دنوں میں روزے سے تھا کہتے ہیں کہ جب امیر کو اس بات کی اطلاع ملی تو اس نے آپ نے سامنے افطاری پیش کی تو آپ نے اس کے ہاں روزہ افطار کرنے سے انکار کر دیا۔

مورخین نے بیان کیا ہے کہ پھر اوزاعی دمشق سے کوچ کر گئے اور اپنے اہل و اولاد کے ساتھ بیروت اترے اور اوزاعی کا بیان ہے کہ بیروت میں مجھے اس بات نے حیرت زدہ کر دیا کہ میں اس کے قبرستان کے پاس سے گزرا تو میں نے قبرستان میں ایک سیاہ فام عورت دیکھی میں نے اس سے پوچھا آبادی کہاں ہے؟ اس نے کہا اگر آبادی میں جانا چاہتا ہے تو وہ یہی ہے اور اس نے قبرستان کی طرف اشارہ کیا اور اگر تو ویرانے میں جانا چاہتا ہے تو وہ تیرے سامنے ہے اور اس نے شہر کی طرف اشارہ کیا۔ پس میں نے وہیں پر قیام کرنے کا ارادہ کر لیا۔

محمد بن کثیر کا بیان ہے کہ میں نے اوزاعی کو بیان کرتے سنا کہ ایک روز میں صحرا کی طرف گیا تو میں نے رسالے کے ایک آدمی کو دیکھا اور ایک شخص کو رسالے کے ایک گھوڑے پر سوار دیکھا اور وہ لوہے کے ہتھیار لگائے ہوئے تھا اور جب کبھی وہ اپنے ماتھ سے ایک جیت کی طرف اتارہ کرتا تو اس کے ہاتھ کے ساتھ ہی رسالہ اس طرف مائل ہو جاتا اور وہ کہتا دیکھا باطل ہے باطل ہے باطل ہے اور جو کچھ اس میں موجود ہے وہ بھی باطل ہے۔ باطل ہے باطل ہے اور اوزاعی نے بیان کیا ہے کہ ہمارے ہاں ایک آدمی تھا جو جمعہ کے روز شکار کو نکل جاتا تھا اور جمعہ کا انتظار نہیں کرتا تھا پس وہ اپنے خچر سمیت زمین میں بھٹس گیا اور خچر کے صرف دو کان ہی باہر رہے اور ایک روز اوزاعی بیروت کی مسجد کے دروازے سے باہر نکلے تو وہاں ایک دوکان تھی جس میں ایک شخص صاف پانی فروخت کرتا تھا اور اس کے پہلو میں ایک شخص پیاز فروخت کرتا تھا اور وہ کہتا تھا شہد سے شیریں پیاز یا کہتا تھا پانی سے شیریں پیاز اوزاعی نے کہا سبحان اللہ کیا یہ شخص خیال کرتا ہے کہ جھوٹ میں سے بھی کچھ مباح ہوگا؟ گویا یہ شخص جھوٹ بولنے میں کوئی حرج نہیں سمجھتا۔

واقعی نے بیان کیا ہے کہ اوزاعی نے فرمایا ہے کہ ہم آج کے دن سے قبل ہنستے اور کھیلتے تھے اور جب ہم قابل اقتداء امام بن گئے ہیں تو یہ بات ہمارے لیے مناسب نہیں اور ہمیں بچنا چاہیے اور آپ نے اپنے ایک بھائی کو لکھا:

اما بعد ہر جانب سے آپ کا گھیراؤ ہو گیا ہے اور ہر روز وشب آپ کو چلائے لیے جاتا ہے اللہ سے ڈرو اور اس کے سامنے کھڑے ہونے سے بھی ڈرو ہو سکتا ہے یہ آپ کے لیے آخری ملاقات ہو۔ والسلام۔

اور ابن ابی الدنیانے بیان کیا ہے کہ محمد بن ادریس نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ میں نے لیث کے کاتب ابوصالح کو البہقل بن زیاد سے بحوالہ اوزاعی بیان کرتے سنا کہ آپ نے وعظ کیا اور اپنے وعظ میں فرمایا اے لوگو جن نعمتوں سے تم شاد کام ہو ان کے ذریعے اس جلتے والی آگ سے جو دلوں پر بھڑکتی ہے فرار اختیار کرنے میں قوت حاصل کرو بلاشبہ تم ایسے گھر میں ہو جس میں قیام کرنے کا عرصہ کم ہے اور تم گھوڑے عرصے بعد یہاں سے کوچ کرنے والے ہو تم ان گزشتہ لوگوں کے جانشین ہو جو دنیا کی زیب و زینت سے دوچار ہوئے اور وہ تم سے زیادہ عمر بڑے اجسام بڑی عقل اور زیادہ اموال و اولاد والے تھے اور انہوں نے پہاڑوں کو کھودا اور وادی میں چٹانوں کو توڑا اور شہروں میں گھومے اور وہ سخت گرفت سے مؤید تھے اور ان کے جسم ستونوں کی طرح تھے اور چند ہی دنوں میں ان کی صف لپیٹ دی گئی اور ان کے گھرمار ویران ہو گئے اور ان کی یاد بھلا دی گئی۔

پس کیا تو ان میں سے کسی کو محسوس کرتا ہے یا ان میں سے کسی کی آہٹ سنتا ہے؟ اور وہ امیدوں کی نغفلت میں پرسکون تھے اور اپنی موت کے مقررہ وقت سے غافل تھے اور وہ متمدم لوگوں کی طرح واپس لوٹ گئے اور تمہیں اس عذاب الہی کے متعلق علم ہی ہے جو رات کو ان کے صحن میں اترتا اور ان میں سے بہت سے لوگ اپنے گھروں میں دوزانو ہو کر بیٹھ گئے اور باقی ماندہ لوگ اللہ کی نعمتوں میں غور و فکر کرنے لگے اور اس کی سزا کے آثار اور ان سے پہلے جو لوگ ہلاک ہو چکے تھے ان کے زوال نعمتوں کے بارے میں سوچ بچار کرنے لگے وہ دیران اور خالی گھروں میں غور و فکر کرتے حالانکہ وہ عزت سے گرے ہوئے تھے اور آسائش سے مشہور تھے اور دل ان کی طرف متوجہ تھے اور آنکھیں ان کی طرف محو نظر تھیں اور وہ عذاب الیم سے ڈرنے والے لوگوں کے لیے ایک نشان

بن گئے اور خشیت اختیار کرنے والوں کے لیے عبرت بن گئے اور ان کے بعد تم نے منقوص میعاد اور منقوص دنیا میں ایک ایسے وقت میں سح کی جس کی سوائی آسمانی اور بھلائی اور نفاذی رکھتے ہو پیش ہے اور اس میں سے بڑے شر اور گدلاہٹ کے بقیہ حصے اور عبرتوں کے خوف اور بد لئے والی سزاؤں اور فتنوں کے بھیجنے اور دلاؤں کے پھیلنے کے سوا کچھ باقی نہیں رہا پھر در میں خرابی نمایاں ہو چکی ہے وہ گھروں کو تنگ کرتے ہیں اور بھانڈوں کو تراش کر تے ہیں جس سے وہ عار اور بے عزتی کا ارتکاب کرتے ہیں پس ان کی مانند نہ ہو جنہیں اہل اور طول اجل نے دھوکہ دیا ہے اور جھوٹی خواہشات نے ان سے مذاق کیا ہم اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اور تمہیں ان لوگوں سے بنا دے کہ جب وہ بلائے جائیں تو جلدی کریں اور جب روکے جائیں تو رک جائیں اور اپنے ٹھکانے کو سمجھ لیں اور اپنے لیے کام کریں۔

جب منصور شام آیا تو امام اوزاعی نے اس سے ملاقات کی اور اسے نصیحتیں کیں اور منصور نے آپ کو پسند کیا اور آپ کی تعظیم کی اور جب آپ نے اس کے سامنے سے واپسی کا ارادہ کیا تو آپ نے سیاہ لباس نہ پہننے کے بارے میں اس سے اجازت طلب کی تو اس نے آپ کو اجازت دے دی اور جب آپ باہر چلے گئے تو منصور نے ربیع حاجب سے کہا انہیں مل کر پوچھو کہ انہوں نے سیاہ لباس کو کیوں ناپسند کیا ہے اور انہیں یہ نہ بتانا کہ میں نے تجھے یہ بات کہی ربیع نے آپ سے پوچھا تو آپ نے فرمایا میں نے کسی کو محرم کو اس کا احرام باندھے نہیں دیکھا اور نہ کسی مردے کو اس میں کفن دیئے دیکھا ہے اور نہ کسی دلہن کو اس میں آراستہ ہوتے دیکھا ہے اس وجہ میں سے اسے ناپسند کرتا ہوں اوزاعی شام میں بڑے معزز اور مکرم تھے اور آپ کا حکم ان کے ہاں بادشاہ سے بھی زیادہ بڑا تھا اور ایک امیر نے ایک دفعہ آپ کے متعلق برا ارادہ کیا تو اس کے اصحاب نے اسے کہا اس سے دشمنی نہ رکھو اگر اس نے اہل شام کو تیرے قتل کرنے کا حکم دے دیا تو وہ تجھے قتل کر دیں گے اور جب آپ فوت ہو گئے تو ایک امیر نے آپ کی قبر پر بیٹھ کر کہا اللہ آپ پر رحم فرمائے خدا کی قسم میں آپ سے اس کی نسبت زیادہ ڈرتا تھا جس نے مجھے امیر بنایا ہے یعنی منصور کی نسبت اور ابن ابی العشرین نے بیان کیا ہے اوزاعی اس وقت فوت ہوئے جب آپ اکیلے بیٹھے اور اپنے کانوں سے گالیاں سنیں۔

ابو بکر بن ابی خثیمہ نے بیان کیا ہے کہ محمد بن عبید طنافسی نے ہم سے بیان کیا ہے کہ میں ثوری کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ایک شخص نے اس کے پاس آ کر کہا میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ گویا پھولوں کا گلہ ستہ اکھڑ گیا ہے اس نے کہا اگر تیرا خواب سچا ہے تو اوزاعی فوت ہو چکا ہے پس انہوں نے یہ خواب لکھ لیا تو اسی روز اوزاعی کی موت کی خبر آ گئی اور ابو مسہر نے بیان کیا ہے کہ ہمیں پتہ چلا ہے کہ آپ کی موت کا باعث یہ ہوا کہ آپ کی بیوی نے آپ پر حمام کا دروازہ بند کر دیا اور آپ اس میں فوت ہو گئے اور اس نے یہ کام ارادہ نہیں کیا تھا پس سعید بن عبدالعزیز نے اسے ایک گردن آزاد کرنے کا حکم دیا۔ راوی بیان کرتا ہے کہ آپ نے اپنے پیچھے نہ سونا چھوڑا نہ چاندی نہ جاگیر اور نہ سامان صرف چھبیس درہم چھوڑے جو آپ کے عطیہ سے بچ گئے تھے اور آپ نے دیوان الساحل میں لکھوائے تھے اور دوسروں نے بیان کیا ہے کہ جس نے آپ پر حمام کا دروازہ بند کیا وہ حمام کا مالک تھا وہ اسے بند کر کے اپنے کسی کام سے چلا گیا پھر اس نے آ کر حمام کھولا تو اس نے آپ کو اپنا دایاں ہاتھ اپنے رخسار کے نیچے رکھے قبلہ کی طرف منہ کئے مردہ پایا رحمہ اللہ۔

میں کہتا ہوں اس بارے میں کوئی اختلاف نہیں پایا جاتا کہ آپ نے بیروت میں پڑاؤ کئے وفات پائی ہے اور آپ کی وفات اور آپ کی عمر کے بارے میں مؤرخین نے اختلاف لیا ہے لکن اب بن سفیان نے بمواہدہ بیان لیا ہے کہ احمد نے بیان کیا ہے کہ احمد نے بیان کیا ہے کہ میں نے اوزاعی دیکھا ہے آپ کے ۱۵۰ھ میں وفات پائی ہے اور عباس بن ولید انبیرونی نے بیان کیا ہے کہ آپ نے ۲۸ صفر ۱۵۰ھ کو اتوار کے روز پہلے یہ وفات پائی اور مہمور کا بنی خیال ہے اور یہی صحیح ہے اور یہ ابو سہر اور ہشام بن عمار اور ولید بن مسلم کا قول ہے۔ آپ سے صحیح ترین روایات میں اور یحییٰ بن معین اور دہیم اور خلیفہ بن خیاط اور ابو عبید اور سعید بن عبد العزیز اور کئی لوگوں نے بیان کیا ہے کہ عباس بن ولید نے کہا ہے کہ آپ ستر سال کو نہیں پہنچے تھے اور دوسروں نے بیان کیا ہے کہ آپ ستر سال سے تجاوز تھے اور صحیح یہ ہے کہ آپ ستاسٹھ سال کے تھے کیونکہ صحیح قول کے مطابق آپ کی پیدائش ۸۸ھ میں ہوئی ہے اور بعض نے آپ کی پیدائش ۳۷ھ میں بیان کی ہے اور یہ قول ضعیف ہے اور ایک شخص نے آپ کو خواب میں دیکھا تو اس نے آپ سے پوچھا مجھے کوئی ایسا عمل بتائیے جو مجھے اللہ کے قریب کر دے آپ نے فرمایا میں نے جنت میں با عمل علماء کے درجہ سے بلند تر درجہ کوئی نہیں دیکھا پھر محمد زین کے درجہ کو دیکھا ہے۔

www.KitaboSunnat.com

۱۵۸ھ

اس سال منصور کے خلد کی تعمیر مکمل ہوئی اور وہ چند دن اس میں ٹھہرا پھر اسے چھوڑ کر مر گیا اور اسی سال میں طاعون الروم نے وفات پائی اور اس میں منصور نے اپنے بیٹے مہدی کو رتہ کی طرف بھیجا اور اسے کعب بن موسیٰ کو موصل سے معزول کرنے اور خالد بن برمک کو ہاں کا امیر بنانے کا حکم دیا اور یہ واقعہ یحییٰ بن خالد کو ایک عجیب لطفہ پیش آنے کے بعد ہوا اور وہ یہ کہ منصور خالد بن برمک سے ناراض ہو گیا اور اس نے اسے تین کروڑ کا تاوان ڈال دیا جس سے اس کا دل تنگ ہو گیا اور اس کے پاس کوئی مال نہ رہا اور نہ اس کی کوئی حالت رہی اور وہ اکثر رقم کے جمع کرنے سے عاجز آ گیا اور اس کی مدت تین دن تھی کہ وہ ان تین دنوں میں یہ رقم لے کر آئے بصورت دیگر اس کا خون رائیگاں جائے گا اور وہ اپنے بیٹے یحییٰ کو امراء کے پاس قرض طلب کرنے کے لیے بھیجے گا ان میں سے کسی نے اسے ایک لاکھ درہم دیا اور کسی نے اس سے کم پیش دیا۔

یحییٰ بن خالد کا بیان ہے کہ ان تین ایام میں سے ایک روز میں بغداد کے پل پر اس رقم کے حصول کے لیے جس کی ادائیگی کی ہمیں طاقت نہیں تھی، غمگین کھڑا تھا کہ اچانک ان لوگوں میں سے ایک شخص جو پل کے پاس راستہ چلنے والوں کو بٹانے پر مامور ہوتے ہیں میرے پاس آیا اور اس نے مجھے کہا خوش ہو جا میں نے اس کی طرف توجہ نہ کی تو اس نے آگے بڑھ کر میرے گھوڑے کی لگام پکڑ لی پھر مجھے کہنے لگا تو غمگین ہے اللہ تعالیٰ ضرور تیرے غم کو دور کر دے گا اور کل ضرور تو اس جگہ سے گزرے گا اور جھنڈا تیرے آگے آگے ہوگا اور جو بات میں نے تجھے کہی ہے اگر یہ سچ ہوئی تو آپ کے ذمے میرے پانچ ہزار درہم ہوں گے میں نے کہا بہت اچھا اور اگر وہ پچاس ہزار بھی کہتا تو میں ہاں کہہ دیتا کیونکہ میرے نزدیک یہ بات ناممکن تھی اور میں اپنے کام کو چلا گیا اور تین کروڑ کا تاوان ہمارے ذمے تھا، منصور کو موصل کی بغاوت اور اس میں کردوں کے پھیل جانے کی اطلاع ملی تو اس نے امراء سے مشورہ کیا

کہ موصل کے لیے کون شخص مناسب رہے گا تو ایک امیر نے کہا خالد بن برمک منصور نے اسے کہا ہم نے اس سے جو سلوک کیا ہے کیا اس کے بعد بھی وہ اس کے مناسب ہے؟ اس نے کہا ہاں اور میں اس بات کا سنا ہوں کہ وہ اس کے لیے مناسب رہے گا پس اس نے اسے حاضر کرنے کا حکم دیا اور اس نے اسے موصل کا امیر بنا دیا اور جو بقیہ رقم اس کے ذمے تھی وہ اس سے ساقط کر دی اور اس کے لیے جہنڈا باندھا اور اس کے بیٹے یحییٰ کو آذربائیجان کا امیر مقرر کر دیا اور وہ ان دونوں کی خدمت میں نکلے بیچنے کا بیان ہے کہ ہم پل پر سے گزرے تو وہ راستہ سے ہٹنے والا کوڈ کر میرے پاس آیا اور میں نے جو وعدہ کیا تھا اس کا اس نے مجھ سے مطالبہ کیا تو میں نے اسے اس کے دینے کا حکم دیا اور اس نے پانچ ہزار درہم لیے اور اس سال منصور حج کو گیا اور اپنے ساتھ قربانی کے جانور بھی لے گیا اور جب وہ کوفہ سے کچھ مراحل آگے گیا تو اسے اس درد نے آیا جس سے وہ مر گیا اور اسے سوء مزاج کا مرض تھا جو گرمی کی شدت اور دوپہر کو سفر کرنے کی وجہ سے بڑھ گیا اور اسے اسہال مفرط نے آیا اور اس کا مرض بڑھ گیا اور وہ مکہ میں آیا اور وہیں ۶ ذوالحجہ کو ہفتہ کی شب کو فوت ہو گیا اور اس کی نماز جنازہ پڑھی گئی اور مکہ کے بالائی حصے میں باب المعلاہ کی گھاٹی کے پاس کداء میں دفن ہوا اور اس وقت اس کی عمر ۶۳ سال تھی اور بعض نے چونسٹھ اور بعض نے پینسٹھ بیان کی ہے اور بعض نے ۶۸ سال بیان کی ہے واللہ اعلم۔

اور ربیع حاجب نے اس کی موت کی خبر کو چھپائے رکھا حتیٰ کہ اس نے جرنیوں اور بنو ہاشم کے سرداروں سے مہدی کی بیعت لے لی پھر اسے دفن کر دیا گیا اور ابراہیم بن یحییٰ بن محمد بن علی نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی اور اسی نے اس سال لوگوں کے لیے حج کی تکبیر کہی۔

منصور کے حالات:

عبداللہ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب بن ہاشم ابو جعفر المنصور اور یہ اپنے بھائی ابوالعباس سفاح سے بڑا تھا اور اس کی ماں ام ولد تھی جس کا نام سلامہ تھا اس نے اپنے دادا حضرت ابن عباس سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے دائیں ہاتھ میں انگلی پھینکتے تھے ابن عساکر نے اسے محمد بن ابراہیم سلمی کے طریق سے عن الماسون عن الرشید عن المہدی عن ابیہ المنصور بیان کیا ہے اس کے بھائی کے بعد ذوالحجہ ۳۶ھ میں اس کی بیعت ہوئی اس وقت اس کی عمر ۴۲ سال تھی اس لیے کہ مشہور قول کے مطابق اس کی پیدائش صفر ۹۵ھ میں بلقاء کے شہر حمیمہ میں ہوئی ہے اور اس کی خلافت چند دن کم بائیس سال رہی ہے اور منصور کا رنگ گندم گوں بال بڑے داڑھی ہلکی پیشانی چوڑی ناک اونچی اور آنکھیں بڑی تھیں گویا اس کی آنکھیں دو بولتی زبانیں ہیں اسکے ساتھ شاہانہ نحو ت بھی ملی ہوئی تھی اور دل اسے قبول کرتے تھے اور آنکھیں اس کا پیچھا کرتی تھیں شرف اس کی محبت سے اور سختی اس کی صورت سے معلوم ہوتی تھی اور وہ اپنی چال میں شیر تھا اسے ایک دیکھنے والے نے ایسے ہی بیان کیا ہے اور حضرت ابن عباس سے صحیح روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ سفاح اور منصور ہم میں سے ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ حتیٰ کہ ہم اسے حضرت عیسیٰ بن مریم کے سپرد کر دیں گے اور اسے مرفوع روایت کیا گیا ہے اور یہ صحیح نہیں اور نہ شکی ہے۔

خطیب نے بیان کیا ہے کہ اس کی ماں کہتی ہے کہ جب مجھے اس کا حمل ہوا تو میں نے خواب میں دیکھا کہ مجھ سے ایک شیر

باہر نکلا ہے اور وہ اپنے اگلے ہاتھوں پر کھڑا ہوا دھاڑتا ہے اور سب شیر آ کر اسے سجدہ کرتے ہیں اور منصور نے بھی اپنی صفحہ سنی میں ایک عجیب خواب دیکھا وہ کہا کرتا تھا کہ اسے سنہری تختیوں پر لکھا جانا چاہیے اور بچوں کی گردنوں میں لگانا چاہیے اس نے بیان کیا ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ پیامبر مسجد الحرام میں جہاں اور رسول اللہ ﷺ کعبہ میں ہیں اور لوگ اس کے گرد جمع ہیں تو آپ کے پاس منادی کرنے والا نکلا اور کہنے لگا عبد اللہ کہاں ہے؟ تو میرا بھائی سفاح کھڑا ہوا اور آدمیوں کو پھاندتا ہوا کعبہ کے دروازے کے پاس آ گیا اور اس نے آپ کے ہاتھ کو پکڑ لیا تو آپ نے اسے کعبہ میں داخل کر لیا پھر جو نبی وہ باہر نکلا تو اس کے پاس سیاہ جھنڈا تھا پھر اعلان کیا گیا عبد اللہ کہاں ہے؟ تو میں اور میرا چچا عبد اللہ بن علی ایک دوسرے سے سبقت کرتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے اور میں کعبہ کے دروازے کی طرف اس سے سبقت کر گیا اور کعبہ میں داخل ہو گیا کیا وہ کیٹتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہما حضرت عمر رضی اللہ عنہما اور حضرت بلال رضی اللہ عنہما کھڑے ہیں پس آپ نے میرے لیے جھنڈا باندھا اور مجھے اپنی امت کے متعلق وصیت کی اور آپ نے مجھے عمامہ باندھا جس کے ۲۳ بیچ تھے اور آپ نے فرمایا اے قیامت کے دن تک ہونے والے خلفاء کے باپ سے لے لو۔

اتفاق سے بنو امیہ کے دور میں منصور قید ہو گیا تو نوبخت منجم نے اس سے ملاقات کی اور اس میں سرداری کی علامات دیکھیں اور اس سے پوچھا تم کس خاندان سے ہو؟ اس نے کہا بنو عباس سے اور جب اس نے اس کا نسب اور کنیت معلوم کر لی تو کہنے لگا تو وہ خلیفہ ہے جو زمین کا والی ہوگا اس نے کہا تو ہلاک ہو جائے تو کیا کہہ رہا ہے؟ اس نے کہا وہی جو میں تمہیں کہہ رہا ہوں میرے لیے اپنا خط اس کپڑے میں رکھ دیجیے کہ جب آپ امیر بنیں گے تو مجھے کچھ دیں گے تو اس نے اسے خط لکھ دیا اور جب وہ امیر بنا تو منصور نے اس کی عزت کی اور اسے عطیہ دیا اور نوبخت اس کے ہاتھ پر مسلمان ہو گیا اور اس سے قبل وہ مجوسی تھا پھر وہ منصور کے خاص اصحاب میں ہو گیا اور منصور نے ۱۴۰ھ میں لوگوں کو حج کروایا اور حیرہ سے احرام باندھا اور ۱۴۲ھ کے ۱۴۲ھ میں بھی حج کیا پھر اس سال میں بھی جس میں اس کی وفات ہوئی اور اس نے بغداد رصافہ رافقہ اور اپنے قصر خلد کو تعمیر کیا۔

اور ربیع بن یونس حاجب نے بیان کیا ہے کہ میں نے منصور کو بیان کرتے سنا کہ خلفاء چار ہیں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہما حضرت عمر رضی اللہ عنہما حضرت عثمان رضی اللہ عنہما اور حضرت علی رضی اللہ عنہما اور بادشاہ بھی چار ہیں حضرت معاویہ عبد الملک بن مران ہشام بن عبد الملک اور میں اور مالک کا بیان ہے کہ منصور نے مجھے کہا رسول اللہ ﷺ کے بعد سب سے افضل کون ہے؟ میں نے کہا حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما اس نے کہا تو نے ٹھیک کہا ہے اور یہی رائے امیر المؤمنین کی ہے اور اسماعیل البہری کی روایت ہے کہ میں نے منصور کو عرفہ کے منبر پر بیان کرتے سنا اے لوگو میں اللہ کی زمین میں اس کا بادشاہ ہوں اور میں اس کی توفیق اور راہنمائی سے تمہاری دیکھ بھال کروں گا اور اس کے مال کا خازن ہوں جسے میں اس کی مرضی اور اجازت سے تقسیم کروں گا اور اللہ نے مجھے اس مال کا قفل بنایا ہے اور جب وہ مجھے تمہارے عطیات کے لیے کھولنا چاہے تو مجھے کھول دے گا اور جب اس پر قفل لگانا چاہے گا تو مجھے قفل بنا دے گا اے لوگو اللہ کی طرف رغبت کرو اور اس شرف والے دن سے اس سے مانگو جس میں اس نے تم کو اپنے قفل سے نوازا ہے جس کے متعلق اس نے تمہیں اپنی کتاب میں خبر دی ہے کہ:

﴿الْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتِمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيْتُ لَكُمْ الْإِسْلَامَ دِينًا﴾

وہ نئے نئے کام کی توثیق دے اور تم سے رسی اور راسان کرنا میرے دل میں والے اور عدل و انصاف کے آئینہ و عین ہے اور رسد کے لیے میرے دل و کھول دے بلاشبہ وہ سچ و صحیح دینی ہے۔

اور ایک روز اس نے خطبہ دیا تو ایک شخص اسے ملا وہ اللہ عزوجل کی شاکر رہا تھا اس نے کہا یا امیر المؤمنین اسے یاد بھیجئے آپ یاد کر رہے ہیں اور جو کام آپ کرتے ہیں اور چھوڑتے ہیں ان میں اللہ سے ڈریئے، منصور خاموش رہا حتیٰ کہ اس شخص کی بات ختم ہو گئی تو اس نے کہا میں اس بات سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں کہ میں وہ شخص بن جاؤں جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ (جب اسے کہا جاتا ہے کہ اللہ سے ڈر تو غیرت اسے گناہ میں لگا دیتی ہے) یا یہ کہ سرکش نافرمان بن جاؤں اے لوگو! نصیحت ہم پر اتری ہے اور ہمارے ہاں پیدا ہوئی ہے پھر اس نے اس شخص سے کہا میرے خیال میں تو نے یہ بات اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کی خاطر نہیں کی تو نے یہ بات صرف اس لیے کی ہے کہ تیرے بارے میں کہا جائے کہ تو نے امیر المؤمنین کو نصیحت کی ہے اے لوگو یہ بات تمہیں دھوکہ میں نہ ڈالے کہ تم بھی اس کی مانند کام کرنے لگو پھر اس نے اس کے متعلق حکم دیا اور اس نے اسے یاد کر لیا اور اس نے دوبارہ اپنے خطبہ کو شروع کر کے اسے مکمل کر دیا پھر اس نے ایک شخص سے جو اس کے پاس موجود تھا کہا اس پر دنیا کو پیش کرو پس اگر وہ اسے قبل کرے تو مجھے بتانا اور اگر اسے رد کر دے تو پھر بھی مجھے بتانا۔ پس وہ شخص جو اس کے پاس تھا مسلسل اس کے سامنے دنیا کو پیش کرتا رہا حتیٰ کہ اس نے مال لے لیا اور دنیا کی طرف مائل ہو گیا اور اس نے اسے جانچ پڑتال اور بے انصافی کے معاملات سپرد کر دیئے اور اسے خوبصورت اور باریک لباس دینوی بیعت میں خلیفہ کے پاس لے گیا تو خلیفہ نے اسے کہا تو بلاک ہو جائے اگر تو اس بات میں جو تو نے لوگوں کے سامنے کہی تھی راست باز اور رضائے الہی کا طالب ہوتا تو تو ان چیزوں میں سے جنہیں میں دیکھ رہا ہوں کچھ بھی قبول نہ کرتا لیکن تیرا مقصد یہ تھا کہ لوگ تیرے بارے میں کہیں کہ تو نے امیر المؤمنین کو نصیحت کی ہے اور اس کی بغاوت کی ہے پھر اس کے حکم سے اسے قتل کر دیا گیا۔

اور منصور نے اپنے بیٹے مہدی سے کہا خلیفہ کی اصلاح تقویٰ سے ہوتی ہے اور سلطان کی اصلاح اطاعت سے ہوتی ہے اور رعیت کی اصلاح عدل سے ہوتی ہے اور سب لوگوں سے بڑھ کر عفو کرنے کا حقدار وہ ہے جو ان سب سے بڑھ کر سزا دینے پر قدرت رکھتا ہے اور سب سے کم عقل وہ شخص ہے جو اپنے سے کم تر پر ظلم کرے اور اسی طرح اس نے یہ بھی کہا اے میرے بیٹے شکر کے ذریعے نعمت کو اور عفو کے ذریعے قدرت کو اور تالیف کے ذریعے اطاعت کو اور لوگوں سے مہربانی کرنے کے ذریعے مدد کو ہمیشہ طلب کرتا رہ اور اپنے دنیا کے حصے کو اور اپنے رحمت الہی کے حصے کو فراموش نہ کر۔

ایک روز مبارک بن فضالہ اس کے پاس حاضر ہوئے تو اس نے ایک شخص کے قتل کرنے کا حکم دیا اور چڑے کا فرش اور تلوار بھی حاضر تھی مبارک نے اسے کہا میں نے حضرت حسین کو بیان کرتے سنا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو ایک اعلان کرنے والا اعلان کرے گا کہ وہ شخص کھڑا ہو جائے جس کا اجر اللہ کے ذمے ہے تو وہی شخص ہوگا جس نے معاف کیا ہوگا تو اس نے اس شخص کو معاف کرنے کا حکم دے دیا پھر وہ اس شخص کے عظیم جرائم اور اس کے کرتوتوں کو اپنے ہم نشینوں کے

سامنے شکر کرنے لگا اور اصمعی نے بیان کیا ہے کہ منصور کے پاس ایک شخص کو سزا کے لیے لایا گیا تو اس نے کہا یا امیر المؤمنین انتقام نہ لے، اور عقوبت حاصل ہے اور امیر المؤمنین نے اپنے لیے ہاتھوں میں سے کم حصے کو اور دو درہنوں میں سے کم درتے کو پسند کرنے سے اللہ کی پناہ مانگی راوی بیان کرتا ہے کہ اس نے اس شخص کو معاف کر دیا۔

اور اصمعی نے بیان کیا ہے کہ منصور نے شام کے ایک شخص سے کہا کہ بڑا اس اللہ کا شکر ادا کر دو جس نے ہمارے حکومت کے ذریعے تم سے طاعون کو دور کیا ہے اس نے کہا بلاشبہ اللہ تعالیٰ رومی کھجور اور آم ناپ اور تمہاری حکومت اور طاعون کو ہم پر جمع نہیں کرے گا اس کی بردباری اور غنوکے واقعات بہت سے ہیں۔

ایک درویش کے پاس آ کر کہنے لگا بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ساری دنیا عطا کر دی ہے اس کے پاس کچھ حصے کو اپنے لیے خرید لو اور اس رات کو یاد کرو جو آپ قبر میں گزاریں گے اس سے قبل آپ نے ایسی رات نہیں گزاری اور اس رات کو بھی یاد کریئے جو دن سے الگ ہوگی اور اس کے بعد کوئی رات نہ ہوگی۔

راوی بیان کرتا ہے اس کی بات نے منصور کا منہ بند کر دیا اور اس نے اسے مال دینے کا حکم دیا تو اس نے کہا اگر میں تیرے مال کا محتاج ہوتا تو میں تجھے نصیحت کرتا اور عمر بن عبید القدری، منصور کے پاس آیا تو اس نے اس کا اعزاز و اکرام کیا اور اسے اپنے قریب کیا اور اس سے اس کے اہل و عیال کے بارے میں دریافت کیا پھر اسے کہنے لگا مجھے نصیحت کیجیے تو اس نے اسے سورہ فجر (بلاشبہ تیرا رب گھات میں ہے) تک سنائی تو منصور شدت کے ساتھ رویا گیا اس نے اس سے قبل ان آیات کو سنا ہی نہ تھا پھر اسے کہنے لگا مجھے مزید نصیحت فرمائیے اس نے کہا بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ساری دنیا عطا کی ہے اس کے کچھ حصہ کو اپنے لیے خرید لو اور یہ حکومت تجھ سے پہلے ان لوگوں کے پاس تھی جو تجھ سے پہلے تھے پھر وہ تیرے پاس آگئی پھر وہ ان لوگوں کے پاس چلی جائے گی جو تیرے بعد آئیں گے اور اس رات کو یاد کرو جو قیامت کے دن کو روشن کر دے گی تو منصور پہلے سے بڑھ کر شدت کے ساتھ رویا حتیٰ کہ اس کی پلکیں حرکت کرنے لگیں۔

اور سفیان بن مجالد نے اسے کہا امیر المؤمنین سے نرمی کیجیے تو عمرو نے کہا اور امیر المؤمنین پر خوف الہی کے باعث رونے سے کوئی حرج نہیں پھر منصور نے اسے دس ہزار درہم دینے کا حکم دیا تو اس نے کہا مجھے ان کی ضرورت نہیں ہے، منصور نے کہا خدا کی قسم آپ کو یہ ضرور لینے پڑیں گے اس نے کہا خدا کی قسم میں انہیں نہیں لوں گا تو مہدی نے جو اس کے پاس ہی بیٹھا تھا اور اس کی تلوار اس کے باپ کے پہلو میں تھی اسے کہا امیر المؤمنین بھی قسم کھاتے ہیں اور تو بھی قسم کھاتا ہے؟ اس نے منصور کی طرف متوجہ ہو کر کہا یہ کون ہے؟ اس نے کہا یہ میرا بیٹا محمد ہے جو میرے بعد ولی عہد ہوگا عمرو نے کہا تو نے اسے جو نام دیا ہے یہ اپنے عمل سے اس کا استحقاق نہیں رکھتا اور تو نے اسے جو لباس پہنایا ہے وہ نیک لوگوں کا لباس نہیں ہے اور تو نے اس کے لیے حکومت کو ہموار کر دیا ہے وہ اس سے فائدہ اٹھانے کی نسبت اس سے زیادہ غافل ہوگا پھر اس نے مہدی کی طرف متوجہ ہو کر کہا اے میرے بھتیجے جب تیرا باپ بھی حلف اٹھائے اور تیرا چچا بھی حلف اٹھائے تو تیرے باپ کا حلف توڑنا تیرے چچا کے حلف توڑنے کی نسبت زیادہ آسان ہے کیونکہ تیرا باپ تیرے چچا کی نسبت کفارہ دینے کی زیادہ قدرت رکھتا ہے پھر منصور نے کہا اے ابو عثمان کوئی ضرورت ہے؟ اس

نے کہا ہاں اس نے پوچھا وہ کیا؟ اس نے کہا میری طرف پیغام نہ بھیجے کہ مجھے آپ کے پاس آنا پڑے اور مجھے عطاء نہ کیجیے کہ مجھے آپ سے جان کرنا پڑے۔ مسرور نے کہا تب تو تم بعد اس نہیں ملیں گے؟ عمرو نے کہا آپ نے میری ضرورت کے مطابق درمالت نہایت پس اس نے اسے الوداع کہا اور واپس آ گیا اور جب وہ بیٹھ پھیر گیا تو مسرور کی نگاہیں دور تک اس کا تعاقب کرتی رہیں اور وہ کہہ رہا تھا

تم میں سے ہر کوئی آہنگی سے چلتا ہے اور شکار کو تلاش کرتا ہے مگر عمر بن عبید ایب نہیں ہے لبتے ہیں کہ عمرو بن عبید نے منصور کو اپنا وہ قصیدہ سنایا جو اس نے اس کی نصیحت کے لیے کہا تھا اور وہ یہ ہے:

اے وہ شخص جسے آرزوؤں نے فریب دیا ہے اور اس کی آرزوؤں کے ذرے زندگی کو مکدر کرنے والی چیزیں اور موت بھی ہے کیا تو دیکھتا نہیں کہ دنیا اور اس کے زینت قافلے کی فرد گاہ کی طرح ہے جہاں وہ اترتے ہیں اور پھر وہیں سے کوچ کر جاتے ہیں اس کی موتیں گھات میں ہیں اور اس کی زندگی تنگ گزران والی ہے اور اس کا خلوص گدلا ہے اور اس کی حکومت بدلنے والی ہے اور اس کے باشندے کو خوف زخم لگاتے رہتے ہیں اور اسے نرمی اور خوشی اس نہیں آتی گویا وہ موتوں اور ہلاکتوں کا نشانہ ہے جس میں حوادث زمانہ آتے جاتے رہتے ہیں اس کی مصیبتیں اسے گھماتی رہتی ہیں جن میں سے بعض اسے لاحق ہو جاتی ہیں اور بعض خطا کر جاتی ہیں، نفس بھاگنے والا ہے اور موت اس کی تلاش میں ہے اور آدمی کی ہرنگی اس کے نزدیک معمولی ہے اور آدمی جو کوشش بھی کرتا ہے اپنے وارث کے لیے کرتا ہے اور آدمی جو کوشش بھی کرتا ہے قبر اس کی وارث ہو جاتی ہے۔

اور ابن ورید نے ریاشی سے بحوالہ محمد بن سلام بیان کیا ہے کہ ایک لونڈی نے منصور کو بیوند والے کپڑوں میں دیکھا تو کہنے لگی خلیفہ اور بیوند والی قمیص؟ اس نے کہا تو ہلاک ہو جائے کیا تو نے ابن ہرمد کا شعر نہیں سنا:

نوجوان شرف کو حاصل کر لیتا ہے اور اس کی چادر بوسیدہ ہوتی ہے اور اس کی قمیص کا کچھ حصہ بیوند والا ہوتا ہے اور ایک درویش نے منصور سے کہا اس رات کو یاد کر جو تو قبر میں گزارے گا تو نے اس سے قبل ایسی رات نہیں گزاری اور اس رات کو بھی یاد کر جو قیامت کے دن سے الگ ہوگی اور اس کے بعد کوئی رات نہ ہوگی اس نے اپنی بات سے منصور کا منہ بند کر دیا تو اس نے اسے مال دینے کا حکم دیا تو اس نے کہا اگر میں تیرے مال کا محتاج ہوتا تو میں تجھے نصیحت نہ کرتا اور جب اس نے ابو مسلم کو قتل کرنے کا ارادہ کیا تو اس نے یہ اشعار کہے:

اور جب تو صاحب الرائے ہو تو پختہ ارادے والا ابن ہاشمہ رائے کی خرابی یہ ہے کہ وہ بار بار ہو اور دشمنوں کو خیانت کے لیے ایک دن کی بھی مہلت نہ دے اور انہیں جلدی سے آلے کہ وہ کل اس کی مانند خیانت کا اختیار رکھیں۔

اور جب اس نے اسے قتل کر دیا اور اسے اپنے سامنے پھینکا تو کہنے لگا:

تجھے تین عادتوں نے گھیر رکھا تھا جو تجھ پر قطعی موت کو لے آئیں ایک میری مخالفت کرنا اور دوسرے میرے عہد سے رکننا اور تیسرے جمہور عوام کو تیرا آگے سے پکڑ کر چلانا اور اسی طرح اس کے یہ اشعار بھی ہیں۔

آدمی چاہتا ہے کہ وہ زندہ رہے اور اس کی طوالت عمر اسے نقصان دیتی ہے اس کی خندہ پیشانی بوسیدہ ہو جاتی ہے اور خوش

عیش ہونے کے بعد تلخی باقی رہ جاتی ہے اور زمانہ اس سے خیانت کرتا ہے حتیٰ کہ وہ خوشی کی کوئی چیز نہیں دیکھتا اور اگر میں ہلاک ہو جاؤں تو نکتے ہی لوگ مجھ پر تپسی کرنے والے ہیں اور نکتے ہی لوگ شاباش کہنے والے ہیں۔

منازحین نے جان پایا ہے کہ منصور دن کے پہلے حصے میں امر بالمعروف نہی عن المنکر کرنے اور نکتے اور معز دل کرنے اور امت کے معاذ میں غور و فکر کرنے میں متوجہ رہتا تھا اور جب ظہر کی نماز پڑھ لیتا تو اپنے کھڑے کھڑے چلا جاتا اور عصر تک آرام کرتا اور جب عصر پڑھ لیتا تو اپنے اہل بیت کے ساتھ نشست کرتا اور ان کے خاص مفادات کے بارے میں سوچ بچار کرتا اور جب عشاء کی نماز پڑھ لیتا تو اطراف سے آنے والے خطوط میں غور و فکر کرتا اور اس کے پاس وہ شخص بیٹھ جاتا جو تہائی رات تک اس سے بات چیت کرتا پھر وہ اٹھ کر اپنے اہل کے پاس چلا جاتا اور دوسری تہائی تک اپنے بستر پر سوتا پھر وضو اور نماز کے لیے چلا جاتا یہاں تک کہ صبح نمودار ہو جاتی پھر وہ باہر آ کر لوگوں کو نماز پڑھاتا پھر اندر آ کر اپنے محل میں بیٹھ جاتا اور اس نے ایک شخص کو ایک شہر پر گورنر مقرر کیا تو اسے اطلاع ملی کہ وہ شکار کی طرف متوجہ رہتا ہے اور اس نے اس کام کے لیے کتے اور باز تیار رکھے ہیں اس نے اسے لکھا کہ تیری ماں اور تیرا خاندان تجھے کھودے تو ہلاک ہو جائے ہم نے تجھے مسلمانوں کے امور پر عامل مقرر کیا ہے ہم نے تجھے جنگلات کے وحشی جانوروں پر عامل مقرر نہیں کیا تو ہمارے جس کام کا منتظم تھا اسے فلاں شخص کے سپرد کر دے اور قابل ملامت اور دھتکارے ہونے کی حالت میں اپنے اہل کے پاس چلا جا۔

ایک روز ایک خارجی کو لایا گیا جس نے کئی دفعہ منصور کی فوجوں کی شکست دی تھی اور جب وہ اس کے سامنے کھڑا ہوا تو منصور نے اسے کہا اے ابن فاعلہ تو ہلاک ہو جائے تیرے جیسا شخص فوجوں کو شکست دیتا ہے؟ خارجی نے کہا تیرا براہو گزشتہ کل میرے اور تیرے درمیان تلوار اور قتل کا بازار گرم تھا اور آج دشنام طرازی اور تہمت تراشی ہو رہی ہے اور تجھے کس بات نے یقین دلایا ہے کہ مجھے تیرے پاس لونا دیا جائے حالانکہ میں زندگی سے مایوس ہو چکا ہوں اور میں کبھی اس کی طرف متوجہ نہیں ہوں گا۔ راوی بیان کرتا ہے منصور نے اس سے شرمندہ ہو کر اسے رہا کر دیا اور ایک سال تک اس کا منہ نہ دیکھا اور جب اس نے اپنے بیٹے کو ولی عہد بنایا تو اسے کہا:

اے میرے بیٹے شکر کے ذریعے نعمت کو اور غم کے ذریعے قدرت کو اور تواضع کے ذریعے مدد کو اور تابعداری کے ذریعے دوستی کو ہمیشہ قائم رکھ اور دنیا سے اپنے حصے کو رحمت الہی سے اپنے حصے کو فراموش نہ کر۔

نیز اس نے کہا اے میرے بیٹے عقلمند و دہنمیں جو اس کام کے لیے تدبیر کرتا ہے جس میں وہ پڑا ہوتا ہے حتیٰ کہ اس سے باہر نکل جاتا ہے بلکہ عقلمند وہ ہے جو اس کام کے بارے میں تدبیر کرتا ہے جو اس کے پاس آتا ہے حتیٰ کہ وہ اس میں نہیں پھنستا اور منصور نے کہا اے میرے بیٹے کسی مجلس میں اس وقت بیٹھ جا جب تیرے پاس الہدیت ہوں جو تجھے احادیث بتائیں زہری نے بیان کیا ہے کہ علم حدیث مرد ہے جسے مرد ہی پسند کرتے ہیں اور ان کے مؤنث اسے ناپسند کرتے ہیں اور زہرہ کے بھائی نے سچ کہا ہے اور منصور اپنی جوانی میں اپنے خیال کے مطابق علم حدیث اور فقہ حاصل کرتا تھا اور اس نے اس میں دسترس حاصل کر لی تھی ایک روز اس سے دریافت کیا گیا کیا کوئی ایسی لذت باقی رہ گئی ہے جسے تو نے حاصل نہیں کیا؟ اس نے کہا ایک چیز باقی رہ گئی ہے انہوں نے

پوچھا وہ کیا ہے؟ اس نے کہا جس شیخ کا میں نے ذکر کیا ہے اسے محدث کا رحمت اللہ کہا پس اس کے وزراء اور کاتب اکٹھے ہو کر اس کے ارد گرد بیٹھ گئے اور کہنے لگے یا امیر المؤمنین! میں کوئی حدیث لکھو ایسے اس نے کہا تم ان سے کچھ مناسبت نہیں رکھتے ان کو انوں کے پیڑے میلے کھیلے اور پاؤں پھینکے اور بال طیل بہاتے ہیں۔ آفاق میں آنے جانے والے اور مسافروں کے لئے سڑنے والے ہوتے ہیں وہ بھی عراق، کبھی حجاز میں، کبھی شام میں اور کبھی یمن میں ہوتے ہیں یہ لوگ ناقصین حدیث ہیں۔

ایک روز اس نے اپنے بیٹے مہدی سے کہا تمہارے پاس سواری کے کتنے جانور ہیں اس نے کہا مجھے معلوم نہیں اس نے کہا یہ ایک کوتاہی ہے تو تو میرا مخالفت کو بہت زیادہ ضائع کرنے والا ہوگا اے میرے بیٹے اللہ سے ڈر اور مہدی کی ایک چینیٹی لوٹنی خالصہ نے کہا کہ ایک روز میں منصور کے پاس گئی تو اس کی داڑھ درد کر رہی تھی اور اس کے دونوں ہاتھ اس کی دونوں کتینیوں پر تھے اس نے مجھے اے خالصہ تیرے پاس کتنا مال ہے؟ میں نے کہا ایک ہزار درہم اس نے کہا اپنا ہاتھ میرے سر پر رکھ کر قسم کھا میں نے کہا میرے پاس دس ہزار درہم دینا رہیں اس نے کہا جانئیں میرے پاس لے آؤ بیان کرتی ہے میں آکر اپنے آقا مہدی کے پاس گئی اور وہ اپنی بیوی خیزران کے پاس تھا میں نے اس کے پاس اس امر کی شکایت کی تو اس نے مجھے اپنا پاؤں مارا اور کہنے لگا تو ہلاک ہو جائے اسے درد نہیں ہے میں نے گزشتہ کل اس سے مال مانگا تو وہ جان بوجھ کر بیمار بن گیا اور اب جو اس نے تجھے حکم دیا ہے اس پر عمل کے بغیر تجھے کوئی چارہ نہیں ہوگا پس خالصہ دس ہزار دینار لے کر اس کے پاس گئی تو اس نے مہدی کو بلا کر اسے کہا تو مالی ضرورت کی شکایت کرتا ہے اور یہ سب خالصہ کے پاس ہے؟ اور منصور نے اپنے خزانچی سے کہا جب تجھے مہدی کی آمد کا علم ہو تو اس کی آمد سے قبل میرے پاس دو بوسیدہ کپڑے لے آنا اس نے انہیں لا کر اس کے سامنے رکھ دیا اتنے میں مہدی آ گیا اور منصور انہیں الٹ پلٹ رہا تھا پس مہدی ہنسنے لگا تو اس نے کہا اے میرے بیٹے جس کے پاس بوسیدہ کپڑے نہیں اس کے لیے سنے بھی نہیں اور سردی کا موسم آ گیا ہے اور ہمیں اہل و عیال کی مدد کی ضرورت ہے مہدی نے کہا امیر المؤمنین اور ان کے عیال کے لباس کی ذمہ داری مجھ پر ہے اس نے کہا اس کام کو کرو۔

اور ابن جریر نے بحوالہ الہیثم بیان کیا ہے کہ منصور نے ایک دن میں اپنے بعض چچاؤں کو ایک ایک ہزار درہم دیا اور اسی دن اپنے گھر میں دس ہزار درہم تقسیم کئے اور کسی خلیفہ کے متعلق معلوم نہیں کہ اس نے ایک دن میں اس قدر رقم تقسیم کی ہو اور ایک روز ایک قاری نے منصور کے پاس یہ آیت (جو لوگ بخل کرتے ہیں اور لوگوں کو بھی بخل کرنے کا حکم دیتے ہیں) پڑھی تو اس نے کہا خدا کی قسم اگر بادشاہ کے لیے مال قاعدہ نہ ہوتا اور دین و دنیا کے لیے ستون نہ ہوتا اور ان دونوں کی عزت نہ ہوتا تو میں ایک رات بھی دینار و درہم جمع کرتے نہ گزرتا صاحب عزت کو مال خرچ کرنے سے لذت حاصل ہوتی ہے اور مجھے معلوم ہے کہ اس کے عطاء کرنے میں بڑا ثواب ہے اور ایک اور قاری نے اس کے پاس یہ آیت (اور اپنے ہاتھ کو اپنی گردن کے ساتھ باندھ اور نہ اسے پوری طرح پھیلا) پڑھی تو اس نے کہا ہمارے رب نے ہمیں کیا اچھا ادب سکھایا ہے نیز منصور نے کہا میں نے اپنے باپ کو بیان کرتے سنا ہے کہ میں نے علی بن عبداللہ کو بیان کرتے سنا ہے کہ دنیا میں اہل دنیا کے سردار تخی ہیں اور آخرت میں اہل آخرت کے سردار متقی ہیں۔

اور جب منصور نے اس سال حج کا ارادہ کیا تو اس نے اپنے بیٹے مہدی کو بنا کر اسے ناصح طور پر اس کے متعلق اور اس کے اہل کے متعلق اور اس کے اہل بیت اور دیگر مسلمانوں کے متعلق بھلائی کی وصیت کی اور اسے بتایا کہ کام کیسے کئے جاتے ہیں اور سرحدوں کو کیسے بند کیا جاتا ہے اور اے الہی و سبائیکیں جن کی تفصیل مویل ہے اور اس پر حرام قرار دیا کہ وہ مسلمانوں کے خزانہ میں سے کسی چیز کو نہ کھولے حتیٰ کہ اسے اس کی وفات کا یقین ہو جائے بلکہ یہاں خزانہ میں اس قدر اموال ہیں جو مسلمانوں کے لیے کافی ہیں خواہ دس سال تک ٹیکس کا ایک درہم بھی ان کی طرف نہ آئے اور اس نے اسے وصیت کی کہ اس کے ذمے جو قرض ہے وہ اسے ادا کرے اور وہ قرض تین لاکھ دینار ہے اور وہ بیت المال سے اس کی ادائیگی کو مناسب نہیں سمجھتا، مہدی نے پوری طرح اس پر عملدرآمد کیا اور منصور نے رصافہ سے حج اور عمرہ کا احرام باندھا اور اپنا اونٹ بھی لے گیا اور کہنے لگا اے میرے بیٹے میں ذوالحجہ میں پیدا ہوا ہوں اور مجھے ذوالحجہ ہی میں موت کا حادثہ پیش آئے گا اور اسی بات نے اس سال مجھے حج کی جرأت دلائی ہے اور اس نے اسے الوداع کیا اور چل پڑا اور راستے ہی میں اسے مرض الموت نے آلیا اور وہ مکہ میں بہت بوجھل ہو کر داخل ہوا اور جب وہ آخری منزل پر پہنچا تو مکہ سے درے ہی اتر پڑا کیا دیکھتا ہے کہ اس کی منزل کے سامنے لکھا ہوا ہے:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اے ابو جعفر تیری موت کا وقت قریب آ گیا ہے اور تیرے سال ختم ہو چکے ہیں اور امر الہی ضرور واقع ہو کر رہے گا اے ابو جعفر کیا کوئی کاہن اور منجم آج موت کی مصیبت کو تجھ سے روکنے والا ہے۔

اس نے خارجیوں کو بلا کر یہ تحریر پڑھائی تو انہیں کچھ نظر نہ آیا تو اسے معلوم ہو گیا کہ اس کی اجل نے اسے موت کی اطلاع دی ہے مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ منصور نے خواب میں دیکھا اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اسے ہاتھ نے آواز دی اور وہ کہہ رہا تھا۔ حرکت و سکون کے رب کی قسم، موتوں کے بہت سے جال ہیں، اے نفس اگر تو نے برائی یا بھلائی کی ہے تو اس کی ذمہ داری تجھ پر ہوگی دن اور رات کا آنا جانا اور فلک میں ستاروں کا گردش کرنا اس وقت ہوتا ہے جب بادشاہ بادشاہت کو چھوڑتا ہے اور اس کی بادشاہت ختم ہو کر کسی دوسرے بادشاہ کے پاس چلی جاتی ہے حتیٰ کہ وہ بدل کر بادشاہ کے پاس چلی جاتی ہے اور اس کی بادشاہت کی عزت، مشترک نہیں ہوتی یہ کام زمین و آسمان کے پیدا کرنے والے اور پہاڑوں کے استوار کرنے والے اور فلک کو مسخر کرنے والے کا ہے۔

منصور نے کہا یہ میری موت کی آمد اور میری عمر کے خاتمے کا وقت ہے اور اس سے قبل اس نے اپنے قصر خلد میں جسے اس نے تعمیر کیا تھا اور اسے احتیاط و حکمت سرانجام دیا تھا خواب دیکھا جس نے اسے خوف زدہ کر دیا تو اس نے ربیع سے کہا اے ربیع تو ہلاک ہو جائے، میں نے ایک خواب دیکھا ہے جس نے مجھے خوفزدہ کر دیا ہے میں نے اس محل کے دروازے میں ایک شخص کو کھڑے ہوئے دیکھا ہے اور وہ کہہ رہا ہے مجھے یوں محسوس ہو رہا ہے کہ اس محل کے رہنے والے تباہ ہو گئے ہیں اور اس کے اہل اور منازل اجڑ گئے ہیں اور محل کا سردار خوشی کے بعد ایک قبر کی طرف چلا گیا ہے جس پر چٹانوں سے تعمیر کی جائے گی۔

اور وہ قصر خلد میں ایک سال سے بھی کم عرصہ ٹھہرا حتیٰ کہ حج کے راستے میں بیمار ہو گیا اور مکہ میں مرض کی شدت سے قریب

الہ گ اور اوسل ہو کر داخل ہوا اور اس کی وفات ۶ ماہ ذوالحجہ کو بخت کی شب کو ہوئی اور اس نے آخری ماتہ کی کہ اے اللہ اپنی ملاقات میں مجھے برکت دے اور بعض کا قول ہے کہ اس نے کہا اے میرے رب اگر میں نے بہت سے احکام میں تیری نافرمانی کی تو میں نے اس بات میں جو مجھے سب سے زیادہ محبوب ہے تیری اطاعت بھی کی ہے اور وہ محبوب بات اخلاص کے ساتھ لا الہ الا اللہ کی شہادت دینا ہے پھر وہ مر گیا اور اس کی انگوٹھی کا نقش اللہ ﷻ عبد اللہ ﷻ یہ اس تھا اور مشہور قول کے مطابق بروز وفات اس کی عمر ساٹھ سال تھی جن میں سے ۲۲ سال وہ خلیفہ رہا اور اسے باب المملات میں دفن کیا گیا رحمہ اللہ ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ اس کے جو مریخے کئے گئے ہیں ان میں سلم الخاسر کا مریخہ بھی ہے جو شاعر تھا:

اس شخص پر تعجب ہے جسے موت کی خبر دینے والوں نے خبر دی اس کی موت کو دونوں ہونٹوں نے کیسے بیان کیا وہ ایسا بادشاہ تھا اگر کسی روزہ وہ زمانے پر حملہ کرتا تو زمانہ گردن کے بل گر پڑتا وہ ہتھیلی جس نے اس پر مٹی ڈالی کاش وہ اپنے دائیں ہاتھ کی انگلیوں کو شمار نہ کرتی اس وقت ممالک بالجبر اس کے مطیع ہو گئے اور جن وانس نے اس کے خوف سے نگاہیں جھکائیں، الزدراء کا مالک کہاں ہے جس نے اسے ۲۲ سال تک بادشاہت دے رکھی جب آدمی کی آگ کی رگڑ پکڑ لیتی ہے تو وہ ہمتا ق کی طرح ہو جاتا ہے اور کوئی ڈانٹ اس کی خواہش کو نہیں موڑتی اور نہ ذہین آدمی اسکی ذمہ داری میں قدح کرتے ہیں تو نے اسے حکومت کی باگ ڈور دی حتیٰ کہ وہ باگ ڈور کے بغیر اپنے دشمنوں کا سردار بن گیا اس کے آگے نگاہیں جھک جاتی ہیں اور اس کے خوف سے تو ہاتھوں کو تھوڑیوں پر دیکھے گا اس نے اپنی حکومت کی اطراف کو اکٹھا کیا پھر ان کے انتہائی آدمی تک کا جانشین بن گیا اور قریبوں کے آگے ہو گیا وہ ہاشمی ارادے والا ہے اور وہ بد کے ہوئے ست دو انٹوں پر بوجھ نہیں لادتا وہ بردبار ہے جس سے خائف اپنے خوف کو بھول جاتا ہے اور ایسے ارادے والا ہے کہ پورے دل کے ساتھ عزم کرتا ہے اس کے خوف سے جانیں نکل جاتی ہیں حالانکہ ارواح ابدان میں ہوتی ہیں۔

اسے مکہ میں باب المملات کے پاس دفن کیا گیا لیکن اس کی قبر کسی کو معلوم نہیں کیونکہ اس کی قبر کو پوشیدہ رکھا گیا ہے زینب نے ایک سو قبر میں کھودی تھیں اور اسے کسی دوسری جگہ دفن کر دیا تاکہ اس کا پتہ نہ چلے۔

منصور کی اولاد:

محمد مہدی یہ اس کا ولی عہد اور جعفر اکبریہ اس کی زندگی میں ہی مر گیا اور ان دونوں کی ماں اروی بنت منصور تھی اور عیسیٰ یعقوب اور سلیمان کی ماں فاطمہ بنت محمد تھی جو حضرت طلحہ بن عبید اللہ کی اولاد میں سے تھا اور جعفر اصغر کرویم ام ولد سے تھا۔ اور صالح المسکین کرویم ام ولد سے تھا۔ قالی الفراشہ کہا جاتا ہے اسی طرح قاسم بھی ام ولد سے تھا اور عالیہ بنی امیہ کی ایک عورت سے تھی۔

مہدی بن منصور کی خلافت:

جب ۶ ماہ ذوالحجہ ۱۵۸ھ کو اس کا باپ مکہ میں مر گیا تو اس کے دفن ہونے سے قبل بنو ہاشم کے سرداروں اور جرنیلوں سے جو منصور کے ساتھ حج میں شامل تھے مہدی کی بیعت لی گئی اور ربيع حاجب نے ایشیوں کے ذریعے بیعت کو مہدی کے پاس بغداد بھیجا

اور اپنی ۱۵۹ھ و الحجہ کو منگل کے روز بیعت لے کر اس کے پاس پہنچا اور اس نے اسے سلام خلافت کہا اور اسے بیعت کے خطوط دے دیئے اور اہل بغداد نے اس کی بیعت کی اور دیگر آفاق میں بھی اس کی بیعت چلی گئی اور ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ منصور نے اپنی وفات سے ایک قبل مشقت برداشت کی اور سہارا بنایا اور امرامہ کو بلایا اور اسے اپنے بیٹے مہدی کے لیے بیعت کی تو انہوں نے جلدی سے اس کی طرف سبقت کی اور اس سال امیر بن یحییٰ بن محمد بن علی بن عبد اللہ بن عباس نے اپنے چچا منصور کی وصیت کے مطابق اوگوں کو حج کروایا اور اس نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی اور بعض کا قول ہے کہ عیسیٰ بن موسیٰ نے جو مہدی کے بعد ولی عہد تھا اس کی نماز جنازہ پڑھائی اور پہلا قول صحیح ہے اس لیے کہ وہ مکہ اور طائف کا نائب تھا اور عبد الصمد بن علی مدینہ کا اور عمرو بن زبیر ضعی کو فہ کا نائب تھا جو خلیفہ کی پولیس کے امیر المسیب بن زبیر کا بھائی تھا اور حمید بن قحطبہ خراسان کا نائب تھا اور بصرہ اور اس کی زمین کے ٹیکس کا امیر عمارہ بن حمزہ تھا اور اس کی نمازوں اور قضاء کا امیر عبد اللہ بن حسن عذری تھا اور اس کے نئے کاموں کا امیر سعید بن دلج تھا۔

واقدی نے بیان کیا ہے کہ اس سال لوگوں کو ایک سخت وبا نے آیا جس سے بہت سے لوگ مر گئے جن میں فتح بن حمید حیوۃ بن شریح اور معاویہ بن صالح نے مکہ میں وفات پائی اور زفر بن ہذیل بن سلیم نے بھی وفات پائی پھر اس نے اس کے نسب کو معد بن عدنان تک بیان کیا ہے اور اسے تمیمی غمری کوئی اور حنفی تھہیہ کہا جاتا ہے جو حضرت امام ابو حنیفہ کے اصحاب میں سے سب سے پہلے وفات پانے والا اور قیاس کا سب سے زیادہ استعمال کرنے والا ہے اور یہ ایک عابد آدمی تھا شروع شروع میں یہ علم حدیث میں مشغول ہوا پھر اس پر فقہ اور قیاس غالب آ گیا اس کی پیدائش ۱۱۶ھ اور وفات ۱۵۸ھ میں ۴۲ سال کی عمر میں ہوئی۔ رحمہ اللہ وایانا۔

۱۵۹ھ

اس سال کا آغاز ہوا تو عبید اللہ محمد مہدی بن منصور لوگوں کا خلیفہ تھا اس نے اس سال کے شروع میں عباس بن محمد کو ایک بہت بڑی فوج کے ساتھ بلاد روم کی طرف بھیجا اور خود بھی ان کی مشایعت کے لیے ان کے ساتھ سوار ہوا اور انہوں نے وہاں جا کر رومیوں کے ایک عظیم شہر کو فتح کر لیا اور بہت سی غنائم حاصل کر کے خیریت کے ساتھ واپس آ گئے اور ان میں سے ایک آدمی بھی ضائع نہ ہوا اور اس سال خراسان کے نائب حمید بن قحطبہ نے وفات پائی اور مہدی نے اس کی جگہ ابو عون عبد الملک بن یزید کو امیر مقرر کیا اور حمزہ بن مالک کو جستان کا امیر بنایا اور جبریل بن یحییٰ کو سمرقند کا امیر بنایا اور اسی سال میں مہدی نے رصافہ کی مسجد اور خندق تعمیر کی اور اسی سال میں اس نے ایک بہت بڑی فوج بلاد ہند کی طرف روانہ کی جو آئندہ سال وہاں پہنچی اس کے حالات کو ہم ابھی بیان کریں گے اور اس سال سندھ کے نائب معبد بن خلیل نے وفات پائی اور مہدی نے اس کی جگہ اپنے وزیر ابو عبد اللہ کے مشورے سے روح بن حاتم کو نائب مقرر کیا اور اس سال مہدی نے قاتلوں مفسدہ پردازوں یا جن کے ذمے کسی کا حق تھا ان کے سوا قید خانوں میں جو لوگ بھی تھے ان کو رہا کر دیا اور جن لوگوں کو اس نے زمین دوز قید خانے سے نکالا ان میں یعقوب بن داؤد

مولیٰ بن سلیم اور حسن بن ابراہیم بن عبد اللہ بن حسین بھی شامل تھے اور اس نے اس حسن کو خادم نصیر کے پاس لے جانے کا حکم دیا تاکہ وہ اس کی حفاظت کرے اور جن نے قید خانے سے نکلنے سے قبل وہاں سے بھاگ جانے کا عزم کیا ہوا تھا اور جب یعقوب بن داؤد باہر نکلا تو اس نے خلیفہ کو جو وہ عزم کرتے ہوئے تھا اس کے بارے میں نصیحت کی تو اس نے اسے قید خانے سے نکال کر خادم نصیر کے پاس رکھ دیا تاکہ وہ اس کی حفاظت کرے اور یعقوب بن داؤد نے مہدی کے ہاں بڑا رتبہ حاصل کر لیا حتیٰ کہ وہ رات کو بنا اجازت اس کے پاس آ جاتا اور اس نے اسے بہت سے امور کا منتظم مقرر کر دیا اور اسے ایک لاکھ درہم دیئے اور مسلسل اس کے پاس اس کی یہی پوزیشن رہی حتیٰ کہ مہدی نے حسن بن ابراہیم پر کامیابی حاصل کر لی اور اس کے ہاں یعقوب کا مقام گر گیا اور مہدی نے بہت سے تائبین کو معزول کر دیا اور ان کی جگہ دوسروں کو نائب مقرر کیا۔

اور اس سال مہدی نے اپنے چچا کی بیٹی ام عبد اللہ بنت صالح بن علی سے نکاح کیا اور اسی طرح اپنی لونڈی خیزران کو آزاد کر کے اس سے نکاح کر لیا اور یہی ہارون الرشید کی ماں ہے اور اس سال دجلہ بغداد میں جو کشتیاں تھیں ان میں بڑی آگ لگ گئی اور جب مہدی خلیفہ بنا تو اس نے عیسیٰ بن موسیٰ سے جو اس کے بعد ولی عہد تھا کہا کہ وہ امر خلافت سے دستبردار ہو جائے تو اس نے مہدی کی بات کو تسلیم نہ کیا اور اس نے مہدی سے اپنی کوفہ کی جاگیر میں اقامت اختیار کرنے کے بارے میں پوچھا تو اس نے اسے اجازت دے دی اور کوفہ کی امارت پر روح بن حاتم مقرر تھا اس نے مہدی کو لکھا کہ عیسیٰ بن موسیٰ سال کے مہینوں کے سوالگوں کے ساتھ جمعہ اور نماز میں حاضر نہیں ہوتا اور جب وہ آتا ہے تو اپنی سواری سمیت مسجد کے دروازے کے اندر آ جاتا ہے اور اس کی سواری کا جانور وہاں لید کر دیتا ہے جہاں لوگ نماز پڑھتے ہیں مہدی نے اسے لکھا کہ وہ گلیوں کے دہانوں پر لکڑیاں لگا دے تاکہ لوگ پیدل چل کر مسجد میں آئیں۔

عیسیٰ بن موسیٰ کو بھی اس بات کا پتہ چل گیا تو اس نے جمعہ سے قبل مختار بن ابی عیید کے مکان کو اس کے داروں سے خرید لیا اور وہ مسجد سے ملحق تھا اور وہ جمعرات کے روز اس مکان میں آ جاتا اور جب جمعہ کا دن آتا تو گدھے پر سوار ہو کر مسجد کے دروازے تک جاتا اور وہاں اتر کر تو لوگوں کے ساتھ نماز میں شامل ہو جاتا اور اس نے اپنے اہل سمیت کوفہ میں کھینٹہ اقامت اختیار کر لی پھر مہدی نے اس سے دستبردار ہونے کے متعلق اصرار کیا اور دستبردار نہ ہونے کی صورت میں اسے دھمکی دی اور اس سے وعدہ کیا کہ اگر وہ اس کی بات مان لے گا تو وہ اسے بڑی بڑی جاگیریں اور دس کروڑ درہم دے گا اور بعض نے میں کروڑ درہم بیان کئے ہیں اور مہدی نے اپنے بعد اپنے دونوں بیٹوں موسیٰ ہادی اور ہارون الرشید کے لیے بیعت لی جیسا کہ ابھی بیان ہوگا۔

اور مہدی کے ماموں یزید بن منصور نے لوگوں کو حج کروایا اور وہ یمن کا نائب تھا اس نے اسے حج کے اجتماع کا امیر مقرر کیا اور وہ شوق سے اس کی طرف آیا اور مہدی نے شہروں کے اکثر تائبین کو معزول کر دیا اور وہاں افریقہ پذیر بن حاتم کے پاس تھا اور مصر پر محمد بن سلیمان ابو ضمہ اور خراسان پر ابو عون اور سندھ پر بطام بن عمرو اور اعمواز فارس پر عمارہ بن حمزہ اور یمن پر جہا بن روح اور یمامہ پر بشر بن المنذر اور جزیرہ پر فضل بن صالح اور مدینہ پر عبید اللہ بن صفوان اور مکہ اور طائف پر ابراہیم بن یحییٰ اور کوفہ کے نئے کاموں پر اسحاق بن صباح کندی اور اس کے اخراج پر ثابت بن موسیٰ اور اس کی قضا پر شریک بن عبد اللہ نخعی اور بصرہ

کے نئے کاموں پر ۱۶۰ھ میں حضرت ابو اسحاق کی نماز پر عبد الملک بن ابی سہب بن طیمان نے قسم کی اور اس کی قضا پر عبید اللہ بن حسن عتبری نائب مقرر تھے۔

اور اس سال عبد العزیز بن ابوداؤد ظرمدہ بن غمار مالک بن مغول محمد بن عبدالرحمن بن ابی ذیب المدنی نے وفات پائی جو فقہ میں مالک بن انس کی نظیر تھے اور بسا اوقات انہوں نے حضرت امام مالک کی بعض باتوں پر اعتراضات کئے ہیں جن میں انہوں نے بعض احادیث سے حجت پکڑ کر ترک کیا ہے، حضرت امام مالک انہیں اہل مدینہ کے اجماع کے نقطہ نظر سے دیکھتے تھے اور اس قسم کے اور بھی مسائل ہیں۔

۱۶۰ھ

اس سال خراسان میں ایک شخص نے مہدی کے خلاف بغاوت کی اور اس کے احوال و سیرت اور اس کے کاموں پر عیب لگائے اس شخص کو یوسف البرم کہا جاتا تھا اور بہت سے لوگ اس کے گرد جمع ہو گئے اور حالات بگڑ گئے اور اس سے بڑی مصیبت پڑی، پس یزید بن مزید اس کے مقابلہ میں گیا اور دونوں نے شدید جنگ کی حتیٰ کہ دونوں نے گھوڑوں سے اتر کر مقابلہ کیا اور ایک دوسرے سے گتہ گتے اور یزید بن مزید نے اس یوسف کو قید کر لیا اور اس کے اصحاب کی ایک جماعت کو بھی قید کر لیا اور اس نے انہیں مہدی کے پاس بھیج دیا اور انہیں مہدی کے پاس بھیج دیا اور انہیں اس کے حضور پیش کیا گیا اور انہیں اونٹوں پر ان کی دموں کی طرف منہ پھیر کر سوار کرایا گیا اور خلیفہ نے ہرثمہ کو یوسف کے ہاتھ پاؤں کاٹنے کا حکم دیا پھر اسے اور اس کے ساتھیوں کو قتل کر کے دجلہ کے بڑے پل پر جو مہدی کی فوج کے قریب تھا صلیب دیا گیا اور اللہ تعالیٰ نے ان کی بغاوت کو ٹھنڈا کر دیا اور ان کے شر کو کافی ہو گیا۔

موسیٰ ہادی کی بیعت

ہم بیان کر چکے ہیں کہ مہدی نے عیسیٰ بن موسیٰ سے دستبردار ہونے کے متعلق اصرار کیا تو اس نے اس سے مکمل انکار کر دیا اور وہ کوفہ میں مقیم تھا پس مہدی نے اس کی طرف ایک بڑے جزل ابو ہریرہ محمد بن فروغ کو اس کے ایک ہزار اصحاب کے ساتھ بھیجا کہ وہ اسے اس کے پاس حاضر کرے اور اس نے ان میں سے ہر ایک کو ڈھول اٹھانے کا حکم دیا پس جب وہ فجر کے روشن ہو جانے کے وقت کوفہ کے سامنے آئے تو ان میں سے ہر ایک نے اپنے ڈھول پر ضرب لگائی جس سے کوفہ لرز اٹھا اور عیسیٰ بن موسیٰ خوفزدہ ہو گیا اور جب وہ اس کے پاس پہنچے تو انہوں نے اسے خلیفہ کے پاس حاضر ہونے کی دعوت دی تو اس نے بیماری کا اظہار کیا مگر انہوں نے اس کی بات کو قبول نہ کیا اور وہ اسے اپنے ساتھ لے گئے اور اسے اس سال کی ۳ محرم کو جمعرات کے روز خلیفہ کے سامنے پیش کر دیا، پس بنو ہاشم کے سرداروں، قضاة اور اعیان نے اکٹھے ہو کر اس سے اس بارے میں دریافت کیا تو اس نے ان کا انکار کر دیا اور لوگ مسلسل اسے ڈراتے اور امیدیں دلاتے رہے حتیٰ کہ اس نے ۴ محرم کو عصر کے بعد جمعہ کے روز ان کی بات مان لی اور مہدی کے دونوں بیٹوں موسیٰ اور ہارون الرشید کی ۲ محرم کو جمعرات کی صبح کو ایوان خلافت میں ایک عظیم خیمہ میں بیعت ہوئی اور

امرا نے آ کر بیعت کی پھر مہدی اٹھ کر منبر پر چڑھا اور اس کا بیٹا ہادی اس کے نیچے بیٹھا اور عیسیٰ بن موسیٰ کیلی سڑھی پر کھڑا ہوا اور مہدی نے تقریر کی اور لوگوں کو بتایا کہ عیسیٰ بن موسیٰ نے خود کو دستبردار کر دیا ہے اور لوگوں کو اس عہد سے جو ان کی گردنوں میں تھا حال کر دیا ہے اور اسے موسیٰ ہادی کے سپرد کر دیا ہے اور عیسیٰ بن موسیٰ نے اس کی تصدیق کی اور مہدی کی بیعت کر لی پھر لوگوں نے اپنے اپنے مراتب اور نمز کے مطابق اٹھ کر خلیفہ کی بیعت کر لی اور اس نے عیسیٰ بن موسیٰ کے متعلق طلاق و متاق تک پہنچی ہوئی مؤکد قسموں سے ایک تحریر لکھی اور امراء و وزراء اور بنو ہاشم کے اعیان کی ایک جماعت وغیرہ نے اس پر گواہی ڈالی اور اس نے اسے وہ اموال وغیرہ دے دیئے جن کا ذکر ہم کر چکے ہیں۔

اور اسی سال عبدالملک بن شہاب اسمعیلی ایک بہت بڑی فوج کے ساتھ ہندوستان کے شہر باربد میں آیا اور اس نے اس کا محاصرہ کر لیا اور اس پر مجاہدین نصب کر دیں اور ان کے ذریعے مٹی کا تیل پھینکا اور اس شہر کا ایک حصہ جلا دیا اور اس کے بہت سے باشندے ہلاک ہو گئے اور انہوں نے اسے بزور قوت فتح کر لیا اور واپس جانے کا ارادہ کیا تو سمندر کے چڑھ جانے کی وجہ سے وہ واپس نہ جاسکے پس انہوں نے وہاں قیام کیا تو ان کے منہوں کو ایک بیماری لگ گئی جسے حمام فر کہا جاتا ہے جس سے ان میں سے ایک ہزار آدمی مر گئے جن میں ربیع بن صبیح بھی شامل تھا اور جب ان کے لیے چلنا ممکن ہوا تو انہوں نے سمندر میں سفر کیا اور ہوا نے ان پر حملہ کر دیا تو ایک جماعت ان میں سے غرق ہو گئی اور باقی ماندہ لوگ بصرہ پہنچ گئے اور ان کے ساتھ بہت سے قیدی بھی تھے جن میں ان کے ایک بادشاہ کی بیٹی بھی تھی اور اسی سال مہدی نے ابو بکرہ ثقفی کے بیٹوں کو رسول اللہ ﷺ کی قرابت سے ملا دینے کا حکم دیا اور ان کے نسب کو ثقیف سے منقطع کر دیا اور اسی طرح کا ایک خط والی بصرہ کو لکھا اور زیاد اور نافع سے اس کے نسب کو قطع کر دیا اور اس بارے میں ایک شاعر خالد التجار کہتا ہے:

بلاشبہ زیاد نافع اور ابو بکرہ میرے نزدیک ایک عجیب تر چیز ہیں وہ اپنے قول کے مطابق قرشی ہے اور وہ غلام ہے اور یہ اپنے خیال میں عربی ہے۔

ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ بصرہ کے نائب نے اس حکم کو پورا نہیں کیا۔

اور اسی سال مہدی نے لوگوں کو حج کروایا اور بغداد پر اپنے بیٹے موسیٰ ہادی کو نائب مقرر کیا اور اپنے بیٹے ہارون الرشید اور بہت سے امراء کو اپنے ساتھ لے گیا جن میں یعقوب بن داؤد اپنے مقام و مرتبہ پر تھا اور حسن بن ابراہیم خادم سے بھاگ کر ارض حجاز میں چلا گیا اور یعقوب بن داؤد نے اس کے لیے امان طلب کی تو مہدی نے اس کے عطیہ کو بہتر کر دیا اور اس کے انعام کو بڑھا دیا اور مہدی نے اہل مکہ میں بہت سامان تقسیم کیا اور وہ اپنے ساتھ ۳۰ کروڑ درہم اور ایک لاکھ کپڑے لایا تھا اور مصر سے تین لاکھ دینار اور یمن سے دو لاکھ دینار آئے تو اس نے یہ سب مکہ اور مدینہ کے باشندوں کو دے دیئے اور حاجیوں نے مہدی کے پاس شکایت کی کہ انہیں خدشہ ہے کہ کعبہ غلافوں کی کثرت کے باعث گر پڑے گا تو اس نے کعبہ سے غلافوں کے اتارنے کا حکم دے دیا اور جب وہ ہشام بن عبدالملک کے غلافوں تک پہنچے تو انہوں نے ان کو نہایت موٹے ریشم کا پایا تو اس نے ان کو ہٹانے کا حکم دے دیا اور اس سے قبل و بعد کے خلفاء کے غلاف باقی رہنے دئے اور جب اس نے کعبہ سے غلاف اتارے تو اسے خوشبو کا لپ کیا اور

اسے نہایت خوبصورت خائف پہنایا، کہتے ہیں کہ اس نے حضرت امام مالک سے کہا کہ حضرت ابن زبیر کی دنیا یہ ۱۰۰ بار تمہارے بارے میں فتویٰ پوچھا تو حضرت امام مالک نے فرمایا مجھے خدشہ ہے کہ بادشاہ اسے کھیل بنا لیں گے تو اس نے اسے اسی حالت میں پھوڑ دیا۔

اور بصرہ کا نائب محمد بن سلیمان اس کے لیے برف کو اٹھا کر مکہ لایا اور یہ پہلا خلیفہ تھا جس کے لیے برف اٹھا کر مکہ لائی گئی اور جب وہ مدینہ آیا تو اس نے مسجد نبوی کو وسیع کیا اور اس میں ایک کمرہ تھا جسے اس نے گرا دیا اور اس نے منبر کے اس حصے کو بھی کرنا چاہا جسے حضرت معاویہ بن ابی سفیان نے بڑھایا تھا تو حضرت امام مالک نے اسے کہا، انہیں خدشہ ہے جب اسے ہلایا گیا تو اس کی پرانی لکڑی ٹوٹ جائے گی تو اس نے اسے چھوڑ دیا اور اس نے رقیہ بنت عمرو العثمانیہ سے مدینہ میں نکاح کیا اور اس نے اہل مدینہ کے پانچ سواعیان کو منتخب کیا کہ وہ عراق میں اس کے اردگرد محافظ و انصار بن کر رہیں اور اس نے عطیات کے علاوہ ان کی رسد جاری کی اور ان کی جاگیریں بھی دیں جو انہی کے نام سے مشہور ہیں۔

اور اس سال ربیع بن صبیح، سفیان بن حسین جو زہری کے اصحاب میں سے تھا اور شعبہ بن حجاج بن الورد العمقی الازدی ابولسطام واسطی نے وفات پائی پھر وہ بصرہ منتقل ہو گیا اور شعبہ نے حسن اور ابن سرین کو دیکھا اور تابعین کی کئی جماعتوں سے روایت کی اور اس سے اس کے بہت سے مشائخ، ساتھیوں اور آئمہ اسلام نے روایت کی ہے اور وہ شیخ الحدیثین ہے جسے ان میں امیر المؤمنین کا لقب دیا گیا ہے یہ قول ثوری کا ہے اور یحییٰ بن معین نے بیان کیا ہے کہ وہ امام المتقین ہے اور بڑا درویش، متقی، تنگ حال حافظ اور اچھی سیرت والا تھا اور حضرت امام شافعی نے فرمایا ہے کہ اگر وہ نہ ہوتا تو عراق میں حدیث کا پتہ نہ ہوتا اور امام احمد نے فرمایا ہے کہ وہ اس کام میں اکیلا ہی ایک جماعت تھا اور اس کے زمانے میں اس کی نظیر موجود نہ تھی اور محمد بن سعد نے بیان کیا ہے وہ ثقہ، مأمون، حجت اور صاحب حدیث تھا اور وکیع نے بیان کیا ہے مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ حدیث رسول کے دفاع کی وجہ سے شعبہ کے درجات کو جنت میں بلند کرے گا۔

اور صالح بن محمد بن حرزہ نے بیان کیا ہے کہ شعبہ پہلا شخص ہے جس نے رجال کے بارے میں گفتگو کی ہے اور یحییٰ القطان نے اس کی پیروی کی ہے پھر احمد اور ابن معین نے اس کی پیروی کی ہے اور ابن مہدی نے بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت امام مالک سے زیادہ عقلمند اور شعبہ سے زیادہ تنگ حال اور ابن المبارک سے زیادہ امت کا خیر خواہ اور ثوری سے زیادہ حافظ حدیث نہیں دیکھا اور مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا ہے کہ جب بھی میں نماز کے وقت شعبہ کے پاس گیا میں نے اسے نماز پڑھتے دیکھا اور وہ فقراء کا باپ اور ان کی ماں تھا اور نضر بن شمیث نے بیان کیا ہے کہ میں نے اس سے بڑھ کر مسکین پر رحم کرنے والا نہیں دیکھا، جب وہ مسکین کو دیکھتا تو مسلسل اسے دیکھتا رہتا حتیٰ کہ وہ اس کی نگاہوں سے اوجھل ہو جاتا اور ایک شخص نے بیان کیا ہے کہ میں نے اس سے زیادہ عبادت گزار شخص نہیں دیکھا اس نے اللہ کی اس طرح عبادت کی کہ اس کی کھال اس کی ہڈیوں کے ساتھ چپک گئی اور یحییٰ القطان نے بیان کیا ہے کہ میں نے اس سے بڑھ کر مسکین پر ترس کھانے والا نہیں دیکھا وہ مسکین کو اپنے گھر لے جاتا اور جو کچھ اس کے لیے ممکن ہوتا اسے دیتا اور محمد بن سعد وغیرہ نے بیان کیا ہے کہ اس نے ۷۸ سال کی عمر میں ۱۶۰ھ کے آغاز میں بصرہ میں

وفات پائی ہے۔

۱۶۱ھ

اس سال شامہ بن ولید نے موسم گرما کی جنگ رومی اور ذائق میں اترا اور رومی بھی اس کے خلاف جوش میں آگے اس وجہ سے مسلمان اس میں داخل نہ ہوئے اور اس سال مہدی نے کئی کھودنے، کارخانے بنانے اور مکہ کے راستے میں محلات تعمیر کرنے کا حکم دیا اور یقین بن موسیٰ کو اس کام کا منتظم مقرر کیا اور وہ دس سال یعنی اسی سال تک مسلسل کام کرتا رہا حتیٰ کہ عراق سے حجاز کا راستہ تمام راستوں سے زیادہ پر آسائش پر امن اور خوشگوار ہو گیا اور اسی سال میں مہدی نے بصرہ کی جامع مسجد کو اس کے قبلہ اور مغرب کی جانب سے وسیع کیا اور اسی سال اطراف کو خطوط لکھے کہ مسجد جماعت میں کمرہ باقی نہ رہے نیز منابر کو رسول اللہ ﷺ کے منبر کی مقدار کے برابر چھوٹا کر دیا جائے اور اس نے سب شہروں میں ایسے ہی کیا اور اسی سال مہدی کے وزیر ابو عبد اللہ کا مقام گر گیا اور اس کی خیانت اس پر واضح ہو گئی، پس مہدی نے اس کی نگرانی کے لیے کئی آدمیوں کو اپنے ساتھ لگا لیا اور جن آدمیوں کو اس نے اپنے ساتھ لگایا ان میں اسماعیل بن علیہ بھی تھا پھر اس نے اسے دور کر دیا اور اسے اپنی چھاؤنی سے دیا اور اسی سال اس نے عافیہ بن یزید ازدی کو قاضی مقرر کیا اور رصافہ میں مہدی کی فوج میں یہ اور ابن علاشہ فیصلے کیا کرتے تھے اور اسی سال خراسان کی بستیوں میں سے ایک مرو کی ایک بستی میں ایک شخص نے جسے متعق کہا جاتا تھا خروج کیا اور وہ تاسخ کا قائل تھا اور بہت سے لوگوں نے اس کی اتباع اختیار کر لی اور مہدی نے اس کی طرف اپنے کئی امراء کو بھیجا اور بہت سی افواج بھی روانہ کیں جن میں امیر خراسان معاذ بن مسلم بھی شامل تھا، متعق اور ان کے حالات کو ہم ابھی بیان کریں گے۔

اس سال موسیٰ ہادی بن مہدی نے لوگوں کو حج کروایا اور اس سال اسرائیل بن یونس بن اسحاق السبعی زائدہ بن قدامہ اور سفیان بن سعید بن مسروق ثوری ابو عبد اللہ کوئی نے وفات پائی جو اسلام کے ایک امام عابد اور مقتدا تھے، آپ نے کئی تابعین سے روایت کی ہے اور آپ سے بے شمار آئمہ اور دیگر لوگوں نے روایت کی ہے شعبہ ابو حاتم، سفیان بن عیینہ، یحییٰ بن معین اور کئی لوگوں نے روایت کی ہے کہ آپ حدیث میں امیر المؤمنین تھے اور ابن المبارک نے بیان کیا ہے کہ میں نے گیارہ سو شیخ سے لکھا ہے وہ ان سب سے افضل تھے اور ایوب نے بیان کیا ہے کہ میں نے کسی کوئی کو نہیں دیکھا جسے میں آپ پر ترجیح دوں اور یونس بن سعید نے بیان کیا ہے کہ میں نے آپ سے افضل آدمی نہیں دیکھا اور عبد اللہ نے بیان کیا ہے کہ میں نے ثوری سے بڑا فقیر نہیں دیکھا اور شعبہ نے بیان کیا ہے کہ آپ نے علم تقویٰ سے لوگوں کی سیادت کی ہے اور اصحاب مذاہب ثلاثہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس اپنے زمانے میں اور ضعیفی اپنے زمانے میں اور ثوری اپنے زمانے میں امام تھے اور امام احمد نے بیان کیا ہے کہ میرے دل میں ان سے کسی کو تقدم حاصل نہیں نیز فرمایا کہ تجھے معلوم ہے کہ امام کون ہے؟ سفیان ثوری امام ہے اور عبد الرزاق نے بیان کیا ہے کہ میں نے ثوری کو بیان کرتے سنا ہے کہ میں نے جو چیز بھی اپنے دل میں امانت رکھی ہے اس نے مجھ سے خیانت نہیں کی حتیٰ کہ میں ملامت کرنے سے گانا گاتے شخص کے پاس سے گزرتا ہوں تو اس خوف سے اپنے کان بند کر لیتا ہوں کہ وہ جو کہہ رہا ہے مجھے یاد نہ

ہو جائے۔

اور آپ نے فرمایا نئے لوگوں کے محتاج ہونے کی وجہ سے برابر دینا چہ درنا زیادہ بہتر ہے جن کے متعلق اللہ مجھ سے محاسب کرے گا۔

اور محمد بن سعد نے بیان کیا ہے کہ مؤرخین کا اتفاق ہے کہ آپ نے ۱۶ھ میں بصرہ میں وفات پائی ہے، وفات کے روز آپ کی عمر ۶۴ سال تھی اور بعض نے خواب میں آپ کو جنت میں ایک گھجور کے درخت سے دوسرے گھجور کے درخت تک اور ایک درخت سے دوسرے درخت تک اڑتے دیکھا ہے اور آپ (الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي صَدَقْنَا وَعُودُهُ) پڑھ رہے تھے اور آپ نے فرمایا ہے جب انسان جلدی سردار بن جاتا ہے تو بہت سے علم کو پیچھے چھوڑ دیتا ہے۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

ابودلامہ:

زید بن الجون، مزاحیہ شاعر اور دانشمند اس کی اصل کوئی ہے اور اس نے بغداد میں اقامت اختیار کر لی اور منصور کے ہاں بڑا رتبہ حاصل کر لیا اس لیے کہ یہ اسے ہنساتا تھا اور اسے اشعار سناتا تھا اور اس کی مدح کرتا تھا ایک روز منصور کی بیوی کے جنازہ میں شامل ہوا اور وہ اس کی عم زادی تھی جسے حمادہ بنت عیسیٰ کہا جاتا تھا اور منصور کو اس کا غم تھا اور جب لوگوں نے اس پر مٹی ڈال دی تو ابودلامہ بھی موجود تھا، منصور نے اسے کہا اے ابودلامہ تو ہلاک ہو جائے آج کے دن کے لیے تو نے کیا تیار کیا ہے اس نے امیر المومنین کی عم زادی کو تیار کیا ہے تو منصور ہنس ہنس کر لیٹ گیا پھر کہنے لگا تو ہلاک ہو جائے تو نے ہمیں رسوا کر دیا ہے اور ایک روز مہدی کے پاس اس کی سفر کی واپسی پر مبارکباد دینے گیا تو اس نے یہ شعر سنائے:

میں نے قسم کھائی ہے کہ اگر میں نے عراق کی بستیوں میں تجھے صحیح سلامت دیکھا اور تو وافر مال والا ہو تو ضرور محمد ﷺ پر درود پڑھے گا اور میری جھولی کو دراہم سے بھر دے گا۔

مہدی نے کہا پہلا مصرعہ تو ٹھیک ہے ہم محمد ﷺ پر درود پڑھیں گے اور دوسرا مصرعہ ٹھیک نہیں، اس نے کہا یا امیر المومنین یہ دو باتیں ہیں ان کے درمیان فرق نہ کیجیے اس نے حکم دیا کہ اس کی جھولی کو دراہم سے بھر دیا جائے پھر اس نے اسے کہا اٹھ کھڑا ہو تو وہ کہنے لگا ان دراہم سے میری قمیص پھٹ جائے گی اور اس نے جھولی سے انہیں تھیلوں میں ڈال دیا اور انہیں اٹھا کر چلتا بنا۔

اور ابن خلکان نے اس کے متعلق بیان کیا ہے کہ اس کا بیٹا بیمار ہو گیا تو طیب نے اس کا علاج کیا اور جب وہ صحت مند ہو گیا تو اس نے اسے کہا ہمارے پاس تجھے دینے کو کچھ نہیں لیکن تو فلاں یہودی پر اتنی رقم کا دعویٰ کر دے جتنی رقم تو ہم سے لینے کا استحقاق رکھتا ہے اور میں اور میرا بیٹا مذکورہ رقم کے بارے میں اس پر گواہی دیں گے۔

راوی بیان کرتا ہے طیب نے کوفہ کے قاضی محمد بن عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ اور بعض کا قول ہے کہ ابن شبرمہ کے پاس جا کر اس پر دعویٰ کر دیا اور یہودی نے انکار کر دیا پس ابودلامہ اور اس کے بیٹے نے اس کے خلاف گواہی دی اور قاضی ان دونوں کی شہادت کو رد نہ کر سکا اور صفائی کے گواہوں کے طلب کرنے سے ڈر گیا، پس اس نے مدعی طیب کو اپنے پاس سے مال دے دیا اور

یہودی کوچھوڑ دیا اور قاضی نے مصالح میں موافقت کر دی ابودلامہ نے اسی سال وفات پائی ہے اور بعض کا قول ہے کہ اس نے ۱۶۲ھ میں ہارون الرشید کی خلافت کا زمانہ پایا ہے واللہ اعلم۔

۱۶۲ھ

اس سال ارض قسریں میں عبدالسلام بن ہاشم بصری نے بغاوت کی اور بہت سے لوگ اس کے پیروکار بن گئے اور اس کی طاقت بڑھ گئی اور امراء کی ایک جماعت نے اس سے جنگ کی مگر اس پر قابو نہ پاسکے اور مہدی نے اس کے مقابلہ میں فوجیں روانہ کیں اور ان میں اموال خرچ کئے تو اس نے کئی بار انہیں شکست دی پھر انجام کار اس کے بعد وہ قتل ہو گیا۔

اور اس سال حسن بن قطیبہ نے رضا کاروں کے بغیر ۸۰ ہزار رسد پانے والی فوج کے ساتھ موسم گرما کی جنگ لڑی اور رومیوں کو تباہ و برباد کر دیا اور بہت سے شہروں کو جلایا اور جگہوں کو ویران کر دیا اور بہت بچوں کو قیدی بنا لیا اور اسی طرح یزید بن ابی اسید سلمی نے باب قالیقلا سے بلاد روم سے جنگ کی اور غنیمت حاصل کی اور بچ گیا اور بہت سے لوگوں کو قیدی بنا لیا۔

اور اس سال جریان میں ایک جماعت نے خروج کیا اور انہوں نے ایک شخص عبدالقہار کے ساتھ سرخ لباس پہنا اور عمر بن العلاء نے طبرستان سے اس کے ساتھ جنگ کی اور اس نے عبدالقہار کو مغلوب کر لیا اور اسے اور اس کے اصحاب کو قتل کر دیا اور اس سال مہدی نے دوسرے صوبوں کے ٹنڈوں اور قیدیوں کی رسد جاری کی اور یہ ایک بڑی خوبی ہے اور اس سال ابراہیم بن جعفر بن منصور نے لوگوں کو حج کروایا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

حضرت ابراہیم بن ادھم:

آپ ایک مشہور عابد اور بڑے درویش تھے اور اس بارے میں آپ بڑے بلند ہمت تھے ابراہیم بن ادھم بن منصور بن یزید بن عامر بن عامر اسحاق تھیں آپ کو عجلی بھی کہا جاتا ہے آپ اصلاً بلخی ہیں پھر آپ نے شام میں سکونت اختیار کر لی اور دمشق آگئے اور آپ اپنے باپ اور اعمش اور حضرت ابو ہریرہ کے ساتھی محمد بن زیاد ابواسحاق سہمی اور بہت سے لوگوں سے حدیث کی روایت کی اور آپ سے بہت سے لوگوں نے روایت کی ہے جن میں بقیہ ثوری ابواسحاق خزازی اور محمد بن حمید شامل ہیں اور اوزاعی نے بھی ان سے روایت کی ہے اور ابن عساکر نے عبداللہ بن عبدالرحمن الجزری کے طریق سے عن ابراہیم بن ادھم عن محمد بن زیاد عن ابی ہریرہ روایت کی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا اور آپ بیٹھ کر نماز پڑھ رہے تھے میں نے پوچھا یا رسول اللہ آپ بیٹھ کر نماز پڑھتے ہیں آپ کو کیا تکلیف ہے آپ نے فرمایا اے ابو ہریرہ بھوک نے تکلیف دی ہے راوی بیان کرتا ہے میں رو پڑا تو آپ نے فرمایا مت روجب بھوکا دار دنیا میں قناعت اختیار کرے گا تو قیامت کے روز کی شدت اسے تکلیف نہیں دے گی اور بقیہ کے طریق سے بحوالہ ابراہیم بن ادھم بیان ہوا ہے کہ ابواسحاق ہمدانی نے عمارہ بن غزیہ سے بحوالہ ابو ہریرہ مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بلاشبہ ایک فتنہ آئے گا جو بندوں کو تباہ کر دے گا اور عالم اپنے علم کے ذریعے اس سے نجات پائے گا۔

نسائی نے بیان کیا ہے کہ ابراہیم بن ادہم ثقہ مامون اور ایک درویش آدمی ہیں اور ابو نعیم وغیرہ نے بیان کیا ہے کہ آپ ملوک خراسان میں سے ایک بادشاہ کے بیٹے تھے اور شکار کے بہت دلدادہ تھے آپ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ میں باہر نکلا اور ایک اونٹ کے پیچھے لگ آیا تو ہاتھ نے مجھے میری زین کے پچھلے حصے سے آواز دی تھی اس کام کے لیے پیدا نہیں کیا گیا اور نہ تھے اس کا حکم دیا گیا ہے راوی بیان کرتا ہے میں کھڑا ہو گیا اور میں نے کہا میں رک گیا میں رک گیا میرے پاس رب العالمین کا قاصد آ گیا ہے پس میں اپنے اہل کے پاس واپس آ گیا اور اپنے گھوڑے کو چھوڑ دیا اور اپنے باپ کے ایک چرواہے کے پاس آ کر اس سے جبہ اور چادر لے لی پھر میں نے اپنے کپڑے اسے دے دیئے پھر میں عراق آ گیا اور کئی روز وہاں کام کرتا رہا لیکن وہاں مجھے خالص حلال رزق نہ ملا تو میں نے ایک شیخ سے حلال کے متعلق دریافت کیا تو اس نے بلاد شام کی طرف میری راہنمائی کی تو میں طرسوس آ گیا اور میں نے کئی روز وہاں کام کیا میں باغات کی دیکھ بھال کرتا اور فصلیں کاٹتا۔

اور آپ فرمایا کرتے تھے مجھے صرف بلاد شام میں خوشگوار زندگی ملی، میں اپنے دین کو لے کر ایک چوٹی سے دوسری چوٹی کی طرف اور ایک پہاڑ سے دوسرے پہاڑ کی طرف بھاگتا اور جو شخص مجھے دیکھتا وہ کہتا اس کی عقل خراب ہے پھر آپ مکہ آ گئے اور ثوری اور فضیل بن عیاض کی صحبت اختیار کی اور شام آئے اور یہیں فوت ہو گئے اور آپ صرف اپنے ہاتھوں کی کمائی مثلاً کٹائی، مزدوری اور باغات کی حفاظت وغیرہ کر کے کھانا کھاتے تھے اور آپ سے یہ بھی روایت کی گئی ہے کہ آپ نے جنگل میں ایک شخص کو دیکھا تو آپ نے اسے اللہ کا اسم اعظم سکھا دیا اور وہ اس نام سے اسے پکارتا تھا حتیٰ کہ اس نے خضر کو دیکھا تو اس نے اسے کہا میرے بھائی داؤد نے تجھے اللہ کا اسم اعظم سکھایا ہے، قشیری اور ابن عساکر نے آپ سے ایسے ایسے اسناد سے بیان کیا ہے جو صحیح نہیں ہے اور اس میں یہ بھی ہے کہ اس نے اسے کہا کہ الیاس نے مجھے اللہ کا اسم اعظم سکھایا ہے اور ابراہیم نے بیان کیا ہے اپنے کھانے کو حلال کرو اور اگر تورات کو قیام نہ کرے اور دن کو روزہ نہ رکھے تو تجھ پر کوئی گناہ نہ ہوگا۔

اور ابو نعیم نے آپ سے بیان کیا ہے کہ آپ اکثر دعا مانگا کرتے تھے اے اللہ مجھے اپنی نافرمانی کی ذلت سے اپنی اطاعت کی عزت کی طرف لے جا، آپ سے کہا گیا گوشت گراں ہو گیا ہے آپ نے فرمایا اے سستا کر د یعنی اسے نہ خریدو بلاشبہ وہ سستا ہو جائے گا اور بعض لوگوں نے بیان کیا ہے کہ ایک ہاتھ نے آپ کو اوپر سے آواز دی اے ابراہیم یہ کیا بہودگی ہے (کیا تم نے خیال کیا ہے کہ ہم نے تم کو لغو طور پر پیدا کیا ہے اور تم کو ہماری طرف نہیں لوٹایا جائے گا) اللہ سے ڈرو اور قیامت کے دن کے لیے توشہ تیار کرو تو آپ اپنی سواری کے نیچے اتر پڑے اور دنیا ترک کر دی اور آخرت کے اعمال میں مشغول ہو گئے اور ابن عساکر نے ایک اسناد سے جس کے آغاز سے اعتراض پایا جاتا ہے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ ایک روز میں بلخ میں اپنی ایک خوشنما جگہ پر بیٹھا تھا کہ اچانک ایک خوش منظر اور خوبصورت دائرہ والی شیخ اس کا سایہ لینے آ گیا اور اس کی محبت میرے دل کے ریشے میں ساگنی میں نے ایک غلام کو حکم دیا تو اس نے اسے بلایا وہ آیا تو میں نے اس کے سامنے کھانا پیش کیا تو اس نے انکار کر دیا میں نے پوچھا آپ کہاں سے آئے ہیں؟ اس نے کہا ماوراء النہر کے علاقے سے آیا ہوں میں نے پوچھا آپ کہاں جانا چاہتے ہیں؟ اس نے کہا حج کو جاتا ہوں میں نے کہا اس وقت؟ اور وہ ذوالحجہ کا پہلا یا دوسرا دن تھا۔ اس نے کہا اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے میں نے

کہا میں آپ کی صحبت اختیار کرنا چاہتا ہوں اس نے کہا اگر آپ کو یہ بات پسند ہے تو تمہاری وعدہ گاہ رات ہے اور جب رات ہوئی تو وہ میرے پاس آیا اور کہنے لگا اللہ کے نام سے اٹھ کھڑے، تو میں نے اپنے سفر کے کپڑے لے لیے اور ہم چلے گئے گو بازین ہمارے نیچے سڑتی جاتی ہے اور ہم شہروں کے پاس سے گزرنے لگے اور ہم کہنے لگے یہ فلاں شہر ہے اور یہ فلاں شہر ہے اور جب صبح ہوئی تو وہ مجھ سے جدا ہو گیا اور کہنے لگا تمہاری وعدہ گاہ رات ہے اور جب رات ہوئی تو وہ میرے پاس آیا اور ہم نے اسی طرح کیا اور ہم مدینۃ النبی ﷺ میں پہنچ گئے پھر ہم مکہ کی طرف روانہ ہو گئے اور رات کو وہاں پہنچ گئے اور ہم نے لوگوں کے ساتھ حج ادا کیا پھر ہم شام کی طرف واپس آ گئے اور ہم نے بیت المقدس کی زیارت کی اور اس نے کہا میں شام میں قیام کا ارادہ کئے ہوئے ہوں پھر میں دیگر ضعفا کی طرح اپنے شہر بلخ کو واپس آ گیا حتیٰ کہ ہم اس کی طرف لوٹ آئے اور میں نے اسے اس کے نام کے بارے میں دریافت نہ کیا اور یہ میرے معاملے کا آغاز تھا۔

اور ایک طریق سے جس میں اعتراض پایا جاتا ہے روایت کی گئی ہے اور ابو حاتم رازی نے ابو نعیم سے بحوالہ سفیان ثوری بیان کیا ہے کہ ابراہیم بن ادھم، حضرت ابراہیم خلیل کی مانند تھے اور اگر آپ صحابہ میں ہوتے تو آپ ایک فاضل آدمی ہوتے اور آپ کے راز دار ہوتے اور زمین میں آپ کو ظاہر استیج کرتے اور کوئی کام کرتے نہیں دیکھا اور جب آپ کسی کے ساتھ کھانا کھاتے تو آخر میں اپنا ہاتھ اٹھاتے۔

اور عبد اللہ بن مبارک نے بیان کیا ہے کہ ابراہیم ایک فاضل شخص تھے ان کے اور اللہ کے درمیان کچھ راز اور معاملات ہیں اور میں نے آپ کو ظاہر استیج کرتے اور کوئی کام کرتے نہیں دیکھا اور جب آپ کسی کے ساتھ کھانا کھاتے تو آخر میں اپنا ہاتھ اٹھاتے اور حضرت بشر بن حارث بن حانی نے بیان کیا ہے چار آدمیوں کو اللہ تعالیٰ ان کے رزق حلال کی وجہ سے بلند کرے گا، ابراہیم بن ادھم، سلیمان بن الخواص، وہیب بن الورد اور یوسف بن اسباط اور ابن عساکر نے معاویہ بن حفص کے طریق سے روایت کی ہے کہ آپ نے بیان کیا ہے کہ ابراہیم بن ادھم نے صرف ایک حدیث سنی ہے اور اس سے آپ نے اپنے زمانے کے باشندوں کی خرابی کو پکڑ لیا ہے۔

راوی بیان کرتا ہے کہ منصور نے ہم سے بحوالہ ربیع بن خراش بیان کیا کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ مجھے کوئی ایسا عمل بتائیے جس سے اللہ مجھے پسند کرے اور لوگ بھی مجھے پسند کریں آپ نے فرمایا جب تو چاہے کہ اللہ تجھ سے محبت کرے تو دنیا سے بغض رکھ اور جب تو چاہے کہ لوگ تجھ سے محبت کریں تو جو کچھ تیرے پاس زائد ہے اسے ان کی طرف پھینک دے۔ اور ابن ابی الدنیانے بیان کیا ہے کہ ابو الربیع نے بحوالہ اور یس ہم سے بیان کیا کہ ابراہیم بعض علماء کے پاس بیٹھے تو وہ باہم حدیث کا تذکرہ کرنے لگے اور ابراہیم خاموش بیٹھے رہے پھر کہنے لگے منصور نے ہم سے بیان کیا پھر خاموش ہو گئے اور ایک حرف بھی نہ بولے حتیٰ کہ اس مجلس سے اٹھ گئے تو آپ کے بعض اصحاب نے اس بارے میں آپ کو ملامت کی تو آپ نے فرمایا میرے دل میں آج تک اس مجلس کی مضرت کا خوف پایا جاتا ہے اور رشدین بن سعد نے بیان کیا ہے کہ ابراہیم بن ادھم اور امی کے پاس سے گزرے اور ان کے ارد گرد لوگ حلقہ کئے ہوئے تھے تو آپ نے فرمایا اگر یہ حلقہ ابو ہریرہ کے گرد ہوتا تو آپ ان سے

عاجز آجاتے، پس اوزاعی کھڑے ہو گئے اور انہیں چھوڑ دیا اور ابراہیم بن بشار نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن ادہم سے پوچھا گیا آپ نے حدیث کی روایت کو کیوں ترک کیا ہے آپ نے فرمایا میں نے تین باتوں کی وجہ سے اسے رک کیا ہے نعمتوں پر شکر کرنے، گناہ سے بخشش مانگنے اور موت کے لیے تیاری کرنے کی وجہ سے پھر آپ نے حج جاری اور بے ہوش ہو گئے اور لوگوں نے ماتم کو کہتے سنا میرے اور میرے اولیاء کے درمیان دخل نہ دو۔

اور ایک روز حضرت امام ابوحنیفہ نے ابراہیم بن ادہم سے کہا آپ کو عبادت سے اچھا حصہ ملا ہے چاہیے کہ علم تمہارے دل میں ہو بلاشبہ وہ عبادت کی چوٹی اور دین کا حسن ہے اور ابراہیم نے ان سے کہا آپ کو دل سے علم سے عمل و عبادت کرنی چاہیے وگرنہ آپ ہلاک ہو جائیں گے ابراہیم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے فقراء پر احسان فرمایا ہے قیامت کے روز ان سے نہ زکوٰۃ نہ حج نہ جہاد اور نہ صلہ رحمی کے متعلق پوچھے گا صرف مساکین انبیاء سے سوال و محاسبہ ہوگا، شفیق بن ابراہیم نے بیان کیا ہے میں شام میں ابن ادہم سے ملا اور میں نے آپ کو عراق میں بھی دیکھا ہے اور آپ کے آگے میں نوکر تھے میں نے آپ سے کہا آپ نے خراسان کی بادشاہت چھوڑی ہے اور اپنی آسائش سے باہر آگئے ہیں؟ آپ نے فرمایا خاموش رہ، مجھے یہاں خوشگوار زندگی ملی ہے میں اپنے دین کے ساتھ ایک چوٹی سے دوسری چوٹی تک بھاگتا رہا اور جو مجھے دیکھتا وہ کہتا اس کی عقل کی خرابی ہے یا قلی یا ملاح ہے۔

پھر آپ نے فرمایا مجھے اطلاع ملی ہے کہ ایک فقیر کو قیامت کے دن لاکر اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا کیا جائے گا تو وہ اس سے پوچھے گا اے میرے بندے تو نے حج نہیں کیا؟ وہ کہے گا اے میرے رب تو نے مجھے کوئی چیز نہیں دی تھی جس سے میں حج کرتا اللہ تعالیٰ فرمائے گا میرے بندے نے حج کہا ہے اسے جنت کی طرف لے جاؤ اور آپ نے فرمایا میں نے ۲۴ سال شام میں قیام کیا اور وہاں پر میری اقامت، جہاد و رباط کے لیے نہ تھی میں صرف وہاں اس لیے فروکش ہوا کہ حلال کی روٹی سے سیر ہو جاؤں اور آپ نے فرمایا تم دو ہیں ایک فائدہ مند دوسرا نقصان دہ آخرت کے متعلق تیرا غم کرنا فائدہ مند ہے اور دنیا اور اس کی زینت کے لیے تیرا غم کرنا تیرے لیے نقصان دہ ہے اور آپ نے فرمایا زہد تین واجب مستحب اور سلامتی کا زہد واجب زہد حرام کو ترک کرنا اور حلال خواہشات کو ترک کرنا مستحب زہد ہے اور شبہات کو ترک کرنا زہد سلامت ہے اور آپ کے اصحاب اپنے آپ کو حرام اور ٹھنڈے پانی اور جوتیوں سے روکتے تھے اور نہ اپنے نمک میں مضالہ ڈالتے تھے اور آپ جب توشہ دان پر بیٹھتے اور اس میں اچھا کھانا ہوتا تو آپ اچھا کھانا اپنے اصحاب کو دے دیتے اور خود روٹی اور زیتون کھاتے۔

اور آپ نے فرمایا ہے حرص طمع کی کمی صدق اور تقویٰ پیدا کرتی ہے اور حرص طمع کی کثرت غم اور گھبراہٹ پیدا کرتی ہے اور ایک شخص نے آپ سے کہا یہ جبہ ہے اسے آپ مجھ سے قبول کر لیں، آپ نے فرمایا اگر تو تو نگر ہے تو میں اسے قبول کر لیتا ہوں اور اگر تو فقیر ہے تو میں اسے قبول نہیں کروں گا اس نے کہا میں تو نگر ہوں آپ نے فرمایا تیرے پاس کتنا مال ہے اس نے کہا دو ہزار، آپ نے فرمایا تو چاہتا ہوگا کہ چار ہزار ہو جائے اس نے کہا آپ نے فرمایا پھر تو فقیر ہے میں تجھ سے اس جبہ کو قبول نہیں کروں گا آپ سے کہا گیا کہ کاش آپ نکاح کر لیتے آپ نے فرمایا اگر وہ مجھے اپنے نفس کو طلاق دینے کی طاقت دیتا تو میں اسے طلاق دے

دینا اور آپ مکہ میں پندرہ روز ٹھہرے آپ کے پاس کوئی چیز نہ تھی اور پانی والی ریت کے سوا آپ کا کوئی توشہ نہ تھا اور آپ نے ایک رخصت بندہ نمازیں پڑھیں اور ایک روز آپ نے گھاٹ کے کنارے پانی میں بھگائے ہوئے ٹکڑے کھائے۔

انہیں یوسف الغولی نے آپ کے سامنے رکھا تو آپ نے ان ٹکڑوں میں کچھ ٹکڑے کھائے پھر کھڑے ہو گئے اور گھاٹ سے پانی پیا پھر آ کر اپنی لڈی کے بل لیٹ گئے اور کہنے لگے اے ابو یوسف اے بادشاہوں اور بادشاہوں کے بیٹوں لو ہماری آسودہ حالت کا علم ہو جاتا تو وہ زندگی بھر ہماری لذت عیش پر ہم سے تلواروں کے ساتھ جنگ کرتے ابو یوسف نے آپ سے کہا ان لوگوں نے راحت و آرام کو طلب کیا اور صراط مستقیم سے بھٹک گئے ہیں ابراہیم نے مسکرا کر فرمایا آپ نے یہ بات کہاں سے سیکھی ہے اسی دوران میں آپ مصیہ میں اپنے اصحاب کی ایک جماعت میں بیٹھے تھے کہ اچانک ایک سوار نے آ کر پوچھا تم میں ابراہیم ادہم کون ہے؟ اس کی راہنمائی کی گئی تو اس نے کہا اے میرے آقا میں آپ کا غلام ہوں آپ کے والد وفات پا چکے ہیں اور مال چھوڑ گئے ہیں جو قاضی کے پاس ہے اور میں آپ کے پاس دس ہزار درہم لایا ہوں تاکہ آپ انہیں بیخ تک اپنے پر خرچ کریں اور ایک گھوڑا اور خچر بھی لایا ہوں ابراہیم دیر تک خاموش رہے پھر اپنا سراٹھا کر فرمایا اگر تو سچا ہے تو دراہم گھوڑا اور خچر تیرے ہوئے اور کسی کو اس کے متعلق نہ بتانا کہتے ہیں کہ اس کے بعد آپ بیخ گئے اور حاکم سے آپ نے مال حاصل کیا اور سب کا سب راہ خدا میں دے دیا۔

اور آپ کے ساتھ آپ کے بعض اصحاب بھی تھے اور وہ دو ماہ تک ٹھہرے رہے انہیں کوئی چیز کھانے کو نہ ملی ابراہیم نے ان سے کہا اس جنگل میں داخل ہو جاؤ اور یہ ایک سردن تھا وہ بیان کرتا ہے میں جنگل میں داخل ہوا تو آپ نے ایک درخت دیکھا جس پر بہت سے آڑو لگے ہوئے تھے میں نے ان سے اپنا تھیلا بھر لیا پھر میں باہر نکل آیا آپ نے پوچھا تیرے پاس کیا ہے؟ میں نے کہا آڑو ہیں آپ نے فرمایا اے کمزور یقیناً اگر تو صبر کرتا تو پکی ہوئی تر کھجوریں پاتا جیسے مریم بنت عمران کو ملی تھیں اور آپ کے ایک ساتھی نے آپ کے پاس بھوک کی شکایت کی تو آپ نے دو رکعت نماز پڑھی کیا دیکھتے ہیں کہ آپ کے ارد گرد بہت سے دینار ہیں آپ نے اپنے ساتھی سے کہا ان میں سے ایک دینار لے لو اس نے لے کر اس سے ان کے لیے کھانا خریدا، مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ آپ کام کرتے تھے پھر جا کر انڈے اور مکھن خریدتے تھے اور کبھی بھنا ہوا گوشت، خروٹ اور حلوہ خریدتے اور اسے اپنے اصحاب کو کھلا دیتے اور خود روزہ رکھتے اور جب افطار کرتے تو ناکارہ سا کھانا کھاتے اور اپنے آپ کو اچھا کھانے سے محروم رکھتے تاکہ اس کے ذریعے لوگوں سے ان کی محبت و الفت کے لیے حسن سلوک کریں۔

اور اوزاعی نے ابراہیم ادہم کی مہمانی کی تو ابراہیم نے تم کھایا اس نے کہا آپ نے تم کیوں کھایا ہے؟ ابراہیم نے کہا اس لیے کہ آپ نے کھانے میں کمی کی ہے پھر ابراہیم نے بہت سا کھانا تیار کیا اور اوزاعی کو بلایا تو اوزاعی نے کہا کیا آپ اسراف سے نہیں ڈرتے ابراہیم نے کہا نہیں اسراف وہ ہے جو معصیت الہی میں ہو جو کچھ آدمی اپنے بھائیوں پر خرچ کرتا ہے وہ دین کا حصہ ہے، مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ آپ نے ایک دفعہ بیس دینار کے عوض کٹائی کی اور ایک دفعہ آپ اور آپ کا ایک ساتھی ایک حجام کے پاس سر منڈانے اور پچھنے لگوانے کے لیے بیٹھے تو وہ ان سے زنج ہو گیا اور انہیں چھوڑ کر دوسرے لوگوں میں مشغول رہا تو آپ

کے ساتھی کو اس سے اذیت پہنچی پھر جہاد ان کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا تم کیا چاہتے ہو؟ ابراہیم نے کہا میں چاہتا ہوں کہ آپ میرا سر منڈا دیں اور کچھ لگا دیں اس نے ایسے ہی کیا تو ابراہیم نے دست نہیں دینا ردے دیئے اور فرمایا میں چاہتا ہوں کہ اس نے بعد تو کسی فقیر کی حقارت نہ کرے اور مضامین عیسیٰ نے بیان کیا ہے کہ ابراہیم اور آپ کے اصحاب نے صوم و صلوة سے فوقیت نہیں پائی بلکہ صدق و سخاوت سے پائی ہے۔

اور ابراہیم فرمایا کرتے تھے لوگوں سے اس طرح بھاگو جیسے تم پھاڑنے والے شیر سے بھاگتے ہو اور جمعہ اور جمعہ اور جماعت سے پیچھے نہ رہو اور جب آپ اپنے کسی ساتھی کے ساتھ سفر کرتے تو ابراہیم اس سے حدیث بیان کرتے اور جب آپ کسی مجلس میں حاضر ہوتے تو گویا ان کے سردوں پر آپ کے ہیبت و جلال کی وجہ سے پرندے بیٹھے ہیں اور بسا اوقات آپ اور سفیان ثوری سرد رات میں صبح تک گفتگو کرتے رہتے اور ثوری آپ کے ساتھ گفتگو کرنے سے بچتے اور آپ نے ایک شخص کو دیکھا اور آپ کو بتایا گیا کہ یہ آپ کے ماموں کا قاتل ہے تو آپ نے اس کے پاس جا کر اسے سلام کہا اور اسے تحفہ دیا اور فرمایا مجھے اطلاع ملی ہے کہ آدمی اس وقت یقین کے درجہ پر پہنچتا ہے جب اس کا دشمن اس سے امن میں ہو اور ایک شخص نے آپ سے کہا آپ کو مبارک ہو آپ نے اپنی عمر عبادت میں فنا کر دی ہے اور دنیا اور بیویوں کو ترک کر دیا ہے آپ نے فرمایا بعض اوقات انسان کا اپنے عیال کے فاقہ سے ڈرنا فلاں فلاں سالانہ عبادت سے بہتر ہے اور اوزاعی نے آپ کو بیروت میں گردن پر لکڑیوں کا گٹھا اٹھانے دیکھا تو فرمایا اے ابواسحاق آپ کے بھائی آپ کو اس میں کفایت کریں گے تو آپ نے انہیں فرمایا اے ابو عمرو خاموش رہ مجھے اطلاع ملی ہے کہ جب کوئی شخص طلب ہلال میں ذلت کے مقام پر کھڑا ہوتا ہے تو اس کے لیے جنت واجب ہو جاتی ہے۔

اور ابن ادہم بیت المقدس سے باہر نکل کر ایک راستے سے گزرے تو پہریداروں نے آپ کو پکڑ لیا اور پوچھنے لگے تو غلام ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں انہوں نے پوچھا بھگوڑا؟ آپ نے فرمایا ہاں تو انہوں نے آپ کو قید کر لیا بیت المقدس کے باشندوں کو آپ کی اطلاع ملی تو وہ سب طبریہ کے نائب کے پاس آئے اور کہنے لگے تو نے ابراہیم ادہم کو کیوں قید کیا ہے؟ اس نے کہا میں نے انہیں قید نہیں کیا انہوں نے کہا وہ تیرے قید خانے میں ہیں تو اس نے آپ کو بلا کر پوچھا آپ کو کیوں قید کیا گیا ہے آپ نے فرمایا پہریداروں سے پوچھے انہوں نے پوچھا بھگوڑا؟ میں نے کہا ہاں میں اپنے گناہوں سے بھاگنے والا غلام ہوں تو اس نے آپ کو رہا کر دیا۔

مورخین نے بیان کیا ہے کہ آپ اپنے رفقاء کے ساتھ گزرے تو کیا دیکھتے ہیں کہ راستے میں شیر کھڑا ہے حضرت ابراہیم ادہم نے اس کی طرف بڑھ کر اسے کہا اے شیر اگر تجھے ہمارے متعلق حکم دیا گیا ہے تو اسے کر گزر دو ورنہ جدھر سے آیا ہے ادھر واپس چلا جا مورخین نے بیان کیا ہے کہ درندہ اپنی دم مارتا ہوا واپس چلا گیا پھر ابراہیم نے ہمارے پاس کر کہا کھو اے اللہ اپنی نہ سونے والی آنکھ سے ہماری حفاظت فرما اور ہمیں اپنی اس پناہ میں لے لے جس کا قصد نہیں کیا جاتا اور اپنی قدرت سے ہم پر رحم کر اے اللہ اے اللہ اے اللہ ہم ہلاک نہ ہوں جب کہ تو ہماری امید ہو خلف بن تمیم نے بیان کیا ہے کہ جب سے میں نے یہ دعائیہ مسئلہ اسے کر رہا ہوں اور مجھے کوئی چور وغیرہ نہیں ملا۔

اور اس کے اور طریقوں سے بھی شواہد و روایت کئے گئے ہیں روایت ہے کہ ایک شب آپ نماز ادا کر رہے تھے تو آپ کے

پاس تین سیر آگئے ان میں سے ایک نے آگے بڑھ کر آپ کے کپڑوں کو سونگھا پھر چلا گیا اور آپ کے قریب ہی بیٹھ گیا، دوسرے نے بھی آ کر ایسا ہی کیا اور تیسرے نے بھی آ کر ایسے ہی کیا اور حضرت ابراہیم مسلط نماز پڑھتے رہے اور جب سحر کا وقت ہوا تو آپ نے ان سے کہا اگر تمہیں کوئی حکم دیا گیا ہے تو آؤ وگرنہ واپس چلے جاؤ تو وہ واپس چلے گئے اور ایک دفعہ آپ مکہ میں ایک پہاڑ پر چڑھے اور آپ کے ساتھ ایک جماعت بھی تھی آپ نے ان سے فرمایا اگر اولیاء اللہ میں سے کوئی دلی پہاڑ سے کہے کہ بل جاؤ تو وہ بل جائے پس پہاڑ آپ کے نیچے حرکت کرنے لگا تو آپ نے اس پر پاؤں مار کر فرمایا ٹھہر جا میں نے تجھے اپنے اصحاب کی عبرت کے لیے مارا ہے اور وہ پہاڑ ابونیس تھا اور ایک دفعہ آپ کشتی پر سوار ہوئے تو ہر طرف سے موجوں نے انہیں آلیا تو حضرت ابراہیم نے اپنی چادر سے اپنے سر کو لپیٹا اور پہلو کے بل لیٹ گئے اور کشتی والوں نے چیخوں اور دعاؤں سے شور مچا دیا اور انہوں نے آپ کو جگا کر کہا کیا آپ دیکھتے نہیں کہ ہم کس مصیبت میں ہیں؟ آپ نے فرمایا یہ مصیبت نہیں، مصیبت تو لوگوں کی محتاجی ہے پھر آپ نے فرمایا اے اللہ تو نے ہمیں اپنی قدرت دکھائی ہے اب ہمیں اپنا عقوبت بھی دکھا تو سمندر تیل کے پیالے کی طرح ہو گیا اور کشتی والے نے آپ سے آپ کے بوجھ کی اجرت دودینا طلب کی آپ نے فرمایا میرے ساتھ چل تاکہ میں تجھے تیرے دودینا ر دوں پس اسے سمندر میں ایک جزیرہ میں لے آئے اور حضرت ابراہیم نے وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھی اور دعا کی تو آپ کا ارادہ دیناروں سے بھر گیا آپ نے اسے کہا اپنا حق لے لو اور زیادہ نہ لینا اور اس کا کسی سے ذکر بھی نہ کرنا۔ اور حذیفہ المرثی کا بیان ہے کہ میں اور ابراہیم کوفہ کی ایک ویران مسجد میں پہنچے اور ہم پر کئی دن گزر چکے تھے اور ہم نے کچھ کھایا یا پانی نہیں تھا آپ نے مجھے فرمایا معلوم ہوتا ہے کہ آپ بھوکے ہیں میں نے کہا ہاں آپ نے ایک کاغذ کا ایک ٹکڑا لیا اور اس میں لکھا:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تو ہی ہر حال میں مقصود اور ہر معنی میں مشار الیہ ہے۔

میں تعریف کرنے والا ذکر کرنے والا اور شکر کرنے والا ہوں میں بھوکا ننگا اور بے لباس ہوں یہ چھ باتیں ہیں اور میں ان میں سے نصف کا ضامن ہوتا ہوں اور تو اسے پیدا کرنے والے ان میں سے نصف کا ضامن بن جا میرا تیرے غیر کی مدح کرنا آگ کی پیش ہے جس میں میں گھسا ہوں اپنے بندوں کو آگ میں داخل ہونے سے بچا۔

پھر آپ نے مجھے فرمایا اس رقعہ کو نکالو اور اپنے دل کو غیر اللہ کے ساتھ نہ لگاؤ اور یہ رقعہ اس شخص کو دے دو جو سب سے پہلے ملے میں باہر نکلا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک شخص خچر پر سوار ہے میں نے رقعہ اس شخص کو دے دیا اور جب اس نے اسے پڑھا تو رو پڑا اور اس نے مجھے چھ سو دینار دیئے اور واپس چلا گیا میں نے پوچھا وہ کون شخص تھا جو خچر پر سوار تھا انہوں نے بیان کیا وہ ایک نصرانی آدمی تھا میں نے آ کر حضرت ابراہیم کو بتایا تو آپ نے فرمایا ابھی وہ آ کر اسلام قبول کرے گا کچھ دیر بعد وہ آ کر حضرت ابراہیم کے سر پر جھک گیا اور مسلمان ہو گیا اور حضرت ابراہیم فرمایا کرتے تھے ہمارا گھر ہمارے سامنے ہے اور ہماری زندگی ہماری وفات کے بعد ہے خواہ جنت کی طرف چلی جائے یا دوزخ کی طرف چلی جائے اپنی آنکھ کو بتا کہ ملک الموت اور اس کے مددگار تیری روح کو قبض کرنے آئے ہیں اور دیکھ اس وقت تیری کیا حالت ہوگی اور اسے لینے کی جگہ کے خوف اور منکر و نکیر کے سوالات کے متعلق بتا

اور دیکھتے تیرا کیا حال، گا اور اس قیامت اور اس کے خوف اور گھبراہٹ اور بیش اور سباب کے متعلق بتا اور دیکھتے تیرا کیا حال ہو گا پھر آپ نے ایک چیخ ماری اور غش کھا کر گر پڑے اور آپ نے اپنے اصحاب میں سے ایک شخص کو ہنستے دیکھا تو اسے فرمایا اس چیز کی طبع نہ کر جو نہیں ہوگی اور اس کو نہ بھول جو ہوگی، آپ سے دریافت کیا گیا اب اسحاق یہ کیسے ہوگا؟ آپ نے فرمایا بچا کی طبع نہ کر اہموت تجھے تلاش کرے گی پس وہ شخص کیسے ہنس سکتا ہے جو مرنے والا ہے اور اسے معلوم نہیں کہ اسے جنت کی طرف لے جایا جائے گا یا دوزخ کی طرف اور موت کو نہ بھول اور صبح و مساتیرے پاس آنے والی ہے پھر آپ نے آہ آہ کہا اور غش کھا کر گر پڑے اور آپ فرمایا کرتے تھے ہمیں کیا ہو گیا ہے کہ ہم اپنے نقر کی شکایت اپنے جیسے لوگوں کے پاس کرتے ہیں اور ہم اپنے رب سے اس کے دور کرنے کی دعا نہیں کرتے پھر فرمانے لگے اس بندے کو اس کی ماں کھودے جس نے دنیا کو پسند کیا اور جو کچھ اس کے مولیٰ کے خزانوں میں ہے اسے بھول گیا اور آپ نے فرمایا جب تو رات کو سوئے اور دن کو دیوانہ ہو جائے اور ہمیشہ گناہوں میں مبتلا رہے تو اپنے امور کے ذمہ دار کو کیسے راضی کرے گا اور آپ کے ایک ساتھی نے آپ کو بیروت کی مسجد میں روتے اور اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے سر پر مارتے دیکھا تو اس نے پوچھا آپ کیوں روتے ہیں؟ آپ نے فرمایا میں نے اس دن کو یاد کیا ہے جس میں دل اور آنکھیں الٹ پلٹ جائیں گی اور آپ نے فرمایا جب بھی تو توبہ کے آئینے کو غور سے دیکھے گا تو تجھ پر معصیت کی برائی قباحت واضح ہو جائے گی۔

اور آپ نے ثوری کو لکھا جو اپنے مطلوب کو پہچان لیتا ہے اس پر جو کچھ وہ خرچ کرتا ہے بیچ ہو جاتا ہے اور جو اپنی نظر کو کھلا چھوڑ دیتا ہے اس کا غم طویل ہو جاتا ہے اور جو اپنی امید کو کھلا چھوڑ دیتا ہے اس کا عمل برا ہو جاتا ہے اور جو اپنی زبان کو کھلا چھوڑ دیتا ہے وہ اپنے آپ کو قتل کر دیتا ہے اور ایک والی نے آپ سے دریافت کیا آپ کی معیشت کا سامان کہاں سے آتا ہے تو آپ یہ شعر پڑھنے لگے:

ہم اپنے دین کے کلڑے کر کے اپنی دنیا کو پیوند لگاتے ہیں، پس نہ ہمارا دین باقی رہتا ہے اور نہ وہ جسے ہم پیوند لگاتے ہیں۔

اور آپ اکثر ان اشعار کو بطور ضرب المثل پڑھا کرتے تھے:

دنیا سے اپنے شرور سے کیوں بچاتی ہے جس گھڑی بچ پیدا ہوتا ہے وہ روتا ہے اور وہ صرف اس لیے روتا ہے کہ وہ جس دنیا میں تھا اس سے یہ زیادہ آرام دہ اور وسیع دنیا ہے اور جب وہ دنیا کو دیکھتا ہے تو پر ہوتا ہے گویا وہ دنیا کی ان تکالیف کو دیکھتا سنتا ہے جس سے عنقریب اس نے دو چار ہونا ہوتا ہے۔

اور آپ ان اشعار کو بھی ضرب المثل پڑھا کرتے تھے:

میں نے دیکھا ہے کہ گناہ دلوں کو مار دیتے ہیں اور ان پر ہمیشگی اختیار کرنا دلوں کو ذلت عطا کرتا ہے اور گناہوں کا ترک کرنا دلوں کی زندگی ہے اور گناہوں کی نافرمانی کرنا تیرے لیے بہتر ہے اور دین کو بادشاہوں اور برے عالموں اور راہبوں نے خراب کیا ہے اور انہوں نے دلوں کو فروخت کر دیا ہے مگر انہیں نفع حاصل نہیں ہوا اور نہ فروخت کرنے سے ان کی قیمتیں بڑھی ہیں اور لوگ مردار ہیں آسودگی محسوس کرتے ہیں اور عقل مند پر ان کی بدبو واضح ہو جاتی ہے۔

نیز فرمایا تقویٰ تیرے دل میں حسن اخلاق کے راسخ ہو جانے اور لوگوں کے عیوب سے غافل ہو کر اپنے گناہوں میں مشغول ہونے کے باعث ململ ہوتا ہے تجھ پر لازم ہے کہ تو ایسے دل سے ہو رب جلیل کا مطیع ہوا جیسے الفاظ کو اختیار کرے اپنے گناہوں کے بارے میں غور و فکر کر اور اپنے رب کے حضور توبہ کر وہ تیرے دل میں تقویٰ پیدا کر دے گا اور اپنے رب کے سوا کسی سے امید نہ رکھ اور یہ محبت کی علامت نہیں کہ تو اس بات کو پسند کرے جس سے تیرا محبوب نفرت کرتا ہے ہمارے آقا نے دنیا کی مذمت کی ہے اور ہم نے اس کی مدح کی ہے اور اس نے اس سے نفرت کی ہے اور ہم نے اسے پسند کیا ہے اور ہم نے اسے چھوڑ کر اسے ترجیح دی ہے اور اس کی طلب میں دلچسپی لی ہے اور اس نے تم سے دنیا کی بربادی کا وعدہ کیا ہے اور تم نے اسے محفوظ کر لیا ہے اور اس نے تمہیں خزانوں سے ڈرایا ہے اور تم نے انہیں جمع کر لیا ہے اور اس جنگلی نرگس کی طرف اس کے اس باب نے تمہیں دعوت دی ہے اور تم نے اس کے منادی کو جلدی جواب دیا ہے اس نے اپنے فریب سے تمہیں دھوکہ دیا ہے اور اس نے تمہیں امیدیں دلائی ہیں اور تم اس کی امیدوں کے مطیع ہو گئے ہو اور تم اس کے حسن اور چمک میں لوٹتے ہو اور تم اس کی لذات میں آسودہ زندگی گزارتے ہو اور اس کی شہوات میں لوٹتے ہو اور اس کے تاوانوں میں لتھڑے ہو اور حرص کے تیجوں سے اس کے خزانوں کو ظاہر کرتے ہو اور طمع کی کدالوں سے اس کی کانوں کو کھودتے ہو اور ایک شخص نے آپ کے پاس کثرت عیال کی شکایت کی تو آپ نے فرمایا ان میں سے اس شخص کو میرے پاس بھیج دو جس کا رزق اللہ کے ذمے نہیں ہے تو وہ شخص خاموش ہو گیا اور فرمایا کہ میں ایک پہاڑ کے پاس سے گزرا تو ایک پتھر پر عربی زبان میں لکھا تھا: -

ہر زندہ خواہ باقی رہے وہ زندگی سے پانی مانگتا ہے پس آج کام کر اور کوشش کر اور اسے بد بخت موت سے خوف کھا۔
 اور فرمایا: میں کھڑا ہو کر پڑھ رہا تھا اور رو رہا تھا کہ ایک بالوں والا اور غبار آلود شخص جو بالوں کی قمیص پہنے ہوئے تھا آیا اور اس نے سلام کہا اور پوچھا تو کیوں روتا ہے میں نے کہا یہ کون ہے؟ تو اس نے میرا ہاتھ پکڑ کر اور زیادہ دور نہ گیا کیا دیکھتا ہوں کہ قلعے کی مانند ایک بہت بڑی چٹان ہے اس نے کہا پڑھ رو اور کوتاہی نہ کر اور خود وہ کھڑا ہو کر نماز پڑھنے لگا تو اس کے بالائی حصے میں واضح عربی زبان میں لکھا تھا: -

جاہ و حشمت کا طالب نہ بن تیری جاہ و حشمت بادشاہ کے نزدیک ساقط ہونے والی ہے اور تو اپنی جاہ و حشمت کی اصلاح کرنے والا بن۔

اور دوسری جانب واضح زبان میں لکھا تھا: -

جو قضاؤں پر پھر بھروسہ نہیں کرتا وہ بہت نقصان دو غموں سے دوچار ہوتا ہے۔

اور اس کی بائیں جانب واضح عربی میں لکھا تھا:

تقویٰ کیا ہی خوب صورت اور فحش کیا ہی برا ہے اور ہر کوئی اپنے گناہ میں ماخوذ ہوگا اور اللہ کے پاس جزا ہے۔

اور قلعے نیچے زمین سے ایک ہاتھ یا اس سے کچھ زیادہ اوپر لکھا تھا:

کامیابی اور تو نگر می اللہ کا تقویٰ اختیار کرنے اور عمل کرنے میں ہے۔

راوی کا بیان ہے کہ جب میں پڑھنے سے فارغ ہوا تو میں متوجہ ہوا تو وہ شخص وہاں نہیں تھا، مجھے معلوم نہیں وہ واپس چلا گیا یا مجھ سے پوشیدہ ہو گیا اور آپ نے فرمایا ترازو میں سب سے زیادہ بوجھل وہ اعمال ہوں گے جو اجسام پر سب سے زیادہ بوجھل ہوں گے اور جس نے عمل کو پورا کیا اسے پورا اجر ملے گا اور جس نے عمل نہ کیا وہ قلیل و کثیر عمل کے بغیر دنیا سے آخرت کی طرف کوچ کر گیا، نیز فرمایا ہر وہ بادشاہ جو عادل نہیں اس کا اور چور کا ایک ہی مقام ہے اور ہر وہ عالم جو پرہیزگار نہیں اس کا اور بھیڑیے کا ایک ہی مقام ہے اور ہر وہ شخص جو ماسوائے اللہ کی خدمت کرتا ہے اس کا اور کتے کا ایک ہی مقام ہے نیز فرمایا جس شخص نے اللہ کی اطاعت میں عاجزی اختیار کی اس کے لیے مناسب نہیں کہ وہ اپنی بھوک میں غیر اللہ کے سامنے عاجزی کرنے پس اس شخص کا کیا حال ہوگا جو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں اور اس کی کفایت میں لوٹتا ہے؟ نیز فرمایا ہم نے اپنی گفتگو وضاحت سے کی اور اعرابی غلطی نہیں کی اور ہم نے اپنے اعمال میں غلطیاں کیں اور انہیں عہدگی سے نہیں کیا نیز فرمایا ہم جب کسی جوان کو مجلس میں گفتگو کرتا دیکھتے ہیں تو ہم اس کی بھلائی سے مایوس ہو جاتے ہیں اور فرمایا لوگوں سے پہلو تہی اختیار کر لو لیکن جمعہ اور جماعت سے الگ نہ رہو۔

اور حافظ ابو بکر خطیب نے بیان کیا ہے کہ قاضی ابو محمد حسن بن حسن بن محمد بن زامین استرآبادی نے ہمیں بتایا کہ عبد اللہ بن محمد الحمیدی شیرازی نے بتایا کہ قاضی احمد خرداد احوازی نے بتایا کہ علی بن محمد القصوی نے مجھ سے بیان کیا کہ احمد بن محمد الحکلی نے مجھ سے بیان کیا میں نے حضرت سری سقطی کو بیان کرتے سنا کہ میں نے حضرت بشر بن حارث حانی کو بیان کرتے سنا کہ حضرت ابراہیم ادہم نے فرمایا کہ میں ایک راہب کے پاس کھڑا ہوا تو اس نے میری طرف دیکھا تو میں نے اسے کہا مجھے نصیحت کیجیے تو وہ کہنے لگا:۔

لوگوں سے پہلو تہی اختیار کر لے اور اپنے دشمن سے ڈر بلاشبہ زمانہ مجھ پر سایہ فگن ہے اور اس نے مجھے عجیب امور دکھائے ہیں تو جس طرح چاہے لوگوں کو پھیر دے تو انہیں بچھو پائے گا۔

حضرت بشر کہتے ہیں میں نے حضرت ابراہیم سے کہا یہ تو راہب نے آپ کو نصیحت کی ہے آپ مجھے نصیحت فرمائیے تو آپ کہنے لگے:۔

بھائیوں سے الگ ہو جا اور کئی مونس تلاش نہ کر اور نہ کسی کو دوست بنا اور نہ کوئی ساتھی تلاش کر اور نسل آدم میں سے سامری والے کام کرنے والا بن جا اور واحدانیت والا ہو جا اور جس قدر تجھے طاقت ہے اس کے مطابق الگ تھلگ ہو جا بھائی، محبت اور اخوت سب بگڑ چکے ہیں اور تو ہر ایک کو منافق اور جھوٹا پائے گا اور اگر یہ نہ کہا جائے کہ لڑھکا ہوا ہے اور تو میرے حالات سے ناواقف ہوتا تو میں کہتا تو راہب ہو گیا ہے۔

حضرت سری بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت بشر سے کہا یہ حضرت ابراہیم نے آپ کو نصیحت کی ہے آپ مجھے نصیحت کریں، آپ نے فرمایا تجھ پر گنہگار رہنا اور اپنے گھر میں بیٹھ رہنا لازم ہے، میں نے کہا مجھے حضرت حسن کی روایت پہنچی ہے کہ آپ نے فرمایا ہے کہ اگر رات اور بھائیوں کی ملاقات نہ ہوتی تو میں پرواہ نہ کرتا کہ میں کب مرتا ہوں اور حضرت بشر کہنے لگے:۔

اے وہ شخص جو بھائیوں کی ملاقات سے خوش ہوتا ہے، آہستگی اختیار کر تو شیطان کی چالوں سے امن میں آ گیا ہے، دل معاذ اور اس کے ذکر سے خالی ہو گئے ہیں اور حرص اور گھٹائے میں مصروف ہو گئے ہیں تو جن لوگوں کو دیکھتا ہے ان کی

مجالس اور گفتگو، بردہ پوش کی بردہ دہری اور دل کی موت کے بارے میں سے۔

جلی کا بیان ہے کہ میں نے حضرت سری سے کہا یہ تو حضرت بشر کی نصیحت ہے آپ مجھے نصیحت فرمائیں تو آپ نے فرمایا تجھ پر نمانہر بنا تا رم ہے میں نے کہا میں اسے پسند کرتا ہوں آپ فرماتے گئے:۔۔۔

اسے وہ شخص جو بزمِ خوش گمانی کا خواہاں ہے اگر یہ بات درست ہے تو کچھ باتوں کے لیے تیار ہو جاوے میرے بھائی مجالس اور باہمی گفتگو کو ترک کر دے اور نماز کے لیے اپنے باہر نکلنے کو گمان بنا لے بلکہ تو وہاں پر مردے کی طرح کا زندہ بن جا جس سے قربت دار ملاقات کی امید نہیں رکھتا۔

علی بن محمد القصری نے بیان کیا ہے کہ میں نے جلی سے کہا یہ تو حضرت سری سقظی نے آپ کو نصیحت کی ہے آپ مجھے نصیحت کریں آپ نے فرمایا اے میرے بھائی اللہ کے نزدیک سب سے محبوب عمل وہ ہے جو دنیا سے بے رغبت انسان کے دل سے اس کی طرف جاتا ہے پس تو دنیا سے بے رغبت ہو جا اللہ تجھ سے محبت کرے گا پھر آپ فرمانے لگے:۔۔۔

تو پراگندگی کے گھر میں ہے پس تو اپنی پراگندگی کے لیے تیاری کر اور دنیا کو ایک دن کی طرح بنا دے جس میں تو نے اپنی خواہشات سے روزہ رکھ لیا ہے اور جب تو اس میں روزہ رکھ لے تو اپنے یوم وفات کو افطاری کا دن بنا دے۔

ابن خزراء کا بیان ہے کہ میں نے علی سے کہا یہ تو جلی نے آپ کو نصیحت کی ہے آپ مجھے نصیحت کریں تو آپ نے فرمایا اپنے وقت کا خیال رکھ اور اللہ کے لیے اپنے دل کو تخی بنا اور اپنے دل سے اشیاء کی قیمت کو نکال دے اس سے تیرا خفیہ طریق لیے صاف ہو جائے گا اور اس سے تیرا دل ذکر پاک ہو جائے گا پھر آپ نے اشعار سنائے۔

تیری زندگی کے سانس گئے ہوئے ہیں اور جب ان میں سے کوئی سانس چلا جاتا ہے تو اس سے ایک جزم ہو جاتا ہے اور تو کئی کی حالت میں صبح و شام کرتا ہے اور تیرا مال رکا ہوا ہے اور تو اسے مصیبت سمجھتا ہے اور جو چیز تجھے ہر گھڑی زندگی بخش رہی ہے اور تجھے موت دے رہی ہے اور تجھے ایک حدی خوان چلا رہا ہے وہ تجھ سے زیادہ مسخری نہیں کر رہا۔

ابو محمد کا بیان ہے میں نے احمد سے کہا یہ تو علی نے آپ کو نصیحت کی ہے آپ مجھے نصیحت کریں تو آپ نے فرمایا اے میرے بھائی تجھ پر اطاعت سے لازم رہنا واجب ہے اور قناعت کے دروازے کو ترک کرنے سے اجتناب کر اور اپنے ٹھکانے کو درست کر اور اپنی خواہش کو ترجیح نہ دے اور اپنی آخرت کو اپنی دنیا کے عوض فروخت نہ کر اور بے مقصد باتوں کو ترک کر کے بامقصد باتوں میں مصروف ہو جا پھر آپ نے مجھے یہ اشعار سنائے:۔۔۔

اور جو کچھ مجھ سے ہوا میں اس پر بہت نادم ہوا اور جو خواہش نفس کی پیروی کرتا ہے وہ نادم ہوتا ہے وہ ڈرے تا تم اپنی موت کے بعد امن میں آ جاؤ اور عنقریب تم عادل رب سے ملاقات کرو گے جو ظلم نہیں کرتا اور اپنی دنیا سے فریب کھائے ہوئے شخص کو کوئی روکنے والا نہیں اور جان لو اگر اس کا جو تا پھسل گیا تو وہ عنقریب نادم ہوگا۔

ابن زامین کا بیان ہے کہ میں نے ابو محمد سے کہا یہ تو احمد نے آپ کو نصیحت کی ہے آپ مجھے نصیحت کریں تو آپ نے فرمایا اللہ تجھ پر رحم کرے اس بات کو سمجھ لے کہ اللہ تعالیٰ بندوں کو ہاں اتارتا ہے جہاں ان کے دل اپنے ہوموم کے ساتھ اترتے ہیں پس

دیکھ کر تیرا دل کہاں لڑتا ہے اور اس بات کو بھی سمجھ لے کہ اللہ تعالیٰ رلوں کے اسی قدر قریب ہوتا ہے جس قدر دل اس کے قریب ہوتے ہیں اور دل بھی اس کے اسی قدر قریب ہوتے ہیں جتنا وہ دلوں کے قریب ہوتا ہے پس دیکھ کون تیرے دل کے قریب ہے اور آپ نے مجھے یہ اشعار سنائے: -

لوگوں کے دل حجاب میں اترے ہیں اور ان کی رو میں بھی وہیں اتری ہیں اور انس کی آسودگی اس کے قرب کی عزت ہیں؛ جلیل خدا کی یکتا توحید کے ساتھ آتی جاتی ہے محض اس کے احسان سے قرب کے صحن میں ان کے لیے بخشش کی مہربانیاں ہیں جن کی بہت بڑی اہمیت ہے۔

خطیب نے بیان کیا ہے کہ میں نے ابن زامین سے کہا یہ توحیدی نے آپ کو نصیحت کی ہے آپ مجھے نصیحت کریں تو آپ نے فرمایا اللہ سے ڈرو اور اس پر بھروسہ کر اور اس پر تہمت نہ لگا بلاشبہ اس نے جو کچھ تیرے لیے پسند کیا ہے وہ تیری اپنی پسند سے تیرے لیے بہتر ہے اور آپ نے مجھے یہ اشعار سنائے: -

اللہ کو دوست بنا اور لوگوں کو ایک جانب چھوڑ دے تو جس طرح چاہے لوگوں کو آ زما لے تو انہیں بچھوپائے گا۔

ابوالفرج غیث الصوری کا بیان ہے کہ میں نے خطیب سے کہا یہ تو ابن زامین نے آپ کو نصیحت کی ہے آپ مجھے نصیحت کریں تو آپ نے فرمایا اپنے نفس کی خواہشات کی پیروی کرنے سے بچو وہ تیرا سب سے بڑا دشمن ہے اور یہ تیری سب سے پیچیدہ بیماری ہے اور خوف الہی سے اس کی خلاف ورزی کے لیے اٹھ کھڑا ہوا اور اپنے دل پر بار بار اس کے اوصاف کو پیش کر بلاشبہ وہ برائی اور بے حیائی کا بہت حکم دینے والا ہے اور اپنے اطاعت کرنے والوں کو تباہی اور مصیبت کی گھاٹوں پر وارد کرنے والا ہے اور اپنے تمام معاملات میں سچ کی جستجو کا مقصد کر اور خواہش کی پیروی نہ کرو وہ تجھے اللہ کے راستے سے گمراہ کر دے گی اور اللہ تعالیٰ خواہشات کی مخالفت کرنے والے کا ضامن ہے کہ وہ اس کا ٹھکانہ جنت میں بنائے گا پھر آپ نے یہ اشعار سنائے: -

اگر تو اپنے دنیا اور معاد کے معاملات میں خالص صحیح راہ کو اختیار کرنا چاہتا ہے تو خواہش نفس کی مخالفت کر خواہش سب خرابیوں کی جامع ہے۔

ابن عساکر نے بیان کیا ہے کہ محفوظ روایت ہے کہ حضرت ابراہیم بن ادہم نے ۱۶۲ھ میں وفات پائی ہے اور ایک نے ۱۶۱ھ اور ایک نے ۱۶۳ھ میں وفات پانا بیان کیا ہے اور ابن عساکر کا قول صحیح ہے واللہ اعلم، مورخین نے بیان کیا ہے کہ آپ نے بحر روم کے ایک جزیرہ میں مرابط ہونے کی حالت میں وفات پائی آپ تقریباً بیس مرتبہ بیت الخلا گئے اور اس کے بعد ہر بار نیا وضو کرتے رہے اور آپ کو پیٹ کی بیماری تھی اور جب آپ پر موت کی بے ہوشی طاری ہوئی تو آپ نے فرمایا میری کمان پر میرے لیے چلہ چڑھاؤ تو انہوں نے اس پر چلہ چڑھایا اور آپ نے اسے پکڑا اور اسے پکڑے ہوئے فوت ہو گئے آپ اس سے دشمنوں کی طرف تیرا اندازی کرنا چاہتے تھے رحمہ اللہ وا کر مخواہ۔

ابوسعید بن الاعرابی نے بیان کیا ہے کہ محمد بن علی بن یزید زگر نے ہم سے بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت امام شافعی کو بیان کرتے سنا کہ سفیان آپ سے خوش ہوتے تھے: -

دنیا نے انیسویں بھوکا رکھا اور وہ ڈر گئے اور صاحب تقویٰ ہمیشہ اسی طرح عیش سے رکا رہتا ہے ان میں سے داؤد طائی اور مسعر اور وہیب اور العرب ابن اذہم ہیں اور ابن سعید ہیں نیکی اور نیکس کا نمونہ پایا جاتا ہے اور وارث فاروق میں صدقہ دلیلی کا نمونہ پایا جاتا ہے اور ان میں سے فضیل اپنے بیٹے کے ساتھ مجھے نفایت کرے گا اور اگر یوسف پیر دنی میں نونانہ نہ کرے تو وہ بھی کفایت کرے گا یہ سب میرے دوست اور محبوب ہیں اور خدا کے ذوالجلال ان پر درود و سلام پڑھتا ہے اور نیزدن کے پھلوں نے صاحب تقویٰ کو نقصان نہیں پہنچایا اور صاحب تقویٰ ہمیشہ ہی معزز و مکرم رہا ہے اور جب کوئی نوجوان خالص تقویٰ اختیار کرتا ہے تو تقویٰ ہمیشہ تجھے اس پر عزت کا نشان دکھائے گا۔

اور امام بخاری نے کتاب الادب میں حضرت ابراہیم بن ادہم سے روایت کی ہے اور ترمذی نے اپنی جامع میں 'موزوں پر سح کے بارے میں ایک معلق حدیث بیان کی ہے واللہ سبحانہ اعلم۔

اور اس سال ابوسلیمان داؤد بن نصیر طائی کوئی نے وفات پائی جو فقیہ اور درویش آدمی تھے آپ نے حضرت امام ابوحنیفہ سے فقہ سیکھی سفیان بن عیینہ نے بیان کیا ہے کہ پھر داؤد نے فقہ کو ترک کر دیا اور عبادت اور اپنی کتب کو دفن کرنے کی طرف متوجہ ہو گئے اور عبد اللہ بن مبارک نے بیان کیا ہے کہ بات وہی ہے جو داؤد طائی نے اختیار کی ہے اور ابن معین نے آپ کو ثقہ بیان کیا ہے آپ مہدی کے پاس بغداد گئے پھر کوفہ واپس آ گئے یہ بات خطیب بغدادی نے بیان کی ہے نیز بیان کیا ہے کہ آپ نے ۱۶۰ھ میں وفات پائی ہے اور بعض نے آپ کی وفات ۱۶۵ھ میں بیان کی ہے اور ہمارے شیخ ذہبی نے اپنی تاریخ میں آپ کی وفات اس سال یعنی ۱۶۲ھ میں بیان کی ہے۔

۱۶۳ھ

اس سال متفق زندیق کا محاصرہ کیا گیا جو خراسان میں ظاہر ہوا تھا اور تاج کا قائل تھا اور بہت سے کمینوں اور بے وقوف لوگوں نے اس کی جہالت و ضلالت کے باوجود اس کی اتباع کی اور جب یہ سال آیا تو اس نے قلعہ کش کی پناہ لے لی اور سعید الحرثی نے اس کا محاصرہ کر لیا اور لگاتار اس کا محاصرہ جاری رکھا اور جب اس نے غلبہ محسوس کیا تو زہر پی لیا اور اپنی بیویوں کو بھی زہر دے دیا اور سب مر گئے ان پر اللہ کی لعنت ہو اور اسلامی فوج اس کے قلعہ میں داخل ہو گئی اور انہوں نے اس کا سر کاٹ لیا اور اسے مہدی کی طرف بھیج دیا اور مہدی اس وقت حلب میں مقیم تھا ابن خلکان نے بیان کیا ہے کہ متفق کا نام عطاء تھا اور بعض کا قول ہے کہ اس کا نام حکیم تھا اور پہلا قول صحیح ہے پہلے وہ دھوبی تھا پھر اس نے ربوبیت کا دعویٰ کر دیا حالانکہ وہ ایک چشم اور قبیح منظر تھا اور اس نے اپنے لیے سونے کا چہرہ بنایا ہوا تھا اور بہت سے لوگوں نے اس کی جہالت سے موافقت کر لی اور وہ لوگوں کو چاند دکھاتا تھا جو دو ماہ کی مسافت سے نظر آتا تھا پھر غائب ہو جاتا تھا پس ان کا اعتقاد اس پر بڑھ گیا اور انہوں نے ہتھیاروں سے اس کی حفاظت کی اور وہ ملعون ان کے قول سے اپنے آپ کو بہت بڑا سمجھتا تھا اور خیال کرتا تھا کہ اللہ تعالیٰ سے آدم کی صورت میں ظاہر ہوا ہے اس لیے فرشتوں نے اسے سجدہ کیا پھر وہ نوح کی صورت میں ظاہر ہوا پھر ایک ایک کر کے انبیاء کی صورت میں ظاہر ہوا پھر

ابو مسلم خراسانی کی خدمت میں آ گیا پھر اس کی خدمت میں آ گیا اور سب مسلمانوں نے اس کے قاتل بنام من جیسے اس نے بارہا انہما کے علاقے میں کشش کی جانب از سر نو تعمیر کیا تھا اس کا محاصرہ کیا تو اس نے اور اس کی بیویوں نے زہر پی لیا اور مر گئے اور مسلمانوں نے اس کے اموال ذخائر پر قبضہ کر لیا۔

اور اس سال مہدی نے خراسان وغیرہ شہروں سے رومیوں سے جنگ کرنے کے لیے فوجیں بھیجیں اور ان سب فوجوں پر اپنے لڑکے ہارون الرشید کو امیر مقرر کیا اور وہ بغداد سے اس کی مشایعت کو نکلا اور کئی مراحل اس کے ساتھ چلا اور اس نے بغداد پر اپنے بیٹے موسیٰ کو نائب مقرر کیا اور اس فوج میں حسین بن قطنہ، ربیع بن حاجب، خالد بن برمک جو ولی عہد رشید کے وزیر کی مانند تھا۔ اور یحییٰ بن خالد شامل تھے۔ یحییٰ اس کا کاتب تھا اور اسی کے پاس اخراجات تھے اور مہدی اپنے بیٹے کے ساتھ مسلسل اس کی مشایعت کرتا رہا حتیٰ کہ ہارون الرشید بلا دروم میں پہنچ گیا اور اس نے بلا دروم میں مہدیہ نام ایک شہر تلاش کر لیا پھر شام واپس آ گیا اور بیت المقدس کی زیارت کی اور ہارون الرشید بڑی افواج کے ساتھ بلا دروم کی طرف روانہ ہو گیا اور اللہ تعالیٰ نے انہیں بہت فتوحات دیں اور انہوں نے بہت سے اموال غنیمت میں حاصل کئے اور خالد بن برمک کا اس میں بڑا اچھا کردار تھا جو کسی دوسرے کا نہیں تھا اور انہوں نے سلیمان بن برمک کے ذریعے فتح کی بشارت مہدی کو بھیجی تو مہدی نے اس کا اکرام کیا اور اس کا عطیہ زیادہ کر دیا۔

اور اس سال مہدی نے اپنے چچا عبدالصمد بن علی کو جزیرہ سے معزول کر دیا اور زفر بن عاصم ہلالی کو اس پر نائب مقرر کیا پھر اسے معزول کر دیا اور عبداللہ بن صالح بن علی کو نائب مقرر کیا اور اسی سال مہدی نے اپنے بیٹے ہارون الرشید کو بلا دروم مغرب آذربائیجان اور آرمینا کا نائب مقرر کیا اور یحییٰ بن خالد بن برمک کو اس کے خطوط پر مقرر کیا اور انہیں کی ایک جماعت کا عزل و نصب کیا اور علی بن مہدی نے اس سال لوگوں کو حج کروایا۔

اور اس سال ابراہیم بن طہمان، حریر بن عثمان، المحمسی الرجسی، موسیٰ بن علی نجفی مصری، شعیب بن ابی حمزہ اور سفاح کے چچا عیسیٰ بن علی بن عبداللہ بن عباس نے وفات پائی اور اسی کی طرف بغداد کا قصر عیسیٰ اور نہر عیسیٰ منسوب ہوتی ہے اور یحییٰ بن معین نے بیان کیا ہے کہ اس کا طریق بہت اچھا تھا اور یہ اقتدار سے الگ تھا اس نے اس سال ۷۸ سال کی عمر میں وفات پائی اور ہمام بن یحییٰ، یحییٰ بن ابی ایوب مصری اور عبیدہ بنت ابی کلاب العابد نے بھی اس سال وفات پائی عبیدہ چالیس سال تک خوف الہی سے روتی رہی حتیٰ کہ اندھی ہو گئی اور یہ کہا کرتی تھی کہ میں موت کی خواہاں ہوں میں ڈرتی ہوں کہ میں اپنے نفس کو ایسے گناہ سے مہتمم کر لوں گی جو بروز قیامت میری ہلاکت کا باعث ہوگا۔



۱۶۴ھ

اس سال عبدالکبیر بن عبدالمہدی بن عبدالرحمن بن زید بن الخطاب نے باوروم سے جنگ کی اور جبرل میں جانیں تقرباً لے کر ہزار فوج کے ساتھ اس کے مقابلہ میں آیا جن میں جبرل طاز از ارمنی بھی شامل تھا اور عبدالکبیر نے بزدلی دکھائی اور مسلمانوں کو جنگ کرنے سے روکا اور واپس آ گیا مہدی نے اسے قتل کرنے کا ارادہ کیا تو اس کے بارے میں اس سے گفتگو کی گئی تو اس نے اسے زمین دوز قید خانے میں بند کر دیا اور ذوالقعدہ کے آخر میں بدھ کے روز مہدی نے عیسایوں میں اینٹوں کے محل کی بنیاد رکھی پھر حج کو جانے کا عزم کیا تو اسے بخار نے آیا اور وہ راستے ہی سے واپس آ گیا اور واپس میں لوگوں کو پیاس لگی قریب تھا کہ ان میں سے بعض ہلاک ہو جاتے اور مہدی حوضوں کے افسر یقظین پر ناراض ہوا اور جہاں سے وہ واپس ہوا تھا وہاں سے اس نے مہلب بن صالح بن ابی جعفر کو بھیجا کہ وہ اس سال لوگوں کو حج کروائے اور اس سال شیبان بن عبدالرحمن بن نحوی، عبدالعزیز بن ابی سلمہ، مابشون اور حضرت حسن بصری کے دوست مبارک بن فضالہ نے وفات پائی۔

۱۶۵ھ

اس سال مہدی نے اپنے بیٹے ہارون الرشید کو موسم گرما کی جنگ کے لیے تیار کیا اور اس کے ساتھ ۹۵ ہزار ۷۳۳ جوانوں کی فوج روانہ کی اور اس کے پاس اخراجات کے لیے ایک لاکھ دینار، اور ۹۴ ہزار دینار اور ۳۵۰ دینار تھے اور چاندی کے ۲۱ کروڑ چار لاکھ چودہ ہزار آٹھ سو درہم تھے یہ قول ابن جریر کا ہے کہ وہ اپنی افواج کے ساتھ قسطنطنیہ کے سمندر کی خلیج پر پہنچ گیا اور ان دنوں ایلیون کی بیوی اغسطہ رومیوں کی حکمران تھی اور اس کی گود میں اسے چھوڑ کر مرنے والے بادشاہ کا بیٹا بھی تھا اس نے ہارون الرشید کو اس شرط پر مصالحت کی پیش کش کی کہ وہ اسے ہر سال ۷۰ ہزار دینار ادا کرے گی رشید نے اسے قبول کر لیا اور یہ صلح معرکوں میں ۴۵ ہزار رومیوں کے قتل ہونے اور پانچ ہزار چھ سو چوالیس آدمیوں کے قیدی بن جانے کے بعد ہوئی اور قیدیوں میں سے دو ہزار آدمیوں کو باندھ کر قتل کیا گیا اور جانوروں میں سے بیس ہزار گھوڑے ساز و سامان سمیت غنیمت میں ملے اور ایک لاکھ گایوں اور بکریوں کو ذبح کیا گیا اور نو ایک درہم میں اور نچتر دس درہم سے بھی کم میں فروخت ہوا اور زرہ ایک درہم سے بھی کم میں اور بیس تلواریں ایک درہم میں فروخت ہوئی اور اس بارے میں مروان بن ابی حفصہ نے کہا ہے:

تو نے رومیوں کے قسطنطنیہ میں نیزوں کو لگا کر اس کا چکر لگا یا حتیٰ کہ اس کی فصیلوں نے ذلت کو زیب تن کر لیا اور تو نے اس پر تیر اندازی نہیں کی حتیٰ کہ اس کے بادشاہ اپنا جزیہ لے کر آگئے اور جنگ کی ہنڈیاں جوش مار رہی تھیں۔

اور صالح بن ابی جعفر منصور نے لوگوں کو حج کروایا اور اس سال سلیمان بن مغیرہ، عبداللہ بن العلاء، ابن دمبر، عبدالرحمن بن نائب بن ثوبان اور وہب بن خالد نے وفات پائی۔

۱۶۶ھ

اس سال کے موسم میں ہارون الرشید باہر سے آیا اور بغداد میں وہی تخت کے ساتھ داخل ہوا اور اس کے ساتھ رومی بھی سونے وغیرہ کا جزیہ اٹھائے ہوئے تھے اور اسی سال مہدی نے موسیٰ ہادی لے بعد اپنے بیٹے ہارون کی بیعت لی اور اسے رشید کا لقب دیا اور اسی سال میں مہدی داؤد بن یعقوب پر ناراض ہو گیا اور اسے اس کے باپ بڑا مرتبہ حاصل تھا حتیٰ کہ اس نے است وزیر بنالیا اور وزارت میں اس کا مقام بلند ہو گیا حتیٰ کہ اس نے خلافت کے سارے معاملات کو اس کے سپرد کر دیا اور اس بارے میں بشار بن برد کہتا ہے:

ابن امیہ اٹھو تمہاری نیند طویل ہو گئی ہے بلاشبہ یعقوب بن داؤد خلیفہ ہے اے لوگو تمہاری خلافت ضائع ہو چکی ہے اللہ کے خلیفہ کو ڈھول اور سارنگی کے درمیان تلاش کر دو۔

پس چغل خور ہمیشہ اس کے اور خلیفہ کے درمیان مصروف عمل رہے حتیٰ کہ انہوں نے اسے نکلوا دیا اور جب کبھی انہوں نے اس کی شکایت کی تو وہ اس کے پاس گیا اور اس کا معاملہ اس کے ساتھ درست ہو گیا حتیٰ کہ اس کا وہ معاملہ ہوا جسے میں ابھی بیان کروں گا اور وہ یہ کہ ایک روز وہ ایک مسلم مجلس میں مہدی کے پاس آیا اس جگہ انواع و اقسام کے قالین اور رنگ دار ریشم بچھا ہوا تھا اور اس جگہ کے ارد گرد مختلف پھولوں کے پر رونق صحن تھے اس نے کہا اے یعقوب تو نے ہماری مجلس کو کیسا پایا؟ اس نے کہا یا امیر المؤمنین میں نے اس سے خوبصورت مجلس نہیں دیکھی اس نے کہا یہ سب کچھ سمیت تمہاری ہوئی اور یہ لونڈی بھی تمہاری ہوئی تاکہ اس سے تمہاری خوشی مکمل ہو جائے اور وہ مجھے تم سے ایک کام ہے میں چاہتا ہوں کہ تم اسے کر دو میں نے کہا یا امیر المؤمنین وہ کیا کام ہے؟ اس نے کہا تم ہاں کبھی پھر تمہیں بتاؤں گا میں نے کہا ہاں اور مجھ پر سماع و اطاعت لازم ہو گئی۔

اس نے کہا اللہ کو گواہ بناتے ہو میں نے کہا اللہ کو گواہ بنانا ہوں اس نے کہا میرے سر کی قسم میں نے کہا آپ کے سر کی قسم اس نے کہا اپنا ہاتھ میرے سر پر رکھو اور کہو وہ بات بتاؤ میں نے ایسے ہی کیا تو اس نے کہا یہاں ایک علوی شخص ہے میں چاہتا ہوں تو مجھے اس سے کفایت کرے اور ظاہر ہے کہ وہ حسن بن ابراہیم بن عبد اللہ بن حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب تھا میں نے کہا بہت اچھا اس نے کہا جلدی سے کام کر کے میرے پاس آ جاؤ پھر اس نے اس مجلس میں جو سامان پڑا تھا میرے گھر منتقل کر دیا اور مجھے ایک لاکھ درہم اور اس لونڈی کو دینے کا حکم دیا اور میں جس قدر اس لونڈی سے خوش ہوا اور کسی چیز سے خوش نہ ہوا اور جب وہ میرے گھر آئی میں نے اسے اپنے گھر کی ایک جانب میں پردے میں چھپا دیا اور میں نے اس علوی کے بارے میں حکم دیا تو اسے لایا گیا اور اس نے میرے پاس بیٹھ کر گفتگو کی اور میں نے اس سے بڑھ کر عقلمند اور سمجھدار شخص نہ دیکھا پھر اس نے مجھے کہا اے یعقوب تو میرے خون کے ساتھ اللہ سے ملاقات کرے گا حالانکہ میں رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی حضرت فاطمہ کی اولاد میں سے ہوں؟ میں نے کہا نہیں تو جہاں اور جس طرف جانا چاہتا ہے چلا جا اس نے کہا میں فلاں فلاں شہر کو پسند کرتا ہوں میں نے کہا تو جس طرف چاہتا ہے چلا جا اور مہدی تجھ پر غلبہ نہ پائے تو بھی اور تیرے اہل بھی ہلاک ہو جائیں گے پس وہ میرے پاس سے چلا گیا اور میں

نے دو آدمیوں کو اس کے ساتھ سفر کرنے اور اسے کسی شہر تک پہنچانے کے لیے تیار کیا اور مجھے پتہ نہ چلا کہ لونڈی کو اس سارے ماجرے کا نمہ دو چکا ہے اور وہ مجھ پر جاسوس تھی اس نے اپنے خادم کو مہدی کے پاس بھیجا اور جو ماجرا ہوا تھا اسے بتا دیا مہدی نے اس راستے کی طرف ایک دستہ روانہ کیا جو اس ملوی نوواپس لے آیا اور ان نے اسے رانخافت کے ایک کمرے میں قید کر دیا۔ دوسرے دن ان نے میری طرف پیغام بھیجا تو میں اس کے پاس گیا اور مجھے ملوی نے بارے میں کچھ تم نہیں تھا اور جب میں اس کے پاس آیا تو اس نے کہا ملوی کا کیا بنا؟ میں نے کہا وہ مر گیا ہے اس نے کہا اللہ کو گواہ بنا کر کہتے ہو میں نے کہا اللہ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں اس نے کہا اپنا ہاتھ میرے سر پر رکھو اور میرے سر کی قسم کھاؤ میں نے ایسے ہی کیا تو اس نے کہا اے غلام اس گھر میں جو کچھ ہے اسے نکالو تو وہ ملوی بھی باہر آ گیا تو میں شرمندہ ہو گیا مہدی نے کہا تیرا خون میرے لیے حلال ہے پھر اس کے حکم سے مجھے زمین و زقید خانے کے کنوئیں میں لٹکا دیا۔

یعقوب بیان کرتا ہے میں ایسی جگہ پر تھا کہ میں دیکھ سکتا تھا پس میری نظر جاتی رہی اور میرے بال لمبے ہو گئے حتیٰ کہ میں بہائم کی طرح ہو گیا پھر مجھ پر لمبی مدت گزر گئی اور ایک روز میں اسی حالت میں تھا کہ مجھے بلایا گیا پس میں کنوئیں سے نکلا تو مجھے کہا گیا امیر المؤمنین کو سلام کہو میں نے سلام کیا اور میں اسے مہدی خیال کر رہا تھا اور جب میں نے مہدی کا ذکر کیا تو اس نے کہا اللہ مہدی پر رحم کرے میں نے کہا ہادی ہے؟ اس نے کہا اللہ ہادی پر رحم کرے میں نے کہا رشید ہے؟ اس نے کہا ہاں میں نے کہا یا امیر المؤمنین جو کمزوری اور بیماری میرے لاحق حال ہے آپ اسے دیکھ رہے ہیں اگر آپ مناسب سمجھیں تو مجھے رہا کر دیں اس نے کہا تو کہاں جانا چاہتا ہے؟ میں نے کہا میں مکہ جانا چاہتا ہوں اس نے کہا سیدھے چلے جاؤ پس وہ مکہ چلا گیا اور تھوڑی دیر وہاں ٹھہرا کہ اس کی وفات ہو گئی۔

اور یہ یعقوب اپنے سامنے مہدی کو نبیذ پینے اور بکثرت گانے سننے کے بارے میں نصیحت کیا کرتا تھا اور اسے اس بارے میں ملامت کرتے ہوئے کہتا تھا تو نے اس بات کے لیے مجھے وزیر نہیں بنایا اور نہ اس کام میں مجھ پر تیری صحبت اختیار کرنا لازم ہے کیا وہ مسجد الحرام میں پانچ نمازوں کے بعد شراب پئے اور تیرے سامنے گائے اور مہدی اسے کہتا ہے عبد اللہ بن جعفر نے بھی سماع کیا ہے یعقوب نے اسے کہا یہ بات اس کی نیکی نہیں ہے اور اگر یہ کوئی یہ مدہ عمل ہوتا تو اس پر بندے کا ملامت اختیار کرنا بہتر ہوتا اور اس بارے میں ایک شاعر نے مہدی کو اس امر کی تڑیب دیتے ہوئے کہا ہے:

یعقوب بن داؤد کو ایک طرف چھوڑوے اور خوشبودار شراب کی طرف متوجہ ہو۔

اور اس سال مہدی اپنے قصر عیاز باز میں گیا اور اس نے اپنے پہلے محل کے بعد جسے اس نے اینٹوں سے بنایا تھا اسے بھی اینٹوں سے بنایا اور اس نے وہاں سکونت اختیار کی اور وہاں درہم و دنانیر بنائے اور اسی سال مہدی نے مکہ مدینہ اور یمن کے درمیان ڈاک خانے قائم کرنے کا حکم دیا اور اس سال سے قبل کسی نے یہ کام نہ کیا تھا اور اسی سال موسیٰ ہادی جریان کی طرف گیا اور اسی سال اس نے حضرت امام ابوحنیفہ کے ساتھی ابو یوسف کو قاضی مقرر کیا اور اس سال کوفہ کے گورنر ابراہیم بن یحییٰ بن محمد نے لوگوں کو حج کروایا۔

اور اس سال ہارون الرشید اور رومیوں کے درمیان مصالحت کی وجہ سے موسم گرما کی جنگ نہ ہوئی اور اس سال صدقہ بن عبد اللہ السمنی ابوالاشہب العطار دی، ابوبکر نیشلی اور عفیر بن معدان نے وفات پائی۔

۱۶۷ھ

اس سال مہدی نے اپنے بیٹے ہادی کو ایک بہت بڑی فوج کے ساتھ جس کی نظیر نہیں دیکھی گئی، جرجان کی طرف بھیجا اور رربان بن صدقہ کو اس کے خطوط پر مقرر کیا اور اسی سال میں اس عیسیٰ بن موسیٰ نے وفات پائی جو مہدی کے بعد ولی عہد تھا اس نے کوفہ میں وفات پائی اور کوفہ کے نائب نے قاضی روح بن حاتم اور سرکردہ لوگوں کی ایک جماعت کو اس کی وفات پر گواہ بنایا پھر اسے دفن کر دیا گیا اور اس نے اس کی نماز جنازہ نہ پڑھی تو مہدی نے اسے سخت زجر و توبیخ کی اور اس نے عمل کے محاسبہ کا حکم دیا اور اس سال مہدی نے ابو عبید اللہ بن معاویہ بن عبید اللہ کو دیوان الرسائل سے معزول کر دیا اور ربیع بن یونس الحاحب کو اس پر مقرر کر دیا، پس اس نے سعید بن واقد کو اس کام میں نائب مقرر کر لیا اور ابو عبید اللہ اپنے مرتبے کے مطابق آیا کرتا تھا اور اس سال بغداد اور بصرہ میں شدید وبا اور کھانسی کی بیماری پڑی اور دنیا تیرہ و تار ہو گئی حتیٰ کہ دن بلند ہو گیا اور یہ واقعہ اس وقت ہوا جب کہ اس سال کے ذوالحجہ کی کچھ راتیں باقی تھیں اور اس سال مہدی نے بقیہ اطراف میں زنادقہ کی ایک جماعت کو تلاش کیا اور انہیں بلوا کر اپنے سامنے نہیں قتل کیا اور زنادقہ کے معاملے کا متولی عمر کلوازی تھا اور اس سال مہدی نے مسجد الحرام میں بہت زیادہ اضافہ کرنے کا حکم دیا اور اس میں بہت سے گھر شامل ہو گئے اور اس نے یہ کام حرمین کے امور کے منظم یقطین بن موسیٰ کے سپرد کیا اور وہ مسلسل اس کی تعمیر میں لگا رہا حتیٰ کہ مہدی مر گیا جیسا کہ ابھی بیان ہوگا اور مصالحت کی وجہ سے لوگوں کے لیے موسم گرما کی کوئی جنگ نہ تھی اور نائب مدینہ ابراہیم بن محمد نے لوگوں کو حج کروایا اور حج سے فارغ ہونے کے چند دن بعد مر گیا اور اس نے اس کی جگہ اسحاق بن عیسیٰ بن علی بن عبد اللہ بن عباس کو مقرر کیا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

بشار بن برد ابو معاویہ شاعر عقیل کا غلام اندھا پیدا ہوا اور دس سال سے کم عمر میں شعر کہنا شروع کئے اور اس نے ایسی تشبیہات بیان کی ہیں جس کی طرف آنکھوں والوں نے بھی راہ نہیں پائی اور اصمعی 'حافظ' ابوتمام اور ابو عبید نے اس کی تعریف کی ہے اس نے تیرہ ہزار اشعار کہے ہیں اور جب مہدی کو اطلاع ملی کہ اس نے اس کی بھوکی ہے اور لوگوں نے اس کے متعلق گواہی دی کہ وہ زندیق ہے تو اس کے حکم سے اسے مارا گیا حتیٰ کہ وہ ستر پچھتر سال کی عمر میں مر گیا، ابن خلکان نے الوفيات میں اس کا ذکر کیا ہے اور بیان کیا ہے کہ بشار بن برد بن یزید بن جوین عقیلی ان کا غلام تھا اور اغانی کے مؤلف نے اس کا طویل نسب بیان کیا ہے اور وہ بصری ہے جو بغداد آیا اور اصل میں وہ طحارستان کا ہے اور وہ بڑا مولانا تازہ تھا اور اس کے شعر مولدین کے اول طبقہ میں شامل ہیں اور اس کے اشعار میں یہ مشہور شعر بھی ہے:

لیا تو محبت کے پرے بھی کوئی مقام جانتی ہے جو تیرے قریب ہوتا ہے بلاشبہ محبت نے مجھے دور کر دیا ہے۔

اور اس کا یہ شعر ہے:

تم بجز ان میں تیری آنکھوں کے جادو کا خواہاں ہوں اور عشاق کے پھرنے کی جگہوں سے دور ہوں۔

اور اس کا شعر ہے:

اے اوگو قبیلہ کے کسی فرد پر میرے کان عاشق ہیں اور بھی بھی کان آنکھ سے پہلے عاشق ہو جاتے ہیں آنسوؤں نے کہا تم تیری آنکھوں کو کیوں نہیں دیکھتے میں نے انہیں کہا کان کبھی بھی آنکھ کی طرح دل کو سیراب کرتا ہے^①۔

اور اس کا شعر ہے:

جب باہمی مشورے تک پہنچ جائے تو خیر خواہ کی دانائی یا دانائی کی خیر خواہی سے مدد حاصل کر اور کونسل کو اپنے لیے رکاوٹ نہ بنا چھوٹے پڑے پروں کے لیے قوت کا باعث ہوتے ہیں وہ ہتھیلی اچھی نہیں جسے کینا اپنی بہن سے روک دے اور وہ تلوار اچھی نہیں جسے دستے کی قوت حاصل نہ ہو۔

اور بشار مہدی کی طرح مدح کیا کرتا تھا حتیٰ کہ وزیر^② نے اس کے پاس شکایت کی کہ اس نے اس کی ہجو کی ہے اور اس پر تہمت لگائی ہے اور اس کی طرف کچھ زندقہ بھی منسوب کی ہے اور وہ مٹی پر آگ کی تفصیل کا قائل ہے اور اہلبیت کو آدم حیدرہ کے بارے میں مغرور قرار دیتا ہے اور اس نے شعر کہا ہے:

زمین تاریک اور آگ روشن ہے اور آگ جب سے آگ ہے معبود ہے۔

پس مہدی نے اسے مارنے کا حکم دیا پس اسے مار پڑی حتیٰ کہ وہ مر گیا اور یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ وہ غرق ہو گیا پھر اسے اس سال بصرہ لایا گیا اور اس سال حسن بن صالح بن جلی جی حماد بن سلمہ ربیع بن مسلم سعید بن عبدالعزیز بن مسلم عتبہ الغلام یعنی عتبہ بن ابان بن صمد نے جو ایک مشہور گریہ زاری کرنے والا عابد تھا وفات پائی وہ اپنے ہاتھ سے کھجور کے پتوں کی چیزیں بنا کر کھانا کھاتا تھا اور ہمیشہ روزے رکھتا تھا اور روٹی اور نمک سے افطاری کرتا تھا اور القاسم الخداء ابو بلال محمد بن سلیم محمد بن طلحہ ابو حمزہ یشکری محمد بن میمون نے وفات بھی اسی سال پائی۔



① اس شعر میں تعریف ہوئی ہے۔

② ترکی نسخہ کے حاشیہ میں ہے کہ وزیر نے بشار کی طرف یہ بات منسوب کی۔

۱۶۸ھ

اس سال کے رمضان میں رومیوں نے اس صلح کو توڑ دیا جسے ان کے اور مستحانوں کے درمیان ہارون الرشید نے اپنے باپ مہدی کے ظلم سے طے لیا اور ۱۰۰ صلح پر صرف ۳۲ ماہ قائم رہے پس جزیرہ کے نائب نے رومیوں کی طرف واروں کو بھیجا تو انہوں نے لوگوں کو قتل کر دیا قیدی بنایا اور قیمت حاصل کی اور صلح کی اور اسی سال مہدی نے دوا دین الازمۃ^۱ بنائے اور بنو امیہ اس سے واقف نہ تھے اور اس سال علی بن محمد مہدی نے جسے ابن ریطہ کہا جاتا ہے لوگوں کو حج کروایا اور اسی میں حسن بن یزید بن حسن بن ابی طالب نے وفات پائی، منصور نے اسے پانچ سال مدینہ کا نائب مقرر کئے رکھا پھر اس سے ناراض ہو گیا اور اسے مارا اور اسے قید کر دیا اور اس کا سب مال چھین لیا۔

اور حماد بن عجر و ایک بیہودہ گویا مزاحیہ شاعر تھا وہ ولید بن یزید کے ساتھ رہتا تھا اور بشار بن برد کی جو کرتا تھا، مہدی کے پاس آ کر کوفہ میں فروکش ہو گیا اور اس پر زندیق ہونے کی تہمت لگی ابن قتیبہ نے طبقات الشعراء میں بیان کیا ہے کوفہ میں تین حمادوں پر زندیق ہونے کی تہمت لگی ہے حماد الرالدیہ، حماد بن عجر و اور حماد بن الزبرقان نحوی پر اور یہ شاعر تھے اور تکلیف سے بیہودہ گویا کرتے تھے اور خارجہ بن مصعب، عبد اللہ بن حسن بن الحصین بن ابی الحسن بصری جو سوار کے بعد بصرہ کے قاضی تھے آپ نے خالد الخدواء اور داؤد بن ابی ہند اور سعید البحریری سے سماع کیا ہے اور آپ سے ابن مہدی نے روایت کی ہے آپ ثقہ اور فقیہ تھے اور آپ کے کچھ منتخب مسائل ہیں جن میں اسول و فروغ میں آپ کی طرف غیر مانوس کلام منسوب کیا جاتا ہے آپ سے ایک مسئلہ دریافت کیا گیا جس کے جواب میں آپ غلطی کھا گئے تو ایک کہنے والے نے آپ سے کہا اس بارے میں ایسا ایسا حکم ہے تو آپ نے کچھ دیر سر جھکائے رکھا پھر فرمایا جب میں واپس جاؤں گا تو ذلیل ہوں گا حق بات میں دم ہونا باطل میں سر ہونے سے مجھے زیادہ پسند ہے آپ نے اس سال کے ذوالقعدہ میں وفات پائی اور بعض نے کہا ہے کہ آپ نے اس سے دس سال بعد وفات پائی ہے واللہ اعلم۔ اور قاضی مصرغوث بن سلیمان بن زیاد بن ربیعہ ابو یحییٰ الحمیری نے بھی اسی سال وفات پائی جو نیک حاکم تھا اس نے منصور اور مہدی کے زمانے میں تین دفعہ دیار مصر کی امارت سنبھالی اور فلج بن سلیمان اور قیس بن ربیع نے بھی ایک قول کے مطابق اس سال وفات پائی اور محمد بن عبد اللہ بن علاشہ بن علقمہ بن مالک، ابوالیسر العقیلی جو بغداد کی مشرقی جانب مہدی کا قاضی تھا اس کا نام عافیہ بن یزید تھا، ابن علاشہ کو قاضی الخن بھی کہا جاتا ہے اس لیے کہ ایک کواں تھا جس سے کوئی چیز لینے سے تکلیف ہو جاتی تھی تو اس نے کہا اے جن ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ رات تمہارے لیے اور دن ہمارے لیے ہے پس جو شخص دن کو اس سے کوئی چیز لیتا تھا اسے کوئی چیز نہیں ہوتی تھی ابن معین نے بیان کیا ہے کہ وہ ثقہ تھا اور امام بخاری نے بیان کیا ہے کہ اس کے حفظ میں کچھ کمی تھی۔

① اس کا واحد یوان الزام ہے روایت ہے کہ جب عمر بن بزیع کے لیے دوا دین جمع کئے گئے تو اس نے سوچا کہ وہ انہیں باگ کے بغیر نہیں سنبھال سکتا پس اس نے ہردیوان پر باگ باندھ دی اور اس نے مہدی کی خلافت میں دوا دین الازمۃ بنائے۔

۱۶۹ھ

اس سال محرم میں مہدی بن منصور بخار کے باعث ماسد ان مقام پر فوت ہو گیا اور بعض کا قول ہے کہ زہر خورانی سے فوت
 وادور بعض کا قول ہے کہ اس گھوڑے نے کانا اور وہ فوت ہو گیا۔

مہدی کے حالات:

محمد بن عبداللہ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس ابو عبداللہ مہدی امیر المؤمنین اسے اس پر مہدی کا لقب دیا گیا کہ وہ
 حدیث کا موعود مہدی ہوگا مگر یہ وہ موعود نہ تھا اگرچہ یہ دونوں نام میں مشترک اور فعل میں متفرق ہیں، وہ مہدی آخری زمانے میں
 دنیا کے خراب ہو جانے کے موقع پر آئے اور زمین کو اسی طرح عدل و انصاف سے بھر دے گا جیسے وہ ظلم و جور سے بھر پور ہے اور یہ
 بھی بیان کیا گیا ہے کہ اس کے زمانے میں حضرت عیسیٰ بن مریم دمشق میں نازل ہوں گے جیسا کہ عنقریب احادیث فتن و ملائم میں
 بیان ہوگا اور ایک حدیث میں جو عثمان بن عفان کے طریق سے مروی ہے بیان ہوا ہے کہ مہدی بن عباس سے ہوگا اور یہ حدیث
 حضرت ابن عباس اور حضرت کعب الاحبار تک موقوف ہے اور صحیح نہیں ہے اور اگر بالفرض اسے صحیح بھی تسلیم کر لیا جائے تو بھی تعیین
 لازم نہیں آتی اور ایک حدیث میں بیان ہوا ہے کہ مہدی حضرت فاطمہ کی اولاد میں سے ہوگا اور یہ اس کے معارض ہے واللہ اعلم۔

اور مہدی بن منصور کی ماں موسیٰ بنت منصور بن عبداللہ حمیری کی ماں ہے اس نے اپنے باپ اور دادا حضرت عبداللہ بن
 عباس سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بسم الرحمن الرحیم کو جہرا پڑھا اور اس سے دمشق کے قاضی یحییٰ بن حمزہ ہنشلی نے
 روایت کی ہے اور بیان کیا ہے کہ جب وہ دمشق آیا تو اس نے مہدی کے پیچھے نماز پڑھی تو اس نے دونوں صورتوں میں بسم اللہ کو جہرا
 پڑھا اور اس کا اسناد رسول اللہ ﷺ سے کیا ہے اور یحییٰ بن حمزہ نے اسے کئی لوگوں نے روایت کیا ہے اور مہدی نے اسے مبارک
 بن فضالہ سے روایت کیا ہے اور اسی طرح اسے جعفر بن سلیمان النضبی محمد بن اللہ الرقاشی اور ابو سفیان سعید بن یحییٰ بن مہدی نے
 اس سے روایت کیا ہے۔

مہدی ۱۲۶ھ یا ۱۲۷ھ یا ۱۲۸ھ میں پیدا ہوا اور اس نے اپنے باپ کی وفات کے بعد ذوالحجہ ۱۵۸ھ میں خلافت سنبھالی اس
 وقت اس کی عمر ۳۳ سال تھی یہ ارض بلقاء میں حمیمہ مقام پر پیدا ہوا اور اس سال یعنی ۱۶۹ھ کے محرم میں اس نے ۴۳ یا ۴۸ سال کی عمر
 میں وفات پائی اور اس کی خلافت دس سال ڈیڑھ ماہ رہی وہ گندم گوں دراز قد اور گھونگر یا لے بالوں والا تھا اور اس کی ایک آنکھ
 میں داغ تھا اور بعض کا قول ہے کہ دائیں آنکھ میں تھا اور بعض کہتے ہیں کہ بائیں آنکھ میں تھا رنج حاجب کا بیان ہے کہ میں نے
 مہدی کو چاندنی رات میں اس کے ملاقات کے کمرے میں نماز پڑھتے دیکھا وہ خوب صورت لباس پہنے ہوئے تھا مجھے معلوم نہیں وہ
 زیادہ حسین تھا یا چاند یا اس کی ملاقات کا کمر دیا اس کا لباس اس نے آیت (فہل عسیتم ان تولیتم ان تفسدوا فی الارض
 و تفسدوا و احکمکم) پڑھی پھر اس نے مجھے حکم دیا تو میں نے اس کے اقارب میں سے ایک شخص کو جو قید تھا حاضر کیا تو اس نے
 اسے رہا کر دیا اور جب اس کے باپ کی وفات کی اطلاع آئی تو جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے اس نے دو دن تک اس بات کو

چھپائے رکھا پھر جمعرات کے روز لوگوں میں الصلاۃ جامعہ کا اعلان کیا گیا اور اس نے لوگوں میں کھڑے ہو کر انہیں اپنے باپ کی امت سے متعلق بنایا اور بنی ہاشمہ امیر المؤمنین و بادوا آ گیا ہے اور اس نے جواب دیا ہے اور میں اپنے آپ کو عند اللہ امیر المؤمنین سمجھتا ہوں اور مسلمانوں کی خلافت پر اس سے مدعا مانگتا ہوں پھر اسی دن لوگوں نے اس کی بیعت خلافت کی اور ابوہریرہ نے اپنی تصدیق میں اس سے تعزیت کی اور اسے مبارکباد بھی دی وہ اس میں بیان کرتا ہے:

میری دو آنکھوں میں سے ایک کو تو اپنے امیر کے ساتھ خوش باش اور دوسری کو اٹکبار دیکھے گا وہ کبھی روتی ہے اور کبھی ہنستی ہے اسے وہ بات تکلیف دیتی ہے جس سے وہ ناواقف ہے اور جس سے وہ واقف ہے وہ اسے خوش کرتی ہے محرم میں خلیفہ کی موت سے تکلیف دیتی ہے اور اسے یہ بات خوش کرتی ہے کہ یہ بہت مہربان خلیفہ کھڑا ہو گیا ہے تو نے اس طرح نہیں دیکھا جسے میں نے دیکھا ہے اور میں نے بالوں کو نہیں دیکھا کہ میں انہیں کنگھی اور دوسرا انہیں نوچے امت محمد کا انتظام کرنے والا خلیفہ فوت ہو گیا ہے اور اس کے بعد تمہارے پاس اس کا جانشین آ گیا ہے اللہ تعالیٰ نے اسے خلافت کی فضیلت دی ہے اور اسے خوشنما باغات سے سرفراز فرمایا ہے۔

ایک روز مہدی نے اپنی تقریر میں کہا 'اے لوگو جیسے تم ہماری اطاعت کا اظہار کرتے ہو اسی طرح اسے پوشیدہ بھی رکھو عافیت تمہیں خوش کرے گی اور انجام کی تم تعریف کرو گے اور جو شخص تم میں عدل و انصاف کرتا ہے اور گناہ کے لباس کو تم سے پلینتا ہے اور تمہیں سلامتی سے شاد کرتا ہے اور کسی فعل سے قبل منشاء الہی سے تمہیں خوش گوار زندگی عطا کرتا ہے اس کی اطاعت کرو خدا کی قسم میں اپنی عمر کو تمہاری سزا سے بچاؤں گا اور اپنے دل کو تم پر احسان کرنے کی طرف آمادہ کروں گا۔

راوی بیان کرتا ہے لوگوں کے چہرے اس کے حسن کلام سے دمک اٹھے پھر اس نے اپنے باپ کے سونے چاندی کے بے شمار ذخائر نکالے اور انہیں لوگوں میں تقسیم کر دیا اور اپنے اہل اور رشتہ داروں کو ان میں سے کچھ بھی نہ دیا بلکہ بیت المال سے ان کی کفایت کے مطابق انہیں رسد جاری کی عطیات کے علاوہ ہر ایک کو پانچ سو درہم دیئے اور اس کا باپ بیت المال کو بڑھانے کا حریص تھا اور وہ سرداروں کے اموال میں سے سال میں دو ہزار درہم خرچ کر دیتا تھا اور مہدی نے رصافہ کی مسجد کی تعمیر کا حکم دیا اور اس کے ارد گرد ایک خندق اور فصیل بنائی اور کئی شہر بھی تعمیر کئے جن کا ذکر ہم پہلے کر چکے ہیں۔

قاضی شریک بن عبداللہ کے متعلق اسے بتایا گیا کہ وہ اس کے پیچھے نماز پڑھنا درست نہیں سمجھتا تو اس نے اسے بلوا کر اس سے گفتگو کی پھر مہدی نے اپنی گفتگو میں اسے کہا اے پسر زانیہ تو شریک نے اسے کہا یا امیر المؤمنین بس بس وہ روزے دار شب زندہ دار تھی تو اس نے اسے کہا اے زندیق میں تجھے ضرور قتل کروں گا تو شریک نے ہنس کر کہا یا امیر المؤمنین بلاشبہ زندیقوں کی کچھ علامات ہیں جن سے وہ پہچانے جاتے ہیں وہ قبوہ پیتے ہیں اور گلوکارہ لونڈیا تیار کرتے ہیں پس مہدی نے سر جھکا لیا اور شریک اس سامنے سے باہر چلا گیا لوگوں نے بیان کیا ہے کہ سخت آندھی آئی تو مہدی اپنے گھر کے ایک کمرے میں داخل ہو گیا اور اپنے رخسار کو خاک کے ساتھ لگا لیا اور کہنے لگا اے اللہ اگر لوگوں کو چھوڑ کر میں اس سزا کے لیے مطلوب ہوں تو میں تیرے سامنے پڑا ہوں اے اللہ دشمنان دین کو مجھ پر ہنسی کا موقع نہ دے پس وہ مسلسل یہی بات کہتا رہا حتیٰ کہ آندھی درور ہو گئی۔

اور ایک روز ایک شخص اس کے پاس آیا اور اس کے پاس ایک جوتا تھا وہ کہنے لگا یہ رسول اللہ ﷺ کا جوتا ہے میں آپ کو یہ بیٹھ دیتا ہوں اس نے کہا لاؤ اس نے جوتا اسے پکڑا دیا تو اس نے اسے بوسہ دیا اور اسے اپنی آنکھوں پر رکھا اور اسے دس ہزار درہم دینے کا حکم دیا اور جب وہ شخص واپس چلا گیا تو مہدی نے کہا خدا کی قسم مجھے اچھی طرح علم ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس جوتے کو پہنا تو کجا اسے دیکھا بھی نہیں، لیکن اگر میں اسے واپس کر لیتا تو وہ جا کر لوگوں سے کہتا کہ میں نے اسے رسول اللہ ﷺ کو جوتا بیٹھ دیا اور اس نے مجھے واپس کر دیا تو لوگ اسے سچا قرار دیں گے کیونکہ عوام اس قسم کی باتوں کی طرف مائل ہو جاتے ہیں اور ان کی عادت ہے کہ وہ طاقتور کے مقابلے میں کمزور کی مدد کرتے ہیں خواہ وہ ظالم ہی ہو پس ہم نے دس ہزار درہم میں اس کی زبان خرید لی ہے اور ہمارے رائے ہی بہتر اور وزنی ہے۔

اور اس کے متعلق مشہور ہو گیا کہ وہ کبوتر بازی اور گھوڑ دوڑ کا شوقین ہے تو محدثین کی ایک جماعت اس کے پاس آئی جس میں عتاب بن ابراہیم بھی شامل تھا اس نے اسے ابو ہریرہ کی حدیث سنائی کہ لا سبق الا خیف او نعل او حافر^۱ اور حدیث میں جناح کے لفظ کا اضافہ کر دیا تو اس نے اسے دس ہزار درہم دینے کا حکم دیا اور جب وہ باہر چلا گیا تو اس نے کہا خدا کی قسم مجھے اچھی طرح معلوم ہے کہ عتاب نے رسول اللہ ﷺ پر انفر کیا ہے پھر اس نے کبوتروں کے متعلق حکم دیا تو انہیں ذبح کر دیا گیا اور اس کے بعد اس نے عتاب کو یاد نہیں کیا۔

واقعی کا بیان ہے کہ ایک روز میں مہدی کے پاس گیا اور اسے میں نے احادیث سنائیں تو اس نے انہیں میری طرف سے لکھ لیا پھر اٹھ کر اپنی بیویوں کے کمروں میں چلا گیا پھر باہر نکلا تو وہ غصے سے بھرا ہوا تھا میں نے کہا یا امیر المؤمنین آپ کو کیا ہو گیا ہے؟ اس نے کہا میں خیزران کے پاس گیا تو وہ میرے پاس آئی اور اس نے میرے کپڑے پھاڑ دیئے اور کہنے لگی میں نے تجھ سے کوئی بھلائی نہیں دیکھی اور اے واقعی قسم بخدا میں نے اسے غلاموں کے تاجر سے خریدا تھا اور اس نے میرے ہاں وہ مرتبہ حاصل کر لیا ہے جو کر لیا ہے اور میں نے اپنے بعد اس کے بیٹوں کی امارت کے لیے بیعت لے لی ہے میں نے کہا یا امیر المؤمنین رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:

”بلاشبہ یہ عورتیں شرفاء پر غالب آ جاتی ہیں اور کہیں انہیں مغلوب کر لیتے۔ نیز آپ نے فرمایا ہے تم میں سے بہتر وہ ہے جو اپنے اہل کے لیے بہتر ہے اور میں تم میں سے اپنے اہل کے لیے بہتر ہوں اور عورت میڑھی پسلی پے پیدا کی گئی ہے اگر تو نے اسے سیدھا کیا تو تو اسے توڑ دے گا۔“

اور اس بارے میں جو باتیں مجھے یاد تھیں میں نے اس سے بیان کیں تو اس نے مجھے دو ہزار دینار دینے کا حکم دیا اور جب میں گھر آیا تو اچانک خیزران کا اہلی مجھے ملا اس کے پاس دس دینار کم دو ہزار دینار تھے اور اس کے پاس کچھ کپڑے بھی تھے اس

۱ حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ اونٹ، جانور اور گھوڑے دوڑانے میں مقابلہ کرنا چاہیے عتاب نے اس کے آگے جناح کے لفظ کا اضافہ کر دیا جس سے اس کا مطلب یہ تھا کہ کبوتر بازی میں بھی مقابلہ کرنا چاہیے مہدی کو معلوم تھا کہ اس نے یہ اضافہ صرف میری رضا جوئی کے لیے کیا ہے اس لیے اس نے کبوتروں کو ذبح کروا کر عملی طور پر بتا دیا کہ عتاب نے رسول کریم ﷺ پر انفر کیا ہے۔ مترجم۔

نے میرا شکر یہ ادا کرتے ہوئے میری تعریف کرتے ہوئے یہ دنار مجھے بھیجے۔

مؤذنین نے بیان کیا ہے کہ مہدی نے کوفہ کے ایک شخص نے خون کو مباح کر دیا اور اس کو لے کر آنے والے کے لیے ایک لاکھ درہم انعام مقرر کیا جس سے وہ شخص بدلتا رہتا اور آج تک اس شخص سے ملا اور اس نے اسے کیزوں سمیت پتڑیا اور پکار کر کہنے لگا یہ امیر المؤمنین کا مطلوب ہے اور وہ شخص اس سے چھوٹ کر بھاگتا چاہتا تھا مگر وہ اس کی طاقت نہ رکھتا تھا اس دوران میں کہ وہ دونوں باہم کشاکش کر رہے تھے اور لوگ ان کے ارد گرد جمع ہو چکے تھے کہ اچانک امیر معین بن زائدہ اپنے سواروں کی جماعت کے ساتھ گزرا تو اس شخص نے کہا 'اے ابوالولید یہ خوفزدہ اور پناہ کا طالب ہے' معین نے کہا تو ہلاک ہو جائے تیرا اور اس کا کیا معاملہ ہے؟ اس نے کہا یہ امیر المؤمنین کا مطلوب ہے اور آپ نے اس کو لے کر آنے والے کے لیے ایک لاکھ درہم انعام رکھا ہے' معین نے کہا کیا تجھے معلوم نہیں کہ میں نے اسے پناہ دی ہوئی ہے اسے اپنے ہاتھ سے چھوڑ دے پھر اس نے اپنے ایک غلام کو حکم دیا تو اس نے اتر کر اسے سوار کرایا اور وہ اسے اپنے گھر لے گیا اور وہ شخص خلیفہ کے دروازے پر چلا گیا اور انہیں اطلاع دی مہدی کو اطلاع ملی تو اس نے معین کی طرف آدمی بھیجا اس نے جا کر اسے سلام کہا تو اس نے سلام کا جواب نہ دیا اور نہ اس نے کہا اے معین کیا تمہارا معاملہ یہاں تک پہنچ چکا ہے کہ تو میرے مقابلے میں پناہ دیتا ہے؟ اس نے کہا ہاں ہاں ہاں میں نے تمہاری حکومت میں چار ہزار نمازیوں کو قتل کیا ہے کیا ایک شخص میری پناہ نہیں لے سکتا؟ پس مہدی نے اپنا سر جھکا لیا پھر اس کی طرف سر اٹھا کر کہا اے معین جسے تو نے پناہ دی ہے اسے ہم نے بھی پناہ دی ہے اس نے کہا یا امیر المؤمنین وہ شخص کمزور ہے تو اس نے اسے تیس ہزار درہم دینے کا حکم دیا اور اس نے کہا اس کا جرم عظیم ہے اور خلفاء کے انعامات رعیت کے جرائم کے مطابق ہوتے ہیں تو اس نے اسے ایک لاکھ درہم دینے کا حکم دیا اور انہیں معین کے آگے سے اٹھا کر اس شخص کے پاس لے جایا گیا تو معین نے اسے کہا مال لے لے اور امیر المؤمنین کے لیے دعا کرو اور مستقبل میں اپنی نیت ٹھیک کر لے۔

ایک دفعہ مہدی بصرہ آیا اور لوگوں کو نماز پڑھانے کے لیے باہر نکالا تو ایک بدو نے آ کر کہا یا امیر المؤمنین ان مؤذنین کو حکم دیجیے کہ میرا انتظار کریں تاکہ میں وضو کر لوں۔ اس نے انہیں حکم دیا کہ وہ اس کا انتظار کریں اور مہدی محراب میں کھڑا ہو گیا اور اس نے اس وقت تک تکبیر نہیں کہی جب کہ اسے یہ نہیں بتا دیا گیا کہ وہ بدو آ گیا ہے پس اس نے تکبیر کہی اور لوگ اس کی وسعت اخلاق سے تعجب کرنے لگے اور ایک بدو آیا جس کے پاس ایک مہر شدہ خط تھا اور وہ کہنے لگا یہ امیر المؤمنین نے مجھے خط لکھا ہے وہ شخص کہاں ہے جسے رفق حاجب کہا جاتا ہے؟ اس نے خط لے لیا اور اسے خلیفہ کے پاس لے کر آیا اور بدو کو کھڑا کیا اور خط کو کھولا لیا دیکھتا ہے کہ وہ چمڑے کا ایک ٹکڑا ہے جس میں کمزوری تحریر ہے اور بدو خیال کرتا ہے کہ یہ خلیفہ کا خط ہے مہدی نے مسکرا کر کہا بدو حق کہتا ہے یہ میرا خط ہے ایک روز میں شکار کو گیا اور فوج سے الگ ہو گیا اور رات آگئی تو میں نے رسول اللہ ﷺ کے دعا مانگنے کی طرح دعا مانگی تو دور سے مجھے آگ نظر آئی اور میں نے اس کا قصد کر لیا کیا دیکھتا ہوں کہ یہ بوڑھا اور اس کی بیوی ایک خیمے میں آگ جلا رہے ہیں میں نے انہیں سلام کہا تو انہوں نے سلام کا جواب دیا اور اس نے میرے لیے چادر بچھائی اور مجھے تھوڑا سا پانی ملا اور دودھ پلایا اور میں نے جو چیز تھی پی ہے وہ اس سے شاندار تھا اور میں اس چوغے پر سو گیا مجھے یاد نہیں کہ میں اس سے بڑھ کر میٹھی

نہیندہ باہول، پس اس نے جا کر اپنے ایک بکروں کو ذبح کیا اور میں نے اس کی بیوی کو اسے کہتے، نا تو نے اپنی کمائی اور اپنے بچوں کی گزارن کو ذبح کر دیا ہے اور تو نے اپنے آپ کو اور اپنے عیال کو ہلاک کر دیا ہے مگر اس نے اس کی کوئی توجہ نہ کی، پس میں بیدار ہوا اور میں نے اس بکروں کے گوشت کو بھونا اور میں نے اسے کہا، کیا تمہارے پاس کوئی چیز ہے جس میں میں تجھے ایک تحریر لکھ دوں؟ تو وہ میرے پاس یہ ٹکڑا لے کر آیا اور میں نے اس کے لیے کوئلے سے پانچ لاکھ درہم لکھ دیئے اور میں نے تو صرف پچاس ہزار لکھنے کا ارادہ کیا تھا، خدا کی قسم یہ ساری رقم اسے دوں گا خواہ بیت المال میں اس کے سوا کچھ نہ ہو، پس اس نے اسے پانچ لاکھ درہم دینے کا حکم دیا اور بدو نے انہیں لے لیا اور وہ انبار کی طرف اس جگہ پر حاجیوں کے راستے میں مسلسل مقیم رہا اور وہ مہمانوں کی اور گزرنے والے لوگوں کی مہمان نوازی کرنے لگا اور اس کا گھر امیر المومنین کے میزبان کے نام سے مشہور ہو گیا۔

اور سوار سے روایت ہے کہ ایک روز میں مہدی کے ہاں سے اپنے گھر واپس آیا تو میرے سامنے ناشتہ رکھا گیا جسے میرے دل نے قبول نہ کیا پس میں اپنی خلوت گاہ میں دو پہر کو سونے کے لیے داخل ہوا تو مجھے نہیندہ آئی اور میں نے اپنی ایک پیاری لونڈی کو بلایا تاکہ میں اس سے دل لگی کروں مگر میرا دل اس سے بھی خوش نہ ہوا اور میں اٹھ کر گھر سے باہر نکلا اور اپنے خنجر پر سوار ہو گیا اور ابھی میں گھر سے آگے نہیں گیا تھا کہ ایک شخص مجھے ملا جس کے پاس دو ہزار درہم تھے میں نے پوچھا تم نے یہ درہم کہاں سے لیے ہیں اس نے کہا تیرے نئے بادشاہ سے، پس میں نے اسے اپنے ساتھ لے لیا اور میں بغداد کے کوچوں میں چلنے لگا تاکہ میں اکتاہٹ کو بھول جاؤں اور ایک محلے کی مسجد میں نماز کا وقت آ گیا تو میں اس میں نماز پڑھنے کے لیے اتر پڑا اور جب میں نے نماز ادا کی کہ اچانک ایک نابینا شخص نے میرے کپڑوں کو پکڑ لیا اور کہنے لگا مجھے آپ سے ایک کام ہے؟ میں نے کہا تجھے کیا کام ہے؟ اس نے کہا میں ایک نابینا آدمی ہوں لیکن جب میں نے تیری خوشبو سونگی تو میں نے خیال کیا کہ تو آسودہ اور صاحب ثروت آدمی ہے اور میں نے چاہا کہ تجھ تک اپنی حاجت پہنچاؤں۔

میں نے کہا کیا حاجت ہے؟ اس نے کہا یہ محل جو مسجد کے بالمقابل ہے میرے باپ کا ہے۔ وہ خراسان کی طرف سفر کر گیا اور اس نے اسے فروخت کر دیا اور مجھے اپنے ساتھ لے گیا اور اس وقت میں چھوٹا بچہ تھا پس ہم وہاں ایک دوسرے سے پھڑ گئے اور مجھے تکلیف پہنچی اور میرے باپ کے مرنے کے بعد ہم بغداد واپس آ گئے اور میں اس محل کے مالک کے پاس کچھ مانگنے آیا تاکہ میں اس کے ذریعے سوار سے ملاقات کروں وہ میرے باپ کا دوست ہے اور شاید اس کے ہاں کچھ گنجائش ہو جس سے وہ مجھ پر بخشش کرے، میں نے پوچھا تیرا باپ کون ہے؟ اس نے ایک شخص کا ذکر کیا جو سب لوگوں سے بڑھ کر میرا دوست تھا۔ میں نے کہا میں تیرے باپ کا دوست سوار ہوں اور تیرے آج کے دن اللہ تعالیٰ نے مجھ سے نیند کھانا اور آرام و راحت کو روک دیا ہے حتیٰ کہ اس نے مجھے تجھ سے ملاقات کرنے کے لیے گھر سے نکالا اور تیرے سامنے بٹھا دیا ہے اور میں نے اپنے وکیل کو حکم دیا تو اس نے وہ دو ہزار درہم اسے دے دیئے جو اس کے پاس تھے اور میں نے اسے کہا کل فلاں جگہ پر میرے گھر آ جانا اور میں سوار ہو کر دارالخلافہ میں آ گیا اور میں نے کہا مہدی کو آج شب اس سے عجیب تر کہانی نہیں سنائی جائے گی اور جب میں نے پورا اتمہ سنایا تو وہ اس سے بہت متعجب ہوا اور اس نے اس نابینا آدمی کو دو ہزار درہم دینے کا حکم دیا اور مجھے یوحنا کہا تھا پر کچھ قرض ہے؟ میں

نے کہا ہاں اس نے پوچھا کتنا؟ میں نے کہا پچاس ہزار دینار پس وہ کمزور ہو گیا اور اس نے پچھ در پچھ سے گفتگو کی پھر جب میں نے اس کے سامنے اٹھا اور کھڑے ہو کر کہا تو کیا دیکھتا ہوں کہ لیبوں نے پچاس ہزار دینار میرے لیے اور دو ہزار دینار تاہینا شخص کے لیے لانے میں مجھ سے بہت کمی ہے پس اس روز میں نے تاہینا شخص کے آنے کا انتظار کیا تو وہ لیت ہو گیا اور جب شام ہوئی تو میں مہدی کے پاس واپس گیا تو اس نے کہا میں نے تیرے بارے میں غور و فکر کیا ہے اور مجھے معلوم ہوا ہے کہ جب تو اپنا قرض ادا کر دے گا تو تیرے پاس کچھ نہیں بچے گا اور میں نے تیرے لیے مزید پچاس ہزار درہم کا حکم دے دیا ہے اور جب تیسرا دن ہوا تو تاہینا میرے پاس آیا اور میں نے کہا اللہ تعالیٰ نے مجھے تیرے سبب سے بہت سامال دیا ہے اور میں نے اسے دو ہزار دینار دیئے جو خلیفہ کے ہاں سے آئے تھے اور اپنے پاس سے بھی اسے مزید دو ہزار دینار دیئے۔

اور ایک عورت مہدی کے پاس کھڑی ہوئی اور کہنے لگی اے رسول اللہ ﷺ کے رشتہ دار میری حاجت پوری کرو مہدی نے کہا میں نے یہ بات اس کے سوا اور کسی سے نہیں سنی اس کی حاجت پوری کرو اور اسے دس ہزار درہم دے دو اور ابن الخياط مہدی کے پاس آیا اور اس کی مدح کی تو اس نے اسے پچاس ہزار درہم دینے کا حکم دیا جنہیں ابن الخياط نے تقسیم کر دیا اور کہنے لگا: میں تو نگری کی جستجو میں اس کی جستجو میں اس کی ہتھیلی کے مطابق لے لیا مگر مجھے معلوم نہ تھا کہ اس کی ہتھیلی سے سخاوت آگے بڑھ جاتی ہے پس اس نے جو کچھ دیا ہے میں اس سے تو نگر نہیں ہوا میں نے اسے دے دیا ہے اور اس نے مجھے سخاوت کی لٹ ڈال دی ہے پس جو شخص میرے پاس تھا میں نے اسے تقسیم کر دیا ہے۔

راوی بیان کرتا ہے جب مہدی کو اس امر کی اطلاع ملی تو اس نے اسے ہر درہم کے عوض ایک دینار دیا، مختصر یہ کہ مہدی کے محاسن اور کارنامے بہت سے ہیں اور اس کی وفات ماسبدان میں ہوئی اور وہ ماسبدان اس لیے گیا تھا کہ اپنے بیٹے بادی کی طرف پیغام بھیجے کہ وہ جرجان سے اس کے پاس آئے تاکہ وہ اسے ولی عہدی سے معزول کر کے ہارون الرشید کے بعد اسے مقرر کرے مگر بادی نے اس سے انکار کیا اور مہدی اس کے پاس سے بلوانے کے ارادے سے گیا اور جب ماسبدان پہنچا تو وہیں مر گیا اور اس نے بغداد میں اپنے قصر السلامۃ میں خواب دیکھا کہ ایک بوڑھا محل کے دروازے پر کھڑا ہے اور یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے ہاتھ کو کہتے سنا:

میں اس محل کے باشندوں کو تباہ شدہ دیکھ رہا ہوں اور اس کی حویلیاں اور منازل ویران ہو چکی ہیں اور قوم کا سردار خوشی اور بادشاہت کے بعد ایک قبر کی طرف چلا گیا ہے جس پر پتھر پڑے ہوئے ہیں اور اس کی صرف یاد اور باتیں ہی باقی رہ گئی ہیں اور اس کی بیویاں اس پر ڈاؤنیا کر رہی ہیں۔

اور اس کے بعد وہ صرف دس دن زندہ رہا اور مر گیا روایت ہے کہ جب ہاتف نے اسے کہا کہ میں اس محل کے باشندوں کو تباہ شدہ دیکھ رہا ہوں اور اس کے نشانات اور منازل مٹ چکے ہیں تو مہدی نے اسے جواب دیا لوگوں کے امور کو اسی طرح جدید امور بوسیدہ کر دیتے ہیں اور ہر جوان کو عنقریب اس کی عادات بوسیدہ کر دیں گی۔

ہاتف نے کہا: نیا سے زاد لے لے تو کوچ کرنے والا ہے اور تو جواب دہ ہے تو کیا کہہ رہا ہے۔

مہدی نے اسے جواب دیا میں کہتا ہوں اللہ حق ہے میں نے اس کی گواہی دی ہے اور اس بات کے فضائل شمار نہیں کئے جاسکتے۔

ہاتف نے کہا دنیا ت زوالے لے تو کوچ کرنے والے اور تجھ پر نازل ہونے والا حکم قریب آ گیا ہے۔
مہدی نے اسے جواب دیا تو بدایت پائے تو نے کب مجھے اس کی خبر دی ہے جو تو نے مجھے کہا ہے میں اسے عنقریب جلد کروں گا۔

ہاتف نے کہا میں راتوں کے بعد وہ تین دن مہینے کے آخر تک ٹھہر تو اسے پورا کرنے والا نہیں ہے۔
مؤرخین کا بیان ہے کہ اس کے بعد وہ ۲۹ دن زندہ رہا حتیٰ کہ فوت ہو گیا۔

اور ابن جریر نے اس کی وفات کے سبب کے بارے میں اختلاف بیان کیا ہے کہتے ہیں کہ وہ ایک ہرن کے پیچھے لگا اور کتے اس کے آگے تھے وہ ہرن ایک ویران جگہ داخل ہو گیا اور کتے بھی اس کے پیچھے داخل ہو گئے اور گھوڑا آیا اور اپنے پاؤں اٹھا کر ویرانے میں داخل ہو گیا اور اس نے اس کی کمر توڑ دی اور اس کے باعث اس کی وفات ہو گئی اور بعض کا قول ہے کہ اس کی ایک چیپٹی لونڈی نے دوسری کی طرف زہر آلود دودھ بھیجا تو اچھی مہدی کے پاس سے گزرا اور اس نے اس سے دودھ پیا اور مر گیا بعض کا قول ہے کہ اس نے ایک پلیٹ میں اس کی طرف امرود بھیجے اور اس کے اوپر ایک بڑا سا زہر آلود امرود رکھ دیا اور مہدی کو امرود بہت اچھے لگتے تھے پس اس کے پاس سے ایک لونڈی یہ پلیٹ لئے گزری تو اس نے اس امرود کو جو اوپر پڑا تھا لے کر کھا لیا اور اسی وقت مر گیا اور وہ چیپٹی لونڈی اس کا گریہ کرنے لگی اور کہنے لگی ہائے امیر المؤمنین میں نے چاہا کہ وہ مجھ اکیلی کے لیے ہو اور میں نے اسے اپنے ہاتھوں سے قتل کر دیا ہے اور اس کی وفات اس سال یعنی ۱۶۹ھ کے محرم میں ہوئی اور مشہور قول کے مطابق اس کی عمر ۴۳ سال تھی اور اس کی خلافت دس سال ایک ماہ اور کچھ دن رہی اور شعراء نے اس کے بہت سے مرثیے کہے جن کا ذکر ابن جریر اور ابن عساکر نے کیا ہے۔

اور اس سال عبداللہ بن زیاد، نافع بن عمر، الحجاج اور نافع بن ابی نعیم القاری نے وفات پائی۔

موسیٰ ہادی بن مہدی کی خلافت:

اس کے باپ نے ماہ محرم ۱۶۹ھ کے آغاز میں وفات پائی اور یہ اپنے باپ کے بعد ولی عہد تھا اور اس کے باپ نے اپنی موت سے پہلے اس کے بھائی ہارون الرشید کو ولی عہد میں مقدم کرنے کا ارادہ کیا ہوا تھا مگر اس نے اتفاق نہ کیا حتیٰ کہ مہدی ماسد ان میں وفات پا گیا اور ہادی اس وقت جرجان میں تھا، پس حکومت کے بعض آدمیوں نے جن میں ربیع حاجب اور جرنیلوں کی ایک پارٹی بھی شامل تھی، ہارون الرشید کو اس پر مقدم کرنے اور اس کی بیعت کرنے کا ارادہ کیا اور رشید بغداد میں موجود تھا اور انہوں نے مہدی کی خواہش کی تنفیذ کے لیے فوج پر فوج خرچ کرنے کا عزم کر لیا، پس ہادی کو جب یہ خبر ملی تو وہ تیزی سے جرجان سے بغداد آیا اور وہ بیس دن میں وہاں سے یہاں پہنچ گیا اور بغداد آ کر اس نے لوگوں میں کھڑے ہو کر تقریر کی اور ان سے بیعت لی اور انہوں نے اس کی بیعت کر لی اور ربیع حاجب ردپوش ہو گیا اور ہادی نے اسے تلاش کیا حتیٰ کہ وہ اس کے سامنے حاضر ہو گیا تو

اس نے اسے معاف کر دیا اور اس سے حسن سلوک کیا اور اسے اپنے گھر کی حجابت پر قائم رکھا اور مزید برآں اسے وزارت اور دیگر امارتیں بھی دیں اور ہادی آفاق میں نفاذ کی تلاش میں لگ گیا اور اس نے ان میں سے بہت سے لوگوں کو قتل کر دیا اور اس نے اس بارے میں اپنے باپ کی افتدائے اور ہادی خلوت میں اپنے اصحاب کے ساتھ برائیس لکھتا اور باب وہ مقام خلافت پر بیٹھا تو اس کی مہابت اور امارت کی وجہ سے اس کی طرف دیکھ بھی نہیں سکتے تھے اور وہ خوبصورت باوقار اور بارعبہ نوجوان تھا۔

اور اس سال یعنی ۶۹ھ میں مدینہ میں حسین بن علی بن حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب نے خروج کیا اور یہ واقعہ یوں ہوا کہ اس نے ایک دن صبح کو سفید لباس پہنا اور مسجد نبوی میں بیٹھ گیا اور لوگ نماز کو آئے اور جب انہوں نے دیکھا تو واپس چلے گئے اور ایک جماعت اس کے ارد گرد جمع ہو گئی اور انہوں نے کتاب و سنت اور اہل بیت کی رضامندی سے اس کی بیعت کر لی اور اس کے خروج کا سبب یہ تھا کہ مدینہ کا متولی وہاں سے خلیفہ کو مبارکباد دینے اور اس کے باپ کی تعزیت کرنے بغداد گیا پھر ایسے امور پیش آ گئے جنہوں نے اس کے خروج کا تقاضا کیا اور اس کے ارد گرد ایک جماعت جمع ہو گئی اور اس نے مسجد نبوی میں اپنا ٹھکانہ بنالیا اور انہوں نے لوگوں کو اس میں نماز پڑھنے سے روک دیا اور جو کچھ اس نے ارادہ کیا تھا اہل مدینہ نے اسے اس کا جواب نہ دیا بلکہ وہ مسجد کی بے حرمتی کرنے کی وجہ سے اس کے خلاف بددعائیں کرنے لگے حتیٰ کہ بیان کیا جاتا ہے کہ وہ مسجد کی اطراف میں پاخانہ کرنے لگے اور انہوں نے کئی بار المسودہ سے جنگ کی اور دونوں طرف سے آدمی قتل ہوئے پھر وہ مکہ کی طرف کوچ کر گیا اور حج کے وقت تک وہاں ٹھہرا اور ہادی نے اس کے مقابلے میں ایک فوج بھیجی جس نے حج کے اجتماع سے فراغت کے بعد اس سے جنگ کی اور اسے اس کے اصحاب کی ایک جماعت کو قتل کر دیا اور بقیہ لوگ بھاگ گئے وہ مختلف سمتوں میں بکھر گئے اور اس کے قتل تک اس کے خروج کی مدت ۹ ماہ ۱۸ دن ہے اور وہ بڑا سختی آدنی تھا ایک روز وہ مہدی کے پاس آیا تو اس نے اسے چالیس ہزار دینار دیئے تو اس نے انہیں اپنے بغدادی اور کوئی دوستوں اور اپنے اہل میں تقسیم کر دیا پھر وہ کوفہ سے نکلا تو اس کے جسم پر قیص بھی نہ تھی اس کے اوپر ایک کھلم تھا جس کے نیچے قیص نہ تھی۔

اور اس سال خلیفہ کے چچا سلیمان بن ابی جعفر نے لوگوں کو حج کرایا اور معتوق بن یحییٰ نے ایک بہت بڑی فوج کے ساتھ راہب کے درے کے راستے موسم گرما کی جنگ لڑی اور رومی اپنے جرنیل کے ساتھ آئے اور وہ الحدت پہنچ گئے اور اس سال حسین بن علی بن حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب نے وفات پائی اسے ایام تشریق میں قتل کیا گیا جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے اور منصور کے غلام رنج بن یونس الحاجب نے بھی وفات پائی اور یہ اس کا حاجب اور وزیر تھا اور یہ مہدی اور ہادی کا بھی وزیر ہا اور بعض لوگ اس کے نسب میں طعن کرتے ہیں اور خطیب نے اس کے حالات میں اس کے طریق سے ایک حدیث بیان کی ہے لیکن وہ منکر ہے اور اس کی طرف سے اس کے روایت ہونے کی صحت میں اعتراض پایا جاتا ہے اور اس نے اس کے بعد اس کے بیٹے فضل بن رنج کو حجابت دی اور ہادی نے بھی اسے حجابت پر مقرر کیا۔



۷۷ھ

اس سال ہادی نے اپنے بھائی ہارون الرشید کو اپنے بیٹے جعفر بن مانان کی وجہ سے خلافت اور ولی عہدی سے معزول کرنے کا ارادہ کیا تو ہارون نے اس بات کو تسلیم کر لیا اور جھگڑے کا اظہار نہ کیا بلکہ بات کو مان لیا اور ہادی نے امراء کی ایک جماعت کو بلا یا تو انہوں نے بھی اس کی بات مان لی مگر ان دونوں کی ماں خیزران نے اس بات کو تسلیم نہ کیا اور وہ موسیٰ کی نسبت اپنے بیٹے ہارون کی طرف زیادہ میلان رکھتی تھی اسی وجہ سے ہادی نے اسے مملکت میں کسی قسم کے تصرف سے روک دیا ہوا تھا حالانکہ اس کی خلافت کے آغاز میں وہ اس پر حاوی ہو چکی تھی اور حکومتیں اس کے دروازے کی طرف اور امراء اس کے صحن کی طرف پلٹ پلٹ آتے تھے اور ہادی نے قسم کھائی کہ اگر کوئی امیر اس کے دروازے پر لوٹ آ کر آیا تو وہ اسے قتل کر دے گا اور اس کی سفارش قبول نہیں کرے گا، پس وہ اس بارے میں گفتگو کرنے سے رک گئی اور اس نے قسم کھائی کہ وہ کبھی اس سے بات نہیں کرے گی اور اسے چھوڑ کر ایک دوسرے مکان میں منتقل ہو گئی اور اس نے اپنے بھائی ہارون سے دستبرداری کے بارے میں اصرار کیا اور یحییٰ بن خالد بن برمک جو رشید کی صف کے اکابر امراء میں سے تھا کی طرف پیغام بھیجا اور اسے پوچھا ہارون کے معزول کرنے اور اپنے بیٹے جعفر کو ولی عہد بنانے کے متعلق میرا جو ارادہ ہے اس کے بارے میں تیری کیا رائے ہے؟ خالد نے اسے کہا مجھے خدشہ ہے کہ لوگوں کے نزدیک عہد و پیمان کی کوئی قیمت نہیں رہے گی لیکن مصلحت یہ ہے کہ آپ ہارون کے بعد ولی عہد بنادیں اور اسی طرح مجھے یہ خدشہ ہے کہ اکثر لوگ جعفر کی بیعت کرنا قبول نہیں کریں گے کیونکہ وہ نابالغ ہے اور معاملہ بگڑ جائے گا اور لوگ اختلاف کریں گے۔

پس اس نے کچھ دیر سر جھکائے رکھا اور یہ رات کا وقت تھا پھر اس نے اسے قید کرنے کا حکم دے دیا پھر اسے رہا کر دیا اور ایک روز اس کا بھائی ہارون الرشید اس کے پاس آیا اور اس کی دائیں جانب دوڑ جا کر بیٹھ گیا، ہادی کچھ دیر اس کی طرف دیکھتا رہا پھر کہنے لگا اے ہارون کیا توفیٰ واقعہ ولی عہد بننے کی امید رکھتا ہے؟ اس نے کہا ہاں قسم بخدا اور اگر ایسا ہوا تو میں ان لوگوں سے صلہ رحمی کروں گا جن سے آپ نے قطع رحمی کی ہے اور جن پر آپ نے ظلم کیا ہے ان سے انصاف کروں گا اور اپنی بیٹیوں کی شادی آپ کے بیٹوں سے کروں گا، اس نے کہا تیرے بارے میں یہی گمان ہے، پس ہارون اس کے پاس اس کے ہاتھ کو بوسہ دینے کے لیے گیا تو ہادی نے اسے قسم دی کہ وہ تخت پر اس کے ساتھ بیٹھے تو وہ اس کے ساتھ بیٹھ گیا پھر اس نے اس کے لیے ایک کروڑ دینار کا حکم دیا اور یہ کہ وہ خزانوں میں داخل ہو کر جو چاہے لے لے اور جب خراج آیا تو اس نے اس کا نصف اسے دیا، یہ سب کچھ کر کے ہادی ہارون سے راضی ہو گیا پھر صلح کے بعد ہادی جدید موصل کی طرف روانہ ہو گیا پھر وہاں سے واپس آ کر ۱۵ ربیع الاول جمعہ کی شب کو عیساباز میں فوت ہو گیا اور بعض کا قول ہے کہ ۷۷ھ کے آخر میں فوت ہو گیا، اس کی عمر ۲۳ سال تھی اور اس کی خلافت چھ ماہ ۲۳ دن رہی، ① ہادی، طویل جمیل، سفید رنگ تھا اور اس کا اوپر کا ہونٹ سکڑا ہوا تھا۔

① مصری نسخہ میں ایک سال ایک ماہ ۲۳ دن ہے۔

اور اس شب کو خلیفہ ہادی فوت ہوا اور خلیفہ رشید نے امارت سنجمالی اور خلیفہ ہامون بن رشید پیدا ہوا اور ان دونوں کی ماں خیزران نے اول شب میں کہا مجھے پتہ چلا ہے کہ ایک خلیفہ پیدا ہوگا اور ایک خلیفہ مرے گا اور ایک خلیفہ خلافت سلجی لے گا بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے یہ بات اور اسی سے ایک فرصہ قبل ہی تھی اور اس بات نے اسے بہت خوش کیا تھا اور یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے اپنے بیٹے رشید کے متعلق اس کے خوف سے اپنے بیٹے کا نام ہادی رکھا اس لیے کہ اس نے خیزران کو درگزر دیا تھا اور اپنی چہیتی لونڈی خالصہ کو قریب کر لیا تھا واللہ اعلم۔

ہادی کے کچھ حالات:

موسیٰ بن محمد مہدی بن عبد اللہ بن منصور بن محمد بن علی بن عبد اللہ بن عباس ابو محمد ہادی اس نے محرم ۱۶ھ میں خلافت سنجمالی اور ۱۵ ربیع الاول یا آخر ربیع الاول ۶۰ھ کو فوت ہو گیا اور اسکی عمر ۲۳ سال تھی بعض ۲۴ اور بعض ۲۶ سال بھی بیان کرتے ہیں اور پہلا قول صحیح ہے اور یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ اس کی عمر میں اس سے پہلے کسی نے خلافت نہیں سنجمالی اور وہ حسین طویل جمیل اور سفید رنگ تھا اور بڑا طاقتور تھا اور دوزر ہیں بہن کر سوری پر سوار ہو جاتا تھا اور اس کا باپ اسے میری خوشبو کہا کرتا تھا عیسیٰ بن داب نے بیان کیا ہے کہ ایک روز میں ہادی کے پاس تھا کہ ایک تھا لایا گیا جس میں دو لونڈیوں کے سر تھے جنہیں قتل کر کے ٹکڑے ٹکڑے کیا گیا تھا میں نے ان دونوں سے حسین صورت نہیں دیکھی اور نہ ان کے بالوں کی مانند بال دیکھے ہیں اور ان کے بالوں میں ترتیب کے ساتھ موتی اور جواہر جڑے ہوئے تھے اور نہ ہی میں نے ان دونوں کی خوشبو کی مانند کوئی خوشبو دیکھی ہے خلیفہ نے ہمیں پوچھا کیا تمہیں ان دونوں کا حال معلوم ہے؟ میں نے کہا نہیں تو اس نے کہا انہیں بتایا گیا ہے کہ یہ ایک دوسرے پر چڑھ کر بے حیائی کرتی ہیں پس میں نے خادم کو حکم دیا تو اس نے ان دونوں کی نگرانی کی پھر اس نے میرے پاس آ کر کہا وہ دونوں ایک دوسرے کے ساتھ جڑی ہوئی ہیں میں نے آ کر ان دونوں کو ایک لحاف میں بدکاری کرتے پایا تو میں ان نے ان دونوں کی گردنیں کاٹنے کا حکم دے دیا پھر اس نے اپنے سامنے ان دونوں کے سروں کو اٹھانے کا حکم دیا اور پہلی بات کی طرف واپس آ گیا گویا اس نے کچھ کیا ہی نہیں ہے اور وہ ذکی القلب ہے اور حکومت کے متعلق بڑی خبر رکھنے والا تھا۔

اس کے اقوال:

مجرم کو سزا دینے اور لغزشوں پر معافی دینے کی مانند حکومت کی اصلاح کرنے والی کوئی چیز نہیں حکومت کے بارے میں کم طبع کرو ایک روز وہ کسی شخص سے ناراض ہوا تو اس نے اس کی رضامندی چاہی تو وہ راضی ہو گیا اور وہ شخص عذر کرنے لگا تو ہادی نے کہا رضامندی نے تجھے عذر کی برداشت سے کفایت کر دی ہے اور اس نے ایک شخص سے اس کے بیٹے کی تعزیت کی اور اسے کہا اس نے تجھے خوش کیا حالانکہ وہ دشمن اور فتنہ تھا اور اس نے تجھے دکھ دیا حالانکہ وہ دعا اور رحمت تھی اور زبیر بن بکر نے روایت کی ہے کہ مروان بن ابی حفصہ نے ہادی کو اپنا قصیدہ سنایا جس کا ایک شعر یہ ہے:

اس کی جنگ اور بخشش کے دونوں دن ایک جیسے ہیں کسی کو معلوم نہیں کہ ان دونوں میں سے کسے فضیلت حاصل ہے۔

ہادی نے اسے پوچھا تمہیں کون سی بات پسند ہے؟ تمیں ہزار جلد ملنے والی رقم یا ایک لاکھ رجسٹروں میں چکر لگانے والی رقم؟

اس نے کہا یا امیر المومنین یا اس سے بھی بہت اچھی بات؟ اس نے پوچھا وہ کیا؟ اس نے کہا تمیں ہزار جلد ملنے والی رقم جلد مل جائے اور ایک لاکھ رجسٹروں میں چلر لکائی رہے ہادی نے کہا اس سے جی ایسی بات یہ ہے کہ ہم ساری رقم تجھے جلد دے دیے ہیں پس اس نے اس کے لیے ایک لاکھ تیس ہزار ہم جلد دینے کا حکم دیا۔

خطیب بغدادی نے بیان کیا ہے کہ ازہری نے مجھ سے بیان کیا کہ بل بن احمد دیباجی نے ہم سے بیان کیا ہے کہا انصونی نے ہم سے بیان کیا کہ انقلابی نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن عبدالرحمن تمیمی نے مجھ سے بیان کیا کہ المطلب بن عکاشہ مدنی نے مجھ سے بیان کیا کہ ہم ابو محمد ہادی کے پاس اپنے ایک شخص پر گواہ بن کر آئے کہ اس نے قریش کو گالیاں دی ہیں اور رسول اللہ ﷺ کے آگے گزر گیا ہے پس اس نے ہمارے لیے مجلس بٹھائی جس میں اپنے زمانے کے فقہاء کو بلایا اور جو فقہاء اس کے دروازے پر تھے انہیں بھی بلایا اور اس شخص کو بھی بلوایا اور ہمیں بھی بلوایا اور ہم نے اس سے جو کچھ سنا تھا اس کے متعلق گواہی دی تو ہادی کا چہرہ متغیر ہو گیا پھر اس نے اپنا سر جھکا گیا پھر اسے اٹھا کر کہنے لگا میں نے اپنے باپ مہدی سے سنا ہے وہ اپنے باپ منصور سے بحوالہ اپنے باپ علی بن عبداللہ بن عباس بیان کرتا ہے کہ جس نے قریش کی اہانت کی اللہ اس کی اہانت کرے گا۔ اور اے دشمن خدا تو نے اس بات کو پسند نہیں کیا اور تو نے قریش کو اذیت دی ہے حتیٰ کہ تو رسول اللہ ﷺ کے ذکر تک سبقت کر گیا ہے، اسے قتل کر دو پس ہماری موجودگی میں اسے قتل کر دیا گیا ہادی نے اس سال کے ربیع الاول میں وفات پائی اور اس کے بھائی ہارون نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی اور اسے اس کے تعمیر کردہ قصر ابیض میں عیساباز میں بغداد کی مشرقی جانب دفن کیا گیا اور اس کے نو بچے تھے سات لڑکے اور دو لڑکیاں، جعفر، عباس، عبداللہ اسحاق، اسماعیل، سلیمان اور موسیٰ اعلیٰ لڑکے تھے موسیٰ اس کی وفات کے بعد پیدا ہوا اور اس کے باپ کے نام پر اس کا نام رکھا گیا اور لڑکیاں ام عیسیٰ اور ام عباس تھیں، ام عیسیٰ سے مامون نے شادی کی اور ام عباس کا لقب تو یہ تھا۔

ہارن الرشید بن مہدی کی خلافت:

جب شب اس کا بھائی فوت ہوا اسی شب اس کی بیعت ہوئی یہ ۱۵ ربیع الاول ۷۷ھ جمعہ کی رات تھی اور اس وقت ہارون الرشید کی عمر ۲۲ سال تھی، پس اس نے یحییٰ بن خالد بن برمک کی طرف آدمی بھیجا اور اس نے اسے قید خانے سے باہر نکالا اور اس شب ہادی نے اس کے اور ہارون الرشید کے قتل کا پختہ ارادہ کیا ہوا تھا اور رشید اس کا رضاعی بیٹا تھا۔ پس اس نے اسی وقت اسے وزیر بنا دیا اور یوسف بن قاسم بن صبیح کو انشاء کی کتابت سپرد کی اور اسی نے اس کے سامنے کھڑے ہو کر تقریر کی حتیٰ کہ عیساباز کے منبر پر اس کی بیعت لی گئی اور یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ جب رات کو ہادی مر گیا تو یحییٰ بن خالد بن برمک رشید کے پاس آیا تو اس نے اسے سوئے ہوئے دیکھا، اس نے کہا یا امیر المومنین اٹھئے رشید نے اسے کہا تو کب تک مجھے خوفزدہ کرتا رہے گا اگر اس شخص نے تیری آواز سن لی تو اس کے نزدیک میرا یہ سب سے بڑا گناہ ہوگا؟ اس نے کہا وہ شخص مر چکا ہے تو ہارون بیٹھ گیا اور کہنے لگا مجھے امارتوں کے بارے میں مشورہ دو تو وہ صوبوں کی امارتوں کے لیے آدمیوں کے نام لینے لگا اور رشید انہیں مقرر کرنے لگا اسی دوران میں ایک اور شخص آ گیا اور اس نے کہا یا امیر المومنین خوشخبری ہو ابھی آپ کے ہاں لڑکا پیدا ہوا ہے اس نے کہا وہ عبداللہ ہے اور وہی

سامان سے پھر صبح کو اس نے اپنے بھائی ہادی کی نماز جنازہ پڑھائی اور اسے عیسایاؤں میں دفن کیا اور اس نے قسم کھائی کہ بغداد میں ظہر کی نماز پڑھے گا اور جب وہ جنازے سے فارغ ہوا تو اس نے ابو مسلم القاسم کے قتل کرنے کا حکم دیا کیونکہ وہ جعفر بن ہادی کے ساتھ تھا اور انہوں نے یوں پر رشید پر تنگی کی تو ابو مسلم نے کہہ ٹھہرا اور کھرا ہو جاتا کہ وہی مہدی گزر جائے رشید نے کہا امیر کی بیعت و اطاعت کرنی چاہیے پس جعفر اور ابو عصمہ گزر گئے اور رشید ذلیل اور دل شکستہ ہو کر کھڑا ہو گیا اور جب وہ خلیفہ بنا تو اس نے ابو عصمہ کے قتل کا حکم دے دیا پھر وہ بغداد روانہ ہو گیا اور جب وہ بغداد کے پل پر پہنچا تو اس نے غوطہ خوروں کو بلایا اور کہا یہاں میری وہ انگشتی گر پڑی ہے جو میرے والد مہدی نے میرے لیے ایک لاکھ درہم میں خریدی تھی اور جب ہادی کا زمانہ آیا تو ہادی نے میرے پاس اس کے مطالبہ کے لیے آدمی بھیجا تو میں نے اسے اٹیچی کی طرف پھینک دیا تو وہ یہاں گر پڑی پس غوطہ خوروں نے اس کے پیچھے غوطے لگائے تو انہوں نے اسے تلاش کر لیا جس سے رشید کو بہت خوشی ہوئی اور جب رشید نے یحییٰ بن خالد کو وزارت سونپی تو اسے کہا میں نے رعیت کا معاملہ تیرے سپرد کیا ہے اور میں نے اسے اپنی گردن سے اتار کر تیری گردن میں ڈال دیا ہے پس تو جسے چاہتا ہے والی بنا دے اور جسے چاہتا ہے معزول کر دے اور اس بارے میں ابراہیم موصلی کہتا ہے کیا تو نے دیکھا نہیں کہ سورج کی روشنی کم تھی اور جب ہارون خلیفہ بنا تو اس کی روشنی میں چمک پیدا ہو گئی یہ اللہ کے امین بنی ہارون کی برکت سے ہوا اور ہارون اس کا والی ہے یحییٰ اس کا وزیر ہے۔

پھر ہارون نے یحییٰ بن خالد کو حکم دیا کہ وہ اس کی والدہ خیزران کے مشورے کے بغیر کسی بات کا فیصلہ نہ کرے اور وہی سب امور میں مشورہ دیتی تھی اور وہی جوڑ توڑ کرتی اور فیصلے دیتی تھی۔

اور اس سال رشید نے قرابتداروں کے حصول کے بارے میں حکم دیا کہ وہ بنی ہاشم کے درمیان برابر تقسیم ہوں اور اسی سال رشید نے بہت سے زنادقہ کا تتبع کیا اور ان میں سے بہت سے لوگوں کو قتل کر دیا اور اسی سال بعض اہل بیت نے اس کے خلاف خروج کیا اور اسی سال امین محمد بن الرشید ابن زبیدہ پیدا ہوا اور یہ اس سال کی ۱۶ شوال کے جمعہ کے دن کا واقعہ ہے اور اسی سال خراج الخادم ترکی کے ہاتھوں طرسوس شہر کی تعمیر مکمل ہوئی اور لوگ وہاں اترے اور اسی سال امیر المومنین ہارون الرشید نے لوگوں کو حج کروایا اور اہل حرمین کو بہت سے اموال دیئے یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے اس سال جنگ بھی کی اور اس بارے میں داؤد بن رزین شاعر کہتا ہے:

ہارون کے ذریعے تمام شہروں میں نور چمکا ہے اور اس نے اپنی سیرت کو استوار کر کے راستے کا انتظام کیا ہے وہ اللہ کا امام ہے اور اس کا اکثر کام جنگ کرنا اور حج کرنا ہے جب لوگوں کے سامنے اس کا روشن منظر آتا ہے تو اس کے چہرے کے نور سے لوگوں کی آنکھیں خیرہ ہو جاتی ہیں اور اللہ کا امین ہارون بنی ہے جو اس سے امید کرتا ہے وہ اس سے کئی گنا زیادہ حاصل کرتا ہے۔



اس سال وفات پانے والے اعیان

خلیل بن ائمہ بن عمرو بن تمیم ابو عبد الرحمن الغزالی اور اسے الفربودی الازدی بھی کہا جاتا ہے یہ نحو یوں کا شیخ ہے اور یہ یونان میں اور ان کے ننی کا ہرنے ان سے علم کو سیکھا ہے اور اسی نے علم عروض ایجاد کیا ہے اور اسے پانچ دائروں میں تقسیم کیا ہے اور اس کی پذیردہ بحر میں بنائی ہیں اور آغوش نے اس میں ایک اور بحر کا اضافہ کیا ہے جسے الحجب کہتے ہیں اور ایک شاعر نے کہا ہے:

خلیل کی تخلیق سے قبل دنیا کے اشعار صحیح تھے۔

اور اسے سرتال کے علم کی بھی معرفت حاصل تھی اور اسی علم میں اس کی ایک تصنیف بھی ہے اور کتاب العین لغت کے بارے میں اس کی تصنیف ہے اس کی ابتداء اس نے کی اور نصر بن شمیم اور اصحاب خلیل میں سے اس قسم کے آدمیوں جیسے مؤرخ السدوی اور نصر بن علی الجبضی نے اسے مکمل کیا مگر خلیل نے جو کچھ وضع کیا تھا اس کی مناسبت نہ کر سکے اور ابن دستور یہ نے ایک کتاب لکھی جس میں اس خلیل کو بیان کیا ہے جو ان سے وقوع پذیر ہوا تھا اور افادہ بھی کیا اور خلیل ایک نیک عاقل باوقار اور کامل شخص تھا اور دنیا سے نہایت ہی کم لینے والا تھا اور زندگی کی سختی اور تنگی پر بہت صبر کرنے والا تھا اور وہ کہا کرتا تھا میرا غم میرے دروازے کے پچھواڑے تک نہیں جاسکتا اور دانشمند اور خوش اخلاق آدمی تھا اور اس نے بیان کیا ہے کہ ایک شخص علم عروض میں اس سے الجھ پڑا اور اسے اس علم سے دور کا بھی واسطہ نہیں تھا پس میں نے ایک روز اسے کہا تو اس شعر کی تفتیح کیسے کرے گا اذالم تستطع شیئا فدعہ وحاوزه الی ما تستطع۔

اور وہ اپنی سمجھ کے مطابق اس کی تفتیح میں لگ گیا پھر وہ میرے پاس سے اٹھ گیا اور دوبارہ میرے پاس نہیں آیا معلوم ہوتا ہے اسے وہ بات سمجھ آ گئی جس کی طرف میں نے اسے اشارہ کیا تھا بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت نبی کریم ﷺ کے بعد اس کے باپ کے سوا کسی نے احمد نام نہیں رکھا یہ بات احمد بن ابی خثیمہ سے روایت کی گئی ہے واللہ اعلم خلیل ۱۰۰ھ کو پیدا ہوا اور مشہور قول کے مطابق ۱۰۷ھ میں بصرہ میں فوت ہوا اور بعض نے اس کی وفات ۱۰۶ھ میں بیان کی ہے اور ابن جوزی نے اپنی کتاب شذوڑ العقود میں ۱۰۳ھ میں اس کی وفات کا خیال ظاہر کیا ہے اور یہ نہایت ہی غریب قول ہے اور پہلا قول مشہور ہے۔

اور اس سال ربیع بن سلیمان بن عبد الجبار بن کامل المرادی المصری المودب نے وفات پائی جو حضرت امام شافعی کا رویہ تھا اور آپ سے روایت کرنے والا آخری شخص تھا اور یہ ایک صالح شخص تھا اور حضرت امام شافعی نے اس میں اور ابو یسفی المزنی اور ابن عبد الحکم میں علم کو دیکھا اور نفس الامریں بھی ایسا ہی اتفاق ہوا اور اس ربیع کا شعر ہے:

صبر جمیل کس قدر سرعت سے فراخی پیدا کرتا ہے اور جو امور کے بارے میں اللہ کی تصدیق کرتا ہے وہ نجات پا جاتا ہے اور جو اللہ سے ڈرتا ہے اسے تکلیف نہیں پہنچتی اور جو اللہ سے امید رکھتا ہے وہ امید کے مقام پر ہی رہتا ہے۔

اور اسی طرح ربیع بن سلیمان بن داؤد الجیزی نے بھی امام شافعی سے روایت کی ہے اور اس نے ۲۰۶ھ میں وفات پائی

ہے۔ واللہ اعلم۔

۱۷۱ھ

اس سال بارون الرشید نے وزارت کے ساتھ یحییٰ بن خالد کو انگوٹھی بھی دے دی اور اسی سال بارون الرشید نے ہزیمہ کے نائب ابو ہریرہ محمد بن فروخ کو قسطل خلد میں اپنے سامنے باندھ کر قتل کیا اور اسی سال فضل بن سعید ثرووری نے فروخ کو قتل ہو گیا اور اسی سال میں افریقہ کا نائب روح بن حاتم آیا اور اسی سال خیزران مکہ گئی اور وہاں قیام کیا یہاں تک کہ حج میں شامل ہوئی اور اس سال خلفاء کے چچا عبدالصمد بن علی نے لوگوں کو حج کروایا۔

۱۷۲ھ

اس سال رشید نے اہل عراق سے وہ عشر ساقط کر دیا جو نصف کے بعد ان سے لیا جاتا تھا اور اسی سال رشید بغداد سے جگہ تلاش کرنے کے لیے نکلا کہ بغداد کے سوا وہاں رہے اور وہ پریشان ہو کر واپس آ گیا اور اسی سال رشید کے چچا یعقوب بن ابی جعفر منصور نے لوگوں کو حج کروایا اور اس سال اسحاق بن سلیمان بن علی نے موسم گرما کی جنگ لڑی۔

۱۷۳ھ

اس سال محمد بن سلیمان نے بصرہ میں وفات پائی اور رشید نے اس کے ان ذخائر کی حفاظت کرنے کا حکم دیا جو خلفاء کے مناسب حال ہوتے ہیں اور انہوں نے بہت سامان سونا چاندی اور سامان وغیرہ حاصل کیا اور اس کا ڈھیر لگا دیا تاکہ اس سے جنگ اور مسلمانوں کے مصالح میں مدد ملی جائے اور وہ محمد بن سلیمان بن علی بن عبداللہ بن عباس تھا اور اس کی ماں ام حسن بنت جعفر بن حسن بن حسن بن علی تھی اور وہ قریش کے جوانوں اور بہادروں میں سے تھا، منصور نے اسے بصرہ اور کوفہ دونوں کی امارت دی اور مہدی نے اپنی بیٹی عباسہ کا اس سے نکاح کیا اور بہت مالدار آدمی تھا اور اس کی روزانہ کی آمدن ایک لاکھ تھی اور اس کے پاس سرخ یا قوت کی ایک انگوٹھی تھی جس کی نظیر نہیں دیکھی گئی اور اس نے اپنے باپ اور اپنے جد اکبر سے حدیث کی روایت کی ہے اور وہ یتیم کے سر کے مسح کے بارے میں مرفوع حدیث ہے کہ وہ اپنے سر کے اگلے حصے تک مسح کرے اور جس کا باپ ہو وہ اپنے سر کا مسح اپنے سر کے پچھلے حصے تک کرے اور اس نے رشید کے پاس جا کر اسے خلافت کی مبارکباد دی تو اس نے اس کا اعزاز اور کرام کیا اور اس کی عملداری میں بہت سا اضافہ کر دیا اور جب اس نے باہر جانے کا ارادہ کیا تو رشید اس کی مشایعت کرتے ہوئے کھواڑا تک اس کے ساتھ گیا، اس نے اس سال کے جمادی الآخرہ میں ۵۱ سال کی عمر میں وفات پائی اور رشید نے اس کے مال صاحت (یعنی سونے چاندی) کے انتخاب کے لیے آدی بھیجا تو اس نے الماک کو چھوڑ کر تین کروڑ دینار کا سونا اور چھ کروڑ درہم کی چاندی پائی۔

اور ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ اس کی اور خیزران کی وفات ایک ہی روز ہوئی اور اس کی ایک لونڈی نے اس کی قبر پر

کھڑے ہو کر یہ شعر پڑھے:

جس سے تو محبت کرتا ہے مٹی اس کا شہستان بن گئی ہے مٹی کو پھینک دے اور اسے کہہ کہ تو زندہ رہا اے مٹی ہم تجھ سے محبت کرے ہیں اور انیس اس کی عزت مطلوب ہے اس پر تو پڑی ہوئی ہے۔

اور اس سال مہدی کی لونڈی اور امیر المؤمنین ہادی اور رشید کی ماں خیران نے وفات پائی مہدی نے اسے خرید اور اس نے اس کے ہاں بڑا مرتبہ حاصل کر لیا پھر اس نے اسے آزاد کرے اس سے نکاح کر لیا اور اس نے اس سے دو خلیفوں سوئی ہادی اور رشید کو جنم دیا اور اس کے علاوہ عورتوں میں سے کسی عورت کو عبد الملک بن مروان کی بیوی بنت العباس العبیدہ کے سوا اس قسم کی ولادت کا اتفاق نہیں ہوا وہ ولید اور سلیمان کی ماں ہے اور اس طرح شاہ خرمند بنت فیروز بن یزدگرد کو بھی ایسا اتفاق ہوا ہے اس نے اپنے آقا ولید بن عبد الملک سے مروان اور ابراہیم کو جنم دیا اور ان دونوں نے خلافت سنبھالی اور خیران کے طریق سے اس کے آقا مہدی سے عن ابیہ عن جدہ عن ابن عباس عن النبی ﷺ روایت کی گئی ہے کہ آپ نے فرمایا جو اللہ کا تقویٰ اختیار کرتا ہے اس کی ہر چیز حفاظت کرتی ہے اور جب خیران کو فروخت کے لیے مہدی کے حضور پیش کیا گیا تو اس نے اس کی پنڈلیوں کی باریکی کے سوا اس نے اسے خوش کیا اور مہدی نے اسے کہا اے لونڈی اگر تیری پنڈلیاں باریک اور خراش والی نہ ہوتیں تو بلاشبہ تو خوبصورتی اور خواہش کی انتہاء پر ہوتی، اس نے کہا یا امیر المؤمنین آپ ایک چیز کے محتاج ہیں جس کا ان دونوں سے کوئی تعلق نہیں آپ انہیں نہ دیکھئے، پس اس نے اس کے جواب کو اچھا سمجھا اور اسے خرید لیا اور اس نے اس کے ہاں بڑا مرتبہ حاصل کر لیا اور ایک دفعہ مہدی کی زندگی میں خیران نے حج کیا تو اس نے اسے مکہ میں خط لکھا کہ وہ اس کے بغیر وحشت محسوس کرتا ہے اور ان اشعار کے ذریعے اس کے شوق کا اظہار کیا: -

”ہم بڑے سرور میں ہیں لیکن تمہارے بغیر سرور مکمل نہیں ہوتا، اے وادی کے باشندو! ہم جس حالت میں ہیں اس میں ایک عیب پایا جاتا ہے، تم غائب ہو اور ہم حاضر ہیں، پس تیزی سے چلو اگر تم ہواؤں کے ساتھ پرواز کی طاقت رکھتے ہو تو پرواز کرو۔“

اور اس نے اسے جواب دیا یا کسی کو اسے جواب دینے کا حکم دیا۔

”آپ نے جس شوق کا اظہار کیا ہے اس کا ہمیں علم ہو گیا ہے اور ہم نے تدبیر کی ہے، مگر ہم نے پرواز کی طاقت نہیں پائی، کاش ہوائیں آپ تک وہ باتیں پہنچا دیتیں جو ضمیر چھپائے ہوئے ہے میں ہمیشہ مشتاق رہی ہوں اور اگر آپ میرے بعد سرور میں ہیں تو یہ سرور ہمیشہ رہے۔“

مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ بصرہ کے نائب محمد بن سلیمان نے جس نے اسی روز وفات پائی جس روز خیران نے وفات پائی ہے اس کو ایک سو خدمت گار لونڈیاں تھیں بھیجیں اور ہر لونڈی کے ساتھ کستوری سے بھرا ہوا ایک ایک چاندی کا جام بھی تھا تو خیران نے اسے لکھا: جو کچھ تو نے بھیجا ہے اگر یہ اس ظن کی قیمت ہے جو ہم تمہارے بارے میں رکھتے ہیں تو جو کچھ تو نے بھیجا ہے اس سے ہمارا ظن تیرے بارے میں زیادہ ہے اور تو نے قیمت میں ہمیں نقصان پہنچایا ہے اور اگر تو اس سے زیادہ مودت کا خواہاں ہے تو تو نے محبت کے بارے میں مجھ پر تہمت لگائی ہے اور اس نے یہ چیزیں اسے واپس کر دیں اور اس نے مکہ میں وہ مشہور گھر

خریداجونیزران کے گھر کے نام سے معروف ہے اور اس نے اس سے مسجد الحرام میں اضافہ کر دیا۔

اور ہر سال اس کی جائیداد کا ایک کروڑ سا سھ ہزار سوا اور اٹھاس سے اعداد میں اس کی وفات ۲۷ جمادی الثانی ۱۳ھ و جمعہ کی رات کو ہوئی اور اس کا بیٹا رشید اسکے جنازہ کی چار پائی اٹھائے ہوئے کارے میں تیزی سے چلتا ہوا نکلا اور جب وہ قبرستان پہنچا تو پائی لایا گیا اور اس نے اپنے دونوں پاؤں دھوئے اور موزے پہنے اور اس کی نماز جنازہ پڑھائی اور اس کی لحد میں اترا اور جب وہ قبر سے باہر نکلا تو چار پائی لائی گئی تو وہ اس پر بیٹھ گیا اور اس نے فضل بن رفیع کو بلایا اور اسے اٹکھٹی اور اخراجات دیئے اور رشید نے جب اپنی ماں خیزران کو دفن کیا تو ابن نویرہ کے یہ اشعار پڑھے:

ہم کچھ عرصہ جذیمہ کے دو ساتھیوں کی طرح رہے حتیٰ کہ یہ بات کہی گئی کہ یہ کبھی جدا نہ ہوں گے اور جب ہم جدا ہوئے تو
میں اور مالک لبا عرصہ اکٹھا رہنے کے باوجود یوں تھے کہ ہم نے ایک رات بھی اکٹھے بسر نہیں کی۔

اور اسی سال موسیٰ ہادی کی لونڈی عادر نے وفات پائی وہ اس سے شدید محبت کرتا تھا اور وہ بہت اچھا لگتی تھی ایک روز وہ اسے گانا سنارہی تھی کہ اسے ایک سوچ نے آیا جس نے اسے اس سے غائب کر دیا اور اس کا رنگ متغیر ہو گیا، حاضرین میں سے ایک شخص نے پوچھا یا امیر المؤمنین یہ کیا؟ اس نے کہا مجھے اس سوچ نے آیا ہے کہ میں مر جاؤں گا اور میرے بعد میرا بھائی ہارون خلافت سنبھال لے گا اور میری اس لونڈی سے نکاح کرے گا تو حاضرین اس پر فدا ہو گئے اور اس کی درازی عمر کے لیے دعا کی پھر اس نے اپنے بھائی ہارون کو بلا کر جو واقعہ ہوا تھا اسے بتایا تو رشید نے اس بات سے پناہ مانگی اور ہادی نے اسے طلاق عتاق برہنہ پایا پیدل چل کر حج کرنے کی مغلظ قسمیں دیں کہ وہ اس سے نکاح نہ کرے اور اس نے اسے یہ حلف دے دیا اور اسی طرح اس نے لونڈی کو بھی قسمیں دیں تو اس نے بھی اسے حلف دے دیا اور وہ دو ماہ سے بھی کم عرصے میں فوت ہو گیا، پھر رشید نے اسے پیغام نکاح دیا تو اس نے کہا وہ قسمیں کیا ہوئیں جو میں نے اور تو نے اٹھائی تھیں؟ اس نے کہا میں اپنی اور تیری طرف سے کفارہ دے دوں گا پس اس نے اس سے نکاح کر لیا اور اس نے اس کے ہاں بڑا مرتبہ حاصل کر لیا حتیٰ کہ وہ اس کی گود میں سوتی تھی اور وہ اس خوف سے کہ وہ بے آرام نہ ہو حرکت نہیں کرتا تھا۔ ایک شب وہ سوئی ہوئی تھی کہ اچانک خوفزدہ ہو کر روتی ہوئی اٹھی تو اس نے اس سے پوچھا تیرا کیا حال ہے؟ اس نے کہا یا امیر المؤمنین میں نے اپنے اس خواب میں ہادی کو دیکھا ہے اور وہ کہہ رہا ہے:

”قبرستان کے ساکنین کی ہمسائیگی اختیار کر لینے کے بعد تو نے مجھ سے وعدہ خلافت کی ہے اور تو نے مجھے فراموش کر دیا ہے اور اپنی جھوٹی قسموں کو توڑ دیا ہے اور تو نے عہد شکنی کرتے ہوئے میرے بھائی سے نکاح کر لیا ہے جس نے تیرا نام عادر (عہد شکن) رکھا ہے اس نے سچ کہا ہے میں بوسیدہ لوگوں میں ہو گیا ہوں اور میں گزشتہ مردوں میں شمار ہوتا ہوں تجھے نیا دوست مبارک نہ ہو اور نہ گردشیں تجھ سے دور ہوں اور تو صبح سے قبل مجھ سے آٹے اور میں نے جہاں صبح جانا ہے چلا جاؤں۔“

رشید نے اسے کہا یہ پریشان خواب ہیں اس نے کہا یا امیر المؤمنین خدا کی قسم ہرگز نہیں یوں معلوم ہوتا ہے یہ اشعار میرے دل پر لکھے ہوئے ہیں پھر وہ مسلسل کاہنتی رہی حتیٰ کہ صبح سے قبل فوت ہو گئی۔

اور اسی سال رشید کی لونڈی ہیلانہ نے وفات پائی رشید نے اسے ہیلانہ کا نام دیا کہ وہ اپنی گفتگو میں بکثرت ”ہی لانہ“ کا استعمال کرتی تھی اسی نے بیان کیا ہے کہ وہ اس کا عاشق تھا اور اس سے قبل وہ خالد بن برمک کے پاس بھی ایک روز خلافت سے قبل رشید اس کے گمہ کیا تو یہ اتنے راتے میں ملی اور کہنے لگی کیا تم میں ہمارا کوئی حصہ نہیں؟ اس نے کہا اس بات کی کیا سبب ہے؟ اس نے کہا اس شیخ سے مجھے مانگ لو، پس اس نے اسے بیٹی بن خالد سے مانگ لیا تو اس نے اسے دے دیا اور اس نے اس کے ہاں ہوا مرتبہ حاصل کر لیا اور اس کے ہاں تین سال رہی پھر فوت ہو گئی تو اسے اس پر شہید نم ہوا اور اس نے اس کا مرثیہ کہا اور اس کے بارے میں اس کے یہ اشعار ہیں:۔

”جب انہوں نے مجھے مٹی میں چھپا دیا اور میرے سینے میں حسرت چکر لگانے لگی تو میں نے کہا جا خدا سے ملاقات کر مجھے تیرے بعد کوئی چیز خوش نہیں کرے گی۔“

اور عباس بن احف نے اس کی موت کے بارے میں کہا:۔

”اے وہ جس کی موت کی خوشخبری قبروں نے ایک دوسرے کو دی ہے، زمانے نے مجھے دکھ دینے کا قصد کیا تو اس نے تجھے تیرا مارا میں انس کرنے والے کو تلاش کرتا ہوں اور مجھے اس جگہ کے سوا جہاں میں تجھے دیکھا کرتا تھا آنے جانے کے سوا کوئی مونس نہیں ملتا۔“

راوی بیان کرتا ہے رشید نے اسے چالیس ہزار درہم دینے کا حکم دیا یعنی ہر مصرعہ کے بدلے میں دس ہزار درہم، واللہ اعلم۔

۱۷۴ھ

اس سال شام میں دھڑے بندی اور اس کے باشندوں میں فساد پیدا ہو گیا اور اسی سال میں رشید نے یوسف بن قاضی ابو یوسف کو قاضی بنایا حالانکہ اس کا باپ زندہ تھا اور اسی سال عبدالملک بن صالح نے موسم گرما کی جنگ لڑی اور بلاد روم میں داخل ہو گیا اور اس سال رشید نے لوگوں کو حج کروایا اور جب وہ مکہ کے نزدیک آیا تو اسے اطلاع ملی کہ مکہ میں وبا پڑی ہے، پس وہ مکہ میں داخل نہ ہوا حتیٰ کہ وقوف کے وقت اس نے وقوف کیا، پھر مزدلفہ پھر منیٰ آیا پھر مکہ میں داخل ہوا اور سعی و طواف کیا، پھر کوچ کر گیا اور مکہ میں نہ اترا۔

۱۷۵ھ

اس سال رشید نے اپنے بعد اپنے بیٹے محمد بن زبیدہ کو ولی عہد بنایا اور اس کا نام امین رکھا اس وقت اس کی عمر پانچ سال تھی اور اس بارے میں سلم الخاسر نے کہا:

”جب اللہ تعالیٰ نے عمدہ اور خوبصورت لوگوں کے لیے بیت الخلفہ بنایا تو اس نے خلیفہ کو توفیق اور وہ اپنے اب وجد سے خلیفہ ہے اور دیکھنے سننے والے اس کے گواہ ہیں اور جن و انس نے ہدایت کے گہوارے میں محمد بن زبیدہ بنت جعفر کی

بیعت کی ہے اور رشید عبد اللہ مامون میں نجابت و حلم کو دیکھتا تھا اور کہتا تھا قسم بخدا اس میں منصور کی دانشمندی، مہدی کی عیادت کزاری اور ہادی کی عزت نفس پائی جانی ہے اور اگر میں اپنی طرف سے چوتھی بات لہنا چاہوں تو میں کہوں گا میں محمد بن زبیر کو مقدم کر رہا ہوں اور میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ وہ اپنی خواہش کا پیر و کار ہے لیکن میں اس کے انوکھی طاقت نہیں رکھتا۔ پھر وہ لہنے لگا۔

مجھ پر رائے کا پہلو واضح ہو چکا ہے مگر میں اس معاملے میں جو زیادہ دانشمندانہ ہے مغلوب ہو چکا ہوں اور تھنوں سے دودھ نکال لینے کے بعد اسے کیسے تھنوں میں لوٹایا جاسکتا ہے حتیٰ کہ وہ غنیمت بن جاتا ہے میں معاملے کے سدھرنے کے بعد اس کے پیچیدہ ہو جانے سے ڈرتا ہوں کہ جو بات پختہ ہو چکی ہے وہ بگڑ نہ جائے اور اقدی کے قول کے مطابق عبد الملک بن صالح نے موسم گرما کی جنگ لڑی اور رشید نے لوگوں کو حج کروایا۔ اور اسی سال یحییٰ بن عبد اللہ بن حسن و بہم کی طرف روانہ ہوا اور وہاں گشت کی۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

شعوانہ عابدہ و زابدہ:

یہ ایک سیاہ فام لونڈی تھی جو بہت عبادت گزار تھی اس سے بہت سی اچھی باتیں روایت کی گئی ہیں، حضرت فضیل بن عیاض نے اس سے دعا کی ایل کی تو اس نے کہا کیا آپ کے اور اس کے درمیان ایک عہد نہیں، اگر آپ اس سے دعا کریں گے تو وہ آپ کی دعا کو قبول کرے گا تو حضرت فضیل نے رو کر سبکی لی اور بے ہوش ہو کر گر پڑے۔

لیث بن سعد بن عبد الرحمن الفہمی:

ابن خلکان نے بیان کیا ہے کہ آپ قیس بن رفاعہ کے غلام تھے اور وہ عبد الرحمن بن مسافر الفہمی کا غلام تھا اور لیث متفقہ طور پر دیار مصر کے امام تھے آپ بلا مصر میں قرقندہ مقام پر ۹۳ھ میں پیدا ہوئے اور آپ کی وفات اس سال کے شعبان میں ہوئی اور آپ نے دیار مصر میں پرورش پائی۔

ابن خلکان نے بیان کیا ہے کہ آپ اصل میں قرقندہ کے ہیں اور اس نے اسے دو لاموں کے ساتھ لکھا ہے جن سے دوسرا لام متحرک ہے اور اس نے ایک شخص سے روایت کی ہے کہ آپ اچھے ذہین تھے اور آپ نے مصر میں قضا کا محکمہ سنبالا تو اس کے بعد لوگوں نے آپ کی ذہانت کی تعریف نہیں کی۔ آپ کی پیدائش ۱۲۴ھ میں ہوئی مگر یہ نہایت غریب قول ہے۔

مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ ہر سال آپ کی املاک کی آمد پانچ ہزار دینار تھی اور دوسروں نے بیان کیا ہے کہ ہر سال آپ کی غلہ کی آمد ۸۰ ہزار دینار تھی اور آپ پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی تھی آپ فقہ حدیث اور عربی زبان کے امام تھے، حضرت امام شافعی نے فرمایا ہے لیث امام مالک سے زیادہ فقیہ تھے مگر آپ کے اصحاب نے آپ کو ضائع کر دیا، امام مالک نے اپنی بیٹی کے سامان کے لیے آپ کی طرف ایک شخص کو بھیجا کہ وہ آپ سے کچھ زرد رنگ ہدیہ طلب کرے تو آپ نے ان کی طرف تیس بوجھ بھیج دیئے حضرت امام مالک نے اپنی ضرورت کے مطابق اسے استعمال کر لیا اور پانچ سو دینار کا اس سے فروخت کر دیا اور کچھ ان کے

یاس بھی باقی بیچارہ اور ایک دفعہ آپ نے حج کیا تو حضرت امام مالک نے آپ کو ایک بڑی طشتری بديۃ دی جس میں تازہ نمبریں تھیں پس آپ نے طشتری میں ایک ہزار دینار رکھ کر اسے واپس لے دیا اور اپنے علماء اصحاب میں سے ایک شخص کو ایک ہزار دینار کے قریب دیا کرتے تھے۔ اور آپ ہند میں اپنے ماتھیوں کے ساتھ اسکنہ ریہ کی طرف کشتی میں بیٹھ کر چلے جایا کرتے تھے اور آپ کا مطبخ بھی کشتی میں ہی ہوتا تھا آپ کے مناقب بہت زیادہ ہیں۔

ابن خلکان نے بیان کیا ہے کہ جس روز لیث فوت ہوئے انہوں نے ایک کہنے والے کو کہتے سنا: -
 ”لیث چلا گیا ہے اور اب تمہارے پاس کوئی لیث نہیں اور علم مسافر ہو کر چلا گیا ہے اور قبر میں دفن ہو گیا ہے۔“

الممذربن عبداللہ الممذربن القرشی:

مہدی نے آپ کو قضا کی پیش کش کی اور یہ کہ وہ آپ کو بیت المال سے ایک لاکھ درہم دے گا، آپ نے فرمایا میں نے اللہ سے عہد کیا ہے کہ میں کسی چیز کا منتظم نہیں بنوں گا اور میں امیر المؤمنین کو اس بات سے اللہ کی پناہ میں دیتا ہوں کہ عہد شکنی کروں، مہدی نے آپ سے کہا اس پر اللہ گواہ ہے آپ نے فرمایا اللہ گواہ ہے اس نے کہا جاؤ میں نے آپ کو چھوڑ دیا۔

۶۷ھ

اسی سال یحییٰ بن عبداللہ بن حسن بن علی بن ابی طالب نے بلاد دیلم میں ظہور کیا اور بہت سے لوگ اس کے پیروکار ہو گئے اور اس کی طاقت بڑھ گئی اور ضلعوں اور شہروں سے لوگ اس کے پاس چلے گئے، جس سے رشید مضطرب ہو گیا اور اس کے معاملے سے گھبرا گیا پس اس نے فضل بن یحییٰ بن خالد بن برک کو پچاس ہزار فوج کے ساتھ اس کے مقابلہ میں بھیجا اور اسے جیل، ری، جرجان، طبرستان اور محوس وغیرہ اضلاع کا امیر امیر مقرر کر دیا، فضل بن یحییٰ بڑی نخواست کے ساتھ اس جانب روانہ ہو گیا اور ہر منزل پر رشید کے خطوط اور انواع و اقسام کے تحائف اسے ملتے رہے اور رشید نے دیلم کے حکمران سے خط و کتابت کی کہ اگر وہ ان کی طرف یحییٰ کی روانگی کو آسان بنا دے تو وہ اسے ایک کروڑ درہم دینے کا وعدہ کرتا ہے اور فضل نے یحییٰ بن عبداللہ کو وعدے کرتے ہوئے اور تمنا میں اور امیدیں دلاتے ہوئے خط لکھا کہ اگر وہ اس کے پاس آ جائے تو وہ رشید کے ہاں اپنا عذر قائم کر لے گا، مگر یحییٰ نے کہا کہ جب تک رشید اسے اپنے ہاتھ سے پروانہ امان نہ لکھ دے وہ ان کے مقابلہ میں نہیں جائے گا، فضل نے رشید کو یہ بات لکھ بھیجی تو رشید خوش ہو گیا اور اسے بڑا موقع مل گیا اس نے اپنے ہاتھ سے پروانہ امان لکھا اور اس پر قضاۃ فقہاء اور بنی ہاشم کے مشائخ کی گواہی ڈالی جن میں عبدالصمد بن علی بھی شامل تھا اور اس نے پروانہ امان بھیج دیا اور اس کے ساتھ ان کی طرف بہت سے تحائف اور انعامات بھی بھیجے تاکہ وہ سب اسے دے دیں پس انہوں نے ایسے ہی کیا اور پروانہ امان اس کے سپرد کیا وہ اسے بغداد لے آئے اور رشید نے اس سے ملاقات کی اور اس کا اکرام کیا اور اس کے عطیے کو بڑھا دیا اور آل برک نے بھی اس کی بہت خدمت کی، حتیٰ کہ یحییٰ بن خالد کہا کرتا تھا کہ میں نے اور میرے بیٹوں نے دلوجان سے اس کی خدمت کی ہے اور اس کا رنا سے کی وجہ سے رشید کے ہاں فضل کا مرتبہ بہت بڑھ گیا کیونکہ اس نے فاطمیوں اور عباسیوں کے درمیان صلح کروانے کی کوشش کی تھی اور

اس بارے میں مروان بن ابی حفصہ، فضل بن یحییٰ کی مدح کرتے ہوئے اور اس کے اس کارنامے پر اس کا شکر یہ ادا کرتے ہوئے کہتا ہے:

”تو کامیاب ہو گیا ہے، یہ وہ بکلی ہاتھ شل نہ ہو جس سے تو نے اس پھین کی اصلاح کر لی ہے۔ ہاں میں نے وہ میان پائی تھی اور تو اس وقت کامیاب ہوا ہے جب اصلاح کرنے والے اس کے جڑنے سے در ماندہ ہو گئے تھے پس وہ رک گئے اور کہنے لگے یہ پھین جڑنے والی نہیں اور تیرے ہاتھ اس مشکل معاملہ کے حل کرنے میں کامیاب ہو گئے جس کی بزرگی کا تذکرہ اجتماعات میں باقی رہے گا اور جب بھی حصہ داروں کے تیر ملائے جائیں تو ہمیشہ ہی تمہارے لیے حکومت کا تیر کامیاب نکلے گا“۔

مؤرخین کا بیان ہے کہ پھر رشید یحییٰ بن عبداللہ بن حسن سے بگڑ گیا اور یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے اسے قید کر دیا، پھر اسے طلب کیا اور اس کے پاس ہاشمیوں کی ایک جماعت بھی موجود تھی اور اس نے وہ پروانہ امان حاضر کر دیا جو اس نے بھیجا تھا اور رشید نے محمد بن حسن سے اس امان کے متعلق پوچھا کہ یہ صحیح ہے؟ اس نے کہا ہاں تو رشید اس سے ناراض ہو گیا اور ابوالہتیری نے کہا یہ امان کوئی چیز نہیں اس کے بارے میں آپ جو چاہیں فیصلہ کریں اور اس نے پروانہ امان کو پھاڑ دیا اور ابوالہتیری نے اس میں تھوک دیا اور رشید نے یحییٰ بن عبداللہ کی طرف متوجہ ہو کر کہا جلدی کرو جلدی کرو اور وہ ناراضگی سے متہم تھا اور کہنے لگا لوگوں کا خیال ہے کہ ہم نے تجھے زہر دیا ہے، یحییٰ نے کہا یا امیر المؤمنین! ہم میں قرابت داری، رشتہ داری اور حق پایا جاتا ہے آپ مجھے کیوں عذاب دیتے اور قید کرتے ہیں؟ تو رشید کو اس پر ترس آ گیا اور بکا بن مصعب بن ثابت بن عبداللہ بن زبیر نے درمیان میں حاضر ہو کر کہا یا امیر المؤمنین اس کی یہ گفتگو آپ کو دھوکے میں نہ ڈالے، بلاشبہ یہ نافرمان اور پھوٹ ڈالنے والا ہے اور یہ اس کا مکروہت ہے اس نے ہمارے شہر کو ہمارے خلاف بگاڑ دیا ہے اور اس میں نافرمانی کی ہے، یحییٰ نے اسے کہا اللہ تم کو برائی سے بچائے تم کون ہو؟ تیرے باپ نے میرے آباء اور اس شخص کے آباء کے ساتھ صرف مدینہ کی طرف ہجرت کی ہے پھر یحییٰ نے کہا یا امیر المؤمنین! یہ شخص اس وقت میرے پاس آیا جب میرا بھائی محمد بن عبداللہ قتل ہوا اور کہنے لگا اللہ اس کے قاتل پر لعنت کرے اور اس نے مجھے اس کے بارے میں تقریباً بیس اشعار سنائے اور مجھے کہا اگر تو نے اس معاملے کی طرف حرکت کی تو میں سب سے پہلے تیری بیعت کروں گا اور مجھے بصرہ آنے میں کون سی رکاوٹ ہے جب کہ ہمارے ہاتھ تیرے ساتھ ہیں۔

راوی بیان کرتا ہے رشید کا اور زبیری کا چہرہ بدل گیا اور وہ انکار کرنے لگا اور مغلف قسمیں کھانے لگا کہ یہ اس بارے میں جھوٹ کہہ رہا ہے اور رشید حیران رہ گیا۔ پھر اس نے یحییٰ سے کہا کیا تجھے مرثیہ میں سے کوئی شعر یاد ہے؟ اس نے کہا ہاں اس نے اس میں سے کچھ شعر اسے سنائے تو زبیری کے انکار میں اضافہ ہو گیا اور یحییٰ ابن عبداللہ نے اسے کہا تو کہہ اگر تو جھوٹا ہوا تو میں اللہ کی قوت اور طاقت سے بری ہوں گا اور اللہ مجھے اپنی قوت و طاقت کے سپرد کر دے تو اس نے یہ حلف اٹھانے سے انکار کر دیا پس رشید نے اسے قسم دی اور اس پر ناراض ہوا تو اس نے یہ قسم اٹھائی اور جو نبی وہ رشید کے ہاں سے باہر نکلا تو اللہ تعالیٰ نے اسے فالج کر دیا اور وہ اسی وقت مر گیا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ اس کی بیوی نے اس کے چہرے کو تھکے سے ڈھانپ دیا اور اللہ نے اسے مار دیا۔ پھر رشید نے یحییٰ بن عبد اللہ کو رہا کر دیا اور اسے ایک اکھڑ دینا دینے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے اسے دن کا پلٹھ حصہ قید رکھا اور بعض کا قول ہے کہ تیس دن قید رکھا اور رشید کی طرف سے اسے بیت المال سے جو مال ملتا وہ پارا اکھڑ دینا تھا اور وہ اس کے بعد ایک ماہ زندہ رہا پھر مر گیا۔

اور اس سال شام میں نزاریہ کے درمیان بڑا فتنہ پیدا ہوا اور وہ قیس ایمانیہ اور یمن تھے اور سب سے پہلے اس کا آغاز حوان کے دو قبیلوں قیس اور یمن سے ہوا اور اس وقت انہوں نے دوبار جاہلیت کی روش اختیار کر لی اور اس سال ان میں سے بہت سے آدمی مارے گئے اور رشید کی طرف سے تمام شام کا نائب اس کا عم زاد موسیٰ بن خلیل تھا اور بعض کا قول ہے کہ عبدالصمد بن علی تھا واللہ اعلم۔

اور خاص دمشق کا نائب منصور کا ایک غلام سندی بن سہیل تھا اور جب فتنہ بھڑکا تو اس نے اس خوف سے دمشق کی تفصیل گرا دی کہ کہیں قیس کا سردار ابو الہذیم المزنی اس پر غالب نہ ہو جائے اور یہ مزنی بد صورت شخص تھا جاہل تھا کہ وہ چیزوں کو کرایہ پر دینے والے ملاح اور جولاہے کو قسم نہیں دیتا تھا اور کہتا تھا ان کی بات اصل بات ہے اور قلی اور معلم کتاب کے متعلق اللہ سے استخارہ کرتا تھا۔

اس نے ۲۰۴ھ میں وفات پائی اور جب معاملہ بگڑ گیا تو رشید نے اپنی طرف سے موسیٰ بن یحییٰ بن خالد کو بھیجا اور اس کے ساتھ جرنیل اور سرکردہ کاتب بھی تھے، پس انہوں نے لوگوں کے درمیان صلح کروادی اور فتنہ ختم کیا اور رعیت کا معاملہ درست ہو گیا اور وہ فتنہ کے سرکردہ لوگوں کی جماعتوں کو رشید کے پاس لائے تو اس نے ان کا معاملہ یحییٰ بن خالد کے سپرد کر دیا تو اس نے انہیں معاف کر دیا اور انہیں رہا کر دیا اور اس کے بارے میں ایک شاعر کہتا ہے:

”شام بھڑک اٹھا ہے جو بچے کے سر کو سفید کر دیتا ہے اور موسیٰ اپنے سواروں اور فوجوں کے ساتھ ان پر جا پڑا ہے اور شام ایک برکت سے مطیع ہو گیا ہے، یہ نخی ہر نخی سے سخاوت میں بڑھ گیا ہے، اسے اپنے باپ یحییٰ اور اس کے اجداد کی سخاوت آگئی ہے اور موسیٰ بن یحییٰ نے قدیم و جدید مال سخاوت کر دیا ہے اور موسیٰ نے بزرگی کی چوٹی کو پالیا ہے حالانکہ وہ اس کے گہوارے کی زائد چیز ہے میں نے اسے اپنی نثری مدح اور قصدہ میں خاص کر لیا ہے، وہ برا مکہ کی شاخ میں سے ہے جو بہترین شاخ ہے اور وہ سب اشعار پر حاوی ہو گئے ہیں خواہ وہ بحر خفیف کے ہوں یا مدید کے۔“

اور اس سال رشید نے عنطریف بن عطا کو خراسان سے معزول کر دیا اور حمزہ بن الماکہ بن الہیثم خزاعی کو جس کا لقب عروس تھا اس کا امیر مقرر کیا اور اس نے اس پر جعفر عمر بن مہران کو نائب مقرر کیا اور وہ بد شکل لٹھی ہتھیلیوں والا اور بھیگا تھا اور اسے اس کا نائب بنانے کا سبب یہ ہوا کہ اس کے نائب موسیٰ بن عیسیٰ نے رشید کو معزول کرنے کا عزم کیا ہوا تھا رشید نے کہا خدا کی قسم میں اسے ضرور معزول کروں گا۔ اور سب سے خوبصورت آدمی کو اس کا والی مقرر کروں گا۔ سو اس نے اس عمر بن مہران کو بلایا اور اسے اس کے نائب جعفر بن یحییٰ برکی کی طرف سے اس کا والی مقرر کیا۔ پس یہ ایک خنجر پر مصر روانہ ہو گیا اور اس کا غلام ابو ذرہ

دوسرے نجر بر سو ارتھا اور یہ اسى حالت میں مصر میں داخل ہوا اور اس کے نائب موسیٰ بن عیسیٰ کی مجلس میں پہنچ گیا اور لوگوں کے پیچھے بیٹھ گیا جب لوگ چلے گئے تو موسیٰ بن عیسیٰ اس کے پاس آیا اور اسے معلوم نہ تھا کہ یہ کون ہے اور پوچھنے لگا اسے کچھ کوئی کام ہے؟ اس نے کہا ہاں اللہ تعالیٰ امیر کا بھلا کرے پھر اس نے اسے خطوط دینے اور جب اس نے انہیں پڑھا تو کہنے لگا تو مہربان ہے ان سے اس نے کہا ہاں اس نے کہا اللہ فرعون پر لعنت کرے جب اس نے یہ کہا کہ کیا مصر سے لیے مصر کی حکومت نہیں؟ پھر اس نے عملداری کو اس کے سپرد کر دیا اور وہاں سے کوچ کر گیا اور عمر بن مہران اپنے کام میں لگ گیا اور وہ سونے چاندی اور فرنیچر کے سوا کوئی تحفہ قبول نہ کرتا تھا پھر وہ تحفہ پر تحفہ دینے والے کا نام لکھتا تھا پھر وہ خراج کا مطالبہ کرنے لگا اور اس کے مطالبے میں ان سے اصرار کرنے لگا اور بعض اس سے نال منول کرنے لگے تو اس نے قسم کھائی کہ کوئی شخص نال منول نہ کرے جو ہو چکا سو ہو چکا اور اس نے بہت سا خراج جمع کر لیا۔ اور جو کچھ وہ جمع کرتا اسے بغداد بھیج دیتا اور جو اس سے نال منول کرتا اسے بھی بغداد بھیج دیتا پس لوگوں نے اس کے ساتھ شائستگی اختیار کر لی پھر وہ ان کے پاس دوسری قسط کے لیے آیا تو بہت سے لوگ ادائیگی سے عاجز آ گئے اور جو تحائف انہوں نے اسے دیئے تھے وہ اس نے منگوا لیے اور اگر وہ نقد رقم ہوتی تو ان کی طرف ادا کرتا اور اگر گندم ہوتی تو اسے فروخت کر کے ان کی طرف سے ادائیگی کر دیتا اور اس نے انہیں کہا میں نے انہیں صرف تمہاری ضرورت کے وقت کے لیے سٹور کر رکھا ہے پھر اس نے دیار مصر کے تمام خراج کو وصول کر لیا اور اس سے پہلے کسی نے ایسا نہیں کیا تھا، پھر وہ مصر سے واپس چلا گیا کیونکہ اس نے رشید پر شرط عائد کی تھی کہ جب وہ ملک کو ہموار کر دے گا اور خراج جمع کر لے گا تو یہ بات اس کی واپسی کی اجازت ہوگی۔

اور دیار مصر میں اس کے پاس کوئی فوج نہ تھی اور نہ ہی اس کے غلام ابو ذرۃ کے سوا کوئی اور شخص موجود تھا وہی اس کا حاجب وہی اس کے احکام کا نفاذ کرنے والا تھا۔

اور اس سال عبدالرحمن بن عبدالملک نے موسم گرما کی جنگ لڑی اور ایک قلعہ فتح کیا اور اس سال رشید کی بیوی زبیدہ نے اپنے بھائی کے ساتھ حج کیا اور رشید کا چچا سلیمان بن ابی جعفر منصور امیر حج تھا۔

اور اس سال ابراہیم بن صالح بن علی بن عبداللہ بن عباس نے وفات پائی جو مصر کا امیر تھا اس نے شعبان میں وفات پائی اور ابراہیم بن ہرمہ نے بھی وفات پائی یہ ایک شاعر تھا، ابراہیم بن علی بن سلمہ بن عامر بن ہرمہ ابو اسحاق النہری المدنی، جب اہل مدینہ نے منصور کے پاس وفد بھیجا تو یہ بھی اہل مدینہ کے وفد کے ساتھ منصور کے پاس گیا۔ پس یہ لوگ منصور کے پردے کے پیچھے بیٹھ گئے اور وہ اس کے پیچھے سے لوگوں کو دیکھتا تھا اور یہ اسے نہیں دیکھ سکتے تھے اور ابو انصیب حاجب کھڑے ہو کر کہتا یا امیر المومنین! یہ فلاں خطیب ہے، پس وہ اسے حکم دیتا اور وہ تقریر کرتا اور وہ کہتا یہ فلاں شاعر ہے تو وہ اسے حکم دیتا اور وہ اشعار سنانا سکتی کہ ان کے آخر میں اس ہرمہ کی باری آئی تو میں نے اسے کہتے سنا خوش آمدید نہ ہو اور نہ اللہ تیرے ذریعے آنکھ کو ٹھنڈا کرے۔ راوی کہتا ہے میں نے کہا میں مارا گیا پھر اس نے مجھے شعر سنانے کو کہا تو میں نے اپنا وہ قصیدہ سنایا جس میں میں نے کہا ہے:

”اس نے پہاڑی صبا کے چلنے کے وقت اپنے کپڑے اتار لیے اور جدا ہونے والے ساتھی کے قریب ہو گیا۔“

حئی کہ میں اپنے اس شہر پر پہنچ گیا:

”اور نئے تو امان دے وہ ہلاکت سے امان میں آجاتا ہے اور نئے تو گم کر دے وہ گم ہو جاتا ہے۔“

راوی بیان کرتا ہے اس نے پردہ اٹھانے کا حکم دیا تو اس کا چہرہ پردہ ماہ کی طرح تھا اور اس نے مجھ سے بقیہ قصیدہ سنانے کی فرمائش کی اور مجھے اپنے سامنے قریب آنے اور اپنے پاس بیٹھنے کا حکم دیا۔ پھر کہنے لگا اے ابراہیم تو ہلاک ہو جائے اگر مجھے تیرے گناہوں کی اطلاع نہ ملتی تو میں تجھے تیرے اصحاب پر فضیلت دیتا۔ میں نے کہا یا امیر المؤمنین! میرا پردہ گناہ جس کے متعلق آپ کو اطلاع ملی ہے میں اس کا اعتراف کرتا ہوں۔ راوی کا بیان ہے کہ اس نے چھڑی لے کر مجھے دو ضربیں لگائیں اور مجھے دس ہزار درہم اور خلعت دینے کا حکم دیا اور مجھے معاف کر دیا اور مجھے میرے ہمسروں کے شامل کر دیا اور جن باتوں کی وجہ سے منصور اس سے ناراض تھا ان میں اس کا یہ قول بھی ہے کہ:

”اور مجھے کب تک ان کی محبت میں ملامت کی جائے گی بلاشبہ میں بنی فاطمہ سے محبت کرتا ہوں اور وہ اس شخص کی بیٹی

کے بیٹے ہیں جو حکمات دین اور قائم رہنے والی سنت لے کر آیا ہے پس میں ان کی محبت کی وجہ سے چرنے والے اونٹوں

کی پرواہ نہیں کرتا۔“

انفحش نے بیان کیا ہے کہ ثعلب نے ہمیں بتایا کہ اصمعی نے بیان کیا ہے کہ ابن ہرہہ خاتم الشعراء ہے اور ابوالفرج ابن جوزی نے اس سال میں اس کی وفات بیان کی ہے اور اسی سال میں وکیع بن الجراح کے والد الجراح بن ملیح اور سعید بن عبدالرحمن بن عبداللہ بن جمیل ابو عبداللہ المدینی نے وفات پائی سعید نے ۷۱ سال بغداد میں مہدی کی فوج کی قضاء سنبھالے رکھی ابن معین نے اسے ثقہ قرار دیا ہے اور اسی سال صالح بن بشر المری نے وفات پائی جو ایک عابد اور زاہد شخص تھا یہ بہت گریہ کرنے والا تھا اور آپ کی مجلس میں وعظ میں سفیان ثوری اور دوسرے علماء حاضر ہوتے تھے اور سفیان کہا کرتے تھے یہ قوم کا نذیر ہے مہدی نے آپ کو اپنے پاس حاضر ہونے کے لیے بلایا تو آپ گدھے پر سوار ہو کر اس کے پاس گئے اور سوار ہونے کی حالت میں ہی خلیفہ کے قالین کے نزدیک پہنچ گئے تو خلیفہ نے اپنے بعد ولی عہد ہونے والے دونوں بیٹوں موسیٰ ہادی اور ہارون الرشید کو حکم دیا کہ وہ آپ کے پاس جا کر آپ کو سواری سے اتاریں اور ان دونوں نے جلدی سے آپ کو اتارا تو صالح نے اپنے نفس کی طرف متوجہ ہو کر کہا اگر میں نے آج مدائست کی اور حق کو کھول کر بیان نہ کیا تو میں ناکام و نامراد ہو جاؤں گا۔

پس آپ نے مہدی کی مجلس میں بڑا بڑا اثر وعظ کیا حتیٰ کہ اسے رلا دیا پھر اسے کہنے لگے اس بات کو سمجھ لے کہ رسول اللہ ﷺ کی امت میں سے جو شخص آپ کی مخالفت کرے گا آپ اس سے جھگڑا کریں گے اور جس شخص کے محمد رسول اللہ ﷺ مخالف ہوں اللہ تعالیٰ اس کا مخالف ہوگا۔ پس تو اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے جھگڑنے کے لیے دلائل تیار کرے جو تیری نجات کے ضامن ہوں بصورت دیگر اپنے آپ کو ہلاکت کے سپرد کر دے اور یہ بھی یاد رکھو پچھڑے ہوئے لوگوں میں سے دیر سے اٹھنے والا اپنی بدعت کی خواہش کا پچھڑا ہوا ہوتا ہے اور یہ بھی یاد رکھو اللہ اپنے بندوں پر غالب ہے اور لوگوں میں سے سب سے زیادہ ثابت قدم

کتاب اللہ اور سنت رسولؐ سے تمسک کرنے والا ہے اور آپ نے طویل گفتگو کی، پس مہدی رو پڑا اور اس نے اس گفتگو کو اپنے دو ادا میں لکھنے کا حکم دیا۔

اور اسی سال عبد المنک بن محمد بن محمد بن ابی بکر عمرو بن حزم نے وفات پائی، آپ قاضی بن کر عراق آئے اور فرج بن فضالہ تنوخی مصعبی رشید کی خلافت کے زمانے میں بغداد کے بیعت المال کا افسر تھا اس نے بھی اسی سال وفات پائی۔ آپ پیدائش ۸۸ھ میں ہوئی اور وفات ۸۸ سال کی عمر میں ہوئی اور اس کے مناقب میں سے یہ بات بھی ہے کہ ایک روز منصور سنہری محل میں داخل ہوا تو فرج بن فضالہ کے سوا سب لوگ کھڑے ہو گئے، منصور نے ناراضگی سے آپ سے کہا آپ کیوں کھڑے نہیں ہوئے؟ آپ نے فرمایا مجھے خوف پیدا ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس بارے میں مجھ سے پوچھے گا اور آپ سے یہ بات پوچھے گا کہ آپ نے اس بات کو کیوں پسند کیا ہے جب کہ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کے لیے کھڑے ہونے کو ناپسند کیا ہے۔

راوی بیان کرتا ہے کہ منصور رو پڑا اور آپ کو اپنا مقرب بنایا اور آپ کی ضروریات کو پورا کیا اور المیسیب بن زہیر بن عمرو ابو سلمہ الضحیٰ نے بھی اسی سال وفات پائی، یہ شخص منصور، مہدی اور رشید کے زمانے میں بغداد میں پولیس آفیسر تھا اور ایک دفعہ مہدی نے اسے خراسان کا امیر مقرر کیا۔ اس نے ۹۶ سال عمر پائی اور وضاح بن عبد اللہ ابو عوانہ السری نے بھی اسی سال وفات پائی۔ آپ روایت میں آنکہ مشائخ میں سے ہیں آپ نے اس سال وفات پائی، آپ کی عمر ۸۰ سال سے متجاوز تھی۔

کے احادیث

اس سال رشید نے برکی کو مصر سے معزول کر دیا اور اسحاق بن سلیمان کو اس کا امیر مقرر کیا اور حمزہ بن مالک کو خراسان سے معزول کر دیا اور فضل بن یحییٰ برکی کوری اور جستان وغیرہ عملدار یوں کے ساتھ اس کا بھی امیر مقرر کر دیا۔ واقعہ نے بیان کیا ہے کہ اس سال کے محرم کے آخر میں سخت آندھی اور تاریکی نے لوگوں کو تکلیف پہنچائی اور اسی طرح اس سال کے صفر میں آخر میں بھی ہوا اور اس سال رشید نے لوگوں کو حج کروایا۔

اور اس سال قاضی شریک بن عبد اللہ کوفی نخعی نے وفات پائی، آپ نے ابو اسحاق اور کئی دوسرے لوگوں سے سماع کیا اور آپ اپنے فیصلوں اور احکام کی تنفیذ میں قابل تعریف آدمی تھے اور آپ ناشتہ کئے بغیر فیصلے کے لیے نہیں بیٹھتے تھے پھر آپ اپنے پرندے کے ایک ورق نکالتے اور اس میں غور و فکر کرتے پھر جھگڑے کو اپنے آگے پیش کرنے کا حکم دیتے۔ آپ کے بعض اصحاب کو اس ورق میں جو کچھ لکھا تھا اس کے پڑھنے کی خواہش ہوتی تو اس میں لکھا تھا اے شریک بن عبد اللہ پل صراط اور اس کی تیزی کو یاد کر اے شریک بن عبد اللہ اللہ کے سامنے کھڑا ہونے کو یاد کر آپ نے اس سال کے ذوالقعدہ کے آغاز میں ہفتہ کے روز وفات پائی اور اسی سال عبد الواحد بن زید اور محمد بن اسلم اور موسیٰ بن امین نے وفات پائی۔



۷۸ھ

اس سال قیس اور تضاء کے صوفیہ کے گروہ نے مصر کے عامل اسحاق بن سلیمان پر حملہ کر دیا اور اس سے جنگ کی اور ایک عظیم فتنہ پیدا ہو گیا اور رشید نے فلسطین کے نائب ہرثمہ بن امین کو بہت سے امراء کے ساتھ اسحاق کی مدد کے لیے روانہ کیا۔ پس انہوں نے ان سے جنگ کی حتیٰ کہ انہوں نے اطاعت کا اعتراف کیا اور ان کے ذمے جو ٹیکس اور وظائف تھے انہوں نے ادا کئے اور اسحاق بن سلیمان کے عوض ہرثمہ تقریباً ایک ماہ تک مصر کا نائب رہا پھر رشید نے اسے معزول کر دیا اور عبد الملک بن صالح کو اس کا امیر مقرر کیا۔

اور اسی سال اہل افریقہ کے ایک گروہ نے حملہ کر کے فضل بن روح بن حاتم کو قتل کر دیا اور آل مہلب کے جو اشخاص بھی وہاں موجود تھے انہیں نکال دیا، پس رشید نے ہرثمہ کو ان کے مقابلہ میں بھیجا تو انہوں نے اس کے ہاتھ پر اطاعت کی طرف رجوع کر لیا اور اس سال رشید نے تمام امور خلافت کو یحییٰ بن خالد بن برمک کے سپرد کر دیا اور اس سال ولید بن طریف نے جزیرہ میں بغاوت کر دی اور وہاں حکمران بن گیا اور وہاں کے بہت سے باشندوں کو قتل کر دیا، پھر وہاں سے آرمینیا چلا گیا اور اس کے حالات کو ہم ابھی بیان کریں گے۔

اور اس سال فضل بن یحییٰ خراسان کی طرف روانہ ہوا اور اس نے وہاں اچھی سیرت اختیار کی اور وہاں خانقاہیں اور مساجد بنوائیں اور ماوراء النہر کے علاقے سے جنگ کی اور وہاں عجمیوں کی ایک فوج بنائی جس کا نام اس نے عباسیہ رکھا اور ان کو اپنا دوست بنایا اور وہ تقریباً پانچ لاکھ آدمی تھے اور اس نے ان میں سے بیس ہزار کو بغداد بھیج دیا جو وہاں پر کریمینہ کے نام سے مشہور تھے اور اس بارے میں مروان بن ابی حفصہ کہتا ہے:

فضل ایک ستارہ ہے جو جنگ کے وقت غروب نہیں ہوتا جب کہ ستارے غروب ہو جاتے ہیں وہ ایسے لوگوں کی بادشاہت کا حامی ہے جن کے تیر سفید ہیں اور ان کے ہاتھوں میں وراثتاً قرابتداری پائی جاتی ہے۔ ساقی حجاج کے بیٹوں کے احسان سے وہاں ایسی فوجیں بن گئی ہیں جنہیں ان کے سوا کسی سے کوئی کام نہیں تو نے ہزاروں کی تعداد میں سے جنہیں تحریرات شمار نہیں کر سکتیں، پانچ سو کا نام لکھا ہے وہ ان لوگوں کی طرف سے جنگ کرتے ہیں جن کا نسب بیان کیا جائے تو وہ قرآن کی رو سے حضرت احمد کے زیادہ قریبی ہیں۔ بلاشبہ فضل بن یحییٰ خوبصورت اور سبز پتوں والا درخت ہے جو اپنے ہاتھوں کی سخاوت پر قائم رہتا ہے اور جس روز سے اس نے اپنا بند مضبوطی سے باندھا ہے اس پر ایک دن بھی ایسا نہیں گزرا مگر اس کی بخشش سے لوگ ماگدار ہو گئے ہیں، جنگ اور سخاوت کی کتنی ہی انتہاؤں کو اس نے طالبین کے لیے محفوظ کیا ہوا ہے جن کی وسعتوں سے پہلے ہی تھکاوٹ دور ہو جاتی ہے وہ اس وقت عقل عطا کرتا ہے جب وہ سخی کو عقل نہیں دیتا اور جب ہندی تلوار سونتی جائے تو وہ اچھتی نہیں اور نہ رضامندی چاہتا ہے اور اللہ کی رضامندی اس کا مقصود ہے اور اسے ناراضگی بھی حق کے سوا کسی اور طرف دعوت نہیں دے سکتی۔ تیرے عطیات بہ پڑے ہر حتیٰ کہ عام بارش اور سمندر کی موجیں بھی ان کی برابری نہیں کر سکتیں اور اس نے اس کے خراسان جانے سے قبل اسے یہ اشعار سنائے:

کیا تھے معلوم نہیں کہ آدم کے ہاتھ سے سخاوت گرمی اور فضل کی ہتھیلی میں آگئی اور جب ابو العباس کی بارش برستی ہے تو تیری موسلا دھاری کے کیا کہنے اور تیری بارش کے کیا کہنے۔

نیز اس نے کہا:

”جب بچے کی ماں کو بچے کی بھوک خوفزدہ کرتی ہے تو وہ اسے فضل کے نام سے پکارتی ہے تو بچے محفوظ ہو جاتا ہے کہ وہ تیرے ذریعے اسلام کو زندہ کرے۔ بلاشبہ تو اس کی عزت ہے اور تو ایسے لوگوں میں سے جن کا بچہ اجداد حیز عمر کا ہوتا ہے۔“

راوی بیان کرتا ہے کہ اس نے اسے ایک لاکھ درہم دینے کا حکم دیا، اسے ابن جریر نے بیان کیا ہے اور سلم الخاسر نے ان

کے بارے میں کہا ہے: —

تو اس گھر میں بھوک سے کیسے خوفزدہ ہو سکتا ہے جس کے پڑوس میں برکی سمندر ہوں اور ان لوگوں میں فضل بن یحییٰ بھی ہے وہ ایسا بگل ہے کہ کوئی بگل اس کی ہمسری نہیں کر سکتا۔ اسکے دو دن ہیں ایک سخاوت کا اور ایک جنگ کا اور زمانہ گویا ان دونوں کے درمیان اسیر ہے اور جب کوئی برکی دس سال کا ہو جاتا ہے تو اس کا ارادہ امیر یا وزیر کا ہوتا ہے۔“

اور خراسان کے اس سفر میں فضل کو بہت سی عجیب اشیاء سے واسطہ پڑا، اور اس نے بہت سے شہروں کو فتح کیا جن میں کابل اور ماوراء النہر کے علاقے بھی ہیں اور اس نے ترکوں کے بادشاہ کو بھی مغلوب کیا جو بڑا طاقتور تھا اور اس نے بہت سے اموال دیئے پھر بغداد واپس لوٹ آیا اور جب وہ بغداد کے قریب آیا تو رشید اور سرکردہ لوگ اس کے استقبال کو نکلے اور شعراء اور خطباء اور بڑے بڑے لوگ اس کے پاس آئے اور وہ ایک ایک کروڑ اور پانچ پانچ لاکھ دینے لگا اور اس نے اس دوران میں بہت سے اموال دیئے جن کا تکلیف و مشقت کے بغیر شمار کرنا ناممکن ہے اور ایک شاعر اس کے پاس آیا تو اس کے آگے تھیلیاں رکھی ہوئی تھیں جنہیں لوگوں میں تقسیم کیا جا رہا تھا اس نے کہا: —

فضل بن یحییٰ بن خالد کو اللہ نے کفایت کی ہے اور اس کے ہاتھوں کی سخاوت نے ہر بخیل سے بخل کیا ہے۔

پس اس نے اسے بہت سا مال دینے کا حکم دیا اور اس سال معاویہ بن زفر بن عاصم نے موسم گرما کی جنگ لڑی اور سلیمان بن راشد نے موسم سرما کی جنگ لڑی اور محمد بن ابراہیم بن محمد بن علی بن عبد اللہ بن عباس نائب مکہ نے اس سال لوگوں کو حج کروایا۔ اور جعفر بن سلیمان، معتمر بن قاسم، عبد الملک بن محمد بن ابی بکر بن عمرو بن حزم قاضی بغداد نے اس سال وفات پائی اور رشید نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی اور وہیں اسے دفن کیا گیا۔ اور بعض کا قول ہے کہ وہ اس سال سے پہلے سال فوت ہوا تھا۔ واللہ اعلم۔

۹۷۹ھ

اس سال فضل بن یحییٰ خراسان سے آیا اور اس نے ابن جبیل کو وہاں نائب مقرر کیا اور رشید نے منصور بن یزید بن منصور حمیری کو اس کا نائب مقرر کیا۔ اور اس سال رشید نے خالد بن برمک کو حجابت سے معزول کر دیا اور اسے فضل بن ربیع کو دوبارہ دے دیا اور اسی سال خراسان میں حمزہ بن اترک بھستانی نے خروج کیا، اس کے کچھ حالات ابھی بیان ہوں گے اور اسی سال ولید

بن طریف الشاری جزیرہ کی طرف واپس آ گیا اور اس کی قوت بڑھ گئی اور اس کے پیروکاروں میں بہت اضافہ ہو گیا۔ رشید نے اس کے مقابلہ میں یزید بن مزید شیبانی کو بھیجا تو اس نے اسے دھوکہ دے کر اسے قتل کر دیا اور اس کے اصحاب تتر بتر ہو گئے اور رفاہ نے اپنے بھائی ولید بن طریف کے مرثیہ میں کہا:

”اے خابور نے درخت تو کیوں سبز ہے تو یا مجھے ابن طریف کا نم نہیں ہے وہ نوجوان صرف تقویٰ کے زاد کو پسند کرتا تھا اور مال میں سے صرف نیزوں اور تلواریں کو پسند کرتا تھا۔“

اور اس سال رشید اللہ کا شکر ادا کرنے کے لیے بغداد سے عمرہ کے لیے نکلا اور جب اس نے عمرہ کا ارادہ کر لیا تو مدینہ میں ٹھہر گیا حتیٰ کہ اس نے اس سال لوگوں کو حج کروایا اور مکہ سے منیٰ تک اور وہاں سے عرفات تک پیدل گیا اور سب مشاہد و مشاعر کو پیادہ پا چل کر دیکھا، پھر بصرہ کے راستے بغداد واپس آ گیا۔

اسماعیل بن محمد:

اس سال اسماعیل بن محمد نے وفات پائی، اسماعیل بن محمد بن یزید بن ربیعہ ابو ہاشم حمیری سید کے لقب سے ملقب تھا اور مشہور اور نامور شعراء میں سے تھا لیکن چھپا ہوا رافضی اور کمزور شیعہ تھا اور شراب نوش اور رجعت کا قائل تھا، ایک روز اس نے ایک شخص سے کہا مجھے ایک دینار قرض دے دو اور جب ہم دنیا کی طرف واپس آئیں گے تو تمہارے میرے پاس ایک سو دینار ہوں گے، اس شخص نے اسے کہا مجھے خدشہ ہے کہ تو کتنا خنزیر بن کر واپس آئے گا اور میرے دینار ضائع ہو جائیں گے۔

خدا اس کا بھلا کرے یہ اپنے اشعار میں صحابہ کو سب و شتم کرتا تھا، اصمعی نے بیان کیا ہے اگر یہ ایسا نہ ہوتا تو اس کے طبتہ میں سے کسی کو اس پر مقدم نہ کرتا، خاص طور پر شیخین اور ان کے بیٹوں کو گالیاں دیتا تھا اور ابن جوزی نے اس کے کچھ اشعار بھی بیان کئے ہیں میں نے ان کی شفاعت کی وجہ سے انہیں درج کرنا پسند نہیں کیا، موت کے وقت اس کا چہرہ سیاہ ہو گیا اور اسے بڑی تکلیف ہوئی اور جب وہ مر گیا تو لوگوں نے اسے صحابہ کو سب و شتم کرنے کی وجہ سے دفن نہ کیا۔

حماد بن زید:

آپ ایک امام حدیث ہیں اور خالد بن عبد اللہ ایک صالح آدمی تھا جو مسلمانوں کے سادات میں سے تھا، اس نے اللہ سے اپنی جان کو چار بار خرید اور ہم نے مالک بن انس اور اوزاعی کے دوست الہقل بن زیاد اور ابوالاحوص کا تکمیل میں ذکر کیا ہے۔
حضرت امام مالک:

آپ سب سے مشہور اور ان آئمہ اربعہ میں سے ایک ہیں جن کے مذاہب کی اتباع کی جاتی ہے۔ مالک بن انس بن مالک بن عامر بن ابی عامر بن عمرو الحارث بن غیلان بن حشد بن عمرو الحارث اور ذوالحجہ حمیری تھا، ابو عبد اللہ المدنی، آپ اپنے زمانے کے امام دارالہجرت ہیں، حضرت امام مالک نے کئی تابعین سے روایت کی ہے اور آپ سے بہت سے آئمہ نے روایت کی ہے جن میں دونوں سفیان، شعبہ، ابن المبارک، اوزاعی، ابن مہدی، ابن جریج، کثیر، شافعی اور ان کے شیخ زہری اور ان کے شیخ یحییٰ بن سعید انصاری، یحییٰ بن سعید القطان، یحییٰ بن یحییٰ اندلسی اور یحییٰ بن یحییٰ انیشاپوری شامل ہیں۔

امام بخاری نے فرمایا ہے کہ اسناد میں سب سے صحیح سند مالک عن نافع عن ابن عمر ہے اور سفیان بن عیینہ نے بیان کیا ہے کہ آپ رجال کے اشعار میں بہت سخت تھے اور یحییٰ بن معین نے بیان کیا ہے کہ امام مالک نے ابوامیہ کے سوا جس شخص سے بھی روایت کی ہے وہ ثقہ ہے اور کئی لوگوں نے بیان کیا ہے آپ نافع اور زہری کے اصحاب کو بہت جاننے والے ہیں اور امام شافعی نے فرمایا جب حدیث آجائے تو مالک اس کی اصل ہے نیز فرمایا جو حدیث سیکھنا چاہے وہ امام مالک کا محتاج ہے اور آپ کے مناقب بہت زیادہ ہیں اور اس مقام پر آئمہ نے آپ کی جو تعریف کی ہے وہ بھی حد و شمار سے باہر ہے۔

ابومعصب نے بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت امام مالک کو بیان کرتے سنا ہے میں نے اس وقت تک فتویٰ نہیں دیا جب تک ستر آدمیوں نے میرے لیے گواہی نہیں دی کہ میں اس کا اہل ہوں اور آپ جب حدیث بیان کرنا چاہتے تو صاف سترے ہو جاتے اور خوشبو لگاتے اور داڑھی کو نکٹھا کرتے اور خوبصورت لباس زیب تن کرتے اور آپ کی انگٹھی کا نقش ”حسب اللہ ونعم الوکیل“ تھا اور آپ جب اپنے گھر میں داخل ہوتے تو ماشاء اللہ لاقوۃ الا باللہ کہتے اور آپ کے گھر میں انواع و اقسام کے قالین بچھے ہوئے تھے اور محمد بن عبد اللہ بن حسن کے خروج کے وقت اپنے گھر میں ہی رہے اور اس سے جدا نہ ہوئے اور کسی کے پاس تعزیت اور مبارکباد کے لیے نہ آتے تھے اور نہ جمعہ اور جماعت کے لیے باہر نکلتے اور فرماتے جو کچھ بیان کیا جاتا ہے سب لوگ اسے نہیں جانتے اور نہ ہر شخص عذر کرنے کی قدرت رکھتا ہے اور جب آپ کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ نے فرمایا اشد ان لا الہ الا اللہ پھر فرمانے لگے اللہ الامر من قبل ومن بعد پھر ۱۴ صفر کی رات کو آپ وفات پا گئے اور بعض نے بیان کیا ہے کہ آپ کی وفات اس سال کے ربیع الاول میں ہوئی۔ آپ کی عمر ۸۵ سال تھی۔ و اقدی نے بیان کیا ہے کہ آپ کی عمر ستر سال تھی اور آپ بقیع میں دفن ہوئے ہیں۔

اور ترمذی نے عن سفیان بن عیینہ عن ابی جریج عن ابی الزبیر عن ابی صالح عن ابی ہریرہ روایت کی ہے کہ قریب ہے کہ لوگ علم کی تلاش میں اونٹوں پر سفر کریں مگر وہ مدینہ کے عالم سے کسی کو بڑا عالم نہیں پائیں گے۔ پھر امام ترمذی نے بیان کیا ہے کہ یہ حدیث حسن ہے اور ابن عیینہ سے روایت کی گئی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اس سے مراد حضرت امام مالک بن انس ہیں اور یہی بات عبدالرزاق نے بیان کی ہے اور ابن عیینہ سے روایت ہے کہ اس سے مراد عبد اللہ العمری ہیں اور ابن خلکان نے الوفيات میں ان کے طویل حالات بیان کیے ہیں اور بہت سے فوائد بیان کئے ہیں۔

۱۸۰

اس سال شام میں زاریہ اور یمن کے درمیان فتنہ بھڑک اٹھا جس سے رشید پریشان ہو گیا اور اس نے جعفر برکلی کو امراء کی ایک جماعت اور افواج کے ساتھ شام کی طرف بھیجا وہ شام آیا تو لوگ اس کے مطیع ہو گئے اور جعفر نے شام میں کوئی گھوڑا، کوئی تلوار اور کوئی نیزہ نہ چھوڑا اور سب کو ان سے چھین لیا اور اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے اس فتنے کی آگ کو ٹھنڈا کر دیا اور اس بارے میں شاعر کہتا ہے:

شام میں فتنہ کی آگ بھڑکائی گئی ہے اور شام کی آگ بجھانے کا وقت ہے۔ جب آل برمک کے سمنہ کی سہجوں نے اس پر جوش مارا تو اس کے شعلے اور شرارے بجھ گئے۔ امیر المومنین نے بعض کے ذریعے اسے تیر مارا جس سے اس کے شکاف کی تلافی ہو گئی۔ اس نے مبارک خیال بزرگ کے ات تیر مارا جسے شام کے زاریوں اور قحطانیوں نے پسند کیا۔

پھر جعفر شام پر عیسیٰ لونا ب مقرر کرنے کے بعد بغداد واپس آ گیا اور جب وہ رشید کے پاس آیا تو اس نے اس کا اکرام کیا اور اسے اپنا مقرب بنایا اور جعفر شام میں تنہائی کی وجہ سے اپنی طبیعت کے انقباضی کا بکثرت ذکر کرنے لگا اور اس خدا کا شکر ادا کرنے لگا جس نے امیر المومنین کی طرف اس کی واپسی اور اس کے چہرے کی دید کا احسان کیا اور اس سال رشید نے جعفر کو خراسان اور سجستان کا امیر مقرر کیا اور اس نے محمد بن حسن بن قحطیبہ کو اس کا عامل مقرر کر دیا۔ پھر رشید نے بیس راتوں کے بعد جعفر کو خراسان سے معزول کر دیا اور اس سال رشید نے خوارزم کی کثرت کے سبب موصل کی فسیل گرا دی اور رشید نے جعفر کو محافظوں کا امیر مقرر کیا اور رشید رقبہ میں فروکش ہوا اور اسے وطن بنا لیا اور بغداد پر اپنے بیٹے امین محمد کو نائب مقرر کیا، نیز اسے عراقین کا بھی حاکم بنا دیا اور ہرثمہ کو افریقہ سے معزول کر دیا اور اسے بغداد بنا لیا اور جعفر نے اسے محافظوں کا نائب مقرر کیا اور اس سال مصر میں شدید زلزلہ آیا جس سے اسکندریہ کے مینار کی چوٹی گر پڑی اور اس سال جزیرہ میں خراشہ شیبانی نے خروج کیا اور مسلم بن بکار بن مسلم عقیلی نے اسے قتل کر دیا اور اس سال جرجان میں ایک پارٹی نمودار ہوئی جسے الحمرۃ کہا جاتا تھا وہ سرخ لباس پہنتے تھے اور انہوں نے ایک شخص کی اتباع کی جسے عمرو بن محمد العمر کہا جاتا تھا اور وہ زندقت کی طرف منسوب تھا۔ پس رشید نے اسے قتل کا حکم بھیجا اور وہ قتل ہو گیا اور اس وقت اللہ نے ان کے فتنہ کی آگ کو سرد کر دیا اور اس سال زفر بن عاصم نے موسم گرما کی جنگ لڑی اور موسیٰ بن محمد بن علی بن عبد اللہ بن عباس نے لوگوں کو حج کروایا۔

اس سال وفات پانے والے اعیان

اسماعیل بن جعفر بن ابی کثیر انصاری:

آپ اہل مدینہ کے قاری اور بغداد میں علی بن مہدی کے مودب تھے اور علی بن مہدی نے بھی اسی سال وفات پائی اور اس نے کئی بار حج کی امارت سنبھالی اور وہ رشید سے کچھ مہینے زیادہ عمر کا تھا۔

حسان بن ابی سنان:

ابن ابی اوفی بن عوف التتونی الانباری آپ ۶۰ھ میں پیدا ہوئے اور حضرت انس بن مالک کو دیکھا اور انہوں نے آپ کی لیے دعا کی اور آپ کی نسل سے قضاة، وزراء اور صحابہ سے ہوئے اور آپ نے اموی اور عباسی دونوں حکومتوں کا زمانہ پایا آپ عیسائی تھے پھر مسلمان ہو گئے اور حسن اسلام سے آراستہ ہوئے اور آپ عربی فارسی اور سریانی زبانوں میں لکھتے تھے اور جب سفاح نے ربیعہ کو انبار کا امیر مقرر کیا تو آپ اس کے حضور کتب کا عربی میں ترجمہ کیا کرتے تھے اور اس سال ایک ثقہ شخص عبدالوارث بن سعید البیروتی نے بھی وفات پائی۔

عافیہ بن یزید:

ابن نہیں اور ابن علاظہ آپ بغداد کی سترقی جانب مہدی کے قاسمی تھے اور دونوں رصافی مسجد میں فیصلے کیا کرتے تھے اور عافیہ عابد زہد اور متقی شخص تھے۔ ایک روز آپ ۱۰۰ پہر کے وقت مہدی کے ہاں گئے اور کہنے لگے یا امیر المؤمنین مجھے معاف فرمائیے مہدی نے آپ سے کہا میں کیوں آپ کو معاف کروں؟ کیا کسی امیر نے آپ پر اعتراض کیا ہے؟ آپ نے اسے کہا نہیں بلکہ میرے پاس دو آدمیوں کا جھگڑا ہے اور ان دونوں میں سے ایک تازہ مشک کی طرف گیا معلوم ہوتا ہے اس نے سنا ہے کہ میں اسے پسند کرتا ہوں اور اس نے مجھے اس کا ایک تھال تحفہ دیا جو امیر المؤمنین ہی کے لائق ہے اور میں نے اسے واپس کر دیا ہے اور جب ہم نے صبح کی اور ہم فیصلے کے لیے بیٹھے تو وہ دونوں میرے قلب و نظر میں برابر نہ تھے بلکہ میرا دل ان میں سے تحفہ دینے والے کی طرف مائل ہو گیا حالانکہ جو اس نے تحفہ دیا تھا میں نے اسے قبول نہیں کیا پس اگر میں اسے قبول کر لیتا تو کیا حال ہوتا؟ مجھے معاف فرمائیے اللہ آپ کو معاف فرمائے گا تو اس نے آپ کو معاف کر دیا۔

اور اصمعی نے بیان کیا ہے کہ ایک روز میں رشید کے پاس تھا اور عافیہ بھی اس کے پاس تھے اور اس نے آپ کو اس لیے بلایا تھا کہ کچھ لوگوں نے آپ کے خلاف اس سے مدد مانگی تھی اور رشید جو کچھ ان کے بارے میں اعتراضات تھے بیان کرنے لگا اور جو کچھ وہ آپ سے پوچھتا آپ اس کا جواب دینے لگے، مجلس لمبی ہو گئی تو خلیفہ نے چھینک ماری اور لوگوں نے اسے یرحکم اللہ کیوں نہیں کہا؟ آپ نے فرمایا اس لیے کہ تو نے الحمد للہ نہیں کہا اور آپ نے اس بارے میں حدیث سے حجت پکڑی تو رشید نے آپ سے کہا، اپنے کام پر واپس چلے جائیے جو کچھ آپ کے بارے میں بیان کیا گیا ہے خدا کی قسم! آپ وہ نہیں کر سکتے آپ نے اس چھینک میں مجھ سے چشم پوشی نہیں کی جس میں میں نے الحمد للہ نہیں کہا، پھر اس نے آپ کو نہایت احسن رنگ میں آپ کی حکومت کی طرف بھیج دیا۔

سیبویہ:

آپ نحویوں کے امام ہیں اور آپ کا نام عمرو بن عثمان بن قنبر ابو بشر ہے اور آپ سیبویہ کے نام سے مشہور ہیں اور بنی حارث بن کعب کے غلام ہیں اور بعض کا قول ہے، آپ آل ربیع بن زیاد کے غلام ہیں اور آپ کو سیبویہ اس لیے کہتے ہیں کہ آپ کی ماں آپ کو اوپر نیچے کرتی تھی اور یہ لفظ آپ کو کہتی تھی اور سیبویہ کے معنی سب کی خوشبو کے ہیں آپ شروع شروع میں اہل حدیث اور فقہاء کی صحبت میں بیٹھے تھے اور حماد بن مسلمہ سے لکھوانے کی درخواست کرتے تھے ایک روز اس نے اعراب کی غلطی کی تو آپ نے اس کے قول کو رد کر دیا جسے اس نے برا محسوس کیا تو آپ خلیل بن احمد کے ساتھ ہو گئے اور نحو میں مہارت حاصل کی اور بغداد آ کر کسائی سے مناظرہ کیا اور سیبویہ خوبصورت اور صاف ستھرے نوجوان تھے آپ نے ہر علم سے کسی سبب سے محبت کی اور باوجود نوعمر ہونے کے ہر اہل ادب سے حصہ لیا اور آپ نے نحو میں ایک کتاب تصنیف کی ہے جس کے مقام کو حاصل نہیں کیا جاسکتا اور آپ کے بعد نحویوں کے آئمہ نے اس کی شروع لکھی ہیں، پس وہ اس کے سمندر کی گہرائیوں میں ڈوب گئے اور انہوں نے اس سے موتی نکالے، حالانکہ وہ اس کی تک نہیں پہنچے اور ثعلب کا خیال ہے کہ آپ نے اسے اکیلے تصنیف نہیں کیا بلکہ اس کی تصنیف میں

تقریباً چالیس اشخاص نے آپ کی مدد کی ہے اور آپ بھی ان میں شامل تھے اور وہ کتاب اصول التخیل ہے اور سیبویہ نے اسے اپنی طرف منسوب کر لیا اور اسیرانی نے اسے طبقات النفاۃ میں مستبعد قرار دیا ہے۔

راون کا بیان ہے کہ سیبویہ نے ابو الخطاب اور انفوش وغیرہ سے لغات کو سیکھا ہے اور سیبویہ بیان کیا کرتے تھے سعید بن ابی عمرو بہ اور عمرو بہ جمع کا دن ہے اور آپ کہا کرتے تھے جو شخص عمرو بہ کہے گا وہ غلطی کرے گا اس بات کا کریانس سے ہوا تو اس نے کہا خدا اس کا بھلا کرے اس نے ٹھیک کہا ہے اور آپ خراسان کی طرف کوچ کر گئے تا ظلمہ بن طاہر کے ہاں رتبہ حاصل کریں وہ نحو کو پسند کرتا تھا پس آپ کو وہاں مرض لاحق ہوا جس میں آپ کی وفات ہوئی اور آپ نے موت کے وقت بطور مثال یہ اشعار پڑھے:۔

”وہ دنیا کی امید کرتا ہے کہ وہ اس کے لیے باقی رہے اور امید کرنے والا ہے پہلے ہی مرجاتا ہے وہ کھجور کے پودے کی پرورش کرتا ہے کہ وہ اس کے لیے باقی رہے کھجور کا پودا تو زندہ رہتا ہے اور آدمی مرجاتا ہے۔“

بیان کیا جاتا ہے کہ جب آپ کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ نے اپنے بھائی کی گود میں اپنا سر رکھا تو آپ کے بھائی کی آنکھیں آشکبار ہو گئیں آپ کو ہوش آیا تو آپ نے اسے روتے دیکھا تو فرمایا:۔

”ہم سب اکٹھے تھے زمانے نے مدت دراز تک ہم میں جدائی ڈال دی ہے زمانے سے کون محفوظ ہے۔“

خطیب بغدادی نے بیان کیا ہے کہا جاتا ہے کہ آپ نے ۳۴ سال کی عمر میں وفات پائی۔

عقیرہ عابدہ:

آپ بہت غمخوار اور بہت گریہ کرنے والی تھیں آپ کا ایک قریب از سفر سے آیا تو آپ رونے لگیں آپ سے اس بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ کہنے لگیں اس نوجوان کی آمد نے مجھے اللہ کے حضور پیش ہونے کا دن یاد کرادیا ہے۔ پس کوئی خوش ہوگا اور کوئی ہلاک شدہ ہوگا اور اس سال حضرت امام شافعی کے شاگرد شیخ مسلم بن خالد زنگی نے وفات پائی آپ مکی تھے اور آپ کے سوء حفظ کی وجہ سے آپ کے متعلق لوگوں نے اعتراض کیا ہے۔

۱۸۱ھ

اس سال رشید نے بلاد روم سے جنگ کی اور صفصاف نام قلعہ کو فتح کر لیا اور اس بارے میں مروان بن ابی حفصہ نے کہا:۔

”بلاشبہ امیر المؤمنین انصاف پسند ہیں آپ نے صفصاف کو چیل میدان کر چھوڑا ہے۔“

اور اس سال عبدالملک بن صالح نے بلاد روم سے جنگ کی اور انقرہ تک پہنچ گیا اور مطمورہ کو فتح کر لیا اور اس سال الحمرہ جرجان پر مغلوب ہو گئے اور اس سال رشید نے حکم دیا کہ خطوط و پیغامات کے شروع میں اللہ کی ثناء کے بعد رسول اللہ تعالیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود لکھا جائے اور اس سال رشید نے لوگوں کو حج کر دیا اور منیٰ سے مکہ جانے میں جلدی کی اور یحییٰ بن خالد نے اس سے درخواست کی کہ وہ اسے امارت سے معاف کرے تو اس نے معاف کر دیا اور یحییٰ نے مکہ میں اقامت اختیار کر لی۔

حسن بن قطیبہ:

اکابر علماء میں سے تھا اور حمزہ بن مالک نے رشید کے زمانے میں خراسان کی امارت سنبھالی اور ابن خلیفہ شیخ حسن بن عرفہ کو ۸۰ سال کی عمر میں نائب مقرر کیا۔

حضرت عبداللہ بن المبارک:

ابو عبدالرحمن المروزی آپ کا باپ ترکی تھا جو اہل ہمدان کے بنی حنظلہ میں سے نجار کے کسی شخص کا غلام تھا اور ابن المبارک جب ہمدان آتے تو اپنے آقا کے بچوں سے حسن سلوک کرتے، آپ کی ماں خوارزم کی رہنے والی تھی، آپ کی پیدائش ۱۱۵ھ میں ہوئی اور آپ نے اسماعیل بن خالد، اعش، شام بن عروہ اور حمید الطویل وغیرہ تابعین کے آئمہ سے سماع کیا اور آپ سے بہت سے لوگوں نے روایت کی ہے آپ حفظ، فقہ، عربی، زہد، سخاوت، شجاعت اور شعر سے موصوف تھے۔ آپ کی تصانیف بہت اچھی ہیں اور آپ کے اشعار بھی بہت اچھے ہیں جن میں بہت سی حکمتیں پائی جاتی ہیں۔ آپ بکثرت جنگیں اور حج کرتے تھے اور آپ کا رأس المال تقریباً چار لاکھ تھا جو گردش کرتا رہتا تھا اور آپ اس سے شہروں میں تجارت کرتے تھے اور جہاں آپ کی ملاقات کسی عالم سے ہوتی، آپ اس سے حسن سلوک کرتے اور ہر سال آپ کی کمائی ایک لاکھ سے بڑھ جاتی اور آپ اس ساری کمائی کو عبادت و زہاد اور علماء پر خرچ کر دیتے اور بسا اوقات اپنے رأس المال سے بھی خرچ کر دیتے۔

سفیان بن عیینہ کا بیان ہے کہ ایک روز میں نے آپ کے اور آپ کے اصحاب کے معاملے میں غور کیا تو میں نے انہیں آپ سے صرف رسول اللہ ﷺ کی صحبت میں افضل پایا اور اسماعیل بن عیاش نے بیان کیا ہے کہ روئے زمین پر آپ کی مانند کوئی شخص نہیں اور میں بھلائی کی کوئی ایسی خصلت نہیں جانتا جو اللہ تعالیٰ نے ابن المبارک میں نہ رکھی ہو اور میرے اصحاب نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے مصر سے مکہ تک آپ کی صحبت اختیار کی۔ آپ ان کو حلوہ کھلاتے تھے اور خود سارا عرصہ روزہ دار رہتے تھے، ایک دفعہ آپ رتہ آئے جہاں ہارون الرشید بھی مقیم تھا اور جب آپ رتہ میں داخل ہوئے تو لوگ آپ کے گرد جمع ہو گئے اور اثر دہام کر لیا اور رشید کی ام ولد نے وہاں کے محل سے دیکھا تو کہنے لگی لوگوں کو کیا ہوا ہے؟ اسے بتایا گیا کہ خراسان کے علماء میں سے ایک شخص آیا ہے جسے عبداللہ بن المبارک کہا جاتا ہے اور لوگ اس کی طرف دوڑ گئے ہیں تو عورت کہنے لگی یہ اصل بادشاہ ہے ہارون الرشید بادشاہ نہیں جو بوگوں کو کوڑوں، لاثیموں، دھمکیوں اور رنجوتوں سے اپنے پاس اکٹھا کرتا ہے۔

ایک دفعہ آپ حج کو نکلے تو ایک شہر سے نکلے ان کے پاس ایک پرندہ تھا جو مر گیا تو آپ نے وہاں پر ایک کوڑی پر اسے پھینک دینے کا حکم دیا اور آپ کے اصحاب آپ کے آگے آگے چلنے لگے اور آپ ان سے پیچھے رہ گئے اور جب آپ اس کوڑی کے پاس سے گزرے تو اچانک ایک لڑکی ایک نزدیکی گھر سے باہر نکلی اور اس نے اس مردہ پرندے کو لے کر لپیٹ لیا، پھر جلدی سے گھر کی طرف چلی گئی۔ آپ نے آکر اس لڑکی سے اس کا حال پوچھا اور اس کے مردہ پرندے کو لینے کی بابت بھی پوچھا تو وہ کہنے لگی یہاں میں اور میرا بھائی رہتے ہیں اور ہمارے پاس اس چادر کے سوا اور کئی چیز نہیں اور ہماری خوراک وہی ہے جو اس کوڑی پر پھینکی

جاتی ہے اور کئی روز سے ہمارے لیے مردار کھانا جائز ہو چکا ہے اور ہمارے باپ کا مال تھا۔ اس پر ظلم ہوا اور اس کا مال چھین لیا گیا اور اسے قتل کر دیا۔ اسی حضرت ابن المبارک نے بوہنوں کو واپس لانے کا حکم دیا اور اپنے وکیل سے فرمایا تمہارے پاس نشتا سرج ہے اس نے کہا ایک ہزار دینار آپ نے فرمایا اس سے بیس دینار گن لو انہیں مرومت کا کافی ہوں گے اور اس لڑکی کو دے دو یہ ہمارے اس سال کے حج سے انفس کام سے پھر آپ واپس آ گئے۔

اور آپ جب حج کا ارادہ کرتے تو اپنے اصحاب سے فرماتے تم میں سے جو شخص اس سال حج کا ارادہ رکھتا ہے وہ اپنا خرچ میرے پاس لے آئے تاکہ میں اسے اس پر خرچ کروں اور آپ ان سے ان کا خرچ لے لیتے اور ہر تھیلی پر اس کے مالک کا نام لکھ دیتے اور ان تھیلیوں کو ایک صندوق میں جمع کر دیتے۔ پھر ان کے اخراجات اور سوار یوں سے زیادہ ان پر خرچ کرتے اور ان سے حسن اخلاق سے پیش آتے اور ان کے لیے آسانیاں مہیا کرتے اور جب وہ اپنا اپنا حج ادا کر لیتے تو انہیں فرماتے کیا تمہارے اہل نے تمہیں کسی تحفہ کی وصیت کی ہے اور آپ ان میں سے ہر ایک کے لیے وہ کئی اور یعنی وغیرہ تحائف خریدتے جس کی وصیت ان کے اہل نے انہیں کی ہوتی اور جب وہ مدینہ آتے تو آپ وہاں ان کے لیے مدنی تحائف خریدتے اور جب وہ اپنے اپنے شہروں کو واپس لوٹتے تو آپ راستے ہی سے ان کے گھروں میں اتنی رقم بھیج دیتے جن سے وہ گھر ٹھیک ٹھاک ہو جاتے اور ان کے دروازوں کو سفیدی ہو جاتی اور اس کی مرمت ہو جاتی اور جب وہ شہر میں پہنچ جاتے تو آپ اس کی آمد کے بعد ایک دعوت کرتے اور وہ کھاتے اور آپ انہیں پوشاکیں دیتے۔ پھر آپ اس صندوق کو منگواتے اور اسے کھولتے اور اس سے وہ تھیلیاں نکالتے پھر انہیں قسم دیتے کہ ان میں سے ہر ایک اپنا وہ خرچ لے لے جس پر اس کا نام ہے پس وہ خرچ لے لیتے اور اپنے اپنے گھروں کو شکریہ ادا کرتے ہوئے اور تعریف کرتے ہوئے واپس چلے جاتے اور آپ کا توشہ دان ایک اونٹ پر لاداجاتا اور اس میں انواع و اقسام کے کھانے یعنی گوشت، مرغ اور مٹھائیاں وغیرہ ہوتے پھر آپ لوگوں کو کھلاتے اور خود اس شدید گرمی میں سارا عرصہ روزہ دار رہتے۔

ایک دفعہ ایک سائل نے آپ سے سوال کیا تو آپ نے اسے ایک درہم دیا تو آپ کے ایک ساتھی نے آپ سے کہا یہ بھنا ہوا گوشت اور فالودہ کھاتے ہیں اور اسے ایک ٹکڑا ہی کافی ہے۔ آپ نے کہا خدا کی قسم! میرا خیال تھا کہ یہ سبزیاں اور روٹی کھاتا ہے اور جب وہ فالودہ اور بھنا ہوا گوشت کھاتا ہے تو بلاشبہ اسے ایک درہم کافی نہ ہوگا پھر آپ نے اپنے ایک غلام کو حکم دیا کہ اسے واپس لا کر اسے دس درہم دو۔ آپ کے فضائل و مناقب بہت زیادہ ہیں۔

ابو عمر بن عبد البر نے بیان کیا ہے علماء نے آپ کی قبولیت، جلالت، امامت اور عدالت پر اتفاق کیا ہے۔ حضرت عبد اللہ بن المبارک نے اس سال کے رمضان میں ہیبت مقام پر ۶۳ سال کی عمر میں وفات پائی۔

مفضل بن فضالہ:

آپ نے دو دفعہ مصر کی قضاء سنبھالی آپ دیندار اور ثقہ آدمی تھے آپ نے اللہ سے دعا کی کہ وہ آپ سے امید کو دور کر دے تو اللہ نے اسے دور کر دیا اس کے بعد آپ کی زندگی خوشگوار نہ رہی اور نہ دنیا کی کوئی چیز آپ کو اچھی لگی۔ پھر آپ نے اللہ

سے دعا کی کہ وہ امید کو آپ کے پاس واپس کر دے تو آپ اپنے پہلے حال کی طرف لوٹ آئے۔
یعقوب تائب:

آپ کوفہ کے عابد ہیں۔ علی بن موفی نے جمال منصور بن عمار بیان کیا ہے کہ ایک شب میں باہر نکلا اور میرا خیال تھا کہ صبح ہوگئی ہے حالانکہ ابھی رات ہی تھی سو میں باب سفیر کے پاس بیٹھ گیا لیا دیکھتا ہوں کہ ایک نوجوان رو رہا ہے اور کہتا ہے تیرے عزت و جلال کی قسم میں نے تیری نافرمانی اور مخالفت کرنے کا ارادہ نہیں کیا، لیکن میرے نفس نے مجھے دھوکہ دیا اور میری بدبختی مجھ پر غالب آگئی ہے اور تیرے اس پردے نے مجھے دھوکہ دیا ہے جو مجھ پر لٹکا ہوا ہے، اب مجھے تیرے عذاب سے کون بچائے گا؟ اور اگر تو نے مجھ سے اپنا تعلق توڑ لیا تو میں کس سے تعلق پیدا کروں گا؟ میرے ان ایام پر افسوس ہے جو میرے رب کی محصیت میں گزرے ہیں، ہائے میری ہلاکت میں کتنی بار توبہ کروں گا اور کتنی بار واپس آؤں گا، حالانکہ اب وقت آ گیا ہے کہ میں اپنے رب سے شرم محسوس کروں۔

منصور کا بیان ہے کہ میں نے کہا:

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ؛ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلَائِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَا يَعْصُونَ اللَّهَ أَمْرَهُمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ﴾

”اے لوگ! جو ایمان لائے ہو اپنے آپ کو اور اپنے اہل کو آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن لوگ اور پتھر ہیں۔ اس پر سخت فرشتے مقرر ہیں جو اس کے حکم کی نافرمانی نہیں کرتے جو انہیں دیا جاتا ہے وہی کرتے ہیں۔“

راوی بیان کرتا ہے کہ میں نے سخت حرکت اور آواز سنی اور میں اپنے کام کو چلا گیا اور جب میں واپس آیا تو اس دروازے کے پاس سے گزرا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک جنازہ رکھا ہوا ہے، میں نے اس کے متعلق دریافت کیا تو وہی نوجوان تھا جو اس آیت کو من کر مر گیا تھا۔

۱۸۲ھ

اس سال رشید نے اپنے بیٹے عبداللہ مامون کے لیے اس کے بھائی محمد امین بن زبیدہ کے بعد ولی عہدی کی بیعت لی اور یہ واقعہ اس کی حج سے واپسی کے بعد رقمہ میں ہوا اور اس نے اپنے بیٹے مامون کو جعفر بن یحییٰ برکی کے ساتھ لگا دیا اور اس نے اسے بغداد بھیج دیا اور رشید کے اہل کی ایک جماعت بھی اس کی خدمت کے لیے اس کے ساتھ تھی اور اس نے اسے خراسان اور اس کے ملحقہ علاقوں کا امیر بنا دیا اور اس کا نام مامون رکھا اور اس سال یحییٰ بن خالد برکی مکہ کی مجاورت چھوڑ کر بغداد واپس آ گیا اور عبدالرحمن عبدالملک بن صالح نے اس سال موسم گرما کی جنگ لڑی اور اصحاب کعبہ کے شہر تک پہنچ گیا اور اسی سال رومیوں نے اپنے بادشاہ قسطنطین بن ایون کی آنکھوں میں سلائی پھیر دی اور اس کی ماں زینبی کو اپنا بادشاہ بنا گیا، جس نے غطہ کا لقب اختیار

مکریا اور موسیٰ بن عیسیٰ بن عباس نے لوگوں کو حج کر لیا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

اسماعیل بن عیاش مسمیٰ جو شامی آنکری میں سے ایک مشہور امام ہیں نے اس سال ۱۰۰ وفات پائی اور اس بارے میں اعتراض پایا جاتا ہے اور مشہور شاعر مروان بن ابی حفصہ جو خلفاء اور برآمدگی مدح کرتا تھا اس نے بھی وفات پائی۔
معن بن زائدہ:

معن نے بہت سے اموال حاصل کئے اس کے باوجود وہ سب لوگوں سے بڑھ کر بخیل تھا اور اپنے بخل کی وجہ سے گوشت نہیں کھاتا تھا اور نہ اپنے گھر میں چراغ جلاتا تھا اور صرف کھر درے اور مولے بالوں کے کپڑے پہنتا تھا اور مسلم الخاسر اس کا رفیق تھا۔ جب وہ دار الخلافہ کی طرف جاتا تو ٹھوپر ہاتا اور ایک ہزار دینار کی قیمت کے برابر حلقہ پہنتا اور خوشبو اس کے کپڑوں سے مہکتی اور یہ نہایت بری حالت میں آتا، ایک روز یہ مہدی کے پاس گیا تو اس کے اہل کی ایک عورت نے کہا اگر خلیفہ تجھے کچھ دے تو اس سے نصف مجھے دینا، اس نے کہا اگر اس نے مجھے ایک لاکھ درہم دیا تو ایک درہم تمہارا ہوا۔ پس اس نے اسے ساٹھ لاکھ درہم دیئے تو اس نے اس عورت کو چار دانق^۱ دیئے۔ اس نے اس سال بغداد میں وفات پائی اور نصر بن مالک کے قبرستان میں دفن ہوا۔

قاضی ابو یوسف:

آپ کا نام یعقوب بن ابراہیم بن حبیب بن سعد بن حسنہ ہے اور یہ آپ کی ماں ہے اور آپ کا باپ مجیر بن معاویہ ہے جسے احد کے روز چھوٹا سمجھا گیا اور ابو یوسف، حضرت امام ابو حنیفہ کے اصحاب میں سے سب سے بڑے تھے۔ آپ نے اعمش، ہمام ابن عروہ، محمد بن اسحاق اور یحییٰ بن سعید وغیرہ سے روایت کی ہے اور آپ سے محمد بن حسن، احمد بن حنبل اور یحییٰ بن معین نے روایت کی ہے، علی بن الجعد نے بیان کیا ہے کہ میں نے آپ کو فرماتے سنا ہے کہ میں چھوٹا ہی تھا کہ میرا باپ فوت ہو گیا تو میری ماں نے مجھے ایک دھوبی کے سپرد کر دیا اور میں حضرت امام ابو حنیفہ کے حلقہ کے پاس سے گزرتا تو اس میں بیٹھ جاتا اور میری ماں میرے پیچھے پیچھے آتی اور حلقہ سے میرے ہاتھ کو پکڑ کر مجھے دھوبی کے پاس لے جاتی۔ پھر میں اس بارے میں اس کی مخالفت کر کے امام ابو حنیفہ کے حلقہ میں چلا جاتا اور جب اس پر یہ بات گراں ہو گئی تو اس نے حضرت امام ابو حنیفہ سے کہا یہ بچہ یتیم ہے اور میں جو کچھ سوت کاتتی ہوں اس کے پاس کچھ چیز نہیں اور آپ نے اسے بگاڑ دیا ہے، حضرت امام ابو حنیفہ نے کہا اے بیوقوف عورت خاموش رہ، دیکھ وہ یہاں وہ علم حاصل کر رہا ہے اور ابھی وہ فیروزج کی پلیٹوں میں پستہ کے تیل میں بنا ہوا فولادہ کھائے گا۔ وہ آپ سے کہنے لگی، آپ ایک فاجر العقل شیخ ہیں۔

حضرت امام ابو یوسف بیان کرتے ہیں جب میں قاضی بنا اور سب سے پہلے ہادی نے آپ کو قاضی مقرر کیا اور پہلے شخص

۱ دانق درہم کے چھٹے حصے کو کہتے ہیں۔ مترجم۔

ہیں جن کو قاضی القضاة کا لقب دیا گیا اور آپ کو قاضی قضاة الدنیا بھی کہا جاتا ہے کیونکہ جن علاقوں میں خلیفہ حکومت کرتا تھا آپ ان میں نیابت کرتے تھے۔

حضرت امام ابو یوسف بیان کرتے ہیں ایک روز میں رشید کے پاس تھا کہ فیروزج کی بیٹ میں فالودہ بلایا گیا تو اس نے مجھے کہا اس سے کھاؤ بلاشبہ یہ ہر وقت ہمارے لیے تیار نہیں ہوتا، میں نے پوچھا یا امیر المؤمنین یہ کیا ہے؟ اس نے کہا یہ فالودہ ہے۔ میں مسکرا دیا تو اس نے کہا آپ کیوں ہنستے ہیں؟ میں نے کہا امیر المؤمنین کو اللہ زندہ رکھے، کوئی بات نہیں، اس نے کہا آپ کو مجھے بتانا پڑے گا تو میں نے اسے سارا واقعہ سنایا تو اس نے کہا بلاشبہ علم فائدہ دیتا ہے اور دنیا و آخرت میں سر بلندی عطا کرتا ہے، پھر فرمانے لگے اللہ تعالیٰ حضرت امام ابو حنیفہ پر رحم فرمائے آپ اپنی عقل کی آنکھ سے وہ کچھ دیکھ لیتے تھے جو وہ اپنے سر کی آنکھوں سے نہ دیکھتے تھے۔

اور حضرت امام ابو حنیفہ امام ابو یوسف کے متعلق فرمایا کرتے تھے کہ آپ ان کے اصحاب سے سب سے زیادہ علم والے ہیں اور المزنی نے بیان کیا ہے کہ حضرت امام ابو یوسف ان سب سے زیادہ حدیث کے پیروکار تھے اور ابن المدینی نے بیان کیا ہے آپ راستباز آدمی تھے اور ابن معین نے آپ کو ثقہ بیان کیا ہے اور ابو زرعد نے بیان کیا ہے آپ تجم سے محفوظ تھے اور بشار الخفاف نے بیان کیا ہے کہ میں نے امام ابو یوسف کو بیان کرتے سنا کہ جو شخص قرآن کو مخلوق کہے اس سے گفتگو کرنا حرام ہے اور اس سے علیحدگی اختیار کرنا فرض ہے اور اسے سلام کہنا اور اسے سلام کا جواب دینا جائز نہیں۔

اور آپ کے وہ اقوال جنہیں سونے کے پانی سے لکھا جانا چاہیے ان میں سے یہ قول بھی ہے کہ جو کیمیا سے مال حاصل کرنا چاہے وہ مفلس ہو جائے گا اور جو حدیث میں دور از فہم الفاظ کی جستجو کرے گا وہ جھوٹ بولے گا اور علم کلام کے ذریعے علم حاصل کرے گا، زندیق بن جائے گا اور جب آپ نے حضرت امام مالک سے مدینہ میں رشید کی موجودگی میں صاع اور سبزیوں کی زکوٰۃ کے مسئلہ کے متعلق مناظرہ کیا تو حضرت امام مالک نے ان صاعوں سے حجت پکڑی جو ان کے آباؤ اسلاف سے چلے آتے ہیں اور یہ کہ وہ خلفائے راشدین کے زمانے میں سبزیوں سے کوئی زکوٰۃ نہ دیتے تھے، حضرت امام ابو یوسف نے کہا اگر میرے دوست وہ کچھ دیکھتے جو میں نے دیکھا ہے تو جس طرح میں نے رجوع کیا ہے وہ بھی رجوع کر لیتے اور یہ آپ کی منصفانہ بات ہے۔

اور آپ کی فیصلہ کی مجلس میں علماء اپنے طبقات کے مطابق حاضر ہوا کرتے تھے، حتیٰ کہ امام احمد بن حنبل بھی جو نو جوان تھے لوگوں کے درمیان آپ کی مجلس میں حاضر ہوا کرتے تھے اور باہم مناظرہ و مباحثہ کیا کرتے تھے اس کے باوجود وہ فیصلہ اور انصاف کیا کرتے تھے۔ نیز آپ نے فرمایا میرے سپرد یہ فیصلہ کیا گیا ہے اور مجھے اللہ سے امید ہے کہ وہ ایک روز کے سوا مجھ سے کسی کی طرف میلان کے بارے میں دریافت نہیں کرے گا۔ ایک شخص میرے پاس آیا اور اس نے بتایا کہ اس کا ایک باغ ہے اور وہ امیر المؤمنین کے قبضہ میں ہے، میں امیر المؤمنین کے پاس گیا اور اسے بتایا تو اس نے کہا وہ باغ میرا ہے جسے مہدی نے میرے لیے خریدا ہے میں نے کہا اگر امیر المؤمنین مناسب سمجھیں تو اسے بلا لیں تاکہ میں اس کا دعویٰ سنوں۔ اس نے اسے بلایا تو اس نے باغ کا دعویٰ کیا، میں نے کہا یا امیر المؤمنین آپ کیا کہتے ہیں؟ اس نے کہا وہ باغ میرا ہے، میں نے اس شخص سے کہا امیر المؤمنین نے جو

جواب دیا ہے تو نے سن لیا ہے اس شخص نے کہا وہ قسم کھائے، میں نے کہا یا امیر المؤمنین آپ قسم کھاتے ہیں؟ اس نے کہا نہیں میں نے کہا میں آپ پر تین بار قسم کو پیش کروں گا اگر آپ نے قسم کھائی تو ٹھیک ورنہ میں آپ کے خلاف فیصلہ کر دوں گا۔ میں نے اس پر تین بار قسم کو پیش کیا تو اس نے قسم کھانے سے انکار کیا اور میں نے مدعی کے حق میں باغ کا فیصلہ کر دیا۔ آپ بیان کرتے ہیں میں جھگڑے کے درمیان چاہتا تھا کہ وہ الگ ہو جائے اور میرے لیے ممکن نہ ہو کہ میں اس شخص کو خلیفہ کے ساتھ بٹھاؤں اور قاضی ابو یوسف نے حکم بھیجا کہ باغ کو اس شخص کے سپرد کر دیا جائے۔

اور المعانی بن زکریا جریری نے عن محمد بن ابی الازہر عن حماد بن ابی اسحاق عن ابیہ عن بشر بن الولید عن ابی یوسف روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا ایک شب میں بستر پر سویا ہوا تھا کہ اچانک خلیفہ کا ایلچی دروازہ کھٹکھٹانے لگا، میں گھبرا کر باہر نکلا تو اس نے کہا امیر المؤمنین آپ کو بلاتے ہیں، میں گیا تو وہ عیسیٰ بن جعفر کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا رشید نے مجھے کہا میں نے اس شخص سے لوٹنی طلب کی ہے کہ یہ اسے مجھے بخش دے یا اسے میرے پاس فروخت کر دے مگر یہ ایسا نہیں کرتا اور میں تجھے گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ اگر اس نے میری یہ بات نہ مانی تو میں اسے قتل کر دوں گا۔ میں نے عیسیٰ سے پوچھا تم ایسا کیوں نہیں کرتے؟ اس نے کہا میں طلاق، عتاق اور اپنے سارے مال کے صدقہ کرنے کی قسم کھاتا ہوں کہ میں نہ اس لوٹنی کو بہہ کروں گا اور نہ اسے فروخت کروں گا۔ رشید نے مجھے کہا کیا اس سے نجات کی کوئی راہ ہے؟ میں نے کہا ہاں وہ اس کے نصف حصہ کو آپ کے پاس فروخت کر دے گا اور نصف آپ کو بہہ کر دے گا۔

پس اس نے نصف اسے بہہ کر دیا اور نصف ایک لاکھ دینار میں اس کے پاس فروخت کر دیا، پس اس نے اس کی یہ بات قبول کرنی اور لوٹنی کو حاضر کیا گیا اور جب رشید نے اسے دیکھا تو کہنے لگا کیا آج شب مجھے اس کے ساتھ شب باشی کرنے کی کوئی سبیل ہے میں نے کہا وہ مملوک ہے اور اس کا استبراء ضروری ہے سو اسے اس کے کہ آپ اسے آزاد کر کے اس سے نکاح کر لیں۔ بلاشبہ آزاد عورت کا استبراء نہیں ہوتا۔ راوی بیان کرتا ہے، پس اس نے اسے آزاد کر دیا اور بیس ہزار دینار میں اس سے نکاح کر لیا اور مجھے بھی دو لاکھ درہم اور کپڑوں کے بیس تھان دینے کا حکم دیا اور لوٹنی نے بھی مجھے دس ہزار دینار بھیجے۔

یحییٰ بن معین نے بیان کیا ہے، میں امام ابو یوسف کے پاس تھا کہ آپ کے پاس دمشق کپڑوں اور دفانیل ندکی خوشبو وغیرہ کا تحفہ آیا تو ایک شخص نے حدیث جسے کوئی ہدیہ دیا جائے اور اس کے پاس لوگ بیٹھے ہوں تو وہ اس کے شریک ہوئے ہیں کے اسناد کے بارے میں مجھ سے گفتگو کی تو امام ابو یوسف نے فرمایا یہ حدیث پتیر کھجور اور کشش کے بارے میں ہے اور جو تحائف تم اس وقت دیکھتے ہوں اس وقت نہیں تھے۔ اے غلام اسے اٹھا کر خزانوں میں لے جا اور آپ نے اس سے انہیں کچھ بھی نہ دیا اور بشر بن غیاث المریسی نے بیان کیا ہے کہ میں نے امام ابو یوسف کو بیان کرتے سنا کہ میں نے سترہ سال حضرت امام ابو حنیفہ کی صحبت اٹھائی، پھر سترہ سال دنیا مجھ پر ٹوٹ پڑی اور میرا خیال ہے کہ میری موت قریب آگئی ہے اور اس کے بعد آپ چند ماہ زندہ رہے پھر فوت ہو گئے۔

حضرت امام ابو یوسف نے اس سال ربیع الاول میں ۶۷ سال کی عمر میں وفات پائی اور آپ کے بعد آپ کا بیٹا یوسف

قاضی بنا اور وہ بغداد کی شرقی جانب آپ کا نام تھا اور روادا میں سے جس شخص کا خیال ہے کہ حضرت امام شافعی نے حضرت امام ابو یوسف سے ملاقات کی ہے جیسا کہ عبداللہ بن محمد البندی کذاب اس سفر کے بارے میں لکھتا ہے جسے امام شافعی نے اختیار کیا تھا اس نے غلطی کی ہے، حضرت امام کی بغداد میں پہلی آمد ۱۸۱ھ میں ہوئی اور امام شافعی نے محمد بن حسن شیبانی سے ملاقات کی اور اس نے آپ سے حسن سلوک کیا اور آپ کے پاس آیا اور ان دونوں کے درمیان کوئی عداوت نہ تھی جیسا کہ بعض ان لوگوں نے بیان کیا ہے جنہیں اس کے بارے میں کچھ خبر نہیں ہے واللہ اعلم۔

یعقوب بن داؤد بن طہمان:

ابو عبداللہ مولیٰ عبداللہ بن حازم سلمیٰ مہدی نے اسے وزیر بنایا اور اس نے اس کے ہاں بڑا مرتبہ حاصل کر لیا اور اس نے تمام امور کی باگ ڈور اسے سپرد کر دی پھر جب اس نے اس علوی کے قتل کا حکم دیا جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے تو اس نے اسے چھوڑ دیا اور اس لوٹنی نے اس کی چغلی کی تو مہدی نے اسے ایک کنویں میں قید کر دیا اور اس پر ایک گنبد بنوایا اور اس کے بال اگ آئے حتیٰ کہ مویشیوں کے بالوں کی مانند ہو گئے اور وہ اندھا ہو گیا اور یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے اس کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا اور وہ تقریباً پندرہ سال اس کنویں میں رہا۔ وہ نمازوں کے اوقات کے سوا جسے وہ اسے بتاتے تھے نہ روشنی کو دیکھتا تھا اور نہ آواز کو سنتا تھا۔ اور ہر روز اس کی طرف ایک روٹی اور پانی کا کوزہ لٹکایا جاتا تھا اور وہ اسی حالت میں رہا حتیٰ کہ مہدی اور ہادی اور رشید کے زمانے کا ابتدائی حصہ بھی گزر گیا۔ یعقوب بیان کرتا ہے کہ خواب میں ایک آنے والا میرے پاس آیا اور کہنے لگا: ”ہو سکتا ہے کہ تو جس مصیبت میں پڑا ہے اس کے پیچھے قریب ہی کشادگی ہو اور خوفزدہ اسن میں آجائے اور قیدی چھوٹ جائے اور اس کے دور کے اہل آجائیں۔“

اور جب صبح ہوئی تو مجھے آواز دی گئی اور میں نے خیال کیا کہ میں نماز کے وقت کو تو جانتا ہوں۔ اور میری طرف ایک رسی لٹکائی گئی اور مجھے کہا گیا کہ اسی کو رسی کو اپنی کمر سے باندھ لو اور انہوں نے مجھے باہر نکالا اور جب میں نے روشنی کو دیکھا تو مجھے کچھ نظر نہ آیا اور مجھے خلیفہ کے سامنے کھڑا کیا گیا اور مجھے کہا گیا امیر المؤمنین کو سلام کہہ میں نے خیال کیا کہ وہ مہدی ہے، میں نے اس کا نام لے کر اسے سلام کیا تو اس نے کہا میں مہدی نہیں ہوں۔ میں نے کہا ہادی ہو؟ اس نے کہا میں ہادی بھی نہیں۔ میں نے کہا اے امیر المؤمنین رشید آپ پر سلامتی ہو اس نے کہا بہت اچھا، وہ کہنے لگا خدا کی قسم میرے پاس تمہارے بارے میں کسی نے سفارش نہیں کی لیکن گزشتہ شب میں اپنی چھوٹی بچی کو اپنی گردن پر اٹھائے ہوئے تھا تو مجھے یاد آیا کہ تو بھی مجھے اپنی گردن پر ایسے ہی اٹھایا کرتا تھا تو مجھے تیری تنگی پر رحم آ گیا اور میں نے تجھے باہر نکال دیا۔ پھر اس نے اسے نعمتوں سے نوازا اور اس سے حسن سلوک کیا اور یحییٰ بن برمک نے اس سے غیرت کھائی اور ڈر گیا کہ وہ اسے دوبارہ اس مقام پر نہ لے جائے جو اسے مہدی کے ایام میں حاصل تھا اور یعقوب بھی اس بات کو سمجھ گیا اور اس نے رشید سے کہ جانے کی اجازت طلب کی تو اس نے اسے اجازت دے دی اور وہ وہیں تھا کہ اس سال وفات پا گیا رحمہ اللہ اور اس نے کہا یحییٰ کو خوف ہے کہ میں ان امارتوں کی طرف واپس آؤں گا نہیں خدا کی قسم! میں کبھی ایسا نہیں کروں گا، خواہ مجھے میری اس جگہ پر واپس کر دیا جائے۔

اور اس سال یزید بن زریع ابو معاویہ نے وفات پائی جو حدیث میں امام احمد بن حنبل کے شیخ ہیں۔ آپ ثقہ عالم عابد اور تقویٰ انسان تھے۔ آپ کا باپ نوت ہوا تو وہ بصرہ کا وانی تھا۔ اس نے پانچ سو درہم ماں پیچور اور یزید نے اس سے ایک درہم بھی لیا۔ آپ اپنے ہاتھ سے کھجور کے بیوں کی نوکریاں بنایا کرتے تھے اور اس سے آپ اور آپ کے عمال کھانا کھاتے تھے آپ نے اس سال بصرہ میں وفات پائی اور بعش کا قول ہے کہ آپ نے اس سے پہلے وفات پائی ہے۔ واللہ اعلم۔

۱۸۳ھ

اس سال خزریوں نے آرمینیا کے درے سے لوگوں کے خلاف بغاوت کر دی اور ان علاقوں میں فساد برپا کر دیا اور تقریباً ایک لاکھ مسلمانوں اور ذمیوں کو قید کر لیا اور بہت سے لوگوں کو قتل کر دیا اور آرمینیا کے نائب سعید بن مسلم نے شکست کھائی تو رشید نے ان کے مقابلہ میں خازم بن خزیمہ اور یزید بن مزید کو بہت سی افواج کے ساتھ روانہ کیا اور انہوں نے ان شہروں میں جو خرابی پیدا ہو چکی تھی اس کی اصلاح کی اور عباس بن موسیٰ ہادی نے لوگوں کو حج کروایا۔

اس سال وفات پانے والے اعیان

علی بن الفضیل بن عیاض:

آپ نے اپنے باپ کی زندگی میں وفات پائی۔ آپ بڑے عابد متقی اور خوف و خشیت والے تھے۔

محمد بن صبیح:

ابو العباس مولیٰ بنی عبد المذکر آپ ابن سماک کے نام سے مشہور ہیں آپ نے اسماعیل بن ابی خالد اعمش، ثوری اور ہشام بن عروہ وغیرہ سے روایت کی ہے ایک روز آپ رشید کے پاس گئے اور فرمانے لگے تجھے اللہ کے سامنے کھڑا ہونا ہے۔ دیکھ تیرا الموننا جنت کی طرف ہے یا دوزخ کی طرف رشید یہ بات سن کر رو پڑا، قریب تھا کہ اس کی موت واقع ہو جاتی۔

موسیٰ بن جعفر:

بن محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب، ابوالحسن ہاشمی، آپ کو کاظم بھی کہا جاتا ہے۔ آپ ۱۲۸ھ یا ۱۲۹ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ بڑے عبادت گزار اور جوانمرد تھے۔ آپ کو جب کسی کے متعلق اطلاع ملتی کہ وہ آپ کو ایذا دینے والا ہے تو آپ اس کی طرف سونا اور تھپے بھیجتے، آپ کے ہاں ۴۰ لڑکیاں لڑکے پیدا ہوئے۔

ایک دفعہ ایک غلام نے آپ کو عصیدہ^۱ ہدیہ بھیجا تو آپ نے اسے خرید لیا اور جس کھیتی میں وہ تھا اسے بھی ایک ہزار دینار میں خرید لیا اور اسے آزاد کر دیا اور کھیتی بھی اسے دے دی، مہدی نے آپ کو بغداد بلا کر قید کر دیا۔ ایک شب مہدی نے خواب میں

۱ عصیدہ ایک کھانا ہے جو گھی اور آٹا ملا کر پکاتے ہیں۔ (مترجم)

حضرت علی بن ابی طالب کو دیکھا آپ اسے کہہ رہے ہیں اے محمد:

﴿فَهَلْ عَسَيْتُمْ أَنْ تُلَافِيَهُمْ فِي الْأَرْضِ وَنَقُطِعُوا أَرْحَامَكُمْ﴾

”ہو سکتا ہے کہ اگر تم حاکم بن جاؤ تو زمین میں فساد کرو اور قطع رحمی کرو۔“

تو وہ خوفزدہ ہو کر بیدار ہو گیا اور اس کے حکم سے آپ کو قید خانے سے رات کے وقت نکالا گیا اور اس نے آپ کو اپنے ساتھ بٹھا یا اور آپ سے معاف کیا اور آپ کے پاس آیا اور آپ سے عہد لیا کہ آپ اس کے خلاف اور نہ اس کے بچوں میں سے کسی کے خلاف خروج کریں گے۔ آپ نے فرمایا، خدا کی قسم ایسا کرنا میری فطرت نہیں اور نہ ہی میرے نفس نے اس بارے میں کوئی بات کی ہے۔ اس نے کہا آپ درست فرماتے ہیں اور اس نے آپ کو تین لاکھ دینار دینے کا حکم دیا اور اس حکم سے آپ کو مدینہ واپس بھیج دیا گیا اور ابھی صبح بھی نہیں ہوئی تھی کہ آپ مدینہ کے راستے پر تھے اور آپ ہمیشہ مدینہ ہی میں رہے حتیٰ کہ رشید کی خلافت کا زمانہ آ گیا اور اس نے حج کیا اور جب وہ آنحضرت ﷺ کی قبر پر سلام کرنے آیا تو موسیٰ بن جعفر کا نظم بھی اس کے ساتھ تھے۔ رشید نے کہا السلام علیک یا رسول اللہ یا ابن عم تو موسیٰ نے کہا السلام علیک یا ابیہما اے ابوالحسین یہ فخر کی بات ہے پھر ہمیشہ یہ بات اس کے دل میں کھٹکتی رہی حتیٰ کہ اس نے ۱۶۹ھ میں آپ کو بلا کر قید کر دیا اور آپ کو لمبا زمانہ قید رکھا، موسیٰ نے اسے ایک خط لکھا جس میں اسے کہا اے امیر المومنین مجھ سے مصیبت ایک دن بھی دور نہیں ہوئی مگر آپ سے ایک روز آسودہ حالی جاتی رہے گی، حتیٰ کہ ہم ایک ایسے دن تک پہنچ جائیں گے جس میں باطل کام کرنے والے خسارے میں رہیں گے۔ آپ نے اس سال کے ۲۵ رجب کو بغداد میں وفات پائی اور وہاں آپ کی قبر مشہور ہے۔

ہاشم بن بشیر بن ابی حازم:

القاسم بن دینار ابو معاویہ سلمی واسطی آپ کا باپ حجاج بن یوسف کا باورچی تھا، اس کے بعد وہ سالن فروخت کرنے لگا اور وہ اپنے بیٹے کو علم حاصل کرنے سے روکتا تھا تا کہ وہ اس کے کام میں اس کی مدد کرے مگر اس نے حدیث کے سماع کے سوا انکار کر دیا اتفاق سے ہاشم بیمار ہو گیا اور واسط کا قاضی ابوشیبہ اس کی عیادت کو آیا اور اس کے ساتھ بہت سے لوگ بھی تھے جب بشیر نے اسے دیکھا تو خوش ہو کر کہنے لگا اے میرے بیٹے! کیا تو اپنے کام میں اس حد تک جا پہنچا ہے کہ قاضی میرے گھر تک آیا ہے؟ حج کے بعد میں تجھے طلب حدیث سے نہیں روکوں گا۔ ہاشم سردار علماء میں سے تھے اور آپ سے مالک، شعبہ، ثوری، احمد بن حنبل، دران کے علاوہ بہت سے لوگوں نے روایت کی ہے۔ نیز آپ عابد صلحاء میں سے تھے اور آپ وفات سے دس سال قبل عشاء کے غم کے ساتھ فجر کی نماز پڑھتے رہے۔

ججی بن زکریا:

ابن ابی زائدہ مدائن کے قاضی تھے اور ثقات آئمہ میں سے تھے اور یونس بن حبیب اعلیٰ درجہ کے نحو یوں میں سے ایک تھے، آپ نے ابو عمرو بن العلاء وغیرہ سے علم نحو سیکھا اور آپ سے کسائی اور فراء نے سیکھا اور بصرہ میں آپ کا ایک حلقہ تھا جہاں شہروں اور پردیس کے عالم ادیب اور فصیح آیا کرتے تھے، آپ نے اس سال ۸۷ھ میں وفات پائی۔

۱۸۴ھ

اس سال رشید رحمہ سے بغداد واپس آیا اور اس نے لوگوں کو اس ٹیکس کی ادائیگی کے لیے ہوان کے ذمہ تھراڑی اور اس نے ایک شخص کو اس بارے میں لوگوں کو مارنے اور قید کرنے پر مقرر کیا نیز اس نے اطراف بناڑ پر بھی آڑی مقرر کئے اور لوگوں کو معزول کیا اور والی بنایا اور قطع رحمی اور صلہ رحمی کی اور ابو عمرو و الشاری نے جزیرہ میں خروج کیا تو رشید نے شہر زور کو اپنی جانب سے اس کے مقابلہ میں بھیجا اور اس سال ابراہیم بن محمد عباسی نے لوگوں کو حج کر دیا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

احمد بن الرشید:

آپ زاہد، عابد اور درویش آدمی تھے اور آپ اپنے ہاتھ سے مٹی کے برتن بنا کر کھانا کھاتے تھے اور آپ صرف بیلچے اور ٹوکری کے مالک تھے اور آپ ہر جمعہ کو ایک درہم اور ایک دانق کا کام لیتے تھے اور ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک اس سے کھانا کھاتے تھے اور آپ ہفتے کے دن کام کرتے تھے اور جمعہ کے بقیہ دن عبادت میں لگے رہتے تھے۔

بعض کا قول ہے کہ احمد زبیدہ کے بطن سے پیدا ہوا تھا اور صحیح بات یہ ہے کہ یہ ایک ایسی عورت سے تھا جس سے رشید کو عشق ہو گیا اور اس نے اس سے نکاح کر لیا اور اسے رشید سے اس بچے کا حمل ہو گیا۔ پھر رشید نے اس عورت کو بصرہ بھیج دیا اور اسے سرخ یا قوت کی انگشتری اور نفیس چیزیں دیں اور اسے حکم دیا کہ جب وہ خلیفہ بن جائے تو وہ اس کے پاس آجائے اور جب رشید خلیفہ بن گیا تو وہ عورت اور نہ ہی اس کا بچہ اس کے پاس آئے بلکہ دونوں روپوش ہوئے اور رشید کو اطلاع ملی کہ وہ دونوں مر گئے ہیں؛ حالانکہ معاملہ ایسا نہیں تھا اور اس نے ان دونوں کے بارے میں تفتیش کی مگر اسے ان دونوں کے متعلق کوئی اطلاع نہ ملی اور یہ نوجوان اپنے ہاتھ سے کام کرتا اور اس کی مشقت سے کھانا کھاتا پھر یہ بغداد واپس چلا گیا اور مٹی کے برتن بنا تا رہا اور مدت تک ایسے ہی کھانا کھاتا رہا اور یہ امیر المؤمنین کا بیٹا تھا اور وہ لوگوں کو بتاتا نہیں تھا کہ وہ کون ہے؛ اتفاق سے وہ اس گھر میں بیمار ہو گیا جس میں وہ مٹی کے برتن بنا تا تھا اور جب اس کی وفات کا وقت قریب آیا تو اس نے انگشتری نکالی اور گھر کے مالک سے کہنے لگا اسے رشید کے پاس لے جانا اور اسے کہنا اس انگشتری کا مالک مجھے کہتا ہے اپنی اس مدہوشی میں مرنے سے بچ تو وہاں پشیمان ہو گا جہاں پشیمان ہونے والے کو اس کی پشیمانی فائدہ نہیں دے گی اور اللہ کے سامنے سے دارین کی طرف واپس جانے سے ڈر ہو سکتا ہے یہ تجھ سے آخری ملاقات ہو جس حال میں تو ہے اگر وہ کسی دوسرے کے لیے ہمیشہ رہتا تو بھی تجھ تک نہ پہنچتا اور عنقریب وہ کسی دوسرے کی طرف منتقل ہو جائے گا اور گزشتہ لوگوں کے حالات کی اطلاع تجھے مل چکی ہے۔

راوی بیان کرتا ہے جب وہ فوت ہو گیا تو میں نے اسے دفن کر دیا اور میں نے خلیفہ کے حضور حاضر ہونے کی اجازت چاہی اور جب مجھے اس کے سامنے کھڑا کیا گیا تو اس نے کہا تجھے کیا کام ہے؟ میں نے کہا یہ انگشتری مجھے ایک شخص نے دی ہے اور مجھے حکم

دیا ہے کہ میں اسے آپ کو دے دوں اور اس نے مجھے آپ سے کچھ باتیں کہنے کی بھی وصیت کی ہے جو میں آپ سے کہوں گا پس جب اس نے انشترنی کو دیکھا تو اس نے اسے پہچان لیا اور نے لگا لگا بلاک ہو جائے اس انشترنی کا مالک نہاں ہے میں نے کہا یا امیر المؤمنین، وفوت ہو گیا ہے پھر میں نے اس سے وہ باتیں کہیں جن کی اس نے مجھے وصیت کی تھی اور میں نے اسے بتایا کہ وہ ہر جمعہ کو ایک درہم اور چار دوانیق یا ایک درہم اور ایک دانق کا کام کرتا تھا اور اگلے جمعہ تک اس سے کھانا کھاتا تھا پھر وہ عبادت میں لگ جاتا تھا۔

راوی بیان کرتا ہے جب اس نے یہ گفتگو سنی تو اٹھ کر زمین پر گر پڑا اور پیٹ اور پشت کے بل لوٹنے لگا اور کہنے لگا خدا کی قسم اے میرے بیٹے تو نے مجھے نصیحت کی ہے پھر وہ رو پڑا پھر اس نے اس شخص کی طرف سر اٹھا کر کہا کیا تو اس کی قبر کو پہچانتا ہے؟ میں نے کہا ہاں میں نے اسے دفن کیا ہے اس نے کہا جب شام ہو تو میرے پاس آنا۔ راوی بیان کرتا ہے میں اس کے پاس آیا تو وہ اس قبر پر گیا اور صبح تک مسلسل اس کے پاس روتا رہا پھر اس نے اس شخص کے لیے دس ہزار درہم دینے کا حکم دیا اور اس کی اور اس کے عیال کی رسد لکھ دی۔

عبداللہ بن مصعب:

ابن ثابت بن عبداللہ بن زبیر بن العوام قرشی اسدی بکار کا باپ رشید نے آپ کو مدینہ کی امارت دی تو آپ نے اسے عدل کی شروط کے ساتھ قبول کیا تو رشید نے آپ کی بات مان لی پھر اس نے آپ کو یمن کی نیابت بھی دے دی اور آپ بڑے انصاف پسند والیوں میں سے تھے اور جس وقت آپ ولی بنے آپ کی عمر تقریباً ستر سال تھی۔

عبداللہ بن عبدالعزیز العمری:

آپ نے ابوطوالہ کو پایا اور اپنے باپ اور ابراہیم بن سعد سے روایت کی ہے آپ زاہد و عابد تھے اور ایک روز آپ نے رشید کو نصیحت کی اور بہت طویل اور شاندار گفتگو کی، آپ نے اسے کہا جب کہ وہ صفا پر کھڑا تھا، کیا تو دیکھ رہا ہے کہ کعبہ کے ارد گرد کتنے آدمی ہیں؟ اس نے کہا بہت ہیں۔ آپ نے فرمایا ان میں سے ہر ایک کو قیامت کے روز صرف اپنے متعلق ہی پوچھا جائے گا اور تجھ سے ان سب کے متعلق پوچھا جائے گا تو رشید بہت رویا اور اس کے پاس یکے بعد دیگرے رومال لائے گئے اور وہ اس سے اپنے آنسو پونچھنے لگا پھر آپ نے اسے کہا اے ہارون جب کوئی شخص اپنے مال میں اسراف کرتا ہے تو اس کو روکنا واجب ہو جاتا ہے۔ پس اس شخص کو روکنا کیسے واجب ہوگا جو سب مسلمانوں کے مال میں اسراف کرتا ہے پھر آپ نے انہیں چھوڑ دیا اور رشید روتا ہوا ایسے چلا گیا اور اس کے علاوہ بھی آپ کے قابل تعریف کارنامے ہیں آپ نے ۶۶ سال کی عمر میں وفات پائی۔

محمد بن یوسف بن معدان:

ابو عبداللہ اصہبانی آپ نے تابعین کو پایا پھر عبادت و زہادت میں مشغول ہو گئے اور حضرت عبداللہ بن المبارک آپ کو درویشوں کی دہن کہا کرتے تھے اور یحییٰ بن سعید القطان نے بیان کیا ہے کہ میں نے آپ سے بہتر شخص نہیں دیکھا گویا اس نے آپ کو خود دیکھا ہے۔

اور ابن سعدی نے بیان کیا ہے کہ میں نے آپ کی مانند کوئی شخص نہیں دیکھا اور آپ ایک نان پائی سے روٹی نہیں خریدتے تھے اور نہ ایک سبزی فروش سے سبزی خریدتے تھے آپ اس سے خریدتے تھے جو آپ کو جانتا نہیں ہوتا تھا اور فرماتے تھے میں ڈرتا ہوں کہ وہ مجھ سے محبت کرے اور میں اس کے دین کے ساتھ کھینے لگ جاؤں اور آپ گرمیوں سردیوں میں سونے کے لیے اپنا جبہ نہیں اتارتے تھے اور وفات کے وقت آپ کی عمر چالیس سال سے متجاوز نہیں تھی۔ رحمہ اللہ

۱۸۵ھ

اس سال اہل طبرستان نے اپنے متولی مہر ویہ الرازی کو قتل کر دیا تو رشید نے عبداللہ بن سعید الحارثی کو ان کا حاکم مقرر کر دیا اور اسی سال عبدالرحمن انباری نے مرج العلقہ میں ابان بن قطبہ خارجی کو قتل کر دیا اور اسی سال حمزہ الثاری نے خراسان کے باذغیس کے علاقے میں تباہی پھیلا دی تو عیسیٰ بن علی بن عیسیٰ نے حمزہ کی فوج کے دس ہزار آدمیوں پر سرعت تمام حملہ کر کے انہیں قتل کر دیا اور اس نے کابل اور زابلستان تک حمزہ کا پیچھا کیا اور اسی سال الواخصیب نے بغاوت کی اور رابورڈطوس اور نیشاپوری پر مغلب ہو گیا اور اس نے مرو کا محاصرہ کر لیا اور اس کی طاقت بڑھ گئی اور اسی سال یزید بن مزید نے بزدغہ میں وفات پائی اور رشید نے اس کی جگہ اس کے بیٹے اسد بن یزید کو امیر مقرر کر دیا اور وزیر یحییٰ بن خالد نے رمضان میں عمرہ کرنے کے لیے رشید سے اجازت طلب کی تو اس نے اسے اجازت دے دی۔ پھر وہ حج کے وقت تک اپنی فوج کے ساتھ پڑاؤ کئے رہا اور اس سال منصور بن محمد بن عبداللہ بن علی بن عبداللہ بن عباس امیر حج تھا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

عبدالصمد بن علی:

ابن عبداللہ بن عباس سفاح اور منصور کا چچا اس کی پیدائش ۱۰۰ھ میں ہوئی اور یہ بہت موٹے جسم کا تھا اور اس نے اپنے دانت تبدیل نہیں کئے اور ان کی جڑ ایک ہڈی تھی اس نے رشید سے ایک دن کہا یا امیر المؤمنین اس مجلس میں امیر المؤمنین کا چچا اور اس کے چچا کا چچا اور اس کے چچا کا چچا کٹھے ہیں اس لیے کہ سلیمان بن جعفر رشید کا چچا تھا اور عباس بن محمد بن محمد بن علی سلیمان کا چچا تھا اور عبدالصمد بن علی سفاح کا چچا تھا اور اس کا خلاصہ یہ ہے کہ عبدالصمد رشید کے چچا کے چچا کا چچا ہے کیونکہ وہ اس کے دادا کا چچا ہے عبدالصمد نے اپنے باپ سے عن جدہ عبداللہ بن عباس عن النبی ﷺ روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ بلاشبہ نیکی اور احسان عمر کو دراز کرتے ہیں اور گھروں کو آباد کرتے ہیں اور اموال کو بڑھاتے ہیں خواہ لوگ بڑے ہی ہوں اور انہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ بلاشبہ نیکی اور احسان قیامت کے دن حساب کو ہلکا کر دیں گے پھر رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت پڑھی:

﴿وَالَّذِينَ يَصِلُونَ مَا أَمَرَ اللَّهُ بِهِ أَنْ يُوصَلَ وَيَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَيَخَافُونَ سُوءَ الْحِسَابِ﴾

”جو لوگ اس چیز کو جوڑتے ہیں جس کے جوڑنے کا اللہ نے حکم دیا ہے اور اپنے رب سے ڈرتے ہیں اور حساب کی برائی سے بھی خوف کھاتے ہیں۔“

اور اس قسم کی احادیث بھی روایت کی ہیں۔

اور محمد بن ابراہیم بن محمد بن علی بن عبد اللہ بن عباس جو امام کے نام سے مشہور ہیں امیر حج تھے اور انہوں نے منصور کی خلافت میں کئی سال ایسے ستایہ کو قائم کیا آپ نے بغداد میں وفات پائی اور امین نے اس سال کے شوال میں آپ کا جنازہ پڑھایا اور آپ کو عباسیہ میں دفن کیا گیا۔

اور اس سال مشائخ حدیث میں سے تمام بن اسماعیل، عمرو بن عبید، مطلب بن زیاد اور معانی بن عمران نے ایک قول کے مطابق وفات پائی اور یوسف بن ہاشون، ابواسحاق فزاری جو اوزاعی کے بعد مغازی اور علم عبادت میں اہل شام کے امام تھے نے بھی اسی سال وفات پائی۔

حضرت رابعہ عدویہ:

رابعہ بنت عتیک آل عتیک کی لونڈی عدویہ بصریہ مشہور عابدہ ہیں ابو نعیم نے حلیصہ اور رسائل میں آپ کا ذکر کیا ہے اذر ابن جوزی نے صفوة الصفوة میں اور شیخ شہاب الدین سہروردی نے المعارف میں آپ کا ذکر کیا ہے۔ اور القشیری نے بھی آپ کا ذکر کیا ہے اور اکثر لوگوں نے آپ کی تعریف کی ہے اور ابوداؤد سجستانی نے آپ پر اعتراضات کئے ہیں اور آپ پر زندگی کی تہمت لگائی ہے شاید اسے آپ کے متعلق کوئی بات پہنچی ہو اور سہروردی نے المعارف میں آپ کا جواب دیا ہے:

”میں نے دل میں تجھے اپنے سے باتیں کرنے والا پایا ہے اور جو شخص میرے پاس بیٹھنا چاہتا ہے میں نے اپنے جسم کو اس کے لیے مباح کر دیا ہے، پس ہم نشین کے لیے میرا جسم موانست کرنے والا ہے اور میرا دل محبوب دل میں میرا انیس ہے۔“

اور مورخین نے آپ کے احوال و اعمال صالحہ اور آپ کی روزہ داری اور شب زندہ داری کا ذکر کیا ہے اور آپ کے لیے روئے صالحہ بھی دیکھی گئی ہیں، واللہ اعلم، آپ نے قدس شریف میں وفات پائی اور آپ کی قبر اس کے مشرق میں پہاڑ پر ہے واللہ اعلم۔

۱۸۶ھ

اس سال علی بن عیسیٰ بن ہامان مرو سے ابوالنخیب سے جنگ کرنے کے لیے گیا اور وہاں پر اس سے جنگ کی اور اس کی بیویوں اور بچوں کو قیدی بنا لیا اور خراسان کی حالت ٹھیک ہو گئی اور اس سال رشید نے لوگوں کو حج کروایا اور اس کے ساتھ اس کے دونوں بیٹے محمد امین اور عبد اللہ مامون بھی تھے۔ اس نے اہل حرمین کو جو مجموعی رقم دی وہ ایک کروڑ پچاس ہزار دینار بنتی تھی اور یہ بات ایسے ہوئی کہ وہ لوگوں کو دیتا تو وہ امین کے پاس چلے جاتے اور وہ بھی انہیں دیتا تو وہ مامون کے پاس چلے جاتے تو وہ بھی انہیں دیتا اور انہیں کے پاس شام و عراق اور مامون کے پاس ہمدان سے بلاد مشرق تک کی امارت تھی۔ پھر رشید نے اپنے دونوں بیٹوں کے بعد اپنے بیٹے قاسم کے لیے بیعت کا مطالبہ کیا اور موتمن کا لقب دیا اور اسے جزیرہ سرحدات اور دار الخلافوں کا حاکم

بنادیا اور اس بات پر اسے اس بات نے آمادہ کیا کہ اس کا بیٹا قاسم، عبدالملک بن صالح کی گود میں تھا اور جب رشید نے اپنے دونوں بیٹوں کے لیے بیعت کی تو اس نے اسے لکھا: ۳

”اے وہ بادشاہ جو ستارہ ہوتا ہے تو سعد ہوتا، قاسم کے لیے بیعت لے اور بادشاہین میں اس کے چہنماق کو رگڑ اور اللہ بھی لیکتا ہے پس تو بھی ولی عہدوں کو لیکتا بنادے۔“

سورشد نے ایسے ہی کیا اور لوگوں نے اس بارے میں اس کی تعریف کی اور دوسروں نے اس کی مذمت کی مگر قاسم کے لیے یہ امر مرتب نہ ہوا بلکہ موت اور قضاء و قدر نے اسے امیدوں اور ضرورتوں تک پہنچنے سے قبل ہی اچک لیا اور جب رشید حج ادا کر چکا تو اس کے ساتھ جو امراء اور وزراء تھے اس نے انہیں بلایا اور دونوں ولی عہدوں محمد علی اور عبداللہ مامون کو بھی بلایا اور ایک کاغذ میں یہ مضمون لکھا اور امراء اور وزراء اس پر اپنے دستخطوں سے گواہی ڈالی اور رشید نے اسے کعبہ میں لٹکانے کا ارادہ کیا تو وہ کاغذ گر پڑا تو کہا گیا کہ یہ معاملہ جلد بگڑ جائے گا اور ایسے ہی وقوع پذیر ہوا جیسا کہ ابھی بیان ہوگا۔

اور ابراہیم موصلی نے اس بیعت کو کعبہ میں باندھنے کے بارے میں کہا: ۴

”انجام کے لحاظ سے اور مکمل ہونے کے لحاظ سے وہ کام بہتر ہے جس کے احکام کا فیصلہ اللہ تعالیٰ نے حرمت والے شہر میں کیا ہے اور ابو جعفر بن جریر نے اس جگہ طویل کلام کیا ہے اور ابن جوزی نے المننظم میں اس کا اجماع کیا ہے۔“

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

اصغ بن عبدالعزیز بن مروان بن الحکم ابوریان نے اس سال کے رمضان میں وفات پائی اور کرمان کے قاضی حسان ابراہیم نے سو سال کی عمر میں وفات پائی۔

مسلم الخاسر:

مسلم بن عمرو بن حماد عطاء سے خاسر اس وجہ سے کہا جاتا ہے کہ اس نے قرآن شریف فروخت کر کے اس سے امر والقیس کے اشعار کا دیوان خرید اور بعض کا قول ہے کہ اس نے ادب کے فن میں دو لاکھ درہم خرچ کئے اور یہ بڑا خوش بیان شاعر تھا اور اس سے ایک حرف پر انشاء کی قدرت حاصل تھی جیسا کہ اس نے موسیٰ ہادی کے بارے میں کہا ہے: ۵

”موسیٰ بارش ہے پہلی بارش، پھر موسلا دھار بارش، وہ کس قدر آرمودہ آدمی ہے پھر نرمی کرنے والا ہے اور کس قدر طاقتور ہے پھر بخششے والا انصاف پر چلنے والا پسندیدہ اعمال والا بہترین شخص مضر کی شاخ، دیکھنے والے کے لیے چودھویں کا چاند حاضرین کے لیے پناہ اور بعد میں آنے والوں کے لیے قابل فخر۔“

خطیب نے بیان کیا ہے کہ وہ بیہودگی اور فسق کے ناپسندیدہ طریقوں پر چلنے والا تھا اور بشار بن برد کے شاگردوں میں سے تھا اور اس کی نظم بشار کی نظم سے اچھی ہے اور جن اشعار میں وہ بشار پر غالب ہے اس میں اس کا یہ شعر بھی ہے: ۶

”جو لوگوں کی نگہبانی کرتا ہے وہ اپنے کام میں کامیاب نہیں ہو سکتا اور دلیر دلدارہ اچھے کاموں سے کامیاب ہو جاتا ہے۔“

سلم نے کہا: -

”جو شخص لوگوں کی تدبیراتی کرتا ہے وہ علم سے مر جاتا ہے اور جرأت مند لذت کے ساتھ کامیاب ہو جاتا ہے۔
پس بشار نے جو کہنے لگا اس نے میرے کام کا مفہوم لے کر اس لیے الفاظ کا لباس پہنا دیا تب جو میرے الفاظ سے بگڑے
ہیں اور اسے خلفاء اور برائے امکا سے تقریباً چالیس ہزار دینے ملے۔ اور بعض کا قول ہے کہ اس سے زیادہ ملے ہیں اور جب وہ فوت ہوا
تو اس نے ابو الشمر غسانی کے پاس ۳۶ ہزار دینار کی امانت چھوڑ دی۔ ایک روز ابراہیم موصلی نے رشید کو گانا سنایا اور اسے خوش کر دیا
تو اس نے اسے کہا مانگئے اس نے کہا یا امیر المؤمنین! میں آپ سے وہ چیز مانگوں گا جو آپ کے مال میں موجود نہیں اور نہ میں اس
کے سوا آپ کو کسی چیز کی تکلیف دوں گا اس نے پوچھا وہ کیا ہے؟ تو اس نے اس سے سلم الخاسر کی امانت کا ذکر کیا اور یہ کہ اس نے
اسے اس امانت کے لینے کا حکم دے دیا۔

اور یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ وہ امانت پچاس ہزار دینار کی تھی۔

عباس بن محمد:

بن علی بن عبد اللہ بن عباس رشید کا چچا، آپ قریش کے سادات میں سے تھے آپ نے رشید کے زمانے میں جزیرہ کی
امارت سنبھالی اور رشید نے اسے ایک دن میں پانچ کروڑ درہم دیئے اور عباسیہ آپ کی طرف منسوب ہوتے ہیں اور وہیں آپ کو
دفن کیا گیا، آپ کی عمر ۶۵ سال تھی اور امین نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی۔

یقظین بن موسیٰ:

بنو عباس کی حکومت کا ایک داعی تھا جو بڑا دانشمند اور صاحب الرائے تھا۔ جب مروان الحمار نے ابراہیم بن محمد کو حران میں
قید کیا تو اس نے ایک عظیم تدبیر کی جس سے عباسی پارٹی حیرت زدہ ہو گئی کہ وہ کسے والی بنائیں اور اگر وہ قتل ہو گیا تو اس کے بعد
کون ولی الامر ہوگا؟

پس یہ یقظین مروان کے پاس گیا اور ایک تاجر کی شکل میں اس کے سامنے کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا یا امیر المؤمنین! میں نے
ابراہیم بن محمد کے پاس سامان فروخت کیا ہے اور اس کی قیمت اس سے نہیں لی کہ آپ کے ایلچیوں نے اسے پکڑ لیا ہے اگر
امیر المؤمنین مناسب سمجھیں تو میری اور اس کی ملاقات کروادیں تاکہ میں اس سے اپنے مال کا مطالبہ کروں۔ اس نے کہا بہت اچھا
اور اس نے اسے ایک غلام کے ساتھ اس کے پاس بھیج دیا اور جب اس نے اسے دیکھا تو کہنے لگا اے دشمن خدا تو نے اپنے بعد کسے
وصیت کی ہے کہ میں اس سے اپنا مال لوں؟ اس نے اسے کہا ابن حارثہ کو یعنی اپنے بھائی عبد اللہ کو سفاح کو سو یقظین نے بنو عباس
کے داعیوں کو واپس آ کر وہ بات بتائی جو اس نے کہی تھی تو انہوں نے سفاح کی بیعت کر لی اور اس کے حالات ہم بیان کر چکے ہیں۔



۱۸۷ء

اس سال رشید کے ہاتھوں براء مکہ کی تباہی ہوئی اس نے جعفر بن یحییٰ بن خالد برکی کو قتل کر دیا اور ان کے گھروں کو تباہ کر دیا اور ان کے آثار مست گئے اور ان کے چھوٹے بڑے مرگے اور اس کے سبب کے بارے میں مؤرخین کے اقوال میں اختلاف پایا جاتا ہے جنہیں ابن جریر وغیرہ نے بیان کیا ہے۔

کہتے ہیں کہ رشید نے یحییٰ بن عبد اللہ بن حسن کو جعفر برکی کے سپرد کیا کہ وہ اسے اپنے پاس قید کر دے اور یحییٰ ہمیشہ اس سے نرمی کرتا رہا حتیٰ کہ اسے رہا کر دیا۔

اور فضل بن ربیع نے رشید کے پاس اس بات کی چغلی کھائی تو رشید نے اسے کہا تو ہلاک ہو جائے۔ میرے اور جعفر کے درمیان دخل اندازی نہ کر شاید اس نے اسے میرے ہی حکم سے رہا کیا ہو اور مجھے معلوم نہ ہو۔

پھر رشید نے اس بارے میں جعفر سے پوچھا تو نے اس کی تصدیق کی تو رشید اس سے ناراض ہوا اور حلف اٹھایا کہ وہ ضرور اسے قتل کرے گا اور براء مکہ کو ناپسند کرنے لگا پھر اس نے انہیں قتل کیا اور ان سے دشمنی کی حالانکہ اس سے قبل وہ اس کے ہاں بڑا مرتبہ رکھتے تھے اور اسے بہت محبوب تھے اور جعفر اور فضل کی ماں رشید کی رضاعی ماں تھی اور اس وجہ سے رشید نے انہیں دنیا میں اس قدر سرفرازی اور زیادہ مال دے دیا تھا جو ان سے پہلے کے وزراء اور بعد کے اکابر اور رؤساء کو حاصل نہیں ہوا۔

جعفر نے ایک گھر تعمیر کیا جس پر اس نے بیس کروڑ درہم قرض لے کر خرچ کیا اور جن باتوں کی وجہ سے رشید اس سے ناراض ہوا ان میں ایک یہ بات بھی تھی اور یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ رشید نے انہیں اس وجہ سے قتل کیا کہ وہ جس شہر صوبے، بستی، کھیتی اور باغ کے پاس سے گزرتا اسے کہا جاتا کہ یہ جعفر کا ہے۔

اور یہ بھی بیان کیا ہے کہ براء مکہ رشید کی خلافت کو ختم کرنا چاہتے تھے اور زندقہ کا اظہار کرتے تھے اور بعض کا قول ہے کہ اس نے انہیں عباسی کی وجہ سے قتل کیا ہے اگرچہ ابن جریر نے اس کا ذکر کیا ہے مگر بعض علماء نے اس سے انکار کیا ہے۔

ابن جوزی نے بیان کیا ہے کہ رشید سے براء مکہ کے بارے میں دریافت کیا گیا تو اس نے کہا اگر میری قمیص کو بھی اس کا علم ہوتا تو میں اسے جلا دیتا اور جعفر رشید کے ہاں بلا اجازت چلا جایا کرتا تھا حتیٰ کہ جب وہ اپنی لونڈیوں کے ساتھ بستر پر ہوتا تھا تب بھی وہ اس کے پاس چلا جاتا تھا اور یہ ایک بلند مقام ہے اور وہ نشہ اور شراب پر اس کے ہاں اس کے دس پیاروں میں سے سب سے بلند مرتبہ تھا۔ رشید اپنی خلافت کے آخری ایام میں نشہ آور چیزیں استعمال کرتا تھا اور اپنے اہل میں سے اسے سب سے زیادہ محبوب اپنی بہن عباسہ بنت مہدی تھی اور وہ بھی اس کے پاس موجود ہوتی تھی اور جعفر برکی بھی اس کے ساتھ وہیں موجود ہوتا تھا پس اس نے اس سے اس کا نکاح کر دیا تاکہ اس کی طرف دیکھنا جائز ہو جائے اور اس نے جعفر پر شرط عائد کی کہ وہ اس سے دلہنی نہ کرے اور بسا اوقات رشید اٹھ جاتا اور دونوں کو چھوڑ جاتا اور وہ دونوں شراب سے مدہوش ہوتے اور کئی دفعہ جعفر نے اس سے جماع کیا جس سے وہ حاملہ ہو گئی اور اس نے ایک لڑکے کو جنم دیا اور اسے اپنی ایک لونڈی کے ساتھ مکہ بھیج دیا اور وہ وہیں پرورش

انہن خلفان نے بیان کیا ہے کہ جب رشید نے اپنی بہن عباسہ کا جعفر سے نکاح کر دیا تو اس نے اس سے شدید محبت کی اور عباسہ نے اسے ترغیب دی تو اس نے رشید کے خوف سے سخت انکار کیا تو اس نے اس کے خلاف تہبیر کی اور اس کی ماں ہر بعد کی رات کو اسے ایک خوبصورت کنواری لونڈی دیتی تھی اس نے اپنی ماں سے کہا مجھے لونڈی کی صورت میں اس کے پاس بھجوادے تو وہ اس بات سے ڈر گئی حتیٰ کہ اس نے یہ کام کر دیا اور جب وہ اس کے پاس گئی تو اس نے اس کے چہرے کو نہ دیکھا اور اس سے جماع کیا تو اس نے اسے کہا تو نے بادشاہوں کی لڑکیوں کے فریب کو کیسے پایا؟ اور وہ اسی رات حاملہ ہو گئی جعفر نے اپنی ماں کو جا کر کہا خدا کی قسم تو نے مجھے ستا فروخت کر دیا ہے پھر اس کا والد یحییٰ بن خالد اخراجات کے بارے میں رشید کے عیال پر سختی کرنے لگا حتیٰ کہ زبیدہ نے کئی بار رشید کے پاس اس کی شکایت کی پھر اس نے عباسہ کا راز اس پر فاش کر دیا تو وہ غصے سے بھڑک اٹھا اور جب اس نے اسے بتایا کہ اس نے بچے کو اس سال حج کے موقع پر مکہ بھیج دیا ہے حتیٰ کہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ گئی۔

اور یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ ایک لونڈی نے اس کے متعلق رشید کے پاس چغلی کھائی اور جو کچھ ہوا تھا اسے بتا دیا اور یہ کہ بچہ مکہ میں ہے اور اس کے پاس امان اموال اور بہت سے زیورات بھی ہیں مگر اس نے تصدیق نہ کی حتیٰ کہ اس نے گزشتہ سال حج کیا پھر اس نے حقیقت حال کو معلوم کیا تو بات وہی تھی جو اسے بتائی گئی تھی اور جس سال رشید نے حج کیا اسی سال یحییٰ بن خالد نے بھی حج کیا اور وہ کعبہ کے پاس دعا کرنے لگا اے اللہ میرے تمام اہل و عیال اور مال کے سلب کرنے سے تو مجھ سے راضی ہوتا ہے تو ایسا کر لے اور میرے لیے فضل کو ان میں سے بچا رکھ پھر وہ باہر آ گیا اور جب مسجد کے دروازے کے پاس آیا تو وہ واپس لوٹ گیا اور کہنے لگا اے اللہ فضل بھی ان کے ساتھ ہے میں تیری رضا سے راضی ہوں اور ان میں سے کسی کو مستثنیٰ نہ کر۔

اور جب رشید حج سے واپس آیا تو حیرہ چلا گیا پھر کشتی پر سوار ہو کر سرزمین انبار کے پانی والے علاقے کی طرف چلا گیا اور جب اس سال کے محرم کے آخر میں ہفتہ کی رات آئی تو اس نے مسرور خادم کو حماد بن سالم ابو عصمہ کی معیت میں فوج کی ایک ٹکڑی کے ساتھ بھیجا اور انہوں نے رات کو جعفر بن یحییٰ کا احاطہ کر لیا اور مسرور خادم اس کے پاس گیا تو نخیشوع طیب اور کلوزانی گلوکار ابورکانہ نابینا اس کے پاس بیٹھا ہوا تھا اور وہ بڑا مسرور تھا اور ابورکانہ اسے گانا سنا رہا تھا:

تو ہناک نہ ہو ہر نو جوان کے پاس عنقریب صبح و شام موت آنے والی ہے۔

خادم نے اسے کہا اے ابو الفضل موت رات کو تیرے پاس آ گئی ہے امیر المؤمنین کو جواب دو تو وہ اٹھ کر اس کے پاس گیا اور اس کے دونوں پاؤں چومنے لگا کہ اسے اپنے اہل کے پاس جا کر وصیت کرنے اور الوداع کرنے کا موقع دو۔ اس نے کہا ان کے پاس جانے کی کوئی سبیل نہیں لیکن تم وصیت کر سکتے ہو۔ پس اس نے وصیت کی اور اپنے تمام غلاموں کو یا ان میں سے ایک جماعت کو آزاد کر دیا اور رشید کے ایلچی اسے برا بیچنے کرتے ہوئے آئے پس اسے سختی سے نکالا گیا اور وہ اسے کھینچتے ہوئے اس مکان میں لے آئے جس میں رشید موجود تھا اور اس نے اسے قید کر دیا اور اسے گدھے کے رے کی بیڑیاں ڈال دیں اور جو کچھ وہ کیا کرتا تھا انہوں نے رشید کو بتایا تو اس نے اسے قتل کرنے کا حکم دے دیا۔ جلاد نے جعفر کے پاس آ کر کہا امیر المؤمنین نے مجھے حکم

دیا ہے کہ میں تیرا سران کے پاس لے کر آؤں اس نے کہا اے ابو ہاشم شاندا میرا مومنین نشتے میں ہوں اور جب وہ ہوش میں آئیں گے تو تجھے میرے بارے میں ملامت کریں گے پس اس نے دوبارہ اسے یہ بات کہی تو وہ رشید نے پاس واپس کیا اور کہنے لگا وہ کہتا ہے شاید آپ مد ہوش ہیں رشید نے کہا اپنی ماں کی شرمگاہ کو چومنے والے اس کا سر میرے پاس لاؤ پس جعفر نے اس سے بار بار وہی بات کہی تو رشید نے تیسری بار کہا اگر تو اس کا سر میرے پاس نہ لایا تو تو مہدی سے اظہار بیزارگی کرے گا اور اس شخص کو بھیجوں گا جو تیرے اور اس کے سر کو میرے پاس لائے گا سو وہ جعفر کے پاس آیا اور اس کا سر کاٹا اور اسے رشید کے پاس لے جا کر اس کے آگے رکھ دیا۔

www.KitaboSunnat.com

اور رشید نے اسی شب بغداد وغیرہ کے نام برا مکہ اور جوان میں سے راستوں میں تھے ان کا گھیراؤ کے لیے قاصد بھیج دیئے اور انہوں نے سب کا صفایا کر دیا اور ان میں سے کوئی ایک شخص بھی بچ نہ سکا اور اس نے یحییٰ بن خالد کو اس کے مکان اور فضل بن یحییٰ کو دوسرے مکان میں قید کر دیا اور دنیا میں جو بھی ان کی مملوکت تھیں انہیں لے لیا اور رشید نے جعفر کے سر اور جسم کو بھیج دیا اور سر کو سب سے اونچے پل پر نصب کیا گیا اور جسم کو دھسے کر کے نصف حصے کو پل پر اور دوسرے نصف کو دوسرے پل پر نصب کر دیا گیا پھر اس کے بعد اسے نذر آتش کر دیا گیا اور بغداد میں اعلان کر دیا گیا کہ برا مکہ کے لیے ان کو پناہ دینے والوں کے لیے کوئی امان نہیں صرف محمد بن یحییٰ بن خالد خلیفہ کا خیر خواہ ہونے کی وجہ سے ان میں سے مستثنیٰ ہے اور انس بن ابی شیحہ کو رشید کے پاس لیا گیا وہ زندقہ سے منہم تھا اور جعفر کا مصاحب تھا اور اس کے اور رشید کے درمیان گفتگو ہوئی پھر رشید نے اپنے بستر کے نیچے سے شمشیر نکالی اور اس کے ساتھ اسے قتل کرنے کا حکم دیا اور وہ بطور مثال وہ شعر پڑھنے لگا جو قبل ازیں انس کے قتل کے بارے میں کہا گیا تھا: -

تلوار نے انس کی طرف شوق سے آواز نکالی پس تلوار دیکھ رہی تھی اور قضا و قدر انتظار کر رہی تھی۔

پس انس کو قتل کر دیا گیا اور تلوار خون سے سبقت کر گئی تو رشید نے کہا اللہ عبد اللہ بن مصعب پر رحم فرمائے لوگوں نے کہا یہ تلوار حضرت زبیر بن العوام کی ہے پھر برا مکہ کے قید خانے بھر گئے اور ان کے تمام اموال سلب کر لئے گئے اور ان کی آسودگی کا خاتمہ ہو گیا۔ جس دن کے آخری حصے میں رشید نے جعفر کو قتل کیا اسی دن کے پہلے حصے میں وہ دونوں شکار کے لیے سوار ہوئے اور اس نے دلی عہدوں کو چھوڑ کر اس سے خلوت کی اور اپنے ہاتھ سے اسے غالیہ^۱ خوشبو لگائی اور جب مغرب کا وقت ہوا تو رشید نے اسے الوداع کہا اور اسے اپنے جسم کے ساتھ لگایا اور کہا اگر یہ رات بیویوں کے ساتھ خلوت کی رات نہ ہوتی تو میں تجھ سے جدا نہ ہوتا اپنے گھر جاؤ شراب پیو خوشی سے جھومو اور خوش گزاران ہو جاؤ حتیٰ کہ تمہارا حال میرے حال کی مانند ہو جائے اور میں اور تم لذت میں برابر ہو جائیں۔ اس نے کہا یا امیر المومنین قسم بخدا میں ان باتوں کو آپ کے ساتھ ہی چاہتا ہوں اس نے کہا نہیں اپنے گھر واپس جاؤ اور جعفر سے چھوڑ کر چلا گیا اور ابھی رات کا ایک حصہ ہی گزارا تھا کہ اس نے اس پر وہ مصیبت اور عذاب ڈالا جس کا

۱ غالیہ ایک مرکب خوشبو ہے جو مشک، عنبر اور کافور سے تیار کی جاتی ہے۔ مترجم۔

ذکر پہلے ہو چکا ہے اور یہ ہفتے کی رات تھی جو محرم کی آخری رات تھی اور بعض کا قول ہے کہ یہ اس سال کے صفر کی رات تھی اور اس وقت جعفر کی عمر ۳۷ سال تھی اور جب اس کے باپ یحییٰ بن خالد کو اس کے قتل کی اطلاع ملی تو اس نے کہا اللہ اس کے بیٹے کو قتل کرے اور جب اسے بتایا گیا کہ تیرا گھر ویران ہو گیا ہے تو اس نے کہا اللہ اس کے گھروں کو بناہ کرے، بیان کیا جاتا ہے کہ جب یحییٰ نے اپنے گھروں کو دیکھا کہ ان کے پردے پھاڑ دیئے گئے ہیں اور ان کے محلات مباح کر دیئے گئے ہیں اور جو کچھ ان میں تھا اسے لوٹ لیا گیا ہے اس نے کہا قیامت ایسے ہی قائم ہوگئی اور اس کے ایک ساتھی نے جو کچھ اس کے ساتھ ماجرا ہوا تھا اس کے بارے میں اسے تسلی کا خط لکھا تو اس نے اسے تسلی کا جواب لکھا، میں اللہ کے فیصلے سے راضی ہوں اور اس کے اختیار کو نہیں جانتا ہوں اور اللہ تعالیٰ لوگوں کو ان کے گناہوں کی وجہ سے پکڑتا ہے اور اللہ بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں اور اللہ اکثر گناہوں کو معاف کر دیتا ہے اور سب تعریف اللہ ہی کے لیے ہے اور شعراء نے برا مکہ کے بہت سے مرثیے کہے ہیں جن میں الرقاشی کا مرثیہ بھی ہے اور بعض کا قول ہے کہ یہ ابو نواس کا مرثیہ ہے۔

اب ہم نے آرام کیا ہے اور ہماری سواریوں نے بھی آرام کیا ہے اور حدی پڑھنے والا ہے اور حدی کے لیے آنے والا رک گئے ہیں، سواریوں سے کہہ دو تم شب روی اور جنگل کے بعد جنگل طے کرنے سے محفوظ ہوگئی ہو اور موت سے کہہ دو تو جعفر پر غالب آگئی ہے اور اس کے بعد ہرگز تو کسی سردار پر غالب نہیں آئے گی اور سواریوں سے کہہ دو تم فضل کے بعد بیکار ہوگئی ہو اور مصیبتوں سے کہہ دو تم ہر روز نئی صورت اختیار کیا کرو اور تیرے درے برکتی تلوار ہے جسے ہاشمی تیز تلوار نے مار دیا ہے۔

اور الرقاشی نے جعفر کی طرف دیکھ کر جب کہ وہ اپنی صلیب کے تنے پر تھا کہا: —

خدا کی قسم اگر چغل خور کا خوف نہ ہوتا اور خلیفہ کے ان جاسوسوں کا خوف نہ ہوتا جو بیدار رہتے ہیں تو ہم تمہارے صلیب والے تنے کے گرد طواف کرتے اور یوں چومتے جیسے لوگ حجر اسود کو چومتے ہیں۔ اور ابن یحییٰ میں نے تجھ سے پہلے کوئی تیز تلوار نہیں دیکھی جسے تیز تلوار نے توڑ دیا ہو لذات اور آل برکت کی حکومت پر سلامتی ہو۔

راوی کا بیان ہے کہ رشید نے اسے بلا کر پوچھا، جعفر تجھے ہر سال کتنی رقم دیا کرتا تھا اس نے کہا ایک ہزار دینار، راوی کا بیان ہے کہ اس نے دو ہزار دینار دینے کا حکم دے دیا اور زبیر بن بکار نے اپنے چچا مصعب زبیری کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ جب رشید نے جعفر کو قتل کیا تو ایک عورت ایک سبک رفتار گدھے پر کھڑے ہو کر فصیح زبان میں کہنے لگی قسم بخدا اے جعفر اگر آج تو نشان بن گیا ہے تو تو اتھے کاموں میں بھی انتہا پر تھا پھر وہ کہنے لگی: —

اور جب میں نے جعفر کو تلوار لگتے دیکھی اور خلیفہ کے منادی نے یحییٰ کے بارے میں اعلان کیا تو میں دنیا پر رو پڑی اور مجھے یقین ہو گیا کہ نوجوان کا انجام ایک روز دنیا کو چھوڑنا ہے اور یہ ایک حکومت کے بعد دوسری حکومت ہے جو ایک آسودگی اور دوسرے کو مصیبت دیتی ہے اور جب اسے حکومت کے بلند مراتب پر اتارتی ہے تو اسے انتہائی پستی میں گرا دیتی ہے۔ راوی بیان کرتا ہے پھر اس نے اپنے گدھے کو ترک کر دی اور چلی گئی گویا ہوا تھی جس کا کوئی نشان نہ تھا اور نہیں معلوم وہ کہاں گئی اور ابن جوزی نے بیان کیا ہے کہ جعفر کی ایک لوٹھی تھی جسے گلوکارہ خنیہ کہا جاتا تھا، دنیا میں اس کی کوئی نظیر موجود نہ تھی، اس نے اسے اس کی ساتھی

لونڈیوں سمیت ایک لاکھ دینار میں خرید اٹھا، رشید نے اس سے اس لونڈی کو مانگا تو اس نے انکار کر دیا اور جب رشید نے اسے قتل کیا تو اس لونڈی کو پین لیا اور اسے اپنی شراب کی مجلس میں بلایا اور اس کے پاس اس کے مٹھیوں اور داستان سراؤں کی ایک جماعت بھی موجود تھی اس نے اس کی ساتھی گلوکاراؤں سے کہا کہ وہ گانا گائیں تو ان میں سے ہر ایک باری باری گانے لگی حتیٰ کہ فنیہ کی باری آگئی۔ رشید نے اسے گانے کا حکم دیا تو اس نے آنسو بہا کر کہا، سرداروں کے مرجانے کے بعد گانا نہیں گاؤں گی، جس سے رشید کو سخت غصہ آیا اور اس نے ایک موجود شخص کو حکم دیا کہ وہ اسے پکڑ کر اپنے ہاں لے جائے اس نے اسے اس کو بخش دیا پھر جب اس نے واپس کا ارادہ کیا تو دونوں کے درمیان جو گفتگو ہوئی اس میں اس نے اسے یہ بھی کہا کہ اس سے وہی نہ کرنا تو وہ سمجھ گیا کہ وہ اس بات سے اسے شکست دینا چاہتا ہے اس کے بعد اس نے اسے بلایا اور اسے بتایا کہ وہ اس سے راضی ہو گیا ہے اور اسے گانے کا حکم دیا تو اس نے انکار کر دیا اور آنسو بہا کر کہنے لگی سرداروں کے مرجانے کے بعد گانا نہیں گاؤں گی جس سے رشید کو پہلے سے بھی زیادہ غصہ آ گیا اور کہنے لگا چڑے کافر ش اور تلوار لاؤ اور جلا د آ کر اس کے سر پر کھڑا ہو گیا اور رشید نے اسے کہا جب میں تجھے تین بار حکم دوں اور اپنی تین انگلیوں کو اکٹھا کروں تو تلوار مارنا پھر اس نے اسے کہا گاؤ تو وہ رو پڑی اور کہنے لگی سرداروں کے مرجانے کے بعد نہیں گاؤں گی تو اس نے اپنی چھنگلی انگلی کو اکٹھا کیا پھر اس نے اسے دوسری بار حکم دیا تو اس نے انکار کیا تو حاضرین کانپ اٹھے اور بہت خوفزدہ ہو گئے اور اس کے پاس آ کر کہنے لگے کہ تو گانا گاتا کہ وہ تجھے قتل نہ کرے اور امیر المؤمنین جو چاہتے ہیں وہ بات مان لے پھر اس نے اسے تیسری بار حکم دیا تو وہ بادل نخواستہ گانے لگی:

جب میں نے دنیا کو مٹتے دیکھا تو مجھے یقین ہو گیا کہ آسائش دوبارہ نہیں ملے گی۔

راوی بیان کرتا ہے کہ رشید اچھل کر اس کے پاس گیا اور اس کے ہاتھ سے سارنگی لے لی اور اسے اس کے چہرے اور سر پر مار مارا تو توڑ دیا اور خون بہہ پڑا اور اس کے ارد گرد جو لوگ بیٹھے تھے بھاگ گئے اور اسے اس کے سامنے سے اٹھایا گیا اور وہ تین دن کے بعد فوت ہو گئی۔

روایت ہے کہ رشید کہا کرتا تھا کہ اللہ اس پر لعنت کرے جس نے مجھے برا مکہ کے خلاف برا بیعت کیا میں نے ان کے بعد لذت، راحت اور امید نہیں دیکھی اور خدا کی قسم میں چاہتا ہوں کہ میں اپنی نصف عمر اور اپنی نصف حکومت سے دستبردار ہو جاتا اور ان کو ان کے حال پر چھوڑ دیتا اور ابن خلکان نے بیان کیا ہے کہ جعفر نے ایک شخص سے چالیس ہزار دینار میں ایک لونڈی خریدی تو وہ اپنے فردخت کنندہ کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگی اس عہد کو یاد کر جو میرے اور تیرے درمیان ہے میری قیمت سے کچھ نہ کھانا تو اس کا آقا رو پڑا اور کہنے لگا گواہ رہو یہ آزاد ہے اور میں نے اس سے نکاح کیا ہے، جعفر نے کہا گواہ رہو یہ قیمت بھی اسی کی ہے اور اس نے اپنے نائب کو لکھا تیرے شکایت کنندہ زیادہ ہو گئے ہیں اور تیرے شکر گزار کم ہو گئے ہیں اب یا تو عدل کریا معزول ہو جاو اور اس نے رشید کے غم کو دور کرنے کے لیے جو سب سے بہتر حیلہ اختیار کیا یہ ہے کہ ایک یہودی منجم نے رشید کے پاس آ کر اسے کہا کہ وہ عنقریب اس سال کے اندر ہی فوت ہو جائے گا جس سے رشید کو بہت غم ہوا، جعفر نے آ کر اس سے پوچھا کیا بات ہے؟ اس نے اسے یہودی کی بات سے آگاہ کیا تو جعفر نے یہودی کو بلایا اور اس سے پوچھا تیری کتنی عمر باقی ہے؟ تو اس نے طویل مدت بیان کی

اس نے کہا یا امیر المؤمنین سے نقل کر دیجیے تاکہ آپ کو اس جھوٹ کا علم ہو جائے جو اس نے اپنی عمر کے متعلق بولا ہے پس رشید کے حکم سے یہودی قاتل کر دیا گیا اور رشید جس قسم میں مبتلا تھا اور وہ دور ہوا۔

اور برائے قاتل کے بعد رشید نے ابراہیم بن عثمان بن نبیک کو قتل کیا کیونکہ اس نے برائے قاتل کو قتل کیا تھا خصوصاً جعفر پر ان پر بکثرت کر یہ زاری کرتا تھا پھر یہ رونا پھوڑ کر ان کا بدلہ لینے آ گیا اور جب یہ اپنے گھر میں شراب نوش کر لیتا تو اپنی لونڈی سے کہتا میری تلوار لائیس یہ اسے سونت لیتا پھر کہتا خدا کی قسم میں اس کے قاتل کو ضرور قتل کروں گا اور وہ بکثرت یہ بات کرنے لگا اور اس کے بیٹے عثمان کو خدشہ ہوا کہ خلیفہ کو اس بات کا پتہ چلا تو وہ ان سب کو ہلاک کر دے گا اور اس نے دیکھا کہ اس کا باپ اس بات سے باز نہیں آتا تو اس نے جا کر فضل بن ربیع کو بتایا اور فضل نے خلیفہ کو بتایا اور اس نے اسے بلا کر اس سے بات معلوم کی تو اس نے اسے بتا دیا اس نے پوچھا تیرے ساتھ اس کے متعلق کون گواہی دے گا؟ اس نے کہا فلاں خادم گواہی دے گا پس وہ اسے لے کر آیا تو اس نے گواہی دی رشید نے کہا محض ایک لڑکے اور ایک خضی کے قول پر امیر کبیر کا قتل کرنا جائز نہیں شاید ان دونوں نے اس امر پر اتفاق کر لیا ہو سو رشید نے اسے اپنے ساتھ شراب پر بلایا پھر اسے علیحدگی میں کہنے لگا اے ابراہیم تو ہلاک ہو جائے میرے پاس ایک راز ہے میں تجھے اس سے مطلع کرنا چاہتا ہوں۔ اس نے مجھے دن رات مضطرب کیا ہوا ہے اس نے پوچھا وہ کیا راز ہے؟ اس نے کہا میں برا مکہ کے قتل پر نادم ہوں اور چاہتا ہوں کہ میں اپنی نصف عمر اور نصف حکومت سے دستبردار ہو جاتا اور جو کچھ میں نے ان کے ساتھ کیا ہے وہ نہ کرتا اور میں نے ان کے بعد کوئی لذت اور راحت نہیں پائی۔ اس نے کہا ابو الفضل جعفر پر اللہ کی رحمت ہو اور رو پڑا اور کہنے لگا اے میرے آقا قسم بخدا آپ نے اس کے قتل کرنے میں غلطی کی ہے اس نے کہا اللہ تجھ پر لعنت کرے اٹھ کھڑا ہو پھر اس نے اسے قید کر دیا پھر تین دن کے بعد اسے قتل کر دیا اور اس کے اہل اور بچے محفوظ رہے۔

اور اس سال رشید عبدالملک بن صالح سے اس وجہ سے ناراض ہو گیا کہ اسے اس کے متعلق اطلاع ملی کہ وہ خلافت کا خواہاں ہے اور اس کی وجہ سے اسے ان برا مکہ پر بھی سخت غصہ آیا جو قید تھے پھر اس نے اسے قید کر دیا اور یہ مسلسل قید خانہ میں رہا حتیٰ کہ رشید فوت ہو گیا اور امین نے اسے باہر نکال کر شام کی نیابت پر مقرر کر دیا اور اسی سال شام میں مضر یہ اور نزار یہ کے درمیان دھڑے بندی نے جوش مارا تو رشید نے محمد بن منصور بن زیاد کو ان کے پاس بھیجا اور اس نے ان کے درمیان مصالحت کروادی۔

اور اس سال مصیصہ میں عظیم زلزلہ آیا اور اس کی ایک فیصل گر گئی اور رات کا کچھ حصہ پانی میں جذب ہو گیا اور اسی سال رشید نے اپنے بیٹے قاسم کو موسم گرما کی جنگ پر بھیجا اور اسے اپنے آگے وسیلہ بنایا اور اسے درالحائون کا امیر بنایا اور اس نے بلاد روم کی طرف جا کر ان کا محاصرہ کر لیا حتیٰ کہ انہوں نے بہت سے قیدیوں کا فدیہ دیا کہ وہ انہیں آزاد کرتے ہیں اور وہ انہیں چھوڑ کر واپس چلا جائے تو اس نے ایسے ہی کیا اور اسی سال رومیوں نے وہ صلح توڑ دی جو ان کے اور مسلمانوں کے درمیان ہوئی تھی جسے رشید اور رومیوں کی ملکہ امینی نے جس کا لقب اغطہ تھا طے کیا تھا اور یہ صلح اس لیے ٹوٹی کہ رومیوں نے ملکہ کو معزول کر کے نفقور کو اپنا بادشاہ بنا لیا جو ایک بہادر آدمی تھا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ وہ آل بھنہ کی اولاد میں سے تھا سو انہوں نے اپنی کو معزول کر کے اس کی آنکھوں میں سلائی پھیر دی اور نفقور نے رشید کو خط لکھا:

رومیوں کے بادشاہ نفقور کی جانب سے عربوں کے بادشاہ ہارون کی طرف۔

اما بعد! انجھ سے قبل جس ملکہ نے آپ کے رخ کے مقام پر ٹھہرا کیا تھا اور خود کو پیدل کے مقام پر ٹھہرا لیا تھا اور اس نے اپنے اموال بھی آپ کو دینے تھے میں اس قسم کے اموال دینے کا سزاوار نہیں اور یہ عورتوں کی کمزوری اور حماقت کی بات ہے جب آپ میرا خط پڑھ لیں تو جو اموال اس نے آپ کو دیئے ہیں مجھے واپس کر لے اپنی جان کا فدیہ دیں۔ بصورت دیگر ہمارے اور تمہارے درمیان تلوار فیصلہ کرے گی۔

جب ہارون الرشید نے اس کے خط کو پڑھا تو اسے سخت غصہ آیا حتیٰ کہ کوئی شخص نہ اس کی طرف دیکھ سکتا تھا اور نہ اس سے گفتگو کر سکتا تھا اور اس کے ہم نشینوں کو بھی اس کے خوف سے اس پر رحم آنے لگا پھر اس نے دوات منگوائی اور خط کی پشت پر لکھا:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

امیر المؤمنین ہارون کی جانب سے رومیوں کے کتے نفقور کی طرف۔

اے پسر کا فرہ! میں نے تیرا خط پڑھ لیا ہے اور تو اس کا جواب سننے سے قبل دیکھ لے گا۔ والسلام۔

پھر وہ فوراً اٹھا اور روانہ ہو گیا حتیٰ کہ باب ہرقلہ پر اتر کر اسے فتح کر لیا اور اس کے بادشاہ کی بیٹی کو منتخب کر لیا اور بہت سے اموال غنیمت بھی حاصل کئے اور بڑی تباہی و بربادی کی اور آگ لگائی اور نفقور نے سالانہ ٹیکس کی ادائیگی پر اس سے مصالحت کا مطالبہ کیا تو رشید نے اس کی بات مان لی اور جب وہ اپنی جنگ سے واپس آیا اور رتہ گیا تو کافروں نے عہد شکنی کی اور معاہدے میں خیانت سے کام لیا اور سردی بہت شدید ہو گئی تھی اور کسی کو یہ طاقت نہ تھی کہ وہ آ کر رشید کو اطلاع دے کیونکہ لوگوں کو سردی کے باعث اپنی جانوں کا خوف تھا یہاں تک کہ موسم سرما گزر گیا اور اس سال عبداللہ بن عباس محمد بن علی نے لوگوں کو حج کروایا۔

اس سال وفات پانے والے اعیان

جعفر بن یحییٰ:

بن خالد بن برمک ابو الفضل برمکی وزیر ابن وزیر رشید نے اسے شام وغیرہ بلاد کا امیر مقرر کیا اور جب حوران میں دو قبیلوں قیس اور یمن کے درمیان فتنہ پیدا ہوا تو اس نے اسے دمشق بھیجا اور یہ پہلی جنگ تھی جو بلاد اسلام میں قیس اور یمن کے درمیان نمودار ہوئی اور وہ جاہلیت کے زمانے سے بچھی ہوئی تھی۔ پس انہوں نے اسے اس وقت فروختہ کر دیا اور جب جعفر اپنی فوج کے ساتھ آیلہ تو شتر خٹڈا پڑ گیا اور سرور غالب آ گیا اور اس باب میں خوبصورت اشعار کہے گئے ہیں جنہیں ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں جعفر کے حالات میں بیان کیا ہے جن میں سے یہ اشعار بھی ہیں:

شام میں فتنہ کی آگ جلائی گئی ہے اب وقت آ گیا ہے کہ شام کی آگ بجھ جائے اور جب آل برمک کے سمندر کی موج شام پر جوش مارے گی تو اس کے شعلے اور شرارے بجھ جائیں گے، امیر المؤمنین نے جعفر کے ذریعے اسے تیرا مارا ہے جس سے اس کے شگاف کی تلافی ہو گئی ہے اور وہ بادشاہ یحییٰ اور تقویٰ کے لیے امید گاہ ہے اور اس کے حملوں کا مقابلہ نہیں کیا جا سکتا۔

یہ ایک طویل قصیدہ ہے جس میں فصاحت و بلاغت اور بڑی ذہانت اور عمدگی پائی جاتی ہے اور اس کے باپ نے اسے قاضی ابو یوسف کے ساتھ لگا دیا تو اس نے اس سے فقہ بھی اور اسے رشید کے ہاں اختصاص حاصل ہو گیا ایک شب رشید کے سامنے ایک ہزارے زائد آراء پڑی تھیں اور ان میں سے کوئی چیز بھی فقہ کے مطابق نہ نکلی اور اس نے اپنے باپ سے عن عبدالحمید کا تب عن عبد الملک بن مروان کا تب عثمان بن زید عن ثابت کا تب وحی حدیث روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جب تو بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھے تو اس میں سین کو واضح کیا کرو۔ خطیب اور ابن عساکر نے اسے ابو القاسم اللعبی المصکم کے طریق سے اور اس کا نام عبد اللہ بن احمد الخلی ہے۔ یہ محمد بن زید کا کا تب تھا۔ عن ابیہ عن عبد اللہ بن طاہر عن طاہر بن الحسین بن زریق عن الفضل بن سہل ذوالریاستین عن جعفر بن یحییٰ روایت کیا ہے اور عمرو بن بحر جاحظ نے بیان کیا ہے کہ جعفر نے رشید سے کہا یا امیر المؤمنین میرے باپ یحییٰ نے مجھے بتایا ہے کہ جب دنیا تیرے پاس آئے تو عطا کرو اور جب پشت پھر جائے تب بھی عطا کر بلاشبہ یہ باقی نہیں رہے گی اور میرے باپ نے مجھے یہ اشعار سنائے:

جب دنیا تیری طرف منہ کئے ہوئے ہو تو دنیا کے بارے میں بخل نہ کر اور اسراف و تہذیر سے کم نہیں کر سکتے اور اگر پشت پھر جائے تو اسے سخاوت کر دینا تجھے زیادہ سزاوار ہے کیونکہ جب وہ پشت پھر جاتی ہے تو تعریف اس کی جانشین ہوتی ہے۔

خطیب نے بیان کیا ہے کہ جعفر کو رشید کے ہاں بڑی جلالت اور مرتبہ حاصل تھا اور وہ اس میں منفرد تھا اور اس میں کوئی اس کا شریک سہیم نہ تھا اور وہ بڑا بااخلاق، خندہ رو اور خوش باش تھا اور اس کی جود و سخاوت اور بدل و عطا بیان سے بھی زیادہ مشہور ہے نیز وہ مشہور فصحا اور بلغاء میں سے تھا۔

ابن عساکر نے عباس بن محمد کے حاجب مہذب سے جو عباس اور عباسیوں کی جاگیروں کا افسر تھا روایت کی ہے کہ اسے فاقہ اور تنگی نے آ لیا اور اس کے ذمے قرضے بھی تھے اور مطالبہ کرنے والوں نے بھی اس سے اصرار کیا اس کے پاس ایک ٹوکری تھی جس میں جواہر تھے جنہیں اس نے ایک کروڑ میں خریدا تھا اس نے جعفر کے پاس آ کر اس کے سامنے یہ جواہر پیش کئے اور ان کی قیمت بھی اسے بتائی اور اسے قرض خواہوں کے اصرار کے متعلق بھی بتایا اور یہ کہ اس کے پاس اس ٹوکری کے سوا کچھ نہیں رہا اس نے کہا میں نے انہیں ایک کروڑ میں تجھ سے خریدا تھا اس نے اسے مال پر قبضہ دے دیا اور اس سے ٹوکری پکڑ لی اور یہ رات کا واقعہ ہے پھر اس نے مال کو اس کے گھر لے جانے کا حکم دیا اور اس شب اسے گفتگو کے لیے اپنے پاس بٹھائے رکھا اور جب وہ اپنے گھر لوٹا تو ٹوکری اس سے پہلے اس کے گھر پہنچ چکی تھی۔ راوی بیان کرتا ہے جب صبح ہوئی تو میں جعفر کا شکر یہ ادا کرنے گیا تو میں نے اسے اپنے بھائی فضل کے ساتھ رشید کے دروازے پر اجازت طلب کرتے پایا۔ جعفر نے اسے کہا میں نے فضل سے تیرے معاملے کا ذکر کر دیا ہے اور اس نے بھی تیرے لیے ایک کروڑ کا حکم دے دیا ہے اور میرا خیال ہے کہ وہ بھی تجھ سے پہلے تیرے گھر پہنچ جائے گا اور میں بھی امیر المؤمنین سے بھی تیرے بارے میں گفتگو کروں گا اور جب وہ اس کے پاس گیا تو اس نے اس شخص کے معاملے کا اس سے ذکر کیا اور جواب پر قرضے تھے ان کا بھی ذکر کیا تو اس نے اس کے لیے تین لاکھ وینار کا حکم دے دیا۔

ایک شب جعفر اپنی رات کی گفتگو میں اپنے ایک دوست کے پاس تھا کہ گہریا آ گیا اور اس شخص کے کپڑوں پر چڑھ گیا تو جعفر نے اسے اس سے اتار دیا اور وہ کہنے لگا لوگ کہتے ہیں کہ گہریا جس کا قصد کرے اسے ملنے والے مال کی خوشخبری دی جاتی ہے تو جعفر نے اسے ایک ہزار دینار دینے کا حکم دیا پھر گہریا واپس آ گیا اور دو بار وہی شخص کے پاس گیا تو اس نے اس کے لیے مزید ایک ہزار دینار کا حکم دے دیا۔

اور ایک بار اس نے رشید کے ساتھ حج کیا اور جب وہ مدینہ میں تھے تو اس نے اپنے اصحاب میں سے ایک شخص سے کہا کسی لوٹڈی کو دیکھو جسے میں خریدوں اور وہ خوبصورتی، گانا گانے اور دل لگی میں فائق ہو۔ اس شخص نے تلاش کی تو ایک لوٹڈی کو ان صفات کے مطابق پایا اور اس کے مالک نے اس شرط پر کہ جعفر اسے دیکھے بہت سامال طلب کیا، سو جعفر اس کے مالک کے گھر گیا اور جب اس نے اسے دیکھا تو بہت خوش ہوا اور جب اس نے اسے گانا سنایا تو اس نے اسے مزید خوش کر دیا اور اس نے اس کے مالک سے اس کا سودا کیا اور جعفر نے اسے کہا ہم مال لائے ہیں اگر وہ تجھے پسند آئے تو ٹھیک ورنہ ہم تجھے مزید مال دیں گے لوٹڈی کے مالک نے کہا میں آسودہ حال تھا اور تو بھی میرے پاس بہت خوش تھی مگر اب میرے حالات خراب ہو چکے ہیں اور میں نے تجھے اس بادشاہ کے پاس فروخت کرنا پسند کیا ہے تاکہ تو اس کے ہاں بھی اسی طرح آسودہ رہے جیسے میرے ہاں تھی، لوٹڈی نے اس کہا اے میرے آقا قسم بخدا اگر میں آپ کی مالک ہوتی جیسے کہ آپ میرے مالک ہیں تو میں آپ کو دنیا و ما فیہا کے عوض بھی فروخت نہ کرتی اور آپ کا وہ وعدہ کہاں گیا جو آپ نے مجھ سے کیا تھا کہ آپ مجھے فروخت نہیں کریں گے اور نہ میری قیمت کھائیں گے، لوٹڈی کے مالک نے جعفر اور اس کے اصحاب سے کہا میں تم لوگوں کو گواہ بناتا ہوں کہ یہ خدا تعالیٰ کی رضامندی کی خاطر آزاد ہے اور میں نے اس سے نکاح کر لیا ہے، جب اس نے یہ بات کہی تو جعفر اور اس کے اصحاب اٹھ کھڑے ہوئے اور انہوں نے قلی کو مال اٹھانے کا حکم دیا جعفر نے کہا خدا کی قسم یہ مال میرے پیچھے جائے گا اور اس شخص سے کہنے لگا میں نے تجھے اس مال کا مالک بنا دیا ہے اسے اپنے اہل پر خرچ کر دے اور مال کو چھوڑ کر خود چلا گیا۔

اور یہ اپنے بھائی فضل کی نسبت بخیل تھا مگر فضل اس سے زیادہ مال دار تھا اور ابن عساکر نے دارقطنی کے طریق سے اپنی سند سے روایت کی ہے کہ جب جعفر مر گیا تو لوگوں نے ایک منگے میں ایک ہزار دینار پائے، ہر دینار کا وزن ایک سو دینار کے برابر تھا اور دینار کے ایک پہلو پر جعفر لکھا ہوا تھا: ۷

وہ بادشاہوں کے گھر کی نسال کا زرد رنگ دینار تھا جس کے چہرے پر جعفر کا نام چمکتا تھا وہ ایک دینار ایک سو دینار سے بڑھ کر تھا جب تو اسے کسی تنگ دست کو دے گا وہ مالدار ہو جائے گا۔

اور احمد بن المعلى الراوی نے بیان کیا ہے کہ ناظمی کی لوٹڈی غسان نے جعفر کو خط لکھا کہ وہ اپنے باپ بیچی سے کہے کہ وہ رشید کو اس کے خریدنے کا مشورہ دے اور اس نے اس کی طرف یہ اشعار بھی لکھے ہیں کچھ جعفر کے بارے میں بھی ہیں: ۷
اے جہالت سے مجھے ملامت کرنے والے کیا تو بس نہیں کرے گا کون سوزش عشق پر صبر کرتا ہے جب میں خالص شراب عشق کا جام ہوں تو مجھے تعریف نہ کر جس کے دل میں عشق رچ گیا ہو وہ مدہوش ہوتا ہے، محبت نے میرا احاطہ کر لیا ہے اور

اس کا ایک مندر میرے پیچھے اور اس کے کئی مندر میرے آگے میں تھے اور یہ عشق کے جھنڈے باکت کو لہراتے ہیں اور میرے ارد گرد عشق کی فوج پڑی ہے میرے نزدیک عشق میں کم اور زیادہ ملامت کرنے والا دونوں ایک جیسے ہیں۔ اے جعفر تو بنی برکت کا چہندہ آدمی ہے تجھ میں جو خوبیاں موجود ہیں تعریف کرنے والا اس کے دسویں حصے کو بھی نہیں پہنچ سکتا، بوٹھنٹھ اپنے اغراض کے لیے مال کو بڑھاتا ہے تو جعفر کی اغراض اس سے زیادہ ہیں بادشاہی کا حسن اس کے چہرے پر ہے اور اس کے ہاتھ میں برسنے والا بادل ہے ان دونوں سے ہم پر بارش برسی ہے جس سے سرخ ہونا سیراب ہو گیا ہے اگر اس کی ہتھیلیاں کسی چٹان کو چھو جائیں تو اس میں سبز پتے اگ پڑیں۔ بزرگی کو وہی جوان مکمل کرتا ہے جو اپنی مستقل مزاجی کی طرح مستقل طور پر خرچ کرتا ہے اس کے اوپر بادشاہی کا تاج فخر سے حرکت کرتا ہے اور منبر اس کے نیچے فخر کرتا ہے جب وہ ظاہر ہوتا ہے تو میں اسے تمام سے تشبیہ دیتا ہوں یا اس کے چہرے میں سفیدی چمکتی ہے خدا کی قسم مجھے معلوم نہیں کہ کیا تاریکیوں کو دور کرنے والا ماہ تمام اسکے چہرے میں ہے یا اس کا چہرہ زیادہ روشن ہے زیارت کرنے والے تجھ سے بخشش طلب کرتے ہیں اور تو زیارت کرنے والوں سے خوش ہوتا ہے۔

اور اس نے اپنے اشعار کے نیچے اپنی ضرورت بھی تحریر کی، پس جعفر فوراً سوار ہو کر اپنے باپ کے پاس گیا اور اسے خلیفہ کے پاس لے گیا اور اس نے خلیفہ کو اس کے خریدنے کا مشورہ دیا تو اس نے کہا نہیں قسم بخدا میں اسے نہیں خریدوں گا اور شعراء نے اس لوٹڈی کے بارے میں بڑے اشعار کہے ہیں اور وہ بڑی مشہور ہو گئی اور اسی کے بارے میں ابونواس نے کہا ہے: ^۳

اسے صرف پسر زانیہ اور خبیث آدمی ہی خریدے گا خواہ وہ کوئی بھی ہو۔

اور ثمامہ بن اشرس سے روایت ہے کہ میں نے جعفر بن یحییٰ بن خالد کے ساتھ ایک رات گزاری تو وہ اپنی نیند سے خوفزدہ ہو کر روتا ہوا بیدار ہوا میں نے پوچھا کیا بات ہے؟ کہنے لگا میں نے ایک بوڑھے کو دیکھا کہ اس نے آ کر میرے اس دروازے کے دونوں بازو پکڑ لیے ہیں اور وہ کہتا ہے: ^۴

گو یا جہن اور صنعا کے درمیان کوئی محبت کرنے والا نہیں ہے اور نہ ہی مکہ میں کسی داستان گونے داستان بیان کی ہے۔

اور میں نے اسے جواب دیا ہے:

ہاں ہم اس کے باشندے تھے لیکن ہمیں گردش زمانہ اور لغزش کھانے والے انصیبوں نے تباہ کر دیا ہے۔

ثمامہ کا بیان ہے کہ جب اگلی رات آئی تو رشید نے اسے قتل کر دیا اور اس کے سر کو پیل پر نصب کر دیا پھر رشید نے باہر نکل کر اسے غور سے دیکھا اور کہنے لگا:

تیرے زمانے نے تجھ سے اس کا تقاضا کیا جو اس نے گزشتہ زمانے میں دیا تھا اور صنفا کی کے بعد اس نے تیرے عشق کو مکر کر دیا پس تو تعجب نہ کر، بلاشبہ زمانہ جمع شدہ کو متفرق کرنے کا ذمہ دار ہے۔

راوی بیان کرتا ہے کہ میں نے جعفر کی طرف دیکھا اور کہا اگر آج تو نشان بن گیا ہے تو تو جو دو سخاوت میں بھی انتہاء پر تھا، راوی کہتا ہے اس نے میری طرف حملہ آور اونٹ کی طرح دیکھا پھر کہنے لگا: ^۵

جعفر سے دنیا کیوں متعجب ہے جو کچھ انہوں نے دیکھا ہے وہ ہماری وجہ سے تھا، جعفر اور اس کا باپ کون تھے اگر ہم نہ ہوتے تو نبو براء کون تھے۔

پھر اس نے اپنے غمخیزے کے منہ کو پھیرا اور واپس لوٹ گیا۔

جعفر ۱۸۷ھ کے سفر کے آغاز میں بیٹے کی رات کو قتل ہوا اور اسکی عمر ۳۷ سال تھی وہ ۷۱ سال وزیر ہا اور عید الاضحیٰ کے روز جعفر کی ماں عبادۃ لوگوں کے پاس مینڈھے کا چڑا مانگتی ہوئی آئی اور اس کے ذریعے گرمی حاصل کرے لوگوں نے اس سے اس کی آسائش کے بارے میں پوچھا تو اس نے کہا آج میری یہ حالت ہو گئی ہے بلاشبہ میرے سر پر چار سو خدمت گار لڑکیاں کھڑی رہتی تھیں اور میں کہتی ہوں میرا بیٹا جعفر میرا نافرمان تھا اور خطیب بغدادی نے اپنے اسناد سے روایت کی ہے کہ جب سفیان بن عیینہ کو خبر ملی کہ رشید نے جعفر کو قتل کر دیا ہے اور براء مکہ پر یہ مصیبت نازل کی ہے تو انہوں نے رو بہ قبلہ ہو کر کہا اے اللہ جعفر نے مجھے دنیا کی ضرورت سے کفایت کی تھی تو اسے آخری کی ضرورت سے کفایت کر۔

ایک عجیب واقعہ:

ابن جوزی نے المنتظم میں بیان کیا ہے کہ مامون کو اطلاع ملی کہ ایک شخص ہر روز براء مکہ کی قبور پر آتا ہے اور ان پر روتا ہے اور ان کے محاسن بیان کرتا ہے اس نے اسے لانے کے لیے ایک شخص کو بھیجا تو وہ اس کے پاس آیا اور وہ زندگی سے مایوس ہو چکا تھا مامون نے اس سے پوچھا تو ہلاک ہو جائے تھے اس کام پر کس نے آمادہ کیا ہے؟ اس نے کہا یا امیر المؤمنین انہوں نے مجھ سے بہت احسان اور نیکیاں کی ہیں اس نے پوچھا انہوں نے تجھ سے کیا احسان کیا ہے؟ اس نے کہا میں المنذر بن العفیرہ دمشق میں دمشق میں بڑا آسودہ حال تھا اور وہ آسودگی مجھ سے جاتی رہی اور میری حالت یہاں تک پہنچ گئی کہ میں نے اپنا مکان بھی فروخت کر دیا پھر میرے پاس کوئی چیز باقی نہ بچی تو میرے ایک دوست نے مجھے براء مکہ کے پاس بغداد جانے کا مشورہ دیا میں اپنے اہل و عیال کو لے کر بغداد آیا تو میرے ساتھ بیس سے زیادہ عورتیں تھیں میں نے انہیں ایک بے آباد مسجد میں اتارا پھر میں ایک آباد مسجد میں نماز پڑھنے گیا میں مسجد میں داخل ہوا تو اس میں ایک جماعت موجود تھی جن سے خوبصورت چہرہ لوگ میں نے نہیں دیکھے میں ان کے پاس بیٹھ گیا اور میں اپنے دل میں وہ بات سوچنے لگا جس کے ذریعے میں ان سے اپنے اہل و عیال کے لیے خوراک طلب کروں جو میرے ساتھ تھے اور حیا مجھے اس سوال سے مانع تھی۔

ابھی میں اسی حالت میں تھا کہ ایک خادم نے آ کر انہیں بلایا اور وہ سب کے سب اٹھ کھڑے ہوئے اور میں بھی ان کے ساتھ اٹھ کھڑا ہوا اور وہ ایک بہت بڑے گھر میں داخل ہو گئے، کیا دیکھتا ہوں کہ اس میں وزیر یحییٰ بن خالد بیٹھا ہوا ہے پس وہ اس کے گرد بیٹھ گئے اور اس نے اپنی بیٹی عائشہ کا اپنے عم زاد سے نکاح کیا اور انہوں نے کستوری کے ٹکڑے اور عنبر کی گولیاں بکھیر دیں پھر خادم اس جماعت کے ہر شخص کے پاس چاندی کی ایک ایک طشتی لائے جن میں ایک ایک ہزار دینار تھا اور اس سے ساتھ کستوری کی ٹکڑیاں بھی تھیں لوگوں نے انہیں لے لیا اور اٹھ گئے اور میں بیٹھا رہا اور میرے آگے وہ طشتی بھی پڑی تھی جو انہوں نے میرے لیے رکھی تھی اور میں اپنے دل میں اس کی عظمت کی وجہ سے اسے لینے سے ڈرنے لگا تو حاضرین میں سے ایک

شخص نے مجھے کہا کیا تو اسے لے کر نہیں جائے گا؟ پس میں نے اٹھا ہاتھ بڑھا کر اسے لے لیا اور اس کے سونے کو اپنی ہتھیلی میں ڈال لیا اور طشتری کو اپنی بغل میں ڈاب کر اٹھ کھڑا ہوا اور مجھے خدشہ تھا کہ اسے مجھ سے چھین لیا جائے گا پس میں گھبرانے لگا اور مجھے معلوم نہ تھا کہ وزیر مجھے دیکھ رہا ہے اور جب میں بردے نے پاس پہنچا تو اس نے حکم سے انہوں نے مجھے واپس کر دیا اور میں مال سے مایوس ہو گیا اور جب میں واپس آنا تو اس نے مجھے کہا کیا وہ ہے کہ تم خوفزدہ ہو؟ میں نے اسے اپنا حال سنایا تو وہ رو پڑا۔ پھر اس نے اپنے لڑکوں سے کہا اسے پکڑ کر اپنے ساتھ لگا لو اور ایک خادم نے میرے پاس آ کر مجھ سے طشتری اور سونا لے لیا اور میں نے ان کے پاس دس دن قیام کیا کبھی ایک بیٹے کے پاس کبھی دوسرے بیٹے کے پاس اور میری ساری توجہ اپنے عیال کی طرف تھی اور واپس جانا میرے لیے ممکن نہ تھا جب دس دن گزر گئے تو خادم نے میرے پاس آ کر کہا 'کیا آپ اپنے عیال کے پاس نہیں جائیں گے؟ میں نے کہا ہاں قسم بخدا تو وہ اٹھ کر میرے آگے آگے چلنے لگا اور اس نے مجھے طشتری اور سونا نہ دیا' میں نے کہا کاش یہ سلوک مجھ سے طشتری اور سونا لینے سے پہلے ہوتا کاش میرے عیال اسے دیکھتے پس وہ میرے آگے چلتا چلتا ایک گھر کے پاس پہنچا جس سے خوبصورت گھر میں نے نہیں دیکھا اس میں داخل ہوا تو کیا دیکھتا ہوں میرے عیال سونے اور ریشم میں لوٹ رہے ہیں اور انہوں نے میرے پاس ایک لاکھ درہم اور دس ہزار دینار بھیجے اور ایک تحریر بھی بھیجی جن میں لکھا تھا کہ یہ گھر اور جو کچھ اس میں ہے تم اس کے مالک ہو اور ایک خط بھی تھا جس میں دو بڑی بڑی بستیوں کے مالکانہ حقوق بھی مجھے دیئے گئے تھے اور میں برا مکہ کے ساتھ بڑا خوش عیش تھا اور جب وہ مر گئے تو عمرو بن مسعد نے مجھ سے دونوں بستیاں چھین لیں اور ان دونوں کانٹیکس میرے ذمے لگا دیا پس جب بھی مجھے آفاقہ آتا ہے میں ان کے گھروں اور قبروں کا قصد کرتا ہوں اور ان پر روتا ہوں پس مامون نے دونوں بستیوں کے واپس کرنے کا حکم دے دیا تو شیخ نے شدید گریہ کیا مامون نے کہا تجھے کیا ہوا ہے؟ کیا میں نے از سر نو تجھ سے نیکی نہیں کی؟ اس نے کہا بے شک لیکن وہ برا مکہ کی برکت سے ہے مامون نے اسے کہا 'صحیح سالم چلے جاؤ بلاشبہ وفا برکت والی چیز ہے اور حسن عبد و صحبت ایمان کا حصہ ہے۔

اس سال وفات پانے والے اعیان

حضرت فضیل بن عیاض:

ابوعلی تمیمی، آپ ایک عابد و زاہد امام اور عالم اور ولی ہیں آپ خراسان کے صوبہ دیور میں پیدا ہوئے اور بڑی عمر میں کوفہ آئے اور وہاں آپ نے امش، منصور بن المعتمر، عطاء بن السائب اور حصین بن عبدالرحمن وغیرہ سے سماع کیا پھر مکہ چلے گئے اور وہاں عبادت کے لیے عزالت نشین ہو گئے آپ بہت اچھی تلاوت کرتے تھے اور بہت روزے رکھتے تھے اور نمازیں پڑھتے تھے اور آپ جلیل القدر ثقہ ائمہ روایات میں سے تھے رحمہ اللہ و رضی اللہ عنہ اور رشید کے ساتھ آپ کا ایک طویل واقعہ ہے جسے ہم نے رشید کے آپ کے گھر آنے کی کیفیت میں بیان کیا ہے اور فضیل نے جو کچھ اسے کہا اسے بھی بیان کیا ہے اور رشید نے آپ کو مال کی پیشکش کی تو آپ نے اس کے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ آپ کی وفات اس سال کے محرم میں مکہ میں ہوئی، مورخین نے بیان کیا

۱۸ھ میں رونما ہونے والے حالات و واقعات کا بیان

ہے کہ آپ ایک فریب کار رہزن تھے اور ایک لونڈی سے عشق کرتے تھے ایک شب آپ اس کے پاس جانے کے لیے دیوار پھاند رہے کہ آپ نے ایک خاری کو پڑھتے سنا:

”کیا ایمان لانے والے لوگوں کے لیے وقت نہیں آیا کہ ان کے دل ذرا الہی کے لیے جھک جائیں؟“

آپ نے کہا بے شک وہ وقت آ گیا ہے اور آپ نے توبہ کی اور اپنی روش کو ترک کر دیا اور ایک ویرانے کی طرف لوٹ آئے اور وہاں آپ نے رات بسر کی تو آپ نے مسافروں کو کہتے سنا اپنا بچاؤ کر لو بلاشبہ فضیل رہزنی کے لیے تمہارے آگے موجود ہے۔ پس آپ نے انہیں امان دی اور اپنی توبہ پر قائم رہے حتیٰ کہ آپ زاہد عابد اور سردار بن گئے پھر آپ قابل اقتدار سردار بن گئے اور آپ کے کلام اور کارناموں سے ہدایت حاصل کی جاتی ہے۔

حضرت فضیل نے فرمایا ہے کہ اگر ساری دنیا حلال ہوتی تو میں اس کی پروا نہ کرتا اور میں اس طرح گھن محسوس کرتا جس طرح تم میں سے کوئی شخص مردار کے پاس سے گزرتے وقت گھن محسوس کرتا ہے کہ وہ اس کے کپڑوں کو نہ لگ جائے، آپ نے فرمایا ہے لوگوں کے لیے کام کرنا شرک ہے اور لوگوں کے لیے کام چھوڑنا ریا کاری ہے اور اخلاص یہ ہے کہ اللہ تم کو ان دونوں باتوں سے بچائے، ایک روز رشید نے آپ سے کہا آپ سے بڑا درویش کون ہے؟ آپ نے فرمایا تو مجھ سے بڑا درویش ہے اس لیے کہ میں نے اس دنیا کو چھوڑا ہے جو چھڑ کے پر سے بھی کم حیثیت رکھتی ہے اور تو نے آخرت کو چھوڑ دیا ہے جس کی کوئی قیمت ہی نہیں ہے، میں فانی دنیا کا زاہد ہوں اور تو باقی رہنے والی دنیا کا زاہد ہے اور جو شخص موتی سے بے رغبتی کرے وہ بیگنی سے بے رغبتی کرنے والے سے بڑا زاہد ہے اور اس قسم کی باتیں ابو حازم سے بھی مروی ہیں کہ انہوں نے یہ باتیں سلیمان بن عبد الملک سے کہیں۔

آپ نے فرمایا اگر میرے لیے کوئی مقبول دعا ہوتی تو میں اسے امام کے لیے کرتا کیونکہ اس سے رعیت کی اصلاح ہوتی ہے اور جب وہ اچھا ہو جائے تو عباد اور بلاد پر سکون ہو جاتے ہیں اور آپ نے فرمایا ہے کہ میں اللہ کی نافرمانی کرتا ہوں تو میں یہ عادت اپنے گدھے، خادم، بیوی اور گھر کے چوہے میں بھی دیکھتا ہوں اور آپ نے قول الہی:

﴿لَيَبْلُوَنَّكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا﴾

کے بارے میں فرمایا ہے کہ میں اسے اقلدوں سے کرتا ہوں اور اسے درست طور پر کرتا ہوں، بلاشبہ عمل کو خالصتہ اللہ ہونا چاہیے اور حضرت نبی کریم ﷺ کی متابعت میں ٹھیک ٹھیک ہونا چاہیے۔

نیز اس سال بشر بن مفضل، عبد السلام بن حرب، عبد العزیز بن محمد الدرادر دی، عبد العزیز العجمی اور علی بن عیسیٰ جو موسم گرما کی جنگ میں قاسم کے ساتھ بلاد روم میں امیر تھا، معتمر بن سلیمان اور ابو شعیب البرانی درویش نے بھی وفات پائی، آپ پہلے شخص ہیں جنہوں نے برائیا کی ایک جھوٹیڑی میں سکونت اختیار کی آپ اس میں الگ ہو کر عبادت کرتے تھے، پس رؤساء کی لڑکیوں میں سے ایک عورت کو آپ سے محبت ہو گئی اور اس نے دنیا اور اس کی سعادت و حشمت کو چھوڑ دیا اور آپ نے اس سے نکاح کر لیا اس نے بھی آپ کے ساتھ جھوٹیڑے میں اقامت اختیار کر لی اور عبادت کرتے کرتے دونوں فوت ہو گئے بیان کیا جاتا ہے کہ اس کا نام جوہرہ تھا۔

۱۸۸ھ

اس سال ابراہیم بن اسرائیل نے موسم گرما کی جنگ لڑی اور صعقاف کے در سے بلادِ روم میں داخل ہو گیا اور لشکر اس کے مقابلہ کو نکالا اور لشکر کو تین زخم لگے اور اس نے شکست کھائی اور اس نے اس کے اسباب میں سے چالیس ہزار سے زیادہ آدمیوں کو قتل کر دیا اور چار ہزار سے زیادہ سواریاں غنیمت میں حاصل کیں اور اس سال قاسم بن رشید نے مرج دابق میں پڑاؤ کیا اور اس سال رشید نے لوگوں کو حج کروایا اور یہ اس کا آخری حج تھا اور ابو بکر نے جب رشید کو حج سے واپس جاتے دیکھا اور وہ کوفہ سے گزرا تو کہا اس سال کے بعد رشید حج نہیں کرے گا اور نہ اس کے بعد کبھی کوئی خلیفہ حج کرے گا اور رشید نے بہلول المولود کو دیکھا تو آپ نے اسے بہت اچھی نصائح کیں اور ہم نے فضل بن ربیع حاجب کے طریق سے روایت کی ہے وہ بیان کرتا ہے کہ میں نے رشید کے ساتھ حج کیا اور ہم کوفہ سے گزرے تو کیا دیکھتے ہیں کہ بہلول مجنون غیر معقول باتیں کر رہے ہیں، میں نے کہا امیر المومنین آگے ہیں خاموش ہو جاؤ وہ خاموش ہو گئے اور جب ہودج آپ کے سامنے آیا تو آپ نے فرمایا اے امیر المومنین! امین بن نائل نے مجھ سے بیان کیا کہ قدامت بن عبد اللہ عامری نے ہم سے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو منیٰ میں ایک اونٹ پر سوار دیکھا اور آپ کے نیچے ایک بوسیدہ پالان تھا۔ پھر آپ نے دھتکارا اور نہ مارا اور نہ ادھر ادھر کیا، ربیع کا بیان ہے میں نے کہا یا امیر المومنین یہ بہلول ہیں اس نے کہا میں نے انہیں پہچان لیا ہے، اے بہلول کچھ کہو تو آپ نے کہا: —

فرض کر لے کہ تو ساری دنیا کا بادشاہ بن گیا ہے اور لوگ تیرے مطیع ہو گئے ہیں تو پھر کیا ہوگا؟ کیا کل قبر کا پیٹ تیرا ٹھکانہ نہ ہوگا پھر لوگ کیے بعد دیگرے تجھ پر مٹھیں سے مٹی ڈالیں گے۔

اس نے کہا اے بہلول آپ نے بہت اچھا کہا ہے، کہا کوئی اور بات بھی ہے؟ آپ نے فرمایا یا امیر المومنین ہاں جسے اللہ تعالیٰ مال اور حسن دے اور وہ اپنے حسن میں پاک دامن رہے اور مال سے لوگوں کی مدد کرے اللہ کے رجسٹر میں اس کا نام نیک لوگوں میں لکھا جاتا ہے، راوی بیان کرتا ہے کہ اس نے خیال کیا کہ آپ کوئی بات کہنا چاہتے ہیں تو اس نے کہا ہم نے آپ کے قرض ادا کرنے کا حکم دے دیا ہے آپ نے فرمایا یا امیر المومنین ایسا نہ کیجیے، قرض قرض کے بدلے میں ادا نہیں ہوتا، حق اس کے اہل کو واپس کرو اور اپنی جان کا قرض اپنی جان سے ادا کرو، اس نے کہا ہم نے حکم دیا ہے کہ آپ کی رسد جاری کر دی جائے تاکہ آپ اس سے کھانا کھائیں آپ نے فرمایا امیر المومنین ایسا نہ کیجیے۔ بلاشبہ وہ ذات پاک آپ کو عطا نہیں کرے گی اور مجھے بھول جائے گی اور دیکھو میں نے ایک عمر زندگی گزارنی ہے اور آپ نے میری رسد جاری نہیں کی واپس چلے جائیے مجھے آپ کی رسد کی ضرورت نہیں۔ اس نے کہا یہ ایک ہزار دینار لے لیجیے آپ نے فرمایا یہ ان کے مالکوں کو واپس کر دو یہ تمہارے لیے بہتر ہوگا اور مجھے ان سے کیا کام ہے؟ واپس چلے جائیں آپ نے مجھے اذیت دی ہے، راوی بیان کرتا ہے رشید آپ کو چھوڑ کر واپس ہو گیا اور دنیا اس کی ننگاہوں میں بیچ ہو چکی تھی۔

اس سال وفات پانے والے اعیان

ابو اسحاق فزاری:

ابراہیم بن محمد بن حارث بن اسماعیل بن خارجہ جو مغازی وغیرہ میں اہل شام کے امام ہیں۔ ثوری اور اوزاعی وغیرہ نے آپ سے علم سیکھا ہے آپ نے اس سال میں وفات پائی ہے اور بعض نے اس سے پہلے سال میں آپ کا وفات بانا بیان کیا ہے۔
ابراہیم موصلی:

ابراہیم بن ہامان بن بہمن ابو اسحاق جو رشید وغیرہ کے شعراء گلوکار اور شراب نوش ساتھیوں میں سے ایک تھا۔ اس کی اصل ایرانی ہے، کوفہ میں پیدا ہوا اور اس کے نوجوانوں کے ساتھ رہا اور ان سے گانا سیکھا پھر موصلی چلا گیا، پھر کوفہ واپس آ گیا تو لوگ اسے موصلی کہنے لگے پھر اس نے خلفاء سے رابطہ کیا سب سے پہلے اس نے مہدی سے رابطہ کیا اور رشید کے ہاں اس نے بڑا مرتبہ حاصل کیا اور یہ اس کے داستان سراؤں، شراب نوش ساتھیوں اور گلوکاروں میں شامل تھا، یہ مالدار ہو گیا اور اس کا مال بہت زیادہ ہو گیا، کہتے ہیں کہ اس نے ۲۴ کروڑ درہم ترکہ چھوڑا اور اس کی عجیب و غریب حکایتیں ہیں۔ اس کی پیدائش ۱۵۱ھ میں کوفہ میں ہوئی اور بنی تمیم کی کفالت میں پروان چڑھا اور ان سے علم سیکھا اور انہی کی طرف منسوب ہو گیا اور گانے کے فن میں بڑا ماہر تھا اور اس کی شادی منصور کی بہن ملقب بہ زلزل کے ساتھ ہوئی تھی جو اس کے ساتھ باجا بجاتی تھی، پس جب یہ گاتا اور وہ باجا بجاتی تو مجلس میں جھوم اٹھتی، صحیح قول کے مطابق اس نے اس سال وفات پائی اور ابن خلکان نے الوفيات میں بیان کیا ہے کہ اس نے ابو العتابہ اور ابو عمر و شیبانی نے بغداد میں ایک ہی دن ۲۱۳ھ میں وفات پائی مگر پہلا قول صحیح ہے۔ اس نے موت کے وقت یہ شعر کہا:
خدا کی قسم میرا طبیب اس تکلیف سے اکتا گیا ہے جو برداشت کر رہا ہوں اور عنقریب میری موت کی خبر دشمن اور دوست کو دے دی جائے گی۔

اور اسی سال جریر بن عبد الحمید رشید بن سعد، عبدہ بن سلیمان، عقبہ بن خالد، عمر ابن ابوب العابد جو حضرت امام احمد بن حنبل کے مشائخ میں سے ہے نے وفات پائی اور ایک قول کے مطابق عیسیٰ بن یونس نے بھی اسی سال وفات پائی ہے۔

۱۸۹ھ

اس سال رشید حج سے واپس آیا اور رری کی طرف چلا گیا اور عزل و نصب کیا اور اسی سال اس نے علی بن عیسیٰ کو خراسان کی امارت دوبارہ دی اور ان علاقوں کے نائبین کئی اقسام اور کئی رنگوں کے تحائف و ہدایا لے کر اس کے پاس آئے پھر وہ بغداد واپس لوٹ گیا اور عید الاضحیٰ اسے قصر لصوص میں آئی اور اس نے اس کے پاس قربانی کی اور ۲۷۰۰۰ دینار لہجہ کو بغداد آیا اور جب وہ پل کے پاس سے گزرا تو اس نے جعفر بن یحییٰ برکی کے جتنے کو جلانے کا حکم دیا جسے جلا کر دفن کر دیا گیا اور جس دن سے وہ قتل ہوا تھا اس سے لے کر وہ آج تک مصلوب تھا۔ پھر رشید بغداد سے رتہ کی طرف چلا گیا تاکہ وہاں سکونت اختیار کرے اور وہ بغداد اور اس کی عمدگی پر متاسف تھا اور رتہ میں اس کے قیام کا مقصد وہاں سے مفسدین کو دور کرنا تھا اور ابن عباس احنف نے رشید کے ساتھ ان کے جانے

کے بارے میں کہا ہے:

ہم سے سوار یوں کو نہیں دکھایا حتیٰ کہ ہم میں پرے اور ہم نے لیا ہم و سرے در میان فری نہیں لیا بسبب ہم اسے لوہوں نے ہمارا حال دریافت کیا اور ہم نے ان کے سوال کے ساتھ ان کے وداع کو بھی ملا دیا۔
اور اس سال رشید نے ان مسلمان قیدیوں کا بوبلا دروم میں موبود تھے فدیہ دیا بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے وہاں مسلمانوں کا ایک قیدی بھی نہ چھوڑا اور اس باب میں ایک شاعر نے کہا ہے:۔
اور تیرے ذریعے وہ قیدی رہا ہوئے جن کے لیے قید خانوں کو پلستر کیا گیا جن میں کوئی قریبی عزیز رشتہ دار بھی نہیں جاتا، جب مسلمانوں کو ان کی رہائی نے در ماندہ کر دیا تو وہ کہنے لگے مشرکین کے قید خانے ان کی قبریں ہیں۔
اور اس سال قاسم بن رشید نے مرج دابق میں رومیوں کے محاصرہ کے لیے پڑاؤ کیا اور اس سال عباس بن موسیٰ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس نے لوگوں کو حج کروایا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

علی بن حمزہ کسائی:

علی بن حمزہ بن عبداللہ بن فیروز ابوالحسن الاسدی الکوفی جو ان کا غلام تھا اور کسائی کے نام سے مشہور تھا کیونکہ اس نے چادر میں احرام باندھا تھا اور بعض کا قول ہے کہ یہ حمزہ تیلی کے ساتھ چادر میں کام میں مشغول رہتا تھا اس لیے اسے کسائی کہتے ہیں اور یہ نحوی لغوی اور قراء ائمہ میں سے ایک تھا اس کی اصل کوفی ہے پھر اس نے بغداد کو وطن بنا لیا اور رشید کو ادب سکھایا اور اس کے بیٹے امین کو بھی ادب سکھایا اور اس نے حمزہ بن حبیب الزیات کو اپنی قرأت سنائی اور وہ اسے قرأت سکھاتا تھا پھر اس نے اپنے لیے ایک قرأت پسند کر لی جسے یہ پڑھا کرتا تھا اور اس نے ابوبکر بن عیاش اور سفیان بن عیینہ وغیرہ سے روایت کی ہے اور اس سے یحییٰ بن زیاد الفراء اور ابو عبید نے روایت کی ہے، امام شافعی نے بیان کیا ہے کہ جو شخص نحو سیکھنا چاہے وہ کسائی کا محتاج ہے۔ کسائی نے نحو کے فن کو ظلیل سے سیکھا ہے اور ایک روز اس نے اس سے پوچھا تو نے یہ علم کس سے حاصل کیا ہے اس نے کہا اس سے جو وادی حجاز میں رہتا ہے تو کسائی وہاں چلا گیا اور اس نے عربوں کے متعلق بہت کچھ لکھا ہے پھر یہ وہاں سے واپس ظلیل کے پاس آیا تو وہ فوت ہو چکا تھا اور اس کی جگہ یونس صدر بنا بیٹھا تھا پس ان دونوں کے درمیان مناظرات ہوئے، جن میں یونس نے اس کی فضیلت کا اعتراف کیا اور اسے اپنی جگہ بٹھایا۔

کسائی کا بیان ہے کہ ایک روز میں نے رشید کو نماز پڑھائی تو میری قرأت مجھے بہت پسند آئی اور میں نے اس میں ایسی غلطی کی جو بچہ بھی نہیں کرتا میں نے چاہا کہ میں لعنہم یرجعون کہوں تو میں نے لعنہم ترجعین کہہ دیا مگر رشید نے اس کے رد کرنے کی جسارت نہ کی۔ پس جب میں نے سلام پھیرا تو اس سے پوچھا تو اس نے پوچھا یہ کون سی نعمت ہے؟ میں نے کہا بلاشبہ گھوڑا بھی سکندری کھا جاتا ہے کہا یہ بات تو ٹھیک ہے اور ایک شخص نے بیان کیا ہے کہ میں کسائی سے ملا تو وہ غمگین بیٹھا تھا میں نے

پوچھا کیا بات ہے؟ کہنے لگا یحییٰ بن خالد نے میرے پاس آؤ بیجا ہے کہ وہ مجھ سے کچھ باتیں دریافت کرے اور میں غلطی سے رونما ہوں میں نے کہا دو چاروں کہیں آپ کسائی ہیں اس نے کہا اگر میں کہوں کہ میں نہیں جانتا تو اللہ تعالیٰ اس زبان کو قطع کرے اور ایک روز کسائی نے ایک ترکھان سے کہا یہ دونوں دروازے کتنے کے ہوں گے؟ اس نے کہا دو۔ سندری سپیوں کے یادو تھیٹرڈس کے۔

کسائی نے مشہور قول کے مطابق اس سال ۷۰ سال کی عمر میں وفات پائی یہ بلا دردی میں رشید کے ساتھ تھا اور اس کے نواح میں یہ اور محمد بن حسن ایک ہی روز فوت ہوئے رشید کہا کرتا تھا میں نے فقہ اور عربی زبان کو ری میں دفن کر دیا ابن خلکان نے بیان کیا ہے کہ بعض لوگوں نے بیان کیا ہے کہ کسائی نے ۱۸۲ھ میں طوس میں وفات پائی ہے اور ایک شخص نے کسائی کو خواب میں دیکھا تو اس چہرہ ماہ تمام کی طرح تھا۔ اس نے پوچھا تیرے رب نے تیرے ساتھ کیا سلوک کیا ہے اس نے کہا اس نے مجھے قرآن کی برکت سے بخش دیا ہے میں نے پوچھا اس نے حمزہ کے ساتھ کیا سلوک کیا ہے اس نے کہا وہ علیین میں ہے اور ہم اسے ستارے کی طرح دیکھ سکتے ہیں۔

حضرت محمد بن حسن بن زفر:

ابو عبد اللہ شیبانی ان کا غلام تھا اور حضرت امام ابو حنیفہ کا ساتھی آپ کی اصل دمشق کی ایک بستی ہے آپ کا باپ عراق آیا اور آپ واسط میں ۳۲ھ میں پیدا ہوئے کوفہ میں پرورش پائی اور حضرت امام ابو حنیفہ 'مسعر' ثوری، عمر بن ذر اور مالک بن مغول سے سماع کیا اور مالک بن انس، اوزاعی اور ابو یوسف کی طرف کتابت کی اور بغداد میں سکونت اختیار کر لی اور وہاں حدیث بیان کی اور جب امام شافعی بغداد آئے تو آپ نے ۱۸۴ھ میں ان کی طرف سے کتابت کی اور رشید نے آپ کو رقبہ کا قاضی مقرر کیا پھر معزول کر دیا۔

آپ اپنے اہل سے فرمایا کرتے تھے تم مجھ سے دنیا کی کسی حاجت کے متعلق سوال نہ کرنا تم میرے دل کو مشغول کر دو گے اور میرے مال میں سے جو لینا چاہتے ہو لؤ بلاشبہ یہ بات میرے دل کو فارغ کرنے والی اور میرے غم کو کم کرنے والی ہے امام شافعی نے فرمایا ہے میں نے آپ کی مانند کوئی فریبہ اندام عالم نہیں دیکھا اور نہ ہی آپ سے زیادہ مہربان اور فصیح دیکھا ہے اور میں جب آپ کو قرآن پڑھتے سنتا ہوں تو یوں معلوم ہوتا ہے قرآن آپ کی زبان میں نازل ہو رہا ہے۔ نیز آپ نے فرمایا ہے کہ میں نے آپ سے بڑا عقل مند نہیں دیکھا آپ دل و نگاہ کو بھر دیتے تھے۔ طحاوی نے بیان کیا ہے کہ امام شافعی نے حضرت محمد بن حسن سے کتاب السیر طلب کی تو آپ نے انہیں عاریتہ دینے کا جواب نہ دیا تو آپ نے ان کی طرف لکھا:

جس شخص کی نظیر میری آنکھوں نے نہیں دیکھی گویا کہ جس نے آپ کو دیکھا ہے اس نے آپ سے پہلے لوگوں کو دیکھ لیا ہے اسے کہہ دیجیے کو علم اہل علم کو منع کرتا ہے کہ وہ اسے اہل علم سے روک کر رکھیں۔ شاید اسے اہل علم پر خرچ کرنا

واجب ہو۔

راوی بیان کرتا ہے کہ آپ نے اسی وقت اسے عاریتہ نہیں بلکہ ہدیہ آپ کے پاس بھیج دیا اور ابراہیم الحزلی نے بیان کیا

ہے کہ حضرت امام احمد بن حنبل سے دریافت کیا گیا یہ باریک مسائل آپ نے کہاں سے حاصل کئے ہیں؟ آپ نے فرمایا حضرت ثمالہ بن اسیب رضی اللہ عنہ کی کتاب سے اور پہلے بیان یہ چکا ہے کہ آپ نے انہماک سے اس سال ایک ہی دن وفات پائی اور رشید نے کہا: میں نے آج فقہ اور لغت دونوں کو اکٹھے دفن کر دیا ہے۔
آپ کی عمر ۵۸ سال تھی۔

۱۹۰ھ

اس سال سمرقند کے نائب رافع بن لیث بن نصر بن سیار نے اطاعت چھوڑ دی اور اپنی طرف دعوت دی اور اس کے اہل شہر اور اس طرف کے بہت سے لوگوں نے اس سے موافقت کی اور اس کا معاملہ بڑھ گیا اور خراسان کا نائب علی بن عیسیٰ اس کے مقابلہ میں گیا تو رافع نے اسے شکست دی جس سے معاملہ بگڑ گیا اور اسی سال رشید ۲۰ رجب کو بلا دروم سے جنگ کرنے کو روانہ ہوا اور اس نے اپنے سر پر ٹوپی پہنی جس کے بارے میں ابوالمعلا الکلابی نے کہا:۔
جو شخص تجھ سے ملاقات کا ارادہ رکھتا ہے وہ تجھے حرمین میں یا سرحدوں کی انتہا پر ملے تو دشمن کے علاقے میں تیز رفتار گھوڑے پر ہوتا ہے اور پرسکون علاقے میں مٹی کی انگلیٹھی پر ہوتا ہے جو لوگ امور پر جانشین بنے ہیں ان میں سے تیرے سوا کسی نے سرحدوں کو اکٹھا نہیں کیا۔

پس وہ چلتا چلتا طوانہ پہنچ گیا اور اس نے وہیں بڑاؤ کیا اور فقور نے اس کی طرف اطاعت کرنے اور ہر سال اپنا اور اپنے بچوں اور اپنے اہل مملکت کی طرف سے پندرہ ہزار دینار ٹیکس اور جزیہ دینے کا پیغام بھیجا اور اس نے رشید سے اس لڑکی کا مطالبہ کیا جسے انہوں نے قیدی بنا لیا تھا، وہ ان کے بادشاہ ہرقلہ کی بیٹی تھی اور اس نے اپنے بیٹے سے اس کی منگنی کر دی تھی، پس رشید نے اسے بدیا، تحائف اور خوشبو لے ساتھ روانہ کر دیا اور رشید نے اس پر شرط عائد کی کہ وہ ہر سال تین لاکھ دینار دیا کرے اور ہرقلہ کو آباد نہ کرے پھر رشید واپس آ گیا اور عقبہ بن جعفر کو جنگ پر نائب مقرر کیا اور اہل قبرض نے عہد شکنی کی تو معیوف بن یحییٰ نے ان سے جنگ کی اور اس کے باشندوں کو قیدی بنا لیا اور ان میں سے بہت سے لوگوں کو قتل کر دیا اور عبدالقیس کے ایک شخص نے بغاوت کی تو رشید نے اسے قتل کرنے کے لیے آدی بھیجا اور اس سال عیسیٰ بن موسیٰ ہادی نے لوگوں کو حج کروایا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

اسد بن عمرو بن عامر ابوالمزہر الجبلی الکوفی جو حضرت امام ابوحنیفہ کے دوست تھے آپ نے بغداد اور واسط میں قضاء کا کام کیا اور جب آپ کی نظر بند ہوگئی تو آپ نے خود کو قضا سے معزول کر دیا۔ حضرت امام احمد بن حنبل نے فرمایا کہ آپ راست باز تھے اور ابن معین نے آپ کو ثقہ قرار دیا ہے اور علی بن المدینی اور امام بخاری نے آپ پر اعتراض کیا ہے۔
سعدون مجنون:

آپ نے ساٹھ سال روزے رکھے، آپ کا دماغ کمزور ہو گیا تو لوگوں نے آپ کو مجنون کہنا شروع کر دیا ایک روز آپ

حضرت ذوالنون مصری کے دائرہ کے پاس کھڑے تھے تو آپ نے ان کا کلام سنا اور چیخ ماری پھر کہنے لگے:

بو شخص یہ روئے کون ہے؟ پاس بیٹاری کی شکایت کرنے میں کوئی بھلائی نہیں اور جب صبر نہ ہو سکے تو شکایت کرنا ضروری ہو جاتا ہے! اعمیٰ نے بیان کیا ہے کہ میں آپ کے پاس سے گزرا تو آپ ایک مدبوش شیخ کے پاس بیٹھے اس سے کھیاں بنا رہے تھے میں نے آپ سے پوچھا کیا وجہ ہے کہ میں آپ کو اس شیخ کے سر پر بیٹھا دیکھ رہا ہوں؟ آپ نے فرمایا یہ مجنون ہے میں نے پوچھا آپ مجنون ہیں یا وہ؟ آپ نے فرمایا نہیں بلکہ وہ مجنون ہے اس لیے کہ میں نے ظہر و عصر کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھی ہے اور اس نے نہ جماعت کے ساتھ اور نہ اکیلے نماز پڑھی ہے اور اس کے ساتھ اس نے شراب بھی پی ہے اور میں اسے نہیں پیتا میں نے پوچھا کیا آپ نے اس باب میں کچھ اشعار کہے ہیں؟ آپ نے کہا ہاں پھر کہنے لگے:

میں نے شراب کو شرابیوں کے لیے چھوڑ دیا ہے اور خالص پانی پینے لگا ہوں کیونکہ شراب عزت دار آدمی کو ذلیل کرتی ہے اور روشن چہروں کو سیاہ کر دیتی ہے پس اگر یہ نوجوان کے لیے جائز ہوتی تو بڑھا پا آنے پر اس سے کیا عذر ہو سکتا ہے۔

حمید بن حمید:

صہیب ابو عبد الرحمن تمیمی کوئی آپ امین کے مؤدب تھے آپ نے اعمش وغیرہ سے روایت کی ہے اور آپ سے حضرت امام احمد بن حنبل نے روایت کی ہے اور آپ ان کی تعریف کیا کرتے تھے۔

یحییٰ بن خالد بن برمک:

ابوعلیٰ وزیر اور جعفر برمکی کا باپ مہدی نے اپنے بیٹے رشید کو اس کے سپرد کیا تو اس نے اس کی پرورش کی اور اس کی بیوی نے فضل بن یحییٰ کے ساتھ اسے دودھ پلایا اور جب رشید خلیفہ بنا تو اس نے اس کے حق کو پہچانا اور وہ کہا کرتا تھا میرے باپ نے کہا ہے اور اس نے امور خلافت کو اس کے سپرد کر دیا اور یہ مسلسل اسی پوزیشن میں رہا حتیٰ کہ برا مکہ کو مہصبت پہنچی اور اس نے جعفر کو قتل کر دیا اور اس کے باپ یحییٰ کو قید میں رکھا حتیٰ کہ وہ اس سال مر گیا اور وہ ایک کریم، فصیح اور صحیح الرائے شخص تھا جس کے امور سے خیر و صلاح واضح ہوتی تھی ایک روز اس نے اپنے بیٹوں سے کہا ہر چیز میں سے کچھ حاصل کرو بلاشبہ جو کسی چیز سے ناواقف ہوتا ہے وہ اس سے دشمنی کرتی ہے اور اس نے اپنے بیٹوں سے کہا جو اچھی بات تم سنتے ہو اسے لکھ لو اور جو اچھی بات تم لکھتے ہو اسے یاد کر لو اور جو اچھی بات تم یاد کرتے ہو اسے بیان کرو اور وہ انہیں کہا کرتا تھا جب دنیا تمہارے پاس آئے تو اس سے خرچ کرو بلاشبہ وہ باقی نہیں رہے گی اور جب وہ پشت پھیر جائے تو بھی اس سے خرچ کرو بلاشبہ وہ باقی نہیں رہے گی اور جب راستے میں سوار ہونے کی حالت میں کوئی مسائل اس سے سوال کرتا تو وہ کم از کم اس کے لیے دو سو درہم کا حکم دیتا ایک روز ایک شخص نے کہا:

اے پاک دامن یحییٰ کے ہمنام تیرے لیے ہمارے رب کے فضل سے دو باغات مقدر کئے گئے ہیں جو شخص بھی راستے میں تیرے پاس سے گزرتا ہے تمہاری بخشش سے اسے دو سو درہم ملتے ہیں میرے لیے جیسے شخص کے لیے دو سو درہم تھوڑے ہیں تو وہ جلد باز سوار کے لیے ہیں۔

اس نے کہا تو نے درست کہا ہے اور اس نے حکم دیا اور گھر کی طرف اس سے سبقت کر گیا اور جب واپس آیا تو اس کے

متعلق دریافت کیا کیا دیکھتا ہے کہ اس نے نکاح کر لیا ہے اور وہ اپنے اہل کے پاس جانا چاہتا ہے تو اس نے چار ہزار درہم اسے اس کی بیوی کا مہر دیا اور چار ہزار مکان سے لے دیا اور چار ہزار سامان سے لے دیا اور چار ہزار آمدنی شریف کا دیا اور چار ہزار مدد مانگنے کا دیا۔

ایک روز ایک شخص نے آ کر اس سے سوال کیا تو اس نے کہا تو بھلاک ہو جائے تو ایسے وقت میرے پاس آیا ہے جس وقت میرے قبضے میں کوئی مال نہیں اور اس نے میرے ایک دوست کو میرے پاس بھیجا کہ وہ اس سے مطالبہ کرے کہ جو کچھ وہ پسند کرتا ہے اسے بھیج دے نیز یہ کہ مجھے پتہ چلا ہے کہ تو اپنی لونڈی کو فروخت کرنا چاہتا ہے اور تو نے اس کے تین ہزار دینار دیئے ہیں اور میں عنقریب اسے طلب کروں گا، اسے تیس ہزار دینار سے کم میں فروخت نہ کرنا، پس وہ میرے پاس آئے اور وہ میرے ساتھ سودا کرنے میں بیس ہزار دینار تک پہنچے اور جب میں نے اس کے متعلق سنا تو میرا دل اس سودے کو واپس کرنے سے کمزور ہو گیا اور میں نے اس کی بیع کو قبول کر لیا سو اس نے لونڈی کو لے لیا اور میں نے بیس ہزار دینار لے لئے اور اس نے وہ لونڈی بیچی کہ وہ بیٹہ دے دی اور جب بیچی سے میری ملاقات ہوئی تو اس نے پوچھا تو نے اس لونڈی کو کتنے میں فروخت کیا ہے؟ میں نے کہا بیس ہزار دینار میں، اس نے کہا تو حسیں آدمی ہے، لو اپنی لونڈی لے جاؤ اور اس نے فارس کے حاکم کی طرف آدمی بھیجا کہ اس سے میرے لیے مطالبہ کرے کہ وہ اس سے کوئی چیز ہدیہ مانگتا ہے اور میں عنقریب اس سے اس کا مطالبہ کروں گا اور وہ اسے پچاس ہزار سے کم میں فروخت نہ کرے پس لوگ میرے پاس آئے اور وہ اس کی قیمت میں تیس ہزار تک پہنچے میں نے اسے ان کے پاس فروخت کر دیا اور جب میں اس کے پاس آیا تو اس نے اسی طرح مجھے ملامت کی اور اسے مجھے واپس کر دیا میں نے کہا میں آپ کو گواہ بناتا ہوں کہ وہ آزاد ہے اور میں نے اس سے نکاح کر لیا ہے۔ نیز میں نے کہا اس لونڈی نے مجھے پچاس ہزار دینار کا فائدہ دیا ہے آج کے بعد میں اس کے متعلق کو تا ہی نہیں کروں گا۔

خطیب نے بیان کیا ہے کہ رشید نے منصور بن زیاد سے دس کروڑ درہم کا مطالبہ کیا اور اس کے پاس صرف ایک کروڑ درہم تھے، پس اس کا دل گھبرا گیا اور اس نے دھمکی دی تھی کہ اگر وہ آج ہی اس کے پاس درہم نہ لایا تو وہ اسے قتل کر دے گا اور اس کے گھر کو برباد کر دے گا، اس نے بیچی بن خالد کے پاس آ کر اس سے اپنے معاملے کا ذکر کیا تو اس نے اسے پانچ کروڑ درہم دے دیئے اور اس نے اپنے بیٹے فضل سے بھی دو کروڑ جلد دینے کو کہا اور بیٹے سے کہنے لگا اے پسرمن! مجھے معلوم ہوا ہے کہ تو ان درہم سے جاگیر خریدنا چاہتا ہے اور یہ جاگیر شکر لاتی اور زمانے تک باقی رہتی ہے اور اس نے اپنے بیٹے سے اس کے لیے ایک کروڑ درہم لے لیا اور اس کی لونڈی سے دنیا پر کا ہر ایک لاکھ بیس ہزار میں خرید لیا اور اسے دیکھنے والے نے کہا ہم نے اسے دو کروڑ کا خیال کیا تھا، پس جب اموال کو رشید کے سامنے پیش کیا گیا تو اس نے ہار واپس کر دیا، اس نے وہ ہار بیچی کی لونڈی کو دیا اور دینے کے بعد اس نے اسے واپس نہ لیا اور اس کے بعض بیٹوں نے جب کہ وہ قید خانے اور بیڑیوں میں تھے اسے کہا اے میرے باپ امر و نبی اور آسائش کے بعد ہم اس حال کو پہنچ گئے ہیں، اس نے کہا میرے بیٹو! مظلوم کی دعوات کو چلی اور ہم اس سے غافل تھے لیکن اللہ اس سے غافل نہیں تھا چہرہ کہنے لگا: ۷

بہت سے لوگ ہیں جو ایک زمانے تک خوش حال رہے اور زمانہ سمرسبز و شاداب رہا پھر زمانے نے کچھ عرصہ ان سے اعراض کیا اور جب وہ گفتگو کرتے تھے تو زمانہ انہیں خون کے آنسو رلاتا تھا۔

اور یحییٰ بن خالد ہرمینیہ سفیان بن حیثہ کو ایک ہزار درہم رمد دینا تھا اور سفیان اپنے کھود میں اس کے لیے دعا کرتا تھا کہ اے اللہ اس نے مجھے اخراجات سے کفایت کی ہے اور مجھے عبادت کے لیے فارغ کر دیا ہے اور تو اس کے امر آخرت کے بارے میں اسے کفایت کر اور جب یحییٰ فوت ہو گیا تو آپ کے ایک ساتھی نے اسے خواب میں دیکھا تو اس نے پوچھا اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ کیا سلوک کیا ہے اس نے کہا مجھے اس نے سفیان کی دعا سے بخش دیا ہے۔

یحییٰ بن خالد رحمۃ اللہ نے اس سال کی ۳ محرم کو ۷۰ سال کی عمر میں قید خانے میں وفات پائی اور اس کے بیٹے نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی اور اسے فرات کے کنارے دفن کیا گیا اور اس کی جیب سے اس کے ہاتھ کا لکھا ہوا ایک رقعہ ملا جس میں لکھا تھا مخالف سبقت کر گیا ہے اور مدعی علیہ بعد میں آنے والا ہے اور فیصلہ کرنے والا وہ عادل ہے جسے نہ مجبور کیا جاسکتا ہے اور نہ وہ دلیل کا محتاج ہے۔ یہ رقعہ رشید کے پاس لے جایا گیا تو وہ اسے پڑھ کر دن بھر روتا رہا اور بقیہ ایام میں بھی اس کے چہرے پر افسوس کے آثار نمایاں رہے اور ایک شاعر نے یحییٰ بن خالد کے بارے میں کہا ہے:

میں نے سخاوت سے پوچھا کیا تو آزاد ہے اس نے جواب دیا نہیں بلکہ میں تو یحییٰ بن خالد کی غلام ہوں میں نے پوچھا زار خرید غلام ہو اس نے کہا نہیں بلکہ دراشتی غلام ہوں۔

۱۹ھ

اس سال خراسان کے نواح میں ثروان بن سیف نامی شخص نے بغاوت کر دی اور وہ شہر بہ شہر پھرنے لگا۔ پس رشید نے طوق بن مالک کو اس کے مقابلہ میں بھیجا جس نے اسے شکست دی اور ثروان زخمی ہو گیا اور اس کے عام اصحاب قتل ہو گئے اور اس نے رشید کو فتح کا خط لکھا اور اسی سال شام میں ابوالنداء نے بغاوت کی اور رشید نے یحییٰ بن معاذ کو اس کے مقابلہ میں بھیجا اور اسے شام کا نائب بھی مقرر کر دیا اور اس سال بغداد میں برف پڑی اور اسی سال یزید بن مہلد الہبیری نے دس ہزار فوج کے ساتھ بلا دروم سے جنگ کی اور رومیوں نے درے میں اس کی نگرانی کی اور طرطوس سے دودن کی مسافت پر اسے اس کے پچاس اصحاب کے ساتھ قتل کر دیا اور باقی فوج بھی شکست کھا گئی اور رشید نے ہرثمہ بن اعین کو موسم گرما کی جنگ کا انتظام مقرر کیا اور تیس ہزار فوج اس کے ساتھ کر دی جس میں خادم مسرور بھی شامل تھا اور اخراجات بھی اس کے سپرد تھے اور رشید حدت کی طرف چلا گیا تاکہ ان کے نزدیک رہے اور رشید نے کلیساؤں اور خانقاہوں کے گرانے کا حکم دے دیا اور ذمیوں کو اس بات کا پابند کیا کہ وہ بغداد اور دیگر شہروں میں اپنی ہیبت اور لباس میں امتیاز پیدا کریں اور اس سال رشید نے علی بن موسیٰ کو خراسان کی امارت سے معزول کر دیا اور ہرثمہ بن اعین کو اس کا امیر مقرر کر دیا اور اسی سال رشید نے شوال میں ہرقلہ کو فتح کیا اور اسے برباد کر دیا اور اس کے باشندوں کو قیدی بنا لیا اور سرزمین روم سے فوجوں کو عین زربہ اور کنیہ سودار کی طرف بھیجا اور ہر روز ہرقلہ میں ایک لاکھ پینتیس ہزار رسد

پانے والے داخل ہوئے اور اس نے حمید بن معيوف کو سہ اہل شام سے مہر تک امہ مقرر کر دیا اور اس نے حرمہ قمیص میں داخل ہوا۔
 کراس کے باشندوں کو قیدی بنا لیا اور ان کو رافقہ لے جا کر فروخت کر دیا اور پارسی کی قیمت وہ ہزار دینار پر ہی ان کو قاضی ابوالخردی
 نے فروخت کیا۔

اور اس سال فضل بن سہیل نے مامون کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا اور فضل بن عباس بن محمد بن علی عباسی والی مکہ نے اس
 سال لوگوں کو حج کروایا اور اس سال کے بعد ۲۱۵ھ تک لوگوں نے موسم گرما کی کوئی جنگ نہیں لڑی۔

اس سال میں وفات پانے والے

سلمہ بن الفضل الابرش، عبدالرحمن بن القاسم جو فقیہ اور مالک بن یونس بن ابی اسحاق سے روایت کرنے والے ہیں۔ آپ
 رشید کے پاس آئے تو اس نے آپ کے لیے تقریباً پچاس ہزار درہم کا حکم دیا مگر آپ نے اس مال کو قبول نہ کیا اور فضل بن موسیٰ
 شیبانی، محمد بن سلمہ اور محمد بن الحسین المصیعی نے بھی اس سال وفات پائی جو ایک ثقہ درویش تھے۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے
 پچاس سال سے کوئی ایسی بات نہیں کی جس پر مجھے معذرت کرنی پڑے اور معمر الرقی نے بھی اسی سال وفات پائی ہے۔

۱۹۲ھ

اس سال ہرثمہ بن اعین خراسان کا نائب بن کر خراسان آیا اور اس نے علی بن عیسیٰ کو گرفتار کر لیا اور اس کے اموال و ذخائر
 پر قبضہ کر لیا اور اسے ایک اونٹ پر اس کی دم کی طرف منہ کر کے سوار کر دیا اور بلاد خراسان میں اس کی منادی کرادی اور رشید کو اس
 کے متعلق خط لکھا تو اس نے اس امر پر اس کا شکریہ ادا کیا پھر اس کے بعد اس نے اسے رشید کے پاس بھیج دیا اور اسے بغداد میں اس
 کے گھر میں قید کر دیا گیا اور اس سال رشید نے ثاقب بن نصر بن مالک کو سرحدوں کی نیابت سونپی اور اس نے بلاد روم میں داخل ہو
 کر مظلوموں کو فتح کر لیا۔

اور اسی سال ثاقب بن نصر کے ہاتھ پر مسلمانوں اور رومیوں کے درمیان صلح ہوئی اور اسی سال خرید نے جبل اور بلاد
 آذربائیجان میں بغاوت کی اور رشید نے عبداللہ بن مالک بن الحثیم خزاعی کو دس ہزار سواریوں کے ساتھ ان کے مقابلہ میں بھیجا تو
 اس نے ان میں سے بہت سے آدمیوں کو قتل کر دیا اور ان کے بچوں اور عورتوں کو قیدی بنا لیا اور انہیں بغداد لے آیا رشید نے اسے
 ان میں سے بالغ مردوں کے قتل کروینے کا حکم دیا اور بچوں کو اسی سال فروخت کر دیا گیا اور اس سے قبل خزیمہ بن حازم نے ان
 سے معرکہ آرائی کی تھی اور اس سال کے ربیع الاول میں رشید رقبہ سے کشتیوں میں بغداد آیا اور اس نے رقبہ میں اپنے بیٹے قاسم کو
 نائب مقرر کیا اور اس کے آگے آگے خزیمہ بن حازم تھا اور رشید کا ارادہ خراسان جا کر رافع بن لیث سے جنگ کرنے کا تھا جس نے
 اطاعت چھوڑ دی تھی اور سمرقند کے علاقے میں بہت سے شہروں پر قابض ہو گیا تھا پھر رشید شعبان میں خراسان جانے کے لیے نکلا
 اور اس نے اپنے بیٹے محمد امین کو نائب مقرر کیا اور مامون نے اس خوف سے کہ اس کا بھائی امین اس سے خیانت نہ کرے اپنے باپ
 سے اس کے ساتھ جانے کی اجازت مانگی تو اس نے اسے اجازت دے دی اور وہ اس کے ساتھ روانہ ہو گیا اور راستے میں رشید

نے اپنے ایک امیر کے پاس اپنے تینوں بیٹوں کی بدسلوکی کی شکایت کی جنہیں اس نے اپنے بعد ولی عہد بنایا تھا اور اس نے اسے اپنے جسم کی بیماری بھی دکھائی نیز اس نے کہا کہ امین، مامون اور قاسم تینوں کی جانب سے مجھ پر جاسوس مقرر ہیں اور وہ میرے سانس گن رہے ہیں اور میرے ایام کے خاتمہ کے متنبی ہیں اور یہ بات ان کے لیے بہت بری ہوگی۔ کاش وہ جانتے، پس اس امیر نے اس کے لیے دعا کی پھر رشید نے اسے حکم دیا کہ وہ اپنی عملداری کی طرف چلا جائے اور اسے الوداع کہا یہ اس کی آخری ملاقات تھی۔

اور اسی سال ثروان حروری نے بغاوت کی اور سلطان کے عامل کو بصرہ کے کنارے قتل کر دیا اور اسی سال رشید نے البصیر الیمانی کو قتل کیا اور سیسی بن جعفر جو رشید سے ملنے کا خواہاں تھا راستہ ہی میں مر گیا اور اس سال عباس بن عبد اللہ بن جعفر بن ابی جعفر منصور نے لوگوں کو حج کروایا۔

اس سال وفات پانے والے اعیان

اسماعیل بن جامع:

ابن اسماعیل بن عبد اللہ بن المطلب بن ابی وداع ابو القاسم جو ایک مشہور گلوکار تھا اور ان لوگوں میں سے تھا جن کی مثال بیان کی جاتی ہے پہلے یہ قرآن حفظ کرتا تھا پھر اس نے قرآن حفظ کرنا ترک کر دیا اور گانے کے فن کی طرف متوجہ ہو گیا اور لاغانی کے مؤلف ابو الفرج بن علی بن الحسین نے اس سے بہت عجیب واقعات بیان کئے ہیں ان میں سے ایک واقعہ یہ ہے کہ اس نے بیان کیا کہ ایک روز میں حران میں اپنے بالا خانے سے دیکھ رہا تھا کہ اچانک ایک سیاہ فام لونڈی آئی جس کے پاس پانی بھرنے کے لیے ایک مشکیزہ تھا اس نے بیٹھ کر مشکیزہ رکھ دیا اور گانے لگی میں اللہ کے پاس اس کے بخل کی شکایت کرتا ہوں اور میری بخشش اس کے لیے شہد اور وہ ایلاودیتی ہے میرے دل کی تکلیف کو واپس کر دے تو نے اسے قتل کر دیا ہے اور اسے پریشان دل مشتاق بنا کر نہ چھوڑ دے۔

راوی بیان کرتا ہے میں نے ایسی بات سنی جس میں صبر نہ سکتا تھا اور میں نے چاہا کہ وہ اسے دہرائے مگر وہ اٹھ کر واپس چلی گئی میں بھی بالا خانے سے اتر کر اس کے پیچھے پیچھے ہولیا اور اس سے اس کے شعر دہرانے کا مطالبہ کرنے لگا وہ کہنے لگی میرے ذمے ہر روز دو درہم نکلیں ہے میں نے اسے دو درہم دے دیئے تو اس نے شعر دہرا دیا اور میں نے اسے یاد کر لیا اور میں اسے اس دن دہرتا رہا اور جب صبح ہوئی تو وہ شعر مجھے بھول گیا اور وہ سیاہ فام لونڈی آئی تو میں نے اسے شعر دہرانے کو کہا تو اس نے دو درہم کے بغیر ایسا کرنے سے انکار کر دیا پھر کہنے لگی تو چار درہم کو زیادہ سمجھتا ہے حالانکہ میں دیکھ رہی ہوں کہ تو اس سے چار ہزار دینار حاصل کرے گا راوی بیان کرتا ہے میں نے ایک شب رشید کو یہ شعر گا کر سنایا تو اس نے مجھے ایک ہزار دینار دیا پھر اس نے مجھ سے اسے تین بار دہرانے کا مطالبہ کیا اور مجھے تین ہزار دینار دیئے تو میں مسکرایا اس نے پوچھا کس وجہ سے مسکرائے ہو؟ تو میں نے سارا واقعہ بیان کر دیا تو وہ ہنس پڑا اور میری طرف ایک تھیلی پھینکی جس میں ایک ہزار دینار تھا اور کہنے لگا میں سیاہ فام لونڈی کی تکذیب نہیں کروں گا اور اسی طرح اس سے بیان کیا گیا ہے کہ اس نے بیان کیا کہ ایک روز صبح کو میں مدینہ میں تھا اور میرے پاس صرف

تین درہم تھے کیا، کچھتا ہوں کہ ایک لہذا کی گمراہی یہ مٹکا اٹھائے کتوں میں کی طرف جانا چاہتی ہے اور وہ ۱۰۰۰ روپے سے اور غمناک آواز میں گارتی ہے:

ہم نے اپنے اسباب کے پاس طوائف شب کی شہادت کی تو انہوں نے کہا ہمارے ہاں تو شب بھاریت پہونی ہوتی ہے اور یہ اس لیے کہ ان کی آنکھوں کو جلد نیند آ جاتی ہے اور ہماری آنکھوں کو نیند نہیں آتی اور جب عاشق کو تکلیف دینے والی رات نزدیک آتی ہے تو ہم گھبرا جاتے ہیں اور وہ اس کے نزدیک آنے سے خوش ہوتے ہیں اور اگر انہیں ہم ہمیں تکلیف سے پالا پڑتا تو وہ بھی بستروں میں ہماری طرح ہوتے۔

راوی بیان کرتا ہے کہ میں نے اس سے ان اشعار کے دہرانے کا مطالبہ کیا اور اسے تینوں درہم دے دیئے تو وہ کہنے لگی تو ان کے بدلے میں تین ہزار دینار لے گا اور رشید نے مجھے ایک رات میں اس گانے پر تین ہزار دینار دیئے۔

بکر بن النطاح:

ابو اکل حنفی بصری مشہور شاعر ہے جو رشید کے زمانے میں بغداد آیا اور ابو العتیبہ سے میل جول رکھتا تھا ابو عفان نے بیان کیا ہے عادل محدثین میں سے چار بڑے شاعر ہیں جن میں سب سے اول بکر بن النطاح ہے اور البیرد نے بیان کیا ہے کہ میں نے حسن بن رجا کو بیان کرتے سنا کہ شعراء کی ایک پارٹی ایک دوسرے کو شعر سنانے کے لیے اکٹھی ہوئی اور بکر بن النطاح بھی ان کے ساتھ تھا اور جب وہ اپنے مقابلے سے فارغ ہوئے تو بکر بن النطاح نے اپنے بارے میں شعر سنائے:

اگر وہ رضامندی کا خط لکھ دیتی تو اسے یہ بات نقصان نہ دیتی اور آنکھوں کی پلکیں خشک ہو جاتیں یا انہیں نیند آ جاتی اس کے نزدیک محبت کرنے والے عاشق کے بارے میں سفارش مردود ہے کاش! وہ مر جاتا اے نفس صبر کر اور جان لے کہ اس سے امید کرنے والا گزرے ہوئے لوگوں کی طرح ہے پلکیں کسی قاتل کے دیکھنے سے پیار نہیں ہوں مگر اس نے انہیں بیمار کر دیا ہے۔

راوی بیان کرتا ہے کہ شاعر اس کی طرف سبقت کر کے اس کے سر کو بوسے دینے لگے اور جب وہ فوت ہو گیا تو ابو العتیبہ نے اس کا مرثیہ کہا:

ابن نطاح ابو اکل بکرفوت ہو گیا ہے اور شعر بھی جدا ہو گیا ہے۔

اور اسی سال حضرت بہلول مجنون نے بھی وفات پائی آپ کو فہ کے قبرستان میں رہتے تھے اور خوبصورت کلمات کہتے تھے اور آپ نے رشید وغیرہ کو نصائح کیں جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔

عبداللہ بن اور لیس:

الادوی الکوفی آپ نے اعمش، ابن جریج، شعبہ مالک اور ان کے علاوہ بہت سے لوگوں سے سماع کیا اور آپ سے آئمہ کی کئی جماعتوں نے روایت کی ہے رشید نے آپ کو قاضی بنانے کے لیے دعوت دی تو آپ نے فرمایا میں اس کے اہل نہیں اور شدید انکار کیا اور اس نے آپ سے قبل وکیع سے بھی دریافت کیا تو انہوں نے بھی اسی طرح انکار کر دیا اور اس نے حفص بن غیاث

کو طلب کیا تو اس نے قاضی کا عہدہ قبول کر لیا اور اس نے ان میں سے ہر ایک کو اس کلفت سفر کی وجہ سے جو اس نے برداشت کی پانچ ہزار درہم دے کر وکیل اور ابن ادریس نے انہیں قبول نہ کیا اور حفص نے انہیں قبول کر لیا تو ابن ادریس نے قسم کھائی کہ وہ کبھی ان سے بات نہیں کریں گے اور رشید نے ایک سال حج کیا اور کوفہ سے گزرا تو قاضی ابو یوسف امین اور مامون بھی اس کے ساتھ تھے اور رشید نے حکم دیا کہ شیوخ حدیث اکٹھے ہو کر اس کے دونوں بیٹوں کو سماع کرائیں تو ابن ادریس اور عیسیٰ بن یونس کے سوا سب اکٹھے ہو گئے اور امین اور مامون جمع شدہ مشائخ کے سماع سے فراغت کے بعد ابن ادریس کے پاس گئے تو آپ ان دونوں کو ایک سوا حدیث کا سماع کرایا اور مامون نے آپ سے کہا اے چچا! اگر آپ چاہیں تو میں ان احادیث کو اپنے حفظ سے دہرا دوں تو آپ نے اسے اجازت دے دی تو اس نے جس طرح ان احادیث کو سنا تھا اپنے حفظ سے دہرایا تو آپ اس کے حفظ سے حیران رہ گئے۔ پھر مامون نے آپ کے لیے مال کا حکم دیا تو آپ نے اس سے کچھ بھی قبول نہ کیا۔ پھر وہ دونوں عیسیٰ بن یونس کے پاس گئے اور آپ سے سماع کیا پھر مامون نے آپ کے لیے دس ہزار درہم کا حکم دیا مگر آپ نے انہیں قبول نہ کیا مامون نے خیال کیا شاید آپ نے ان درہم کو کم خیال کیا ہے اور اس نے انہیں دو گنا کر دیا آپ نے فرمایا اگر تو اس مسجد کو چھت تک مال سے بھر دے تو میں اسے حدیث رسول کے عوض میں ہرگز قبول نہیں کروں گا اور جب ابن ادریس کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ کی بیٹی روپڑی آپ نے پوچھا تو کیوں روتی ہے؟ میں نے اس گھر میں چار ہزار قرآن ختم کئے ہیں۔

صعصعہ بن سلام:

آپ کو ابن عبداللہ دمشقی بھی کہا جاتا ہے پھر آپ اندلس منتقل ہو گئے اور عبدالملک بن معاویہ اور اس کے بیٹے ہشام کے زمانے میں اسے وطن بنا لیا آپ پہلے شخص ہیں جنہوں نے علم حدیث اور اوزاعی کے مذہب کو اندلس میں داخل کیا ہے اور آپ قرطبہ میں امام الصلوٰۃ مقرر ہوئے اور آپ ہی کے زمانے میں جامع مسجد میں درخت لگائے گئے جیسا کہ اوزاعی اور شامی اسے جائز سمجھتے ہیں اور مالک اور آپ کے اصحاب اسے ناپسند کرتے ہیں اور آپ نے مالک اوزاعی اور سعید بن عبدالعزیز سے روایت کی ہے اور آپ سے ایک جماعت نے روایت کی ہے جس میں عبدالملک بن حبیب فقیہ بھی شامل ہیں اور انہوں نے کتاب الفقہاء میں آپ کا ذکر کیا ہے اور ابن یونس نے اپنی تاریخ مصر میں اور حمیدی نے تاریخ اندلس میں آپ کا ذکر کیا ہے اور آپ کی وفات اس سال میں تحریر کی ہے اور ابن یونس نے بیان کیا ہے کہ آپ پہلے شخص ہیں جو اندلس میں علم حدیث لائے ہیں اور اس نے بیان کیا ہے کہ آپ نے تقریباً ۸۰ھ میں وفات پائی ہے مگر حمیدی نے اس سال میں آپ کی وفات کا جو قول لکھا ہے وہ زیادہ پائیدار ہے۔

علی بن ظبیان:

ابوالحسن العسی بنغداد کے مشرقی حصے کے قاضی تھے رشید نے آپ کو قاضی بنایا تھا آپ حضرت امام ابوحنیفہ کے اصحاب میں سے تھے عالم تھے پھر رشید نے آپ کو قاضی القضاۃ بنا دیا اور جب رشید کے ہاں سے آپ باہر نکلتے تو رشید بھی آپ کے ساتھ باہر نکلتا آپ نے اس سال تو مبین میں وفات پائی۔

عباس بن الحنف:

ابن اسود بن طلحہ مشہور شاعر ہے یہ خراسانی عربوں میں سے تھا اور اس نے بغداد میں پرورش پائی ہے اور یہ لطیف ظریف مقبول اور اچھے شعر کہنے والا تھا ابوالعباس نے کہا ہے کہ عبداللہ المستر نے بیان کیا ہے کہ اگر مجھ سے دریافت کیا جائے کہ تو لوگوں میں سے کس کو سب سے اچھے شعر کہنے والا سمجھتا ہے؟ تو میں کہوں گا عباس کو۔

لوگوں نے ہمارے بارے میں ظنون کے دامن گھسیٹے ہیں اور ہمارے بارے میں مختلف اقوال بیان کئے ہیں وہ شخص جھوٹا ہے جس نے تمہارے غیر پر ظن سے تہمت لگائی ہے اور وہ سچا ہے جس کو معلوم ہی نہیں کہ اس نے سچ کہا ہے۔

ایک شب رشید نے رات کو اسے طلب کیا تو وہ گھبرا گیا اور اس کی بیویاں بھی خوفزدہ ہو گئیں اور جب رشید کے سامنے کھڑا ہوا تو اس نے اسے کہا تو بلاک ہو جائے۔ میری ایک لونڈی کے بارے میں میرے سامنے ایک مصرعہ آیا ہے میں چاہتا ہوں کہ تو اس کے ساتھ ایک اس جیسا مصرعہ لگا دے اس نے کہا یا امیر المؤمنین میں اس شب سے زیادہ کبھی نہیں ڈرا اس نے پوچھا کیوں؟ اس نے کہا رات کے وقت آپ کے محافظوں کے آنے کی وجہ سے پھر وہ بیٹھ گیا حتیٰ کہ اس کا دل مطمئن ہو گیا پھر کہنے لگا یا امیر المؤمنین آپ نے کیا کہا ہے؟ اس نے کہا:

ہم نے اسے مہربان پایا ہے اور ہم نے کسی بشر کو اس کی مانند نہیں پایا اور جوں جوں میں اس کی طرف دیکھتا ہوں اس کے چہرے کی خوبصورتی میں اضافہ ہوتا جاتا ہے۔

رشید نے کہا اس پر اضافہ کرو تو اس نے کہا:

جب رات تجھ پر حملہ آور ہوتی ہے اور چھا جاتی ہے اور تو فجر کو نہیں دیکھتا تو وہ اپنے چہرے کو نمایاں کر دیتی ہے اور تو چاند کو دیکھ لیتا ہے۔

رشید نے کہا ہم نے اسے دیکھا ہے اور ہم نے تیرے لیے دس ہزار درہم کا حکم دے دیا اور اس کے جن اشعار کی وجہ سے

بشار بن برد نے اسے تسلیم کیا اور اسے شعراء کی فہرست میں لکھا وہ یہ ہیں:

میں ان لوگوں کو روتا ہوں جنہوں نے مجھے اپنی محبت کا مزا چکھایا ہے اور جب وہ مجھے عشق کے لیے بیدار کر چکے تو خود سو گئے اور انہوں نے مجھے اٹھایا اور جب وہ بوجھ جو انہوں نے مجھ پر لادا میں اٹھا کر سیدھا اٹھ کھڑا ہوا تو وہ بیٹھ گئے۔

نیز اس نے کہا:

اے سعد تو نے مجھے اس کے متعلق باتیں بتا کر میرے جنون میں اضافہ کر دیا ہے۔ اے سعد مجھے مزید اپنی باتیں بتا۔

اس کا عشق اس کا عشق ہے اور دل نے اس کے سوا کسی کو نہیں پہچانا اور نہ اس کا قبل اور بعد ہے۔

اصمعی نے بیان کیا ہے کہ میں عباس بن الحنف کے پاس بصرہ گیا اور وہ اپنے بستر پر جان دے رہا تھا اور کہہ رہا تھا:

اے اپنے وطن سے اکیلے دور گھر والے جو اپنے غم پر روتا ہے جب کبھی اس کا رونا زیادہ ہو جاتا ہے اس کے بدن میں

بیماریاں زیادہ ہو جاتی ہیں۔

پھر اسے ہوشی ہوگئی پھر وہ درخت پر بیٹھے پرندے کی آواز سے ہوش آیا اور کہنے لگا:
دل کا نم بڑھ گیا ہے اور آواز دینے والا اس کی ٹہنیوں پر روتا ہے ات بھی اسی نے شوق دلا یا ہے جس نے مجھے دلا یا ہے
اور ہم سب اپنے تھکے پر روتے ہیں۔

راوی بیان کرتا ہے پھر وہ دوبارہ بے ہوش ہو گیا تو میں نے اسے بلایا تو وہ مرچکا تھا! انہوں نے بیان کیا ہے کہ اس کی
وفات اس سال ہوئی ہے اور بعض کا قول ہے کہ اس کے بعد ہوئی ہے اور بعض کا قول ہے کہ اس سے پہلے ۱۸۸ھ میں ہوئی ہے۔
واللہ اعلم، اور بعض مؤرخین کا خیال ہے کہ وہ رشید کے بعد بھی زندہ رہا ہے۔

عیسیٰ بن جعفر بن ابی منصور:

یہ زبیدہ کا بھائی تھا اور رشید کے زمانے میں بصرہ کا نائب تھا۔ اس نے بھی اسی سال وفات پائی ہے۔

فضل بن یحییٰ

ابن خالد برمک، جعفر کا بھائی رشید اور فضل دونوں اکٹھے دودھ پیتے تھے، خیزران نے فضل کو دودھ پلایا اور فضل کی ماں
زبیدہ بنت بریہ نے ہارون الرشید کو دودھ پلایا اور یہ زبیدہ تین البربر کی مولدات میں سے تھی اور اس باب میں ایک شاعر نے
کہا ہے:

تیرے لیے یہی فخر کافی ہے کہ بہترین شریف عورت نے تجھے اور خلیفہ کو ایک پستان سے دودھ پلایا ہے اور تو نے یحییٰ کو
تمام میدانوں میں زینت بخشی ہے جیسے یحییٰ نے خالد کو تمام میدانوں میں زینت بخشی ہے۔

مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ فضل اپنے بھائی جعفر سے زیادہ سخی تھا لیکن اس میں تکبر بہت تھا اور جیسے بہ جبین تھا اور جعفر اس
کی نسبت خوبصورت اور کشادہ رو اور کم عطا کرنے والا تھا اور لوگ اس کی طرف زیادہ میلان رکھتے تھے، لیکن سخاوت کی عادت
سب برائیوں کو چھپا لیتی ہے اور وہ فضل کی اس خصلت کو چھپا لیتی تھی اور فضل نے اپنے باورچی کو ایک لاکھ درہم دیئے تو اس کے
باپ نے اس بات پر اسے ملامت کی تو اس نے کہا اے میرے باپ یہ عمر و نسر میں اور تنگدستی میں میرے ساتھ رہتا ہے اور یہ اس
حال میں بھی مسلسل میرے ساتھ ہے اور اس نے میری اچھی صحبت کی ہے اور ایک شاعر نے کہا ہے:

شریف لوگ جب آسودہ حال ہو جاتے ہیں تو وہ ان لوگوں کو یاد کرتے ہیں جو سخت مقام پر ان کے پاس آیا کرتے تھے۔

ایک روز اس نے ایک ادیب کو دس ہزار دینار دیئے تو وہ رو پڑا اس نے اس سے دریافت کیا تو کیوں روتا ہے؟ کیا تو انہیں
کم سمجھتا ہے۔ اس نے کہا قسم بخدا میں انہیں کم نہیں سمجھتا بلکہ میں اس بات پر روتا ہوں کہ زمین تیرے جیسے لوگوں کو کھلا جائے گی یا
چھپا لے گی۔

علی بن الجہم نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ ایک روز میرے پاس کچھ نہ تھا حتیٰ کہ سواری کے جانور کے لیے چارہ بھی
نہ تھا۔ میں فضل بن یحییٰ کے پاس گیا کیا دیکھتا ہوں کہ وہ لوگوں کی ایک جماعت کے ساتھ دار الخلافہ سے آرہا ہے جب اس نے

مجھے دیکھا تو مجھے خوش آمد بد کہا اور کہنے لگا آؤ، میں اس کے ساتھ چل پڑا راستے میں اس نے ایک غلام کو ایک اونٹنی کو گھم سے بلا تے سنا اور وہ جس اونٹنی سے محبت کرتا تھا اس کا نام لے کر بلارہا ہے۔ پس وہ اس بات سے گھبرا گیا اور اسے اس بات سے جو تکلیف پہنچی اس کی اس نے شکایت کی میں نے کہا آپ کو وہ تکلیف پہنچی ہے جو بنو عامر کے ایک شخص کو پہنچی تھی وہ کہتا ہے۔ جب ہم منیٰ کے خیف مقام پر تھے تو ایک پکارنے والے نے پکارا اور اس نے دانستگی میں دل کے غموں کو برا بھینچنے کر دیا اس نے لیلیٰ کے نام سے کسی اور عورت کو آواز دی۔ گویا اس نے لیلیٰ کے ذریعے اس پرندے کو آواز دیا جو میرے سینے میں تھا۔

اس نے کہا یہ دونوں شعر مجھے لکھ دو راوی بیان کرتا ہے کہ میں ایک سبزی فروش کے پاس گیا اور میں نے ایک ورق کی قیمت پر اپنی انگوٹھی اس کے پاس رہن رکھی اور میں نے اس کے لیے دونوں شعر لکھے اس نے دونوں شعر لے کر کہا بھلائی کے ساتھ جاؤ میں اپنے گھر واپس آیا تو میرے غلام نے مجھے کہا اپنی انگوٹھی لاؤ تاکہ ہم اپنے کھانے اور جانور کے چارے کے لیے اسے رہن رکھیں، میں نے کہا میں نے اسے رہن رکھ دیا ہے اور ابھی شام نہیں ہوئی تھی کہ فضل نے میری طرف تیس ہزار نقرئی درہم بھیج دیئے اور ہر مہینے کا مجھے بقایا بھی دیا اور ایک مہینے کی مجھے پیشگی بھی دی۔

ایک روز ایک بڑا شخص فضل کے پاس آیا تو فضل نے اس کی عزت کی اور اسے اپنے ساتھ تخت پر بٹھایا اور اس شخص نے اس کے پاس اپنے قرض کی شکایت کی اور اس سے اپیل کی کہ وہ اس باب میں امیر المؤمنین سے بات کرے اس نے کہا بہت اچھا اور اس نے پوچھا کہ تیرا کتنا قرض ہے؟ اس نے کہا تین لاکھ درہم اور وہ اس کے ہاں سے قرض کی ادائیگی کی کمزوری کی وجہ سے غمگین ہو کر باہر نکلا پھر وہ اپنے ایک بھائی کے پاس گیا اور اس کے ہاں آرام کیا پھر اپنے گھر لوٹ آیا تو کیا دیکھتا ہے کہ مال اس سے پہلے اس کے گھر پہنچ چکا ہے اور اس کے متعلق ایک شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

اے فضل بن یحییٰ بن خالد تجھے ایک فضیلت حاصل ہے اور ہر وہ شخص جسے فضل کے نام سے پکارا جائے اسے فضیلت حاصل نہیں ہوتی، اللہ تعالیٰ نے لوگوں میں تیرے احسان کو وسیع دیکھا ہے اور اس نے تیرا نام فضل رکھ دیا ہے اور اسم و فعل باہم مل جل گئے ہیں۔

اور رشید کے ہاں فضل، جعفر کی نسبت بڑا تہر رکھتا تھا اور جعفر رشید کے ہاں اس سے خاص اور بڑا مرتبہ رکھتا تھا اور اس نے فضل کو بڑے بڑے کام سپرد کر رکھے تھے جن میں سے خراسان وغیرہ کی نیابت بھی تھی اور جب رشید نے برا مکہ کو قتل کیا اور انہیں قید کیا تو اس نے اس فضل کو سو کوڑے مارے اور اسے مسلسل قید رکھا حتیٰ کہ وہ اس سال رشید سے پانچ ماہ قبل رقبہ میں فوت ہو گیا اور اس محل میں اس کی نماز جنازہ پڑھی گئی جس میں اس کے اصحاب فوت ہوئے تھے پھر اس کے جنازہ کو باہر نکالا گیا تو لوگوں نے اس کی نماز جنازہ پڑھی اور وہیں اسے دفن کیا گیا، اس کی عمر ۴۵ سال تھی اور اس کی موت کا باعث اس کی زبان کا ٹھٹھ تھا جو جمعرات اور جمعہ کے دن بڑھ گیا اور وہ ہفتہ صبح کی اذان سے قبل فوت ہو گیا، ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ یہ خرم ۱۹۳ھ کا واقعہ ہے اور ابن جوزی نے ۱۹۲ھ میں اس کی وفات بیان کی ہے۔ واللہ اعلم۔

اور ابن خلکان نے اس کے حالات کے بیان میں بڑی طوالت سے کام لیا ہے اور اس کے محاسن و مکارم کے عجیب واقعات بیان کئے ہیں ان میں سے ایک واقعہ یہ ہے کہ جب وہ خراسان کا نائب بھاٹوہ تک گیا وہاں ایک آتش کدہ تھا جس کی بجوس پرستش کرتے تھے اور اس کا دادا بڑا کبھی اس کے خاموں میں سے تھا۔ پس اس نے آتش کدہ کا کچھ حصہ گرا دیا اور وہ اس کی مضبوطی کی وجہ سے سارے کو نہ گرا سکا اور اس کی جگہ اس نے خدا کی مسجد تعمیر کر دی بیان کیا گیا ہے کہ وہ قید خانے میں ان اشعار کو بطور مثال پڑھا کرتا تھا اور روتا تھا: —

ہمیں جو تکلیف پہنچی ہے ہم اللہ کے پاس اس کی شکایت کرتے ہیں اور مصیبت کا دور کر دینا اسی کے ہاتھ ہے ہم دنیا سے نکل چکے ہیں حالانکہ ہم اس کے باشندے ہیں پس نہ ہم زندوں میں ہیں اور نہ مردوں میں ہیں اور جب دار و نہ جیل کسی کام کے لیے ہمارے پاس آتا ہے تو ہم حیران ہو کر کہتے ہیں یہ دنیا سے آیا ہے۔

محمد بن امیہ:

یہ شاعر اور کاتب تھا اور ایسے گھرانے سے تعلق رکھتا تھا جس کے سارے آدمی ہی شاعر تھے اور بعض کے اشعار ایک دوسرے سے مل جل گئے۔

منصور بن البربرقان:

ابن سلمہ ابو الفضل النیرمی الشاعر اس نے رشید کی مدح کی اور یہ اصلاً جزیرہ کا ہے اور اس نے بغداد میں اقامت اختیار کر لی اور اس کے دادا کو گدھوں کو مینڈھا کھلانے والا کہا جاتا ہے اور یہ واقعہ یوں ہے کہ اس نے کچھ لوگوں کی ضیافت کی تو گدھ ان کے ارد گرد چکر لگانے لگے تو اس نے حکم دیا کہ گدھوں کے لیے ایک مینڈھا ذبح کیا جائے تاکہ اس کے مہمانوں کو اذیت نہ ہو تو اس کے لیے ایسا ہی کیا گیا اور ایک شاعر نے اس باب میں کہا ہے: —

تیرا باپ بنو قاسط کا سردار ہے اور تیرا ماموں مینڈھے والا ہے جو گدھوں کو کھانا کھلاتا ہے۔

اور اس کے اشعار بہت اچھے ہیں اور کلثوم بن عمرو سے روایت کرتا ہے اور وہ اس کا شیخ بھی ہے جس سے اس نے گانا سیکھا تھا۔

یوسف بن قاضی ابو یوسف:

آپ نے سری بن یحییٰ اور یونس بن ابی اسحاق سے سماع کیا ہے اور رائے میں غور کیا اور فقیہ بن گئے اور اپنے باپ ابو یوسف کی زندگی میں بغداد کی شرقی جانب کے قاضی بنے اور رشید کے حکم سے جامع منصور میں لوگوں کو جمعہ پڑھایا اور اس سال کے رجب میں جب کہ آپ بغداد کے قاضی تھے وفات پائی۔



۱۹۳ھ

ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ اس سال کے محرم میں فنس بن یحییٰ نے وفات پائی اور ابن جوزی نے جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے فنس کی وفات ۱۹۲ھ میں بیان کی ہے اور جو کچھ ابن جریر نے بیان کیا ہے وہ اقرب ہے اور اس سال سعید ابو ہریر نے وفات پائی ہے اور اسی سال رشید جرجان گیا اور علی بن عیسیٰ کے خزانے پندرہ سو اونٹوں پر لاد کر اس کے پاس پہنچے اور یہ اس سال کے صفر کا واقعہ ہے۔ پھر وہ بیماری کی حالت میں وہاں سے طوس منتقل ہو گیا اور وہیں اس کی وفات ہوئی اور اس سال عراق کے نائب ہرثمہ نے رافع بن لیث پر حملہ کر کے اسے شکست دی اور بخارا کو فتح کر لیا اور اس کے بھائی بشیر بن لیث کو قید کر لیا اور اسے رشید کے پاس طوس بھیج دیا اور اس نے چلنے میں دیر کر دی اور جب وہ اس کے سامنے کھڑا ہوا تو اس سے رحم طلب کرنے لگا مگر اس نے یہ بات قبول نہ کی اور کہنے لگا خدا کی قسم میری عمر اتنی ہی باقی رہ گئی ہے کہ میں اپنے دونوں ہونٹوں کو تیرے قتل کے متعلق حرکت دوں اور تجھے قتل کر دوں پھر اس نے ایک قصاب کو بلایا اور اس نے اس کے سامنے اس کے چودہ ٹکڑے کر دیئے پھر رشید نے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر دعا کی کہ وہ اسے اس کے بھائی رافع پر بھی قابو دے جیسے اس نے اسے اس کے بھائی بشیر پر قابو دیا ہے۔

رشید کی وفات:

اس نے کوفہ میں ایک خواب دیکھا جس نے اسے گھبرا دیا اور غمگین کر دیا اور جبریل بن سنجشوع نے اس کے پاس آ کر کہا یا امیر المؤمنین آپ کو کیا ہوا ہے؟ اس نے کہا میں نے ایک ہتھیلی دیکھی ہے جس میں سرخ مٹی ہے اور وہ میرے تخت کے نیچے سے نکلی ہے اور ایک کہنے والا کہتا ہے یہ ہارون کی مٹی ہے جبریل نے اس خواب کی اہمیت کو کم کرنے کے لیے اسے کہا یہ حدیث نفس کا ڈراؤنا خواب ہے یا امیر المؤمنین اسے بھول جائیے اور جب وہ خراسان جاتے ہوئے طوس سے گزرا تو بیماری نے وہاں اسے روک لیا۔ اس نے اپنا خواب یاد کیا تو اس نے اسے خوفزدہ کر دیا اور اس نے جبریل سے کہا تو ہلاک ہو جائے کیا تجھے وہ خواب یاد نہیں جو میں نے تمہیں بتایا تھا؟ اس نے کہا بے شک، پس اس نے مسرور خادم کو بلایا اور کہا اس زمین کی کچھ مٹی میرے پاس لاؤ اور جب اس نے اسے دیکھا تو کہنے لگا خدا کی قسم یہی وہ ہتھیلی ہے جو میں نے دیکھی ہے اور یہی وہ مٹی ہے جو میں نے اس میں دیکھی ہے۔ جبریل نے کہا خدا کی قسم اس پر تین دن نہیں گزرے کہ وہ فوت ہو گیا اور اس نے اپنی موت سے قبل ہی اس گھر میں جس میں وہ رہا ہائش پذیر تھا اپنی قبر کھودنے کا حکم دے دیا تھا اور وہ حمید بن ابی غانم طائی کا گھر تھا اور وہ اپنی قبر کو دیکھ کر کہنے لگا اے ابن آدم تو اس کی طرف جائے گا۔ پھر اس نے حکم دیا کہ لوگ اس کی قبر میں قرآن پڑھیں۔ انہوں نے قرآن پڑھ کر ختم کیا تو وہ اپنی قبر کے کنارے اسٹریچر پر پڑا تھا اور جب اس کی وفات کا وقت قریب آیا تو اس نے چادر کی گٹھ ماری اور بیٹھ کر موت کی بے ہوشی کو برداشت کرنے لگا حاضرین میں سے ایک شخص نے اسے کہا اگر آپ لیٹ جائیں تو آپ کو آسانی ہو جائے گی تو وہ صحیح طور پر ہنسا اور کہنے لگا کیا تو نے شاعر کا قول نہیں سنا؟ کہ:

میں ان شرفاء میں سے ہوں جن کے صبر و استقلال میں زمانے کی سختیاں اضافہ کر دیتی ہیں۔

اس نے ہفتے کی رات کو اور بعض کے قول کے مطابق آغاز جمادی الآخرة ۱۹۳ھ کو ۷۵ سال اور بعض کے قول کے مطابق ۷۶ سال کی عمر میں وفات پائی اور اس کی حکومت ۲۳ سال رہی۔

اس کے حالات:

بارون الرشید امیر المومنین ابن مہدی محمد بن نسور ابی نصر عبد اللہ بن محمد بن علی بن عبد اللہ بن عباس بن عبد المطلب القرظی البہاشمی ابو محمد اور اسے ابو جعفر بھی کہا جاتا ہے اور اس کی ماں خیزران ام ولد تھی اس کی پیدائش شوال ۱۲۶ھ میں ہوئی اور ایک قول کے مطابق ۱۲۷ھ اور دوسرے قول کے مطابق ۱۲۸ھ اور تیسرے قول کے مطابق ۱۵۰ھ میں ہوئی اس کے بھائی موسیٰ ہادی کی وفات کے بعد اس کے باپ مہدی کی وصیت کے مطابق رجب الاول ۱۵۰ھ میں اس کی بیعت ہوئی اس نے اپنے باپ اور دادا سے حدیث روایت کی ہے اور ابن مبارک بن فضالہ سے عن حسن عن انس بن مالک سے بھی روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ آگ سے بچو خواہ کھجور کا ایک ٹکڑا دے کر بچنا پڑے۔ اس نے اسے منبر پر خطبہ دیتے ہوئے بیان کیا اور اس سے اس کے بیٹے اور اسحاق کے والد سلیمان ہاشمی اور نباتہ بن عمرو نے روایت کی ہے۔

رشید سفید رنگ، دراز قد، فریبہ اندام اور خوب صورت شخص تھا اور اس نے اپنے باپ کی زندگی میں کئی بار موسم گرما کی جنگ لڑی اور اس کے قسطنطنیہ کا محاصرہ کرنے کے بعد مسلمانوں اور رومیوں کے درمیان مصالحت ہوئی اور مسلمانوں کو اس میں بڑی کوشش کرنی پڑی اور انہیں شدید خوف لاحق ہوا اور ایلیون کی بیوی جس کا لقب اعطہ تھا کے ساتھ اس شرط پر مصالحت ہوئی کہ وہ ہر سال مسلمانوں کے لیے بہت سا بوجھ خرچ کرے گی جس سے مسلمان خوش ہو گئے اور یہ وہ شخص ہے جس نے اپنے باپ کو اپنے بھائی کے بعد ۱۶۶ھ میں اپنی بیعت لینے پر برا بھینٹے کیا اور جب ۷۰ھ میں اسے خلافت مل گئی تو اس نے لوگوں کے ساتھ بہت اچھی روش اختیار کی اور بہت زیادہ جنگیں کیں اور حج کئے اسی وجہ سے ابو العلی نے اس کے بارے میں کہا ہے:

جو شخص تیری ملاقات کا خواہاں ہے وہ حرمین یا سرحدوں کی انتہا پر تجھ سے ملاقات کرے اور دشمن کی زمین تو تیز رفتار گھوڑے پر سوار ہوتا ہے اور آسودہ علاقے میں تو کجاوے پر بیٹھتا ہے اور جو لوگ امور کے جانشین ہوئے ہیں ان میں سے تیرے سوا کسی نے سرحدوں کو اکٹھے نہیں کیا۔

اور وہ ہر روز اپنے اصل مال سے ایک ہزار درہم صدقہ کرتا تھا اور جب وہ حج کرتا تو اپنے ساتھ ایک موفقیہاء اور ان کے بیٹوں کو حج کرواتا اور جب وہ حج نہ کرتا تو تین سو آدمیوں کو پورے اخراجات اور مکمل لباس کے ساتھ حج کرواتا اور وہ عطاء و بخشش کے سوا اپنے دادا ابو جعفر منصور سے تشبہ کو پسند کرتا تھا بلاشبہ یہ بہت جلد بڑی بخشش کرنے والا تھا اور فقہاء اور شعراء کو پسند کرتا تھا اور انہیں عطا کرتا تھا اور کسی نیکی کو ضائع نہیں کرتا تھا اور اس کی انگشتری کا نقش لا الہ الا اللہ تھا اور یہ ہر روز سوائے اس کے کہ بیمار نہ ہو ایک سو رکعت نفل پڑھتا تھا۔ یہاں تک کہ دنیا سے رخصت ہو گیا اور ابن امیر اسے ہنسایا کرتا تھا اور اسے تجاز وغیرہ کے حالات کے جاننے میں بڑا مقام حاصل تھا اور رشید نے اسے اپنے محل میں ٹھہرایا ہوا تھا اور اسے اپنا فیملی ممبر بنا لیا تھا۔ ایک روز رشید نے اسے صبح کی نماز کے لیے جگایا تو اس نے اٹھ کر وضو کیا پھر اس نے رشید کو:

﴿وَمَا لِيَ لَا أَعْبُدَ لِلَّذِي فَطَرَنِي﴾

”مجھے کیا ہو گیا ہے کہ میں اس کی عبادت نہیں کرتا جس نے مجھے پیدا کیا ہے۔“

پڑھتے پایا تو ابن مریم کہنے لگا خدا کی قسم میں نہیں جانتا تو کیوں اس کی عبادت نہیں کرتا جس سے رشید کو نبی آگئی اور اس نے نماز تو زدی پھر اس نے اس کے پاس آ کر کہا تو بلاک ہو جائے نماز اور قرآن سے تو اجتناب کیا کرو اور ان کے علاوہ باتوں میں جو چاہے کہہ۔

ایک روز عباس بن محمد رشید کے پاس آیا اور اس کے پاس چاندی کا ایک برتن تھا جس میں بہت اچھی خوشبو تھی اور وہ اس کی بہت تعریف کرنے لگا اور رشید سے کہنے لگا کہ آپ اسے قبول کر لیں۔ اس نے اسے قبول کر لیا اور اس سے اسے ابن مریم نے مانگ لیا تو اس نے وہ خوشبو اسے دے دی تو عباس اسے کہنے لگا تو بلاک ہو جائے میں ایسی چیز لایا ہوں جو نہ میں نے خود لی ہے اور نہ اپنے اہل کو دی ہے اور میں نے اپنے آقا امیر المؤمنین کو دینے میں ترجیح دی ہے اور تو نے اس سے لے لی ہے۔ ابن مریم نے قسم کھا کر کہا کہ وہ اس سے اپنے سرین کو خوشبو لگائے پھر اس نے اس سے کچھ خوشبو لے کر اپنے سرین پر ملی اور اپنے تمام اعضاء کو اس سے خوشبو لگائی اور رشید نبی کے باعث اپنے آپ پر قابو نہ رکھتا تھا پھر اس نے ایک خادم کو جو ان کے پاس ہی کھڑا تھا اسے خاقان کہا جاتا تھا کہا میرے غلام کو تلاش کرو رشید نے کہا اس کے غلام کو اس کے پاس بلا لاؤ اور اس نے اسے کہا یہ خوشبو لاؤ اور اسے تنک کے پاس لے جاؤ اور اسے حکم دو کہ وہ اس سے اپنے سرین پر خوشبو لگائے حتیٰ کہ میں اس کے پاس آ کر اس سے جماع کروں پس رشید نبی سے لوٹ پوٹ ہو گیا۔ پھر ابن ابی مریم نے عباس بن محمد کے پاس آ کر کہا تو اس خوشبو کی تعریف کرتے ہوئے اسے امیر المؤمنین کے پاس لایا ہے حالانکہ آسمان جو کچھ برساتا ہے اور زمین جو کچھ اگاتی ہے وہ اس کے تصرف اور قبضے میں ہے اور اس سے عجیب تر بات یہ ہے کہ ملک الموت سے کہا گیا کہ اس نے جو حکم تجھے دیا ہے وہ نافذ کر دے اور تو اس کے پاس اس خوشبو کی تعریف کرتا ہے گویا وہ کوئی سبزی فروش یا نانابائی یا باورچی یا کھجوریں فروخت کرنے والا ہے، قریب تھا کہ رشید نبی سے مرجاتا پھر اس نے ابن مریم کے لیے ایک لاکھ درہم دینے کا حکم دیا۔

ایک روز رشید نے دوائی پی اور اس نے ابن ابی مریم سے کہا کہ وہ آج حجابت کے فرائض انجام دے اور جو کچھ اسے ملے وہ اس کے اور امیر المؤمنین کے درمیان نصف نصف ہوگا پس اس نے اسے حجابت کا کام سپرد کر دیا اور ہر جانب سے یعنی زبیدہ برا مکہ اور بڑے بڑے امراء کی طرف سے ایٹھی تحائف لانے لگے اور اس روز اسے ساٹھ ہزار دینار کی آمد ہوئی دوسرے دن رشید نے اس سے پوچھا اسے کیا آمد ہوئی تھی اس نے اسے بتایا تو اس نے اس سے پوچھا میرا حصہ کہاں ہے؟ ابن ابی مریم نے کہا میں نے دس ہزار سب پر آپ سے مصالحت کر لی ہے۔

اور اس نے ابو معاویہ محمد بن حازم نابینا کو حدیث سننے کے لیے بلایا ابو معاویہ نے بیان کیا کہ میں نے اس کے پاس یہ حدیث بیان کی کہ میرے آقا محمد ﷺ نے بیان کیا ہے کہ جب وہ اس میں نسیحت کی بات سے تو روئے اور منیٰ کو آنسو سے تر کر دے اور ایک روز میں نے اس کے ہاں کھانا کھایا پھر میں اپنے ہاتھ دھونے کے لیے اٹھا تو اس نے مجھ پر پانی ڈالا اور میں اسے

دیکھ نہیں سکتا تھا۔ پھر اس نے کہا اے ابو معاویہ کیا تجھے معلوم ہے کہ تجھ پر کون پانی ڈالتا تھا؟ میں نے کہا نہیں! اس نے کہا امیر المؤمنین آپ پر پانی ڈال رہے تھے ابو معاویہ کا بیان ہے کہ میں نے اس کے لیے دعا کی تو اس نے کہا میں نے صرف علم کی تعظیم کرنا چاہی ہے اور ایک روز ابو معاویہ نے اسے عن اعمش عن ابی صالح عن ابی ہریرہ حضرت آدم اور حضرت موسیٰ کے استنجاء کی حدیث بتائی تو رشید کے پپا نے کہا اے ابو معاویہ ان دونوں کی ملاقات کہاں ہوئی تھی؟ اس بات سے رشید سخت ناراض ہو کر کہنے لگا کیا تو حدیث پر اعتراض کرتا ہے؟ چڑھے کا فرش اور تلوار میرے پاس لاؤ یہ چیزیں حاضر کی گئیں تو لوگوں نے اس کے پاس جا کر اس کے بارے میں سفارش کی تو رشید کہنے لگا یہ زندقت ہے پھر اس نے اسے قید کر دینے کا حکم دے دیا اور قسم کھائی کہ وہ اسے قید خانے سے اس وقت تک باہر نہیں نکالے گا جب تک وہ مجھے یہ نہ بتائے کہ اسے یہ بات کس نے پہنچائی ہے اور اس کے بچانے مغلظ قسمیں کھا کر کہا کہ مجھے یہ بات کسی نے نہیں بتائی یہ بات میری حماقت سے میرے منہ سے تیزی میں نکل گئی ہے اور میں اس سے اللہ کے حضور توبہ و استغفار کرتا ہوں۔

اور ایک شخص کا بیان ہے کہ میں رشید کے پاس گیا تو اس کے سامنے ایک گردن کٹا شخص پڑا تھا اور جلا داس مقتول شخص کی گدی میں اپنی تلوار صاف کر رہا تھا۔ رشید نے بیان کیا میں نے اسے اس لیے قتل کیا ہے کہ یہ قرآن کو مخلوق کہتا تھا اور اس کا یہ قتل میرے لیے قرب الہی کا باعث ہوگا اور ایک اہل علم نے بیان کیا ہے کہ یا امیر المؤمنین ان لوگوں کو دیکھئے جو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہما سے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما سے محبت رکھتے ہیں اور انہیں مقدم کرتے ہیں اپنے اقتدار کے باعث ان کی عزت کیجئے۔ رشید نے کہا کیا میں ایسا نہیں کرتا۔ خدا کی قسم میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں اور جو ان دونوں سے محبت کرتا ہے اس سے بھی محبت کرتا ہوں اور جو ان دونوں سے بغض رکھتا ہے اسے سزا دیتا ہوں اور ابن السماک نے اسے کہا بلاشبہ اللہ نے کسی کو تجھ سے فوقیت نہیں دی پس کوشش کر کہ ان میں تجھ سے بڑھ کر اللہ کی اطاعت کرنے والا کوئی نہ ہو۔ اس نے کہا اگر چہ تو نے مختصر بات کی ہے لیکن نصیحت کرنے میں انتہا کر دی ہے۔

اور حضرت فضیل بن عیاض یا کسی اور نے اسے کہا بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں میں سے کسی کو دنیا میں تجھ پر فوقیت نہیں دی کوشش کر کہ ان میں سے آخرت میں بھی کوئی تجھ سے اوپر نہ ہو۔ اپنے نفس کے لیے محنت کر اور اسے اپنے رب کی اطاعت میں لگا۔ ایک روز ابن السماک اس کے پاس آئے تو رشید نے پانی مانگا پس پانی کا ایک کوزہ لایا گیا جس میں ٹھنڈا پانی تھا اس نے ابن السماک سے کہا مجھے نصیحت کرو۔ آپ نے کہا یا امیر المؤمنین اگر آپ سے اس پانی کو روک دیا جائے تو آپ اس کو کتنے میں خرید لیں گے؟ اس نے کہا اپنی نصف بادشاہت سے آپ نے فرمایا اسے خوشی سے بہو اور جب وہ پی چکا تو آپ نے فرمایا اگر اسے باہر نکلنے سے روک دیا جائے تو تو اس کے عوض کیا دے گا اس نے کہا اپنی بادشاہت کا دوسرا نصف بھی دے دوں گا۔ آپ نے فرمایا وہ بادشاہت جس کی نصف قیمت پانی کا گھونٹ اور دوسرے نصف کی قیمت پیشاب کا ایک قطرہ ہے اس بات کے لائق ہے کہ اس میں باہم بطور مقابلہ رغبت نہ کی جائے بارون یہ بات سن کر رو پڑا۔

اور ابن قتیبہ نے بیان کیا ہے کہ الریاشی نے ہم سے بیان کیا کہ میں نے اصمعی کو بیان کرتے سنا کہ ایک روز میں رشید کے

پاس گیا تو وہ جمعہ کے روز اپنے ناخن تراش رہا تھا میں نے اس بارے میں اس سے بات کی تو اس نے کہا جمعرات کے روز ناخن کا ٹائٹ ہے اور ٹٹے اطلاع ملی ہے کہ آئیں جمعہ کے روز اتارنا نمبر کو دور کرتا ہے میں نے کہا یا امیر المؤمنین کیا آپ فجر سے ڈرتے ہیں؟ اس نے کہا ہاں! صبحی کیا کوئی مجھ سے بڑھ کر بھی فجر سے ڈرنے والا نہیں؟

اور ابن مسنا کرنے بھوالہ ابراہیم مہدی روایت کی ہے کہ ایک روز میں رشید کے پاس تھا تو اس نے اپنے باورچی کو بلا کر پوچھا کیا کھانے میں تمہارے پاس اونٹوں کا گوشت بھی ہے؟ اس نے کہا ہاں کئی طرح کا گوشت ہے، اس نے کہا اسے کھانے کے ساتھ لاؤ اور جب کھانا اس کے سامنے رکھا گیا تو اس نے اس سے ایک لقمہ لیا اور اسے اپنے منہ میں رکھا تو جعفر برکی ہنس پڑا رشید نے لقمہ کو چبانا چھوڑ دیا اور اس کے پاس آ کر کہنے لگا تو کیوں ہنتا ہے؟ اس نے کہا یا امیر المؤمنین کوئی بات نہیں، کل شام میرے اور میری لونڈی کے درمیان جو بات ہوئی ہے وہ مجھے یاد آگئی ہے، اس نے اسے کہا تجھے میرے حق کی قسم تو نے مجھے وہ کیوں نہیں بتائی؟ اس نے کہا آپ اس لقمہ کو کھالیں تو بتاتا ہوں تو اس نے اپنے منہ سے لقمہ پھینک دیا اور کہنے لگا خدا کی قسم تجھے وہ بات ضرور بتانی پڑے گی، اس نے کہا یا امیر المؤمنین آپ کے نزدیک اونٹوں کے گوشت کا یہ کھانا کتنے کا ہوگا؟ اس نے کہا چار درہم کا، اس نے کہا قسم بخدا نہیں بلکہ یا امیر المؤمنین یہ چار لاکھ درہم کا ہے، اس نے پوچھا کیسے؟ اس نے کہا آپ نے اس دن سے طویل عرصہ پہلے اپنی باورچی سے اونٹ کا گوشت طلب کیا تھا اور ہم روزانہ امیر المؤمنین کے مطبخ کے لیے اونٹ ذبح کرتے ہیں کیونکہ ہم بازار سے اونٹ کا گوشت نہیں خریدتے اور اس دن سے لے کر آج کے دن تک اونٹ کے گوشت پر چار لاکھ درہم خرچ ہو چکے ہیں اور امیر المؤمنین نے صرف آج ہی اونٹ کا گوشت طلب کیا ہے۔ جعفر کا بیان ہے کہ میں اس لیے ہنس پڑا کہ امیر المؤمنین نے صرف یہی لقمہ لیا ہے اور یہ امیر المؤمنین کے لیے چار لاکھ ہے۔

راوی بیان کرتا ہے رشید بہت رویا اور اس نے اپنے سامنے سے دسترخوان اٹھا دینے کا حکم دیا اور اپنے آپ کو ملامت کرنے لگا اور کہنے لگا اے ہارون خدا کی قسم تو ہلاک ہو گیا ہے اور وہ مسلسل روتار باحتی کہ مؤذنین نے اسے ظہر کی نماز کی اطلاع دی اس نے باہر نکل کر لوگوں کو نماز پڑھائی پھر واپس آ کر رونے لگا حتیٰ کہ مؤذنین نے اسے عصر کی نماز کی اطلاع دی اور اس نے حرمین کے فقراء میں دو کروڑ درہم خرچ کرنے کا حکم دیا۔ یعنی ہر حرم میں ایک ایک کروڑ اور دو کروڑ درہم بغداد کی شرقی اور غربی جانب صدقہ کرنے کا حکم دیا اور ایک کروڑ درہم کوفہ اور بصرہ کے فقراء پر صدقہ کرنے کا حکم دیا۔ پھر وہ نماز عصر کو چلا گیا پھر روتا ہوا واپس آ گیا حتیٰ کہ اس نے مغرب کی نماز پڑھی پھر واپس آیا تو قاضی ابو یوسف اس کے پاس آئے اور پوچھنے لگے یا امیر المؤمنین کیا بات ہے کہ آج آپ پرور ہے ہیں؟ تو اس نے اپنے واقعہ کا اور اس کی خواہش کی خاطر جو بہت سال خرچ ہوا اس کا ذکر کیا اور یہ کہ اس نے اس سے صرف ایک لقمہ لیا ہے، ابو یوسف نے جعفر سے کہا کیا تم جن اونٹوں کو ذبح کرتے تھے ان کا گوشت خراب ہو جاتا تھا یا لوگ اسے کھا جاتے تھے اس نے کہا لوگ اسے کھا جاتے تھے تو انہوں نے کہا اے امیر المؤمنین گزشتہ دنوں لوگوں نے جو مال کھایا ہے اس پر آپ کو اللہ کے ثواب کی خوشخبری ہو اور اس بات کی بھی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو صدقہ کی توفیق دی ہے اور اس کی بھی کہ اللہ نے آج آپ کو اپنے خوف سے حصہ دیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

”اور جو شخص اپنے رب کے مقام سے خوف کھا جائے اس کے لیے دو باغات ہیں۔“

تورنید نے قاضی ابویوسف کو پکارا کہ درمہ دینے کا حکم دے دیا۔ پھر اس نے کھانا منگوایا اور اس کے کھانا اور اس کے آج صبح کا کھانا پیش کر دکھایا۔

اور عمرو بن مکر ب حنف نے بیان کیا ہے کہ رشید میں مذاق اور تہذیب کی ایسے جمع ہوئی تھی کہ اس کے بعد کسی میں جمع نہیں ہوئی اور ابویوسف اس کے قاضی تھے اور برا مکہ اس کے وزراء تھے اور فضل بن رفیع اس کا حاجب تھا جو بڑا بیدار مغز اور بڑی عظمت والا تھا اور عباسیہ کا دوست عمر بن العباس اس کا ندیم تھا اور مردان بن ابی حفصہ اس کا شاعر تھا اور ابراہیم موصلی جو اپنے فن میں یکتائے روزگار تھا اس کا معنی تھا اور ابن ابی مریم اس کا مسخرہ تھا اور برصوم اس کا نواز تھا اور ام جعفر یعنی زبیدہ اس کی بیوی تھی جو ہر نیکی اور اچھے کام کی طرف سب لوگوں سے زیادہ راغب تھی۔ اس نے حرم سے پانی رک جانے کے بعد اس میں پانی داخل کیا اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اس کے ہاتھوں سے بہت سے اچھے کام کروائے۔

خطیب بغدادی نے روایت کی ہے کہ رشید کہا کرتا تھا کہ ہم ایسے لوگ ہیں جن کی مصیبت بڑی ہے اور ان کی بعثت اچھی ہے۔ ہم رسول اللہ ﷺ کے وارث ہیں اور ہم میں اللہ کی خلافت باقی رہ گئی ہے۔ ایک روز رشید بیت اللہ کا طواف کر رہا تھا کہ ایک آدمی اسے ملا اور کہنے لگا یا امیر المؤمنین میں آپ سے کچھ سخت باتیں کرنا چاہتا ہوں۔ اس نے کہا نہیں اور نہ ہی وہ آنکھ ٹھنڈی ہو اور اللہ تعالیٰ نے اس شخص کو جو تجھ سے بہتر تھا اس کی طرف بھیجا جو مجھ سے برا تھا اور اسے حکم دیا تھا اس سے نرمی کے ساتھ بات کرنا اور شعیب بن حرب سے روایت ہے کہ میں نے رشید کو مکہ کے راستے میں دیکھا تو میں نے اپنے دل میں کہا تجھ پر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر واجب ہے، نفس نے مجھے ڈرایا اور کہنے لگا وہ ابھی تجھے قتل کر دے گا، میں نے کہا ایسا ہونا ضروری ہے، میں نے آواز دے کر اسے کہا اے ہارون تو نے لوگوں کو اور بہائم کو درد ماندہ کر دیا ہے۔ اس نے کہا اسے پکڑ لو مجھے اس کے پاس لے جایا گیا تو اس کے ہاتھ میں آہنی کلباڑی تھی جس سے وہ اپنی کرسی پر بیٹھ کر کھیل رہا تھا۔ اس نے پوچھا تو کون شخص ہے؟ میں نے کہا ایک مسلمان ہوں اس نے کہا تیری ماں تجھے کھودے تو کس جگہ سے تعلق رکھتا ہے؟ میں نے کہا انبار سے، اس نے کہا تجھے میرا نام لے کر آواز دینے پر کس بات نے آمادہ کیا ہے؟ اس نے کہا میرے دل میں ایک خیال گزرا ہے جو اس سے پہلے نہیں گزرا میں نے کہا میں اللہ کو اس نام سے پکارتا ہوں یا اللہ کیا میں تجھے تیرے نام سے نہ پکاروں اور اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق میں سے ان لوگوں کو جو اسے سب سے زیادہ محبوب ہیں ان کا نام لے کر پکارا ہے: اے آدم ﷺ، اے نوح ﷺ، اے ہود ﷺ، اے صالح ﷺ، اے ابراہیم ﷺ، اے موسیٰ ﷺ، اے عیسیٰ ﷺ، اے محمد ﷺ اور مخلوق میں سب سے بڑے لوگوں کو ان کی کنیت سے پکارا ہے اور فرمایا ہے: ابولہب کے دونوں ہاتھ تباہ ہو جائیں رشید نے کہا اسے باہر نکالو اسے باہر نکالو۔

اور ایک روز ابن السماک نے اسے کہا تو اکیلا ہی مرے گا اور اکیلا ہی قبر میں داخل ہوگا اور اکیلا ہی اس سے اٹھے گا، پس اللہ عزوجل کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈر، کوئی تو یہ قبول نہ ہوگی اور نہ کسی لغزش سے درگزر ہوگی اور جنت اور دوزخ کے درمیان مقام ہوگا، جب خاموشی پر گرفت ہوگی اور قدم لغزش کھا جائیں گے اور ندامت ہوگی نہ تو یہ قبول ہوگی نہ لغزش معاف ہوگی اور نہ مال

کافدیہ قبول ہوگا، پس رشید رونے لگا حتیٰ کہ اس کی آواز بلند ہو گئی اور یحییٰ بن خالد نے آپ سے کہا اے ابن السماک تو نے آج شب امیر المؤمنین کو مشقت میں ڈال دیا ہے اور آپ ہی انھہ لڑاس ہاں سے رونے ہوئے باہر چلے گئے اور حضرت فضیل بن عیاض نے کہا میں اسے عینہ کی شب کو اسے خوبصورت چہرے والے تو ان سب کی طرف سے جواب دہ ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿ وَتَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْأَسْبَابَ ﴾

”ان کے رشتے ختم ہو جائیں گے۔“

راوی نے بیان کیا ہے کہ لیث نے بحوالہ مجاہد ہم سے بیان کیا کہ وہ رشتے جو دنیا میں ان کے درمیان پائے جاتے تھے ختم ہو جائیں گے۔ پس وہ رو پڑا حتیٰ کہ سبکیاں لینے لگا اور حضرت فضیل نے فرمایا ہے کہ ایک روز رشید نے مجھے بلایا اور اس نے اپنے گھروں کو آراستہ کیا ہوا تھا اور کھانے پینے اور لذات کا بہت سا سامان تیار کیا ہوا تھا۔ پھر اس نے ابوالعتمہیہ کو بلایا اور اسے کہنے لگا ہم جس عیش و آسائش میں ہیں اس کی صفت ہمارے سامنے بیان کرو تو اس نے کہا:

جب تک چاہے محلات کی چوٹیوں کے سائے میں صبح سلامت رہ اور تو جو چیز چاہتا ہے شام سے صبح تک تیری طرف دوڑتی آتی ہے اور جب جاں کشی کے وقت سینے کی تنگی سے سانس غرغراتا ہے تو وہاں تجھے یقین سے پتہ چلے گا کہ تو دھوکے میں تھا۔

راوی بیان کرتا ہے کہ رشید یہ بات سن کر بہت رویا اور فضل بن یحییٰ نے اسے کہا امیر المؤمنین نے تجھے خوش کرنے کے لیے بلایا تھا اور تو نے انہیں ٹنگین کر دیا ہے؟ رشید نے اسے کہا اسے چھوڑ دو اس نے ہمیں اندھے پن میں دیکھا تو اس نے ہمیں مزید اندھا کرنے کو ناپسند کیا اور ایک اور طریق سے ہے کہ رشید نے ابوالعتمہیہ سے کہا مجھے مختصر طور پر اشعار میں نصیحت کرو تو اس نے کہا:

کسی لحظہ اور کسی سانس میں موت سے بے خوف نہ ہو۔ خواہ تو پردوں اور محافظوں سے فیض یاب ہے اور یاد رکھ موت کے تیر ہرزہ پوش اور ہرڈھال والے کو سیدھے آگتے ہیں تو نجات کا طالب ہے اور اس کے راستوں پر چلتا نہیں بلاشبہ کشتی خشکی پر رواں نہیں ہوتی۔

راوی بیان کرتا ہے کہ رشید غش کھا کر گر پڑا اور ایک دفعہ رشید نے ابوالعتمہیہ کو قید کر دیا اور اس پر نگران مقرر کر دیا کہ جو کہے اس کے پاس لے کر آئے اور اس نے ایک بار قید خانے کی دیوار پر لکھا:

قسم بخدا، ظلم ایک نحوست ہے اور برا آدمی ہمیشہ ہی ظالم ہوتا ہے، ہم جزاء کے دن جزاء و سزا دینے والے کے پاس جائیں گے اور اللہ تعالیٰ کے ہاں جھگڑا کرنے والے اکٹھے ہو جائیں گے۔

راوی بیان کرتا ہے کہ اس نے اسے بلا کر ایک ہزار دینار دیا اور اسے رہا کر دیا اور حسن بن ابی الفہم نے بیان کیا ہے کہ محمد بن عباو نے بحوالہ سفیان بن عیینہ ہم سے بیان کیا کہ میں رشید کے پاس گیا تو اس نے پوچھا تمہارا کیا حال ہے؟ میں نے کہا:

اللہ کی نگاہ سے گھر پوشیدہ نہیں رہتے اور تحمل و سکوت لہا ہو گیا ہے۔

اس نے کہا اے فلاں ابن عیینہ کو اور اس کی اولاد کو ایک لاکھ درہم کافی ہوگا اور رشید کو کچھ نقصان نہیں دے گا۔ اصمعی نے بیان کیا ہے کہ میں حج میں رشید کے ساتھ تھا۔ ہم ایک وادی سے گزرے تو اس کے کنارے پر ایک خوبصورت عورت اپنے آگے پیالہ رکھے مانگ رہی تھی اور کہہ رہی تھی۔

سالوں کی بلاکتوں نے ہمیں ہلاک کر دیا ہے اور زمانے کے حوادث نے ہمیں تیر مارے ہیں اور ہم تمہارے پاس ہاتھ پھیلائے آئے ہیں تاکہ تمہارے زاد اور طعام سے کچھ حاصل کریں، اے بیت الحرام کے زائر! ہمیں دے کر اجر و ثواب حاصل کرو، جس نے مجھے دیکھا ہے اس نے مجھے اور میرے پالان کو دیکھ لیا ہے۔ میری مسافرت اور میرے حقیر مقام پر رحم کرو۔

اصمعی نے بیان کیا ہے کہ میں نے رشید کے پاس جا کر اسے اس عورت کے متعلق بتایا تو وہ خود آ کر اس کے پاس آ کر کھڑا ہو گیا اور اس کی بات سنی اور اس پر رحم کیا اور رویا اور سرد خادم کو حکم دیا کہ اس کے پیالے کو سونے سے بھر دے اس نے اسے بھر دیا تو وہ دائیں بائیں گرنے لگا اور ایک دفعہ رشید نے ایک بد کو ج کے راستے میں اپنے اونٹوں کو ہانکتے ہوئے کہتے سنا:۔
اے غم کے سنگم تو مر جائے گا اور تیری رکھ بچ جائے گی اور وہ تجھے کیسے تعویذ دے گا جب کہ قلم خشک ہو چکا ہے اور تیری صحت گر گئی ہے۔

رشید نے اپنے ایک خادم سے کہا تیرے پاس کیا ہے؟ اس نے کہا چار سو دینار ہیں، اس نے کہا انہیں اس بد کو دے اور جب اس نے ان درہم کو پکڑ لیا تو اس کے ساتھی نے اس کے کندھے پر اپنا ہاتھ مارا اور بطور مثال کہنے لگا:۔
میں قعقاع بن عمرو کا ہم نشین ہوں اور قعقاع کا ہم نشین بد بخت نہیں ہوتا۔

رشید نے ایک خادم کو حکم دیا کہ جو کچھ اس کے پاس ہے وہ مثال کے طور پر شعر پڑھنے والے کو دے دے کیا دیکھتا ہے کہ اس کے پاس دو سو دینار ہیں ابو عبید نے بیان کیا ہے کہ اس مثال اصل کہانی یہ ہے کہ حضرت معاویہ بن سفیان کو سنہری پیالوں کا ہدیہ دیا گیا جنہیں آپ نے اپنے ہم نشینوں میں تقسیم کر دیا اور آپ کی ایک جانب قعقاع بن عمرو بیٹھا تھا اور قعقاع کے پہلو میں ایک بدو بیٹھا تھا جس کے لیے کوئی چیز باقی نہ بچی بدو نے حیاء کی وجہ سے سر جھکا لیا تو قعقاع نے اسے وہ پیالہ دے دیا جو اسے ملا تھا پس بدو اٹھا اور کہنے لگا میں قعقاع بن عمرو کا ہم نشین ہوں۔ الی آخر۔

ایک روز رشید زبیدہ کے ہاں ہنستا ہوا باہر نکلا تو اس سے پوچھا گیا یا امیر المومنین آپ کیوں ہنستے ہیں؟ اس نے کہا آج میں اس عورت یعنی زبیدہ کے پاس گیا اور اس کے ہاں دو پہر اور رات گزاری اور میں گرتے ہوئے سونے کی آواز سے بیدار ہوا لوگ کہنے لگے یہ تین لاکھ دینار مصر سے آئے ہیں۔ زبیدہ کہنے لگی اے عم زاد یہ دینار مجھے دے دے میں نے کہا وہ تیرے ہوئے پھر جوں ہی میں باہر نکلا تو مجھ سے جھگڑنے لگی اور کہنے لگی میں نے تجھ سے کون سی بھلائی دیکھی ہے؟ ایک مرتبہ رشید نے منضل ضمی سے کہا، بیٹھئیے کے بارے میں کون سا اچھا قول کہا گیا ہے، تیرے لیے یہ انگوٹھی ہوگی اور وہ اس کی قیمت ایک لاکھ چھ سو دینار ہے اس نے شاعر کا قول پڑھا:۔

وہ ایک آنکھ سے سوتا ہے اور دوسری سے مصیبتوں سے بچاؤ کرتا ہے اور... جاگتا اور سوتا رہتا ہے۔

اس نے کہا تو نے یہ شعر صرف ہم سے ہماری انگوٹھی پھینکنے کے لیے کہا ہے پھر اس نے انگوٹھی کو اس کی طرف پھینک دیا اور کٹے گی میں نے تجھے اسے پسند نہ کرے دیکھا ہے اس نے انگوٹھی اور دماغی نفس کو واپس کر دینے اور نئے لگا ہم ایسے آدمی نہیں کہ کوئی چیز دس اور پھر اسے واپس لیں۔

ایک روز رشید نے عباس بن احنف سے پوچھا 'مربوبوں نے سب سے نازک شعر کون سا کہا ہے۔ اس نے کہا جو جمیل نے بیشینہ کے متعلق کہا ہے:۔

کاش میں بہر اور اندھا ہوتا اور بیشینہ مجھے پکڑ کر میرے آگے آگے چلتی اور اس کی گفتگو مجھ سے پوشیدہ نہ رہتی۔

رشید نے اسے کہا اس قسم کے اشعار میں تیرا قول زیادہ لطیف ہے:۔

اللہ کے سب بندوں میں عشق نے چکر لگایا ہے اور جب وہ ان کے درمیان سے میرے پاس سے گزرا تو کھڑا ہو گیا۔

عباس نے اسے کہا یا امیر المؤمنین آپ کا قول ان سب اشعار سے زیادہ لطیف ہے:۔

کیا تیرے لیے یہ بات کافی نہیں کہ تو مجھ پر قابو رکھتی ہے۔ حالانکہ سب لوگ میرے غلام ہیں اور اگر تو میرے ہاتھ پاؤں بھی کاٹ دیتی تو میں عشق کی وجہ سے کہتا تو نے بہت اچھا کیا ہے مجھے مزید سزا دے دے۔

راوی کہتا ہے رشید ہنس پڑا اور اس نے اس شعر کو پسند کیا رشید نے اپنی تین خاص لونڈیوں کے بارے میں یہ اشعار کہے:

تین نوعمر لونڈیوں نے میری لگام پر قابو پا لیا ہے اور میرے دل کی ہر جگہ میں فروکش ہو گئی ہیں مجھے کیا ہو گیا ہے ساری دنیا

میری اطاعت کرتی ہے اور میں ان کی اطاعت کرتا ہوں حالانکہ وہ میری نافرمانی میں مصروف ہیں۔ اور یہ صرف عشق کی

بادشاہت کی وجہ سے ہے جس سے وہ طاقتور ہو گئی ہیں اور عشق کی بادشاہت میری بادشاہت سے زیادہ طاقت ور ہے۔

اور صاحب القعد نے اپنی کتاب میں بیان کیا ہے:۔

وہ اعراض کرتی ہے اور عاشقہ محبت کو چھپاتی ہے دل راضی ہے اور نگاہ غضب ناک ہے۔

اور ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ رشید کے گھر میں لڑکیوں، لونڈیوں اور ان کے خادموں اور اس کی بیوی کے خادموں اور

اس کی بہنوں کی تعداد چار ہزار تھی ایک روز وہ اس کے سامنے حاضر ہوئیں اور ان میں سے مطربات نے اسے گانا سنا یا تو وہ بہت

خوش ہوا اور اس نے مال کا حکم دیا جو ان پر نچھاور کیا گیا اور ان میں سے ہر ایک کو اس دن تین ہزار درہم ملے ابن عساکر نے بھی

اسے ایسے ہی روایت کیا ہے۔

روایت ہے کہ اس نے مدینہ سے ایک لونڈی خریدی جسے اس نے بہت پسند کیا اور اس نے اپنے غلاموں اور جو لوگ ان

کے ساتھ رہتے تھے ان کے حاضر کرنے کا حکم دیا کہ وہ ان کی ضروریات کو پورا کرے۔ پس ۸۰ آدی اس کے پاس آئے اور اس

نے حاجب فضل بن ربیع کو حکم دیا کہ ان سے ملاقات کرے اور ان کی ضروریات کو تحریر کرے اور ان میں سے ہر ایک شخص ایسا تھا جس

نے مدینہ میں اقامت اختیار کر لی تھی کیونکہ وہ اس لونڈی سے محبت کرتا تھا۔ پس اس نے اسے پیغام بھیجا تو اسے لایا گیا تو فضل نے

اسے کہا تھے کما کام سے؟ اس نے کہا میرا کام یہ ہے کہ امیر المؤمنین مجھے فلاں لوٹڈی کے پاس بٹھادیں اور میں تین رطل میں شراب پیوں اور وہ تین آوازوں میں مجھے گانا سنائے اس نے کہا کیا تو پاگل ہے؟ اس نے کہا نہیں میں تو امیر المؤمنین کے سامنے اپنی ضرورت پیش کر رہا ہوں اس نے رشید سے ذکر کیا تو اس نے اسے حاضر کرنے کا حکم دیا اور یہ کہ وہ لوٹڈی اس نے ساتھ بیٹھے جہاں سے وہ دونوں کو دیکھ سکے اور وہ دونوں اسے نہ دیکھ سکیں پس وہ کرسی پر بیٹھ گئی اور نہ امیر اس کے آگے بیٹھ گئے اور اب بھی ایک کرسی پر بٹھایا گیا اور اس نے ایک رطل شراب پی اور اسے کہنے لگا مجھے گانا سناؤ۔

میرے دوستو آؤ اللہ تمہیں برکت دے اور اگر ہند تمہارے علاقے میں اعتدال پر نہیں تو اسے کہو ہمیں راستے سے بھٹک جانے سے گزرنے نہیں دیا لیکن ہم عمداً تمہاری ملاقات کے لیے گزر گئے ہیں۔ کل تم میں سے اور ہم میں سے بکثرت صحرا نشین ہو جائیں گے اور میرا گھر تمہارے گھروں سے زیادہ دور ہو جائے گا۔

زاوی بیان کرتا ہے کہ اس نے اسے گانا سنا یا پھر خادم جلدی سے اس کے پاس آیا اور اس نے شراب کا دوسرا رطل نوش کیا اور کہنے لگا میں تیرے قربان جاؤں مجھے گانا سناؤ۔

ہماری آنکھوں نے چہروں پر ہم سے گفتگو کی، ہم خاموش تھے اور عشق محو تکلم تھا اور ہم کبھی ناراض ہو جاتے تھے اور اپنی نگاہوں سے راضی ہو جاتے تھے اور یہ ہمارے درمیان ایسی بات تھی جسے کوئی نہیں جانتا۔

راوی بیان کرتا ہے اس نے اسے گانا سنا یا تو اس نے تیسرا رطل بھی پی لیا اور کہنے لگا اللہ مجھے تجھ پر قربان کر دے گا مجھے گانا سناؤ۔

کیا اچھا ہو کہ ہم جدا نہیں ہوئے اور زمانے نے ہم سے خیانت نہیں کی اور ہم نے خیانت نہیں کاش زمانہ ایک دفعہ ہمارے لیے اسی طرح ہو جائے اور ہم بھی دوبارہ اسی طرح ہو جائیں۔

راوی بیان کرتا ہے پھر وہ نوجوان اٹھ کر وہاں ایک سیڑھی پر چڑھ گیا اور اس نے اس کے اوپر سے کھوپڑی کے بل اپنے آپ کو گرا دیا اور مر گیا رشید نے کہا نوجوان نے جلد بازی سے کام لیا خدا کی قسم اگر وہ جلدی نہ کرتا تو میں اس لوٹڈی کو اسے بخش دیتا۔ اور رشید کے فضائل و مکارم بہت زیادہ ہیں اور ائمہ نے ان میں سے بہت کا ذکر کر دیا ہے اور ہم نے ان میں سے کچھ اچھے نمونے بیان کر دیئے ہیں حضرت فضیل بن عیاض فرمایا کرتے تھے ہمیں رشید کی موت سے بڑھ کر کسی کی موت گراں نہیں اس لیے کہ میں اس کے بعد حوادث سے ڈرتا ہوں اور میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ میری عمر لے کر اس کی عمر میں اضافہ کر دے مؤرخین کا بیان ہے کہ جب رشید فوت ہو گیا تو یہ حوادث و اختلاف اور فتن نمایاں ہو گئے اور خلق قرآن کا مسئلہ بھی ظاہر ہو گیا اور ہمیں معلوم ہو گیا کہ حضرت فضیل اسی سے خوفزدہ تھے اور قبل ازیں اس کی ہتھیلی اور سرخ مٹی والی روایا بیان ہو چکی ہے اور ایک کہنے والا کہتا ہے کہ یہ مٹی امیر المؤمنین کی ہے اور اس کی موت طوس میں ہوئی اور ابن عساکر نے بیان کیا ہے کہ رشید نے خواب میں ایک کہنے والے کو کہتے سنا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ اس محل کے رہنے والے تباہ ہو چکے ہیں اور پہلے بیان ہو چکا ہے کہ یہ خواب اس کے بھائی موسیٰ بادی اور اس کے باپ محمد مہدی نے بھی دیکھا تھا۔ واللہ اعلم۔

اور قبل ازیں ہم بیان کر چکے ہیں کہ اس نے اپنی زندگی میں اپنی قبر کھودنے کا حکم دیا تھا اور یہ کہ اس میں مکمل ختم ہو چکا ہے اور اسے اٹھا کر وہاں سے لے جایا گیا حتیٰ کہ اس نے اس کی طرف دیکھا اور کہنے لگا اے ابن آدم تو یہاں آنے کا اور رونے لگا اور اس نے حکم دیا کہ اس کے سینے کے پاس سے اسے کشادہ کیا جائے اور پاؤں کے پاس سے لمبا کیا جائے۔ پھر کہنے لگا (میرا مال میرے کسی کام نہیں آیا اور میری بادشاہت بھی مجھ سے جاتی رہی ہے) اور رونے لگ گیا بعض کا قول ہے کہ: اب اس کی وفات کا وقت قریب آیا تو اس نے کہا اے اللہ ہمیں احسان سے فائدہ بخش اور ہماری برائی کو بخش۔ اے وہ ذات جسے موت نہیں آتی اس پر رحم کر جسے موت آتی ہے اور اسے خونی مرض تھا اور بعض کا قول ہے کہ اسے سل تھی اور جبریل نے اس کی بیماری کو چھپائے رکھا تو رشید نے ایک شخص کو حکم دیا کہ وہ اس کے پیشاب کو بوتل میں ڈال کر جبریل کے پاس لے جا کر اسے دکھائے اور اسے یہ نہ بتائے کہ یہ کس کا پیشاب ہے اور اگر وہ دریافت کرے کہ یہ کس کا پیشاب ہے تو وہ کہے کہ ہمارے ہاں ایک مریض ہے یہ اس کا پیشاب ہے جب جبریل نے اسے دیکھا تو اس نے ایک آدمی سے جو اس کے پاس موجود تھا کہا یہ اس شخص کے پیشاب کی مانند ہے تو بوتل والا اس کی مراد کو سمجھ گیا اور اس نے اسے کہا تجھے اللہ کی قسم ہے کہ تو مجھے اس پیشاب والے کی حقیقت سے آگاہ کر کیونکہ میرا کچھ مال اس کے ذمے ہے اگر تو کوئی اس کی زندگی کی امید رکھتا ہے تو فیہا ورنہ میں اس سے اپنا مال لے لوں اس نے کہا جاؤ اور اس سے مال لے لو وہ صرف چند روز زندہ رہے گا جب اس شخص نے آ کر رشید کو اطلاع دی تو اس نے جبریل کو پیغام بھیجا تو وہ چھپ گیا حتیٰ کہ رشید کی وفات ہو گئی اور رشید نے اس حالت میں کہا: —

میں طوس میں مقیم ہوں اور طوس میں میرا کوئی دوست نہیں جو تکلیف مجھے لاحق ہے میں اس کے بارے میں اپنے رب سے امید رکھتا ہوں بلاشبہ وہ مجھ پر مہربان ہے اور اس کی فیصلہ کن قضاء مجھے طوس لائی ہے اور صبر و تسلیم میری رضا ہے۔

رشید نے ۳ جمادی الآخرۃ ۱۹۳ھ کو ہفتہ کے روز طوس میں وفات پائی اور بعض کا قول ہے کہ اس نے جمادی الاولیٰ میں وفات پائی ہے اور بعض ربیع الاول میں بیان کرتے ہیں اور اس کی مدت خلافت بیس سال آٹھ ماہ اٹھارہ دن ہے اور بعض نے تین ماہ بیان کئے ہیں اور اس کے بیٹے صالح نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی اور اسے طوس کی ایک بستی سنا باز میں دفن کیا گیا اور ایک شخص نے بیان کیا ہے کہ میں نے سنا باؤ میں رشید کے خیموں پر جب کہ لوگ اس کی موت کے بعد طوس سے واپس آ رہے تھے یہ اشعار پڑھے: —

اشکروں کے پڑاؤ بھرے ہوئے ہیں اور سب سے بڑا پڑاؤ خالی ہے اور اللہ کا خلیفہ بوسیدگی کے ٹھہر میں پڑا ہے اور اس کی قبر پر غبار اڑتا ہے۔ قافلہ اس پر فخر کرتا ہوا آیا اور مذہب کرتا ہوا واپس چلا گیا۔
اور ابو الشعمی نے اس کا مرثیہ کہا: —

مشرق میں سورج غروب ہو گیا اور اس کی دونوں آنکھیں اشک بار ہیں۔ ہم نے کبھی سورج کو طلوع ہونے کی جگہ پر غروب ہوتے نہیں دیکھا۔

اور شعراء نے قصائد میں اس کے مرثیے کہے، ابن جوزی نے بیان کیا ہے کہ رشید نے اپنے پیچھے اس قدر میراث چھوڑی کہ

کسی خلیفہ نے اس قدر میراث نہیں چھوڑی۔ اس نے جاگیروں اور جو ملیوں کو چھوڑ کر ایک ارب ۳۵ ہزار دینار کی قیمت کے جوہر اور اثاثہ و متاع چھوڑا۔ ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ اور بیت المال میں سات ارب سے کچھ زیادہ مال تھا۔ اس کی بیویوں، بیٹیوں اور بیٹوں کا بیان۔

اس نے اپنی عمر زادی ام جعفر زبیدہ بنت جعفر بن ابی جعفر منصور سے نکاح کیا۔ اس نے مہدی کی زندگی میں اس سے ۶۵ھ میں نکاح کیا جس نے اس سے محمد امین کو جنم دیا اور زبیدہ نے ۲۱۶ھ میں وفات پائی جیسا کہ ابھی بیان ہوگا اور اس نے اپنے بھائی موسیٰ ہادی کی ام ولد امۃ العزیز سے بھی نکاح کیا جس نے اس سے رشید کو جنم دیا اور اس نے ۴۲ھ میں بنت صالح المسکین اور اپنی عم زادی عباسہ بنت سلیمان بن ابی جعفر سے بھی نکاح کیا اور یہ دونوں ایک ہی شب میں ۸۷ھ میں رقد میں اس کے پاس آئیں اور اس نے عزیزہ بنت عطف ریف سے بھی نکاح کیا جو اس کے ماموں کی بیٹی تھی جو اس کی ماں خیزران کا بھائی تھا اور اس نے عبید اللہ بن محمد بن عبد اللہ بن عمرو بن عثمان بن عفان کی بیٹی عثمانیہ جرشیہ سے بھی نکاح کیا اس لیے کہ وہ یمن کے علاقے جرش میں پیدا ہوئی تھی اور وہ چار بیویوں زبیدہ، عباسہ، دختر صالح اور اس عثمانیہ کو چھوڑ کر فوت ہو اور پڑوس کی لونڈیاں بھی بہت زیادہ تھیں حتیٰ کہ بعض مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ اس کے گھر میں چار ہزار خوبصورت لونڈیاں تھیں۔

اور اس کے لڑکے محمد امین بن زبیدہ، عبد اللہ مامون جو مراحل نام لونڈی سے تھا اور محمد ابواسحاق معتصم جو ماروہ نام ام ولد سے تھا اور قاسم متوہن، قصف نام لونڈی سے تھا اور علی کی ماں امۃ العزیز تھی اور صالح، ریم نام لونڈی سے تھا اور محمد ابویعقوب، محمد ابویسٰی، محمد ابوالعباس اور محمد ابوعلی یہ سب امہات الاولاد میں سے تھے۔

اور اس کی بیٹیاں سیکنت، قصف سے اور ام حبیب ماروہ سے اور اروی، ام الحسن، ام محمد جسے حمدونہ کہتے ہیں اور فاطمہ کی ماں کا نام غصص ہے اور ام سلمہ، خدیجہ، ام القاسم، رملہ، ام علی، ام الغالیہ اور ریطہ یہ سب امہات الاولاد میں سے ہیں۔

محمد امین کی خلافت

جب اس سال یعنی ۱۹۳ھ کے جمادی الآخرہ میں رشید طوس میں فوت ہو گیا تو صالح بن رشید نے اپنے بھائی محمد امین بن زبیدہ کو جو اپنے باپ کے بعد ولی عہد تھا بغداد میں خط لکھا اور اسے اس کے باپ کی وفات کی اطلاع دی اور اس خط میں اس سے تعزیت بھی کی اور یہ خط ۱۳ جمادی الآخرہ کو جمعرات کے روز خادم رجاہ کی صحبت میں پہنچا اور اس کے ساتھ انگشتری، چھڑی اور چادر بھی تھی۔ امین نے اپنے قصر خلد سے سوار ہو کر ابو جعفر منصور کے قصر الذهب میں بغداد کے کنارے گیا اور لوگوں کو نماز پڑھائی پھر منبر پر چڑھا اور ان سے خطاب کیا اور رشید کے بارے میں ان سے تعزیت کی اور لوگوں کی امیدوں کو دوا کیا اور ان سے بھلائی کا وعدہ کیا، پس اس کی قوم کے خواص اور بنی ہاشم کے سرکردہ اشخاص اور امراء نے اس کی بیعت کی اور اس نے فوج کو دو سال کے عطیات دینے کا حکم دیا پھر منبر سے اتر اور اپنے چچا سلیمان بن جعفر کو حکم دیا کہ وہ بقیہ لوگوں سے اس کی بیعت لے اور جب امین کی حکومت درست طور پر قائم ہو گئی تو اس کے بھائی مامون نے اس سے حسد کیا اور دونوں کے درمیان اختلاف پیدا ہو گیا جسے ہم ابھی

بیان کریں گے انشاء اللہ۔

امین اور مامون کا اختلاف:

اس کا سبب یہ ہوا کہ جب رشید خراسان کے پہلے شہر میں پہنچا تو اس نے اس کے تمام ذخائر چوپائے اور ہتھیار اپنے بیٹے مامون کو دے دیئے اور از سر نو اس کی بیعت لی اور امین نے بکر بن المعتز کو خفیہ طور پر خطوط دے کر بھیجا کہ جب رشید مر جائے تو وہ انہیں امراء تک پہنچا دے پس جب رشید فوت ہو گیا تو خطوط امراء اور صالح بن رشید تک پہنچ گئے اور اس میں ایک خط مامون کے نام بھی تھا جس میں سماع اطاعت کا حکم دیا گیا تھا اور صالح نے لوگوں کی بیعت لے کر امین کے پاس بھیج دی اور فضل بن ربیع فوج کے ساتھ بغداد کی طرف کوچ کر گیا اور ان کے دلوں میں اس بیعت کے متعلق جو مامون کے لیے لی گئی تھی انقباض پایا جاتا تھا اور مامون نے اپنی بیعت کی طرف دعوت دیتے ہوئے خط لکھا مگر انہوں نے اسے جواب نہ دیا اور دونوں بھائیوں کے درمیان انقباض پیدا ہو گیا لیکن عام فوج امین کے پاس چلی آئی اس موقع پر مامون نے اپنے بھائی امین کو سماع و اطاعت کرنے اور تعظیم کرنے کے متعلق خط لکھا اور خراسان سے اس کی طرف چوپاؤں اور کستوری وغیرہ کے تحائف بھیجے اور یہ کہ وہ خراسان پر اس کا نائب ہوگا اور امین نے جمعہ کے روز بیعت لینے کے بعد ہفتے کی صبح کوشکار کے لیے دو میدان بنانے کا حکم دیا اور اس باب میں ایک شاعر نے کہا:۔

اللہ کے امین نے میدان بنایا ہے اور میدان کو بستان بنا دیا ہے اور اس میں ہرن نمودار ہوتے ہیں اور ہرنوں کو اس کی طرف لایا جاتا ہے۔

اور اس سال کے شعبان میں زبیدہ رقد سے خزانہ لے کر آئی اور رشید نے اسے جو تحائف اور سامان دیا تھا وہ بھی لائی اور اس کے بیٹے امین نے سرکردہ لوگوں کے ساتھ انبار جا کر اس کا استقبال کیا اور امین نے اپنے بھائی مامون کو خراسان اور ری کے ان علاقوں پر جو اس کے ماتحت تھے امیر مقرر کیا اور اپنے بھائی قاسم کو جزیرہ اور سرحدوں پر امیر مقرر کیا اور اپنے باپ کے عمال کو سوائے چند کے شہروں پر امیر قائم رہنے دیا۔

اور اس سال شاہ روم نفقور نے وفات پائی اسے البرجان نے قتل کر دیا اور اس کی حکومت نو سال رہی اور اس نے اپنے بعد اپنے بیٹے استبراق کو بادشاہ مقرر کیا جو دو سال بادشاہت کر کے مر گیا اور نفقور کی بہن کا خاوند میخائل ان کا بادشاہ بن گیا اللہ ان سب پر لعنت کرے۔

اور اس سال خراسان کے نائب ہرثمہ اور رافع بن لیث نے ایک دوسرے پر حملہ کیا اور رافع نے ترکوں سے کمک طلب کی پھر وہ بھاگ گئے اور رافع اکیلا ہی باقی رہ گیا اور اس کی حکومت کمزور پڑ گئی اور حجاز کے نائب داؤد بن عیسیٰ بن موسیٰ بن محمد بن علی نے لوگوں کو حج کروایا۔



اس سال وفات پانے والے اعیان

اسما عیمل بن علیہ

آپ بلند شان المر علماء اور محدثین میں سے ہیں اور آپ سے شافعی اور امام احمد بن حنبل نے روایت کی ہے اور آپ بغداد میں نا انصافیوں پر حاکم مقرر ہوئے اور آپ بصرہ میں صدقات کے ناظر تھے اور بڑے ثقہ اور شریف آدمی تھے اور بہت کم سکر اتے تھے اور کپڑے کی تجارت کرتے تھے اور اسی سے اپنے گھر کے اخراجات پورے کرتے تھے اور اسی سے حج کرتے تھے اور اپنے اصحاب میں سے سفیان بن وغیرہ سے حسن سلوک کرتے تھے اور رشید نے آپ کو قاضی مقرر کر دیا اور جب حضرت ابن المبارک کو اس کی اطلاع ملی کہ آپ نے قضاء کا حکم سنبھال لیا ہے تو آپ نے نظم و نثر میں انہیں ملامت کا خط لکھا تو ابن علیہ نے قضاء سے استعفی دے دیا اور اس نے آپ کا استعفی منظور کر لیا آپ کی وفات اس سال کے ذوالقعدہ میں ہوئی اور آپ کو عبداللہ بن مالک کے قبرستان میں دفن کیا گیا۔

محمد بن جعفر:

اور اس سال محمد بن جعفر المقلب بہ غندر نے وفات پائی، آپ نے شعبہ سعید بن ابی عمرو بہ اور بہت سے لوگوں سے روایت کی ہے اور آپ سے ایک جماعت نے روایت کی ہے جس میں حضرت امام احمد بن حنبل بھی شامل ہے آپ بڑے ثقہ اور پختہ حافظ ہیں اور آپ سے جو حکایات بیان کی گئی ہیں وہ اس امر پر دلالت کرتی ہیں کہ آپ دنیوی امور سے غافل تھے آپ کی وفات اس سال بصرہ میں ہوئی اور بعض کا قول ہے کہ اس سے پہلے سال میں ہوئی اور بعض کا قول ہے کہ اس کے بعد ہوئی ہے اور متقدمین اور متاخرین کی ایک جماعت کا بھی یہ لقب رکھا گیا ہے۔

ابوبکر بن العیاش:

آپ ایک امام تھے آپ نے ابواسحاق السبعی، اعمش، ہشام، ہمام بن عروہ اور ایک جماعت سے سماع کیا ہے اور بہت سے لوگوں نے آپ سے روایت کی ہے جن میں حضرت امام احمد بن حنبل بھی شامل ہیں یزید بن ہارون نے بیان کیا کہ آپ ایک عالم فاضل تھے آپ نے چالیس سال تک اپنا پہلو زمین سے نہیں لگایا، مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ آپ ساٹھ سال تک ہر روز پورا قرآن ختم کرتے رہے اور ۸۰ رمضان کے روزے رکھے اور آپ نے ۹۶ سال کی عمر میں وفات پائی اور جب آپ کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ کا بیٹا آپ پر رونے لگا تو آپ نے فرمایا اے میرے بیٹے تو کیوں روتا ہے؟ خدا کی قسم تیرے باپ نے کبھی برائی کا ارتکاب نہیں کیا۔



۱۹۳ھ

اس سال جنس نے اپنے نائب کو معزول کر دیا اور امین نے اسے معزول کر کے ان پر عبداللہ بن سعید الحارثی کو امیر مقرر کر دیا اور اس نے جمص کے باشندوں کے کچھ سرکردہ اصحاب کو قتل کر دیا اور اس کے نواح کو جلا، یا تو انہوں نے اس سے امان طلب کی تو اس نے انہیں امان دے دی۔ پھر وہ برا بیچتے ہو گئے تو اس نے ان میں سے بہت سے لوگوں کو قتل کر دیا اور اس سال امین نے اپنے بھائی قاسم کو جزیرہ اور سرحدات سے معزول کر دیا اور خزیمہ بن حازم کو ان کا امقر مقرر کر دیا اور اپنے بھائی کو بغداد میں اپنے پاس ٹھہرنے کا حکم دیا اور اس سال امین نے بقیہ شہروں کے منابر پر اپنے بیٹے موسیٰ کے لیے دعا کرنے کا حکم دیا اور اسے اپنے بعد امیر بننے کا حکم بھی دیا اور اسے ناطق بالحق کا نام دیا پھر اس کے بعد اس کے بھائی مامون پھر اس کے بھائی قاسم کے لیے بھی دعائیں کی جانے لگیں اور امین نے اپنے دونوں بھائیوں پر جو شرائط عائد کی تھیں اس سے اس کا مقصد اپنے بھائیوں سے وفا کرنا تھا اور فضل بن ربیع ہمیشہ اس کے ساتھ رہا اور اس نے اس کی نیت کو اس کے بھائیوں کے بارے میں بدل دیا اور اسے مامون اور قاسم کی معزولی خوبصورت کر کے دکھائی اور مامون کی شان کو اس کے ہاں کم کر دیا اور اسے اس خوف نے اس بات پر آمادہ کیا کہ اگر مامون کو خلافت مل گئی تو وہ اسے حجابت سے معزول کر دے گا۔

پس امین نے اس بارے میں اس سے اتفاق کیا اور اپنے بیٹے موسیٰ کے لیے دعا کرنے اور اپنے بعد اس کے ولی عہد ہونے کا حکم دے دیا۔ یہ اس سال کے ربیع الاول کا واقعہ ہے اور جب مامون کو پتہ چلا تو اس نے اس سے نامہ و پیام منقطع کر لیا اور کرنسی اور کپڑوں کے نقش و نگار پر اس کا نام چھاپنا چھوڑ دیا اور امین سے بگڑ بیٹھا اور رافع بن لیث نے مامون سے امان مانگی تو اس نے اسے امان دے دی تو وہ اپنے ساتھیوں سمیت مامون کے پاس آ گیا تو مامون نے اس کا اعزاز و اکرام کیا اور اس کے پیچھے پیچھے ہر شہر بھی آ گیا تو مامون اور سرکردہ لوگوں نے استقبال کیا اور اس نے اسے محافظوں کا امیر مقرر کر دیا اور جب امین کو پتہ چلا کہ فوجیں اس کے بھائی مامون کے پاس جمع ہو گئی ہیں تو اسے اس بات نے دکھ دیا اور اس نے اسے برا سمجھا اور مامون کو ایک خط لکھا اور اپنے اکابر امراء میں سے تین کو اس کے پاس ایچی بنا کر بھیجا اور اس نے اس سے مطالبہ کیا کہ وہ اس کے بیٹے کو اپنے پر مقدم کرے اور اس نے اسے ناطق بالحق کا نام دیا۔ مامون نے اس سے انکار کر دیا تو امراء اسے خوف کرنے میں لگ گئے اور اس سے نرمی کرنے لگے کہ وہ ان کی بات مان لے مگر اس نے مکمل طور پر انکار کر دیا اور عباس بن موسیٰ بن عیسیٰ نے اسے کہا میرے باپ نے خود کو معزول کر دیا تھا پھر کیا ہوا؟ مامون نے کہا تیرا باپ ایک مجبور شخص تھا پھر مامون مسلسل عباس سے وعدے کرتا رہا اور اسے آرزوئیں دلاتا رہا حتیٰ کہ اس نے اس کی بیعت خلافت کر لی۔

پھر جب وہ بغداد واپس آ گیا تو وہ امین کے معاملے کے متعلق اس سے مراسلت کرتا رہتا تھا اور اس کی خیر خواہی کرتا تھا اور جب ایچی امین کی طرف واپس جاتے تو وہ اسے اس کے بھائی کی باتوں کی اطلاع دے دیتے، اس موقع پر فضل بن ربیع نے امین کو مامون کے معزول کرنے کے بارے میں کسی کی بات کی طرف کان نہ دھرنے پر پختہ کر دیا پس اس نے اسے معزول کر دیا اور بقیہ

شہروں میں اپنے بیٹے کے لیے دعا کرنے کا حکم دے دیا اور انہوں نے مامون پر اعتراضات کرنے اور اس کی برائیوں کا ذکر کرنے سے لے کر آدی مقرر کر دیے اور انہوں نے مدنی طرف آدنی بیٹے جنہوں نے وہ حریر قابو کرنی جو رشید نے لکھ کر کعبہ میں رکھی تھی۔ امین نے اسے پھاڑ دیا اور جن مملداروں پر اس نے اپنے بیٹے ناطق باحق کو امیر مقرر کیا تھا ان سے اس کی بیعت لینے کی تاکید کی اور امین و مامون کے درمیان خط و کتابت ہونے لگی اور اپنی آنے جانے لگے جن کی تفصیل طویل ہے ابن جریر نے اپنی تاریخ میں اس کا استقصاء کیا ہے پھر ان کا معاملہ یہاں تک پہنچا کہ ان دونوں میں سے ہر ایک نے اپنے علاقے کو مخصوص کر لیا اور اسے مضبوط بنا لیا اور فوجوں کو تیار کیا اور رعایا سے دوستی کی اور اس سال رومیوں نے اپنے بادشاہ میخائل سے خیانت کی اور انہوں نے اسے معزول کرنے اور قتل کرنے کا ارادہ کیا تو وہ بادشاہت چھوڑ کر راہب بن گیا اور انہوں نے لیون کو اپنا بادشاہ بنا لیا اور اس سال حجاز کے نائب داؤد بن عیسیٰ نے لوگوں کو حج کر دیا اور بعض نے بیان کیا ہے کہ علی بن الرشید نے حج کروایا۔

سالم بن سالم ابو بحر بلخی:

آپ بغداد آئے اور وہاں آپ نے ابراہیم بن طہمان اور ثوری سے روایت کی اور آپ سے حسن بن عرفہ نے روایت کی آپ عابد و زاہد تھے چالیس سال تک آپ کے لیے بستر نہیں بچھایا گیا اور عیدین کے سوا آپ نے پورے چالیس سال روزے رکھے اور اپنا سر آسمان کی طرف نہیں اٹھایا آپ امید لگانے کے داعی اور ضعیف الحدیث تھے مگر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے سرخیل تھے آپ بغداد آئے تو رشید کو برا بھلا کہا اور اسے ملامت کی تو اس نے آپ کو بارہ سال قید کر دیا اور ابو معاویہ مسلسل آپ کے بارے میں سفارش کرتے رہے حتیٰ کہ انہوں نے آپ چار بیڑیاں ڈال دیں۔ پھر آپ دعا کرنے لگے کہ اللہ انہیں اپنے اہل کے پاس لے جائے اور جب رشید فوت ہو گیا تو زبیدہ نے آپ کو رہا کر دیا تو آپ واپس آ گئے اور وہ مکہ میں حجاج بن کر آئے تھے اور مکہ میں بیمار ہو گئے ایک روز آپ نے اولوں کی خواہش کی تو اسی وقت اذ لے پڑے اور آپ نے کھائے۔ آپ نے اس سال کے ذوالحجہ میں وفات پائی۔

عبدالوہاب بن عبدالمجید ثقفی:

آپ سال میں تقریباً پچاس ہزار کا غلہ اہل حدیث پر خرچ کرتے تھے آپ نے ۸۴ سال کی عمر میں وفات پائی۔

ابوالنصر الجہنی نیم پاگل:

آپ مدینہ میں مسجد کی شمالی دیوار کے چبوترہ میں مقیم تھے اور زیادہ عرصہ خاموش رہتے تھے اور جب آپ سے کوئی سوال کیا جاتا تو بہت اچھا جواب دیتے اور ایسی مفید باتیں کرتے جو آپ سے نقل کی جاتیں اور لکھی جاتیں اور آپ جمعہ کے روز نماز سے باہر نکل جاتے اور لوگوں کے جمعوں کے پاس کھڑے ہو کر کہتے:

اے لوگو! اپنے رب کا تقویٰ اختیار کرو اور اس دن سے ڈرو جس روز باپ اپنے بیٹے کے اور بیٹا اپنے باپ کے کچھ کام نہیں آسکے گا اور اس روز کوئی جان کسی جان کے کام نہیں آئے گی اور نہ اس کی سفارش قبول کی جائے گی اور نہ اس سے

بدلہ قبول کیا جائے گا۔

پھر آپ دوسری جماعت کے پاس چلے جاتے پھر تیسری کے پاس چلے جاتے حتیٰ کہ مسجد میں داخل ہو جاتے اور اس میں جمعہ ادا کرتے پھر اس سے عشاء کی نماز پڑھ کر باہر نکلتے۔

ایک دفعہ آپ نے ہارون الرشید کو بہت اچھا وعظ لیا اور فرمایا:

یا درکھ! اللہ تعالیٰ اپنے نبی کی امت کے بارے میں تجھ سے پوچھنے والا ہے اس کے لیے جواب تیار کر لے اور حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ اگر عراق میں ایک بکری کا بچہ بھی ضائع ہو کر مر گیا تو مجھے خدشہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے بارے میں مجھ سے پوچھے گا۔

رشید نے کہا میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرح نہیں ہوں اور نہ میرا زمانہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے کی مانند ہے آپ نے فرمایا یہ بات تجھے کوئی فائدہ نہیں دے گی تو اس نے آپ کے لیے تین سو دینار کا حکم دیا تو آپ نے فرمایا میں اہل صفہ میں سے ہوں ان دیناروں کو ان پر تقسیم کرنے کا حکم دو میں ان میں سے ایک ہوں۔

۱۹۵ھ

اس سال کے صفر میں امین نے لوگوں کو حکم دیا کہ وہ ان دراہم و دنانیر سے لین دین نہ کریں جن پر اس کے بھائی مامون کا نام ہے اور منابر پر اس کے لیے دعا کرنے سے بھی روک دیا، نیز یہ کہ اس کے لیے اور اس کے بعد اس کے بیٹے کے لیے دعا کی جائے اور اس سال مامون نے امام المومنین کا نام اختیار کر لیا اور اس سال کے ربیع الآخر میں امین نے علی بن عیسیٰ بن ہامان کو جبل ہمدان، اصہبان، قم اور ان علاقوں کی امارت دے دی اور اسے مامون کے ساتھ جنگ کرنے کا حکم دیا اور اس کے ساتھ بہت سی فوج تیار کی اور ان پر بہت سے اخراجات کئے اور اسے دو لاکھ دینار دیئے اور اس کے بیٹے کو پچاس ہزار دینار اور دو ہزار آراستہ تلواریں اور انعام کے طور پر چھ ہزار کپڑے دیئے، سوعلی بن موسیٰ بن ہامان بغداد سے چالیس ہزار جانناز سواروں کے ساتھ روانہ ہوا اور مامون کو لانے کے لیے اس کے پاس نفرتی بیڑی بھی تھی اور امین اس کے ساتھ اس کی مشایعت کو نکلا حتیٰ کہ وہ ری پہنچ گیا اور امیر طاہر نے چار ہزار جو انوں کے ساتھ اس کا سامنا کیا اور ان کے درمیان کئی باتیں ہوئیں انجام کار ان کی باہم جنگ ہو گئی۔

پس علی بن عیسیٰ قتل ہو گیا اور اس کے اصحاب شکست کھا گئے اور اس کا سر اور جشہ امیر طاہر کے پاس لایا گیا اور اس نے یہ بات مامون کے وزیر ذوالریاستین کو لکھی اور جس شخص نے علی بن عیسیٰ کو قتل کیا اسے طاہر صغیر کہا جاتا تھا پس اس نے اسے ذوالسینین کا نام دیا کیونکہ اس نے اپنے دونوں ہاتھوں سے تلوار پکڑ کر علی بن عیسیٰ بن ہامان کو قتل کیا تھا پس مامون اور اسکے لواحقین اس سے خوش ہو گئے اور امین کو بھی اطلاع مل گئی اور وہ اس وقت دجلہ پر مچھلی شکار کر رہا تھا اس نے کہا چھوڑو اسے کوثر نے دو مچھلیاں شکار کر لی ہیں اور میں نے ابھی کچھ شکار نہیں کیا اور لوگوں نے بغداد میں افواہ اڑادی اور وہ اس بات کے شہ سے ڈر گئے اور محمد امین نے جو عہد شکنی کی تھی اور اپنے بھائی مامون کو معزول کرنے کی جو کارروائی کی تھی اور جو کچھ اس سے برے کام ہوئے تھے اسے ان پر

ندامت ہوئی اور اس سال شوال میں یہ خبر اس کے پاس واپس آئی پھر اس نے عبدالرحمن بن جبلة انباری کو بیس ہزار جانباروں کے ساتھ ہمدان کی طرف بھیجا کہ وہ ظاہر بن امین بن مصعب اور اس کے ساتھی خراسانیوں کے ساتھ جنگ کریں اور جب وہ ان کے نزدیک ہونے لگے تو ایک دوسرے کے سامنے ہو گئے اور انہوں نے شدید جنگ کی حتیٰ کہ ان کے بہت سے آدمی مارے گئے پھر عبدالرحمن بن جبلة نے شکست کھائی اور انہوں نے ہمدان کی پناہ لے لی تو ظاہر نے وہاں ان کا محاصرہ کر لیا حتیٰ کہ اس نے انہیں صلح کی دعوت دینے پر مجبور کر دیا، پھر اس نے ان سے مصالحت کی اور ان کو امان دی اور ان سے وفا کی اور عبدالرحمن بن جبلة یوں واپس ہوا گویا وہ بغداد واپس جا رہا ہے پھر انہوں نے ظاہر کے ساتھیوں سے خیانت کی اور غفلت کی حالت میں ان پر حملہ کر دیا اور ان کے بہت سے آدمیوں کو قتل کر دیا اور ظاہر کے ساتھی ان کے سامنے ڈٹے رہے پھر انہوں نے تیزی سے جا کر ان پر حملہ کر کے انہیں شکست دی اور ان کا امیر عبدالرحمن بن جبلة قتل ہو گیا اور اس کے ساتھی ناکام ہو کر بھاگ گئے۔

اور جب وہ بغداد واپس آئے تو حالات بگڑ گئے اور ان فوجیوں کی گرم بازاری ہو گئی اور یہ اس سال کے ذوالحجہ کا واقعہ ہے اور ظاہر نے قزوین اور ان کے نواح سے امین کے گورنروں کو نکال باہر کیا اور ان علاقوں میں مامون کی حکومت بہت مضبوط ہو گئی اور اس سال کے ذوالحجہ میں شام میں سفیانی کی حکومت غالب آ گئی اس کا نام علی بن عبداللہ بن خالد بن یزید بن معاویہ بن ابی سفیان تھا، اس نے شام کے نائب کو معزول کر دیا اور خود اپنی طرف دعوت دی، امین نے اس کے مقابلے میں ایک فوج روانہ کی تو وہ اس کے مقابلے میں نہ آئی بلکہ رقبہ میں ہی ٹھہر گئی پھر جو کچھ ہوا اسے ہم ابھی بیان کریں گے اور اس سال حجاز کے نائب داؤد بن عیسیٰ نے حج کروایا۔

اس سال وفات پانے والے اعیان

اسحاق بن یوسف ازرق:

آپ ایک امام حدیث تھے آپ سے احمد وغیرہ نے روایت کی ہے۔

بکار بن عبداللہ:

ابن مصعب بن ثاقب بن عبداللہ بن زبیر آپ رشید کی طرف سے ۱۲ سال اور چند ماہ مدینہ کے نائب رہے اور رشید نے آپ کے ہاتھوں سے اہل مدینہ کو ایک کروڑ دو لاکھ دینار دیئے آپ شریف تھے اور بڑے آدمی تھے۔

ابونواس شاعر:

اس کا نام حسن بن ہانی بن صباح بن عبداللہ بن الجراح بن ہنب بن داؤد بن غنم بن سلیم تھا اور عبداللہ بن سعد نے اسے الجراح بن عبداللہ الحکمی کی طرف منسوب کیا ہے اور اسے ابونواس بصری بھی کہا جاتا ہے اس کا باپ اہل دمشق میں سے تھا اور مروان بن محمد کی فوج میں شامل تھا پھر وہ ۱۰۷ھ ہوا زچلا گیا اور خلبان نام ایک عورت سے نکاح کر لیا جس سے ان کے ہاں ابونواس اور ایک اور بیٹا پیدا ہوا جسے ابو معاذ کہا جاتا ہے۔ پھر ابونواس بصرہ چلا گیا اور وہاں ابوزید اور ابو عبیدہ سے تربیت حاصل کی اور سیبویہ کی کتاب پڑھی اور احمر کے جانشین کے ساتھ رہا اور یونس بن الجرمی الخومی کی صحبت اختیار کی۔

قاضی ابن خلکان نے بیان کیا ہے کہ اس نے ابواسامہ اور ابن الحباب کوفی کی صحبت اٹھائی اور زہر بن سعد، حماد بن زید، حماد بن سعید، عبدالواحد بن زیاد، قمر بن سلیمان اور یحییٰ القطان سے روایت لی اور اس سے صوفی مکہ بن ابراہیم بن شیر سے روایت کی اور اس سے ایک جماعت نے روایت کی جس میں امام شافعی، امام احمد بن حنبل، غندر اور مشاہیر علماء شامل ہیں اور اس کی مشہور احادیث میں سے وہ حدیث بھی ہے جسے صوفی محمد ابراہیم بن کثیر نے عن حماد بن سلمہ عن ثابت عن انس روایت کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے جو کوئی بھی فوت ہو وہ اللہ کے بارے میں حسن ظن رکھے۔ بلاشبہ اللہ کے بارے میں حسن ظن کرنا جنت کی قیمت ہے اور محمد بن ابراہیم نے بیان کیا ہے کہ ایک روز ہم اس کے پاس گئے تو وہ موت کی حالت میں تھا صالح بن علی ہاشمی نے اسے کہا اے ابوعلی تو آج دنیاوی زندگی کے آخری دن اور اخروی زندگی کے پہلے دن میں ہے اور تیرے اور اللہ کے درمیان خوشگوار پائی جاتی ہے اللہ کے حضور اپنے اعمال سے توبہ کرو کہ وہ کہنے لگا تو مجھے خوفزدہ کرتا ہے؟ خدا کے نام پر مجھے سہارا دو۔

راوی کہتا ہے ہم نے اسے سہارا دیا تو وہ کہنے لگا، حماد بن سلمہ نے عن یزید الرقاشی عن انس بن مالک مجھ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ:

”ہر نبی کے لیے شفاعت ہے اور میں نے اپنی شفاعت اپنی امت کے کبیرہ گناہ کرنے والوں کے لیے چھپا رکھی ہے۔“

پھر کہنے لگا کیا تم مجھے ان میں سے نہیں سمجھتے، ابونواس نے بیان کیا ہے میں نے جب تک ساٹھ عورتوں سے جن میں حضرت نساء اور لیلیٰ بھی شامل ہیں روایت نہیں کی میں نے شعر نہیں کہا۔ مردوں کے بارے میں کیا خیال ہے؟ یعقوب بن سکیت نے بیان کیا ہے جب اہل جاہلیت میں سے امراء القیس اور اعشیٰ سے اور اہل اسلام میں سے جریر اور فروق سے اور محدثین میں سے ابونواس سے شعر روایت کیا جائے تو تیرے لیے کافی ہے اور کئی لوگوں نے اس کی تعریف کی ہے جن میں اصمعی، باخط اور نظام بھی شامل ہیں، ابو عمرو شیبانی نے بیان کیا ہے اگر ابونواس اپنے شعر کو گند سے خراب نہ کرتا تو ہم اس سے حجت پکڑتے یعنی وہ شعر جو اس نے عمریات اور مردوں کے متعلق کہے ہیں اور وہ ان کی طرف میلان رکھتا تھا اور اس قسم کے اشعار میں وہ مشہور و معروف ہے، ہامون کے پاس شعراء کی ایک پارٹی جمع ہوئی تو ان سے دریافت کیا گیا تم میں سے کس نے یہ شعر کہا ہے:

جب اس نے اسے دیکھا تو ہم کھڑے ہو گئے گویا ہم زمین میں چاند کو ستارے تک پہنچنا دیکھ رہے ہیں۔

انہوں نے کہا یہ شعر ابونواس نے کہا ہے اس نے کہا یہ شعر تم میں سے کس نے کہا ہے:

وہ ان کے جوڑوں میں یوں چلی جیسے صحت بیماری میں چلتی ہے۔

انہوں نے کہا ابونواس نے کہا ہے اس نے کہا وہ تم سب سے بڑا شاعر ہے اور سفیان بن عیینہ نے ابن منذر سے کہا تمہارے ظریف ابونواس نے کیا اچھا شعر کہا ہے:

اے چاند میں نے ماتم کی مجلس میں دیکھا ہے کہ وہ ہم جو لیوں کے درمیان غم سے مذہبہ کر رہا ہے، مجلس ماتم نے اسے بادل نحو استہ دربان و حاجب کی مرضی کے خلاف اسے میرے لیے نمایاں کیا ہے وہ روتا ہے تو اپنی آنکھوں سے موتی گراتا

ہے اور گلاب کے پھول جیسے رخساروں کو عناب جیسے ہاتھوں سے تھپڑ مارتا ہے۔ موت ہمیشہ ہی اس کے احباب کی عادت رہے اور اس کا دیدار ہمیشہ میرن عادت رہے۔

ابن الاعرابی نے بیان کیا ہے کہ ابونواس سے اپنے اس شعر میں سب لوگوں سے بڑا شاعر ہے۔ میں نے زمانے کے تمام بازؤں سے چھپ گیا اور میری آنکھیں میرے زمانے کو دیکھتی ہیں اور وہ مجھے نہیں دیکھتا اور اگر تو میرے متعلق زمانے سے پوچھے تو اسے معلوم نہیں کہ میری جگہ کہاں ہے اور وہ میری جگہ کو نہیں جانتا۔ ابوالغائب نے بیان کیا ہے کہ میں نے زبد کے بارے میں بیس ہزار اشعار کہے ہیں اور میں چاہتا ہوں کہ کاش ان کی جگہ میں وہ تین شعر کہے ہوتے جو ابونواس نے کہے ہیں اور وہ اس کی قبر پر لکھے ہوئے ہیں:۔

اے ابونواس وقار اختیار کر یا بدل جایا صبر کر اگر زمانے نے تجھے تکلیف دی ہے تو اس نے تجھے اکثر اوقات خوش بھی کیا ہے۔ اے بہت گنہگار اللہ کا مغفوتیرے گناہوں سے بہت بڑا ہے۔

اور ابونواس ایک امیر کی مدح کرتے ہوئے کہتا ہے:۔

اللہ نے اسے بنایا ہے پس اس کی مانند کوئی طلبگار ہے اور نہ تشبیر کرنے والا ہے اور یہ اللہ کے لیے کوئی عجیب بات نہیں کہ وہ دنیا کو ایک شخص میں جمع کر دے۔

اور انہوں نے سفیان بن عیینہ کو ابونواس کے یہ اشعار سنائے:۔

اس نے ایک سبب کے باعث عشق کیا ہے جو اسی سے شروع ہوتا ہے اور اسی سے نکلتا ہے۔ ایک پردہ نشین نے میرے دل کو فتنہ میں ڈال دیا ہے اس کا چہرہ حسن کا نقاب لیے ہوئے ہے میں نے اسے اور حسن کو اس سے منتخب کرتے دیکھا ہے اس نے اس سے کچھ اچھی چیزیں زیب تن کر لی ہیں اور اس کی کچھ دی ہوئی چیزوں کو اس نے واپس کر دیا ہے اور اگر میں اس کے لیے واپسی بن جاؤں تو ضرورت اسے واپس نہ کرے۔ وہ سنجیدہ ہو گیا ہے اور میں نے اس سے مذاق نہیں کیا اور بہت سی سنجیدہ عادات کو کھینچ کھینچ لاتا ہے۔

ابن عیینہ نے کہا میں اس پر ایمان لایا جس نے انہیں بنایا ہے اور ابن ورید نے بیان کیا ہے کہ حاتم نے کہا اگر عوام ان دو اشعار کو بدل دیتے تو میں انہیں سنہری پانی سے لکھتا:۔

مجھ پر جو مصائب پڑے ہیں اگر میں تجھ سے مزید مطالبہ کرتا تو مزید مطالبہ تجھے درماندہ کر دیتا اور اگر مردوں پر میری زندگی میرے عیش کی مانند پیش کی جاتی تو وہ اسے پسند نہ کرتے۔

اور ابونواس نے سہیل کی حدیث کا جو ابوصالح سے بحوالہ حضرت ابو ہریرہ مروی ہے سماع کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ دل جمع شدہ لشکر ہیں ان میں سے جو دوسرے کو پہچانتا ہے وہ اس سے مل جاتا ہے اور جو دوسرے سے اجنبی ہوتا ہے علیحدہ ہو جاتا ہے۔ اس نے اس حدیث کو ایک قصیدے میں نظر کیا ہے وہ کہتا ہے:

بلاشبہ دل زمین میں اللہ کے جمع شدہ لشکر ہیں اور محبت سے ایک دوسرے کو پہچانتے ہیں اور جوان میں سے اجنبی ہیں وہ

علیحدہ ہو جاتے ہیں اور جو ایک دوسرے کو پہچانتے ہیں وہ مل جاتے ہیں۔

ایک روز ابو نواس مہ شین کی ایک ہمت کے ساتھ عبدالواحد بن زیاد کے پاس آیا تو عبدالواحد نے ان سے فرمایا تم میں سے ہر ایک دس احادیث کو منتخب کر لے۔ میں اسے وہ دس احادیث بتاؤں گا تو ابو نواس کے سوا ہر ایک نے دس دس احادیث منتخب کر لیں عبدالواحد نے اسے پوچھا تو ان کی طرح احادیث کو منتخب کیوں نہیں کرتا وہ کہنے لگا۔

ہم نے سعید قتادہ سعید بن المسیب پھر سعد بن عبادہ شعی اور ذوالجلادہ کے شیخ شعی اور نیک لوگوں اور اہل افادہ سے روایت کی ہے جو شخص محبت ہونے کی حالت میں مرے گا اسے شہادت کا اجر ملے گا۔

عبدالواحد نے سے کہا اے فاجر میرے پاس سے اٹھ جا میں تیرے پاس حدیث بیان نہیں کروں گا اور نہ ہی تیری وجہ سے ان لوگوں سے حدیث بیان کروں گا، حضرت مالک بن انس اور ابراہیم بن ابی یحییٰ کو اس بات کا پتہ چلا تو ان دونوں نے فرمایا انہیں اس سے حدیث بیان کرنی چاہیے شاید اللہ اس کی اصلاح کر دے۔

میں کہتا ہوں ابو نواس نے جو شعر پڑھا ہے ابن عدی نے اسے اپنی کتاب الکامل میں حضرت ابن عباسؓ سے موقوف اور مرفوع روایت کیا ہے کہ جو شخص عاشق ہو جائے اور عقیف رہے اور مر جائے اس کی موت شہید کی ہوگی اس کا مفہوم یہ ہے کہ جو شخص اپنے ارادہ و اختیار کے بغیر عشق میں مبتلا ہو جائے اور برائی سے بچے اور صبر کرے اور اس کا افسانہ نہ کرے اور اس کی وجہ سے مر جائے تو اسے بہت اجر ملے گا پس اگر یہ حدیث صحیح ہے تو یہ اس کے لیے ایک قسم کی شہادت ہوگی واللہ اعلم۔

خطیب نے روایت کی ہے کہ شعبہ نے ابو نواس سے ملاقات کی تو وہ اسے کہنے لگے ہمیں اپنی کوئی عجیب بات سناؤ وہ فی البدیہہ کہنے لگا ہم سے خفاف نے اہل اور خالد الخداز سے عن جابر و مسعر عن بعض اصحابہ جیسے شیخ نے عامر تک مرفوع کیا ہے بیان کیا کہ ان سب نے کہا ہے کہ جس بچی سے پاکیزہ اخلاق شخص محبت کرے اور وہ اس سے تعلق پیدا کر لے پھر ہمیشہ اس سے یاد گیر تعلق رکھے تو اس کے لیے جنت کھلی ہوئی ہے اور وہ اس کی پھولدار چراگاہ میں چرے گا اور جس معشوق نے دائمی و مال کے بعد عاشق سے جفا کی وہ اللہ کے عذاب میں رہے گا اس کے لیے ہلاکت ہوگی اور وہ نعماء الہی سے دور رہے گا شعبہ نے اسے کہا تو اچھے اخلاق والا ہے اور مجھے تیرے متعلق امید ہے اور ابو نواس نے کہا:

اے جادو چشم اور جادو گردن اور وعدوں سے میرے قاتل تو مجھ سے وصل کا وعدہ کرتا ہے پھر وعدہ خلافی کرتا ہے۔ تیری وعدہ خلافی سے میں ہلاک ہوا جاتا ہوں مجھے ارزق محدث نے عن شہر و عوف بحوالہ ابن مسعود بتایا ہے کہ کافرہ کے سوا کوئی وعدہ خلافی نہیں کرتا اور کافر جہنم میں پابجولاں ہوگا۔

اسحاق بن یوسف ازرق کو اس کی اطلاع ملی تو آپ نے فرمایا دشمن خدا نے مجھ پر تابعین پر اور محمد ﷺ کے اصحاب پر جھوٹ بولا ہے اور سلیم بن منصور بن عمار سے روایت ہے کہ میں نے ابو نواس کو اپنے باپ کی مجلس میں سخت روتے پایا تو میں نے کہا مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس رونے کے بعد تجھے عذاب نہیں دے گا تو وہ کہنے لگا:

میں منصور کی مجلس میں جنت اور حور کے شوق کی وجہ سے نہیں رویا اور نہ قبر اور اس کے خوف اور نہ نفع تصور اور نہ آگ اور

نہ اس کے طوقوں اور نہ ظلم اور بے یار و مددگار ہونے کی وجہ سے رویا ہوں بلکہ میرا رونا سرگیں ہرنی کی وجہ سے ہے جسے یہ اہل ہر قابل خوف سے بچاتا ہے۔

پھر اس نے کہا میں صرف اس امر کی وجہ سے رویا ہوں جو تیرے باپ کے پہلو میں بیٹھتا ہے اور وہ ایک خوبصورت بچہ تھا جو وعظان عرفیہ سے رو رہا تھا۔

ابو نو اس نے بیان کیا ہے کہ ایک روز ایک جولاہے نے مجھے بلایا اور اصرار کیا کہ وہ اپنے گھر میں میری ضیافت کرے گا اور وہ مسلسل مجھ سے اصرار کرتا رہا حتیٰ کہ میں نے اس کی بات کو قبول کر لیا اور وہ اپنے گھر کی طرف چل پڑا اور میں بھی اس کے ساتھ چل پڑا کیادیکھتا ہوں کہ گھر قابل اعتراض نہیں ہے اور جولاہے نے کھانے میں بہت سے جولاہوں کو جمع کر لیا اور ہم نے کھایا پیا پھر اس نے کہا اے میرے آقا میں چاہتا ہوں کہ آپ میری لونڈی کے بارے میں کچھ شعر کہیں اور وہ اپنی لونڈی کا بہت دلدادہ تھا میں نے اسے کہا مجھے وہ لونڈی دکھاؤ تاکہ میں اس کی شکل اور حسن کے مطابق نظم بناؤں اس نے اس کے منہ پر سے پردہ اٹھایا تو وہ بڑی بد شکل، قبیح صورت، سیاہ رنگ اور چاندی کے بالوں والی تھی اور اس کا لعاب اس کے سینے پر بہ رہا تھا میں نے اس کے مالک سے کہا اس کا نام کیا ہے اس نے کہا تنیم تو میں شعر کہنے لگا: ۳

میں رات بھر تنیم کی محبت میں بے خواب رہا، یہ لونڈی حسن میں الو کی طرح ہے گویا اس کی منہ کی بوسہ کی چٹنی کی طرح ہے یا ہنس کے گٹھے کی طرح، میں نے اس کی محبت میں پاد مارا جس سے میں نے شاہ روم کو ڈرا دیا۔

راوی بیان کرتا ہے کہ جولاہا اٹھ کر قرض کرنے لگا اور سارا دن تالی بجاتا رہا اور خوش ہوتا رہا اور کہتا رہا خدا کی قسم اس نے اسے شاہ روم سے مشابہت دی ہے: ۳

لوگوں نے مجھے زچ کیا ہے وہ اپنے خیال کے مطابق کہتے ہیں کہ اس کے گناہ زیادہ ہو گئے ہیں خواہ میں دوزخ میں رہوں یا جنت میں اے زانیہ کے بیٹو تمہیں کیا؟

مختصر یہ کہ مورخین نے اس کی بہت سی باتوں اور بے ہودہ اشعار کا ذکر کیا ہے اور خمریات، فاحشات اور مردوں اور عورتوں سے تشبیہ کے بارے میں اس کے نہایت گندے اشعار موجود ہیں۔ بعض لوگ اسے فاسق قرار دیتے ہیں اور اس پر زنا کا الزام لگاتے ہیں اور بعض اس پر زندقہ کا الزام لگاتے ہیں اور بعض کا قول ہے کہ وہ خود بے دین شخص تھا اور پہلا قول زیادہ واضح ہے کیونکہ فسق اس کے اشعار میں موجود ہے اور اس کا زندگی ہونا بعید ہے لیکن اس میں بے ہودگی اور بے حیائی پائی جاتی ہے مورخین نے اس کی صغریٰ اور کبر سن میں اس کی طرف ناپسندیدہ باتیں منسوب کیں۔ اللہ ہی ان کی صحت کے بارے میں بہتر جانتا ہے اور عوام اس کی طرف سے ایسی باتیں بیان کرتے ہیں جن کی کوئی حقیقت نہیں اور جامع دمشق کے صحن میں ایک گنبد تھا جس سے پانی پھوٹتا تھا، دمشق کے لوگ اسے ابو نو اس کا گنبد کہتے تھے اور وہ اس کی موت کے ڈیڑھ سو سال سے بھی زیادہ عرصہ بعد بنایا گیا ہے۔ مجھے معلوم نہیں اسے کس وجہ سے اس کی طرف منسوب کر دیا گیا ہے اللہ ہی اسے بہتر جانتا ہے۔

اور محمد بن ابی عمر نے بیان کیا ہے کہ میں نے ابو نو اس کو کہتے سنا خدا کی قسم میں نے کبھی حرام کام کے لیے اپنی شلو اور نہیں کھولی

اور محمد امین بن رشید نے اسے کہا تو زندگی ہی ہے اس نے کہا یا امیر المؤمنین میں زندگی نہیں ہوں اور میں کہتا ہوں: میں پانچوں نمازیں بروقت پڑھتا ہوں اور عابری کے ساتھ حدائی توحیدی گواہی دیتا ہوں اور ان میں سبھی ہو جاؤں تو اچھی طرح غسل کرتا ہوں اور اگر میرے پاس کوئی مسکین آجائے تو میں اسے روکتا نہیں اور اگر پیالہ مجھے ساتی کی بیعت کی دعوت دے تو میں اسے جلد جواب دیتا ہوں اور میں خالص شراب سخت آدمی لے پہلو میں پیتا ہوں اور میرا دادا فریبہ تھا جو لوگوں سے سوال کرنے والا ہے اور کم دودھ والی سفید عورت اور بادام اور چینی ہمیشہ ہی شراب فروش کے لیے نفع مند چیزیں ہیں اور میں سب روافض کے بلواس کو تختیشوع کی پھونکد کی وجہ سے خوشی سے آگ میں ڈال دوں گا۔

امین نے اسے کہا تو ہلاک ہو جائے تجھے تختیشوع کی پھونک کی طرف کس بات نے آمادہ کیا ہے اس نے کہا اس سے قافیہ مکمل ہوا ہے تو اس نے اسے انعام دینے کا حکم دیا اور جس تختیشوع کا اس نے ذکر کیا ہے وہ خلفاء کا طبیب تھا اور جاہل نے بیان کیا ہے کہ مجھے شعراء کے کلام میں ابونواس کے ان اشعار سے شاندار اور لطیف اشعار معلوم نہیں وہ کہتا ہے:

وہ کوئی آگ ہے جسے جلانے والے نے جلایا ہے اور کون سی سجدگی ہے جس میں مزاح کرنے والے نے انتہا کر دی ہے۔ واعظ اور ناصح کے بڑھاپے کا کیا کہنا کاش ناصح خطا کرتا، نوجوان خواہش کی پیروی کرتا ہے حالانکہ حق کا راستہ اس پر واضح ہوتا ہے۔ عورتوں کی طرف اپنی آنکھوں کو اٹھا ان کے مہرنیک اعمال ہیں، سفید رنگ عورت کو اس کے پردے میں وہ شخص دیکھتا ہے جس کا ترازو جھکا ہوا ہو جو شخص اللہ کا تقویٰ اختیار کرتا ہے اس کی طرف نفع بخش تجارت کھینچ کر لائی جاتی ہے، صبح کو جادین میں کوئی غلطی نہیں ہے اور شام کو جا کیونکہ تو شام کے جانے والا ہے۔

اور ابو عفان نے اس سے اس کا قصیدہ پڑھنے کی درخواست کی جس کا پہلا مصرعہ یہ ہے کہ تو لیلیٰ کو فراموش نہ کر اور نہ ہند کی طرف دیکھ اور جب وہ اس قصیدہ کے سنانے سے فارغ ہوا ابو عفان نے اسے سجدہ کیا تو ابونواس نے اسے کہا خدا کی قسم میں ایک مدت تک تجھ سے بات نہیں کروں گا۔ وہ کہتا ہے مجھے اس بات نے غم زدہ کر دیا اور جب میں نے واپسی کا ارادہ کیا تو اس نے کہا میں تجھے کب دیکھوں؟ میں نے کہا کیا تو نے قسم نہیں کھائی؟ اس نے کہا زمانہ اس بات سے قاصر ہے کہ اس کے ساتھ جدائی ہو اور اس کے اچھے اشعار میں سے یہ اشعار بھی ہیں:

آگاہ رہو بے شمار چہرے مٹی میں پرانے ہو گئے ہیں اور بہت سے حسن مٹھی میں کمزور پڑ گئے ہیں اور بہت سے بچے ارادے اور شجاعتیں اور مضبوط آرامی میں پڑی ہیں اور قریبی گھر والے سے کہہ دے کہ تو دور مقام کی طرف سفر کرنے والا ہے اور میں ہرزندہ کو ہلاک ہونے والا اور شریف نسب والے کو ہلاک ہونے والوں میں دیکھتا ہوں، جب کوئی عقل مند دنیا کو آزماتا ہے تو اسے معلوم ہو جاتا ہے کہ دشمن نے دوست کا لباس زیب تن کیا ہوا ہے۔

نیز اس نے کہا حرص ولائح نہ کر بلاشبہ لائح میں ذلت ہے اور عزت حلم میں ہے نہ کہ حماقت اور اوجھے پن میں، حماقت سے غرور میں دلچسپی لینے والے سے کہہ دے اگر تجھے غرور کے نقصانات کا علم ہوتا تو تو غرور نہ کرتا، غرور دین کو خراب کرنے والا، عقل کو کم کرنے والا اور عزت کو تباہ کرنے والا ہے پس تو ہشیار ہو جا۔

ابوالعتاہر یہ قاسم بن اسماعیل ایک کاغذ ساز کی دوکان پر بیٹھ وراس نے کاغذ کی پشت پر یہ اشعار لکھے: -

تو جب ہے کہ انسان کیسے اللہ کی نافرمانی کرتا ہے اور کیسے انکار کرنے والا اس کا انکار کرتا ہے اور ہر چیز میں اس کا نشان موجود ہے جو اس بات کی دلالت کرتا ہے کہ وہ یکتا ہے۔

پھر ابونواس آیا اور اس نے ان اشعار کو پڑھا، کہنے لگا خد اکی قسم ان اشعار کے کہنے والے نے بہت اچھا کہا ہے خدا کی قسم جو کچھ میں نے کہا ہے کاش اس سارے کے عوض یہ اشعار میرے ہوتے یہ اشعار کس کے ہیں؟ اسے بتایا گیا کہ ابوالعتاہر یہ کہتے ہیں اس نے وہ کاغذ لے کر اس کی طرف لکھا: -

وہ ذات پاک ہے جس نے مخلوق کو کمزور اور ذلیل چیز سے پیدا کیا ہے اور وہ اسے ایک ٹھہرنے کی جگہ سے چلا کر مضبوط ٹھہرنے والی جگہ کی طرف لے آتا ہے اور وہ آنکھوں سے پوشیدہ پردوں میں اسے آہستہ آہستہ پیدا کرتا ہے حتیٰ کہ سکون میں حرکت نمایاں ہو جاتی ہے۔

اور اس کے اچھے اشعار میں سے یہ اشعار بھی ہیں: -

جب بڑھاپے نے میری مانگ میں مصیبتیں ڈال دیں تو میری سختی ختم ہو گئی اور میں نے کھیل کو چھوڑ دیا اور عقل نے مجھے روکا اور میں عدل کی طرف مائل ہو گیا اور میں روکنے والے کی بات سے ڈر گیا اے غافل جو بھول جانے کا معترف ہے معاد میں بھولنے والے کے لیے کوئی عذر نہ ہوگا، ہم اپنے اعمال کے ذریعے اس روز نجات کی طاقت نہیں پائیں گے جس روز آسمان جبینوں کے اوپر ظاہر ہوگا، ہم برائی اور تفریط پر قائم ہیں اور ہم اللہ تعالیٰ کے حسن غنوم سے امید رکھتے ہیں۔

نیز اس نے کہا ہے: -

ہم مرجائیں گے اور بوسیدہ ہو جائیں گے مگر جب ہم مرجائیں گے تو نہ ہمارے گناہ مریں گے اور نہ بوسیدہ ہوں گے اور بہت سے آنکھوں والے ہیں جن کو آنکھیں فائدہ نہیں دیتیں جس کا دل اندھا ہوا ہے آنکھیں فائدہ نہیں دیتیں۔

نیز اس نے کہا: -

اگر آنکھ خود حساب کے دن کے بارے میں پڑتی تو وہ دیکھ نہ سکتی وہ بادشاہ پاک ہے۔ وہ کون سی رات ہے جو مٹ جائے گی اور اس کی صبح میدان محشر میں ہوگی، مخلوق کے رب نے فنا کو اس پر فرض کر دیا ہے اور لوگ آگے پیچھے جانے والے ہیں۔

بیان کیا گیا کہ جب ابونواس نے حج کا احرام باندھنے کا ارادہ کیا تو اس نے کہا: -

اے مالک تو کس قدر عادل اور ہر مالک کا بادشاہ ہے۔ لہیک بلاشبہ تعریف اور حکومت تیرے لیے ہے اور تیرا کوئی شریک نہیں ہے تیرے بندے نے تجھے آواز دی ہے وہ جہاں بھی جائے تو اس کا محافظ ہے۔ اے رب اگر تو نہ ہوتا تو وہ ہلاک ہو جاتا لہیک بلاشبہ تعریف لیے ہے اور حکومت بھی تیرے لیے ہے اور تیرا کوئی شریک نہیں ہے اور جب رات تاریک ہو جاتی ہے اور تیرے والے ستارے فلک میں اپنے راستوں پر چلتے ہیں اور سب نبی اور سب فرشتے اور سب

تھے پکارنے والے تیری تسبیح کرتے اور نماز پڑھتے ہیں بلیک بلاشبہ تعریف تیرے لیے اور حکومت تیرے لیے ہیں اور تیرا کوئی شریک نہیں اے خطا کا تو کس قدر جاہل ہے تو نے مدل کرنے والے رب کی نافرمانی کی ہے اور اس نے تجھے طاقت اور ذہیل دی ہے، جلدی سے اپنی امید کو حاصل کر اور اچھی طرح اپنے عمل کو ختم کر بلیک بلاشبہ تعریف تیرے لیے ہیں اور حکومت بھی تیرے لیے ہے اور تیرا کوئی شریک نہیں۔

اور المعانی بن زکریا جریری نے بیان کیا ہے کہ عباس بن ولید نے ہم سے بیان کیا کہ میں نے احمد بن یحییٰ بن ثعلب کو بیان کرتے سنا کہ میں حضرت امام احمد بن حنبل کے پاس گیا تو میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ اس کے دل نے اسے بے چین کیا ہے اور اپنے ساتھ زیادہ باتیں کرنا پسند نہیں کرتا گویا اس کے سامنے آگ بھڑکانی گئی ہے پس میں مسلسل اس سے نرمی کرنے لگا اور میں نے اس کے نزدیک ہو کر کہا کہ میں شیبان کے غلاموں میں سے ہوں تو اس نے مجھ سے بات کی اور پوچھا تو نے کون کون سے علوم میں غور و فکر کیا ہے؟ میں نے کہا لغت اور شعر میں اس نے کہا میں نے بصرہ میں ایک جماعت کو ایک شخص سے شعر لکھتے دیکھا مجھ بتایا گیا کہ یہ ابو نواس ہے میں نے لوگوں میں گھس کر انہیں اپنے پیچھے کیا اور جب میں اس کے پاس بیٹھا تو اس نے ہمیں لکھوایا۔

جب کبھی زمانے سے تو تنہا ہو جائے تو یہ نہ کہہ کہ میں تنہا ہو گیا ہوں بلکہ تنہائی میں ایک نگران ہوتا ہے اور یہ گمان نہ کر اللہ ایک ساعت بھی غافل ہوتا ہے اور نہ گنہگار پر امر مخفی ہے کہ وہ غائب ہے ہم گناہوں سے غافل ہیں حتیٰ کہ وہ پے در پے گناہ ہونے لگے ہیں کاش خدا گزشتہ گناہوں کو بخش دے اور ہمیں توبہ کی اجازت دے تاکہ ہم توبہ کر لیں۔

اور بعض لوگوں نے ابو نواس سے روایت کے بعد ان اشعار کا اضافہ بھی کیا ہے:

جب مجھ پر میرے راستے تنگ ہو جاتے ہیں اور میرے دل میں غموں کے خطرات فروکش ہو جاتے ہیں تو میں اپنے گناہوں اور خطاؤں کی لمبائی اور بڑائی سے کہتا ہوں میرے لیے توبہ میں کوئی حصہ نہیں اور میں مایوس ہو کر خوف کے سمندر میں ڈوب جاتا ہوں اور کبھی کبھی میرا نفس رجوع کر کے توبہ کرتا ہے اور مجھے خداوند کریم کے مخلوق کو معاف کرنے کو یاد کراتا ہے تو وہ زندہ کرتا ہے اور میں اس کے عفو کی امید پر انا بت اختیار کرتا ہوں اور میں اپنے قول میں عاجزی اختیار کرتا ہوں اور سوال کرتے ہوئے رغبت کرتا ہوں شائد مصائب کو دور کرنے والا مجھے معاف کر دے۔

ابن طراز جریری نے بیان کیا ہے کہ یہ روایت شدہ اشعار کس کے ہیں؟ بتایا گیا ابو نواس کے ہیں اور یہ اس کے زاہدانہ اشعار میں سے ہیں اور نحویوں نے بہت سی جگہوں پر ان سے استشہار کیا ہے جسے ہم بیان کر چکے ہیں اور حسن بن الدایہ نے بیان کیا ہے کہ میں مرض الموت میں ابو نواس کے پاس گیا اور میں نے کہا مجھے نصیحت کرو تو وہ کہنے لگا:

جس قدر ہو سکتا ہے زیادہ خطائیں کر بلاشبہ تو بخشنے والے رب سے ملاقات کرنے والا ہے اور جب تو اس کے پاس غنو طلب کرتے ہو گیا تو تو عنقریب قدرت والے بادشاہ کو دیکھے گا اور اس سے ملاقات کرے گا اور دوزخ کے ڈر سے تو نے جن گناہوں کو چھوڑا تھا تو ان پر کف افسوس ملے گا۔

میں نے کہا تو ہلاک ہو جاؤ اس حالت میں تو مجھے نصیحت کرتا ہے؟ اس نے کہا خاموش رہ ہم سے حماد بن سلمہ نے ثاقب سے

بجواب اس بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

”میں نے اپنی امت کے کبیرہ گناہ کرنے والوں کے لیے اپنی شفاعت ذخیرہ کر رکھی ہے۔“

اور قبل ازیں اس اسناد سے اس سے یہ بھی بیان ہو چکا ہے کہ تم میں سے جو شخص بھی فوت ہو وہ اللہ تعالیٰ سے حسن ظن رکھتا ہو، فوت ہو اور بیع وغیرہ نے بحوالہ امام شافعی بیان کیا ہے کہ جس روز ابونواس فوت ہوا ہم اس کے پاس گئے تو وہ جان دے رہا تھا ہم نے اس سے پوچھا تو نے آج کے دن کیا تیاری کی ہے؟ تو وہ کہنے لگا:

میرے گناہ نے مجھے اپنی بڑائی دکھائی اور جب میں نے اے میرے رب اے تیرے عفو کے ساتھ ملایا تو تیرا عفو اس سے بہت بڑا تھا اور تو ہمیشہ گناہ معاف کرتا رہا ہے اور فضل و کرم سے عفو بخش کرتا رہا ہے اگر تو نہ ہوتا تو کوئی عبادت گزار ابلیس کے مقابلہ کی قدرت نہ رکھتا اور یہ کیسے ہوتا جب کہ اس نے تیرے منتخب کردہ آدم کو بھنکا دیا تھا۔

اسے ابن عساکر نے روایت کیا ہے کہ لوگوں نے اس کے سر کے پاس ایک رقعہ دیکھا جس میں اس کی اپنی تحریر میں لکھا تھا: اے میرے رب اگر کثرت کی وجہ سے میرے گناہ عظیم ہو گئے ہیں تو مجھے معلوم ہے کہ تیرا عفو بہت بڑا ہے اے میرے رب میں تیرے حکم کے مطابق تضرع سے تجھ سے دعا کرتا ہوں اور جب تو میرے ہاتھوں کو رد کر دے گا تو کون رحم کرے گا اور اگر تجھ سے صرف اچھے کام کرنے والا ہی امید رکھ سکتا ہے تو بدکار مجرم کس سے امید رکھے تیرے پاس آنے کے لیے میرے پاس امید اور تیرے حسن عفو کے سوا کوئی وسیلہ نہیں پھر میں مسلمان بھی ہوں۔

یوسف بن الداہب نے بیان کیا ہے کہ میں اس کے پاس گیا تو وہ اسی حالت میں تھا میں نے پوچھا اپنے آپ کو کیسے محسوس کرتے ہو؟ اس نے کچھ دیر سر جھکائے رکھا پھر سر اٹھا کر کہنے لگا:

میرے اوپر نیچے فنا سرایت کر گئی ہے اور میں دیکھ رہا ہوں کہ میرا ایک ایک عضو مر رہا اور جو ہر لحظہ بھی گزر رہا ہے وہ میرے ایک ایک حصے کو کم کر رہا ہے میری سنجیدگی میری لذت عیش کے ساتھ ختم ہو گئی ہے اور میں نے کمزور ہو کر اطاعت الہی کو یاد کیا ہے، ہم نے ہر برائی کی ہے اور اسی خیال سے کی ہے کہ ہم سے درگزر ہو جائے گی اور ہمیں بخش دیا جائے گا اور ہمیں معاف کر دیا جائے گا۔

پھر وہ اسی وقت فوت ہو گیا اللہ تعالیٰ ہمیں اور اسے معاف فرمائے۔ آمین۔

اس کی انگشتی کا نقش لا الہ الا اللہ مخلصا تھا اور اس نے وصیت کی تھی کہ جب لوگ اسے غسل دے دیں تو اس انگٹھی کو اس کے منہ میں رکھ دیا جائے اور انہوں نے ایسے ہی کیا اور جب وہ مر گیا تو انہوں نے تین سو درہم اور کپڑوں اور اثاثے کے سوا اس کے ہاں کچھ نہ پایا اور اس کی وفات اس سال بغداد میں ہوئی اور اسے الشونیزی کے قبرستان میں بیہود کے ٹیلے پر دفن کیا گیا اور اس کی عمر پچاس سال تھی اور بعض نے اس کی عمر ساٹھ سال اور بعض نے ۵۹ سال بیان کی ہے اور اس کے ایک ساتھی نے اسے خواب میں دیکھا تو اس نے اس سے پوچھا اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ کیا سلوک کیا ہے؟ اس نے کہا اس نے مجھے ان اشعار کی وجہ سے بخش دیا ہے جو میں نے نرگس کے بارے میں کہے تھے:

زمین کی نباتات میں غور فکر کر اور جو کچھ بادشاہ نے بنا ما سے اس کے نشانات کو دیکھ جائیدی کے چشمے ان آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں جو گھلے ہوئے سونے کی ہیں وہ زبرد کی شاخ پر اس بات کی گواہ ہیں کہ اللہ کا کوئی شریک نہیں ہے۔ اور ان ایک روایت میں ہے کہ اس نے کہا کہ اللہ نے مجھے ان اشعار کی وجہ سے بخش دیا ہے جو میرے نیکے کئے نیچے پڑے ہیں وہ آئے تو انہوں نے ان اشعار کو ایک کاغذ کے ٹکڑے پر اس کی تحریر میں دیکھا:۔

اے اللہ اگر میرے گناہ کثرت کے باعث عظیم ہو گئے ہیں تو مجھے معلوم ہے کہ تیرا غنہ بہت بڑا ہے۔

یہ شعر پہلے بھی بیان ہو چکا ہے اور ابن عساکر کی ایک روایت میں ہے کہ بعض نے بیان کیا ہے کہ میں نے خواب میں اسے بہت اچھی ہیئت اور بڑی آسائش میں دیکھا اور میں نے اسے پوچھا اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ کیا سلوک کیا ہے؟ اس نے کہا اس نے مجھے بخش دیا ہے میں نے پوچھا کس وجہ سے جب کہ تو اپنے بارے میں کوتاہی کرنے والا تھا؟ اس نے کہا ایک شب ایک نیک آدمی قبرستان کی طرف آیا اور اس نے اپنی چادر بچھائی اور دو رکعت نماز پڑھی اور اس میں دو ہزار بار قل ہو اللہ احد پڑھا پھر اس نے اس کا ثواب اس قبرستان کے باسیوں کو ہدیہ کر دیا اور میں بھی انہی میں شامل تھا پس اللہ تعالیٰ نے مجھے بخش دیا اور ابن خلکان نے بیان کیا ہے کہ ابونواس نے سب سے پہلا شعر اس وقت کہا جب اس نے ابواسامہ والجب بن الحباب کی مصاحبت کی۔

مشق کا حامل تھکنے والا ہے خوشی اسے ہلکا سمجھتی ہے اگر وہ روئے تو اسے اس کا حق ہے جو بیماری اسے لاحق ہے وہ کوئی کھیل نہیں، تو بے پرواہی سے ہنستی ہے اور عاشق روتا ہے تو میری بیماری پر تعجب کرتی ہے میرا صحت مند ہونا ہی ایک عجیب امر ہے۔

اور مامون نے کہا اس کے یہ اشعار کیا ہی اچھے ہیں:۔

آدمی ہلاک ہونے والے اور ہلاک ہونے والوں کے بیٹے ہیں اور شریف النسب بھی ہلاک ہونے والوں میں ہے۔ جب کوئی عقل مند دنیا کی آزمائش کرتا ہے تو اسے معلوم ہو جاتا ہے کہ دشمن نے دوست کا لباس زیب تن کیا ہوا ہے۔ ابن خلکان نے بیان کیا ہے اور اپنے رب سے اس کی سب سے بڑی امید ان اشعار میں پائی جاتی ہے وہ کہتا ہے:۔

جس قدر ہو سکتا ہے خطاؤں کے بار کو اٹھالے بلاشبہ تو بخشے والے رب سے ملاقات کرنے والا ہے اور جب تو اس کے پاس مغفولت کرتے ہوئے گیا تو تو عنقریب قدرت والے بادشاہ کو دیکھے گا اور اس سے ملاقات کرے گا اور دوزخ کے خوف سے تو نے جن گناہوں کو ترک کیا ہے ان پر کف افسوس ملے گا۔



۱۹۶ھ

اس سال شہور اللہ مشائخ حدیث میں سے ابو معاویہ بن نافع اور ابراہیم بن عثمان کے شاگرد ولید بن مسلم دمشق نے وفات پائی اور اس سال امین نے اسد بن یزید کو قید کر دیا کیونکہ اس نے امین کی کھیل کود اور رعیت کے معاملے میں سہل انگاری کرنے اور اس وقت شکار وغیرہ کرنے پر اسے ملامت کی تھی اور اس سال امین نے احمد بن یزید اور عبد اللہ بن حمید بن قتبہ کو چالیس ہزار فوج کے ساتھ طاہر بن حسین کے ساتھ جو مامون کے مقابلے میں آیا تھا، جنگ کرنے کے لیے حلوان بھیجا اور جب وہ حلوان کے نزدیک پہنچے تو طاہر نے اپنی فوج کے ارد گرد خندق کھود لی اور دونوں امیروں کے درمیان جنگ بھڑکانے کے لیے تدابیر کرنے لگا پس دونوں نے آپس میں اختلاف کیا اور واپس آ گئے اور اس سے جنگ نہ کی اور طاہر حلوان آ گیا اور اس کے پاس مامون خط آیا کہ جو کچھ اس کے قبضے میں ہے وہ ہرثمہ بن امین کے سپرد کر دے اور خود ہوازی کی طرف چلا جائے سو اس نے ایسے ہی کیا اور اس سال مامون نے اپنے وزیر فضل بن سہل کو عزت دی اور اسے بڑی عملداریوں کا امیر مقرر کیا اور اسے دو الریاستیں کا نام دیا اور اسی سال امین نے عبد الملک بن صالح بن علی کو جسے اس نے رشید کے قید خانے سے نکالا تھا شام کی نیابت پر مقرر کیا اور اسے حکم دیا کہ وہ اس کے لیے طاہر اور ہرثمہ کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے نوجوانوں اور فوجوں کو بھیجے گا اور جب وہ رتہ پہنچا تو اس نے وہاں اقامت اختیار کر لی اور شام کے رؤساء کو دوستی کے خطوط لکھے اور انہیں اطاعت کی دعوت دی تو بہت سے لوگ اس کے پاس آ گئے پھر جنگیں چھڑ گئیں جن کی ابتداء اہل حمص سے ہوئی اور حالات بگڑ گئے اور لوگوں کے درمیان جنگ طویل ہو گئی اور عبد الملک بن صالح وہیں فوت ہو گیا اور فوج حسین بن علی بن ہامان کے ساتھ بغداد واپس آ گئی اور اہل بغداد نے عزت کے ساتھ اس کا استقبال کیا یہ اس سال کے ماہ رجب کا واقعہ ہے اور جب وہ بغداد پہنچا تو امین کا ایلچی اسے تلاش کرتا ہوا آیا تو اس نے کہا خدا کی قسم میں نہ داستان گو ہوں اور نہ مسخرہ ہوں اور نہ میں اس کی کسی عملداری کا امیر ہوں اور نہ میرے ہاتھوں نے مال جمع کیا ہے پس وہ آج شب مجھے کس وجہ سے طلب کرتا ہے۔

امین کی معزولی کا سبب نیز اس کے بھائی مامون کو خلافت کیسے ملی؟

جب حسین بن علی بن ہامان نے صبح کی تو وہ امین کے پاس نہ گیا کیونکہ اس نے اسے طلب کیا تھا اور یہ شام سے فوج کی واپسی کے بعد کا واقعہ ہے اس نے لوگوں میں کھڑے ہو کر تقریر کی اور انہیں امین کی عداوت پر متحذ کیا اور اس کے لہو و لعب اور دیگر گناہوں کے ارتکاب کا ذکر کیا اور یہ بھی بتایا کہ جس شخص کا یہ حال ہو وہ خلافت کے اہل نہیں ہوتا اور یہ کہ وہ لوگوں کے درمیان جنگ کروانا چاہتا ہے۔ پھر اس نے انہیں اس کے خلاف اٹھ کھڑے ہونے اور سرعت کے ساتھ اس پر حملہ کرنے کی ترغیب دی اور اسکا یا پس بہت سے لوگ اس کے گرد جمع ہو گئے اور محمد امین نے اس کے مقابلہ میں سوار بھیجے انہوں دن کا کچھ عرصہ باہم جنگ کی اور حسین نے اپنے اصحاب کو زمین پر پیدل چلنے کا حکم دیا نیز یہ کہ وہ تلواروں اور نیزوں سے جنگ کریں، امین کی فوج نے شکست کھائی اور اس نے اسے معزول کر دیا اور عبد اللہ مامون کے لیے بیعت لی، یہ اس سال کے ماہ رجب کی گیارہ تاریخ اور اتوار کے

دن کا واقعہ ہے اور جب منگل کا دن آیا تو امین اپنے محل سے بغداد کے وسط میں ابو جعفر کے محل میں چلا گیا اور اس نے اسے جنگ کیا اور اسے بیڑی ڈال دی اور اس پر باؤ ڈالا اور عباس بن عیسیٰ بن موسیٰ نے اس کی ماں زبیدہ کو سم دیا کہ وہ یہاں سے منتقل ہو جائے مگر اس نے انکار کر دیا تو اس نے اسے کوڑے مارنے اور اسے منتقل ہونے پر مجبور کر دیا پس وہ اپنے بچوں کے ساتھ منتقل ہو گئی اور جب بدھ کی صبح ہوئی تو لوگوں نے حسین بن علی سے اپنے عطیات ماننے اور اس کے بارے میں اختلاف کیا اور اہل بغداد دو گروہوں میں بٹ گئے ایک گروہ امین کے ساتھ تھا اور دوسرا اس کے خلاف تھا پس دونوں نے آپس میں شدید جنگ کی اور خلیفہ کا گروہ غالب آ گیا اور انہوں نے حسین بن علی بن عیسیٰ کو قید کر لیا اور اسے بیڑیاں ڈال دیں اور اسے خلیفہ کے پاس لے گئے اور انہوں نے اس کی بیڑیاں کھول دیں اور اسے اس کے تخت پر بٹھا دیا اور اس موقع پر خلیفہ نے حکم دیا کہ عوام میں سے جس کے پاس ہتھیار نہ ہوں اسے خزانے سے ہتھیار دیئے جائیں پس اس سب سے لوگوں نے وہ خزانے لوٹ لیے جن میں ہتھیار تھے اور امین کے حکم سے حسین بن علی کو لایا گیا تو اس نے جو کچھ اس سے ہوا تھا اس پر اسے ملامت کی تو اس نے اس کے پاس عذر کیا کہ خلیفہ کے عفو نے اس بات پر اسے آمادہ کیا تھا۔

پس اس نے اسے معاف کر دیا اور اسے خلعت دیا اور اسے وزیر مقرر کر دیا اور اسے انگشتری عطا کی اور جو کچھ اس کے دروازے کے درے تھا اس کا اسے امیر بنا دیا نیز اسے امیر جنگ بنا کر حلوان کی طرف روانہ کر دیا اور جب وہ پل کے پاس پہنچا تو اپنے خواص اور خدام کے ساتھ بھاگ گیا، امین نے اسے واپس لانے کے لیے فوج بھیجی اور سواروں نے اس کا پیچھا کر کے اسے آ لیا اور اس نے ان سے اور انہوں نے اس سے جنگ کی اور انہوں نے اسے ۱۵ ار جب قتل کر دیا اور اس کے سر کو امین کے پاس لے آئے اور لوگوں نے جمعہ کے روز از سر نو امین کی بیعت کیا اور جب حسین بن علی بن عیسیٰ قتل ہو گیا تو فضل بن ربیع حاجب بھاگ گیا اور طاہر بن حسین نے مامون کے اکثر علاقے پر قبضہ کر لیا اور وہاں اپنے نائب مقرر کر دیئے اور صوبوں کے اکثر باشندوں نے امین کی بیعت چھوڑ دی اور مامون کی بیعت کر لی اور طاہر اور رائے کے قریب آ گیا اور اس نے واسط اور اس کے مضافات کے ساتھ اس پر بھی قبضہ کر لیا اور اس نے اپنی جانب سے حجاز، یمن، جزیرہ اور موصل وغیرہ پر نائب مقرر کئے اور امین کے پاس صرف چند شہرہ گئے اور اس سال کے شعبان میں امین نے چار سو جھنڈے باندھے اور ہر جھنڈے کے ساتھ ایک امیر تھا اور اس نے انہیں ہرثمہ کے ساتھ جنگ کرنے بھیجا۔

پس انہوں نے ماہ رمضان میں جنگ کی اور ہرثمہ نے انہیں شکست دی اور ان کے ہراول علی بن محمد بن عیسیٰ بن نہیک کو قید کر کے مامون کے پاس بھیج دیا اور طاہر کی فوج سے ایک دستہ بھاگ کر امین کے پاس چلا گیا اور اس نے انہیں بہت سے اموال دیئے اور ان کا اکرام کیا اور ان کی داڑھیوں کو عالیہ خوشبو سے ڈھانپ دیا اور لوگوں نے اس کا نام عیش الغالیہ رکھ دیا۔ پھر امین نے انہیں تیار کیا اور طاہر کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے ان کے ساتھ بہت بڑی فوج بھیجی اور طاہر نے انہیں شکست دی اور ان کی جمعیت کو پریشان کر دیا اور جو کچھ ان کے پاس تھا چھین لیا اور طاہر نے بغداد کے نزدیک آ کر اس کا محاصرہ کر لیا اور جاسوسوں کو فوج کے درمیان فتنہ ڈالنے کے لیے بھیجا حتیٰ کہ وہ گروہ درگروہ ہو گئے پھر فوج کے درمیان جنگ چھڑ گئی اور اصاغرا کا بر پرنوٹ پڑے

اور انہوں نے ۶ ذوالحجہ کو امین کے بارے میں اختلاف کیا اور ایک بغدادی شاعر نے کہا: ^۳

سند کے امین سے ہونے کو سرف عالیہ نے پرانندہ لیا ہے اور میری جان ظاہر پر قربان ہو وہ اپنے اشیپوں اور کافی
تیارنی کے ساتھ آیا بائنیوں کے فتنہ سے جنگ کرنے کے لیے حکومت کی بھاگ ڈور اس کے ہاتھ میں ہو گئی ہے اے عہد
شکن اس کی عہد شکنی نے اسے بے یار و مددگار چھوڑ دیا ہے اور اس کے نبیثا نہ یوب فاش ہو چکے ہیں شیر اپنے تملوں میں
پھاڑنے والے شیروں کے ساتھ کتے کی طرح بھونکتا ہوا تیرے پاس آیا اور اس جیسے شخص سے بھاگنے کی کوئی جگہ نہیں
پس تو آگ کی طرف یا دوزخ کی طرف بھاگ جا۔

پس امین کی جمعیت اس کے خلاف متفرق ہو گئی اور وہ اپنے معاملے میں حیران رہ گیا اور طاہر بن حسین اپنی افواج کے
ساتھ آیا اور ۱۲ ذوالحجہ کو منگل کے روز باب الانبار پر اتر اور اہل شہر کی حالت خراب ہو گئی اور بدکاروں اور فریب کاروں نے بھلے
لوگوں کو خوفزدہ کر دیا اور گھروں میں ان ہو گئے اور لوگوں کے درمیان فتنہ بھڑک اٹھا حتیٰ کہ مختلف خواہشات کی بنا پر بھائی نے اپنے بھائی
سے اور بیٹے نے اپنے باپ سے جنگ کی اور بہت شر پیدا ہو گیا اور شہر کے اندر بکثرت خرابی اور قتل شروع ہو گیا۔

اور اس سال طاہر کی جانب سے عباس بن موسیٰ بن عیسیٰ ہاشمی نے لوگوں کو حج کروایا اور مکہ اور مدینہ میں مامون کی خلافت
کی دعوت دی اور یہ حج کا پہلا اجتماع ہے جس میں مامون کو دعوت دی گئی اور اس سال اہل حمص کے امام فقیہ اور محدث بقیہ بن ولید
نے حمص میں وفات پائی۔

قاضی حفص بن غیاث:

آپ نے ۹۰ سال سے زیادہ عمر پائی اور جب آپ کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ کا ایک دوست رو پڑا آپ نے
اسے کہا مت رو خدا کی قسم میں نے کسی حرام کام کے لیے کبھی اپنی شلوار نہیں کھولی اور جب بھی میرے سامنے دو جھگڑنے والے
تیختے ہیں میں نے کبھی پرواہ نہیں کی کہ کس کے خلاف فیصلہ ہوتا ہے خواہ وہ قریبی ہو یا دور کا تعلق دار ہو یا دشاہ ہو یا رعایا ہو اور عبداللہ
بن مرثدق ابو محمد الزاہد جو رشید کا وزیر تھا اس نے سب کچھ چھوڑ کر درویشی اختیار کر لی اور اپنی موت کے قریب وصیت کی کہ اسے
کوڑے پر پھینک دیا جائے شاکد اللہ اس پر رحم کر دے۔

ابوشیص شاعر:

محمد بن زرین بن سلیمان یہ استاذ الشعراء تھا، شعر تیار کرنا اور اسے نظم کرنا اس پر پانی پینے سے بھی زیادہ سہل تھا، یہ بات
ابن خلکان وغیرہ نے بھی بیان کی ہے اور یہ ابو مسلم بن ولید جس کا لقب صریح الغوائی تھا حسین عورتوں کا کشتہ اور ابونواس اور
دعبل باہم اکٹھے ہوتے اور ایک دوسرے کو شعر سناتے اور ابوشیص آخری عمر میں نابینا ہو گیا اور اس کے بہترین اشعار میں سے یہ
اشعار بھی ہیں:

مجھے عشق نے وہاں کھڑا کیا ہے جہاں تو ہے پس نہ میں اس سے متاخر ہوں اور نہ متقدم ہوں اور میں تیرے عشق میں
ملاست کو تیری یاد کی محبت کی وجہ سے مزید ارحسوس کرتا ہوں پس چاہیے کہ ملاست گر مجھے ملاست کریں میں اپنے دشمنوں

کی مانند ہو گیا اور ان سے محبت کرنے لگا ہوں جب کہ تجھ سے میرا نصیب وہی ہے جو میرا نصیب ان سے ہے تو نے مجھے مبارک دی تو میں نے حقیر ہو کر اپنے آپ کو مبارک باد دی اور جس کی نوعزت کرے وہ تیرے نزدیک سمعی آدمی نہیں دتا۔

۱۹۷ھ

یہ سال شروع ہوا تو طاہر بن حسین اور ہرثمہ بن اعین اور ان دونوں کے ساتھیوں نے بغداد کے محاصرہ کرنے اور امین کے تنگ کرنے پر اصرار کیا اور قاسم بن رشید اور اس کے چچا منصور بن مہدی، مامون کے پاس بھاگ گئے اور اس نے ان دونوں کا اکرام کیا اور اس نے اپنے بھائی قاسم کو جرجان کا امیر مقرر کیا اور بغداد کا محاصرہ سخت ہو گیا اور اس پر مجانبق نصب کر دیں اور امین کا دل ان سے تنگ پڑ گیا اور اس کے پاس فوج پر خرچ کرنے کے لیے کچھ باقی نہ بچا اور اس نے مجبور ہو کر سونے اور چاندی کے برتنوں کو درانہم اور دنانیر بنا لیا اور اس کی بہت سی فوج طاہر کے پاس بھاگ گئی اور اہل شہر میں سے بہت سے آدمی مارے گئے اور ان سے بہت سے اموال کو چھین لیا گیا اور امین نے بہت سے محلات اور مشہور خوبصورت مکانات اور بہت سی منڈیوں اور مقامات کی طرف آدمی بھیجا جس نے مصلحت کے مطابق انہیں جلا دیا اس نے یہ سب کچھ موت سے فرار اختیار کرنے کے لیے کیا نیز اس لیے کہ خلافت ہمیشہ اس کے پاس رہے مگر وہ اس کے پاس نہ رہی اور وہ قتل ہو گیا اور اس کے گھر ویران ہو گئے جیسا کہ ابھی بیان ہوگا اور طاہر نے بھی امین کی طرح کیا قریب تھا کہ سارا بغداد ویران ہو جاتا اور ایک شاعر نے اس بارے میں کہا ہے:

اے بغداد تجھے کس کی نظر لگ گئی ہے کیا تو ایک زمانہ تک آنکھ کی ٹھنڈک نہیں رہا کیا تجھ میں وہ لوگ نہیں رہے جن کا مسکن اور قرب ایک زینت تھا جدائی کے کوئے نے انہیں آواز نہیں دی تو وہ پراگندہ ہو گئے تجھے ان سے کس قدر جدائی کی سوزش پہنچی ہے میں ان لوگوں کو اللہ کے سپرد کرتا ہوں کہ جب میں ان کا ذکر کرتا ہوں تو میری آنکھوں سے آنسو ٹپک پڑتے ہیں زمانے نے ان کو منتشر کر دیا ہے اور زمانہ فریقین کے درمیان جدائی ڈال دیتا ہے۔

شعراء نے اس بارے میں بہت کچھ بیان کیا ہے اور ابن جریر نے اس میں سے عمدہ اشعار کو بیان کیا ہے اور اس نے اس بارے میں ایک نہایت طویل قصیدہ بھی بیان کیا ہے جس میں جو کچھ واقع ہوتا تھا تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے اور وہ ایک خوف تھا جسے ہم نے کلیتہً مخفی کر دیا ہے۔

اور طاہر نے جاگیروں کے غلہ جات اور امراء کے ذخائر پر قبضہ کر لیا اور انہیں امان اور مامون کی بیعت کی دعوت دی اور ان سب نے یہ بات قبول کر لی جن میں عبداللہ بن حمید قطبہ، یحییٰ بن علی بن ہامان، محمد بن ابوالعباس موسیٰ بھی شامل تھے اور بہت سے ہاشمیوں نے امراء نے اس سے مراسلت کی اور ان کے دل اس کے ساتھ ہو گئے، اتفاقاً ایک روز امین کے ساتھیوں نے طاہر کے ساتھیوں پر فتح پا کر ان میں سے ایک گروہ کو قصر صالح کے پاس قتل کر دیا اور جب امین نے یہ بات سنی تو وہ متکبر اور مغرور ہو گیا اور لہو و لعب اور شراب نوشی میں مشغول ہو گیا اور تمام امور اور ان کی تدبیر کو محمد بن عیسیٰ بن نہیک کے سپرد کر دیا پھر طاہر کے اصحاب

کی قوت بڑھ گئی اور امین کا پہلو نہایت کمزور ہو گیا اور لوگ طاہر کی فوج کی طرف سے آئے اور اس کی جانب نہایت پر امن تھی اس میں کسی کو چوری اور لوٹ مار وغیرہ کا ذرہ نہ تھا اور طاہر نے بغداد کی اکثر منڈیوں اور بستوں پر قبضہ کر لیا تھا اور ملاحوں کو اپنے مخالفین کے پاس کھانا لے جانے سے روک دیا تھا اور لوگ اس سے قبل بغداد سے باہر نہیں نکلے تھے وہ پشیمان ہونے اور تاجروں کو کسی قسم کا سامان اور آٹا بغداد لے کر آنے سے روک دیا گیا اور کشتیوں کو بصرہ کی طرف بھیج دیا گیا اور فریقین کے درمیان بہت جنگیں ہوئی ان میں سے ایک معرکہ و رب الحجارۃ کا بھی ہے جس میں امین کے اصحاب کو فتح ہوئی اور اس میں طاہر کے اصحاب میں سے بہت سے آدمی مارے گئے۔ وہ بغداد کے آوارہ گرد لوگوں میں سے تھا جو ننگا ہو کر آتا اور اسکے پاس ایک تار کول ملی ہوئی گول سی چیز تھی اور اس کی بغل کے نیچے تھیلا ہوتا تھا جس میں پتھر ہوتے تھے اور جب کوئی سوار اسے دور سے تیر مارتا تو وہ اپنی اس گول سی چیز کے ذریعے اس سے اپنا بچاؤ کر لیتا اور وہ اسے تکلیف نہ دیتا اور جب وہ اس کے نزدیک آ جاتا تو وہ غلیل میں پتھر ڈال کر اسے مارتا جو اسے گزند پہنچاتا پس انہوں نے اس طرح انہیں شکست دی اور الشماسیہ کے معرکہ میں ہرثمہ بن اعین قید ہو گیا جس کی طاہر کو بہت تکلیف ہوئی اور اس نے الشماسیہ سے اوپر دجلہ پر پل بنانے کا حکم دے دیا اور طاہر خود اپنے ساتھیوں کے ساتھ دریا عبور کر کے دوسری جانب گیا اور اس نے خود ان کے ساتھ شدید جنگ کی اور انہیں ان جگہوں سے ہٹا دیا اور ہرثمہ کو ان لوگوں کو جن کو انہوں نے قیدی بنا لیا تھا ان سے واپس لے لیا اور یہ بات محمد امین کو بہت گراں گزری اور اس نے کہا: —

مجھے جن و انس کے دلیر انسان سے پالا پڑا ہے جب وہ دراز ہوتا ہے تو اس کی طرح کوئی دراز نہیں ہو سکتا ہر طاقتور کے ساتھ کے ساتھ اس کا ایک نگران موجود ہے جو اس کی نگرانی کرتا ہے اور جو وہ کہتا ہے اسے جانتا ہے اور جب کسی کام کو غافل لوگ ضائع کر دیتے ہیں تو وہ مخالفانہ امر سے غفلت نہیں کرتا۔

اور امین کی حکومت نہایت کمزور ہو گئی اور اس کے پاس اپنے پر اور اپنی فوج پر خرچ کرنے کے لیے کوئی مال باقی نہ بچا اور اس کے اکثر اصحاب اسے چھوڑ گئے اور وہ ذلیل ہو کر باقی رہ گیا پھر یہ پورا سال گزر گیا اور بغداد کے لوگ مختلف خواہشات، قتال آگ لگانے اور چوریوں میں لگ گئے اور بغداد کا حال برا ہو گیا اور اس میں کوئی کسی کا دفاع کرنے والا نہ رہا جیسا کہ فتنوں کا دستور ہے۔

اور اس سال مامون کی طرف سے عباس بن موسیٰ ہاشمی نے لوگوں کو حج کروایا اور اسی میں شعیب بن حرب نے جو ایک زاہد آدمی تھا اور دیار مصر کے امام عبداللہ بن وہب نے اور علی بن مسہر کے بھائی عبدالرحمن بن مسہر نے اور عثمان بن سعید ملقب بہ یورش نے جو ایک مشہور قاری اور نافع بن ابی نعیم سے روایت کرنے والے ہیں نے وفات پائی اور محمد ثین کے سردار کعب بن الجراح الرواسی نے بھی ۶۶ سال کی عمر میں وفات پائی۔



۱۹۸ھ

اور اس سائل خزیمہ بن حازم نے محمد امین کو دھوکہ دے کر ظاہر سے امان حاصل کر لی اور ہرثمہ بن امین شمرقی جانب سے آیا اور ۸ مجرم بڑھ کے روز خزیمہ بن سائز اور محمد بن علی بن عیسیٰ نے پل پر حملہ کر کے اسے کاٹ دیا اور اس پر اپنا جھنڈا نصب کر دیا اور انہوں نے عبداللہ مامون کی بیعت کی دعوت دی اور امین کو معزول کر دیا اور ظاہر جمعرات کے روز شمرقی جانب آیا اور خود جنگ میں شامل ہوا اور اعلان کیا کہ جو شخص اپنے گھر میں بیٹھا رہے گا اسے امان حاصل ہوگی اور دارالرفیق اور دارالکفر وغیرہ کے پاس معرکہ آرائی ہوئی اور انہوں نے ابو جعفر کے شہر خلد اور قصر زبیدہ کا گھیراؤ کر لیا اور فیصلوں کے ارد گرد اور قصر زبیدہ کے سامنے مجاہدین نصب کر دیں اور اسے منجلیق سے پتھر مارے اور امین اپنی ماں اور بیٹوں کے ساتھ ابو جعفر کے شہر کی جانب نکلا راستے میں عوام اس سے الگ ہو گئے اور کوئی کسی کی طرف توجہ نہ دیتا تھا اور وہ ابو جعفر کے محل میں داخل ہو گیا اور منجلیق کی کثرت سنگباری کی وجہ سے وہ خلد سے منتقل ہو گیا اور اس نے ساز و سامان اور قالینوں وغیرہ کے جلانے کا حکم دے دیا پھر اس کا شدید محاصرہ ہو گیا اور اس سختی اور تنگی اور ہلاکت کے قریب پہنچ جانے کے باوجود ایک شب چاند کی چاندنی میں دجلہ کے کنارے کی طرف آیا اور شراب اور لونڈی کو منگوا لیا اور لونڈی نے اسے گانا سنایا اور اس کی زبان فراقیات اور موت کے ذکر کے سوا اور کسی بات کے لیے رواں نہ ہوئی اور وہ اسے کہتا رہا اس کے علاوہ کچھ سناؤ اور اس کی مانند اشعار کو یاد کر حتیٰ کہ اس نے اسے آخری گانا سنایا:۔

اے حرکت و سکون کے رب! شبہ موت کے بہت سے جال ہیں اور دن رات کی آمد و رفت اور ستارگان فلک کی گردش صرف بادشاہ سے اقتدار منتقل کرنے کے لیے ہے اس کی بادشاہت ختم ہو کر دوسرے بادشاہ کے پاس چلی گئی اور عرش کے بادشاہ کی حکومت ہمیشہ قائم رہنے والی ہے جو زمانہ ہے اور نہ مشترک ہے۔

راوی بیان کرتا ہے اس نے اسے گالیاں دیں اور اسے اپنے پاس سے اٹھا دیا اور وہ اس کے شیشے کے پاس پیالے میں گر پڑی اور اس نے اسے توڑ دیا جس سے اس نے بدشگونئی لی اور جب لونڈی چلی گئی تو اس نے ایک آواز دینے والے کو سنا (اس امر کا فیصلہ ہو گیا ہے جس کے بارے میں وہ دونوں پوچھتے تھے) اس نے اپنے ہم نشین سے کہا تو ہلاک ہو جائے کیا تو نہیں سنتا؟ اس نے سنا مگر وہ کچھ نہیں سنتا تھا پھر دوبارہ یہی آواز آئی اور ابھی ایک یا دو راتیں نہیں گزری تھیں کہ وہ ۴ صفر کو اتوار کے روز قتل ہو گیا اور محاصرے میں اسے سخت مشقت اٹھانی پڑی تھی کہ اس کے لیے کھانے پینے کو کچھ باقی نہ رہا۔ ایک شب وہ بھوکا تھا اور بڑی سختی کے بعد ایک روٹی اور ایک مرئی لائی گئی پھر اس نے پانی مانگا جو اس کے لیے نہ ملا اور اس نے پیاسے ہی رات گزاری اور جب صبح ہوئی تو پانی پینے سے قبل ہی اسے قتل کر دیا گیا۔

اس کے قتل کا حال:

جب سخت نازک حالت ہو گئی تو اس کے ساتھ امراء خدام اور سپاہی باقی رہ گئے تھے وہ اس کے پاس اکٹھے ہوئے اور اس نے اپنے بارے میں ان سے مشورہ کیا تو ایک گروہ نے کہا جو لوگ آپ کے ساتھ باقی رہ گئے ہیں ان کے ساتھ آپ جزیرہ یا شام

کی طرف چلے جائیں اور اموال سے قوت حاصل کریں اور لوگوں سے کام لیں اور بعض نے کہا آپ طاہر کے پاس جا کر اس سے امان حاصل کریں اور اپنے بھائی کی بیعت کر لیں اور جب یہ کام کر لیں گے تو آپ کا بھائی آپ کے لیے اتنے مال کا حکم دے دے گا جو آپ کو اور آپ کے اہل کو دنیاوی معاملات میں کفایت کرے گا اور آپ کا قصد بھی راست و آرام ہی ہے اور یہ مکمل طور پر آپ کو حاصل ہو جائے گا۔

اور بعض نے کہا ہے کہ آپ کے لیے امان لینے کے بارے میں ہرثمہ بہتر آدمی ہے وہ آپ کا دوست اور آپ پر بڑا مہربان ہے پس وہ اس طرف مائل ہو گیا اور جب ۴ صفر کے اتوار کی رات آئی تو عشاء کے بعد اس نے ہرثمہ سے وعدہ کیا کہ وہ اس کے پاس آئے گا پھر اس نے لباس خلافت اور طیلسان^۱ زیب تن کی اور اپنے دونوں بیٹوں کو بلا کر انہیں سونگھا اور اپنے ساتھ لگایا اور کہنے لگا میں تم دونوں کو اللہ کے سپرد کرتا ہوں اور اس نے اپنی آستین کے پلو سے اپنے آنسو پونچھے پھر ایک سیاہ گھوڑی پر سوار ہوا اور اس کے آگے آگے ایک شمع تھی اور جب وہ ہرثمہ کے پاس پہنچا تو اس نے اس کا اعزاز و اکرام کیا اور وہ دونوں دجلہ میں فار شپ میں سوار ہو گئے طاہر کو اس بات کی اطلاع ملی تو وہ اس بات سے ناراض ہوا اور کہنے لگا میں نے یہ سب کچھ کیا ہے اور وہ دوسرے شخص کے پاس جاتا ہے اور اس سارے کام کو ہرثمہ کی طرف منسوب کرتا ہے؟ پس وہ ان دونوں سے آ ملا اور وہ دونوں فار شپ میں تھے اور اس کے اصحاب نے اسے جھکا کر سب کچھ سمیت اسے غرق کر دیا مگر امین تیر کر دوسری جانب چلا گیا اور ایک سپاہی نے اسے قیدی بنا لیا اور اس نے آ کر طاہر کو بتایا تو اس نے نبی سپاہی اس کی طرف بھیجے اور وہ اس گھر میں آئے جہاں وہ موجود تھا اور اس کے پاس اس کا ایک ساتھی بھی تھا جسے وہ کہہ رہا تھا کہ میرے قریب ہو جاؤ مجھے شدید خوف محسوس ہو رہا ہے اور وہ اپنے کپڑوں میں لپٹنے لگا اور اس کا دل بہت دھڑک رہا تھا قریب تھا کہ اس کے سینے سے باہر نکل جاتا اور جب وہ لوگ اس کے پاس آئے تو اس نے کہا انا للہ وانا الیہ راجعون پھر ان میں سے ایک نے اس کے قریب ہو کر اس کے سر کی بانگ پر تلواریں ماری اور وہ کہنے لگا تم ہلاک ہو جاؤ میں رسول اللہ ﷺ کا عم زاد ہوں میں پسر بارون اور مامون کا بھائی ہوں میرے خون کے بارے میں اللہ سے ذرہ مگر انہوں نے ان باتوں کی طرف توجہ نہ دی بلکہ اس پر حملہ کر کے اسے منہ کے بل لٹا کر گدی کی طرف سے ذبح کر دیا اور اس کے سر کو طاہر کے پاس لے گئے اور اس کے جسم کو چھوڑ گئے پھر صبح سویرے وہ اس کے جسم کے پاس آئے اور اسے گھوڑے کی جھول میں لپیٹ کر لے گئے یہ اس سال کے ۴ صفر اتوار کی رات کا واقعہ ہے۔

اس کے مختصر حالات:

محمد امین بن ہارون الرشید بن محمد مہدی بن منصور ابو عبید اللہ اور اسے ابو موسیٰ ہاشمی عباسی بھی کہا جاتا ہے اس کی ماں ام جعفر زبیدہ بنت جعفر بن ابو جعفر منصور تھی اس کی پیدائش ۶۷ھ میں رصافہ میں ہوئی اور ابو بکر بن ابی الدینانے بیان کیا ہے کہ عیاش بن ہشام نے اپنے باپ کے حوالے سے ہم سے بیان کیا کہ محمد امین بن ہارون الرشید کی پیدائش شوال ۶۷ھ میں ہوئی اور مدینۃ السلام

① طیلسان ایک سبز چادر ہے جسے علماء اور مشائخ استعمال کرتے ہیں۔ مترجم۔

بغداد میں ۱۹۸ھ میں ۱۹۳۵ھ کو اسے خلافت ملی اور بعض کا قول ہے کہ ۲۵ محرم کو اتوار کی شب ملی اور ۱۹۸ھ میں ۱۰ قتل ہو گیا اسے قریش المدنی نے قتل کیا اور اس کے سر کو ظاہر کے پاس لے جایا گیا جس نے اسے نیزے پر لٹبہ کر دیا اور یہ آیت:

”کہہ دے اے اللہ تو بادشاہت کا مالک ہے۔“

پڑھی اور اس کی حکومت چار سال سات ماہ آٹھ دن رہی اور وہ دراز قد، فریہ اندام، سفید رو، بلند بینی، چھوٹی آنکھوں والا، بڑے بڑے جوڑوں والا تھا اور اس کے دونوں کندھوں کے درمیان بڑا فاصلہ تھا بعض لوگوں نے اس پر کثرت لہو و لعب اور شراب نوشی کرنے اور کم نماز پڑھنے کی تہمت لگائی ہے اور ابن جریر نے اس کی سیرت میں کچھ عجیب باتیں بیان کی ہیں کہ وہ بہت سے حبشیوں اور خسیوں کو جمع رکھتا تھا اور اموال و جواہر عطا کرتا تھا اور اس نے دیگر ممالک سے کھیل اور گلوکار لانے کا حکم دیا اور اس نے ہاتھی، شیر، عقاب، سانپ اور گھوڑے کی شکل پر پانچ فائر شب بنانے کا حکم دیا اور اس پر بہت سے اموال خرچ کئے اور ابو نواس نے ایسے اشعار میں اس کی مدح کی ہے جو امین کے کاموں کے لحاظ سے قبیح ترین مفہوم کے ہیں اس نے شروع میں کہا ہے:

اللہ تعالیٰ نے امین کے لیے وہ سواریاں مسخر کر دی جو اس نے کسی قلعہ والے کے لیے مسخر نہیں کیں اور جب اس کی سواریاں خشکی پر چلتی ہیں تو وہ پانی میں سوار ہو کر جنگل کے شیر کی طرح چلتا ہے۔

پھر اس نے ان سب فائر شبوں کی تعریف ہے اور امین نے سیر وغیرہ کے لیے بڑی بڑی خوف ناک عمارات کا اہتمام کیا اور ان پر بہت سے اموال خرچ کئے جس کی وجہ سے اس پر بہت سے اعتراضات ہوئے۔

ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ ایک روز وہ اس نشست گاہ پر بیٹھا تھا جس پر اس نے قصر خلد میں بہت سے اموال خرچ کر دیئے تھے اور اس نے اس کے لیے مختلف اقسام کے ریشم کے قالین بچھائے اور سنہری اور نقرئی برتنوں کو ترتیب سے رکھا اور اسے اپنے ساتھیوں کو بلایا اور آمدنی و مصارف کے ذمہ داروں کو حکم دیا کہ اس کے لیے ایک سو نو بصورت لونڈیوں کو تیار کریں اور حکم دیا کہ وہ دس دس کو اس کے پاس گانا سنانے کے لیے بھیجیں پس جب پہلی دس کی ٹولی آئی تو وہ آواز سے گانا گانے لگیں:

انہوں نے اسے قتل کیا ہے تاکہ وہ اس کی جگہ سنبھال لیں جیسا کہ کسریٰ کے سرداروں نے اس سے خیانت کی تھی۔

پس وہ اس شعر سے غضبناک ہو گیا اور لونڈی کے سر پر پیالہ دے مارا اور قہر مانوں کو حکم دیا کہ اسے شیر کے آگے پھینک دیا جائے اور وہ اسے کھا گیا پھر اس نے دس کی ٹولی کو بلایا اور وہ گانا گانے لگیں:

جو شخص مالک کے قتل ہونے سے خوش ہے وہ دن کے وقت ہمارے عورتوں کے پاس آئے وہ عورتوں کو برہنہ سر اس کا ندبہ کرتے پائے گائے اور وہ دن کے روشن ہونے سے قبل منہ پر طمانچے مارتی ہیں۔

اس نے انہیں نکال کر دس کی اور ٹولی منگوائی اور جب وہ آئیں تو بیک آواز گانے لگیں:

میری زندگی کی قسم کلب بہت مددگاروں والا تھا اور تجھ سے کم گناہوں والا تھا جو خون میں تھڑا پڑا ہے۔

پس اس نے انہیں نکال باہر کیا اور فوراً اٹھ کھڑا ہوا اور اس نشست گاہ کے بر باد کرنے اور جو کچھ اس میں ہے اسے جلا دیئے کا حکم دے دیا۔

بیان کیا جاتا ہے وہ بڑا ادیب اور فصیح تھا اور شعر کہتا تھا اور شعر پر بہت انعامات دیتا تھا اور ابونواس اس کا شاعر تھا اور ابونواس نے اس کی بہت اچھی مدح کی ہیں اور اس نے اسے رشید کے قید خانے زنارق کے ساتھ حبس پایا تو اسے باہر لے کر آیا اور اسے مال دیا اور ایسا پیمانہ پیمانہ لیا پھر اس نے اسے دو بارہ شراب نوشی میں قید کر لیا اور اس کی قید کو لہا کر لیا پھر اس نے اسے ربا کر دیا اور اس سے ہمد لیا کہ وہ شراب نہ پئے اور نہ امر دہرستی کرے تو اس نے اسے مان لیا اور جب سے امین نے اس سے توبہ کا مطالبہ کیا اس کے بعد اس نے ایسا کوئی کام نہیں کیا اور اس نے کسائی سے ادب سیکھا اور اسے قرآن سنایا۔ اور خطیب نے اپنے طریق سے ایک حدیث روایت کی ہے جسے اس نے اس سے بیان کیا ہے جب اس نے اس کے لڑکے بارے میں جو مکہ میں فوت ہوا تھا تعزیت کی تھی اس نے بیان کیا ہے کہ میرے باپ نے اپنے باپ کے حوالے سے عن منصور عن ابی عن علی بن عبد اللہ عن ابیہ مجھ سے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ جو شخص حالت احرام میں فوت ہوگا اس کا حشر تلبیہ پڑھتے ہوئے ہوگا۔

قبل ازیں ہم اس اختلاف اور فرقت کو بیان کر چکے ہیں جو اس کے اور اس کے بھائی کے درمیان واقع ہوا تھا حتیٰ کہ وہ اس کے عزل تک جا پہنچا پھر اس کے تنگ کرنے تک جا پہنچا پھر اس کے قتل تک جا پہنچا اور آخر کار اس کا محاصرہ کیا گیا حتیٰ کہ وہ ہرثمہ کو رفیق بنانے کا محتاج ہو گیا پھر اسے فائز شپ میں ڈالا گیا۔ پھر فائز شپ سے دجلہ میں ڈالا گیا اور وہ تیر کر کنارے پر پہنچا اور وہ نہایت خوف حیرت بھوک اور عریانی کی حالت میں ایک آدمی کے گھر داخل ہو گیا اور وہ شخص اسے صبر و استغفار کی تلقین کرنے لگا پس وہ رات کا کچھ حصہ اس کام میں مشغول رہا پھر طاہر بن حسین کی طرف سے اس کی تلاش کرنے والے آگئے اور وہ اس کے پاس آئے اور دروازہ تنگ تھا پس وہ اس پر ٹوٹ پڑے اور وہ ان کے پاس آ کر اپنے ہاتھ میں تکیے لئے انہیں اپنے آپ سے ہٹانے لگا اور وہ اس تک نہ پہنچ سکے حتیٰ کہ انہوں نے اس کے لیے مخفی طریقہ اختیار کیا پھر اس کے سر یا کو لہے پر تلواں ماریں پھر اسے قتل کر دیا اور اس کے سر اور چہرے کو لے کر طاہر کے پاس آگئے جس سے اسے بہت شادمانی ہوئی اور اس نے وہاں پر سر کو نیزے پر نصب کرنے کا حکم دیا حتیٰ کہ لوگوں نے صبح کی اور اسے باب الانبار کے پاس نیزے کے اوپر دیکھا پھر طاہر نے امین کے سر کو اپنے عم زاد محمد بن مصعب کے ساتھ بھجوا دیا اور اس کے ساتھ چادر چھتری اور جو تا بھی تھا اور اس نے اسے ذوالریاتین کے سپرد کر دیا اور وہ اسے ڈھال پر رکھ کر مامون کے پاس لے گیا اور جب اس نے اسے دیکھا تو سجدہ کیا اور جو اسے لے کر آیا اسے ایک کروڑ درہم دینے کا حکم دیا اور ذوالریاتین نے سر کو پیش کرتے وقت طاہر کے خلاف اتحاد کرتے ہوئے کہا ہم نے اسے حکم دیا تھا کہ وہ اسے قیدی بنا کر لائے اس نے اسے قتل کر کے ہمارے پاس بھیجا ہے مامون نے کہا جو ہو چکا سو ہو چکا اور طاہر نے مامون کو خط لکھا جس میں سب صورت حال اور اس کا انجام لکھا۔

اور جب امین قتل ہو گیا تو شرور و فتنہ مہتمم گئے اور لوگ پرسکون ہو گئے اور دل خوش ہو گئے اور طاہر جمعہ کے روز بغداد آیا اور اس نے انہیں ایک مؤثر خطبہ دیا جس میں بہت سی آیات قرآنیہ کا ذکر کیا اور یہ کہ اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے فیصلہ کرتا ہے اور اس نے اس خطبہ میں انہیں جماعت اور سمع و اطاعت کی پابندی کرنے کا حکم دیا پھر وہ اپنی چھاؤنی کی طرف چلا گیا اور وہاں اقامت اختیار

کر لی اور زبیدہ کو قصر ابو جعفر سے قصر خلد میں منتقل کرنے کا حکم دیا، پس وہ اس سال کی ۱۲ ربیع الاول کو جمعہ کے روز باہر نکلی اور اس نے امین کے بیٹوں موسیٰ اور عبد اللہ کو ان کے چچا مامون کے پاس خراسان بھیج دیا اور یہ ایک حج رائے تھی اور امین کے قتل سے پانچ روز بعد فوج کے ایک دستے نے طاہر پر حملہ کر لیا اور اس سے اپنی اسلحہ کا مطالبہ کیا اور اس وقت اس کے پاس کوئی مال نہ تھا اور انہوں نے بیٹھے بند ہو کر اور اکٹھے ہو کر اس کا پچھ سامان لوٹ لیا اور یا موسیٰ اور یا منصور کا نعرو لگایا اور ان کا یقین تھا کہ موسیٰ بن امین ناحق وہاں ہے اور اس نے اسے اس کے چچا کے پاس بھیجا دیا تھا اور طاہر اپنے ساتھی جرنیلوں کے ساتھ ایک جانب سمٹ گیا اور اپنے ساتھیوں کے ساتھ ان سے جنگ کرنے کا عزم کر لیا۔ پھر انہوں نے اس کی طرف رجوع کر لیا اور معذرت کی اور پشیمان ہوئے تو اس نے بیس ہزار دینار کچھ لوگوں سے قرض لے کر ان کے عوض ان کے لیے چار ماہ کی رسد کا حکم دیا تو لوگوں کے دل خوش ہو گئے پھر ابراہیم بن مہدی نے محمد امین بن زبیدہ کے قتل پر افسوس کیا اور اشعار میں اس کا مرثیہ کہا مامون کو اس بات کی اطلاع ملی تو اس نے زجر و توبخ اور ملامت کرتے ہوئے اس کی طرف آدمی بھیجا اور ابن جریر نے لوگوں کے بہت سے مرثیوں کا ذکر کیا ہے جو لوگوں نے امین کے بارے میں کہے ہیں اور اس نے طاہر بن حسین کے اشعار کا بھی ذکر کیا ہے جو اس نے اس کے قتل کے وقت کہے تھے:۔
تو لوگوں پر زبردستی بادشاہ بن گیا ہے اور تو نے بڑے بڑے سرکشوں کو قتل کیا ہے اور تو نے خلافت کو مرو کی طرف مامون کے پاس بھیج دیا ہے جو بہت سبقت کر رہی ہے۔

عبداللہ مامون بن الرشید کی خلافت:

جب اس کا بھائی محمد ۴ صفر ۱۹۸ھ کو قتل ہو گیا اور بعض نے محرم میں اس کا قتل ہونا بیان کیا ہے تو شرق و غرب میں مامون کی بیعت مرتب ہو گئی تو اس نے عراق، فارس، اہواز، کوفہ، بصرہ، حجاز اور یمن کی نیابت حسن بن سہل کے سپرد کی اور اس نے ان اقالیم میں اپنے نائب بھیجے اور طاہر بن حسین کو لکھا کہ نصر بن شبث سے جنگ کرنے کے لیے رقبہ کی طرف واپس چلا جائے اور اس نے اسے جزیرہ، شام، موصل اور مغرب کی نیابت سپرد کی اور اس نے ہرثمہ بن اعین کو خراسان کی نیابت کا خط لکھا اور اس سال عباس بن علی بن ہاشمی نے لوگوں کو حج کر دیا اور اس سال سفیان بن عیینہ، عبدالرحمن بن مہدی اور یحییٰ القطان نے وفات پائی اور یہ تینوں حدیث فقہ اور اسماء الرجال میں علماء کے سرخیل ہیں۔

۱۹۹ھ

اس سال حسین بن سہل مامون کی جانب سے بغداد کا نائب بن کر آیا اور اس نے اپنے نائبین کو اپنی بقیہ عملداریوں کی طرف بھیجا اور طاہر جزیرہ، شام، مصر اور بلاد مغرب کی نیابت کی طرف متوجہ ہوا اور ہرثمہ خراسان کا نائب بن کر اس کی طرف روانہ ہوا اور گزشتہ سال کے آخر میں ذوالحجہ کے مہینے حسن البرہش، آل محمد کی خوشنودی کی طرف دعوت دینے لگا اور اس نے اموال اکٹھے کئے اور چوپاؤں کو لوٹا شہریوں میں فساد برپا کر دیا پس مامون نے اس کے مقابلہ میں فوج بھیجی جس نے اسے اس سال کے محرم میں قتل کر دیا اور اس سال محمد بن اسماعیل بن حسن بن علی بن ابی طالب نے ۱۰ جمادی الآخرة کو جمعرات کے روز کوفہ میں

خروج کیا اور وہ آل محمد کی خوشنودی حاصل کرنے اور کتاب و سنت پر عمل کرنے کی دعوت دینے لگا، اسے ابن طباطبائی بھی کہا جاتا ہے اور اس کی حکومت اور جنگ کی تدبیر کا منتظم ابوالسرایا السری بن منصور شیبانی تھا اور اہل کوفہ نے اس کی موافقت کرنے پر اتفاق کیا اور ہر گھر سے راستے سے آ کر اس کے پاس اکٹھے ہو گئے اور کوفہ کے نواح سے بدو بھی اس کے پاس آئے اور حسن بن اہل کی طرف سے کوفہ کا نائب سلیمان بن ابی جعفر منصور تھا، حسن بن سہل نے اس امر پر زبردستی اور تلخ اور ملامت کرتے ہوئے اسے پیغام بھیجا اور اس کی طرف دس ہزار سواروں کو زاہر بن زہیر بن المسیب کے ساتھ بھیجا اور انہوں نے کوفہ کے باہر جنگ کی اور انہوں نے زاہر کو شکست دی اور اس کی فوج کی تیغ کٹی کر دی اور جو کچھ اس کے پاس تھا لوٹ لیا اور یہ جمادی الآخرۃ کے آخر میں بدھ کے روز کا واقعہ ہے اور جب معرکے کا دوسرا دن آیا تو شیعوں کا امیر ابن طباطبائی چانک مر گیا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ ابوالسرایا نے اسے زہر دے دیا اور اس کی جگہ ایک بے ریش نوجوان محمد بن محمد بن زید بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب کو کھڑا کر دیا اور زاہر اپنے باقی ماندہ اصحاب کے ساتھ قصر ابن ہبیرہ کی جانب آ گیا اور حسن بن سہل نے عبدوس بن محمد کے ساتھ زاہر کی مدد کے لیے چار ہزار سوار بھیجے اور ان کی اور ابوالسرایا کی مڈبھیڑ ہو گئی اور ابوالسرایا نے ان کو شکست دی اور عبدوس کے اصحاب میں سے ایک شخص بھی نہ بچا اور طالبی ان علاقوں میں پھیل گئے اور ابوالسرایا نے کوفہ میں دراہم اور دینار بنائے اور ان پر (ان اللہ یحب الذین یقاتلون فی سبیلہ صفا) نقش کروایا۔ پھر ابوالسرایا نے اپنی افواج کو بصرہ، واسط اور مدائن کی طرف روانہ کیا اور انہوں نے وہاں جو ناسین موجود تھے انہیں شکست دی اور زبردستی ان میں داخل ہو گئے اور ان کی طاقت بڑھ گئی جس سے حسن بن سہل پریشان ہو گیا اور اس نے ہرثمہ کو خط لکھا جس میں اسے ابوالسرایا سے جنگ کرنے کے لیے بلایا تو وہ رک گیا پھر وہ اس کے پاس آیا اور ابوالسرایا کے مقابلے میں گیا اور اس نے ابوالسرایا کو کئی بار شکست دی اور اسے دھتکار کر کوفہ واپس کر دیا اور کوفہ میں بنو عباس کے گھروں پر طالبیوں نے حملہ کر دیا اور انہیں لوٹ لیا اور ان کی جاگیروں کو برباد کر دیا اور فوج افعال کا ارتکاب کیا اور ابوالسرایا نے مدائن کی طرف پیغام بھیجا تو انہوں نے اس کی بات کو قبول کیا اور اس نے اجتماع حج کے قیام کے لیے حسین بن حسن افسس کو اہل مکہ کے پاس بھیجا اور وہ کھلے بندوں اس میں داخل ہونے سے ڈر گیا اور جب مکہ کے نائب داؤد بن عیسیٰ بن موسیٰ بن علی بن عبد اللہ بن عباس نے یہ بات سنی تو وہ مکہ سے ارض عراق کی طرف بھاگ گیا اور لوگ بغیر امام کے باقی رہ گئے اور اس نے مکہ کے مؤذن احمد بن محمد بن ولید ازرتی سے کہا کہ وہ انہیں نماز پڑھا دے تو اس نے انکار کر دیا اور مکہ کے قاضی محمد بن عبدالرحمن مخزومی سے کہا گیا تو اس نے بھی انکار کر دیا اور کہنے لگا میں کس کے لیے دعا کروں جب کہ شہروں کے ناسین بھاگ چکے ہیں، پس لوگوں نے اپنے میں سے ایک شخص کو آگے کیا اور اس نے انہیں ظہر و عصر کی نماز پڑھائی اور حسین افسس کو اطلاع ملی تو وہ غروب آفتاب سے قبل دس آدمیوں کے ساتھ مکہ میں داخل ہوا اور اس نے بیت اللہ کا طواف کیا پھر اس نے رات کو عرفہ میں وقف کیا اور مزدلفہ میں لوگوں کو نماز پڑھائی اور منیٰ کے ایام میں بقیہ مناسک کو ادا کیا اور عرفہ سے لوگ امام کے بغیر چلے اور اس سال اسحاق بن سلیمان، ابن نمیر، ابن سابور، مطیع بلخی کے والد عمر العمری اور یونس بن بکیر نے وفات پائی۔

۲۰۰ھ

اس سال کے پہلے دن حسین بن علی بن ابی طالب ایک ثلاث پٹائی پر مقام ابراہیم کے پیچھے بیٹھا۔ عظیم دیا کہ کعب پر بنی عباس کے دو بھی غلاف میں انہیں لایا جائے اور کہنے لگا ہم اسے ان کے غلافوں سے پاک کر دیں گے اور اس نے اس پر دو زرد پادریں چڑھائیں جن پر ابوالسرایا کا نام لکھا ہوا تھا پھر کعب کے خزانے میں جو اموال پڑے تھے اس نے انہیں لے لیا اور بنو عباس کی امانتوں کو تلاش کر کے ان پر قبضہ کر لیا حتیٰ کہ اس نے مال کے مالکوں سے بھی مال لے لیا اس کا خیال تھا کہ یہ مال مسودہ کے لیے ہے اور لوگ اس سے ڈر کر پہاڑوں کی طرف بھاگ گئے اور ستونوں کے سروں پر جو سونا تھا اس نے اسے پگھلا دیا اور وہ بڑی مشقت کے بعد تھوڑا سا اترتا تھا اور مسجد الحرام میں جو کھڑکیاں موجود تھیں انہوں نے ان کو اکھاڑ کر کم قیمت پر فروخت کر دیا اور بہت بری روش اختیار کی اور جب اسے ابوالسرایا کے قتل کی اطلاع ملی تو اس نے اس خبر کو پوشیدہ رکھا اور طالبیوں کے ایک بہت بوڑھے شخص کو امیر بنا دیا اور اپنی بری روش پر مسلسل قائم رہا پھر اس سال کی ۶ محرم کو بھاگ گیا اور یہ واقعہ اس وقت ہوا جب ہرثمہ نے ابوالسرایا کو مغلوب کر لیا اور اس کی فوج کو شکست دی اسے اور اس کے ساتھی طالبیوں کو کوفہ سے باہر نکال دیا۔ ہرثمہ اور منصور بن مہدی نے کوفہ آ کر اس کے باشندوں کو امان دی اور کسی سے معترض نہ ہوئے اور ابوالسرایا اپنے ساتھیوں کے ساتھ قادسیہ چلا گیا پھر وہاں سے روانہ ہوا تو مامون کی ایک فوج نے اسے روکا اور اس نے بھی انہیں اسی طرح شکست دی اور ابوالسرایا نہایت بری طرح زخمی ہوا اور وہ جزیرہ میں راس العین مقام پر ابوالسرایا کے گھر کی طرف بھاگ گئے اور ایک فوج نے انہیں اسی طرح روکا اور قید کر لیا اور انہیں حسن بن سہل کے پاس لے آئے اور جب سے جنگجوؤں نے اسے نکال دیا تھا وہ نہروان میں مقیم تھا سو اس نے ابوالسرایا کے قتل کا حکم دے دیا جس سے وہ بہت گھبرایا اور اس کے سر کی گشت کرائی گئی اور اس نے اس کے جسم کے دو ٹکڑے کرنے کا اور بغداد کے دونوں پلوں پر نصب کرنے کا حکم دیا اور اس کے خروج و قتل کے درمیان دس ماہ کا عرصہ پایا جاتا ہے اور حسن بن سہل بن محمد نے ابوالسرایا کے سر کے ساتھ مامون کو پیغام بھیجا اور ایک شاعر نے کہا ہے:

اے امیر المومنین کیا آپ نے دیکھا نہیں کہ حسن بن سہل نے آپ کی تلوار کے ساتھ اسے مارا ہے اور ابوالسرایا کے سر کو مرو میں گھمٹایا ہے اور اسے دنیا کے لیے عبرت بنا کر باقی رکھا ہے۔

اور طالبیوں میں سے زید بن موسیٰ بن جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی کے قبضہ میں بصرہ کا شہر تھا اسے زید النار بھی کہا جاتا ہے کیونکہ اس نے مسودہ کے بہت سے گھروں کو نذر آتش کر دیا تھا پس علی بن سعید نے سے قیدی بنا لیا اور اسے امان دی اور اسے اس کے ساتھ جو جرنیل تھے انہیں یمن کی طرف وہاں کے طالبیوں سے جنگ کرنے کے لیے بھجوادیا۔

۱۰ اور اس سال یمن میں ابراہیم بن موسیٰ بن جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی نے بغاوت کر دی اسے قصاب بھی کہا جاتا ہے کیونکہ اس نے بہت سے اہل یمن کو قتل کیا تھا اور ان کے اموال بھی لے لیے تھے اور یہی شخص مکہ میں تھا اور اس نے وہاں جو کچھ کیا اس کا حال پہلے بیان ہو چکا ہے اور جب اسے ابوالسرایا کے قتل کی اطلاع ملی تو یہ یمن بھاگ گیا اور جب یمن کے نائب کو اس کی

اطلاع ملی تو یہ یمن کو چھوڑ کر خراسان کی طرف چلا گیا اور مکہ سے گزرا اور وہاں سے اپنی ماں کو لیا اور یہ ابراہیم بلاد یمن پر قابض ہو گیا اور بہت سی جنسیں ہوئیں جن کا ہر مریضوں سے اور محمد بن عمرو بن ہاشم نے اپنے خیال سے ربیع لڑیا اور ان کے ماہ میں خلافت کا دعویٰ کیا تھا اور وہ کہنے لگا میرا خیال تھا کہ مامون فوت ہو چکا ہے اور مجھے اس کی زندگی کا یقین ہو گیا ہے اور میں نے جو دعویٰ کیا تھا اس کے متعلق اللہ نے منہ رتوبہ واستغفار کرتا ہوں اور میں نے اطاعت کی طرف رجوع کر لیا ہے اور میں ایک مسلمان ہوں اور جب ہرثمہ نے ابوالسرایا کو اور محمد بن محمد کو جو خلافت کا نزدیکی تھا شکست دی تو ایک شخص نے مامون کے پاس چغلی کی کہ ہرثمہ نے ابوالسرایا سے مراسلت کی ہے اور اسی نے اسے ظاہر ہونے کا حکم دیا تھا پس مامون نے اسے مرو بلایا تو اس نے اسے مارنے کا حکم دیا اور اسے اس کے سامنے مارا گیا اور اس کے پیٹ کو روندنا گیا پھر اسے قید خانے میں لے جایا گیا پھر اسے کچھ دنوں کے بعد قتل کر دیا گیا اور اس کی خبر کو کلیتہً چھپایا گیا اور جب اس کے قتل کی خبر بغداد پہنچی تو عوام اور جنگ جو لوگوں نے عراق کے نائب حسن بن سہل کی توہین کی اور کہنے لگے کہ ہم اپنے علاقے میں نہ اسے اور نہ اس کے عمال کو پسند کرتے ہیں اور انہوں نے اسحاق بن موسیٰ مہدی کو نائب مقرر کر دیا اور دونوں اطراف کے باشندوں نے اس امر پر اتفاق کر لیا اور حسن بن سہل کے پاس امراء اور سپاہیوں کی ایک جماعت اکٹھی ہو گئی اور اس نے عوامی امراء میں سے اتفاق کرنے والوں کے پاس پیغام بھیج کر انہیں جنگ کی ترغیب دی اور اس سال کے شعبان کے ایام میں سے تین دن ان کے درمیان جنگیں ہوتی رہیں پھر اس امر پر اتفاق ہو گیا کہ وہ ان کی رسد سے کچھ انہیں دے تاکہ وہ اسے ماہ رمضان میں خرچ کر سکیں اور وہ مسلسل ذوالقعدہ تک ان سے ٹال مٹول کرتا رہا تاکہ کھیتی پک جائے۔ پس زید بن موسیٰ نے جسے زید الناربھی کہا جاتا ہے خروج کیا اور وہ ابوالسرایا کا بھائی ہے اور اس مرتبہ اس نے انبار کی جانب خروج کیا اور بغداد کے نائب علی بن ہشام نے حسن بن سہل کی جانب سے اس کے مقابلہ میں فوج بھیجی جس نے اسے گرفتار کر لیا اور اسے علی بن ہشام کے پاس لے آئی اور اللہ تعالیٰ نے اس کی بغاوت کو ٹھنڈا کر دیا۔

اس سال مامون نے باقی ماندہ عباسیوں کی تلاش کے لیے آدمی بھیجے اور اس نے عباسیوں کی تعداد کو شمار کیا تو وہ مردوزن سمیت ۳۳ ہزار تک پہنچے اور اس سال رومیوں نے اپنے بادشاہ الیون کو قتل کر دیا اور اس نے سات سال ان پر حکومت کی اور انہوں نے اس کے نائب میخائل کو اپنا بادشاہ بنا لیا اور اسی سال مامون نے یحییٰ بن عامر بن اسماعیل کو قتل کیا کیونکہ اس نے مامون کو کہا تھا اے کافروں کے امیر اسے اس کے سامنے باندھ کر قتل کیا گیا اور اس سال محمد بن مقصم بن ہارون الرشید نے لوگوں کو حج کر دیا۔ اور اس سال اعیان میں سے اسباط بن محمد، ابو صمرہ انس بن عیاض، مسلم بن قتیبہ، عمرو بن عبد الواحد ابن ابی فدیك، مبشر بن اسماعیل، محمد بن جبیر اور معاذ بن ہشام نے وفات پائی۔



۲۰۱ھ

اس سال اہل بغداد نے منصور بن مہدی کو خلافت کے بارے میں پھسلا یا نگر اس نے اس سے انکار کیا انہوں نے اسے ترغیب دی کہ وہ مامون کا نائب بن جائے اور اس کے لیے خطبہ میں دعا کی جائے تو اس نے ان کی بات مان لی اور اس وجہ سے انہوں نے حسن بن سہل کے نائب علی بن ہشام کو بہت سی جنگوں کے بعد اپنے درمیان سے نکال باہر کیا اور اس سال بغداد اور اس کی نواحی بستیوں میں شاطروں، فاسقوں اور آوارہ گردوں نے عام مصیبت پیدا کر دی وہ ایک شخص کے پاس آتے اور قرض مانگتے یا یہ کہ وہ انہیں مال دے وہ انکار کرتا تو وہ جو کچھ اس کے گھر میں ہوتا لوٹ لیتے اور بسا اوقات بچوں اور عورتوں سے بھی معترض ہوتے اور بستی والوں کے پاس آ کر جانور اور مویشی ہانک لیتے اور جن عورتوں اور بچوں کو چاہتے قابو کر لیتے اور انہوں نے قطر بل کے باشندوں کو بھی لوٹ لیا اور قطعاً ان کے لیے کوئی چیز نہ چھوڑی اور ایک شخص خالد الدرپوش نے ان کے بلاوے کا جواب دیا اور دوسرے شخص کو سہل بن سلامہ ابو حاتم انصاری کہا جاتا ہے یہ اہل خراسان میں تھا اور عوام کی ایک جماعت ان کے پاس اکٹھی ہو گئی اور انہوں نے ان کے شر کو روکا اور ان سے جنگ کی اور انہیں فساد فی الارض سے منع کیا اور حالات پہلے کی طرح رو رہا ہو گئے اور یہ شعبان اور رمضان کا واقعہ ہے اور اس سال کے شوال میں حسن بن سہل واپس بغداد آیا اور فوج کو درست کیا اور منصور بن مہدی اور اس کے ساتھ موافقت کرنے والے امراء الگ ہو گئے اور اس سال مامون نے علی رضا بن موسیٰ کاظم بن جعفر صادق بن محمد بن حسین شہید بن علی بن ابی طالب کی بیعت لی کہ وہ اس کے بعد ولی عہد ہوگا اور اسے آل محمد میں سے رضا کا نام دیا اور سیاہ لباس کو اتار پھینکا اور سبز لباس پہننے کا حکم دیا پس اس نے اور اس کی فوج نے سبز لباس پہنا اور آفاق و اقالیم میں بھی یہ حکم لکھ بھیجا اور ۲ رمضان ۲۰۱ھ کو منگل کے روز اس کی بیعت ہوئی اور یہ بیعت اس وجہ سے ہوئی کہ مامون نے علی رضا کو اہل بیت کا بہترین آدمی پایا اور دین و عمل کے لحاظ سے بنو عباس میں اس کی مانند کوئی نہ تھا پس اس نے اسے اپنے بعد ولی عہد بنا دیا۔

اہل بغداد کا ابراہیم بن مہدی کی بیعت کرنا:

جب یہ خبر آئی کہ مامون نے اپنے بیٹے علی رضا کی بیعت ولایت لی ہے تو ان کے درمیان اختلاف پیدا ہو گیا کوئی قبول کرنے والا اور بیعت کرنے والا تھا اور کوئی انکار کرنے والا اور روکنے والا تھا اور جمہور عباسیوں کو اس سے انکار تھا اس دوران میں مہدی کے دونوں بیٹے ابراہیم اور منصور بھی کھڑے ہو گئے اور جب ۲۵ ذوالحجہ کو منگل کا دن آیا تو عباسیوں نے ابراہیم بن مہدی کی بیعت کا اظہار کیا اور اسے مبارک کا لقب دیا اور وہ سیاہ فام تھا اور اس کے بعد اس کے بھتیجے اسحاق بن موسیٰ مہدی کی بیعت کی اور مامون کو معزول کر دیا اور جب ۲۸ ذوالحجہ کو جمعہ کا دن آیا تو انہوں نے مامون کے لیے پھر اس کے بعد ابراہیم کے لیے دعا کرنی چاہی تو عوام نے کہا صرف ابراہیم کے لیے دعا کرو اور ان کے درمیان اختلاف و اضطراب پیدا ہو گیا اور انہوں نے جمعہ کی نماز ادا نہ کی اور لوگوں نے اکیلے اکیلے چار رکعت نماز پڑھی۔

اور اس سال طبرستان کے نائب نے اس کے پہاڑوں اور اللارز اور ایشرز کے شہروں کو فتح کیا اور ابن حزم نے بیان

کیا ہے کہ اس بارے میں سلم الخاسر نے اشعار کہے ہیں اور ابن جوزی وغیرہ نے بیان کیا ہے سلم الخاسر اس سے کئی سال قبل فوت ہو چکا تھا۔ واللہ اعلم۔

اور اس سال خراسان، ری اور صہبان کے باشندوں کو سخت بھوک نے آیا اور کھانا نہایت گراں ہو گیا اور اسی سال بابک حری نے حریت کی اور زمینوں اور جاہلوں کے گروہوں نے اس کی پیروی کی بابک تناسخ کا قائل تھا اور اسی اس کا انجام بیان ہوگا اور اس سال اسحاق بن موسیٰ بن عیسیٰ ہاشمی نے لوگوں کو حج کروایا۔

اور اس سال اعیان میں سے ابو اسامہ حماد بن اسامہ، حماد بن مسعدہ، حرسی بن عمارہ، علی بن عاصم اور محمد بن محمد نے وفات پائی جو محمد بن محمد ابوالسرایا کا ساتھی تھا اور کوفیوں نے ابن طباطبائے کے بعد اس کی بیعت کی تھی۔

۲۰۲ھ

اس سال کے پہلے روز بغداد میں ابراہیم بن مہدی کی بیعت ہوئی اور مامون کو معزول کر دیا گیا اور جب ۵ محرم کو جمعہ کا دن آیا تو ابراہیم بن مہدی منبر پر چڑھا اور لوگوں نے اس کی بیعت کی اور اسے مبارک کا لقب دیا گیا اور اس نے کوفہ اور اردگرد کے علاقے پر غلبہ پالیا اور فوج نے اس سے اپنی رسد طلب کی تو اس نے ان سے نال منول کی پھران میں سے ہر ایک کو دو سو درہم دیئے اور انہیں لکھ دیا کہ وہ اس کے بدلے میں مضافات کے علاقے سے جو لینا ہے لے لیں۔ پس وہ باہر نکلے اور جس چیز کے پاس سے بھی گزرتے اسے لوٹ لیا اور انہوں نے کسان اور سلطان کی آمدنی کو لوٹ لیا اور اس نے شرقی جانب پر عباس بن موسیٰ ہادی کو اور غربی جانب پر اسحاق بن موسیٰ ہادی کو نائب مقرر کیا اور اس سال ایک خارجی مہدی بن علوان نے خروج کیا اور ابراہیم نے ابو اسحاق معصم بن الرشید کی سرکردگی میں امراء کی ایک جماعت کے ساتھ فوج کو ان کے مقابلہ میں بھیجا تو اس نے اسے شکست دی اور اس کی تدبیر کو فیل کر دیا اور اسی سال ابو السرایا کے بھائی نے بغاوت کی اور کوفہ میں اقامت اختیار کر لی، ابراہیم نے اس سے جنگ کرنے کے لیے فوج بھیجی پس ابو السرایا کا بھائی قتل ہو گیا اور اس کے سر کو ابراہیم کے پاس بھیجا گیا اور جب اس سال کی ۱۳ ربیع الاول ہوئی تو آسمان پر سرخی ظاہر ہوئی پھر ختم ہو گئی اور اس کے بعد آسمان میں دوسرخ ستون رات کے آخر تک قائم رہے اور کوفہ میں اصحاب ابراہیم اور اصحاب مامون کے درمیان جنگیں ہوئی اور انہوں نے باہم شدید قتال کیا اور اصحاب ابراہیم سیاہ لباس اور اصحاب مامون سبز لباس زیب تن کئے ہوئے تھے اور جب کے آخر تک مسلسل ان کے درمیان جنگ جاری رہی۔

اور اس سال ابراہیم بن مہدی نے سہل بن سلامہ مطوع پر فتح پا کر اسے قید کر دیا اور یہ جنگ اس وجہ سے ہوئی کہ اس کے گرد لوگوں کی ایک جماعت جمع ہو گئی جو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے لیکن وہ حد سے تجاوز کر گئے اور انہوں نے بادشاہ پر عیب لگائے اور کتاب و سنت کے قیام کی دعوت دی اور اس کا دروازہ یوں بن گیا گویا وہ بادشاہ کا دروازہ ہے اور اس پر تھھیار اور جوان اور دیگر شاہانہ نخوت کی باتیں موجود رہیں پس سپاہیوں نے اس سے جنگ کی اور اس کے اصحاب کو شکست دی اور وہ تھھیار پھینک کر عورتوں اور تماشائیوں کے درمیان چلا گیا پھر ایک گھر میں روپوش ہو گیا، اسے پکڑ کر ابراہیم کے پاس لایا گیا تو اس نے پورا

ایک سال اسے قید رکھا اور اس سال مامون خراسان سے عراق جانے کے ارادے سے آیا اور اس سفر کا باعث یہ تھا کہ علی بن موسیٰ رضائے مامون کو اراض عراق کے ان فتن و اختلافات کی اطلاع دی بن میں لوگ جتنا سمجھے تھے یہ کہ بآمیوں نے لوگوں کو بتایا کہ مامون سکورہ سکون ب اور وہ تجھ پر علی بن موسیٰ کی بیعت لینے کی وجہ سے عیب لگاتے ہیں اور حسن بن علی اور ابراہیم بن مہدی کے درمیان جنگ جاری ہے، پس مامون نے اپنے امراء اور اقراء کی ایک جماعت کو بلوایا اور اس بارے میں ان سے دریافت لیا تو انہوں نے اس سے امان طلب کرنے کے بعد علی کی بات کی تصدیق کی اور اسے کہنے لگے فضل بن سہل نے ہرثمہ کے قتل کو تجھے خوبصورت کر کے دکھایا ہے حالانکہ وہ تیرا خیر خواہ تھا اور اس نے اس کے قتل کرانے میں جلدی کی ہے اور طاہر بن حسین نے تیرے لیے معاملات کو ہموار کیا حتیٰ کہ خلافت کو مہار سے پکڑ کر تیرے پاس لے آیا اور تو نے اسے رقد کی طرف نکال دیا اور وہ بے کار ہو کر بیٹھ گیا اور نہ تو نے اسے کسی کام کے لیے اٹھایا اور زمین اپنے اطراف سمیت شرو و فتن سے پھٹ گئی ہے۔

پس جب مامون کو اس بات کا یقین ہو گیا تو اس نے بغداد کی طرف کوچ کرنے کا حکم دیا اور فضل بن سہل بھی ان خیر خواہوں کی مدد کو سمجھ گیا پس اس نے کچھ لوگوں کو مارا اور کچھ کی داڑھیاں نوچیں اور مامون چلتا چلتا جب سرخس پہنچا تو کچھ لوگوں نے مامون کے دزیر فضل بن سہل پر حملہ کر دیا اور اس وقت وہ حمام میں تھا اور انہوں نے اسے تلواروں سے قتل کر دیا اور یہ ۲ شوال جمعہ کے دن کا واقعہ ہے اور اس کی عمر ساٹھ سال تھی، پس مامون نے ان کے پیچھے فوج بھیجی جو انہیں لے آئی اور وہ چار غلام تھے جنہیں اس نے قتل کر دیا اور اس کے بھائی حسن بن سہل کو تعزیت کا خط لکھا اور اس کی جگہ اسے وزارت پر مقرر کیا اور مامون عید کے روز سرخس سے عراق کی طرف کوچ کر گیا اور ابراہیم بن مہدی مدائن میں تھا اور اس کے مقابلہ میں مامون کی جانب سے ایک فوج تھی جو اس سے جنگ کرتی تھی۔

۲۰۳ھ

اس سال مامون عراق پہنچا اور طوس سے گزرا اور وہاں اتر کر صفر کے مہینے میں کئی روز تک اپنے باپ کی قبر کے پاس ٹھہرا رہا اور جب مہینے کا آخر آیا تو علی بن موسیٰ رضائے انکو رکھائے اور اچانک فوت ہو گئے اور مامون نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور انہیں اپنے باپ رشید کے پہلو میں دفن کیا اور ان پر بہت افسوس کا اظہار کیا اور حسن بن سہل کو تعزیت کا خط لکھا اور آپ کی وفات پر جو اسے غم ہوا تھا اس کے بارے میں اسے اطلاع دی اور بنو عباس کو بھی خط لکھا کہ تم مجھے اس وجہ سے ملامت کرتے تھے کہ میں نے علی بن موسیٰ رضا کو اپنے بعد ولی عہد بنایا ہے۔ دیکھو وہ مرا پڑا ہے پس تم مع و اطاعت کی طرف رجوع کرو تو انہوں نے اسے وہ سخت تر جواب دیا جو کسی کی طرف لکھا جا سکتا ہے اور اس سال باغی حسن بن سہل پر مغلوب ہو گئے حتیٰ کہ اسے پابجولاں کر کے ایک مکان میں بند کر دیا اور امراء نے مامون کو یہ بات لکھی اور اس نے انہیں لکھا کہ میں اپنے اس خط کے پیچھے پیچھے پہنچ رہا ہوں پھر ابراہیم اور اہل بغداد کے درمیان بہت جنگیں ہوئیں اور وہ اس سے بگڑ گئے اور اس سے نفرت کرنے لگے اور بغداد میں فتنے، فریب کار اور فاسق نمودار ہو گئے اور حالات بگڑ گئے اور انہوں نے جمعہ کے روز ظہر کی نماز پڑھی اور مؤذنین نے خطبہ کے بغیر ان کی امامت کی

اور انہوں نے چار رکعتیں پڑھیں اور ابراہیم اور مامون کے بارے میں لوگوں میں سخت اختلاف ہو گیا پھر مامون نے ان پر غلبہ پایا۔

اہل بغداد کا ابراہیم بن مہدی کو معزول کرنا:

جب اگلا جمعہ آیا تو لوگوں نے مامون کے لیے دعا کی اور ابراہیم کو معزول کر دیا اور حمید بن عبد الحمید نے مامون کی جانب سے فوج کے ساتھ آ کر بغداد کا محاصرہ کر لیا اور اس نے اپنے سپاہیوں کو لالچ دیا کہ جب وہ آئے تو انہیں عطیہ دے گا۔ پس انہوں نے مامون کی سب و اطاعت پر اس کی فرمانبرداری کی اور ابراہیم بن مہدی کی طرف سے عیسیٰ بن محمد بن ابی خالد نے ایک جماعت کے ساتھ جنگ کی پھر عیسیٰ نے تدبیر کی اور وہ مامونوں کے ہاتھوں میں قیدی ہو گیا۔ پھر انجام کار اس سال کے آخر تک ابراہیم بن مہدی روپوش رہا اور اس کا دور حکومت ایک سال گیارہ ماہ بارہ دن ہے اور مامون اور اس کی افواج میں اس وقت ہمدان آئیں اور وہ بغداد کو چھڑا کر اس کی اطاعت میں لے آئیں اور اس سال سلیمان بن عبد اللہ بن سلیمان بن علی نے لوگوں کو حج کروایا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

علی بن موسیٰ:

بن جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب قرشی ہاشمی علوی آپ کا لقب رضا تھا مامون نے چاہا کہ وہ آپ کے لیے خلافت سے دستبردار ہو جائے مگر آپ نے یہ بات نہ مانی اور اس نے آپ کو اپنے بعد ولی عہد بنا دیا جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں آپ نے اس سال کے صفر میں طوس میں وفات پائی اور آپ نے اپنے باپ وغیرہ سے روایت کی ہے اور آپ سے ایک جماعت نے روایت کی ہے جس میں مامون، ابوالسلط ہروی اور ابو عثمان مازنی نحوی شامل ہیں اور اس نے بیان کیا ہے کہ میں نے آپ کو بیان کرتے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ بندوں کو اس بات کا مکلف کرنے سے جس کی وہ سکت نہیں رکھتے کہیں زیادہ عادل ہے اور وہ جو کچھ کرنا چاہتے ہیں اس سے کہیں زیادہ عاجز ہیں۔

آپ کے اشعار:

ہم میں سے ہر ایک مدت کی درازی کا امیدوار ہے اور موت، امید کی آفت ہے تجھے چھوٹی خواہشات دھوکہ نہ دیں، میانہ روی اختیار کر اور بہانے چھوڑ دے دنیا ایک زوال پذیر سائے کی طرح ہے جس میں سوار ہو کر اتر کر پھر کوچ کر جاتا ہے۔



۲۰۴ھ

اس سال مامون اعراق کے علاقے میں آیا اور اس کی وجہ یہ ہوئی کہ وہ جربان سے گزرا تو وہاں اس نے ایک ماہ قیام کیا پھر وہاں سے چلا اور وہ ایک منزل میں ایک یادو دن پڑا اور کھتا تھا۔ پھر وہ نہروان آیا اور وہاں آٹھ دن ٹھہرا اور اس نے طاہر بن حسین کو رقعہ خط لکھا کہ وہ نہروان میں اس کے پاس آئے اور اس نے وہاں اس سے ملاقات کی اور اس کے اہل بیت کے سرکردہ لوگوں اور جرنیلوں اور عام فوج نے اس کا استقبال کیا اور جب آخری ہفتہ کا دن آیا تو وہ ۱۴ صفر کو دن کے بلند ہو جانے پر بڑی شان و شوکت اور عظیم فوج کے ساتھ بغداد آیا اور وہ اس کے تمام اصحاب اور جوان سبز لباس زیب تن کئے ہوئے تھے پس اہل بغداد اور تمام بنی ہاشم نے بھی سبز لباس پہن لیا اور مامون رصافہ میں فروکش ہوا پھر وہ دجلہ کے کنارے قصر علی میں منتقل ہو گیا اور امراء اور سرکردہ لوگ حسب دستور اس کے گھر آنے جانے لگے اور بغدادیوں کا لباس سبز ہو گیا اور وہ سیاہ لباس کو جلانے لگے پس وہ مسلسل آٹھ دن اسی کیفیت میں رہے پھر اس نے طاہر بن حسین کی ضروریات دریافت کیں تو اس نے پہلی حاجت یہ پیش کی کہ وہ دوبارہ سیاہ لباس اختیار کرے۔ بلاشبہ یہ اس کے آباء کا حکومتی لباس ہے اور انبیاء کا ورثہ ہے اور جب ۲۸ صفر کو آخری ہفتہ آیا تو مامون نے لوگوں کے لیے سبز لباس پہن کر نشست کی پھر اس نے ایک سیاہ خلعت لانے کا حکم دیا اور اسے طاہر کو پہنا دیا پھر اس کے بعد امراء کی ایک جماعت کو اس نے سیاہ لباس پہنایا اور لوگوں نے بھی سیاہ لباس پہن لیا اور دوبارہ اس کی طرف آگئے اور اس نے اس ذریعے ان کی فرمانبرداری اور موافقت کو معلوم کر لیا اور بعض کا قول ہے کہ وہ اپنے بغداد آنے کے بعد ستائیس دن تک سبز لباس پہنتا ہوا۔ واللہ اعلم۔

اور جب اس کا چچا ابراہیم بن مہدی چھ سال اور کچھ ماہ روپوشی کے بعد اس کے پاس آیا تو مامون نے اسے کہا تو سیاہ خلیفہ ہے تو وہ اعتذار و استغفار کرنے لگا پھر کہنے لگا اے امیر المومنین میں وہ شخص ہوں جس پر آپ نے عفو کا احسان کیا ہے اور اس موقع پر یہ شعر پڑھے:

دلیر شخص کو سیاہ لباس عیب نہیں لگا تا اور نہ ہی دانشمند ادب کرنے والے نوجوان کو عیب لگاتا ہے اگر سیاہی کو تجھ سے کوئی حصہ حاصل ہے تو مجھے تجھ سے اخلاق کی سفیدی کا حصہ حاصل ہے۔

ابن خلکان نے بیان کیا ہے کہ متاخرین میں سے بھی ایک شخص نے اس مفہوم کو نظم کیا ہے اور وہ نصر اللہ بن فلانس اسکندری ہے:

بہت سی سیاہ چیزیں بالفعل سفید ہوتی ہیں، کافور نے کستوری سے حد کیا ہے جیسے آنکھ کے تل کو لوگ سیاہ خیال کرتے ہیں حالانکہ وہ نور ہوتا ہے۔

اور مامون نے اپنے چچا ابراہیم بن مہدی کے قتل کے بارے میں اپنے ایک دوست سے مشورہ کیا تو احمد بن خالد وزیر احوال نے اسے کہا یا امیر المومنین اگر آپ نے اسے قتل کر دیا تو اس کی مثل لوگ آپ کے پاس موجود ہیں اور اگر آپ اسے معاف

کردیں تو آپ کی مثل کوئی نہ ہوگا پھر مامون نے دجلہ کے کنارے اپنے محل کی جانب محلات بنانے شروع کر دیے اور فتنے اور شتر ختم ہو گئے اور اس نے سپاس پر اہل مضافات سے مقاسمت کرنے کا حکم دیا حالانکہ وہ نصف پر مقاسمت کرتے تھے اور اس نے گوشت والا فقہر بنایا جو ادواز کے دس بیالوں کے برابر ہوتا ہے اور اس نے مختلف شہروں سے بہت سی چیزیں کم کر دیں اور بہت سے مقامات پر لوگوں سے نرمی کی اور اپنے بھائی عیسیٰ بن الرشید کو کوفہ کا امیر مقرر کیا اور اپنے بھائی صالح کو بصرہ کا امیر مقرر کیا اور عبید اللہ بن حسین عبد اللہ بن عباس بن علی بن ابی طالب کو حرمین کا نائب مقرر کیا اور یحییٰ بن معاذ نے بابک خرمی سے جنگ کی گمراہی پر فتح نہ پاسکا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

امام عبد اللہ محمد بن ادریس الشافعی:

ہم نے اپنی کتاب طبقات الشافعیین میں آپ کے حالات الگ بیان کئے ہیں اس جگہ ہم اس کا خلاصہ بیان کریں گے۔
 وباللہ المستعان محمد بن ادریس بن عباس بن عثمان بن شافع بن السائب بن عبید بن عبد یزید بن ہاشم ابن المطلب بن عبد مناف بن قصی، قرشی مطلبی، سائب بن عبید نے بدر کے روز اسلام قبول کیا اور ان کا بیٹا شافع ابن السائب چھوٹے صحابہ میں سے ہے اور آپ کی ماں ازویہ ہے اور جب اسے آپ کا حمل ہوا تو آپ نے خواب دیکھا کہ گویا مشتری ستارہ آپ کی فرج سے نکل کر مصر میں جا کر ٹوٹ گیا ہے پھر ہر شہر میں اس کے ٹکڑے گرے ہیں، حضرت امام شافعی غزہ میں پیدا ہوئے اور بعض کہتے ہیں کہ عسقلان میں پیدا ہوئے اور بعض نے ۵۰ھ میں یمن میں آپ کی پیدائش بیان کی ہے آپ چھوٹے ہی تھے کہ آپ کے والد فوت ہو گئے اور آپ کی والدہ آپ کو دو سال کی عمر میں مکہ لے گئی تاکہ آپ کا نسب ضائع نہ ہو۔ آپ نے وہیں نشوونما پائی اور سات سال کی عمر میں قرآن پڑھ لیا اور دس سال کی عمر میں مؤطا کو حفظ کر لیا اور پندرہ سال کی عمر میں فتویٰ دیا اور بعض کا قول ہے کہ ۱۸ سال کی عمر میں فتویٰ دیا۔ آپ کے شیخ مسلم بن خالد زنگی نے آپ کو اجازت دی اور آپ لغت اور شعر میں مشغول ہو گئے اور ہذیل میں تقریباً دس سال مقیم رہے اور بعض نے آپ کا قیام بیس سال بیان کیا ہے اور آپ نے ان سے عرب کی لغات اور ان کی فصاحت سیکھی اور مشائخ اور ائمہ کی ایک جماعت کو بہت سی احادیث سنا لیں اور اپنی یادداشت سے خود حضرت امام مالک کو مؤطا سنایا اور آپ کی قراءت اور ہمت نے انہیں حیرت میں ڈال دیا اور مسلم بن خالد زنگی کے بعد آپ نے ان سے حجازیوں کا علم حاصل کیا اور آپ سے بہت سے لوگوں نے روایت کی ہے ہم نے حروف ابجد کے مطابق ان کے اسماء کو مرتب کیا ہے اور آپ نے اسماعیل بن قسطنطین کو عن شبل عن کثیر عن مجاہد عن ابن عباس عن ابی بن کعب عن رسول اللہ ﷺ عن جبریل عن اللہ عزوجل قرآن سنایا۔

اور امام شافعی نے عن مسلم بن خالد عن ابن جریج عن عطاء عن ابن عباس و ابن الزبیر وغیرہما من جماعۃ من الصحابہ فقہ حاصل کی اس جماعت میں عمرو بن علی، حضرت ابن مسعود اور حضرت زید بن ثابت شامل ہیں اور ان سب نے رسول اللہ ﷺ سے فقہ سیکھی ہے اور اسی طرح آپ نے امام مالک سے بحوالہ ان کے مشائخ کے فقہ سیکھی اور آپ سے ایک جماعت نے جن کا ہم نے ذکر کیا ہے آپ سے فقہ سیکھی ہے اور ان کے بعد جو لوگ ہمارے زمانے میں ہوئے ہیں ان کا ہم نے ایک الگ تصنیف میں ذکر کیا ہے

اور ابن ابی حاتم نے عن ابی بشر المدد لابی عن محمد بن ادریس وراق الحدیدی عن الشافعی روایت کی ہے کہ آپ نے یمن کے علاقے میں نجران کی عدالت سنبالی پھر ان لوگوں نے آپ کا مقابلہ کیا اور رشید کے پاس آپ کی چغلی کی کہ آپ خلافت کے خواہاں ہیں۔ پس آپ کو یا بجولان ایک نجر پر بغداد لایا گیا اور آپ ۱۸۴ھ میں ۳۰ سال کی عمر میں بغداد آئے اور رشید سے ملاقات کی اور آپ نے اور محمد بن حسن نے رشید کے سامنے مناظرہ کیا اور محمد بن حسن نے آپ کی تعریف کی اور رشید پر واضح ہو گیا کہ آپ اس بات سے بری ہیں جو آپ کی طرف منسوب کی گئی ہے اور محمد بن حسن نے آپ کو اپنے ہاں اتارا اور حضرت امام ابو یوسف اس سے ایک سال قبل فوت ہو چکے تھے اور بعض کہتے ہیں کہ دو سال پہلے فوت ہو چکے تھے اور محمد بن حسن نے آپ کی عزت کی اور امام شافعی نے ایک اونٹ کے بوجھ کے برابر ان سے لکھا پھر رشید نے آپ کو دو سو دینار دیئے اور بعض نے پانچ سو دینار بیان کیے ہیں اور حضرت امام شافعی واپس مکہ آگئے اور جو کچھ آپ کو ملا آپ نے اسے اپنے اہل اور اپنے عم زاد رشید داروں میں تقسیم کر دیا۔ پھر امام شافعی ۱۹۵ھ میں عراق واپس آگئے اور اس مرتبہ علماء کی ایک جماعت نے آپ سے ملاقات کی جس میں امام احمد بن حنبل، ابو ثور، حسین بن علی الکریمی، حارث بن شروع بقال ابو عبد الرحمن شافعی اور زعفرانی وغیرہم شامل تھے۔ پھر آپ مکہ واپس آگئے پھر ۱۹۸ھ میں بغداد واپس آگئے پھر وہاں سے مصر چلے گئے اور وہیں اقامت اختیار کر لی یہاں تک کہ اسی سال یعنی ۲۰۴ھ میں وفات پا گئے اور آپ نے اپنی کتاب الام تصنیف کی جو آپ کی جدید کتب میں سے ہے کیونکہ وہ ربیع بن سلیمان کی روایت سے ہے جو مصری ہے اور امام الحرمین وغیرہ کا خیال ہے کہ وہ قدیم کتب میں سے ہے اور یہ بات اس قسم کے آدمی سے عجیب اور بعید ہے واللہ اعلم۔

اور کئی کبار ائمہ نے حضرت امام شافعی کی تعریف کی ہے جن میں عبد الرحمن بن مہدی بھی شامل ہیں اور انہوں نے آپ سے سوال کیا کہ وہ ان کے لیے اموال میں ایک کتاب لکھ دیں تو آپ نے ان کے لیے رسالہ لکھا اور وہ آپ کے لیے ہمیشہ نماز میں دعا کرتے تھے اور آپ کے شیخ مالک بن انس اور قتیبہ ابن سعید ہیں اور انہوں نے بیان کیا ہے کہ آپ اور سفیان بن عیینہ اور یحییٰ بن سعید القطان امام ہیں اور آپ اور ابو عبیدان کے لیے اپنی نماز میں دعا کیا کرتے تھے ابو عبیدان نے بیان کیا ہے کہ میں نے امام شافعی سے بڑا فصیح بڑا عقل مند اور بڑا متقی نہیں دیکھا اور قاضی یحییٰ بن ائثم، اسحاق بن راہویہ، محمد بن حسن اور کئی لوگوں کے اقوال آپ کے بارے میں موجود ہیں جن کا ذکر کرنا اور ان کے اقوال کی شرح کرنا باعث طوالت ہوگا۔

اور حضرت امام احمد بن حنبل چالیس سال تک اپنی نمازوں میں آپ کے لیے دعا کرتے رہے اور حضرت امام احمد اس حدیث کے بارے میں جسے ابوداؤد اور عبد اللہ بن وہب کے طریق سے عن سعید بن ابی ایوب عن شراحیل بن زید عن ابی حلقمہ عن ابی ہریرہ عن النبی ﷺ روایت کیا ہے کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ اس امت کے فائدے کے لیے ہر سو سال کے سر پر ایک شخص کو بھیجا کرے گا جو اس کے دین کے معاملے کی اس کے لیے تجدید کیا کرے گا۔

بیان کیا کرتے تھے کہ حضرت عمر بن عبد العزیز پہلی صدی کے سر پر آئے اور امام شافعی دوسری صدی کے سر پر آئے اور ابوداؤد طیلسی نے بیان کیا ہے کہ جعفر بن سلیمان نے عن نصر بن معبد الکوزی او العبدی عن الجارود عن ابی الاحوص عن عبد اللہ بن مسعود ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قریش کو سب و شتم نہ کرو بلاشبہ ان کا عالم زمین کو علم سے بھر دے گا۔ اے اللہ

جب تو ان کے اولین کو عذاب اور وبال کا مزا چکھائے تو ان کے آخرین کو بخشش کا مزا چکھا، یہ حدیث اس طریق سے غریب ہے اور حاتم نے اسے اپنے مستدرک میں حضرت ابو ہریرہؓ سے بحوالہ حضرت نبی کریم ﷺ اسی طرح روایت کیا ہے۔

اور ابو نعیم عبد الملک بن محمد اسفرائینی نے بیان کیا ہے کہ یہ حدیث صرف محمد بن ادریس شافعی منطبق ہوتی ہے، اسے خطیب نے بیان کیا ہے اور یحییٰ بن معین نے حضرت امام شافعیؒ کے متعلق بیان کیا ہے کہ آپ راستباز ہیں اور آپ پر کوئی امتزاج نہیں اور ایک دفعہ آپ نے بیان کیا کہ اگر جھوٹ مطلقاً آپ کے لیے مباح ہوتا تو آپ کی جو ان مردی آپ کو جھوٹ بولنے سے روکتی اور ابن ابی حاتم نے بیان کیا ہے کہ میں نے اپنے باپ کو بیان کرتے سنا کہ امام شافعیؒ فقیہ البدن صدوق اللسان ہیں اور ایک شخص نے بحوالہ ابو زرہ بیان کیا ہے کہ امام شافعیؒ کے پاس کوئی غلط حدیث نہیں اور ابو داؤد سے بھی اسی قسم کی روایت لی گئی ہے۔

اور امام الامام محمد بن اسحاق خزیمہ نے بیان کیا آپ سے پوچھا گیا کیا کوئی سنت ایسی ہے جو امام شافعیؒ کو معلوم نہیں ہوئی آپ نے فرمایا نہیں اور اس کا مفہوم یہ ہے کہ وہ کبھی اپنی سند کے ساتھ آپ تک پہنچتی ہے اور کبھی مرسل اور کبھی منقطع ہو کر جیسا کہ آپ کی کتاب میں موجود ہے۔ واللہ اعلم۔

اور حرمہ نے بیان کیا ہے کہ میں نے امام شافعیؒ کو بیان کرتے سنا کہ بغداد میں مجھے ناصر السنۃ کا نام دیا گیا اور ابو ثور نے بیان کیا ہے کہ ہم نے امام شافعیؒ کی مانند کوئی شخص نہیں دیکھا اور نہ آپ نے اپنی مانند کوئی دیکھا ہے اور یہی بات زعفرانی وغیرہ نے بیان کی ہے اور داؤد بن علی الظاہری نے ایک کتاب میں جسے اس نے امام شافعیؒ کے فضائل میں تالیف کیا ہے بیان کیا ہے امام شافعیؒ کو ایسے فضائل حاصل ہیں جو کسی دوسرے کے لیے جمع نہیں ہوئے یعنی شرف نسب، دین و اعتقاد کی صحت، سخاوت نفس، حدیث کی صحت و سقم اور ناخ و منسوخ کی معرفت، کتاب و سنت کا حفظ، خلفاء کی سیرت، حسن تصنیف اور اچھے اصحاب و تلامذہ جیسے امام احمد بن حنبلؒ اپنے زہد و تقویٰ کے لحاظ سے فضیلت رکھتے ہیں۔ پھر اس نے آپ کے بغدادی اور مصری اصحاب کے اعیان کو بیان کیا ہے اور اسی طرح ابو داؤد نے آپ کے فقہ کے شاگردوں میں امام احمد بن حنبلؒ کو شمار کیا ہے اور حضرت امام شافعیؒ سب لوگوں سے بڑھ کر قرآن و سنت کا مفہوم جانتے تھے اور سب لوگوں سے زیادہ ان دونوں سے دلائل نکالتے تھے اور آپ ارادے اور اخلاص کے لحاظ سے سب لوگوں سے بہتر تھے۔

آپ فرمایا کرتے تھے میری خواہش ہے کہ لوگ اس علم کو سیکھیں اور اس میں سے کبھی کوئی بات میری طرف منسوب نہ کریں وہ میری تعریف نہ کریں انہیں اس پر اجر ملے گا اور کئی لوگوں نے آپ سے روایت کی ہے کہ جب تمہارے پاس رسول اللہ ﷺ کی صحیح حدیث موجود ہو تو وہی بیان کرو اور میرے قول کو چھوڑ دو میں بھی اسے ہی بیان کرتا ہوں خواہ تم مجھ سے نہ سنو اور ایک روایت میں ہے کہ میری تقلید نہ کرو اور ایک روایت میں ہے میرے قول کی طرف التفات نہ کرو اور ایک روایت میں ہے میرے قول کو دیواری چوڑائی پر دے مارو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ میرے قول کی کوئی ضرورت نہیں اور آپ نے فرمایا کہ اگر بندہ شرک کے سوا ہر گناہ کے ساتھ اللہ سے ملے تو یہ اس کے مقابلہ میں اس کے لیے بہتر ہے کہ وہ کسی خواہش کے ساتھ اسے ملے اور ایک روایت میں ہے کہ علم کلام کے ساتھ اس سے بہتر ہے اور آپ نے فرمایا ہے اگر لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ علم کلام میں کس قدر خواہشات ہیں تو وہ

اس سے ایسے بھاگتے جیسے وہ شیر سے بھاگتے ہیں اور آپ نے فرمایا اہل کلام کے بارے میں میرا فیصلہ یہ ہے کہ انہیں سبھور کی شاخ کے ساتھ مارا جائے اور انہیں قابل میں پھرایا جائے اور ان کے ساتھ منادی کی جائے کہ جو شخص کتاب و سنت کو ترک کرے اور علم کلام کی طرف توجہ کرے اس کی یہ سزا ہے۔

اور ابو یسعی نے بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت امام شافعیؒ کو بیان کرتے سنا کہ تم پر اصحاب الحدیث کی صحبت لازم ہے بلاشبہ وہ لوگوں سے زیادہ صحیح راہ پر ہیں اور آپ نے فرمایا ہے کہ جب تو اصحاب الحدیث میں سے کسی شخص کو دیکھے تو گویا تو نے رسول اللہ ﷺ کے اصحاب میں سے کسی شخص کو دیکھ لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے انہوں نے ہمارے لیے اصل کو حفظ کیا اور انہیں ہم پر فضیلت حاصل ہے اور اس مفہوم میں آپ کے اشعار میں سے یہ شعر بھی ہیں:

قرآن حدیث اور فقہ فی الدین کے سوا تمام علوم مشغلہ ہیں، علم وہ ہے جس میں کہنے والا کہے کہ اس نے ہم سے بیان کیا اور اس کے سوا جو کچھ ہے وہ شیاطین کے وساوس ہیں۔

آپ فرمایا کرتے تھے قرآن کلام الہی ہے اور غیر مخلوق ہے اور جو قرآن کو مخلوق کہے وہ کافر ہے اور ربیع اور آپ کے کئی سرکردہ اصحاب سے روایت ہے جو اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ آپ آیات و احادیث صفات پر سے سلف کے طریق کے مطابق گزرتے جیسے کہ وہ بغیر کسی تکلیف اور تشبیہ اور تعلیل و تحریف کے بیان ہوئی ہیں۔ اور ابن خزیمہ نے بیان کیا ہے کہ معمری نے مجھے سنایا کہ خود حضرت امام شافعیؒ نے ہمیں یہ اشعار سنائے:

جو تو چاہے وہ ہو جائے گا خواہ میں نہ چاہوں اور تو نہ چاہے وہ نہیں ہوگا تو نے بندوں کو اپنے علم کے مطابق پیدا کیا ہے اور علم میں جوان اور عمر رسیدہ بھی چلتا ہے اور ان میں خوش بخت بد بخت، قبیح اور حسین بھی ہوتے ہیں اس پر تو نے احسان کیا اور اس کو بے یار و مددگار چھوڑ دیا اور اس کی تو نے مدد کی اور اس کی تو نے مدد نہیں کی۔

ربیع نے بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت امام شافعیؒ کو بیان کرتے سنا رسول اللہ ﷺ کے بعد سب لوگوں سے افضل حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں۔

اور ربیع سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا ہے کہ حضرت امام شافعیؒ نے مجھے شعر سنائے:

لوگ میڑھے ہو گئے ہیں حتیٰ کہ انہوں نے رائے سے دین میں وہ بدعات ایجاد کر لی ہیں جن کے ساتھ رسولوں کو مبعوث نہیں کیا گیا حتیٰ کہ اکثر لوگوں نے اللہ کے حق کو حقیر سمجھ لیا ہے اور جس چیز کو انہوں نے اٹھایا ہے اسی میں مشغول ہیں۔

اور ہم نے سنت کے بارے میں آپ کے اشعار اور آپ کا کلام بیان کیا ہے اور آپ کے حکم و مواظب میں سے بہت اچھے حصے کو ہم نے طبقات الشافعیہ کے شروع میں بیان کیا ہے آپ نے جمعرات کے روز مصر میں وفات پائی اور بعض نے جمعہ کے روز ۳۰ رجب ۲۰۱ھ کو ۵۴ سال کی عمر میں آپ کی وفات بیان کی ہے۔

آپ سفید رنگ، خوبصورت، دراز قد، بارعب آدمی تھے اور شیعوں کی مخالفت میں مہندی لگاتے تھے۔

اور اس سال اسحاق بن الغرات، اشہب بن عبدالعزیز مصری، ماکی، حسن بن زیاد، لولوی، کوفی، حنفی، حافظ الوداد و سلیمان بن

داؤد الطیلسی، صاحب المسند ابو بدر شجاع بن ولید، ابو بکر حنفی، عبدالکریم، عبدالوہاب بن عطاء الخفاف، النضر بن شمیم امام لغت اور شام بن محمد بن النساب اٹکھی مورخ نے وفات پائی۔

۲۰۵ھ

اس سال مامون نے طاہر بن حسین بن مصعب کو بغداد عراق، خراسان سے مشرق کی جانب انتہائی مملداری تک نائب مقرر کیا اور اس سے راضی ہو گیا اور اس کے مرتبے کو بہت اونچا کر دیا۔ اس وجہ سے کہ حسن بن اہل مضافات میں بیمار تھا اور مامون نے طاہر کی جگہ یحییٰ بن معاذ کو رقبہ اور جزیرہ کا امیر مقرر کیا اور اس سال عبداللہ بن طاہر بن حسین بغداد آیا اور اس کے باپ نے اسے رقبہ پر نائب مقرر کیا تھا اور اسے نصر بن شبث کے ساتھ جنگ کرنے کا حکم دیا تھا اور مامون نے عیسیٰ بن یزید جلودی کو زط قوم کے ساتھ جنگ کرنے پر مقرر کیا اور عیسیٰ بن محمد بن ابی خالد کو آذربائیجان کا امیر مقرر کیا اور مصر کا نائب السری بن الحکم وہیں فوت ہو گیا اور سندھ کا نائب داؤد بن یزید تھا اس نے اس کی جگہ بشر بن داؤد کو اس شرط پر امیر مقرر کیا کہ وہ ہر سال اسے ایک کروڑ درہم دے اور اس سال حرمین کے نائب عبید اللہ بن حسن نے لوگوں کو حج کروایا۔

اور اس سال جن اعیان نے وفات پائی ان میں اسحاق بن منصور سلولی، بشر بن بکر مشقی، ابو عامر القعدی، محمد بن عبید طافسی اور یعقوب الحضری شامل ہیں۔

ابوسلیمان الدرانی:

عبدالرحمن بن عطیہ اور بعض نے عبدالرحمن بن احمد بن عطیہ بیان کیا ہے اور بعض نے عبدالرحمن بن عسکر ابوسلیمان الدرانی بیان کیا ہے۔ آپ ایک باعمل عالم ہیں اور آپ اصلاً واسطی ہیں آپ نے دمشق کے مغرب میں داریانام ہستی میں سکونت اختیار کی۔ اور آپ نے سفیان ثوری وغیرہ سے حدیث کا سماع کیا ہے اور آپ سے احمد بن ابی الحواری اور ایک جماعت نے روایت کی ہے اور حافظ ابن عساکر نے اپنے طریق سے اسناد کیا ہے اور فرمایا ہے کہ میں نے علی بن حسن بن ابی ربیع درویش سے سنا وہ فرماتے تھے کہ میں نے ابراہیم بن اوہم کو بیان کرتے سنا کہ میں نے ابن عجلان کو تعقاع بن حکیم سے سنا کہ انس بن مالک بیان کرتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو شخص ظہر سے قبل چارہ کھت پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کے اس روز کے گناہوں کو بخش دے گا۔ اور ابوالقاسم قشیری نے بیان کیا ہے کہ ابوسلیمان الدرانی سے روایت کی گئی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میں ایک قصہ گو کی مجلس میں گیا تو اس کے کلام نے میرے دل پر اثر کیا اور جب میں اٹھا تو میرے دل میں اس کا کچھ اثر بھی نہ تھا یہاں تک کہ میں اپنے گھر واپس آ گیا۔

پس میں نے مخالف آلات کو توڑ دیا اور (سنت کے) طریق کو اختیار کر لیا، میں نے یہ حکایت یحییٰ بن معاذ سے بیان کی تو آپ نے فرمایا چڑیا نے سارس کو شکار کر لیا ہے۔ چڑیا سے مراد قصہ گو اور سارس سے مراد ابوسلیمان ہیں۔ اور احمد بن ابی الحواری نے بیان کیا ہے کہ میں نے ابوسلیمان کو بیان کرتے سنا ہے کہ جس کو کوئی بات البہام ہو جائے جب تک وہ اسے حدیث میں نہ سنے

اس پر عمل نہ کرے اور جب اسے حدیث میں سن لے تو اس پر عمل کرے وہ نُورٌ عَلٰی نُورٌ ہو جائے گا۔ اور جنیدؒ نے بیان کیا ہے کہ ابوسلیمان نے بیان کیا ہے کہ بسا اوقات میرے دل میں لوگوں کے نکات میں سے کوئی نکتہ پڑ جاتا ہے مگر میں اسے دو عادنؒ کو اہوں یعنی کتاب و سنت کے بغیر قبول نہیں کرتا۔

راوی بیان کرتا ہے ابوسلیمان نے فرمایا سب سے افضل عمل خواہش انیس کی مخالفت کرنا ہے نیز فرمایا ہر چیز کا ایک علم ہے اور علم الخذلان خوف الہی کے باعث رونے کو چھوڑنا ہے اور آپ نے فرمایا ہر چیز کا ایک زنگ ہے اور نور قلب کا زنگ پیٹ کا سیر ہونا ہے اور آپ نے فرمایا کہ اہل مال اور اولاد میں سے جو چیز بھی تجھے خدا سے غافل کر دے وہ منحوس ہے نیز فرمایا ایک شب میں محراب میں دعا کر رہا تھا اور میرے دونوں ہاتھ پھیلے ہوئے تھے کہ ٹھنڈک نے مجھ پر غلبہ پالیا اور میں نے ایک ہاتھ کو سکیڑ لیا اور دوسرا پھیلا کر اس سے دعا کرتا رہا اور مجھے نیند آ گئی کہ ہاتھ نے مجھے آواز دی اے ابوسلیمان جو تکلیف اس ہاتھ کو پہنچی ہے ہم نے اسی قدر اس میں کمی کر دی ہے اور اگر دوسرا ہاتھ بھی ایسے ہوتا تو ہم اس میں بھی کمی کر دیتے آپ نے فرمایا میں نے قسم کھائی کہ خواہ گرمی ہو یا سردی میں دونوں ہاتھ باہر نکال کر دعا کروں گا نیز فرمایا ایک شب میں اپنے سرخ رنگ گھوڑے سے غافل ہو گیا کیا دیکھتا ہوں کہ میں ایک بڑی بڑی آنکھوں والی حور کے پاس ہوں جو مجھے کہہ رہی ہے تو سویا ہوا ہے اور مجھے پانچ سو سال سے تیرے لیے پردوں میں پرورش کیا جا رہا ہے اور احمد بن ابی الحواری نے بیان کیا ہے کہ میں نے ابوسلیمان کو بیان کرتے سنا بلاشبہ جنت میں کچھ نہریں ہیں جن کے کناروں پر خیمے لگے ہیں اور ان میں حوریں بیٹھی ہیں اللہ تعالیٰ حور کو پیدا کرتا ہے اور جب اس کی تخلیق مکمل ہو جاتی ہے تو فرشتے اس پر خیمے لگا دیتے ہیں اور ان میں سے ایک حور کو ایک سنہری کرسی پر جو میل ضرب میل ہوتی ہے بیٹھی ہوتی ہے اور اس کے سرین کرسی کی ایک جانب نکلے ہوئے ہیں اور اہل جنت اپنے محلات سے ان نہروں کے کناروں پر حسب فتناسیر کرنے آتے ہیں پھر ہر شخص ان میں سے ایک کے ساتھ خلوت کرتا ہے۔ ابوسلیمان نے فرمایا اس شخص کا دنیا میں کیا حال ہوگا جو جنت کی ان نہروں کے کناروں پر دو شیرگان کی مہربکارت توڑنا چاہے گا۔

راوی کا بیان ہے میں نے ابوسلیمان کو فرماتے سنا کہ بسا اوقات پانچ پانچ راتوں تک میں سورہ فاتحہ کے بعد ایک آیت پڑھے بغیر ٹھہرا ہا اور اس کے معانی میں غور و فکر کرتا رہا اور بسا اوقات قرآن کی ایک آیت آ جاتی اور عقل جاتی رہتی پس پاک ہے وہ ذات جو دوبارہ عقل کو واپس لے آتی ہے اور میں نے آپ کو فرماتے سنا دنیا اور آخرت کی ہر بھلائی کی جڑ خوف الہی ہے۔ دنیا کی چابی سیر ہو کر کھانا اور آخرت کی چابی بھوک ہے اور ایک روز آپ نے مجھے فرمایا اے احمد تھوڑی بھوک تھوڑی برہنگی تھوڑا فقر اور تھوڑا صبر ہے پھر دنیاوی زندگی کے ایام گزر جائیں گے اور احمد کا بیان ہے کہ ایک روز ابوسلیمان نے نمک کے ساتھ گرم روٹی کی خواہش کی تو اسے آپ کے پاس لایا آپ نے اس سے دانت کے ساتھ ایک ٹکڑا کاٹا پھر اسے پھینک دیا اور رونے لگے اور کہنے لگے اے میرے رب تو نے میری خواہش کو جلد پورا کر دیا اور میری مشقت اور بدبختی کو لبا کر دیا ہے حالانکہ میں تائب ہوں پھر آپ نے وفات تک نمک نہیں چکھا۔

راوی کا بیان ہے کہ میں نے آپ کو بیان کرتے سنا میں ایک لحظہ کے لیے بھی اپنے نفس سے راضی نہیں ہوا اور اگر تمام اہل

زمین مجھے اس طرح گرانے پر اتفاق کر لیں جیسے میں نے اپنے نفس سے گر پڑتا ہوں تو وہ اس کی طاقت نہ پائیں گے اور میں نے آپ کو بیان کرتے سنا ہے کہ جس نے اللہ سے نکل کر رکھا پھر اس سے خوف نہیں رکھا اور اس کی اطاعت نہیں کی وہ اللہ کو دور رہے اور آپ نے فرمایا خوف کو بندے پر امید سے زیادہ غالب ہونا چاہیے اور جب امید خوف پر غالب آ جائے تو دل بگڑ جاتا ہے اور ایک روز آپ نے مجھے فرمایا کیا سبر سے اوپر کوئی مقام ہے؟ میں نے کہا ہاں یعنی رضا تو آپ نے چیخ ماری اور بے ہوش ہو گئے پھر ہوش میں آ کر فرمانے لگے جب صابروں کو حساب کے بغیر اجر ملے گا تو دوسرے مقام کے متعلق تیرا کیا خیال ہے یعنی ان لوگوں کا جن سے وہ راضی ہے اور فرمایا مجھے یہ بات خوش نہیں کرتی کہ دنیا و ما فیہا اول سے آخر تک میرے لیے ہو اور میں اسے نیکی کے راستوں میں خرچ کر دوں اور ایک لحظہ کے لیے اللہ سے غافل ہو جاؤں، آپ نے فرمایا کہ ایک درویش نے دوسرے درویش سے کہا مجھے وصیت کرو اس نے کہا اللہ تجھے وہاں نہ دیکھے جہاں اس نے تجھے روکا ہے اور وہاں سے گم نہ پائے جہاں اس نے تجھے حکم دیا ہے۔ اس نے کہا مجھے کچھ مزید وصیت کرو اس نے کہا میرے پاس مزید کوئی وصیت نہیں اور آپ نے فرمایا جس نے دن میں اچھا کام کیا رات کو اس کی مدافعت کی جائے گی اور جس نے رات کو اچھا کام کیا دن کو اس کی مدافعت کی جائے گی اور جس نے ترک خواہش میں راست بازی کی اللہ اسے اس کے دل سے دور کر دے گا اور اللہ کی شان اس بات سے بہت بلند ہے کہ وہ اس دل کو اس خواہش کی وجہ سے عذاب دے جسے اس کے لیے چھوڑ دیا گیا ہے اور آپ نے فرمایا جب دنیا دل کو سکون دے تو آخرت اس سے کوچ کر جاتی ہے اور جب دل میں آخرت موجود ہو تو دنیا اس سے مزاحمت کرنے آتی ہے اور جب دل میں دنیا موجود ہو تو آخرت اس سے مزاحمت نہیں کرتی کیونکہ دنیا للہیم اور آخرت کریم ہے اور کریم کے لیے للہیم سے مزاحمت کرنا مناسب نہیں۔

اور احمد بن ابی الحواری نے بیان کیا ہے کہ میں نے ایک شب ابوسلیمان کے ہاں گزاری تو میں نے آپ کو بیان کرتے سنا تیرے عزت و جلال کی قسم اگر تو نے مجھ سے میرے گناہوں کا مطالبہ کیا تو میں ضرور تجھ سے تیرے عفو کا مطالبہ کروں گا اور اگر تو نے مجھ سے میرے نکل کا مطالبہ کیا تو میں ضرور تجھ سے تیری سخاوت کا مطالبہ کروں گا اور اگر تو نے مجھے دوزخ کی طرف جانے کا حکم دیا تو میں ضرور دوزخوں کو خبر دوں گا کہ میں تجھ سے محبت کرتا ہوں اور آپ فرمایا کرتے تھے کہ اگر تمام لوگ حق کے بارے میں شک کریں تو میں اکیلا اس میں شک نہیں کروں گا اور آپ فرمایا کرتے تھے اللہ کی مخلوق میں سے ابلیس سے بڑھ کر مجھ پر کوئی بیچ نہیں اور اگر اس نے مجھے اس سے پناہ مانگنے کا حکم نہ دیا ہوتا تو میں اس سے کبھی پناہ نہ مانگتا اور اگر وہ میرے سامنے آئے تو میں اس کے رخسار پر تھپڑ ماروں اور آپ نے فرمایا بلاشبہ جویرانے کے دیواروں میں نقب لگانے نہیں آتا وہ جس جگہ سے چاہے اس میں داخل ہونے کی قدرت رکھتا ہے۔ وہ صرف آباد گھر میں آتا ہے اسی طرح ابلیس بھی ہر آباد دل کی طرف آتا ہے تاکہ اسے اس کے مقام سے اتار دے اور اسے اس کی کرسی چھڑا دے اور اس کی قیمتی چیز اس سے چھین لے اور آپ نے فرمایا جب بندہ مخلص ہو جاتا ہے تو وساوس اور جنابت اس سے دور ہو جاتے ہیں اور آپ نے فرمایا بیس سال ہوئے مجھے احتلام نہیں ہوا اور میں مکہ میں آیا تو مجھ سے عشاء کی نماز باجماعت فوت ہو گئی تو اسی رات مجھے احتلام ہو گیا اور آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں ایسے لوگ بھی ہیں جن کو جنت اور اس کی نعمتیں اس سے غافل نہیں کرتیں پس وہ دنیا میں اس سے کیسے غافل ہو سکتے ہیں۔

اور آپ نے فرمایا دنیا اللہ کے نزدیک مچھر کے پر سے بھی کم حیثیت رکھتی ہے پس اس سے بے رغبتی کرنا کیا ہے بے رغبتی تو بے رغبت اور بڑی بڑی آنکھوں والی نور سے کرنی پڑتی تھی کہ اللہ تعالیٰ تیرے دل میں اپنے سوا کسی کو نہ دیکھے اور حضرت جنید نے فرمایا کہ ابوسلیمان سے کچھ باتیں روایت کی گئی ہیں اور میں انہیں بہت اچھا سمجھتا ہوں۔ آپ کا قول ہے جو اپنے نفس میں مشغول ہوتا ہے وہ لوگوں سے غافل ہوتا ہے اور جو اپنے رب میں مشغول ہوتا ہے وہ اپنے آپ سے اور لوگوں سے غافل ہوتا ہے اور جو اپنے رب میں مشغول ہوتا ہے وہ اپنے آپ سے اور لوگوں سے غافل ہوتا ہے اور جو ضرورت کے مطابق ہو اور آپ نے فرمایا جس نے دنیا سے حلال طلب کیا اور سوال سے بے نیازی اختیار کی اور لوگوں سے بھی بے نیازی اختیار کی تو جس روز اللہ سے ملاقات ہوگی تو وہ اس پر ناراض ہوگا۔

اور اس قسم کی روایت مرفوعاً بھی بیان کی گئی ہے اور آپ نے فرمایا بلاشبہ کچھ لوگوں نے غنا کو مال میں طلب کیا ہے اور اسے جمع کیا ہے اور انہوں نے اپنے خیال میں غلظی کی ہے آگاہ ہو! غنا صرف قناعت میں ہے اور انہوں نے کثرت میں راحت کو طلب کیا ہے حالانکہ راحت صرف قلت میں ہے اور انہوں نے مخلوق سے عزت طلب کی ہے حالانکہ عزت صرف تقویٰ میں ہے اور انہوں نے باریک اور نرم لباس اور اچھے کھانے اور شاندار اور بلند مسکن میں آسائش طلب کی ہے حالانکہ وہ صرف اسلام ایمان عمل صالح پر دے عافیت اور ذکر الہی میں ہے اور آپ نے فرمایا اگر قیام اللیل نہ ہوتا تو میں دنیا میں زندہ رہنا پسند نہ کرتا اور نہ ہی دنیا کو درخت بونے اور نہ ہیریں کھودنے کے لیے پسند کرتا ہوں میں صرف اسے دوپہر کے روزوں اور قیام اللیل کے لیے پسند کرتا ہوں اور آپ نے فرمایا کھلاڑیوں کو اپنے کھیل میں جو لذت حاصل ہوتی ہے اہل اطاعت کو اپنی راتوں میں اس سے کہیں بڑھ کر لذت ہوتی ہے اور آپ نے فرمایا بسا اوقات نصف رات کو خوشی میرا استقبال کرتی ہے اور بسا اوقات میں نے اپنے دل کو ہنستے دیکھا ہے اور آپ نے فرمایا ہے بلاشبہ دل کا شرمہ اوقات ہیں جن میں خوشی سے رقص کرتا ہے اور میں کہتا ہوں کہ اگر اہل جنت اس قسم کے حال میں ہیں تو بہت اچھی زندگی میں ہیں۔

اور احمد بن الحواری نے بیان کیا ہے کہ میں نے ابوسلیمان کو بیان کرتے سنا ہے کہ میں سجدہ ریز تھا کہ نیند مجھے لے گئی کیا دیکھتا ہوں کہ میں ایک حور کے پاس ہوں اور اس نے مجھے اپنے پاؤں سے مارا اور کہنے لگی اے میرے محبوب کیا تیری آنکھیں سوتی ہیں اور بادشاہ بیدار ہے جو تہجد پڑھنے والوں کو ان کے تہجد میں دیکھتا ہے۔ اس آنکھ کا براہو جو نیند کی لذت کو مناجات الہی کی لذت پر ترجیح دے اٹھو فراغت کا وقت قریب آ گیا ہے اور مجھوں نے ایک دوسرے سے ملاقات کی ہے پس یہ نیند کیسی ہے؟ اے میرے محبوب اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک کیا تیری آنکھیں سوتی ہیں حالانکہ فلاں فلاں مدت سے پردوں میں تیرے لیے میری پرورش ہو رہی ہے۔ آپ نے فرمایا میں گھبراٹھا اور مجھے اس کی ڈانٹ سے حیا کی وجہ سے پسینہ آ گیا اور اس کی شرمینی گفتار میرے کانوں اور دل میں موجود ہے اور احمد نے بیان کیا ہے کہ میں ابوسلیمان کے پاس گیا کیا دیکھتا ہوں کہ آپ گریہ کنناں ہیں میں نے پوچھا آپ کو کیا ہوا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ کل شام مجھے خواب میں ڈانٹ پلائی گئی ہے میں نے پوچھا آپ کو کس نے ڈانٹا ہے؟ آپ نے فرمایا میں اپنے محراب میں سویا ہوا تھا کہ اچانک ایک لڑکی میرے پاس آ کھڑی ہوئی جو ساری دنیا سے حسن میں فائق تھی اور

اس کے ہاتھ میں ایک کاغذ تھا اور وہ کبہ رہی تھی اسے شیخ کیا تو سوتا ہے؟ میں نے کہا جس کی آنکھ پر نیند غالب آ جائے وہ سو جاتا ہے وہ کہنے لگی ہرگز نہیں جنت کا طالب نہیں سوتا پھر کہنے لگی کیا تو پڑھ سکتا ہے؟ میں نے کہا ہاں سو میں نے اس کے ہاتھ سے کاغذ لے لیا اس میں لکھا تھا:

لذت کی محبت نے تجھے جنت کے بالا خانوں میں صاحب خیر عورتوں کے ساتھ عمدہ زندگی گزارنے سے غافل کر دیا ہے تو ہمیشہ زندہ رہ اس میں موت نہیں ہے اور جنت میں خوبصورت عورتوں کے ساتھ آسودہ زندگی گزار اور اپنی نیند سے بیدار ہو بلاشبہ قرآن کریم میں تجھ کو نیند سے بہتر قرار دیا گیا ہے۔

اور ابوسلیمان نے بیان کیا ہے کیا تم میں سے کوئی تین درہم کی عبا پہن کر شرم محسوس نہیں کرتا حالانکہ اس کے دل میں پانچ درہم کی خواہش ہوتی ہے؟ نیز آپ نے فرمایا کسی کے لیے جائز نہیں کہ وہ لوگوں کے سامنے درویشی ظاہر کرے اور اس کے دل میں خواہشات ہوں اور جب اس کے دل میں کوئی خواہش باقی نہ رہے تو اس کے لیے عبا پہن کر لوگوں کے سامنے درویشی کا اظہار کرنا ناجائز ہے بلاشبہ درویشوں کی ایک نشانی عبا بھی ہے اور اگر وہ سفید کپڑے پہن کر لوگوں کی نظروں سے اپنے آپ کو اور اپنی درویشی کو چھپائے تو یہ عبا کے پہننے کی نسبت اس کی درویشی کے لیے زیادہ سلامتی کا باعث ہے اور آپ نے فرمایا میں جب صوفی کو اون پہننے میں سجاوٹ کرتے دیکھتا ہوں تو وہ صوفی نہیں اور اس امت کے بہترین آدمی سوتی کپڑا پہننے والے ہیں یعنی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور آپ کے اصحاب اور دیگر لوگوں نے بیان کیا ہے کہ جب تو فقیر کی چمک اس کے لباس میں دیکھتے تو اس کی کامیابی سے ہاتھ دھولے۔

اور ابوسلیمان نے بیان کیا ہے بھائی وہ ہے جو اپنی گفتگو سے قبل اپنے دیدار سے تجھے نصیحت کرے اور میں اپنے عراقی اصحاب میں سے ایک بھائی کی طرف دیکھا کرتا ہوں اور ایک ماہ تک اس کے دیدار سے فائدہ اٹھاتا ہوں اور ابوسلیمان نے بیان کیا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اے میرے بندے جب تک تو مجھ سے حیا کرتا رہے گا میں لوگوں کو تیرے عیوب بھلا دوں گا اور میں خطہ ہائے ارض کو بھی تیرے گناہ بھلا دوں گا اور اصل تحریر سے تیری لغزشوں کو مٹا دوں گا اور قیامت کے روز میں حساب کی تفصیل تجھ سے سختی سے نہیں لوں گا اور احمد نے بیان کیا ہے میں نے ابوسلیمان سے صبر کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا خدا کی قسم تو اس بات کے بارے میں بھی اس پر قدرت نہیں رکھتا جسے تو پسند کرتا ہے پس تو اس بات میں کیسے اس پر قدرت رکھ سکتا ہے جسے تو ناپسند کرتا ہے؟ اور احمد نے بیان کیا ہے کہ ایک روز میں نے آپ کے پاس آ کر بھری تو آپ نے فرمایا بلاشبہ قیامت کے روز اس کے متعلق تجھ سے پوچھا جائے گا اور اگر یہ کسی گزشتہ گناہ پر تو نے آہ بھری ہے تو تیرے لیے مبارک ہے اور اگر یہ دنیا کے کھوجانے یا کسی خواہش پر بھری ہے تو تیرے لیے ہلاکت ہے اور آپ نے فرمایا جو بچنے سے پہلے راستے سے ہی لوٹ آئے وہ لوٹ آئے اور اگر اللہ کے پاس پہنچ جائے تو واپس نہ لوٹے اور آپ نے فرمایا جس نے بھی اللہ کی نافرمانی کی ہے اس نے اس وجہ سے کی ہے کہ وہ لوگ اللہ کے نزدیک حقیر ہیں اور اگر وہ اسے عزیز ہوتے تو وہ انہیں گناہوں سے روک دیتا اور ان کے گناہوں کے درمیان حائل ہو جاتا اور آپ نے فرمایا قیامت کے روز خدائے رحمان کے ہم نشین وہ لوگ ہوں گے جن میں اللہ تعالیٰ نے سخاوت، حلم، علم، حکمت، رافت، رحمت، فضل، درگزر، احسان، نیکی، عفو اور مہربانی کی عادات پیدا کی ہیں۔

اور ابو عبد الرحمن نے کتاب محسن المشائخ میں بیان کیا ہے کہ ابو سلیمان الدرانی کو دمشق سے نکال دیا گیا اور لوگ کہنے لگے وہ فرشتوں کو دیکھتا ہے اور وہ اس سے گفتگو کرتے ہیں پس آپ ایک سرحد کی طرف چلے گئے اور تمام کے ایک شخص نے خواب میں دیکھا کہ اگر ابو سلیمان ان کی طرف آئیں تو یہ ہلاک ہو جائیں گے۔ سو وہ آپ کی تلاش میں نکل گئے اور آپ سے فارش کی اور آپ کے سامنے جزوا عسار کیا حتیٰ کہ وہ آپ کو واپس لے آئے۔

اور لوگوں نے آپ کی وفات کے بارے میں اختلاف کیا ہے اور اس بارے میں کئی اقوال پائے جاتے ہیں ایک قول یہ ہے کہ آپ نے ۲۰۴ھ میں وفات پائی، دوسرا قول یہ ہے کہ آپ نے ۲۰۵ھ میں وفات پائی ہے تیسرا قول یہ ہے کہ آپ نے ۲۱۵ھ میں وفات پائی ہے اور چوتھا قول یہ ہے کہ آپ نے ۲۳۵ھ میں وفات پائی ہے۔ واللہ اعلم۔

اور جس روز ابو سلیمان نے وفات پائی مروان طاہری نے کہا آپ کی وفات سے سب مسلمانوں کو تکلیف پہنچی ہے میں کہتا ہوں آپ کو دار یا بستی میں قبلہ کی جانب دفن کیا گیا ہے اور وہاں پر آپ کی قبر مشہور و معروف ہے اور اس پر ایک عمارت بھی تعمیر کی گئی ہے اور اس کے سامنے ایک مسجد ہے جسے امیر ناصض الدین عمر نہروانی نے تعمیر کیا ہے اور اس نے اس کے پاس قیام کرنے والوں کے لیے ایک وقف بنایا ہے جس سے ان کو غلہ ملتا ہے اور ہمارے اس زمانے میں آپ کے مزار کو از سر نو بنایا گیا ہے اور میں نے ابن عساکر کو کھینچا آپ کے دفن کی جگہ کے متعلق معترض ہوتے نہیں دیکھا اور یہ آپ کی ایک عجیب بات ہے اور ابن عساکر نے بحوالہ احمد بن ابی الحواری بیان کیا ہے کہ میری خواہش تھی کہ میں ابو سلیمان کو خواب میں دیکھوں تو میں نے ایک سال کے بعد آپ کو دیکھا اور میں نے آپ سے پوچھا اے استاذ اللہ تعالیٰ نے آپ سے کیا سلوک کیا ہے؟ آپ نے فرمایا اے احمد میں ایک دفعہ باب الصغیر سے داخل ہوا تو میں نے شیخ^۱ کا ایک گٹھا دیکھا اور میں نے اس سے کچھ لکڑیاں لے لیں اور مجھے معلوم نہیں کہ میں نے اسے خراب کیا یا اسے پھینک دیا اور میں ابھی تک اس کا حساب چکارا ہوں اور آپ کے بیٹے سلیمان نے آپ سے تقریباً دو سال بعد وفات پائی رحمہما اللہ تعالیٰ۔

۲۰۶ھ

اس سال مامون نے داؤد بن ماجور کو بلاد بصرہ اور دجلہ یمامہ اور بحرین کے صوبوں کا امیر مقرر کیا اور اسے زط قوم کے ساتھ جنگ کرنے کا حکم دیا اور اس سال بہت سیلاب آیا جس نے مضافات کے علاقوں کو غرق کر دیا اور بہت سے لوگوں کو ہلاک کر دیا اور اس سال مامون نے عبد اللہ بن طاہر بن حسین کورقہ کے علاقے کا امیر مقرر کیا اور اسے نصر بن شبث کے ساتھ جنگ کرنے کا حکم دیا اور عبید اللہ کورقہ کا امیر اس لیے بنایا گیا کہ اس کا امیر یحییٰ بن معاذ فوت ہو گیا اور اس نے اپنی جگہ اپنے بیٹے احمد کو جانشین مقرر کیا مگر مامون نے اسے چلے نہ دیا اور عبد اللہ بن طاہر کو اس کی بہادری اور تجربہ کاری کی وجہ سے اس کا نائب مقرر کیا اور اس نے اسے نصر بن شبث کے ساتھ جنگ کرنے پر آمادہ کیا اور اس کے باپ نے خراسان سے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے اور کتاب و سنت کی اتباع کرنے کا خط لکھا اور ابن جریر نے اسے پوری طوالت کے ساتھ بیان کیا ہے اور لوگوں نے باری

① شیخ ایک قسم کی گھاس ہے۔ مترجم۔

باری اس خط کو لیا اور اسے اچھا سمجھا اور آپس میں اسے ایک دوسرے کو تحفہ دیا حتیٰ کہ مامون کو اس کی اطلاع ملی تو اس کے حکم سے اسے اس کے سامنے پڑھا تو اس نے اسے بہت عمدہ خیال کیا اور حکم دیا کہ اس کے نسخے تیار کر کے صوبوں میں دیکر عمال کو بھیجیے جائیں اور حرمین کے نائب عبید اللہ بن حسن نے لوگوں کو حج کروایا۔

اور اس سال کتاب المبتداء کے مؤلف اسحاق بن بشر الکلبی ابو حفصہ حجاج بن محمد الاعور کتاب العقول کے مصنف داؤد بن الجحیر سہاب بن سوار (شباب) محاضر بن المورڈ المثلث فی اللغۃ کے مؤلف قطرب و ہب بن جریر اور امام احمد کے شیخ ہارون بن یزید نے وفات پائی۔

۲۰۷ھ

اس سال عبدالرحمن بن احمد بن عبداللہ بن محمد بن عمر بن علی بن ابی طالب نے یمن میں عک کے علاقے میں آل محمد کی رضا کی طرف دعوت دیتے ہوئے خروج کیا اور یہ خروج اس وقت ہوا جب عمال کی سیرت خراب ہو گئی اور انہوں نے رعایا پر ظلم کئے اور جب اس نے ظہور کیا تو لوگوں نے اس کی بیعت کر لی۔ مامون نے اس کے مقابلے میں دینار بن عبداللہ کو ایک بہت بڑی فوج کے ساتھ بھیجا اور اس کے پاس عبدالرحمن کے لیے اگر وہ سب و اطاعت اختیار کرے پروانہ امان بھی تھا پس وہ حج کے اجتماع میں شامل ہوئے پھر یمن کی طرف روانہ ہو گئے اور انہوں نے عبدالرحمن کی طرف پروانہ امان بھیجا تو اس نے سب و اطاعت اختیار کر لی اور اس نے آ کر اپنا ہاتھ دینار کے ہاتھ پر رکھ دیا اور وہ اسے بغداد لے گئے اور اس نے بغداد میں سیاہ لباس پہنا۔

اور اس سال پورے عراق و خراسان کے نائب طاہر بن حسین بن مصعب نے وفات پائی، وہ عشاء کی نماز پڑھنے کے بعد اپنے بستر پر مردہ پایا گیا اور بستر میں لپٹ گیا اس کے اہل نے نماز فجر کے لیے اس کے خروج میں دیر محسوس کی تو اس کا بھائی اور چچا اس کے پاس گئے تو انہوں نے اسے مردہ پایا اور جب مامون کو اس کی موت کی اطلاع ملی تو اس نے کہا دونوں ہاتھوں اور منہ کی مدد ہو اس خدا کا شکر ہے جس نے اسے مقدم اور ہمیں مؤخر کیا ہے اور اس نے یہ بات اس وجہ سے کہی کہ اسے اطلاع ملی کہ ایک روز طاہر نے تقریر کی اور منبر کے اوپر مامون کے لیے دعائیں کی اس کے باوجود اس نے اس کی جگہ اس کے بیٹے عبداللہ کو امیر مقرر کیا اور اسے اس کے باپ سے بھی زیادہ علاقے کا امیر بنا دیا اور مزید اسے شام اور جزیرہ کی نیابت بھی دی، پس اس نے خراسان پر اپنے بھائی طلحہ بن طاہر کو سات سال نائب مقرر کئے رکھا پھر طلحہ فوت ہو گیا تو عبداللہ ان تمام علاقوں میں با اختیار ہو گیا اور بغداد پر اس کا نائب اسحاق بن ابراہیم تھا اور طاہر بن حسین وہ تھا جس نے امین کے ہاتھ سے بغداد اور عراق کو چھین کر اسے قتل کر دیا اور ایک روز طاہر مامون کے پاس آیا اور اس سے اپنی حاجت کا سوال کیا تو اس نے اسے پورا کر دیا۔

پھر مامون نے اس کی طرف دیکھا تو اس کی آنکھیں ڈبڈبائیں اور طاہر نے اس سے پوچھا یا امیر المؤمنین آپ کیوں روتے ہیں؟ مگر اس نے اسے نہ بتایا اور طاہر نے حسین خادم کو دو سو درہم دیئے کہ وہ معلوم کرے کہ امیر المؤمنین کس وجہ سے روئے ہیں۔ مامون نے اسے بتا دیا اور اسے کہا یہ بات کسی کو نہ بتانا ورنہ میں تجھے قتل کر دوں گا، میرے بھائی کو اس کا قتل کرنا اور طاہر کے

ہاتھوں جو اسے ذلت پہنچی ہے مجھے اس کی یاد آئی ہے اور قسم بخدا تو مجھ سے نہ بچ سکے گا اور جب طاہر کو اس بات کا یقین ہو گیا تو اس نے مامون کے سامنے سے چلے جانے کا اہتمام کیا اور وہ مسلسل اسی حالت میں رہا حتیٰ کہ اس نے اسے خراسان کا امیر بنا دیا اور اپنے خدام میں سے ایک خادم اسے دیا اور مامون نے خاتم کو تعظیم دیا کہ اگر وہ اس سے کوئی شک واپائی بات دیکھے تو اسے زہر دے دے اور اس نے اسے وہ زہر بھی دیا جو برداشت ہی نہیں کیا جاسکتا پس جب طاہر نے تقریر کی اور مامون کے لیے اعانہ کی تو خاتم نے اسے ساق میں زہر دے دیا اور وہ اسی شب کوفت ہو گیا اور اس طاہر کو ذوالسینین بھی کہا جاتا ہے اور یہ ایک چشم تھا اس کے متعلق عمرو بن نباتہ نے کہا ہے: -

اے ذوالسینین اور ایک چشم جس کی ایک آنکھ کم ہے اور دایاں بازو زائد ہے۔

اور اس کے قول ذوالسینین کے مفہوم کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے کہتے ہیں کہ اس نے ایک شخص کو اپنے بائیں ہاتھ سے تلوار ماری تو اسے دو نصف حصوں میں چیر دیا اور بعض کا قول ہے کہ اے عراق و خراسان کا امیر بنایا گیا تھا اس لیے اسے ذوالسینین کہتے ہیں اور وہ قابل تعریف تھی تھا جو شعراء کو پسند کرتا تھا اور انہیں بہت مال دیتا تھا۔ ایک روز وہ فارس شپ میں سوار ہوا تو اس کے متعلق ایک شاعر نے کہا: -

میں ابن حسین کی فارس شپ پر حیران ہوں یہ غرق نہیں ہوتی اور یہ کیسے غرق نہیں ہوتی، ایک سمندر اس کے اوپر ہے اور ایک سمندر نے اسے نیچے بند کیا ہوا ہے اور اس سے عجیب تر اس فارس شپ کی کڑیاں ہیں جنہیں اس نے چھوا ہے وہ کیسے سبز نہیں ہوتیں۔

پس اس نے اسے تین ہزار دینار انعام دیا اور کہا اگر تو ہمیں زیادہ اشعار سناتا تو ہم تجھے زیادہ مال دیتے، ابن خلکان نے بیان کیا ہے کہ ایک شاعر نے ایک امیر کے بارے میں جب کہ وہ سمندر میں سفر کر رہا تھا خوب کہا ہے: -

جب وہ سمندر سوار ہوا تو میں نے اللہ کے حضور عاجزی سے دعا کی اے اپنی مہربانی سے ہواؤں کے چلانے والے تو نے اس کے ہاتھ میں سخاوت کو اس کی موجوں کی مانند بنا با ہے اسے محفوظ رکھ اور اس کی موجوں کو اس کے ہاتھ کی طرح بنا دے۔

طاہر بن حسین نے ۲۵ جمادی الآخرة ۲۰ھ کو ہفتہ کے روز وفات پائی اور اس کی پیدائش ۱۵ھ کو ہوئی اور مامون کے حکم سے قاضی یحییٰ بن اکثم اس کے بیٹے عبداللہ کے پاس اس کے باپ کی تعزیت کرنے اور اسے ان علاقوں کی امارت کی مبارکباد دینے رقعہ آیا اور اس سال بغداد اور کوفہ اور بصرہ میں زرخ گراں ہو گئے حتیٰ کہ گندم کے ایک قفیز کا بھاء چالیس درہم تک پہنچ گیا اور اس سال مامون کے بھائی ابوعلی بن الرشید نے لوگوں کو حج کروایا۔

اور اس سال بشر بن عمر الزہرانی، جعفر بن عون، عبدالصمد بن عبدالوارث، قراد بن نوح، کثیر بن ہشام، محمد بن کناسہ، محمد بن عمرو و اقدی قاضی بغداد اور مؤلف سپر (مغازی) ابوالضر ہاشم بن القاسم اور صاحب التصانیف الہشیم بن عدی نے وفات پائی۔

یحییٰ بن زبیر اور ابن عبد اللہ بن منصور:

ابو ذکریا کو فی زمیل بغدادی سعد کا غلام جو الفراء کے نام سے مشہور ہیں اور نحو یوں لغویوں اور قاریوں کے امام ہیں اور آپ کو علم نحو میں امیر المؤمنین کہا جاتا ہے آپ نے عن حازم بن حسن بصری عن مالک بن دینار عن انس بن مالک حدیث کو روایت کیا ہے آپ نے فرمایا:

رسول اللہ ﷺ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مالک یوم الدین کے ساتھ پڑھا ہے۔
اسے خطیب نے روایت کیا ہے اور فرمایا ہے آپ ثقہ امام تھے بیان کیا جاتا ہے کہ مامون نے آپ کو علم نحو میں کتاب تصنیف کرنے کا حکم دیا تو آپ نے اسے لکھا اور لوگوں نے آپ سے اسے لکھا۔ اور مامون نے آپ کی کتب کو خزانہ میں رکھنے کا حکم دیا آپ اس کے دونوں بیٹوں کے مؤدب تھے جو اس کے بعد ولی عہد ہوئے ایک روز آپ کھڑے ہوئے تو دونوں نے آپ کے آگے جوتے رکھنے کے لیے ایک دوسرے سے سبقت کی اور دونوں اس بارے میں جھگڑ پڑے پھر اس بات پر دونوں کی صلح ہوئی کہ دونوں ایک ایک جوتا آگے رکھیں اور ان کے باپ دونوں کو بیس ہزار دینار دیئے اور الفراء کو دس ہزار درہم دیئے اور اس نے آپ سے کہا جب امیر المؤمنین کے دونوں بیٹے جو اس کے بعد ولی عہد ہیں آپ کے آگے جوتے رکھیں تو آپ سے زیادہ معزز کوئی نہیں ہوگا۔

روایت ہے کہ بشر المریسی یا محمد بن حسن نے الفراء سے اس شخص کے بارے میں جو سہو کے دونوں سجدوں میں بھول جائے پوچھا تو آپ نے فرمایا اس پر کچھ واجب نہیں اس نے پوچھا کیوں؟ آپ نے فرمایا اس لیے کہ ہمارے اصحاب نے فرمایا ہے کہ چھوٹے کو چھوٹا نہیں کیا جاسکتا اس نے کہا میرے خیال میں کوئی عورت آپ کی مانند بچہ نہیں بنے گی اور مشہور یہ ہے کہ امام محمد بن حسن نے آپ سے یہ مسئلہ پوچھا تھا اور آپ الفراء کی خالہ کے بیٹے تھے اور ابو بکر بن محمد بن یحییٰ الصولی نے بیان کیا ہے کہ الفراء نے ۲۰۸ھ میں وفات پائی ہے، خطیب نے بیان کیا ہے کہ آپ کی وفات بغداد میں ہوئی ہے اور بعض نے مکہ کے راستے میں آپ کا وفات پانا بیان کیا ہے اور لوگوں نے اپنی تصانیف میں آپ کی تعریف کی ہے۔

۲۰۸ھ

اس سال حسن بن حسین بن مصعب جو طاہر کا بھائی تھا خراسان سے بھاگ کر کرمان چلا گیا اور وہاں اس نے نافرمانی شروع کر دی اور احمد بن ابی خالد نے اس کے مقابلہ میں جا کر اس کا محاصرہ کر لیا حتیٰ کہ وہ مغلوب ہو کر اتر اور وہ اسے مامون کے پاس لے گیا تو اس نے اسے معاف کر دیا اور اس نے اس کی اس بات کو اچھا سمجھا اور اس سال محمد بن ساعد نے قضاء سے استعفیٰ دے دیا اور مامون نے اس کے استعفیٰ کو منظور کر لیا اور اس کی جگہ اسماعیل بن حماد بن ابی حنیفہ کو قاضی مقرر کر دیا اور اس سال مامون نے محمد بن عبد الرحمن مخزومی کو مہدی کی فوج میں ماہ محرم میں قاضی مقرر کیا پھر جلد ہی اسے معزول کر دیا اور اس کی جگہ بشر بن سعید بن ولید کندی کو اس سال کے ماہ ربیع الاول میں قاضی مقرر کیا اور اس بارے میں مخزومی نے کہا:

انے بادشاہ جو اپنے رب کو واحد قرار دیتا ہے تیرا قاضی بشر بن ولید گدھا ہے اور وہ اس شہادت کو جو کتاب و سنت کے مطابق ہو کر رد کر دیتا ہے اور جو وہ کہتا ہے اس کو عدل شمار کرتا ہے کیونکہ وہ بوڑھا ہے جس کے علم کا اطراف نے احاطہ کیا ہوا ہے۔

اور اس سال مامون کے حکم سے صالح بن ہارون الرشید نے لوگوں کو حج کروایا۔

اور اس سال اعیان میں سے اسود بن عامر، سعید بن عامر، شیخ الحدیث عبداللہ بن بکر، فضل بن ربیع، حاجب، محمد بن مصعب، موسیٰ بن محمد امین جسے اس نے اپنے بعد ولی عہد بنایا تھا اور اسے ناطق کا لقب دیا تھا مگر اس کی بات پوری نہ ہوئی حتیٰ کہ اس کا باپ قتل ہو گیا اور جو کچھ ہوا وہ پہلے بیان ہو چکا ہے، یحییٰ بن ابی بکر، یحییٰ بن حسان، یعقوب بن ابراہیم زہری اور یونس بن محمد مودب نے وفات پائی۔

سیدہ نفیسہ کی وفات:

نفیسہ بنت ابی محمد بن الحسن بن زید بن الحسن بن علی بن ابی طالب، قرشیہ ہاشمیہ، آپ کا باپ مدینہ نبویہ پر پانچ سال منصور کا نائب رہا پھر منصور نے ناراض ہو کر اسے معزول کر دیا اور اس کی تمام ملکات اور جمع شدہ مال کو چھین لیا اور اسے بغداد میں قید خانے میں ڈال دیا اور وہ مسلسل قید میں رہا حتیٰ کہ منصور کی وفات ہو گئی اور مہدی نے اسے رہا کر دیا اور جو کچھ اس نے اس سے لیا تھا اسے دے دیا اور وہ ۶۸ھ میں اس کے ساتھ حج کو گیا اور جب وہ حاجر مقام پر پہنچا تو ۸۵ سال کی عمر میں فوت ہو گیا اور نسائی نے اس کی حدیث کو عکرمہ سے بحوالہ ابن عباس روایت کیا ہے کہ:

”رسول اللہ ﷺ نے حالت احرام میں پچھنے لگوائے“۔

ابن معین اور ابن عدی نے اسے ضعیف قرار دیا ہے اور ابن حبان نے اسے ثقہ قرار دیا ہے اور زہیر بن بکار نے اس کا ذکر کے اس کی تیز فہمی اور سرداری کا ذکر کیا ہے۔

حاصل کلام یہ کہ اس کی بیٹی نفیسہ اپنے خاوند المؤمن اسحاق بن جعفر کے ساتھ ديار مصر میں آئی اور وہیں اس نے اقامت اختیار کر لی اور وہ بہت مال دار تھی اور اس نے لوگوں سے اور جزامیوں، لٹیروں، مریضوں اور عوام الناس سے حسن سلوک کیا اور وہ عابدہ زاہدہ اور بہت نیک کام کرنے والی تھی اور جب حضرت امام شافعیؒ مصر آئے تو اس نے آپ سے حسن سلوک کیا اور بسا اوقات آپ نے اسے ماہ رمضان میں نماز بھی پڑھائی اور جب آپ نے وفات پائی تو اس کے حکم سے آپ کا جنازہ اس کے گھر لے جایا گیا اور اس نے آپ کی نماز جنازہ پڑھی اور جب اس نے وفات پائی تو اس کے خاوند اسحاق بن جعفر نے اسے مدینہ لے جانے کا ارادہ کیا تو اہل مصر نے اسے اس بات سے روکا اور اس سے مطالبہ کیا کہ وہ اسے ان کے ہاں دفن کرے، پس اسے اسی مکان میں دفن کر دیا گیا اور جس محلہ میں وہ سکونت پذیر تھی جو قدیم زمانے سے مصر اور قاہرہ کے درمیان درب السباع کے نام سے مشہور تھا اور اس کی وفات ابن خلکان کے بیان کے مطابق اس سال کے ماہ رمضان میں ہوئی۔

راوی کا بیان ہے کہ اہل مصر کو آپ پر بڑا اعتقاد تھا میں کہتا ہوں عوام کو اب تک اس کے اور دوسرے لوگوں کے بارے میں

بہت اعتقاد ہے۔ خصوصاً مصری عوام اس کے بارے میں ایسی بے تکلی اور نازیبا باتیں کرتے ہیں جو فخر و متکبر تک لے جاتی ہیں اور ایسے الفاظ بولتے ہیں جن کے متعلق انہیں معلوم ہونا چاہیے کہ وہ جائز نہیں ہیں اور بہا اوقات جنس نے ان الفاظ و امام زین العابدین کی طرف منسوب کیا ہے۔ انکا نظیر ان کی اماموں سے نہیں ہے مناسب یہی ہے کہ اس کے بارے میں وہی اعتقاد رکھا جائے جو اس قسمی نیک مستورات لے بارے میں رکھا جاتا ہے اور بت پرستی کی اصل قبور اور اسباب قبور لے بارے میں غلو کرنا ہی ہے اور حضرت نبی کریم ﷺ نے قبور کو برابر کرنے اور منانے کا حکم دیا ہے اور بشر کے بارے میں غلو کرنا حرام ہے اور جو شخص یہ خیال کرتا ہے کہ وہ صلیب سے چھرا لیتی ہے یا مشیت الہی کے بغیر نفع و ضرر دیتی ہے وہ مشرک ہے اللہ نسیہ پر رحم کرے۔

فضل بن ربیع:

ابن یونس بن محمد بن عبداللہ بن ابی فروة کیسان مولیٰ عثمان بن عفان یہ فضل رشید کے ہاں بڑا مرتبہ رکھتا تھا اور بڑا مکہ کی حکومت کا زوال بھی اس کے ہاتھوں ہوا اور یہ ایک مرتبہ رشید کا وزیر بھی رہا اور یہ بڑا مکہ سے بڑا تشبہ رکھتا تھا اور وہ بھی اس سے تشبہ رکھتے تھے اور وہ مسلسل ان کے بارے میں مقدور بھر کوشش کرتا رہا حتیٰ کہ وہ ہلاک ہو گئے جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے اور ابن خلکان نے بیان کیا ہے کہ یہ فضل ایک روز یحییٰ بن خالد کے پاس آیا اور اس کا بیٹا جعفر اس کے سامنے پڑا تھا اور فضل کے پاس دس کہانیاں تھیں جن میں سے اس نے اس کے حق میں ایک کا بھی فیصلہ نہ کیا تھا۔ فضل نے ان سب کہانیوں کو جمع کر کے کہنا کا کام و ذلیل ہو کر واپس چلی جاؤ پھر اٹھ کر کہنے لگا:۔

ہو سکتا ہے کہ حالات کے بدل جانے سے زبان اپنی لگام کو موڑ لے اور زمانہ لغزش کھانے والا اور ضروریات پوری

ہو جائیں اور درد دل کو شفا حاصل ہو اور واقعات کے بعد کئی واقعات نمودار ہوں۔

وزیر یحییٰ بن خالد نے اسے سنا تو اسے کہنے لگا میں تجھے قسم دیتا ہوں کہ تم واپس نہ جانا پھر اس نے اس سے کہانیاں لے لیں اور ان پر گر پڑا پھر وہ مسلسل ان کے پیچھے گڑھے کھودتا رہا حتیٰ کہ ان پر قابو پا گیا اور ان کے بعد وزیر بن گیا اور اس بارے میں ابو نواس کہتا ہے:۔

زمانے نے آل برمک کا لحاظ نہیں کیا اور ان کی حکومت پر ایک فتنج امر کی تہمت لگائی بلاشبہ زمانے نے یحییٰ کے عہد و بیان کا بھی لحاظ نہیں کیا اور وہ آل ربیع کے عہد و بیان کا بھی لحاظ کرنے والا نہیں۔

پھر رشید کے بعد وہ اس کے بیٹے امین کا بھی وزیر بنا اور جب مامون بغداد آیا تو یہ روپوش ہو گیا تو مامون نے اسے پروانہ امان بھیجا تو یہ مدت تک روپوش رہنے کے بعد مامون کے پاس آیا تو اس نے اسے امان دی پھر یہ مسلسل گمنام رہا حتیٰ کہ اس سال فوت ہو گیا اور اس کی عمر ۶۸ سال تھی۔



۲۰۹ھ

اس سال عبداللہ بن طاہر نے نصر بن حبیث سے پانچ سال جنگ کرنے کے بعد اس کا محاصرہ کر لیا اور اس پر بہت سختی کر دی حتیٰ کہ اس نے مجبور ہو کر اس سے امان طلب کی تو ابن طاہر نے مامون کو خط لکھ کر یہ بات بتائی تو اس نے اسے پیغام بھیجا کہ وہ اسے امیر المؤمنین کی طرف سے امان دے دے سو اس نے اسے پروانہ امان لکھ دیا تو وہ نیچے اتر آیا اور عبداللہ نے اس شہر کو جس میں وہ قلعہ بند تھا، ویران و برباد کرنے کا حکم دے دیا اور اس کے شر کا خاتمہ ہو گیا اور اس سال بابک خرمی کے ساتھ جنگیں ہوئیں، بابک نے اسلام کے ایک امیر اور فوج کے ایک ہر اول کو قیدی بنا لیا اور یہ بات مسلمانوں کو سخت ناگوار گزری اور اس سال والی مکہ صالح بن عباس بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس نے لوگوں کو حج کروایا اور اس سال شاہ روم میخائل بن نفقور (گرگس) نے وفات پائی اور وہ نو سال ان کا بادشاہ رہا اور انہوں نے اس کی بیٹی توفیل بن میخائل کو اپنا بادشاہ بنا لیا۔

اس سال مشائخ حدیث میں سے حسن بن موسیٰ اشیب، ابوعلیٰ حنفی، حفص بن عبداللہ قاضی نیشاپور، عثمان بن عمر بن فارس اور یعلیٰ بن عبیدطافس نے وفات پائی۔

۲۱۰ھ

اور اس سال کے صفر میں نصر بن حبیث بغداد آیا جسے عبداللہ بن طاہر نے بھیجا تھا اور فوج کے کسی سپاہی نے اس کا استقبال نہ کیا بلکہ وہ اکیلا ہی بغداد میں آیا اور اسے ابو جعفر کے شہر میں اتارا گیا پھر اسے کسی دوسری جگہ منتقل کر دیا گیا اور اس ماہ میں مامون نے اکابر کی ایک جماعت پر فتح پائی جنہوں نے ابراہیم بن مہدی کی بیعت کی تھی، پس اس نے انہیں سزادی اور انہیں زمین دوز قید خانے میں بند کر دیا اور جب ۱۳ ربیع الآخر کو اتوار کی رات آئی تو ابراہیم بن مہدی جو چھ سال کچھ ماہ سے روپوش تھا اور عورت کے لباس میں نقاب اوڑھے ہوئے تھا اور اس کے ساتھ دو عورتیں بھی تھیں رات کے وقت بغداد کی ایک گلی سے گزرا تو محافظ نے اٹھ کر کہا اس وقت کہاں جانا ہے؟ اور کہاں سے آئے ہو؟ پھر اس نے انہیں پکڑنے کا ارادہ کیا تو ابراہیم نے اپنے ہاتھ کی یا قوت کی انگشتی اسے دے دی اور جب اس نے اسے دیکھا تو اسے شک پڑ گیا اور کہنے لگا یہ انگشتی کسی عظیم الشان شخص کی ہے اور وہ انہیں ناظم شپ کے پاس لے گیا اور اس نے انہیں حکم دیا کہ وہ اپنے چہروں سے نقاب ہٹائیں تو ابراہیم نے ایسا نہ کیا تو انہوں نے اس کے چہرے سے پردہ ہٹا دیا تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ تو وہی ہے سو اس نے اسے پہچان لیا اور اسے پل کے افسر کے پاس لے جا کر اسے اس کے سپرد کر دیا اور دوسرا اسے مامون کے دروازے پر لے گیا اور اس نے دار الخلافہ میں صبح کی اور نقاب اس کے سر پر اور چادر اس کے سینے پر تھی تاکہ لوگ اسے دیکھ لیں اور یہ بھی معلوم کر لیں کہ اسے کیسے گرفتار کیا گیا ہے، مامون نے مدت تک اس کی حفاظت و نگرانی کا حکم دینے رکھا پھر اسے رہا کر دیا اور اس سے راضی ہو گیا اور جن لوگوں کو اس نے اس کی وجہ سے قید کیا تھا ان کی ایک جماعت کو اس نے صلیب دے دیا کیونکہ انہوں نے قید خانے کے منتظمین کو قتل کرنے کا ارادہ کیا تھا پس ان میں سے چار

اشخاص کو صلیب دیا گیا۔

مؤرخین نے بیان کیا ہے جب ابراہیم مامون نے سامنے کھڑا ہوا تو اس نے اس کی حرکات پر اسے زبرد تو بخ کی تو اس کے چچا ابراہیم کو بہانہ اس آیا اور وہ کہنے لگا یا امیر المؤمنین اگر آپ سزا میں تو یہ آپ کا حق ہے اور اگر آپ معاف کریں تو یہ آپ کی مہربانی سے اس نے کہا اے ابراہیم میں معاف کرتا ہوں طاقت غصے کو ٹھکانا جاتی ہے اور ندامت تو یہ ہوتی ہے اور ان دونوں کے درمیان اللہ کا غنہ ہے اور وہ تیرے مطالبے سے بہت بڑا ہے ابراہیم نے اللہ اکبر کہا اور اللہ کے حضور سجدہ شکر بجالایا۔

اور ابراہیم بن مہدی نے اپنے ایک قصیدے میں مامون کی از حد تعریف کی اور جب مامون نے اس قصیدے کو سنا تو کہنے لگا میں وہی کہتا ہوں جو یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں سے کہا تھا کہ:

”آج تمہیں کوئی سرزنش نہ ہوگی اور اللہ تمہیں بخش دے گا اور وہ الرحم الراحمین ہے۔“

اور ابن عساکر نے بیان کیا ہے کہ جب مامون نے اپنے چچا ابراہیم کو معاف کیا تو اسے حکم دیا کہ وہ اسے کچھ گا کر سنائے اس نے کہا میں نے گانا چھوڑ دیا ہوا ہے اس نے اسے حکم دیا تو اس نے سارنگی اپنی گود میں رکھی اور کہنے لگا:

یہ خوشی کا مقام ہے اس کے گھر اور جو یلیاں دیران ہو چکی ہیں اور اس کے دشمنوں نے اس کے خلاف جھوٹی چغلیاں کی ہیں اور امیر نے اسے سزا دی ہے۔

پھر اس نے دوبارہ فرمائش کی تو اس نے کہا:

میں دنیا کو خیر باد کہہ چکا ہوں اور وہ مجھے چھوڑ چکی ہے زمانے نے مجھے اس سے لپیٹ دیا ہے اور وہ مجھ سے منہ پھیر گئی ہے اگر میں اپنے پرگریہ کروں تو میں ایک عزت دار نفس پر رُوں گا اور اگر میں اسے حقیر سمجھوں تو میں کینے کی وجہ سے اسے حقیر سمجھوں گا اگرچہ میں اس کی نظر میں بدکار ہوں مگر میں اپنے رب پر یقیناً حسن ظن رکھتا ہوں میں نے اپنے آپ پر زیادتی کی ہے اور اس نے دوبارہ مجھے معاف کیا ہے اور دوبارہ معاف کرنا احسان و احسان ہے۔

مامون نے کہا یا امیر المؤمنین آپ نے حق کو بہت اچھی طرح بیان کیا ہے پس اس نے سارنگی کو اپنی گود سے پھینک دیا اور اس بات سے گھبرا کر اٹھ کھڑا ہوا اور مامون نے اسے کہا بیٹھ جاؤ اور پرسکون ہو جاؤ تجھے خوش آمدید ہو پس کوئی بات نہیں جس کا تجھے وہم ہے اور خدا کی قسم میرے زمانے میں تو کوئی ناپسندیدہ بات نہیں دیکھے گا پھر اس نے اس کے لیے دس ہزار دینار کا حکم دیا اور اسے خلعت دیا پھر اس نے حکم دیا کہ اس کے تمام اموال و جاگیریں اور جو یلیاں اسے واپس کی جائیں اور وہ اس کے ہاں سے بڑی عزت و تکریم سے باہر نکلا۔

دلہن بوران:

اس سال کے رمضان میں مامون بوران بنت حسن بن سہل کو گھرا لیا اور بعض کا قول ہے کہ وہ رمضان میں نم الصلح میں حسن بن سہل کی چھائی میں گیا اور حسن اپنی بیماری سے صحت یاب ہو چکا تھا مامون اپنے سر کردہ امراء و ساء اور بنی ہاشم کے اکابر کے ساتھ اس کے ہاں اترا اور اس سال کے شوال کی ایک عظیم شب کو بوران کے پاس گیا اور اس کے سامنے غزیر کی شمعیں جلائی گئیں اور

اس کے سر پر حد و شمار سے بڑھ کر موتی اور جواہر سرخ سونے سے بنے ہوئے تھے، نچھاور کئے اور اس میں جواہر کی تعداد ایک ہزار موتی تھی، پس اس کے حکم سے انہیں ایک سنہری پلیٹ میں جمع کیا گیا اور وہ کہنے لگے یا امیر المؤمنین امیر نے انہیں اس لیے نچھاورایا ہے کہ اسے لے لیں، اس نے کہا نہیں میں ان کے بدل میں جواہروں کا پس ان سب کو جمع کر لیا گیا اور اب وہیں آئی اور اس کے ساتھ آنے والوں میں اس کے بھائی امین کی والدہ اور اس کی نانی زبیدہ بھی تھی، اس نے اسے اپنے پہلو میں بٹھا لیا اور اس کی گویا میں یہ جواہر ڈال دیئے اور کہنے لگا یہ میری طرف سے آپ کو تحفہ ہے اپنی حاجت کا سوال بھیجئے تو اس نے حیاء کے باعث سر جھکا دیا اور اس کی نانی نے کہا اپنے مالک سے گفتگو کر اور اس سے اپنی حاجت کا سوال کر اس نے تجھے مانگنے کا حکم دیا ہے اس نے کہا یا امیر المؤمنین میرا آپ سے یہ سوال ہے کہ آپ اپنے چچا ابراہیم بن مہدی سے راضی ہو جائیں اور ان کو دو بارہ وہی مقام دیں جو انہیں حاصل تھا اس نے کہا بہت اچھا، پھر وہ کہنے لگی ام جعفر یعنی زبیدہ اپنے لیے حج کی اجازت چاہتی ہے اس نے کہا بہت اچھا۔

پس زبیدہ نے بوران کو وہ خلعت دیا جو امیر نے دیا تھا اور مامون کو ایک گول بستی دی اور دلہن کے باپ حسن بن سہل نے اپنی بستیوں، جاگیروں اور املاک کے کاغذ کے ٹکڑوں پر نام لکھے اور انہیں امراء اور سرکردہ لوگوں پر بکھیر دیا اور جس کے ہاتھ ان بستیوں میں سے کسی بستی کا رقعہ گرا اس نے اس بستی کے اپنے نائین کو پیغام بھیجا اور اسے اس شخص کی خالص ملکیت بنا کر اس کے سپرد کر دیا اور اس نے مامون اور اس کے ساتھ جو فوج تھی اس پر اپنے ہاں سترہ روز قیام کے دوران پچاس کروڑ درہم کے برابر خرچ کیا اور جب مامون نے اس کے ہاں سے واپس جانے کا ارادہ کیا تو اس نے اسے دس کروڑ درہم دیئے اور وہ شہر بھی اسے جاگیر میں دیا جس میں وہ فروکش تھا اور وہ نم الصلح کا صوبہ ہے جو اس کی مقبوضہ جاگیروں کے علاوہ ہے اور اس سال کے آخر شوال میں مامون بغداد واپس آ گیا اور اسی سال عبداللہ بن طاہر مصر گیا اور اس نے اسے مامون کے حکم سے عبید اللہ بن السری بن الحکم کے قبضے سے چھڑ لیا جو اس پر مغرب تھا اور اس نے کئی جنگوں کے بعد جن کا بیان طویل ہے اسے اس سے واپس لیا اور اس سال اعیان میں سے ابو عمرو شیبانی لغوی جس کا نام اسحاق بن مراد تھا، مروان بن محمد الظاہری اور یحییٰ بن اسحاق نے وفات پائی۔ واللہ اعلم سبحانہ۔

۳۱۱ھ

اس سال ابوالجواب طلق بن غنم، عبدالرزاق بن ہمام الصنعانی، مؤلف المسند اور المصنف اور عبداللہ بن صالح عیسیٰ نے

وفات پائی۔

مشہور شاعر ابوالعتاہرہ کی وفات:

اس کا نام اسماعیل بن قاسم بن سوید بن کیسان تھا اور اصلاً حجازی تھا اسے مہدی کی ایک لونڈی عتبہ سے عشق ہو گیا اور اس نے کئی مرتبہ مہدی سے اسے طلب کیا اور جب اس نے اسے دے دیا تو لونڈی نے اسے جواب نہ دیا اور خلیفہ سے کہنے لگی کیا آپ مجھے اس شخص کو دے رہے ہیں جو بد صورت اور مٹی کے گھڑے فروخت کرنے والا ہے اور وہ اس کے بارے میں عشقیہ اشعار کہا کرتا

تھا اور ۱۰۰۰ نواں کا معاملہ بہت مشہور رہا۔ چکا تھا اور مہدیؑ اس کی بات کو سمجھتا تھا اور ایک دفعہ ایسا بھی ہوا کہ مہدیؑ نے شعراء کو اپنی نشست کا پرہیز کیا اور ان میں ابوالعتاہیہ اور بشار بن برد بنایا بھی موجود تھا اور اس نے ابوالعتاہیہ کی آواز سن لی تو بشار نے اپنے ہم نشینوں سے پوچھا کیا یہاں ابوالعتاہیہ ہے؟ اس نے کہا ہاں اور اس نے مہدیؑ کے بارے میں وہ قصیدہ پڑھا جس کا آغاز یہ ہے:

www.KitaboSunnat.com

میری مانند کو کیا ہو گیا ہے وہ ناز و نخر دکھاتی ہے اور اس کا ناز و نخر کیا ہی خوبصورت ہے۔

بشار نے کہا میں نے اسے بڑا جرات مند نہیں دیکھا حتیٰ کہ ابوالعتاہیہ ان اشعار تک پہنچ گیا:

خلافت اپنے دامن کو کشاں کشاں لیے مطیع ہو کر اس کے پاس آئی ہے اور خلافت اسی کے مناسب حال ہے اور وہ خلافت کے مناسب حال ہے اور اگر اس کے سوا کوئی اور شخص اس کا ارادہ کرتا تو زمین لرزہ بر اندام ہو جاتی اور اگر دنی افکار اس کی اطاعت نہ کریں تو اللہ تعالیٰ ان کے اعمال کو قبول نہ کرے۔

بشار نے اپنے ہم نشینوں سے کہا دیکھو اس نے خلیفہ کو اس کے بستر سے اڑا دیا ہے یا نہیں؟ اس نے کہا قسم بخدا اس کے سوا اس دن کوئی شاعر انعام لے کر باہر نہیں نکلا! ابن خلکان نے بیان کیا ہے ابوالعتاہیہ اور ابونواس کی ملاقات ہوئی وہ بھی اس کے اور بشار کے طبقہ کا شاعر تھا۔ ابوالعتاہیہ نے ابونواس سے کہا تم دن میں کتنے اشعار بنا لیتے ہو؟ اس نے کہا ایک یا دو شعراء نے کہا میں تو ایک سوا اور دو سو بھی بنا لیتا ہوں ابونواس کہا شاید تو اپنے اس شعر کی طرح شعر بناتا ہے:

اے عقبہ مجھے اور تجھے کیا ہو گیا ہے کاش میں تجھے نہ دیکھتا۔

اور اگر میں اسی قسم کے شعر بناتا تو میں ایک ہزار یا دو ہزار بنا لیتا اور میں اپنے اس شعر جیسے شعر بناتا ہوں:

گرمی والی ہتھیلی کے جو ذکر والے لباس میں ہے اس کے دو محبت ہیں لوطی اور زنا کار اور اگر تو میرے جیسے اشعار کہنا چاہے تو زمانہ تجھے عاجز کر دے۔

اور ابن خلکان نے بیان کیا ہے کہ ابوالعتاہیہ کے لطیف اشعار میں سے یہ شعر بھی ہیں:

میں تیرا مشتاق ہوں حتیٰ کہ میں تیرے عشق کی زیادتی سے ایسے ہو گیا ہوں کہ میرا ہم نشین جب نزدیک ہوتا ہے تو وہ میرے کپڑوں میں عشق کی خوشبو پاتا ہے۔

اس کی پیدائش ۱۳۰ھ میں ہوئی اور اس کی وفات ۳۳۳ھ بمطابق ۲۱۱ھ کو سوموار کے روز ہوئی اور بعض کا قول ہے کہ

۲۱۳ھ کو ہوئی اور اس نے وصیت کی کہ اس کی قبر پر جو بغداد میں ہے لکھا جائے:

بلاشبہ وہ زندگی جس کا انجام موت ہے ایسی زندگی ہے جو جلد مگر ہو جانے والی ہے۔



۲۱۲ھ

اس سال مامون نے محمد بن حنفیہ طوسی کو پومسل کے راستے باب خرمی کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے آذربائیجان کے علاقے میں بھیجا اور اس نے اس کے متعلق جھوٹ بولنے والی ایک جماعت کو پلاڑی مامون کے پاس بھیج دیا اور ربیع الاول میں مامون نے لوگوں میں دو فتیح بدعتیں جاری کیں جن میں سے ایک دوسری سے بڑی ہے اور وہ بدعت خلق کا مسئلہ ہے اور دوسری بدعت رسول اللہ ﷺ کے بعد حضرت علی بن ابی طالب کو لوگوں پر فضیلت دینا ہے اور اس نے ان دونوں بدعتوں میں فتیح غلطی اور عظیم گناہ کیا ہے اور اس سال عبداللہ بن عبید اللہ بن عباس بن عباسی نے لوگوں کو حج کروایا۔

اور اس سال شیر سنت اسد بن موسیٰ، حسن بن جعفر، ابو عاصم النبیل جس کا نام شحاک بن مخلد ہے۔ ابو المغیرہ عبدالقدوس بن حجاج شامی دمشقی اور امام بخاری کے شیخ محمد بن یونس الغریابی نے وفات پائی۔

۲۱۳ھ

اس سال دو آدمیوں عبدالسلام اور ابن جلیس نے بغاوت کردی اور مامون کو معزول کر دیا اور دیار مصر پر قبضہ کر لیا اور القیسہ اور الیمانہ میں سے ایک جماعت نے ان دونوں سے موافقت کی، مامون نے اپنے بھائی ابواسحاق کو شام کا نائب مقرر کیا اور اس کے بیٹے عباس کو جزیرہ سرحدات اور دار الخلافوں کا نائب مقرر کیا اور ان دونوں میں سے ہر ایک کو اور عبداللہ بن طاہر کو ایک ایک کروڑ دینار اور پچاس لاکھ دینار دیئے اور آج کے دن سے بڑھ کر اسے دیا لو نہیں دیکھا گیا اس نے ان امراء کو اس روز تین کروڑ پچاس لاکھ دینار دیئے اور اس سال اس نے غسان بن عباد کو سندھ کا امیر مقرر کیا اور گزشتہ سال کے امیر نے لوگوں کو حج کروایا۔

اور اس سال عبداللہ بن داؤد الجری، عبداللہ بن یزید المقری المصری، عبداللہ بن موسیٰ العیسیٰ، عمرو بن ابی سلمہ دمشقی نے وفات پائی۔

اور ابن خلکان نے بیان کیا ہے کہ بعض مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ اس سال ابراہیم بن ہامان الموصلی الندیم، ابو العتیبہ اور ابو عمرو شیبانی ثعوبی نے ایک ہی دن میں بغداد میں وفات پائی لیکن صحیح بات یہ ہے کہ ابراہیم الندیم نے ۱۸۸ھ میں وفات پائی ہے اور سہیلی نے بیان کیا ہے کہ اس سال ابن اسحاق سے سیرت کی روایت کرنے والے عبدالملک بن بشام نے وفات پائی اسے ابن خلکان نے اس سے روایت کیا ہے اور صحیح بات یہ ہے کہ اس نے ۲۱۸ھ میں وفات پائی جیسا کہ ابو سعید بن یونس نے تاریخ مصر میں بیان کیا ہے۔

العلوک شاعر:

ابوالحسن بن علی جلد خراسانی ملقب بہ العلوک، یہ ناموں میں سے تھا اور اندھا پیدا ہوا اور بعض کا قول ہے کہ سات سال کی عمر

میں اسے چپکے کا مرض ہوا اور وہ سیاہ رنگ پھلہری والا تھا اور شاعر صائب الرائے اور فصیح و بلیغ تھا اور اس کے اشعار کے بارے میں جاحظ اور اس نے بعد کے لوگوں نے اس کی تعریف کی ہے وہ بیان کرتا ہے میں نے کسی دیہانی اور شہری کو اس سے اچھا شعر نہیں سنا، مگر اس کے اچھے اشعار میں سے یہ اشعار بھی ہیں:

میرا باپ اس پر قربان ہو جس نے یوشیدہ طور پر ہر چیز سے محتاط ہو کر اور گھبرا کر میری ملاقات کی اس ملاقاتی نے سننے کے بعد اس کی چنگلی کی رات چڑھے ہوئے چاند کو کیسے چھپا سکتی ہے اس نے خلوت کا انتظار کیا حتیٰ کہ اسے موقع مل گیا اور اس نے رات کے داستان سرا کی بھی نگرانی کی حتیٰ کہ وہ سو گیا اس نے اپنی ملاقات میں اپنی جان کو خطرات میں ڈالا پھر وہ سلام کرتے ہی واپس آ گیا۔

اور اس نے ابو دلف القاسم بن عیسیٰ العجلی کے بارے میں کہا ہے:

دنیا ابو دلف کی جنگ اور موت کے درمیان درمیان ہے اور جب ابو دلف بیٹھ پھیر جائے گا تو اس کے پیچھے پیچھے دنیا بھی بیٹھ پھیر جائے گی تمام عرب جو صحراؤں اور شہروں میں رہتے ہیں اس کے کریمانہ فعل کو حاصل کرنے کی اور فخر کے روز اس کی اقتداء کرنے کی امید رکھتے ہیں۔

اور جب مامون کو ان اشعار کی اطلاع ملی اور یہ ایک طویل قصیدہ ہے کہ اس نے ان میں ابو نواس کا مقابلہ کیا تو مامون نے اس کی تلاش کی تو یہ ڈر کر بھاگ گیا پھر اسے اس کے سامنے پیش کیا گیا تو اس نے اسے کہا تو ہلاک ہو جائے تو نے قاسم بن عیسیٰ کو ہم پر فضیلت دی ہے اس نے کہا یا امیر المؤمنین آپ اہل بیت ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں میں سے تم کو چن لیا ہے اور تم کو عظیم بادشاہت دی ہے اور میں نے تم صرف اسے اس کے ہمسروں پر فضیلت دی ہے اس نے کہا خدا کی قسم تو نے کسی شخص کو باقی نہیں چھوڑا تو نے کہا ہے:

”تمام عرب جو صحراؤں اور شہروں میں رہتے ہیں“

اس کے باوجود میں تیرے قتل کو جائز قرار نہیں دیتا لیکن میں تیرے شرک و کفر کی وجہ سے تیرے قتل کو جائز سمجھتا ہوں تو نے ایک ذلیل بندے کے بارے میں کہا ہے:

تو وہ ہے جو ایام کو ان کے مقامات پر اتارتا ہے اور زمانے کو ایک حال سے دوسرے حال میں منتقل کرتا ہے اور جو نہیں تو کسی کی طرف نظر اٹھاتا ہے تو اس کے ارزاق و آجال کا فیصلہ کر دیتا ہے۔

حالانکہ یہ کام اللہ تعالیٰ کرتا ہے اس کی گدی سے اس کی زبان نکال دو اور انہوں نے اس سال اس کی زبان نکال دی اور وہ مر گیا اور اس نے حمید بن عبد الحمید طوسی کی مدح کی ہے کہ:

دنیا حمید ہی ہے اور اس کے احسانات بڑے بڑے ہیں۔

اور جب حمید بیٹھ پھیر جائے تو دنیا کو سلام اور جب یہ حمید فوت ہو گیا تو ابو القاسم نے اس کا مرثیہ کہا:

اے ابو غانم تیرا صحن وسیع ہے اور تیری قبر اطراف سے آباد اور مضبوط ہے اور قبر میں پڑے ہوئے انسان کو اس کی قبر کی

آبادی کہا فائدہ دے سکتی ہے جب کہ اس میں اس کا جسم دھیرے دھیرے ٹوٹ رہا ہو۔
اور ابن خاکان نے العلوک کے بہت سے اچھے اشعار بیان کئے ہیں جنہیں ہم نے اختصار کی وجہ سے چھوڑ دیا ہے۔

۲۱۳ھ

اس سال کی ۲۵ ربیع الاول کو ہفتے کے روز محمد بن حمید اور بابک خرمی لعنتہ اللہ علیہ کی جنگ ہوئی اور خرمی نے اس کی فوج کے بہت سے آدمیوں کو قتل کر دیا اور اسے بھی قتل کر دیا اور ابن حمید کے بقیہ اصحاب بھی شکست کھا گئے، مامون نے اسحاق بن ابراہیم اور یحییٰ بن آثم کو عبد اللہ بن طاہر کے پاس بھیجا کہ وہ اسے خراسان، جبال، آذربائیجان، آرمینیا کی نیابت اور بابک خرمی کے ساتھ جنگ کرنے کے درمیان اختیار دیں تو اس نے خراسان میں ٹھہرنے کو پسند کیا کیونکہ اسے کثرتوں کی سخت ضرورت تھی اور خوارزم کے ظہور کا بھی خوف تھا اور اس سال ابواسحاق بن الرشید نے دیار مصر میں آ کر اسے عبد السلام اور ابن جلیس سے چھین لیا اور ان دونوں کو قتل کر دیا۔

اور اس سال بلال الضبابی نام ایک شخص نے خروج کیا تو مامون نے اس کے مقابلے میں اپنے بیٹے عباس کو امراء کی ایک جماعت کے ساتھ روانہ کیا، انہوں نے بلال کو قتل کر دیا اور بغداد واپس آ گئے اور اس سال مامون نے علی بن ہشام کو، جبل، قم، اصبہان اور آذربائیجان کا امیر مقرر کیا اور اس سال اسحاق بن عباس بن محمد بن علی بن عبد اللہ بن عباس نے لوگوں کو حج کروایا۔
اور اس سال احمد بن خالد الموہبی نے وفات پائی۔

احمد بن یوسف بن القاسم بن صبیح:

ابوجعفر کا تب مامون کے دیوان الرسائل پر افسر مقرر ہوا، ابن عساکر نے اس کے حالات بیان کئے ہیں اور اس کے کچھ اشعار بھی بیان کئے ہیں:

کبھی وہ آدمی کو کسی حیلہ کے بغیر رزق دیتا ہے اور کبھی بڑے عقل مند حیلہ باز سے رزق کو روک دیتا ہے۔ مجھے جب بھی تو نگرانی اور ناداری نے چھوا ہے میں نے اس پر صرف الحمد للہ کہا ہے۔ نیز وہ کہتا ہے:
جب تو کسی چیز کے بارے میں وہاں کرے تو اسے پورا کر بلاشبہ ہاں ایک قرض ہے جس کی ادائیگی شریف آدمی پر واجب ہے وگرنہ کہہ دے کہ تو اس کام کے لیے حرکت نہیں کرے گا تا کہ وہ لوگوں سے یہ نہ کہے کہ تو جھوٹا ہے۔ پتھر ہوتا ہے۔
جب انسان اپنی زبان سے اپنے راز کو فاش کرے اور دوسروں کو اس پر ملامت کرے تو وہ احمق ہے اور جب انسان کا سینہ اپنے راز کے چھپانے سے تنگ ہو جائے تو جس سینے میں وہ راز کو مانت رکھتا ہے وہ اس سے کبھی زیادہ تنگ ہو جاتا ہے۔
اور امام احمد کے شیخ حسن بن محمد المروزی، عبد اللہ بن الحکم مصری اور معاویہ بن عمر نے بھی اسی سال وفات پائی۔

ابو محمد عبد اللہ بن العین بن لیث بن رافع مصری:

آپ ان اشخاص میں سے ایک ہیں جنہوں نے حضرت امام مالک کو مؤطا سنایا ہے اور آپ کے مذہب کے فقیہ بھی ہیں، بلاد

مصر میں آپ کی بہت تعظیم کی جاتی تھی اور وہاں آپ کے پاس بہت دولت و ثروت تھی اور جب حضرت امام شافعیؒ مسر آئے تو آپ نے ایک بزار دینا دیا اور اپنے اصحاب سے ان کے لیے دو ہزار دینار دے کر انہیں دینے اور آپ اس میں شریک نہ بنیں۔ انہوں نے اس میں جس نے امام شافعیؒ کی وصحت اٹھائی ہے اور جب آپ نے اس سال وفات پائی تو آپ کو حضرت امام شافعیؒ کی قبر کے پہلو میں دفن کیا گیا اور جب آپ کا بیٹا عبدالرحمن فوت ہوا تو اسے اپنے باپ کی قبر کے پہلو میں تدفین کیا گیا۔ ابن خلدون کا بیان ہے کہ یہ تین آدمی ہیں جن کے بائیں پہلو میں امام شافعیؒ کو دفن کیا گیا ہے اور دو قبریں آپ کے سامنے ہیں رکبم اللہ۔

۲۱۵ھ

اس سال کے محرم کے آخر میں مامون بغداد سے فوجوں کے ساتھ بلاد روم سے جنگ کرنے گیا اور بغداد اور اس کے مضافات پر اسحاق بن ابراہیم بن مصعب کو نائب مقرر کیا اور جب وہ نکریت پہنچا تو محمد بن علی بن موسیٰ بن جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب نے مدینہ سے آ کر اس سے ملاقات کی اور مامون نے اسے اپنی بیٹی ام الفضل بنت مامون کے پاس جانے کی اجازت دی، اس کا نکاح اپنے باپ علی بن موسیٰ کی زندگی میں ہی اس سے ہو چکا تھا پس وہ اسے اندر لے آیا اور اپنے ساتھ بلاد حجاز کی طرف لے گیا اور اس کے بھائی ابواسحاق بن الرشید نے دیار مصر سے آتے ہوئے اس کے موصل پہنچنے سے قبل اس سے ملاقات کی اور مامون بہت سارے لشکروں کے ساتھ طرس کی طرف روانہ ہوا اور جمادی الاولیٰ میں اس میں داخل ہوا اور اس نے وہاں بزرگ قوت ایک قلعہ کو فتح کیا اور اس کے گرانے کا حکم دے دیا پھر دمشق واپس آ کر وہیں فروکش ہو گیا اور قیسون کی ترائی میں دیرمات کو عمر بھر کے لیے دے دیا اور اس نے ایک عرصہ تک دمشق میں قیام کیا اور اس سال عبداللہ بن عبید اللہ العباس عباسی نے لوگوں کو حج کروایا۔ اور اس سال ابوزید انصاری، محمد بن المبارک الصوری، قعیصہ بن عقبہ، علی بن حسن بن شقیق اور کئی بن ابراہیم نے وفات پائی۔

ابوزید انصاری:

سعید بن اوس بن ثابت البصری اللغوی، آپ معتبر ثقہ آدمیوں میں سے ایک ہیں بیان کیا جاتا ہے کہ آپ لیلۃ القدر دیکھا کرتے تھے۔ ابو عثمان مزنی نے بیان کیا ہے کہ میں نے اصمعی کو دیکھا کہ وہ ابوزید انصاری کے پاس آئے اور آپ کے سر کو بوسہ دیا اور آپ کے سامنے بیٹھ کر کہنے لگے آپ پچاس سال سے ہمارے رئیس اور سردار ہیں، ابن خلدون نے بیان کیا ہے آپ کی بہت سی تصانیف ہیں جیسے خلق الانسان، کتاب الایل، کتاب المیاء اور کتاب الفرس والترس وغیرہ ذلک۔ آپ نے اس سال وفات پائی ہے اور بعض کا قول ہے کہ اس سے پہلے سال یا اس کے بعد والے سال میں وفات پائی ہے آپ کی عمر نوے سال سے متجاوز تھی اور بعض کا قول ہے کہ سو سال کے قریب تھی اور ابوسلیمان کے حالات ہم قبل ازیں بیان کر چکے ہیں۔



۲۱۶ھ

اس سال شاہ روم ٹوفیل بن میخائل نے مسلمانوں کی ایک جماعت پر حملہ کرنے انہیں طرطوس کے علاقے میں قتل کر دیا۔ ان کی تعداد اولہ تھی اور اس نے مامون کو خط لکھا اور اپنے نام سے اس کی ابتداء کی اور جب مامون نے اس کا خط پڑھا تو فوراً سفر ختم کرنے بغیر بلا دروم پر حملہ کر دیا اور اس کے بھائی ابواسحاق بن الرشید نے جو مصر و شام کا نایب تھا اس کی مصاحبت کی اور اس نے تلح اور قوت سے بہت سے شہروں کو فتح کیا اور اس کے بھائی نے تیس قلعے فتح کئے اور اس نے یحییٰ بن آثم کو ایک فوج کے ساتھ طوانہ روانہ کیا اور اس نے بہت سے شہروں کو فتح کیا اور بہت سے لوگوں کو قیدی بنایا اور کئی قلعوں کو نذر آتش کر دیا پھر وہ انکار کی طرف واپس آ گیا اور مامون نے بلا دروم میں ۱۵ جمادی الآخرة سے ۱۵ شعبان تک قیام کیا پھر دمشق کی طرف واپس آ گیا اور اس سال کے شعبان میں عبدالغہری نام ایک شخص نے بلا مصر میں بغاوت کر دی اور ابواسحاق الرشید کے نائین پر مغلب ہو گیا اور بہت سے لوگوں نے اس کی پیروی اختیار کر لی اور مامون دمشق سے ۱۴ ذوالحجہ کو بدھ کے روز دیا مصر کی طرف گیا اور اس کا حال ہم ابھی بیان کریں گے۔

اور اس سال مامون نے بغداد کے نایب اسحاق بن ابراہیم کو حکم دیتے ہوئے خط لکھا کہ وہ لوگوں کو پانچوں نمازوں کے بعد اللہ اکبر کہنے کا حکم دے سب سے پہلے یہ کام بغداد اور رصافہ کی جامع مسجد میں ۴ رمضان کو جمعہ کے روز شروع کیا گیا اور وہ اس طرح کہ جب وہ نماز ختم کر لیتے تو توگ کھڑے ہو جاتے اور تین تکبیریں کہتے پھر وہ بقیہ نمازوں میں بھی اس طریق پر قائم ہو گئے یہ بدعت بھی مامون نے کسی مستند دلیل اور معتد کے بغیر ایجاد کی ہے بلاشبہ یہ کام کسی نے اس سے قبل نہیں کیا لیکن صحیح میں حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں بلند آواز سے ذکر الہی ہوتا تھا تا کہ معلوم ہو جائے کہ لوگ فرض نماز سے لوٹ رہے ہیں اور علماء کے ایک گروہ نے اسے پسند کیا ہے جیسا کہ ابن حزم و نیرہ اور ابن بطلال نے بیان کیا ہے کہ مذاہب اربعہ اس کے عدم استحباب کے قائل ہیں، نووی نے بیان کیا ہے کہ حضرت امام شافعیؒ سے روایت کی گئی ہے کہ آپ نے فرمایا ہے کہ یہ ذکر اس لیے کیا جاتا تھا کہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ نمازوں کے بعد ذکر کرنا مشروع ہے اور جب لوگوں کو اس کا علم ہو گیا تو بلند آواز سے ذکر کرنے کا کوئی مفہوم باقی نہ رہا اور یہ ایسے ہی ہے جیسے کہ حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی گئی ہے کہ آپ نماز جنازہ میں بلند آواز سے فاتحہ پڑھتے تھے تا کہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ فاتحہ پڑھنا سنت ہے اور اس کے کئی نظائر موجود ہیں، واللہ اعلم۔

اور یہ بدعت جس کا مامون نے حکم دیا ہے یہ نئی بدعت ہے جس پر سلف میں سے کسی نے عمل نہیں کیا اور اس سال بڑی سردی پڑی اور اس سال اسی شخص نے لوگوں کو حج کروایا جس نے گزشتہ سال کروایا تھا اور بعض نے بیان کیا ہے کہ کسی دوسرے شخص نے حج کروایا ہے واللہ اعلم۔

اور اس سال حبان بن ہلال، عبدالملک بن قریب الصمعی، امام لغت و نحو اور شعر وغیرہ، محمد بن بکار بن ہلال اور ہوزہ بن خلیفہ نے وفات پائی ہے۔

رشید کی عم زادی اور بیوی زبیدہ:

آخر حضرت ام العزیز بنت ہشیر بن منصور عباسیہ ہاشمیہ قرظیہ اس کا لقب زبیدہ ہے یہ رشید و سب لوگوں سے نبیوت کی اور بیوی حسین بن علی تھی اور اس کے علاوہ اس کی اور بھی بہت سی لونڈیاں اور بیویاں تھیں جیسا کہ ہم اس کے حالات میں بیان کر چکے ہیں اور اسے زبیدہ کا لقب اس لیے دیا گیا کہ اس کا دادا ابو جعفر منصور چھوٹی عمر میں اسے کھلاتا اور نچاتا تھا اور کہا کرتا تھا کہ تو زبیدہ ہے یہ لقب اس نے اس کی سفیدی کی وجہ سے دیا اور یہی لقب اس پر غالب آ گیا اور وہ اسی کے ذریعے مشہور ہے اور اس کا اصل نام ام العزیز ہے اور وہ بہت خوبصورت بہت مالدار بہت بھلے کام کرنے والی بہت دین دار بہت صدقہ کرنے والی اور بہت نیکی کرنے والی تھی اور خطیب نے روایت کی ہے کہ اس نے حج کیا اور ساٹھ دن میں اس کا خرچ ۵۴ کروڑ درہم تک پہنچ گیا اور جب اس نے مامون کو خلافت کی مبارکباد دی تو کہنے لگی میں نے تیرے دیکھنے سے قبل ہی تیری طرف سے اپنے آپ کو مبارکباد دے دی ہے اگر میں نے ایک خلیفہ بیٹے کو کھویا ہے تو مجھے اس کے عوض میں ایک خلیفہ بیٹا دیا گیا ہے جسے میں نے جہنم نہیں دیا اور جسے تیرے جیسا شخص عوض میں ملے اس نے گھانا نہیں پایا اور اس نے ماں بچ نہیں کھویا جس کا ہاتھ تجھ سے لبریز ہے اور جو مجھ سے لیا گیا ہے میں اس کے بارے میں اللہ سے اجر اور جو دیا گیا ہے اس کی درازی عمر کی دعا کرتی ہوں۔ زبیدہ نے جمادی الاولیٰ ۲۱۶ھ میں بغداد میں وفات پائی۔

پھر خطیب نے بیان کیا ہے کہ حسین بن محمد الخلال نے لفظاً مجھ سے بیان کیا اور ابو الفتح القواس سے بھی بیان کیا وہ بیان کرتا ہے کہ صدقہ بن ہشیر موصلی نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن عبداللہ واسطی نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ بن المبارک نے بیان کیا کہ میں نے خواب میں زبیدہ کو دیکھا تو میں نے پوچھا اللہ نے تیرے ساتھ کیا سلوک کیا ہے؟ وہ کہنے لگی مکہ کے راستے میں پہلی کدال مارنے پر ہی اس نے مجھے بخش دیا ہے میں نے پوچھا یہ زردی کیسی ہے؟ وہ کہنے لگی ہمارے درمیان ایک شخص بشر المریسی کو دفن کیا گیا ہے جہنم نے اس پر گرم اور لمبا سانس لیا تو اس سے میرے جسم کے رونگٹے کھڑے ہو گئے اور یہ اس گرم سانس کی زردی ہے۔

اور ابن خلکان نے بیان کیا ہے کہ زبیدہ کی ایک سولونڈیاں تھیں جو سب کی سب حافظ قرآن تھیں ان کے علاوہ کچھ مقدر اور بھر قرآن پڑھی ہوئی تھیں اور کچھ ان پڑھ تھیں اور وہ محل میں شہد کی مکھیوں کی طرح ان کی گونج کو سنا کرتی تھی اور ان میں سے ہر ایک کا ورد قرآن کا دسواں حصہ تھا بیان کیا گیا ہے کہ اسے خواب میں دیکھا گیا اور اس سے اس کے نیک کاموں اور صدقات وغیرہ اور جو اس نے حج کے راستے میں نیک کام کیا اس کے متعلق پوچھا گیا تو وہ کہنے لگی اس کا سارا ثواب اس کے اہل کو مل گیا ہے اور مجھے صرف ان رکعات نے فائدہ دیا ہے جو میں سحری کے وقت پڑھا کرتی تھی اور اس سال میں بہت سے واقعات و امور رونما ہوئے جن کا ذکر طویل ہے۔



۲۱۷ھ

اس سال کے محرم میں مامون مصر آیا اور اس نے عبد اس الغبری پر فوج پانچ لاکھ سے قبل اسے قتل کرنے کا حکم دیا۔ پھر وہ شام کو واپس چلا گیا اور اس سال مامون بلاد روم کو گیا اور ایک سو دن تک لؤلؤہ کا محاصرہ کیا پھر وہاں سے کوچ کر گیا اور اس نے اس کے محاصرہ پر حریف کو نائب مقرر کیا جسے رومیوں نے دھوکہ دے کر قید کر لیا اور وہ آٹھ دن ان کے قبضے میں رہا پھر ان سے بھاگ آیا اور ان کا محاصرہ کئے رہا بادشاہ روم نے خود آ کر پیچھے سے اس کی فوج کا گھیراؤ کر لیا۔ مامون کو اطلاع ملی تو وہ اس کی طرف روانہ ہو گیا اور جب نوٹیل نے اس کی آمد کو محسوس کیا تو بھاگ گیا اور اپنے وزیر صنغل کو امان و مصلحت طلب کرنے بھیجا لیکن اس نے مامون سے قبل اپنے نام سے آغاز کیا تو مامون نے اسے بڑا موثر جواب دیا جو جزو تو بیخ پر مشتمل تھا اور یہ کہ میں تجھ سے صرف دین خنیف میں داخل ہونا قبول کروں گا بصورت دیگر تلو اور قتل ہوگا۔ والسلام علی من اتبع الهدی۔

اور اس سال سلیمان بن عبد اللہ بن سلیمان ابن علی نے لوگوں کو حج کروایا اور اس سال حجاج بن منہال شروع بن نعمان اور موسیٰ بن داؤد الضعی نے وفات پائی واللہ اعلم۔

۲۱۸ھ

جمادی الاولیٰ کے پہلے دن مامون نے اپنے بیٹے عباس کو طوانہ کی تعمیر اور اسے از سر نو آباد کرنے کے لیے بلاد روم کی طرف بھیجا اور دوسرے صوبوں، مصر، شام اور عراق کی طرف پیغام بھیجا کہ وہ ہر شہر سے کارگروں کو اس کی طرف بھیجیں پس وہاں بہت سے لوگ جمع ہو گئے اور اس نے حکم دیا کہ اسے میل ضرب میل بنایا جائے اور اس کی فضلیں تین فرسخ بنائی جائیں اور ان کے تین دروازے بنائے جائیں۔

پہلی آزمائش اور فتنہ کا بیان:

اس سال مامون نے اپنے نائب بغداد اسحاق بن ابراہیم بن مصعب کو حکم دیتے ہوئے خط لکھا کہ وہ قضاة اور محدثین کی خلق قرآن کے مسئلہ میں آزمائش کرے اور ان کی ایک جماعت کو اس کے پاس روانہ کرے اور اس نے اسے ایک طویل خط میں اس کی ترغیب دی اور دیگر خطوط بھی لکھے جن سب کو ان جریر نے بیان کیا ہے اور ان کا مضمون یہ دلیل ہے کہ قرآن محدث ہے اور ہر محدث مخلوق ہوتا ہے اس دلیل سے محدثین تو کجا بہت سے مشکلمین بھی اتفاق نہیں کرتے بلاشبہ جو لوگ اس بات کے قائل ہیں کہ اختیاری افعال اللہ تعالیٰ کے ساتھ قائم ہیں وہ بھی یہ نہیں کہتے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات سے قائم ہونے والا فعل مخلوق ہے بلکہ وہ مخلوق نہیں ہے بلکہ وہ کہتے ہیں کہ وہ محدث ہے مخلوق نہیں بلکہ وہ کلام الہی ہے جو اس کی ذات مقدسہ کے ساتھ قائم ہے اور جو اس کی ذات کے ساتھ قائم ہو وہ مخلوق نہیں ہوتا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ مَا يَأْتِيهِمْ مِنْ ذِكْرٍ مِنْ رَبِّهِمْ مُحَدَّثٍ ﴾

نیز فرماتا ہے:

﴿وَلَعَدْ خَلَعْنَاكُمْ تَمَّ صُورًا نَأْتُمْ ثُمَّ قَلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوا لِآدَمَ﴾

جس کے کہ علم آدمی پیدا کر کے بعد اس سے صادر ہوا ہے پس وہ کلام جو بالذات قائم ہو مخلوق نہیں ہوتا اور اس کے بیان نے لیے اور مقام سے اور امام بخاری نے اس مضموم میں ایک کتاب تصنیف کی ہے جس کا نام آپ نے خلق افعال العباد رکھا ہے حاصل کلام یہ کہ جب مامون کا خط بغداد آیا تو اسے لوگوں کو سنایا گیا اور مامون نے محدثین کی ایک جماعت کو مخصوص کیا کہ انہیں اس کے پاس حاضر کیا جائے اور وہ محمد بن سعد کا تب الواقدی، ابو مسلم المستمعی، یزید بن ہارون^۱، یحییٰ بن معین، ابو خیمہ زہیر بن حرب، اسماعیل بن مسعود اور احمد الدورقی تھے اس نے مامون کے پاس رقعہ بھیجا اور اس نے خلق قرآن کے ذریعے ان کی آزمائش کی اور انہوں نے اس کی بات مان کر اس سے بادل نخواستہ موافقت کا اظہار کیا، سو اس نے انہیں بغداد واپس بھیج دیا اور حکم دیا کہ ان کے معاملے کو فقہاء کے درمیان مشہور کیا جائے تو اسحاق نے ایسے ہی کیا اور اس نے بہت سے مشائخ حدیث، فقہاء اور ائمہ مساجد وغیرہم کو بلایا اور مامون کے حکم کے مطابق انہیں اس امر کی دعوت دی اور یہ بھی بیان کیا کہ ان محدثین نے اس مسئلہ پر اس سے اتفاق کر لیا ہے تو انہوں نے بھی ان کے موافق جواب دیا اور لوگوں کے درمیان ایک عظیم فتنہ برپا ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

پھر مامون نے اسحاق کو خلق قرآن کے مسئلہ پر بلا تحقیق اور لاپرواہی دلائل قائم کرتے ہوئے دوسرا خط لکھا حالانکہ وہ متشابہ دلائل ہیں اور اس نے قرآن کریم سے آیات بھی بیان کیں جو اس پر حجت ہیں۔ ابن جریر نے یہ سب کچھ بیان کیا ہے اور اس نے اپنے نائب کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو یہ خط سنائے اور انہیں اس کی طرف اور خلق قرآن کے مسئلہ کی طرف دعوت دے، سو ابواسحاق نے ائمہ کی ایک جماعت کو بلایا اور وہ احمد بن حنبل، امام قسیمی، امام ابو حیان الزیادی، امام بشر بن ولید کندی، امام علی بن مقاتل، امام احمد بن الواسطی، امام علی بن الجعد، امام اسحاق بن ابی اسرائیل، امام ابن الہرث، امام ابن علیہ الاکبر، امام یحییٰ ابن عبد الحمید العمری اور ایک اور شخص تھے جو حضرت عمر بن عبد العزیز کی اولاد میں سے تھے اور رقعہ کے قاضی تھے امام ابونصر التمار، امام ابو معمر القسیمی، امام محمد بن حاتم بن میمون، امام محمد بن یوسف ہندی، ساہوری، مضروب، امام ابن الفرخان، امام النضر بن شمل، امام ابو علی بن عاصم، امام ابوالعوام البارد، امام ابوشجاع، امام عبد الرحمن بن اسحاق اور ایک جماعت تھی اور جب وہ ابواسحاق کے پاس آئے تو اس نے انہیں مامون کا خط دکھایا اور سب انہوں نے اسے سمجھ لیا تو اس نے امام بشر بن ولید سے کہا آپ قرآن کے بارے میں کیا کہتے ہیں آپ نے فرمایا قرآن کلام اللہ ہے اس نے کہا میں آپ سے اس کے متعلق نہیں پوچھتا، میں آپ سے یہ پوچھتا ہوں کیا وہ مخلوق ہے؟ آپ نے فرمایا وہ خالق نہیں اس نے کہا میں اس کے متعلق آپ سے نہیں پوچھتا آپ نے فرمایا دوسری بات کیا ہی اچھی ہے اور اسی بات پر

① مؤلف نے یزید بن ہارون کی وفات ۱۷۲ھ میں بیان کی ہے۔ پھر یہاں اس کو حاضر ہونے والوں میں بیان کیا ہے پس اس جگہ یا اس جگہ غلطی پائی جاتی ہے۔

اصرار کیا اس نے کہا کیا آپ کو ابھی دیتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور وہ اکیلا اور یکتا ہے نہ اس سے پہلے کوئی چیز تھی اور نہ اس کے بعد کوئی ہوگی اور وہ کسی جیسی مفہوم اور کسی بھی وجہ سے اپنی مخلوق سے مشابہت نہیں رکھتا؟ آپ نے فرمایا ہاں اس نے کاتب سے کہا جہ آپ نے بیان کیا ہے اسے لکھو اس نے لکھ دیا پھر اس نے ایک ایک کر کے ان کی آزمائش کی اور اکثریت نے خلق قرآن کے مسئلہ سے انکار کیا اور جب ان میں سے کوئی شخص انکار کرتا تو وہ اسی رقعہ کے ذریعے ان کی آزمائش کرتا جس سے امام بشار بن ولید کندی نے اتفاق کیا تھا یعنی یہ کہا جاتا کہ وہ کسی بھی مفہوم اور کسی بھی وجہ سے اپنی مخلوق سے مشابہت نہیں رکھتا تو وہ کہتا ہوں جیسا کہ بشر نے بیان کیا ہے اور جب حضرت امام احمد بن حنبل کی آزمائش کی باری آئی تو اس نے آپ سے پوچھا کیا آپ کہتے ہیں کہ قرآن مخلوق ہے؟ آپ نے فرمایا قرآن کلام اللہ ہے میں اس پر اضافہ نہیں کر سکتا اس نے آپ سے کہا آپ اس رقعہ کے بارے میں کیا کہتے ہیں آپ نے فرمایا میں کہتا ہوں:

﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ﴾

”کوئی چیز اس کی مثل نہیں اور وہ سمیع و بصیر ہے۔“

تو معترضہ میں سے ایک شخص نے کہا آپ کہتے ہیں وہ کانوں سے سنتا ہے اور آنکھوں سے دیکھتا ہے اسحاق نے آپ سے پوچھا آپ نے جو سمیع و بصیر کہا ہے اس سے آپ کی کیا مراد ہے؟ آپ نے فرمایا میری اس سے وہی مراد ہے جو اللہ کی اور وہ ایسا ہے جیسے اس نے خود اپنی تعریف کی ہے اور میں اس پر کوئی اضافہ نہیں کر سکتا، پس اس نے ایک ایک کر کے سب لوگوں کے جوابات لکھ لیے اور انہیں مامون کے پاس بھیج دیا اور حاضرین میں سے کچھ لوگوں نے نرمی سے بادل نحواستہ خلق قرآن کے مسئلہ کے مطابق جواب دیا کیونکہ وہ اس شخص کو معزول کر دیتے تھے جو اپنے مقرر کردہ کام کا جواب نہ دیتا تھا اور اگر اس کی رسد بیت المال کے ذمے ہوتی تو اسے ختم کر دیا جاتا اور اگر وہ مفتی ہوتا تو اسے فتویٰ دینے سے روک دیا جاتا خواہ وہ شیخ الحدیث ہی ہوتا اسے فتویٰ دینے اور سنانے سے روک دیا جاتا اور ایک سخت فتنہ ایک بری آزمائش اور عظیم مصیبت پیدا ہو گئی۔

لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ



باب

جب لوگوں نے جو بات مامون نے یاس بیچے تو اس نے اپنے نائب کی تعریف کرتے ہوئے اسے خط بھیجا اور ہر فرد کو اس کا جواب بھی بھیجا جو اس نے خط میں لکھا تھا جو اس نے اسے بھیجا تھا اور اس نے اپنے نائب کو حکم دیا کہ وہ پھر ان کی آزمائش کرے اور جو ان میں سے قبول کرے اس کی بات کو لوگوں میں مشہور کیا جائے اور جو ان میں سے قبول نہ کرے اسے بیڑیاں ڈال کر اس کی نگرانی کرتے ہوئے امیر المومنین کی فوج کی طرف بھیج دو حتیٰ کہ وہ امیر المومنین کے پاس پہنچ جائے اور وہ اس کے بارے میں اپنی رائے قائم کرے گا اور اس کی رائے یہ تھی کہ جو شخص خلق قرآن کے مسئلہ میں اس کا خدا ہو گا وہ اسے قتل کر دے گا اس موقع پر نائب نے بغداد میں ایک اور مجلس منعقد کی اور ان لوگوں کو بلوایا اور ان میں امیر المومنین بن مہدی بھی شامل تھے آپ بشر بن ولید کندی کے دوست تھے اور مامون نے صراحت سے بیان کیا کہ اگر یہ فوری طور پر جواب نہ دیں تو ان دونوں کو قتل کر دیا جائے اور جب اسحاق نے ان کی آزمائش کی تو سب نے بادل نخواستہ قول الہی:

﴿مَنْ أُكْرِهَ وَقَلْبُهُ مُطْمَئِنٌّ بِالْإِيمَانِ﴾

کی تاویل کرتے ہوئے اسے جواب دیا مگر چار آدمیوں نے اسے جواب نہ دیا اور وہ امام احمد بن حنبل، محمد بن نوح، حسن بن حماد سجادہ اور عبید اللہ بن عمر القواریری تھے۔ پس اس نے انہیں بیڑیاں ڈال دیں اور انہیں مامون کے پاس بھیجنے کے لیے کھڑا کر دیا پھر اس نے انہیں دوسرے دن بلایا اور ان کی آزمائش کی تو سجادہ نے خلق قرآن کے مسئلہ کو تسلیم کر لیا تو اس نے اسے رہا کر دیا پھر اس نے تیسرے دن ان کی آزمائش کی تو القواریری نے خلق قرآن کے مسئلہ کو تسلیم کر لیا تو اس نے اسے رہا کر دیا پھر اس نے تیسرے دن ان کی آزمائش کی تو القواریری نے خلق قرآن کے مسئلہ کو تسلیم کر لیا اور اس نے اس کی بیڑی کھول دی اور آخر میں حضرت امام احمد بن حنبل اور محمد بن نوح جندی ساہوری رہ گئے کیونکہ ان دونوں نے اس بات کو نہ ماننے پر اصرار کیا تھا پس اس نے ان دونوں کی بیڑیوں کو مضبوطی سے باندھ دیا اور بیڑی میں انہیں اکٹھا کر دیا اور خلیفہ کے پاس طرفوس بھیج دیا اور اسے ان دونوں کے بھیجنے کے متعلق خط بھی لکھا یہ دونوں پابجولاں اونٹ کی تلی پر ایک دوسرے کے برابر روانہ ہوئے اور حضرت امام احمد اللہ تعالیٰ سے دعا کرنے لگے کہ وہ ان دونوں اور مامون کو اکٹھا نہ کرے اور یہ دونوں اسے نہ دیکھیں اور نہ وہ انہیں دیکھے پھر اس کے نائب کو مامون کا خط آیا کہ مجھے اطلاع ملی ہے کہ ان لوگوں نے قول الہی:

﴿الْإِمْنُ أُكْرِهَ وَقَلْبُهُ مُطْمَئِنٌّ بِالْإِيمَانِ﴾

کی تاویل کرتے ہوئے بادل نخواستہ جواب دیا ہے اور انہوں نے اپنی تاویل میں بڑی غلطی کی ہے اور ان سب کو امیر المومنین کے پاس بھیج دئے پس اسحاق نے انہیں بلایا اور طرفوس کی روانگی کو ان پر لازم قرار دیا اور وہ اس کی طرف روانہ ہو گئے اور ابھی وہ راستے ہی میں تھے کہ انہیں مامون کی وفات کی اطلاع مل گئی تو انہیں رقتہ واپس کر دیا گیا پھر اس نے انہیں بغداد

واپس جانے کی اجازت دے دی اور حضرت امام احمد بن حنبلؒ اور محمد بن نوح نے سب لوگوں سے سبقت کی مگر دونوں نے اس سے مذاق نہ کی بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کے پچھنے سے قبل ہی اسے ہلاک کر دیا اور اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے اور ولی امام احمد بن حنبلؒ کی دعا کو قبول کیا۔ ان دونوں نے نہ مامون کو دیکھا اور نہ مامون نے انہیں دیکھا بلکہ انہیں بندہ واپس کر لیا گیا اور تقریباً مئیس مہینہ بین الرشید کی حکومت کے آغاز میں وہ سب فوج و واقعات مثل طور پر بیان ہوں گے جو انہیں پیش آئے اور اس بارے میں بقیہ مکمل نقلتہ امام احمد کی وفات کے موقع پر جو ۲۳۱ھ میں ہوئی بیان ہوگی وباللہ المستعان۔

عبداللہ مامون:

عبداللہ مامون بن ہارون الرشید عباسی قرشی ہاشمی ابو جعفر امیر المؤمنین اس کی ماں ام ولد تھی جسے مراجل الباذغیسہ کہا جاتا تھا اس کی پیدائش ربیع الاول ۱۶۷ھ کو اس کے چچا ہادی کی وفات کی شب ہوئی اور اس کا باپ ہارون الرشید خلیفہ بنا اور یہ جمعہ کی رات کا واقعہ ہے جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے ابن عساکر نے بیان کیا ہے کہ اس نے اپنے باپ ہاشم بن بشر ابو معاویہ الضریٰ یوسف بن قطبہ عباد بن العوام اسماعیل بن علیہ اور حجاج بن محمد الاعمور سے روایت کی ہے اور اس سے ابو حذیفہ اسحاق بن بشر یہ اس سے سمر سیدہ ہے۔ قاضی یحییٰ بن اسلم اور اس کے بیٹے فضل بن مامون، معمر بن شیبہ، قاضی ابو یوسف، جعفر بن ابی عثمان طیالسی، احمد بن حارث الشعبی، یزیدی، عمر بن مسعد، عبداللہ بن طاہر بن حسین، محمد بن ابراہیم سلمی اور عدیل بن علی خزاعی نے روایت کی ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ یہ کئی بار دمشق آیا اور مدت تک وہاں مقیم رہا۔ پھر ابن عساکر نے ابو القاسم بغوی کے طریق سے روایت کی ہے کہ احمد بن ابراہیم موصلی نے ہم سے بیان کیا کہ میں نے الشامیہ میں مامون سے سماع کیا اور اس نے دو شروع کر دی اور لوگوں کی کثرت کی طرف دیکھنے لگا اور اس نے یحییٰ بن اسلم سے کہا کیا تو لوگوں کی کثرت کو نہیں دیکھتا؟ اس نے کہا یوسف بن علیہ نے ثابت سے بحوالہ انس ہم سے بیان کیا حضرت نبی کریم ﷺ نے بیان فرمایا:

”تمام مخلوق اللہ کی عیال ہے اور وہ شخص اسے سب سے زیادہ محبوب ہے جو اس کے عیال کے لیے زیادہ نفع بخش ہے۔“

اور ابو بکر المناجیح کی حدیث سے عن حسین بن احمد مالکی عن یحییٰ بن اسلم قاضی عن مامون عن ہشیم عن منصور عن حسن عن ابی

بکرہ روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

”حیا ایمان کا حصہ ہے۔“

اور ابو جعفر بن عثمان طیالسی کی حدیث سے بیان ہوا ہے کہ اس نے یوم عرفہ کو مامون کے پیچھے رصافہ میں نماز پڑھی اور جب اس نے سلام پھیرا تو لوگوں نے تکبیر کہی تو وہ کہنے لگا اے کینوا کل تکبیر کہنا ابو القاسم کی سنت ہے اور جب کل کا دن آیا تو اس نے منبر پر چڑھ کر تکبیر کہی پھر کہنے لگا ہشیم بن بشر نے خبر دی کہ ابن شبرمہ نے عن الشعبی عن ابراہ بن عازب عن ابی بردہ بن دینار ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا کہ:

”جس نے نماز پڑھنے سے قبل قربانی کی وہ صرف گوشت ہے جو اس نے اپنے اہل کے لیے پیش کیا ہے اور جس نے نماز

پڑھنے کے بعد قربانی کی اس نے سنت پر عمل کیا۔“

اللہ اکبر کبیراً والحمد للہ کثیراً وسبحان اللہ بکرة واصیلاً اللہم اصلحنی واصلح لی
واصلح علی یدی .

مامون نے محرم ۵۸ھ میں خلافت حاصل کی اور بیس سال پانچ ماہ مسلسل خلیفہ رہا اور اس میں تشیع، اعتزال اور سنت صحیحہ سے ناواقفیت پائی جاتی تھی اور اس نے اپنے بعد ۲۰ھ میں علی رضا بن موسیٰ کاظم بن جعفر صادق بن محمد باقر بن علی بن زین العابدین بن حسین بن علی بن ابی طالب کے لیے بیعت لی اور سیاہ لباس کو اتار دیا اور سبز لباس پہن لیا جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ بغدادی عباسیوں وغیرہ نے اس بات کو برا خیال کیا اور مامون کو معزول کر دیا اور ابراہیم بن مہدی کو اپنا امیر مقرر کر لیا پھر مامون نے ان پر فتح حاصل کر لی اور اس کی خلافت کا حال درست ہو گیا اور وہ معتزلہ کے مذہب پر تھا کیونکہ اس نے ایک جماعت سے ملاقات کی جس میں بشر بن غیاث المریسی بھی شامل تھا انہوں نے اسے دھوکہ دیا اور اس نے ان سے یہ باطل مذہب سیکھ لیا اور وہ علم کا دلدادہ تھا مگر اس میں اسے بصیرت نافذہ حاصل نہ تھی۔ اس اندرونی سبب کی وجہ سے وہ اس میں داخل ہو گیا اور باطل اس کے پاس خوبصورت بن کر آ گیا اور اس نے لوگوں کو اس کی طرف دعوت دی اور انہیں بالجبر اس پر آمادہ کیا اور یہ اس کی حکومت کے آخری ایام اور اس کے خاتمہ کے وقت ہوا۔

اور ابن ابی الدنیا نے بیان کیا ہے کہ مامون سفید رنگ، میانہ قد، خوب دُسر کے بال کچھوی جن پر زردی غالب تھی، آنکھیں بڑی بڑی، باریک طویل داڑھی اور تنگ جبین تھا اس کے رخسار پر تل تھا اس کی ماں ام ولد تھی جسے مراجل کہا جاتا تھا اور خطیب نے بحوالہ قاسم بن محمد بن عباد کی روایت ہے اس نے بیان کیا ہے کہ خلفاء میں سے حضرت عثمان بن عفان اور مامون کے سوا کسی نے قرآن حفظ نہیں کیا۔ یہ روایت نہایت غریب ہے جس سے اتفاق نہیں کیا جاسکتا۔ کئی خلفاء نے قرآن حفظ کیا ہوا تھا، مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ مامون رمضان شریف میں ۳۳ قرآن ختم کرتا تھا اور ایک روز وہ حدیث لکھوانے بیٹھا اور قاضی یحییٰ بن ائیم اور ایک جماعت اس کے گرد جمع ہو گئی تو اس نے انہیں اپنے حفظ سے تیس احادیث لکھوائیں اسے متعدد علوم مثلاً فقہ، طب، شعر، فرائض، کلام، نحو اور اس کے غریب کلمات، غریب حدیث اور علم نجوم میں بصیرت حاصل تھی اور زین مامونی^۱ اس کی طرف منسوب ہوتی ہے اور اس نے اسے سنجا کے میدان میں رکھ کر درجہ کی مقدار کی جانچ کی تو اس کے اور اوائل فقہاء کے علم میں اختلاف ہو گیا اور ابن عساکر سے روایت ہے کہ ایک روز مامون لوگوں کے لیے بیٹھا اور امراء اور علماء بھی اس کی مجلس میں موجود تھے تو ایک عورت اس کے پاس ظلم کی شکایت کرتی ہوئی آئی اور اس نے بیان کیا کہ اس کا بھائی فوت ہو چکا ہے اور اس نے چھ سو دینار ترکہ چھوڑا ہے اور اسے صرف ایک دینار ملا ہے۔ مامون نے فی البدیہہ اسے کہا تجھے تیرا حق مل گیا ہے تیرے بھائی نے دو بیٹیاں ایک ماں ایک بیوی بارہ بھائی اور ایک بہن چھوڑی ہے جو تو ہے اس نے کہا ہاں امیر المؤمنین تو وہ کہنے لگا دو بیٹیوں کے لیے وہ دو ٹکٹ چار سو دینار ہوئے اور ماں کے لیے چھٹا حصہ ایک سو دینار ہو اور بیوی کے لیے آٹھواں حصہ ۷۵ دینار ہوئے باقی ۲۵ دینار رہ گئے ہر بھائی کو دو سو دینار ملے اور تیرے لیے ایک دینار ہوا پس علماء اس کی سمجھ تیزی ذہن اور سرعت جواب سے انگشت بدندان رہ گئے۔

۱ زین، علم بیعت میں اس جدول کو کہتے ہیں جس سے ستاروں کی حرکات کا پتہ لگایا جاتا ہے۔ مترجم۔

اور ایک شاعر مامون کے پاس آیا اور اس نے اس کے بارے میں ایک شعر کہا تھا جسے وہ بہت اہم سمجھتا تھا اور جب اس نے اسے وہ شعر سنایا تو اس نے اس کے ہاں کوئی فائدہ بخش مقام حاصل نہ کیا اور وہ اس کے ہاں سے محروم ہو کر باہر نکل گیا اور اسے ایک شاعر ملا تو اس نے اسے کہا کیا میں تجھے ایک حیران کن بات نہ سناؤں؟ میں نے مامون کو یہ شعر سنایا تو اس نے سر بھی نہ اٹھایا اس نے پوچھا، کیا شعر ہے؟ اس نے کہا میں نے اس کے بارے میں کہا ہے:

امام ہدایت مامون دین میں مشغول ہے اور لوگ دنیا میں مشغول ہیں۔

دوسرے شاعر نے اسے کہا تو نے زیادہ سے زیادہ اسے محراب کی بڑھیا بنا دیا ہے تو نے ایسے کیوں نہیں کہا جیسے جریر نے عبدالعزیز بن مروان کے بارے میں کہا ہے:

وہ نہ دنیا میں اپنا حصہ ضائع کرنے والا ہے اور نہ دنیا ملنے پر دین سے غافل ہونے والا ہے۔

اور ایک روز مامون نے اپنے ایک ہم نشین کو کہا دو شاعر کے دو شعر ہیں جن سے کوئی نہیں مل سکتا ابونواس کہتا ہے۔ جب عقل مند شخص دنیا کی جانچ پڑتال کرے گا تو اسے معلوم ہو جائے گا کہ یہ دوست کے لباس میں دشمن ہے۔

اور شرح کہتا ہے:

دنیا پر ملامت بیچ ہے اور جو شخص اسے ملامت کرتا ہے وہ اس کی دوستی کا خواہش مند ہے۔

مامون نے بیان کیا ایک روز میں ایک جماعت کے ساتھ کہ بھیڑ نے مجھے مجبور کر دیا اور میں عوام کے ساتھ جا ملا اور میں نے ایک شخص کو ایک دوکان پر بوسیدہ کپڑوں میں دیکھا اور اس نے میری طرف مجھ پر رحم کرنے والے شخص کی طرح دیکھا یا میرے حال سے متعجب ہو کر دیکھا اور کہنے لگا۔

جب ایک سال سلامتی سے گزر جاتا ہے تو میں دیکھتا ہوں کہ ہر فریب خوردہ شخص کو اس کا نفس اگلے سال کے متعلق جھوٹی تمنائیں دلاتا ہے اور یحییٰ بن اشم نے بیان کیا ہے کہ میں نے عید کے روز مامون کو لوگوں کو خطبہ دیتے سنا اس نے اللہ کی حمد و ثنا کی اور حضرت نبی کریم ﷺ پر درود پڑھا پھر کہنے لگا اللہ کے بندو! دارین کا معاملہ بڑھ گیا ہے اور دونوں جہانوں کی جزاء مرتفع ہو گئی ہے اور فریقین کی مدت دراز ہو گئی ہے اور قسم بخدا یہ سنجیدگی اختیار کرنے کے لیے ہوئی ہے نہ کہ لہو و لعب کے لیے اور یہ حق کے لیے ہوئی ہے نہ کہ جھوٹ کے لیے اور یہ صرف موت، بعث، حساب، فضل، میزان، پل صراط پھر عذاب یا ثواب ہے اور جو اس روز نجات پا گیا وہ کامیاب ہو گیا اور جو گر پڑا وہ ناکام و نامراد ہو گیا سب خیر جنت میں ہے اور سب شر دوزخ میں اور ابن عساکر نے انصر بن شمیل کے طریق سے روایت کی ہے وہ بیان کرتا ہے میں مامون کے پاس آیا تو اس نے پوچھا تاخیر کیا ہے؟ میں نے کہا جو دین بادشاہوں سے موافق کرتا ہے وہ اس کے ذریعے اپنی دنیا حاصل کرتے ہیں اور ان کے دین کو نقصان پہنچاتے ہیں اس نے کہا تو نے درست کہا ہے پھر کہنے لگا اے انصر کیا تجھے معلوم ہے کہ میں نے آج صبح کو کیا کہا ہے؟ میں نے کہا مجھے علم غیب سے کوئی واسطہ نہیں ہے اس نے کہا میں نے یہ اشعار کہے ہیں:

میزادین وہ ہے جس کی میں اطاعت کرتا ہوں اور میں کل کو اس سے معذرت کرنے والا نہیں، میں حضرت نبی کریم ﷺ

کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ سے محبت رکھتا ہوں اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو سب دشتم نہیں کرتا پھر حضرت ابن عفان جنت میں ابرار کے ساتھ موجود ہیں یہ مقتول بڑے صبر والا ہے۔ آگاہ رہو میں حضرت زبیر رضی اللہ عنہ اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کو بھی سب دشتم نہیں کرتا خواہ کوئی کہے کہ ان دونوں نے خیانت کی ہے اور نہ ہی میں ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو سب دشتم کرتا ہوں اور جو ان پر افتراء کرتے ہیں ہم اس افتراء سے بری ہیں۔

یہ دوسرے مرتبے کے شیعوں کا مذہب ہے جس میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو صحابہؓ پر فضیلت دی جاتی ہے اور سلف کی ایک جماعت نے اور دارقطنی نے بیان کیا ہے کہ جس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر فضیلت دی اس نے مہاجرین و انصار پر عیب لگایا یعنی ان کے تین دن کے اجتہاد پر پھر انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قتل کے بعد انہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مقدم کرنے پر اتفاق کر لیا۔ اس کے بعد تشیع کے سولہ مراتب ہیں جیسا کہ کتاب البلاغ الاکبر اور الناموس الاعظم کے مؤلف نے بیان کیا ہے اور یہ کتاب اسے اکفر الکفر تک لے جاتی ہے اور ہم نے حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالب سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا جو شخص حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر مجھے فضیلت دیتا ہو امیرے پاس لایا گیا میں اسے مفتزی کی حد لگاؤں گا اور آپ سے متواتر روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ حضرت نبی کریم ﷺ کے بعد بہترین آدمی حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں اور مامون نے تمام صحابہؓ حتیٰ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب کی بھی مخالفت کی ہے اور مامون نے اس بدعت کے ساتھ جس میں اس نے مہاجرین و انصار پر عیب لگایا ہے ایک اور بدعت اور بڑی مصیبت کا بھی اضافہ کیا ہے اور وہ خلق قرآن کا مسئلہ ہے اس کے علاوہ شراب نوشی وغیرہ دیگر ناپسندیدہ افعال میں بھی منہمک رہتا تھا لیکن اس میں جنگ کرنے اور دشمنوں کے محاصرہ میں اور رومیوں کے مقابلہ میں صبر و استقلال دکھانے اور ان کے مردوں کے قتل کرنے اور عورتوں کے قیدی بنانے میں بڑی قوت اور تیز فہمی پائی جاتی تھی۔

اور وہ کہا کرتا تھا کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز اور عبدالملک کے لیے حاجب تھے اور میں خود اپنا حاجب ہوں اور وہ عدل کا متلاشی تھا اور خود لوگوں کے درمیان فیصلے کیا کرتا تھا اس کے پاس ایک ضعیف عورت اس کے بیٹے عباس کے خلاف شکایت کرنے آئی اور وہ اس کے سر کے پاس کھڑا تھا اس نے حاجب کو حکم دیا تو اس نے اس کے ہاتھ کو پکڑ کر اسے اس عورت کے ساتھ اپنے سامنے بٹھالیا اس نے اس کے خلاف دعویٰ کیا کہ اس نے اس کی جاگیر لے لی ہے اور اس پر قبضہ کر لیا ہے پس دونوں نے کچھ دیر مناظرہ کیا اس عورت کی آواز اس سے بلند ہونے لگی تو حاضرین میں سے ایک شخص نے اس عورت کو ڈانٹا تو مامون نے اسے کہا خاموش رہ بلاشبہ اس سے حق نے گفتگو کروائی ہے اور باطل نے اسے خاموش کر دیا ہے پھر اس نے اس عورت کے حق میں فیصلہ دیا اور اپنے بیٹے کو اس کے لیے دس ہزار درہم کا تاوان ڈالا۔

اور اس نے ایک امیر کو لکھا یہ کوئی جو انہر دی نہیں کہ تیرا گھر سونے اور چاندی کا ہو اور تیرا قرض خواہ برہنہ اور تیرا پردوسی خالی پیٹ اور فقیر بھوکا ہو اور ایک شخص اس کے سامنے کھڑا ہوا تو مامون نے اسے کہا خدا کی قسم میں ضرور تجھے قتل کر دوں گا اس نے کہا یا امیر المومنین مجھ سے نرمی کیجیے بلاشبہ نرمی کرنا نصف عفو ہے اس نے کہا تو ہلاک ہو جائے تیرا برا ہو میں نے قسم کھائی ہے کہ میں تجھے

ضرور قتل کروں گا اس نے کہا یا امیر المؤمنین اگر آپ اللہ کو قسم توڑ کر ملیں تو یہ اس سے بہتر ہے کہ آپ اسے قاتل ہونے کی صورت میں ملیں تو اس نے اسے معاف کر دیا اور وہ کہا کرتا تھا کاش اہل جرائم کو معلوم ہوتا کہ میرا مذہب عفو کرنا ہے تو خوف ان سے دور ہو جاتا اور خوشی ان کے دلوں میں داخل ہو جاتی۔

ایک روز وفاء شپ میں سوار جمہ اور اس نے ملاح کو اپنے اصحاب سے کہتے سنا تم اس مامون کو دیکھتے ہو یہ میری نگاہوں میں شریف بنتا ہے حالانکہ اس نے اپنے بھائی امین کو قتل کیا ہے وہ یہ بات کر رہا تھا اور اسے مامون کی جگہ کا علم نہ تھا۔ مامون مسکرا کر کہنے لگا تم مجھے کوئی حیلہ بناؤ کہ میں اس جلیل القدر شخص کی نگاہوں میں شریف بن جاؤں؟ اور ہد بہ بن خالد ناشتہ کرنے کے لیے مامون کے پاس آیا اور جب دسترخوان اٹھایا گیا تو ہد بہ اس سے جو اچھی چیز گرتی اٹھا لیتا مامون نے اسے کہا اے شیخ کیا تو سیر نہیں ہو اس نے کہا بے شک حماد بن سلمہ نے ثابت سے بحوالہ انس مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے جو شخص اپنے دسترخوان کے نیچے پڑی ہوئی چیزوں کو کھائے گا فقر سے محفوظ ہو جائے گا راوی کا بیان ہے کہ مامون نے اس کے لیے ایک ہزار دینار کا حکم دیا۔

اور ابن عساکر نے روایت کی ہے کہ ایک روز مامون نے محمد بن عباد بن مہلب سے کہا اے ابو عبد اللہ میں نے تجھے ایک کروڑ پھر ایک کروڑ پھر ایک کروڑ دیا اور میں تجھے ایک دینار بھی دوں گا۔ اس نے کہا یا امیر المؤمنین موجود کرو کنا معبود کے بارے میں سوء ظن کرتا ہے اس نے کہا اے عبد اللہ تو نے بہت اچھی بات کی ہے اسے ایک کروڑ پھر ایک کروڑ پھر ایک کروڑ دے دو اور جب مامون بوران بنت حسن بن ہبل کو گھرا لیا تو لوگ اس کے باپ کو نفیس اشیاء تحفہ دینے لگے اور ان لوگوں میں ایک ادیب بھی تھا جس پر وہ فخر کیا کرتا تھا اس نے اسے توشہ دان تحفہ دیا جس میں اچھا نمک تھا اور ایک اور توشہ دان بھی دیا جس میں اچھی گھاس تھی اور اس نے اسے لکھا میں نے پسند نہیں کیا کہ حسن سلوک کرنے والوں کا ورق لپیٹ دیا جائے اور میرا اس میں ذکر نہ ہو پس میں نے اسے اس کی برکت کی وجہ سے تیری طرف بھیجنے کا آغاز کیا ہے اور اس کی اچھائی اور نظافت کی وجہ سے اس پر اس کا خاتمہ کیا ہے اور اسے لکھا:

میرا سامان میری خواہش سے کم ہے اور میری خواہش میرے مال سے عاجز ہے اے میرے آقا نمک اور گھاس میرے جیسے لوگوں کی طرف بہترین تحفہ ہے۔

راوی بیان کرتا ہے حسن بن ہبل ان چیزوں کو مامون کے پاس لے گیا تو اس بات نے اسے حیران کر دیا اور اس کے حکم سے دونوں توشہ دان خالی کر کے دنا نیر سے بھر دیئے گئے اور اس نے ان دونوں توشہ دانوں کو ادیب کے پاس بھجوا دیا اور مامون کے ہاں اس کا بیٹا جعفر پیدا ہوا تو لوگ اسے کئی قسم کی مبارکباد دینے آئے اور ایک شاعر بھی آیا اور اس نے اس کے بیٹے کی مبارکباد دی:

اللہ تعالیٰ تیری عمر کو دراز کرے حتیٰ کہ تو اپنے بیٹے کی عظمت کو دیکھے پھر اس پر لوگ ایسے ہی فدا ہوں جیسے کہ تجھ پر فدا ہوتے ہیں اور جب وہ ظاہر ہو تو یوں معلوم ہو گیا تو ظاہر ہوا ہے۔ وہ قد و قامت میں تیرے مشابہ ہو اور اپنی بزرگی سے

مدد یافتہ اور حملہ کرنے والا ہو۔

راوی بیان کرتا ہے اس نے اس کے لیے دس ہزار درہم کا حکم دیا اور جب وہ مجلس ہو گیا تو اس کے بعد دمشق میں اس کے پاس بہت سا مال آیا اور اس نے اپنے بھائی معصوم کے پاس اس کی شکایت کی تو خراسان کے خزانوں میں سے اس کے پاس تیس کروڑ درہم آئے اور وہ ان کی نمائش کے لیے باہر نکلا اور اونٹوں اور کچادوں کو آراستہ کیا گیا اور قاضی انتم بھی اس کے ساتھ تھا اور جب وہ درہم شہر میں آئے تو اس نے کہا یہ کوئی جوانمردی نہیں کہ ہم اس سب مال کو اکٹھا کر لیں اور لوگ دیکھتے رہیں پھر اس نے ان میں سے ۲۴ کروڑ درہم تقسیم کر دیئے اور اس کے پاؤں رکاب ہی میں تھے اور وہ اپنے گھوٹے سے نیچے اتر اور اس کے لطیف اشعار میں سے یہ اشعار بھی ہیں: -

میری زبان تمہارے اسرار کو چھپانے والی ہے اور میری آنسو میرے راز کی چغلی کھانے والے اور اسے شہرت دینے والے ہیں اگر آنسو نہ ہوتے تو میں عشق کو چھپا لیتا اور اگر عشق نہ ہوتا تو میرے آنسو نہ ہوتے۔

اس نے ایک شب ایک خادم کو اپنے پاس لوٹنی لانے کے لیے بھیجا تو خادم نے اس کے پاس دیر کردی اور لوٹنی نے کہا جب تک مامون خود اس کے پاس نہ آئے وہ اس کے پاس جانے کی نہیں تو مامون کہنے لگا: -

میں نے اشتیاق سے تجھے بھیجا اور تو دیکھنے میں کامیاب ہو گیا اور تو مجھے بھول گیا حتیٰ کہ میں نے تیرے بارے میں سوئے ظن کیا اور جس سے مجھے عشق ہے تو نے اس سے سرگوشی کی اور تو دور کرنے والا تھا کاش مجھے اس چیز کا علم ہوتا جو تیرے قرب سے بے نیاز کرتی اور تو نے اس کے چہرے کی خوبیوں کو بار بار دیکھا اور تو نے اس کے نغموں کے سننے سے اپنے کانوں کو شاد کام کیا اور میں تیری آنکھوں میں اس کے واضح نشان دیکھ رہا ہوں تیری آنکھوں نے اس کی آنکھوں کے حسن کو چرایا ہے۔

جب مامون نے تشیع اور اجترال کی بدعت نکالی تو بشر المریسی اس سے بہت خوش ہوا اور یہ بشر مامون کا شیخ تھا اور کہنے لگا: ہمارے آقا مامون نے وہ بات کہی ہے جس کی کتب میں تصدیق پائی جاتی ہے۔ بلاشبہ حضرت علی رضی اللہ عنہ یعنی ابوالحسن ہادی نبی کے بعد اس شخص سے افضل ہیں جس کے پاس اونٹنیاں پہنچتی ہیں بلاشبہ ہمارے اعمال ہمارے لیے ہیں اور قرآن مخلوق ہے۔

اور اہل سنت کے ایک شاعر نے اسے جواب دیا: -

اے لوگو! جو کلام اللہ کو مخلوق کہتا ہے اس کا کوئی قول و عمل نہیں یہ بات نہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہی ہے اور نہ حضرت نبی کریم ﷺ نے اور نہ ہی حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے اس کا ذکر کیا ہے یہ بات ہر اس شخص نے کہی ہے جو رسول اللہ ﷺ کے مقابلے میں بدعت نکالنے والا ہے اور اللہ کے نزدیک زندیق ہے بشر نے اس سے ان کے دین کو مٹانا چاہا ہے حالانکہ ان کا دین خود ہی مٹنے والا ہے اے لوگو تمہارے خلیفہ کی عقل کو بیڑیاں پڑ گئی ہیں اور وہ طوقوں سے جکڑا ہوا ہے۔

بشر نے مامون سے مطالبہ کیا کہ وہ ان اشعار کے قائل کو باہر کرے اس کی تادیب کرے اس نے کہا تو ہلاک ہو جائے اگر وہ فقیہہ ہوتا تو میں اس کی تادیب کرتا لیکن وہ شاعر ہے میں اسے نہیں روکوں ڈگا اور جب مامون طرطوس کے آخری سفر میں جنگ کے لیے تیار ہوا تو اس نے اپنی محبوبہ لونڈی کو بلایا جسے اس نے اپنی آخری عمر میں خریدا تھا اس نے اسے اپنے ساتھ لگایا تو لونڈی روپڑی اور کہنے لگی اے امیر المؤمنین آپ نے اپنے اس سفر سے مجھے قتل کر دیا ہے پھر کہنے لگی۔

میں مضطر کی طرح رب سے تیرے لیے دعا کروں گی جو دعا کا بدلہ دیتا ہے اور قبول کرتا ہے شاکد اللہ آپ کو جنگ میں کفایت کرے اور ہمیں دلوں کی محبت کی طرح اکٹھا کر دے۔

اور وہ اسے اپنے ساتھ لگا کر کہنے لگا:

جب آنسو اس کے سر سے کودھو دیتے ہیں تو اس کے حسن کے کیا کہنے اور جب وہ انگلیوں سے آنسوؤں کو صاف کرتی ہے تو اس کے بھی کیا کہنے۔ صبح اس نے ناراضگی سے کہا تو نے مجھے قتل کر دیا ہے حالانکہ اس وہ اس وقت وہ اپنے قول سے میرے قتل کی کوشش کر رہی تھی۔

پھر اس نے مسرور خادم کو اس کے ساتھ حسن سلوک کرنے اور اس کی واپسی تک اس کی نگہداشت کرنے کا حکم دیا پھر کہنے لگا ہماری حالت اھطل کے شعر کی مانند ہے:

وہ ایسے لوگ ہیں جب جنگ کرتے ہیں تو اپنے تہ بند کس لیتے ہیں اور عورتوں کے پاس نہیں جاتے خواہ وہ طہر کی حالت میں رات گزار دیں۔

پھر اس نے اسے الوداع کہا اور روانہ ہو گیا اور لونڈی اس کی غیر حاضری میں بیمار ہو گئی اور اسی طرح مامون بھی اپنی غیر حاضری میں فوت ہو گیا اور جب اس کی موت کی خبر لونڈی کو پہنچی تو اس نے ایک لمبی آہ بھری اور اس کی وفات کا وقت بھی آ گیا اور وہ اسی حالت میں کہنے لگی:

بلاشبہ زمانے نے حلاوت کے بعد ہمیں اپنی مرارت کے جام پلائے ہیں اور ہمیں سیر کر دیا ہے ایک دفعہ اس نے ہمیں ہنسیا ہے اور دوسری دفعہ رلایا ہے۔ قضا کا فیصلہ اور دنیا کی نیرنگی ہمیشہ ہمارے ساتھ رہے گی اور ہم اللہ ہی کی طرف جانے والے ہیں دنیا نے ہمیں اپنے تصرفات دکھائے ہیں جو دوستی اور غم پر ہمیشہ قائم نہیں رہتے اور ہم اس میں یوں زندہ رہتے ہیں کہ گویا ہم ہمیشہ رہیں گے اور وہ ہمارے مردوں پر نہیں روتے۔

مامون نے جمعرات کے روز ظہر کے بعد اور بعض کے قول کے مطابق عصر کے بعد ۱۷ جب ۲۱۸ھ کو ۲۸ سال کی عمر میں طرطوس میں وفات پائی اور اس کی مدت خلافت بیس سال چند ماہ ہے اور اس کی نماز جنازہ اس کے بھائی معتمد نے پڑھائی جو اس کے بعد ولی عہد تھا اور اسے طرطوس میں خاتان خادم کی حویلی میں دفن کیا گیا اور بعض کا قول ہے کہ اس کی وفات منگل کے روز ہوئی اور بعض کا قول ہے کہ اس سال کے آٹھ دن باقی رہتے تھے کہ بدھ کے روز اس کی وفات ہو گئی اور بعض کا قول ہے اس نے طرطوس سے باہر چاردن کی مسافت پر وفات پائی ہے اور وہاں سے اسے طرطوس لا کر دفن کیا گیا اور بعض کا قول ہے کہ اسے

رمضان میں اذ نہ کی طرف لا کر وہیں دفن کر دیا گیا واللہ اعلم اور ابو سعید مخزومی نے کہا ہے کہ: کیا تو نے ستاروں کو دیکھا ہے کہ مامون کے یا اس کی مضبوط حکومت کے کچھ کام آئے ہوں انہوں نے اسے طرفوں کے دو سید انوں میں یوں چھوڑ دیا ہے جیسے انہوں نے اس کے باپ کو طوس میں چھوڑا تھا۔ اور اس نے اپنے بھائی معصم کو وصیت کی تھی اور اس کی وصیت کو اس کی اور اپنے بیٹے عباس کی موجودگی اور قضاۃ امراء وزراء اور کاتبوں کی ایک جماعت کی موجودگی میں لکھی اور اس میں خلق قرآن کا مسئلہ بھی لکھا اور اس نے اس سے توبہ نہیں کی بلکہ اسی حالت میں مرا اور اس کا عمل منقطع ہو گیا اس نے نہ ہی اس سے رجوع کیا اور نہ ہی اس سے توبہ کی ہے اور اس نے وصیت کی کہ جو شخص اس کی نماز جنازہ پڑھائے وہ اس پر پانچ تکبیریں کہے اور اس نے معصم کو اللہ کا تقویٰ اختیار کرنے اور رعیت سے نرمی کرنے کی وصیت کی اور اسے یہ بھی وصیت کی کہ وہ قرآن کے بارے میں اپنے بھائی مامون کا سا اعتقاد رکھے اور لوگوں کو بھی اس کی دعوت دے نیز اس نے اسے عبداللہ بن طاہر، احمد بن ابراہیم اور احمد بن ابی داؤد کے متعلق بھی وصیت کی اور کہا اپنے معاملات میں اس سے مشورہ کرو اور اس سے الگ نہ ہو اور یحییٰ بن اسلم کی صحبت اختیار کرنے سے بچنا پھر اس نے اسے روک دیا اور اس کی مذمت کی اور کہا اس نے مجھ سے خیانت کی ہے اور لوگوں کو مجھ سے نفور کر دیا ہے اور میں نے ناراضگی سے اس سے علیحدگی اختیار کر لی ہے پھر اس نے اسے علویوں کے ساتھ بھلائی کرنے اور ان کے محسن کی بات قبول کرنے اور ان کے بدکار سے چشم پوشی کرنے اور انہیں ہر سال کے عطیات ہمیشہ دینے کی وصیت کی۔

ابن جریر نے مامون کے حالات بھرپور انداز میں بیان کئے ہیں اور ان میں بہت سی ایسی باتوں کا ذکر ہے جنہیں ابن عساکر نے بیان نہیں کیا حالانکہ وہ اس کے متعلق بہت کچھ بیان کرتا ہے۔ و فوق کل ذی علم علیہ۔

معصم باللہ ابواسحاق بن ہارون کی خلافت:

جس روز اس کا بھائی مامون طوس میں جمعرات کے روز ۱۲ رجب ۲۱۸ھ کو فوت ہوا اس روز اس کی بیعت ہوئی یہ اس وقت بیمار تھا اور اس نے اپنے بھائی مامون کی نماز جنازہ پڑھائی اور بعض امراء نے عباس بن مامون کی حکومت کے بارے میں بھی کوشش کی تو عباس نے ان کے پاس آ کر کہا یہ کیا نکمی وعدہ خلافتی ہے؟ میں نے اپنے چچا معصم کی بیعت کر لی ہے تو لوگ پرسکون ہو گئے اور فتہ کی آگ بجھ گئی اور معصم کی بیعت کے لیے اور مامون کی تعزیت کے لیے ایلیٰ آفاق میں چلے گئے اور مامون نے طوانہ کے شہر میں جو کچھ بنا یا تھا معصم نے اس کے گرانے کا حکم دے دیا اور اس کے ارد گرد جو ہتھیار وغیرہ تھے انہیں مسلمانوں کے قلعوں کی طرف لے آیا اور اس نے کارگیروں کو اپنے اپنے شہروں کو واپس جانے کی اجازت دے دی پھر معصم فوجوں کے ساتھ بغداد روانہ ہو گیا اور عباس بن مامون بھی اس کے ساتھ تھا اور وہ رمضان کے آغاز میں بڑی شان و شوکت کے ساتھ ہفتہ کے روز بغداد آیا اور اس سال ہمدان، اصہبان، ماسدان اور مہر جان کے بہت سے باشندے خرمیوں کے دین میں شامل ہو گئے اور ان میں سے بہت سے لوگوں نے جتھہ بندی کر لی تو معصم نے ان کے مقابلہ میں بڑی فوجیں بھیجیں اور سب سے آخر میں اسحاق بن ابراہیم بن مصعب کو ایک عظیم جیش کے ساتھ روانہ کیا اور اسے جبال کی امارت دی اور وہ ذوالقعدہ میں گیا اور یوم الترویہ کو اس کی فتح کا خط

سنایا گیا کہ اس نے خرمیوں کو مغلوب کر کے ان میں سے بہت سے لوگوں کو قتل کر دیا ہے اور ان کے باقی ماندہ لوگ باادارہ و مہم کی طرف بھاگ گئے ہیں اور اسی کے ہاتھوں حضرت امام احمدؒ کی آزمائش شروع ہوئی اور اس کے سامنے آپ کو مارا گیا جیسا کہ ابھی امام احمد کے حالات میں آئے ہیں۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

بشر المریسی:

بشر بن غیاث بن ابی کریمہ ابو عبد الرحمن المریسی المتکلم شیخ المعز لہ اور مامون کو گمراہ کرنے والوں میں سے ایک یہ شخص شروع شروع میں فقہ میں کچھ غور و فکر کرتا تھا اور اس نے قاضی ابو یوسف سے علم حاصل کیا اور آپ سے حماد بن سلمہ اور سفیان بن عیینہ سے حدیث روایت کی پھر اس پر علم کلام کا غلبہ ہو گیا، حالانکہ حضرت امام شافعیؒ نے اسے اس کے سیکھنے سے روکا تھا مگر اس نے آپ کی بات نہ مانی اور حضرت امام شافعیؒ نے فرمایا ہے اگر بندہ شرک کے سوا ہر گناہ کے ساتھ اللہ سے ملے تو یہ اس سے بہتر ہے کہ وہ علم کلام کے ساتھ اس سے ملاقات کرے اور جب حضرت امام شافعیؒ بعد ادا آئے تو بشر نے آپ سے ملاقات کی۔

ابن خلکان نے بیان کیا ہے کہ اس نے از سر نو خلق قرآن کے مسئلہ کو اٹھایا اور اس سے شیخ احوال روایت کئے گئے ہیں اور یہ مرجئی تھا اور المرجیہ میں سے المریسیہ اسی کی طرف منسوب ہوتے ہیں اور یہ کہا کرتا تھا شمس و قمر کو سجدہ کرنا کفر نہیں صرف کفر کی علامت ہے اور یہ حضرت امام شافعیؒ سے مناظرے کیا کرتا تھا اور نحو کو اچھی طرح نہیں جانتا تھا اور اعراب میں فصیح غلطیاں کرتا تھا بیان کیا جاتا ہے کہ اس کا باپ یہودی تھا اور کوفہ میں رنگریز تھا اور بغداد میں درب المریسی میں سکونت پذیر تھا اور المریسی ان کے نزدیک پتلی روٹی ہے جسے گھی اور کھجور سے گوندھ کر بنایا جاتا ہے اور مرلیس، بلاد نوہ کی جہت میں ہے جہاں موسم سرما میں ٹھنڈی ہوا چلتی ہے۔

اور اس سال عبد اللہ بن یوسف الشیبی، ابو مسہر عبد الاعلیٰ بن مسہر غسانی دمشقی اور یحییٰ بن عبد اللہ البالبلی نے وفات پائی۔

ابو محمد عبد الملک بن ہشام بن ایوب مغافری:

زید بن عبد اللہ البکائی سے بحوالہ ابن اسحاق مصنف سیرت سے، سیرت کی روایت کرنے والے اور وہ سیرت اسی لیے ان کی طرف منسوب ہو گئی ہے اور اسے سیرت ابن ہشام کہا جاتا کیونکہ آپ نے اس کی اصلاح کی ہے اور اس میں کمی بیشی کی ہے اور کئی مقامات کو درست کر کے لکھا ہے اور کئی باتوں کی اصلاح کی ہے آپ لغت و نحو کے امام تھے، آپ مصر میں مقیم تھے اور جب امام شافعی مصر آئے تو آپ نے ان سے ملاقات کی اور ایک دوسرے کو عربوں کے اشعار میں بہت کچھ سنایا، آپ کی وفات اس سال کے ۱۳ ربیع الآخر کو مصر میں ہوئی یہ بات ابن یونس نے تاریخ مصر میں بیان کی ہے اور سیبلی کا خیال ہے کہ آپ نے ۲۱۳ھ میں وفات پائی ہے جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے واللہ اعلم۔



۲۱۹ھ

اس سال محمد بن القاسم بن مر بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب نے خراسان کے شہر طالقان میں ظہور کیا اور آل محمد کے رضا کی طرف دعوت دی اور بہت سے لوگوں نے اس کے ساتھ اتفاق کیا اور عبداللہ بن طاہر کے جرنیلوں نے متعدد بار اس سے جنگ کی اور پھر وہ اس پر غالب آگئے اور یہ بھاگ گیا اور پکڑا گیا پھر اسے عبداللہ بن طاہر کے پاس بھجوا یا گیا اور اس نے معتصم کے پاس بھجوادیا اور یہ ۱۵ ربیع الآخر کو اس کے پاس آیا اور اس کے حکم سے ایک تنگ مکان میں جس کا طول ۳×۲ ہاتھ تھا قید کر دیا گیا اور یہ اس میں تین سال قید رہا پھر اس سے وسیع مکان میں منتقل کر دیا گیا اور اس کی رسد جاری کر دی گئی اور ایک خدمت گار بھی دے دیا گیا اور یہ عید الفطر کی شب تک مسلسل وہاں محبوس رہا اور لوگ عید میں مشغول ہو گئے تو اس نے روشن دان سے جس سے اسے روشنی آتی تھی رسی لٹکائی اور چلا گیا، معلوم نہیں یہ کیسے اور کس علاقے میں چلا گیا۔

اور اجمادی الاولیٰ کو اتوار کے روز اسحاق بن ابراہیم خرمیوں کے ساتھ جنگ کر کے واپس بغداد آیا اور اس کے ساتھ ان کے قیدی بھی تھے اور اس نے ان کے ساتھ جنگ میں ان کے ایک لاکھ جانبازوں کو قتل کر دیا اور اسی سال معتصم نے عجیف کو ایک بہت بڑی فوج کے ساتھ زط قوم کے ان لوگوں کے ساتھ جنگ کرنے بھیجا جنہوں نے بلاد بصرہ میں فساد برپا کر دیا تھا اور رہزنی کرتے تھے اور غلہ جات کو لوٹ لیتے تھے اس نے نو ماہ تک ان سے جنگ کی اور انہیں مغلوب کر لیا اور ان کے شر کو قلع قمع کر دیا اور ان کے سبزہ زاروں کو تباہ و برباد کر دیا اور ان کا منتظم محمد بن عثمان نام ایک شخص تھا اور اس کے ساتھ سحلق نامی ایک شخص بھی تھا جو ان کا چالاک اور شیطان تھا، پس اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اس سے اور اس کے شر سے راحت دی۔

اور اس سال امام احمدؒ کے شیخ سلیمان بن داؤد ہاشمی اور المسند کے مؤلف اور حضرت امام شافعیؒ کے شاگرد عبداللہ بن زبیر الحمیدی، علی بن عیاش اور امام بخاریؒ کے شیخ ابو نعیم الفضل بن دکین اور ابو بشار الہندی نے وفات پائی۔

۲۲۰ھ

اس سال کے دسویں دن عجیف کشتیوں میں بغداد آیا اور اس کے ساتھ ۲۷ ہزار زط بھی تھے جو خلیفہ سے امان لینے آئے تھے سو انہیں مشرقی جانب اتارا گیا پھر انہیں چشمہ رومہ کی طرف بھجوادیا گیا اور رومیوں نے ان پر حملہ کر کے سب کی بیخ کنی کر دی اور ان میں سے ایک شخص بھی نہ بچ سکا اور یہ ان سے آخری ملاقات تھی اور اس سال معتصم نے افسین کو جس کا نام حیدر بن کاوس تھا با بک خرمی لعینہ اللہ علیہ سے جنگ کرنے کے لیے ایک عظیم فوج کا سالار مقرر کیا اور خرمی کی قوت و شوکت بہت بڑھ گئی تھی اور اس کے پیروکار آذربائیجان اور اس کے اردگرد کے علاقوں میں پھیل گئے۔ سب سے پہلے اس نے ۲۰ھ میں ظہور کیا اور ایک بہت بڑا زندیق اور شیطان مردود تھا، افسین روانہ ہوا اور اس نے گھات لگانے، قلعے تعمیر کرنے اور ملک کے انتظار کے فنون میں بڑی مہارت حاصل کی تھی اور معتصم نے بفا اکبر کے ساتھ اس کی طرف بہت سے اموال اپنی فوج اور اتباع پر خرچ کرنے کے لیے بھیجے۔

پس اس کی اور بابک کی مذہب پھیل ہو گئی اور دونوں نے باہم شدید جنگ کی اور افسین نے بابک کے اصحاب میں سب سے بہت سے لوگوں کو جو ایک لاکھ سے بھی زائد تھے قتل کر دیا اور خود وہ اپنے شہر کی طرف بھاگ گیا اور وہاں شکست خوردگی کی حالت میں پھہر گیا اور یہ پہلی شکست ہے جس سے بابک کی حکومت متزلزل ہو گئی اور ان دونوں کے درمیان بہت سی جنگیں ہوئی جن کا ابن جریر نے استقصاء کیا ہے۔

اور اس سال معصم بغداد سے روانہ ہو کر قاطول اتر اور وہاں اقامت اختیار کی اور اسی سال معصم فضل بن مروان پر عظیم مرتبے کے بعد ناراض ہو گیا اور اسے وزارت سے معزول کر کے قید کر دیا اور اس کے اموال چھین لئے اور اس کی جگہ محمد بن عبدالملک بن الزیات کو وزیر بنایا اور اس سال گزشتہ سال کے امیر حج صالح بن علی بن محمد نے لوگوں کو حج کروایا۔ اور اس سال آدم بن ایاس، عبداللہ بن رجا، عفان بن سلمہ اور مشہور قاری قالون اور ابو حذیفہ الہندی نے وفات پائی۔

۲۲۱ھ

اس سال بغا لکبیر اور بابک خرمی کے درمیان ہولناک معرکہ ہوا اور بابک نے بغا کو شکست دی اور اس کے بہت سے اصحاب کو قتل کر دیا، پھر افسین اور بابک کی جنگ ہوئی تو افسین نے اسے شکست دی اور طویل جنگوں کے بعد جن کا ابن جریر نے استقصاء کیا ہے اس نے اس کے بہت سے اصحاب کو قتل کر دیا۔ اور اس سال مکہ کے نائب محمد بن داؤد بن عیسیٰ بن موسیٰ عباسی نے لوگوں کو حج کروایا اور اس سال عاصم بن علی، عبداللہ بن مسلم القنسی، عبدان اور ہشام بن عبداللہ رازی نے وفات پائی۔

۲۲۲ھ

اس سال معصم نے بابک سے جنگ کرنے کے لیے افسین کی مدد کے واسطے ایک بہت بڑا لشکر تیار کیا اور فوج کے اخراجات کے اس کی طرف تیس کروڑ درہم بھیجے انہوں نے باہم شدید جنگ کی اور افسین نے بابک کے شہر البند کو فتح کر کے جو کچھ اس میں تھا اسے مباح کر دیا اور یہ ۲۰ رمضان جمعہ کے دن کا واقعہ ہے اور یہ محاصرہ ہولناک معرکوں، شدید جنگوں اور پوری کوششوں کے بعد ہوا، ابن جریر نے اس کی تفصیل کو بڑا طویل دیا ہے اور حاصل کلام یہ کہ اس نے شہر کو فتح کر لیا اور جس قدر بھی مال اس کے قابو میں آئے، اس نے ان سب کو لے لیا۔

بابک کی گرفتاری:

جب مسلمانوں نے اس کے شہر البند پر جو اس کا دار السلطنت تھا قبضہ کر لیا تو وہ اپنے اہل و اولاد کے ساتھ بھاگ گیا اور اس کی ماں اور بیوی بھی اس کے ساتھی پس وہ ایک چھوٹی سی جماعت کے ساتھ الگ ہو گیا اور ان کے پاس کوئی کھانا نہ رہا اور وہ ایک کاشتکار کے پاس سے گزرے تو اس نے اس کے پاس اپنا غلام بھیجا اور اسے سونادے کر کہا اس کو سونادو اور اس کے پاس جو روٹیاں

ہیں ۱۰۰ لے لیا، کاشکار کے شریک نے اسے دور سے دیکھا کہ وہ اس سے روٹیاں لے رہا ہے تو اس نے خیال کیا کہ اس نے اس سے روٹیاں بھین لی ہیں، پس وہ وہاں ایک قلعہ میں گیا جہاں خلیفہ کا نائب سہل بن سباط رہتا تھا تا کہ اس غلام کے خلاف اس سے مدد مانگے وہ خود سوار ہو کر آیا اور اس نے غلام کو دیکھ کر کہا تیرا کیا واقعہ ہے؟ اس نے کہا کچھ نہیں میں نے اتنا تیرے دل سے روٹیاں لے لی ہیں، اس نے پوچھا تو کون ہے؟ اس نے اس سے حقیقت چھپانی چاہی تو اس نے اس سے اصرار کیا تو اس نے کہا میں بابک کے غلاموں میں سے ہوں، اس نے پوچھا وہ خود کہاں ہے؟ اس نے کہا دیکھو وہ یہاں بیٹھ کر صبح کا ناشتہ کرنا چاہتا ہے۔ سہل بن سباط اس کے پاس گیا تو جب اس نے اسے دیکھا تو پیادہ ہو گیا اور اس کے ہاتھ کو بوسہ دیا اور کہنے لگا اے میرے آقا آپ کہاں جانا چاہتے ہیں؟ اس نے کہا میں بلاد روم میں داخل ہونا چاہتا ہوں۔

اس نے کہا آپ کس کے پاس جانا چاہتے ہیں جو میرے قلعے سے مضبوط ہے حالانکہ میں آپ کا غلام اور خادم ہوں؟ اور وہ مسلسل اس سے یہی بات کہتا رہا حتیٰ کہ اس نے اسے دھوکہ دے دیا اور اسے اپنے ساتھ قلعے میں لے گیا اور اسے اپنے پاس اتارا اور اسے بہت سے اخراجات اور تحائف وغیرہ دیئے اور افسین کو اس کے متعلق اطلاعی خط لکھ دیا اس نے اسے گرفتار کرنے کے لیے اس کے پاس دو امیروں کو بھیجا وہ دونوں قلعے نزدیک اتر گئے اور دونوں نے سباط کی طرف خط لکھا اس نے کہا میرا حکم آنے تک تم دونوں اپنی جگہ ٹھہرے رہو پھر اس نے بابک سے کہا آپ کو اور دیگر لوگوں کو اس قلعے میں تنگی محسوس ہوئی ہے اور میں نے آج شکار کو جانے کا ارادہ کیا ہے اور ہمارے ساتھ باز اور کتے بھی ہیں اگر آپ پسند کریں تو ہمارے ساتھ چلیں تاکہ آپ کا دل خوش ہو اور غم ختم ہو اس نے کہا بہت اچھا، پس وہ باہر نکلے اور سباط نے دونوں امیروں کو پیغام بھیجا کہ وہ فلاں فلاں وقت فلاں جگہ پر رہیں اور جب وہ دونوں اس مقام پر پہنچے تو دونوں امیر اپنی فوجوں کے ساتھ آگئے اور انہوں نے بابک کو گھیر لیا اور ابن سباط بھاگ گیا اور جب انہوں نے اسے دیکھا تو اس کے پاس آئے اور کہنے لگے اپنی سواری سے نیچے اتر کر پیدل چلو اس نے کہا تم دونوں کون ہو؟ انہوں نے کہا وہ افسین کے پاس سے آئے ہیں تو وہ اسی وقت اپنی سواری سے اتر کر پیادہ پا ہو گیا اور وہ سفید قمیص اور چھوٹے موزے پہنے تھا اور اس کے ہاتھ میں باز تھا، اس نے ابن سباط کی طرف دیکھ کر کہا اللہ تیرا برا کرے تو نے اپنی مرضی کے مطابق مجھ سے مال کیوں نہیں طلب کیا جس قدر یہ دونوں تجھے مال دیتے ہیں اس سے زیادہ تجھے دیتا۔

پھر انہوں نے اسے سوار کر لیا اور اسے اپنے ساتھ افسین کے پاس لے گئے اور جب وہ اس کے قریب ہوئے تو اس نے باہر نکل کر اس کا استقبال کیا اور لوگوں کو دو صفیں بنانے کا حکم دیا اور بابک کو حکم دیا کہ وہ پیادہ ہو کر لوگوں کے درمیان آ جائے اور وہ خود پیدل ہی چل رہا تھا سو اس نے ایسے ہی کیا اور وہ دن نہایت قابل دید تھا اور یہ اس سال کے شوال کا واقعہ ہے پھر اس نے اس کی نگرانی کی اور اسے اپنے پاس قید کر دیا۔ پھر افسین نے معصم کی طرف اس بارے میں خط لکھا تو اس نے اسے حکم دیا کہ وہ اسے اور اس کے بھائی کو لے کر اس کے پاس آئے اس نے اسے بھی گرفتار کیا ہوا تھا اور بابک کے بھائی کا نام عبد اللہ تھا، پس افسین نے اس سال کے مکمل ہونے پر ان دونوں کو بے ادب بھجوا دیا اور خود انہیں بغداد نہ پہنچایا اور اس سال اسی امیر نے لوگوں کو حج کروایا جس کا ذکر اس سے پہلے سال میں ہو چکا ہے۔

اور اس سال ابو الیمان الحکم بن نافع، عمر بن حفص بن عیاش، مسلم بن ابراہیم اور یحییٰ بن صالح الوحاظی نے وفات پائی۔

۲۲۳ھ

اس سال ۳ صفر کو جمعرات کے روز انشین بابک اور اس کے بھائی کے ساتھ بڑی شان کے ساتھ معتم کے پاس سامرا آیا اور معتم نے اپنے بیٹے ہارون کو انشین کے استقبال کا حکم دیا چونکہ معتم کو بابک کے معاملے کا بڑا خیال تھا اس لیے اس کی خبریں ہر روز اس کے پاس آتی تھیں اور معتم بابک کے پہنچنے سے دو دن قبل اپنی بیٹی کے ساتھ سوار ہو کر بابک کے پاس آیا اور وہ اسے پہچانتا نہ تھا اس نے اس کی طرف دیکھا پھر واپس آ گیا اور جب اس کے پاس اس کی آمد کا دن آیا تو معتم نے تیاری کی اور لوگوں نے دو صفیں بنائیں اور اس نے بابک کے معاملہ کو شہرت دینے کے لیے اسے حکم دیا کہ وہ ہاتھی پر سوار ہو جائے تاکہ لوگ اسے پہچان لیں اور وہ دیباچ کی قبا اور سور کی گول ٹوپی پہنے ہوئے تھا اور انہوں نے ہاتھی کو تیار کیا اور اس کے اطراف کو رنگ دیا اور اسے ریشم اور دیگر سامان جو اس کے لائق تھا آراستہ کیا اور ایک شاعر نے اس بارے میں کہا ہے:

ہاتھی کو اس کے دستور کے مطابق رنگ دیا گیا ہے اور وہ خراسان کے شیطان کو اٹھائے ہوئے ہے اور ہاتھی کے اعضاء کو وہ رنگتا ہے جسے کوئی شان حاصل ہوتی ہے۔

اور جب اسے معتم کے سامنے حاضر کیا گیا تو اس نے اس کے ہاتھ پاؤں قطع کرنے اور سر کاٹنے اور پیٹ پھاڑنے کا حکم دیا، پھر اس نے حکم دیا کہ اس کے سر کو خراسان لے جایا جائے اور اس کے جثہ کو سامرا میں صلیب دی جائے اور بابک نے اپنے قتل کی شب کو شراب پی تھی اور وہ اس سال کے ۱۳ ربیع الاول کو جمعرات کی رات تھی اور اس ملعون نے اپنی مدت ظہور سے جو بیس سال تھی دو لاکھ پچیس ہزار پانچ سو مسلمانوں کو قتل کیا تھا۔ یہ ابن جریر کا قول ہے اور بے شمار لوگوں کو قید کیا تھا اور انشین نے جن لوگوں کو اس کی قید سے چھڑایا تھا ان کی تعداد سات ہزار چھ سو تھی اور اس نے اپنی اولاد سے سترہ (۱۷) اشخاص اور اپنی بیویوں اور بیٹوں کی بیویوں میں ۲۳ خواتین کو قید کیا ہوا تھا اور بابک اصل میں ایک نہایت بد شکل لونڈی سے تھا اور حالات اسے یہاں تک لے آئے تھے جہاں وہ آ گیا تھا پھر بہت سے لوگوں اور کینے عوام کو فتنہ میں ڈالنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اس کے شر سے راحت دی۔ اور جب معتم نے اسے قتل کر دیا تو اس نے انشین کو تاج پہنایا اور اسے جواہرات کے دو ہار پہنائے اور اسے فوری طور پر بیس کروڑ درہم دیئے اور اسے سندھ کی امارت لکھ دی اور شعراء کو حکم دیا کہ اس نے مسلمانوں کی بھلائی کا جو کام کیا ہے اور بابک کے شہر البند کو تباہ و برباد کر کے اسے ایک ویران میدان بنا دیا ہے اس پر اس کے پاس جا کر اس کی مدح کریں اور انہوں نے اس بارے میں بہت اچھے اشعار کہے اور ان شعراء میں ابو تمام طائی بھی تھا، ابن جریر نے اس کے قصیدہ کو مکمل بیان کیا ہے اور یہ بھی اس کے اشعار ہیں:

جلاد نے البند کو شکستہ حال کر دیا ہے اور وہ دن ہو گیا ہے اور اس میں صرف جنگلی جانور مقیم ہیں۔ اس تلوار نے جس معرکے میں قرار نہیں پکڑا اور استقلال دکھایا ہے اس میں دین کو سر بلندی حاصل ہوئی ہے سرداری کی بکارت کو تلوار کے

ساتھ مشرق کے زرفشین نے توڑ دیا ہے اور دوبارہ لومڑوں کو اس کے وسط میں داخل کر دیا ہے حالانکہ کل وہ شیروں کی کچھار تھا وہاں اس کے باشندوں کی کھوپڑیوں نے موسلا دھار بارش برساتی، اس کی نشانی تاگیں اور کھوپڑیوں کے جوڑ ہیں، وہ بیابان سے پہلے جانوں سے تنگ شہر تھا اور اب ۱۱۰۰ چشموں والا ہو گیا ہے۔

اور اس سال یعنی ۲۲۳ھ شاہ روم توفیل بن میخائل نے ملطیہ اور اس کے اردگرد کے مسلمان باشندوں کو ایک عظیم جنگ میں الجھا کر بہت سے مسلمانوں کو قتل کر دیا اور بے شمار کو قیدی بنا لیا اور جن لوگوں کو اس نے قیدی بنایا ان میں ایک ہزار مسلمان عورتیں بھی شامل تھیں اور جو مسلمان اس کی قید میں آئے اس نے ان کا مثلہ کیا اور ان کے ناک کاٹ کاٹ دیئے اور ان کی آنکھوں میں سلائی پھیر دی اللہ اس کا برا کرے اور اس کا سبب یہ ہوا کہ جب بابک کا الہذ شہر میں گھیراؤ کیا گیا تو اس کے اردگرد فوجیں جمع ہو گئیں اور اس نے شاہ روم کو لکھا:

عربوں کے بادشاہ نے اپنی عوامی فوج کو میری طرف بھیج دیا ہے اور اس کے بلاد کی اطراف کا حفاظت کرنے والا کوئی نہیں رہا اور اگر تو غنیمت کا خواہاں ہے تو تیرے اردگرد اس کے جو شہر ہیں جلدی سے ان پر حملہ کر دے اور انہیں حاصل کر لے وہاں تو کسی کو روکنے والا نہیں پائے گا، پس توفیل ایک فوج کے ساتھ روانہ ہو گیا اور احرمة بھی اس کے ساتھ مل گئے جنہوں نے جبال میں خروج کیا تھا اور اسحاق بن ابراہیم بن مصعب نے ان سے جنگ کی مگر ان پر قابو نہ پاسکا کیونکہ وہ پہاڑوں میں قلعہ بند ہو گئے تھے اور جب شاہ روم آیا تو وہ مسلمانوں کے خلاف اس کے ساتھ ہو گئے اور وہ ملطیہ پہنچ گئے اور انہوں نے ملطیہ کے باشندوں میں سے بہت سارے لوگوں کو قتل کر دیا اور ان کی عورتوں کو قیدی بنا لیا۔

اور جب معظم کو اس کی اطلاع ملی تو وہ بہت گھبرایا اور اس نے اپنے محل سے لام بندی کا اعلان کر دیا پھر فوراً اٹھ کر اس نے فوجوں کی تیاری کا حکم دے دیا اور قاضی اور گواہوں کو بلا کر انہیں گواہ بنایا کہ وہ جس قدر جاگیروں کا مالک ہے ان کا ۱/۳ صدقہ ہے اور ۱/۳ اس کے بیٹوں کے لیے ہے اور ۱/۳ اس کے غلاموں کے لیے ہے اور اس نے بغداد سے نکل کر ۲ جمادی الاولیٰ کو سوموار کے روز درجلہ کے مغرب میں پڑاؤ کر لیا اور عجیف کو امراء کی ایک جماعت کے ساتھ اپنے آگے بھیجا اور ان کے ساتھ اہل زبطہ کی مدد کے لیے بہت سی فوج بھی بھیجی اور انہوں نے سرعت کے ساتھ چل کر شاہ روم کو دیکھا کہ اس نے جو کچھ کرنا تھا کر لیا ہے اور جلدی سے اپنے ملک کو لوٹ گیا اور حال سے آگے بڑھ گیا اور اس کی اصلاح نہ کر سکا اور وہ خلیفہ کو واقعات بتانے کے لیے واپس چلے گئے اور اس نے امراء سے پوچھا بلا دروم میں سے کون سا شہر زیادہ محفوظ ہے انہوں نے کہا عموریہ، جب سے اسلام آیا ہے کسی نے اس سے مقابلہ نہیں کیا اور عموریہ ان کے نزدیک قسطنطنیہ سے بھی زیادہ عزت والا شہر تھا۔

معظم کے ہاتھوں عموریہ کی فتح:

جب معظم بابک کے قتل اور اس کے علاقے کو حاصل کرنے سے فارغ ہو گیا تو اس نے فوجوں کو اپنے سامنے بلایا اور ایسی تیاری کی کہ اس سے پہلے کسی خلیفہ نے ایسی تیاری نہ کی تھی اور اس نے جنگی ہتھیار، بوجھ، اونٹ، مشکیزے، چوپائے، مٹی کا تیل، گھوڑے، خیر اور ایسی چیزیں اپنے ساتھ لیں جن کی مثل کبھی سنی نہیں گئی اور وہ پہاڑوں جیسی افواج کے ساتھ عموریہ کی جانب روانہ

ہو گیا اور اس نے انشین حیدر بن کاوس کو سروج کی جانب روانہ کیا اور اپنی افواج کو ایسے مرتب کیا کہ اس کی مثل نہیں سنی گئی اور اس نے اپنے آگے ان امراء کو بھیجا جو جنگ کے ماہر تھے اور وہ چلتے چلتے دریائے المسیٰ تک پہنچ گیا جو خطوط کے قریب ہے اور یہ اس سال کے رجب کا واقعہ ہے اور شاہ روم بھی اپنی فوجوں کے ساتھ معتمم کی جانب روانہ ہوا اور دونوں ایک دوسرے کے نزدیک ہو گئے حتیٰ کہ دونوں فوجوں کے درمیان تقریباً چار فرسخ کا فاصلہ رہ گیا اور انشین دوسری جانب سے بلاد روم میں داخل ہو گیا اور وہ بھی اس کے پیچھے پیچھے آگئے اور اس کا دل اس بات سے گھبرا گیا کہ اگر اس نے خلیفہ سے جنگ کی تو انشین اس کے پیچھے سے اس کے پاس آجائے گا اور وہ دونوں اس کے مقابلہ میں باہم اکٹھے ہو جائیں گے اور وہ ہلاک ہو جائے گا اور اگر وہ دونوں میں سے ایک کے ساتھ الجھ گیا اور دوسرے کو چھوڑ دیا تو وہ اسے پیچھے سے آ پکڑے گا۔ پھر انشین اس کے نزدیک ہو گیا اور شاہ روم بھی اپنی فوج کے ایک دستے کے ساتھ اس کی طرف بڑھا اور اس نے بقیہ فوج پر اپنے ایک قریبی رشتہ دار کو نائب مقرر کیا پس اس کی اور انشین کی اس سال ۲۵ شعبان کو جمعرات کے روز مذبح پھیر ہو گئی۔ انشین ثابت قدم رہا اور اس نے رومیوں کے بہت سے آدمیوں کو قتل کر دیا اور دوسروں کو زخمی کیا اور شاہ روم پر متغلب ہو گیا اور اسے اطلاع ملی کہ باقی ماندہ فوج اس کے قرابت دار سے بھاگ گئی ہے اور اسے چھوڑ کر متفرق ہو گئی ہے تو اس نے واپسی میں جلدی کی، کیا دیکھتا ہے کہ فوج کا نظام درہم برہم ہو چکا ہے، پس اس نے اپنے قرابت دار پر ناراض ہو کر اسے قتل کر دیا اور یہ سب اطلاعات معتمم کے پاس آئیں تو وہ اس امر سے خوش ہوا اور فوری طور پر سوار ہو کر انقرہ آ گیا اور انشین نے اپنی فوج کے ساتھ وہاں اس سے ملاقات کی اور انہوں نے وہاں کے باشندوں کو دیکھا کہ وہ اس سے ڈر کر بھاگ گئے ہیں اور وہاں جو خوراک موجود تھی اس سے انہوں نے قوت حاصل کی۔

پھر معتمم نے اپنی افواج کو تین حصوں میں تقسیم کر دیا اور مینہ پر انشین اور میسرہ پر اشناں امیر تھا اور معتمم قلب میں تھا اور دونوں فوجوں کے درمیان دو فرسخ کا فاصلہ تھا اور اس نے انشین اور اشناں کو حکم دیا کہ وہ اس کی فوج کے مینہ میسرہ، قلب مقدمہ اور ساقہ کو مرتب کریں اور وہ جس ہستی کے پاس سے گزریں اسے نذر آتش کر دیں اور ویران کر دیں اور قیدی بنائیں اور غنیمت حاصل کریں اور وہ اسی طرح انہیں عموریہ لے گیا اور عموریہ اور انقرہ کے درمیان سات دن کا سفر تھا، سب سے پہلے میسرہ کے امیر اشناں کی فوج اس سال کی ۵ رمضان کو جمعرات کے روز چاشت کے وقت وہاں پہنچی اور اس نے اس کے ارد گرد چکر لگایا پھر وہاں سے دو میل کے فاصلے پر اتر پڑا پھر اس کے بعد جمعہ کی صبح کو معتمم وہاں پہنچا اور اس نے اس کے ارد گرد چکر لگایا اور اس کے قریب ہی اتر پڑا اور وہاں کے باشندوں نے سخت قلعہ بندی کر لی اور اس کے برجون کو جوانوں اور ہتھیاروں سے بھر دیا اور یہ ایک مضبوط فیصلوں اور بڑے بلند برجون والا نہایت ہی مضبوط شہر ہے اور معتمم نے برجون کو امراء پر تقسیم کر دیا اور ہر امیر اس جگہ کے سامنے اتر پڑا جو اس نے اس کے لیے معین کر دی تھی اور معتمم وہاں اس کے سامنے ایک جگہ پر اتراجس کی طرف اس کی راہنمائی کی گئی تھی اس کی راہنمائی ایک مسلمان نے کی تھی جو وہاں موجود تھا اور اس نے ان کے ہاں نصرانیت اختیار کر لی تھی اور ان میں شادی بھی کر لی تھی اور جب اس نے امیر المؤمنین اور مسلمانوں کو دیکھا تو اسلام کی طرف واپس آ گیا اور خلیفہ کے پاس جا کر مسلمان ہو گیا اور اس نے اسے فیصلوں میں ایک جگہ بتائی جسے صلیب نے گرا دیا تھا اور اس نے ایک بے بنیاد کمزور عمارت بنا دی ہے۔

پس معتمد نے عموریہ کے اردگرد مجانبیق نصب کر دیں اور اس نے وہ جگہ تلاش کی جو اس کی فصیل سے منہدم ہو گئی تھی جس نے متعلق اس فیڈی نے انہیں بتایا تھا پس اہل شہر نے جلدی سے اسے بڑی بڑی باہم جزی ہوئی کمزریوں سے بند کر دیا اور منہدمی نے مسلسل سنگ باری کی اور انہوں نے ان کے اوپر عرق گیر ڈال دیئے تاکہ وہ پتھروں کی تیزی کو روکیں مگر وہ کچھ کام نہ آئے اور جانب سے فصیل گریزی اور ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی اور شہر کے نائب نے شاہ روم کو اطلاع لکھ بھیجی اور اس نے یہ خط اپنی قوم کے دو غلاموں کے ہاتھ بھیجا اور جب وہ دونوں اپنے راستے پر فوج کے پاس سے گزرے تو مسلمانوں کو ان کے بارے میں شبہ ہوا تو انہوں نے ان سے پوچھا تم کون ہو؟ انہوں نے کہا ہم فلاں امیر کے اصحاب میں سے ہیں اور انہوں نے مسلمانوں کے ایک امیر کا نام لیا۔ انہیں معتمد کے پاس لے جایا گیا تو اس نے ان سے گفتگو کی کیا دیکھتا ہے کہ ان کے پاس عموریہ کے نائب مناٹس کا شاہ روم کے نام خط ہے جس میں اس نے اسے محاصرہ کی تکلیف سے آگاہ کیا ہے اور یہ کہ وہ شہر کے دروازوں سے نکل کر خواہ کچھ ہو جائے اچانک مسلمانوں پر حملہ کر کے ان کے ساتھ جنگ کرنے والا ہے جب معتمد کو اس بات کا پتہ چلا تو اس نے دونوں غلاموں کو خلعت دینے کا حکم دیا نیز یہ کہ دونوں کو ایک ایک تھیلی دی جائے۔

پس وہ دونوں فوراً مسلمان ہو گئے اور خلیفہ نے حکم دیا کہ ان دونوں کو خلعتیں پہنا کر شہر کے اردگرد چکر لگوا دیا جائے اور انہیں مناٹس کے قلعے تلے کھڑا کر کے ان پر دراہم اور خلعتیں نچھاور کی جائیں اور ان کے پاس وہ خط بھی ہو جو مناٹس نے شاہ روم کو لکھا تھا پس رومی ان دونوں کو سب دشتم کرنے لگے اور ان پر لغتیں ڈالنے لگے پھر اس موقع پر معتمد نے رومیوں کے اچانک خروج سے بچنے کے لیے اسز نو محافظوں اور نگرانوں کے بدلنے کا حکم دیا جس سے رومیوں کے دل گھبرا گئے اور مسلمانوں نے محاصرے میں ان پر دباؤ ڈالا اور معتمد نے مجانبیق اور قلعہ شمن آلات اور دیگر جنگی ہتھیاروں میں اضافہ کر دیا اور جب معتمد نے اس کی خندق کی گہرائی اور اس کی فصیلوں کی بلندی کو دیکھا تو اس نے فصیلوں کی مقاومت میں مجانبیق سے کام لیا اور اس نے راستے سے بہت سی بکریاں حاصل کیں جنہیں اس نے لوگوں میں تقسیم کر دیا اور اس نے حکم دیا کہ ہر شخص ایک بکری کھائے اور مٹی سے اس کی کھال کو بھر کر اسے لائے اور اسے خندق میں پھینک دے۔

پس لوگوں نے اس کے مطابق عمل کیا اور خندق بکثرت بکریوں کے پھینکنے کے باعث زمین کے برابر ہو گئی پھر اس نے اس کے اوپر مٹی ڈالنے کا حکم دے دیا حتیٰ کہ وہ ہموار راستہ بن گیا اور اس نے قلعہ شمن آلات کو اس کے اوپر رکھنے کا حکم دیا مگر اللہ نے اس کی ضرورت نہ رہنے دی اسی اثناء میں کہ لوگ مردوم کے پل پر تھے اچانک ایک منجیق اس عیب دار جگہ پر پڑی اور جب وہ دونوں برجون کے درمیان گری تو لوگوں نے ایک عظیم دھماکہ سنا اور جنہوں نے اسے نہ دیکھا تھا انہوں نے خیال کیا کہ رومیوں نے مسلمانوں پر اچانک خروج کر دیا ہے، معتمد نے ایک آدمی بھیجا جس نے لوگوں میں یہ اعلان کیا کہ یہ دھماکہ فصیل کے گرنے سے ہوا ہے جس سے مسلمانوں کو بڑی خوشی ہوئی لیکن جو فصیل گری تھی وہ جوانوں اور گھوڑوں کے دخول کے لیے کافی نہ تھی اور محاصرہ سخت ہو گیا اور رومیوں نے فصیل کے ہر برج پر ایک امیر اس کی حفاظت کے لیے مقرر کیا ہوا تھا اور جس امیر کی جانب سے فصیل گری تھی وہ محاصرہ کے مصائب کے مقابلہ میں کمزور ہو گیا اور اس نے جا کر مناٹس سے مدد مانگی مگر کسی رومی نے اس کی مدد نہ

کی اور کہنے لگے ہم جس جگہ کی حفاظت کے ذمہ دار ہیں ہم اسے نہیں چھوڑیں گے۔

اور جب وہ ان سے مایوس ہو گیا تو وہ 'معتصم سے ملاقات کرنے آیا اور جب وہ اس کے پاس پہنچا تو معتصم نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ وہ اس شکاف سے جو جاننازوں سے خالی ہو چکا ہے شہر میں داخل ہو جائیں پس مسلمان اس کی طرف روانہ ہو گئے اور رومی ان کی طرف اشارے کرنے لگے لیکن وہ ان کو ہٹانے کی قوت نہیں رکھتے تھے پس مسلمانوں نے ان کی طرف کوئی توجہ نہ دی پھر انہوں نے ان پر حملہ کر دیا اور بزور قوت شہر میں داخل ہو گئے اور مسلمان تکبیر کہتے ہوئے پے درپے اس کی طرف گئے اور رومیوں نے اپنی جگہیں چھوڑ دیں اور مسلمانوں نے انہیں جہاں بھی پایا قتل کرنے لگے اور انہوں نے ایک بہت بڑے گرجے میں انہیں اکٹھا کر دیا اور انہوں نے اسے بزور قوت فتح کر لیا اور جو لوگ ان میں موجود تھے انہیں قتل کر دیا اور ان سمیت گرجے کے دروازے کو جلا دیا پس وہ گرجا بھی جل گیا اور انہوں نے ان سب آدمیوں کو بھی جلا دیا اور اس میں کوئی محفوظ جگہ باقی نہ رہی سوائے اس جگہ کے جس میں نائب مقیم تھا اور مناسطس ایک مضبوط قلعے میں تھا، پس معتصم اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر آیا اور اس قلعے کے سامنے آ کر ٹھہر گیا جس میں مناسطس موجود تھا، منادی نے اسے آواز دی اے مناسطس تو ہلاک ہو جائے یہ امیر المومنین تیرے سامنے کھڑے ہیں انہوں نے دودفعہ کہا یہاں مناسطس موجود نہیں جس سے معتصم نے برا فروختہ ہو کر پیٹھ پھیر لی اور مناسطس کو پکار کر کہا یہ مناسطس ہے، یہ مناسطس ہے، سو خلیفہ واپس آ گیا اور قلعے پر سیڑھیاں لگائی گئیں اور ایلچی چڑھ کر اس کے پاس گئے اور اسے کہنے لگے تو ہلاک ہو جائے امیر المومنین کے حکم کو تسلیم کر لے تو وہ رکھ پھرتلوار لٹکائے ہوئے آیا اور تلوار کو اس کی گردن میں ڈالا گیا اور اسے لاکر معتصم کے سامنے کھڑا کر دیا گیا اور اس نے اس کے سر پر کوڑے مارے اور حکم دیا کہ وہ ذلیل ہو کر خلیفہ کے خیمے کی طرف پیدل چلے اور وہاں اسے باندھ دیا گیا اور مسلمانوں نے عموماً یہ سے بے حد و شمار اموال حاصل کئے اور ان میں سے جس قدر وہ اٹھا سکتے تھے انہوں نے اٹھائے اور جو کچھ ان اموال میں سے باقی رہ گئے معتصم نے ان کو جلانے کا حکم دے دیا اور وہاں جو مجاہدین اور قلعہ شکن آلات اور جنگی ہتھیار تھے ان کے بھی جلانے کا حکم دے دیا تاکہ رومی ان سے مسلمانوں کے خلاف جنگ کرنے کے لیے قوت حاصل نہ کر سکیں پھر معتصم اس سال کے شوال کے آخر میں طرطوس کی جانب واپس آ گیا اور اس نے ۲۵ دن عموماً یہ میں قیام کیا۔

عباس بن مامون کا قتل:

عباس اپنے چچا معتصم کے ساتھ عموماً یہ کی جنگ میں موجود تھا اور جب وہ اپنے باپ مامون کے طرطوس میں وفات پا جانے کے بعد خلافت حاصل نہ کر سکا تو عیض بن عنبنہ نے اسے شرمندہ کیا اور وہ اسے اپنے چچا معتصم کی بیعت کرنے پر ملامت کی اور وہ مسلسل اسے یہ بات کہتا رہا حتیٰ کہ اس نے اپنے چچا کو قتل کرنے اور امراء سے اپنی بیعت لینے کے متعلق اس کی بات مان لی اور اس نے حارث سمرقندی نام ایک شخص کو تیار کیا جو عباس کا ندیم تھا اور اس نے درپردہ امراء کی ایک جماعت سے اس کی بیعت لی اور اس نے ان سے عہد و پیمانہ لیا اور ان کے سامنے یہ بات پیش کی کہ وہ اس کے چچا کے قتل کا ذمہ دار ہے اور جب وہ درب الروم

میں تھے اور انقرہ جارہے تھے اور وہاں سے عموریہ جانا تھا تو عجیب نے عباس کو مشورہ دیا کہ وہ اس درے میں اپنے چچا کو قتل کر دے اور اپنی بیعت لے کر بغداد کو واپس چلا جائے عباس نے کہا میں پسند نہیں کرتا کہ میں اس غزوہ کو لوگوں کے لیے بے کار بنا دوں اور جب انہوں نے عموریہ کو فتح کر لیا اور لوگ غنیمت میں مشغول ہو گئے تو اس نے اسے مشورہ دیا کہ وہ اسے قتل کر دے تو اس سے وعدہ لیا کہ وہ جب واپس جائیں گے تو وہ درے کی تنگ جگہ پر اسے قتل کر دے گا پس جب وہ واپس لوٹے تو معصم بھی حقیقت کو سمجھ گیا اور اس نے محافظ فورس کو حفاظت کرنے کا حکم دیا اور خود بھی احتیاط کی اور پختہ ارادہ کر لیا اور اس نے حارث سمرقندی کو بلا کر اس سے تحقیق کی تو اس نے ساری بات کا اعتراف کر لیا اور یہ کہ اس نے عباس بن مامون کے لیے امراء کی ایک جماعت سے بیعت بھی لی ہے اور اس نے ان امراء کے نام بھی اسے بتائے اور معصم نے ان سے بہت سی باتیں دریافت کیں اور اپنے بھتیجے عباس کو بلا کر اسے بیڑیاں ڈال دیں اور اس پر ناراض ہوا اور اس کی تذلیل کی پھر اس کے سامنے اس امر کا اظہار کیا کہ وہ اس سے راضی ہو گیا ہے اور اس نے اسے معاف کر دیا ہے اور اس نے اسے بیڑیوں سے آزاد کر دیا اور اس کا راستہ چھوڑ دیا اور جب رات ہوئی تو اس نے اسے اپنی محفل سے نوشی میں بلایا اور اس سے تنہائی میں ملاحتی کہ اسے شراب پلا دی اور اس نے اس شخص سے بھی دریافت کیا جس نے یہ سازش بنائی تھی۔

پس اس نے سارے معاملے کو کھول دیا اور سارا واقعہ اس سے بیان کر دیا اور وہ بات ایسے ہی تھی جیسے کہ حارث سمرقندی نے بتائی تھی جب صبح ہوئی تو اس نے حارث کو بلایا اور اس سے تنہائی میں ملا اور دوبارہ اس سے اس معاملہ کے متعلق پوچھا تو اس نے اسے اسی طرح بیان کیا جیسا کہ پہلی دفعہ بیان کیا تھا اور اس نے کہا تو ہلاک ہو جائے میں اس امر کا خواہش مند تھا مگر میں نے اس معاملہ میں تیرے سچ بولنے کی وجہ سے کوئی راستہ نہیں پایا پھر اسی وقت معصم کے حکم سے اس کے بھتیجے عباس کو بیڑیاں ڈال کر افسین کے سپرد کر دیا گیا اور اس نے عجیب اور بقیہ امراء کے متعلق جن کا اس نے ذکر کیا تھا حکم دیا کہ ان کی نگرانی کی جائے۔ پھر اس نے انہیں طرح طرح کی سزائیں دیں جو اس نے ان کے لیے تجویز کی تھیں اور ان میں سے ہر ایک کو اس طریق سے قتل کیا گیا کہ دوسرے کو اس طرح قتل نہیں کیا گیا اور عباس بن مامون منج میں فوت ہو گیا اور وہیں اسے دفن کر دیا گیا اور اس کی موت کا سبب یہ ہوا کہ اس نے اسے سخت بھوکا رکھا پھر اس کے پاس بہت سا کھانا لایا گیا اور اس نے اس سے کھانا کھایا اور پانی مانگا تو پانی کو اس سے روک دیا گیا حتیٰ کہ وہ مر گیا اور معصم نے حکم دیا کہ منبر پر اس پر لعنت ڈالی جائے اور اس نے اس کا نام لعین رکھا اور اسی طرح اس نے مامون کے بچوں کی ایک جماعت کو بھی قتل کر دیا۔

اور اس سال محمد بن داؤد نے لوگوں کو حج کروایا اور اس سال اعیان میں سے بابک خرمی کو قتل کیا گیا اور صلیب دیا گیا جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں اور خالد بن خراش، عبداللہ بن صالح، جولیت بن سعد کا کاتب تھا محمد بن العونی اور موسیٰ بن اسماعیل نے وفات پائی۔



۲۲۲ھ

اس سال مازیا بن تمار بن یزید اور مزناہم ایک شخص نے آمل طبرستان میں خروج کیا اور خراسان کے نائب عبداللہ بن طاہر بن حسین کو خراج دینا پسند نہیں کرتا تھا بلکہ وہ اسے خلیفہ کو بھیجتا تھا تاکہ وہ اس سے کچھ خراج حاصل کر لے سو وہ بعض شہروں کی طرف بار برداری کرنے والوں کے ذریعے خلیفہ کو خراج بھیجتا تاکہ وہ اس سے کچھ خراج لے لے پھر اسے ابن طاہر کے پاس بھیج دے۔ پھر نوبت بایں جا رسید کہ اس نے ان علاقوں میں بغاوت کر دی اور معتصم کی مخالفت کا اظہار کر دیا اور مازیا ربا بک خرمی سے مراسلت کیا کرتا تھا اور وہ اسے فتح کے وعدے دیتا تھا بیان کیا جاتا ہے کہ افشین نے مازیا کو اس بات پر پختہ کیا تاکہ وہ عبداللہ بن طاہر کو اس کی مقاومت سے عاجز کر دے اور معتصم اس کی جگہ اسے خراسان کا والی بنا دے پس معتصم نے محمد بن ابراہیم بن مصعب اسحاق بن ابراہیم کے بھائی کو ایک عظیم فوج کے ساتھ اس کے مقابلہ میں بھیجا اور ان دونوں کے درمیان طویل معرکے ہوئے جن کا ابن جریر نے استقصاء کیا ہے۔

بالآ خراسان نے مازیا کو قید کر لیا اور اسے ابن طاہر کے پاس لے آیا اور اس سے ان خطوط کے متعلق تحقیقات کی جو اس نے اسے بھیجے تھے اور اس نے ان خطوط کا اعتراف کیا تو اس نے اسے ان اموال کے ساتھ جو خلیفہ کے لیے محفوظ کئے گئے تھے معتصم کے پاس بھیج دیا اور وہ جو اہرات، سونا اور کپڑوں کی بہت سی اشیاء تھیں اور جب اسے خلیفہ کے سامنے کھڑا کیا گیا تو اس نے اس سے ان خطوط کے متعلق دریافت کیا جو افشین نے اسے بھیجے تھے اس نے ان سے انکار کر دیا تو اسے کوڑوں سے مارا گیا حتیٰ کہ وہ مر گیا اور بغداد کے پل پر اسے برک خرمی کے پہلو میں صلیب دیا گیا اور اس نے اس کے بڑے بڑے اصحاب اور اتباع کو بھی قتل کر دیا۔

اور اس سال حسن بن افشین نے اتر جدہ ختر اشناہ سے نکاح کیا اور اسے جمادی میں سامراء میں معتصم کے محل میں لے آیا اور یہ ایک بھرپور دعوت و لیمہ تھی جس کا منتظم خود معتصم تھا بیان کیا گیا ہے کہ وہ عوام کی داڑھیوں کو عالیہ خوشبو سے رنگتے تھے۔

اور اس سال افشین کے ایک قرابت دار منکبجہ رالا شروسی نے آذربائیجان کے علاقے میں بغاوت کی اور اطاعت چھوڑ دی اور اس کا سبب یہ ہوا کہ افشین نے جب وہ بابک کے معاملے سے فارغ ہوا اسے بلاد آذربائیجان پر نائب مقرر کیا تھا اور منکبجہ رالا شروسی میں بابک کے جمع شدہ بہت سے مال کو حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا پس اس مال کو اپنے قبضے میں کر لیا اور اسے معتصم سے چھپائے رکھا اور اس بات سے عبداللہ بن عبدالرحمن نام ایک شخص آگاہ تھا اس نے خلیفہ کو اس بارے میں خط لکھا اور منکبجہ رالا شروسی میں اس کی تکذیب کا خط لکھا اور اسے قتل کرنے کا ارادہ کیا اور اہل اردنیل کے ذریعے اس سے بچ گیا اور جب خلیفہ کو منکبجہ رالا شروسی کے جھوٹ کا یقین ہو گیا تو اس نے اس کے مقابلہ میں بغا بکبر کو بھیجا سو اس نے اس سے جنگ کی اور اسے امان کے ذریعے پکڑ کر خلیفہ کے پاس لے آیا۔

اور اس سال عمرویہ کے نائب مناطس رومی نے وفات پائی اور اس کا سبب یہ ہوا کہ معتصم اسے اپنے ساتھ قیدی بنا کر لایا

اور اسے سامرا میں قید کر دیا جتنی کہ وہ اس سال فوت ہو گیا۔

ابراہیم بن مہدی بن منصور:

اور اس سال کے رمضان میں معتمد کے پچا ابراہیم بن مہدی نے وفات پائی جو اس شکلہ کے نام سے مشہور تھا اور یہ سیاہ نام فریب نسیج اور فاضل آدمی تھا ابن مالولانے بیان کیا ہے اسے اس نے سیاہ رنگ کی وجہ سے السیسی کہا جاتا تھا اور ابن عساکر نے اس کے پھر پور حالات بیان کئے ہیں اور اس نے بیان کیا ہے کہ اس نے اپنے بھائی رشید کی جانب سے دو سال تک دمشق کی امارت سنبھالی پھر اس نے اسے وہاں سے معزول کر دیا پھر اس نے دوبارہ اسے دمشق کی امارت دے دی اور وہ چار سال وہاں امیر رہا اور اس نے اس کی شجاعت و عدالت کے اچھے واقعات بیان کئے ہیں اور یہ کہ اس نے ۱۸۳ھ میں لوگوں کو حج کروایا پھر دمشق واپس آ گیا اور جب ۲۰۲ھ میں مامون کی خلافت کے آغاز میں اس کی بیعت خلافت ہوئی تو بغداد کے نائب حسن بن سہل نے اس سے جنگ کی اور اس ابراہیم نے اسے شکست دی۔

پس حمید الطوسی اس کے مقابلہ میں گیا اور اس نے ابراہیم کو شکست دی اور جب مامون بغداد آیا تو ابراہیم بغداد میں روپوش ہو گیا پھر مامون نے اس پر فتح پائی تو اسے معاف کر دیا اور اس کی عزت کی اور اس کی مدت خلافت ایک سال گیارہ ماہ بارہ دن ہے اور اس کی روپوشی کا آغاز ذوالحجہ ۲۰۳ھ میں ہوا اور وہ چھ سال چار ماہ دس دن روپوش رہا۔

خطیب نے بیان کیا ہے کہ ابراہیم بن مہدی بڑی خوبیوں والا بہت شائستہ و وسیع دل اور سخی ہاتھ تھا اور گانے کے فن میں بڑا ماہر تھا اور بغداد میں اس کی خلافت کے ایام میں اس کا مال کم ہو گیا تو بدوؤں نے اپنے عطیات کے بارے میں اس سے اصرار کیا اور وہ ان سے ٹال مٹول کرنے لگا پھر اس کا اپنی ان کے پاس کہنے گیا کہ آج اس کے پاس کوئی مال نہیں تو ان کے بعض آدمیوں نے کہا خلیفہ ہمارے پاس آئے اور اس جانب کے باشندوں کو تین سروں میں گیت سنائے اور اس بارے میں مامون کے شاعر دعیل نے ابراہیم بن مہدی کی مذمت کرتے ہوئے کہا ہے:

اے بدوؤں کے گروہ، غلطی نہ کرو اپنے عطیے لو اور ناراض نہ ہو عنقریب وہ تمہیں غم کی آواز دے گا جو تھیلی میں داخل نہیں ہوتی اور نہ پڑاؤ ڈالتی ہے اور تارکول کے لپ کی ہوئی اونٹنیاں تمہارے جرنیلوں کے لیے ہیں اور اس پر کوئی بھی رشک نہیں کرتا۔ خلیفہ اسی طرح اپنے اصحاب کو رسد دیتا ہے اور اس کا مصحف بربط ہے۔

اور جب اس کی روپوشی نے طول پکڑا تو اس نے اپنے بھتیجے مامون کو خط لکھا بدلہ لینے کا ذمہ دار قصاص میں مضبوط ہے اور عنوا تقویٰ کے زیادہ قریب ہے اور اللہ تعالیٰ نے امیر المؤمنین کو ہر معاف کرنے والے سے ہی ایسے ہی بالا کیا ہے جیسے اس نے ہر نسب والے کو اس سے نیچے رکھا ہے پس اگر وہ معاف کرے تو یہ اس کا احسان ہے اور اگر مرادے تو یہ اس کا حق ہے پس مامون نے اس کے جواب میں لکھا طاقت غصے کو ختم کر دیتی ہے اور انابت شرمندگی کو کافی ہوتی اور عنوا لہی ہر چیز سے وسیع ہے اور جب وہ اس کے پاس آیا تو کہنے لگا:

اگر میں گنہگار ہوں تو میں نے اپنے نصیب کے بارے میں خطا کی ہے تو زیادہ زجر و توبیح کو چھوڑ دے اور تم وہی بات کہو جو

یوسف علیہ السلام نے یعقوب علیہ السلام کے بیٹوں سے جب وہ آپ کے پاس آئے تھے کبھی تھی کہ تم پر کوئی سرزنش نہیں ہے۔ مامون نے بھی کہا کوئی سرزنش نہیں اور حطیب نے بیان کیا ہے کہ جب ابراہیم مامون کے سامنے کھڑا ہوا تو وہ اس کے فضل پر اسے زجر و توبیح کرنے لگا تو اس نے کہا یا امیر المومنین میں اپنے باپ کے پاس موجود تھا اور وہ آپ کا داماد تھا اس کے پاس ایک شخص کو لایا گیا جس کا گناہ میرے گناہ سے بڑا تھا اس نے اس کے قتل کا حکم دیا تو مبارک بن فضالہ نے کہا یا امیر المومنین اگر آپ مناسب سمجھیں تو اس شخص کے قتل کو موخر کر دیں تاکہ میں آپ سے ایک حدیث بیان کروں اس نے کہا بیان کرو اس نے کہا حسن بصری نے بحوالہ عمران بن حصین مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو ایک منادی کرنے والا عرش کے نیچے آواز دے گا کہ خلفاء میں سے لوگوں کو معاف کرنے والے بہترین جزاء کی طرف آ جائیں پس وہ کھڑا ہوگا جس نے معاف کیا ہوگا مامون نے کہا میں نے اس حدیث کو اس کے مقبول ہونے کی وجہ سے قبول کیا اور اسے چچا میں نے آپ کو معاف کیا اور ہم نے ۲۰۴ھ میں اس سے زیادہ بیان کیا ہے اور اس کے اشعار بہت اچھے ہیں اللہ تعالیٰ اسے معاف کرے اور ابن عساکر نے ان میں سے بڑے اچھے اشعار بیان کئے ہیں۔

ابراہیم ذوالقعدہ ۶۲ھ کے آغاز میں پیدا ہوا اور اس سال کے سات دن گزرے تھے کہ اس نے جمعہ کے روز ۶۲ سال کی عمر میں وفات پائی اور اس سال سعید بن ابی مریم مصری، سلیمان بن حرب، ابو معمر القعد، علی بن المدائنی، مورخ جو اپنے زمانے میں تاریخ کا ایک امام تھا اور امام بخاری کے شیخ عمرو بن مرزوق نے وفات پائی اس شخص نے ایک ہزار عورتوں سے نکاح کیا۔

حضرت ابو عبیدہ القاسم بن سلام بغدادی:

آپ لغت، فقہ، حدیث، قرآن اور لوگوں کی تاریخ کے امام ہیں اور آپ کی تصانیف مشہور ہیں اور لوگوں میں پھیلی ہوئی ہیں یہاں تک کہ بیان کیا گیا ہے کہ امام احمد نے اپنے ہاتھ سے غریب الفاظ کے بارے میں کتاب لکھی ہے اور جب عبد اللہ بن طاہر کو اس کا پتہ چلا تو اس نے پانچ سو درہم آپ کا وظیفہ لگا دیا اور آپ کے بعد آپ کی اولاد کو بھی دینار ہا اور ابن خلکان نے بیان کیا ہے کہ ابن طاہر نے آپ کی کتاب کو عمدہ خیال کیا اور کہا جس عقل نے اپنے مالک کو اس کتاب کی تصنیف پر آمادہ کیا ہے ہمارے لیے مناسب نہیں کہ ہم اس کے مصنف کو طلب معاش کا محتاج بنا دیں اور اس نے ہر ماہ دس ہزار درہم آپ کا وظیفہ جاری کر دیا اور محمد بن وہب مسعودی نے بیان کیا ہے کہ میں نے ابو عبیدہ کو بیان کرتے سنا ہے کہ میں نے چالیس سال میں اس کتاب کو تصنیف کیا ہے اور ہلال السعفی الرقی نے بیان کیا ہے اللہ تعالیٰ نے ان چار اشخاص کے ذریعے مسلمانوں پر مہربان فرمائی ہے حضرت امام شافعی نے فقہ اور حدیث میں اور امام احمد بن حنبل نے آزمائش میں اور یحییٰ بن معین نے کذب کے دور کرنے میں اور ابو عبیدہ نے حدیث کے غریب الفاظ کی تفسیر کرنے میں فقہ حاصل کیا ہے اور اگر آپ نہ ہوتے تو لوگ ہلاکتوں میں جا پڑتے۔

اور ابن خلکان نے بیان کیا ہے کہ ابو عبیدہ ۱۸ سال طرطوس میں قاضی رہے اور اس نے آپ کے اجتہاد و عبادت کے بارے میں بہت سی باتوں کو بیان کیا ہے اور ابو زید انصاری، اصمعی، ابو عبیدہ، معمر بن المثنی، ابن الاعرابی، الفراء اور کسائی وغیرہم نے غریب الفاظ کو بیان کیا ہے اسحاق بن راہویہ نے بیان کیا ہے ہم آپ کے محتاج ہیں اور آپ ہمارے محتاج نہیں، آپ بغداد آئے

تو لوگوں نے آپ سے آپ کی تصانیف سے سماع کیا اور ابراہیم الحارثی نے بیان کیا ہے کہ آپ ایک پہاڑ تھے جس میں روح بیھو گئی تھی ہے آپ ہر چیز کو نم کی سے کرتے تھے اور قاصی احمد بن کامل نے بیان کیا ہے حضرت ابو عبیدہ فاضل و ینداز عالم ربانی اور اہل ایمان اہل اہل التمان اور اہل امام کے مختلف عوام میں پھرتے کرتے۔ یعنی قرآن فتنہ عربی انما یت حسن الرایہ اور صحیح التقل ہیں مجھے معلوم نہیں کہ کسی شخص نے آپ کے علم اور تہ کے بارے میں آپ پر ائمہ اثن کیا ہو آپ کی ایک کتاب کتاب الاموال اور فضائل القرآن و معانیہ بھی ہے اور ان کے علاوہ نفع بخش کتابیں بھی ہیں۔ امام بخاری کا قول ہے کہ آپ نے اس سال وفات پائی ہے اور بعض کا قول ہے کہ اس سے پہلے سال مکہ میں اور بعض کا قول ہے کہ مدینہ میں آپ نے وفات پائی ہے آپ کی عمر ۶۷ سال تھی اور بعض کا قول ہے آپ کی عمر ۷۰ سال سے متجاوز تھی۔

اور شیخ الحدیث محمد بن عثمان ابو جابر دمشقی کفر تونی امام بخاری کے شیخ محمد بن الفضل ابو العمان السدوسی ملقب بہ عارم محمد بن عیسیٰ الطباع، یزید بن عبد ربہ الجرجسی احمسی جو اپنے زمانے کے شیخ تھے انہوں نے بھی اسی سال وفات پائی ہے۔

۲۲۵ھ

اس سال بغا لکبیر اور اس کے ساتھ منگور بھی آیا اس نے امان کے ساتھ اطاعت اختیار کی تھی اور اس سال معتصم نے جعفر بن دینار کو یمن کی نیابت سے معزول کر دیا اور اس سے ناراض ہوا اور ایٹاخ کو یمن کا والی بنا دیا اور اسی سال عبد اللہ بن طاہر نے مازیا کو بھیجا اور وہ پالان والے خچر پر سوار ہو کر بغداد آیا اور معتصم نے اسے اپنے سامنے ساڑھے چار سو کوڑے مارے اور اسے پانی پلایا حتیٰ کہ وہ مر گیا اور اس نے اسے بایک کے پہلو صلیب دینے کا حکم دیا اور اس نے اپنی مار میں یہ اعتراف کیا کہ افسین اس سے خط و کتابت کیا کرتا تھا اور اسے اطاعت سے دستبر داری کو اچھا کر کے دکھاتا تھا پس معتصم افسین سے ناراض ہو گیا اور اس نے اسے قید کرنے کا حکم دے دیا اور اس نے دار الخلافہ میں اس کے لیے روشن دان کی مانند ایک جگہ بنائی جس میں فقط وہ سما سکتا تھا اور اس نے یہ کام اس وقت کیا جب اسے یقین ہو گیا کہ وہ اس کی مخالفت کرنا چاہتا ہے اور اس کے خلاف بغاوت بھی کرنا چاہتا ہے اور اس نے بلا د خزر کی طرف مسلمانوں کے خلاف کمک طلب کرنے کے لیے جانے کا عزم بھی کیا ہوا ہے۔

پس خلیفہ نے ان سب باتوں سے قبل اسے رفقار کر لیا اور معتصم نے ایک مجلس منعقد کی جس میں اس کا قاضی احمد بن ابی داؤد معتزلی اور اس کا وزیر محمد بن عبد الملک الزیات اور اس کا نائب اسحاق بن ابراہیم بن مصعب بھی شامل تھے اور اس نے اس مجلس میں افسین پر کچھ باتوں کے الزامات لگائے جو اس امر پر دلالت کرتے تھے کہ وہ اپنے ایرانی اجداد کے دین پر قائم ہے۔ ان میں سے ایک الزام یہ تھا کہ وہ غیر محتون ہے اس نے عذر کیا کہ وہ اس کی تکلیف سے ڈرتا ہے تو وزیر نے اسے کہا اور وہی لوگوں کے درمیان اس سے مناظرہ کر رہا تھا تو جنگوں میں نیزوں کے ساتھ نیزہ زنی کرتا ہے اور ان کی چوٹ سے خوف نہیں کھاتا اور تو اپنے بدن کے حشفہ کے اوپر کی کھال کے قطع کرنے سے ڈرتا ہے اور دوسرا الزام یہ تھا کہ اس نے دوا اشخاص کو جن میں سے ایک امام اور دوسرا مؤذن تھا ہر ایک کا ایک ہزار کوڑا مارا تھا کیونکہ انہوں نے بت خانہ کو گرا کر اسے مسجد بنا لیا تھا اور تیسرا الزام یہ تھا کہ

اس کے پاس کتاب کلید ذمہ مصور صورت میں ہے جس میں کفر یا یا جاتا ہے اور وہ جابر اور سونے سے آراستہ ہے اس نے عذر کیا کہ وہ اپنے آباء سے اس کا وارث ہوا ہے اور اس نے الزام لگایا کہ عا جم اس سے خط و کتابت کرتے ہیں اور وہ اپنے منطوط میں اسے لکھتے ہیں تو غلاموں میں سے نہ اونہ دل کا نہ اپنے اور وہ ان سے اس کا اعتراف کروانا ہے وہ عذر کرنے لگا کہ انہیں اس بات کی جرأت اس لیے ہوتی ہے کہ وہ اس خطاب سے اس کے آباؤ اجداد سے خط و کتابت کرتے تھے اور وہ انہیں اس کے ترک کر دینے کا حکم دینے سے ڈرتا ہے کہ اس طرح وہ ان کے نزدیک ذلیل ہو جائے گا۔

وزیر نے اسے کہا تو ہلاک ہو جائے تو نے فرعون کے لیے کیا باقی رہنے دیا ہے جس نے انار بکم الاعلیٰ کہا تھا اور یہ کہ وہ مازیا سے خط و کتابت کرتا تھا کہ وہ اطاعت کو چھوڑ دے اور یہ کہ وہ قدیم مجوسی دین کی مدد کرنے تک تنگی میں رہے گا اور اسے عربوں کے دین پر غالب کر دے اور وہ گلا گھٹے جانور کے گوشت کو ذبح کئے ہوئے جانور کے گوشت پر ترجیح دیتا تھا اور یہ کہ وہ ہر بدھ و اور کوسیاہ بکری منگوا کر اسے تلوار مار کر دو ٹکڑے کر دیتا ہے اور ان دونوں کے درمیان چلتا ہے پھر اسے کھا جاتا ہے اس موقع پر معتم نے حکم دیا کہ بغا لکبیر کو ذلیل و رسوا کر کے قید کیا جائے اور وہ کہنے لگا مجھے تم سے یہی توقع تھی۔

اور اس سال عبداللہ بن طاہر، حسن بن افضین اور اس کی بیوی اترجہ بنت اشناں کو سامرا لے گیا اور اس سال محمد بن داؤد نے لوگوں کو حج کروایا اور اس سال اعیان میں سے اصغ بن الفرخ، سعدیہ، شیخ البخاری، محمد بن سلام، الہیکندی، ابو عمر الجرمی اور ایک نئی امیر ابودلف عجمی تہمی نے وفات پائی۔

سعید بن مسعدہ:

ابوالحسن الانخس الاوسط البغلی ثم البصری الخوی، آپ نے سیبویہ سے نحو سیکھی اور بہت سی کتابیں تصنیف کیں جن میں ایک کتاب قرآن کے معانی کے بارے میں ہے اور دوسری کتاب الاوسط ہے جو نحو کے بارے میں ہے اور آپ کی ایک کتاب عروض کے بارے میں بھی ہے جس میں آپ نے بجزیب کا اضافہ کیا ہے اور آپ کو آنکھوں کے چھوٹا ہونے اور نظر کے کمزور ہونے کی وجہ سے انخس کہتے ہیں اسی طرح آپ ادلغ بھی تھے اور ادلغ اسے کہتے ہیں جس کے دونوں ہونٹ اس کے دانتوں پر جڑتے نہ ہوں اور سب سے پہلے آپ کو انخس کبیر الوالخطاب عبدالحمید بن عبدالحمید الجرمی جو سیبویہ اور ابو عبیدہ کے شیخ تھے کی نسبت سے انخس صغیر کہا جاتا تھا اور جب علی بن سلیمان نمایاں ہوا اور انخس لقب رکھا تو سعید بن مسعدہ اوسط اور الجرمی، اکبر اور علی بن سلیمان اصغر، انخس بن گیا اور آپ کی وفات اسی سال میں ہوئی ہے اور بعض کا قول ہے کہ ۲۲۱ھ میں ہوئی ہے۔

الجرمی نحوی:

صالح بن اسحاق بصری، آپ بغداد آئے اور وہاں الفراء سے مناظرہ کیا آپ نے ابو عبیدہ ابو زید اور اصمعی سے نحو سیکھی اور کتابیں تصنیف کیں جن میں کتاب الفرخ بھی ہے یعنی فرخ کتاب سیبویہ آپ فقیہ فاضل ماہر نحوی لغت کے عالم اور اس کے حافظ دیندار، متقی، اچھے مذہب اور صحیح اعتقاد والے تھے آپ نے حدیث کی روایت کی ہے اس بات کو ابن خلکان نے بیان کیا ہے اور آپ سے المبرد نے روایت کی ہے اسے ابو نعیم نے تاریخ اصہبان میں بیان کیا ہے۔

۲۲۶ھ

اس سال کے شعبان میں افسین نے قید خانے میں وفات پائی اور تقسیم نے ختم سے اسے صلیب دیا گیا پھر اسے جلا کر اس کی راکھ کو دجلہ میں بکیر دیا گیا اور اس کے اسواں و ذخائر پر قبضہ کر لیا گیا اور ان تین انہوں نے سونے اور ہواہر سے مرصع بت اور مجوسی دین کی خوبیوں کے بارے میں کتابیں اور بہت سی ایسی چیزیں پائیں جن سے وہ ہتم تھا جو اس کے کفر و نذقت پر دلالت کرتی تھیں جن کے باعث اس کا اپنے مجوسی آباء کے دین کی طرف منسوب ہونا متحقق ہو گیا اور اس سال محمد بن داؤد نے لوگوں کو حج کروایا۔

اور اس سال اسحاق القروی، اسماعیل بن ابی اوس، محمد بن داؤد مؤلف تفسیر غسان بن الربیع امام مسلم کے شیخ یحییٰ بن یحییٰ تیمی اور محمد بن عبداللہ بن طاہر بن حسین نے وفات پائی۔

ابودلف عجمی:

عیسیٰ بن ادریس بن معقل بن عمیر بن شیخ بن معاویہ بن خزاعی بن عبدالعزیز بن دلف بن ہشام بن قیس بن سعد بن عجل بن یحییٰ بن محمد امیر ابودلف عجمی جو مامون اور معتصم کا ایک جرنیل تھا اور اسی کی طرف امیر ابو نصر بن مالا کو مؤلف کتاب الاکمال منسوب ہوتا ہے قاضی جلال الدین خطیب دمشق القزوی کا خیال تھا کہ وہ اس کی اولاد میں سے ہے اور وہ اپنے نسب کو اسی کی طرف بیان کرتا تھا اور یہ ابودلف شریف تھی اور قابل تعریف آدمی تھا، ہر طرف کے شاعر اس کے پاس آتے تھے اور ابوتام طائی بھی ان لوگوں میں شامل تھا جو اس کے پاس آتے تھے اور اسے بخشش حاصل کرتے تھے اسے دب اور گانے میں کمال حاصل تھا اور اس نے کئی کتابیں تصنیف کی ہیں جن میں سیاست الملوک اور ایک کتاب شکار اور بازوں کے متعلق اور ایک کتاب ہتھیاروں کے بارے میں ہے اور بکر بن الطاع شاعر نے اس کے بارے میں کیا خوب کہا ہے:

اے کیما اور اس کے علم کے طالب ابن عیسیٰ کی مدح کرنا سب سے بڑا کیما ہے اگر زمین میں صرف ایک درہم ہو اور تو اس کی مدح کرے تو وہ اس درہم کو تجھے دے دے گا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے اس شعر پر دس ہزار درہم دیئے اور وہ بڑا دلیر بہادر تھا اور قرض لے کر عطا کرتا تھا اور اس کے باپ نے کرخ شہر کی تعمیر شروع کی اور اسے مکمل کئے بغیر مر گیا اور ابودلف نے اسے مکمل کیا اور اس میں تشیع پایا جاتا تھا اور وہ کہا کرتا تھا جو تشیع میں غلو نہ کرے وہ ولد الزنا ہے اور اس کے بیٹے دلف نے اسے کہا اے میرے باپ میں تیرے مذہب پر نہیں ہوں اس نے کہا خدا کی قسم میں نے تیری ماں کو خریدنے سے قبل اس سے جماع کیا تھا اور یہ اس کا اثر ہے۔

اور ابن خلکان نے بیان کیا ہے کہ اس کے بیٹے نے اپنے باپ کی وفات کے بعد خواب دیکھا کہ ایک آنے والا اس کے پاس آیا اور کہنے لگا امیر کو جواب دو وہ بیان کرتا ہے میں اس کے ساتھ کھڑا ہو گیا تو اس نے مجھے ایک خونفک ویران گھر میں داخل کر دیا جس کی دیواریں سیاہ اور چھت اور دروازے بند تھے پھر اس نے مجھے اس کی کی سیڑھی پر چڑھایا اور ایک بالا خانے میں

داخل کر دیا کیا دیکھتا ہوں کہ اس کی دیواروں پر آگ کا نشان ہے اور اس کی زمین پر راکھ کا نشان ہے اور اس میں میرا باپ برہنہ اور اپنے دونوں گھنٹوں پر اپنا سر رکھے ہوئے ہے اس نے مجھے سوالیہ انداز میں کہا کیا دلف ہے؟ میں نے کہا دلف ہوں تو وہ کہنے لگا۔

ہمارے اہل کو اس تکلیف کے متعلق بتا دو جو ہمیں گلا گھونٹ دینے والے برزخ میں پہنچی ہے اور اسے ان سے پوشیدہ نہ رکھو ہم سے ان سب کاموں کے متعلق پوچھا گیا جو ہم نے کئے ہیں میری تنہائی اور جس مصیبت سے مجھے پالا پڑا ہے اس پر رحم کرو۔

پھر اس نے کہا کیا تم سمجھ گئے ہو؟ اس نے کہا ہاں پھر وہ کہنے لگا:۔

جس وقت ہم مرے تھے اگر ہمیں چھوڑ دیا جاتا تو موت ہرزندہ کی راحت ہوتی لیکن جب ہم مر جاتے ہیں تو ہمیں اٹھا دیا جاتا ہے اور اس کے بعد ہم سے ہر چیز کے بارے میں پوچھا جاتا ہے۔
پھر اس نے کہا کیا تم سمجھ گئے ہو؟ میں نے کہا ہاں اور میں بیدار ہو گیا۔

۲۲۷ھ

اس سال سرحدی باشندوں میں سے ایک شخص نے جسے ابو حرب الیمانی کہا جاتا تھا شام میں بغاوت کردی اور اطاعت چھوڑ کر اپنی طرف دعوت دی اور اس کی بغاوت کا سبب یہ تھا کہ ایک فوجی سپاہی نے اس کی غیر حاضری میں اس کے گھر اس کی بیوی کے پاس جانے کا ارادہ کیا تو اس عورت نے اسے روکا اور سپاہی نے اس عورت کے ہاتھ پر مارا اور چوٹ نے اس کی کلائی پر نشان ڈال دیا اور جب اس کا خاوند ابو حرب آیا تو اس نے اسے بتایا تو وہ سپاہی کے پاس گیا اور وہ غافل پڑا تھا سو اس نے اسے قتل کر دیا پھر وہ برقعہ پہن کر پہاڑوں کی چوٹیوں پر قلعہ بند ہو گیا اور جب کوئی شخص اس کے پاس آتا تو وہ اسے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی دعوت دیتا اور سلطان کی مذمت کرتا اور بہت سے کسانوں وغیرہ نے اس کی پیروی اختیار کر لی۔

مؤرخین نے بیان کیا ہے یہی وہ سفیانی ہے جس کے متعلق بیان ہوا ہے کہ وہ شام پر قبضہ کر لے گا۔ پس اس کا معاملہ بہت بڑھ گیا اور تقریباً ایک لاکھ جانباڑوں نے اس کی پیروی کی اور مقتسم نے اپنے مرض الموت میں اس کی طرف تقریباً ایک لاکھ جانباڑوں کی فوج روانہ کی اور جب مقتسم کا امیر اپنے ساتھیوں کے ساتھ آیا تو اس نے انہیں بہت بڑی قوم پایا جو ابو حرب کے ارد گرد جمع ہو چکی تھی وہ اس حالت میں اس پر حملہ کرنے سے خوف کھا گیا اور اس نے زمین کے بونے کے دنوں تک انتظار کیا اور لوگ اسے چھوڑ کر اپنی زمینوں پر چلے گئے اور وہ چھوٹی سی جماعت کے ساتھ باقی رہ گیا تو اس نے اس سے جنگ کی اور اسے قید کر لیا اور اس کے اصحاب اسے چھوڑ گئے اور فوج کا امیر رجاہ بن ایوب اسے اٹھا کر مقتسم کے پاس لے آیا۔ مقتسم نے اسے شام آتے ہی اس کے ساتھ جنگ کرنے میں سستی کرنے پر ملامت کی تو اس نے کہا اس کے ساتھ ایک لاکھ یا اس سے زیادہ آدمی تھے پس وہ مسلسل اس سے ٹال مٹول کرتا رہا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس پر قابو دے دیا تو اس نے اس پر اس کا شکر یہ ادا کیا۔

اور اس سال ۱۸ ربیع الاول کو جمعرات کے روز ابواسحاق محمد المعتصم باللہ بن ہارون الرشید بن المہدی بن المنصور نے

وفات پائی۔

معتصم باللہ کے حالات

امیر المومنین ابواسحاق محمد المعتصم بن ہارون الرشید بن المہدی بن منصور العباسی کو المشرک بھی کہا جاتا ہے اس لیے کہ وہ عباس کا آٹھواں لڑکا تھا اور وہ آپ کی اولاد میں سے آٹھواں خلیفہ تھا اور اس نے آٹھ فتوحات حاصل کیں اور اس نے آٹھ سال آٹھ ماہ آٹھ دن خلافت کی اور بعض نے دو دن بیان کئے ہیں اور وہ ۱۸۰ھ میں شعبان میں پیدا ہوا جو سال کا آٹھواں مہینہ ہے اور اس نے ۴۸ سال کی عمر میں وفات پائی اور اس نے آٹھ بیٹے اور آٹھ بیٹیاں پیچھے چھوڑیں اور وہ اپنے بھائی ماسون کی وفات کے پورے آٹھ ماہ بعد آغاز رمضان ۲۱۸ھ میں شام سے بغداد آیا مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ وہ ان پڑھ تھا اور اچھی طرح لکھ نہ سکتا تھا اور اس کا سبب یہ تھا کہ اس کے ساتھ ایک غلام کاتبوں کے پاس جایا کرتا تھا اور وہ غلام مر گیا تو اس کے باپ رشید نے اسے کہا تیرے غلام نے کیا کیا؟ اس نے کہا وہ مر کر کتابت سے آرام پا گیا ہے رشید نے کہا کتابت سے تیری کراہت اس حد تک پہنچ گئی ہے کہ تو نے موت کو اس سے راحت کا سبب بنا دیا ہے؟ اے میرے بیٹے تمہارا آج کے بعد تو کتابت کے لیے جائے گا۔

پس انہوں نے اسے چھوڑ دیا اور وہ ان پڑھ تھا اور بعض کا قول ہے کہ اس کی تحریر بہت کمزور تھی اور خطیب نے اپنے طریق سے اس کے آباء سے دو مکر حدیثوں کا اسناد کیا ہے ان میں ایک بنو امیہ کی مذمت اور بنو عباس کے خلفاء کی مدح میں ہے اور دوسری جمعرات کے پچھنے لگوانے سے منافی کے بارے میں ہے اور اس نے اپنی سند سے بحوالہ معتصم بیان کیا ہے کہ شاہ روم نے اسے ایک دھمکی آمیز خط لکھا تو اس نے کاتب سے کہا لکھو میں نے تیرے خط کو پڑھ لیا ہے اور تیرے خطاب کو سمجھ لیا ہے اور اس کے جواب کو تو دیکھے گا سنے گا نہیں اور عنقریب کفار کو علم ہو جائے گا کہ گھر کا انجام کس کے لیے ہوگا۔

خطیب نے بیان کیا ہے کہ معتصم نے ۲۲۳ھ میں بلاد روم سے جنگ کی اور اس نے دشمن پر غالب آ کر اسے قتل کیا اور عموریہ کو فتح کر کے اس کے ۳۰ ہزار باشندوں کو قتل کر دیا اور اتنے ہی لوگوں کو قیدی بنا لیا اور اس کے پاس قیدیوں میں ساٹھ جرینیل بھی تھے اور اس نے عموریہ اور اس کے دیگر نواح میں آگ پھینک کر اسے جلا دیا اور اس کے نائب کو عراق لے آیا اور اسی طرح اس کے دروازے کو بھی اپنے ساتھ لے آیا جو آج تک دار الخلافت کے دروازوں میں سے ایک دروازے میں نصب ہے جو محل کی جامع مسجد کے پاس ہے۔

اور قاضی احمد بن داؤد سے روایت ہے کہ آپ نے بیان کیا ہے کہ بسا اوقات معتصم نے اپنی کلائی میری طرف نکالی اور مجھے کہا اے ابو عبد اللہ پوری قوت کے ساتھ اسے دانت سے کاٹو اور میں کہتا یا امیر المومنین میرا دل اس بات کو گوارا نہیں کرتا کہ میں آپ کی کلائی کو دانتوں سے کاٹوں وہ کہتا یہ بات مجھے تکلیف نہیں دیتی اور میں پوری قوت کے ساتھ دانتوں سے کاٹتا اور اس کا اس کے ہاتھ پر کچھ اثر نہ ہوتا اور ایک روز وہ اپنے بھائی کی خلافت کے زمانے میں فوج کے خیموں کے پاس سے گزرا تو کیا دیکھتا ہے کہ ایک عورت کہہ رہی ہے میرا بیٹا میرا بیٹا اس نے پوچھا کیا بات ہے؟ وہ کہنے لگی میرے بیٹے کو اس خیمے والے نے پکڑا

معتصم نے اس کے پاس آکر اسے کہا اس بچے کو چھوڑ دو اس نے انکار کیا تو اس نے اپنے ہاتھ سے اس کے جسم کو پکڑا تو اس نے اپنے ہاتھ سے نیچے سے اس کی ہڈیوں کی آواز سن لی پھر اس نے اسے چھوڑ دیا تو وہ مردہ ہو کر گر پڑا اور اس نے علم دیا کہ بچہ اس کی ماں کو دے دیا جائے اور جب اس نے خلافت سنبھالی تو وہ یہ شخص تھا اور جنگ میں بہادری اور ہمت سے تھا اور ان میں اس کی بڑی بیعت پائی جاتی تھی وہ صرف جنگ میں خرچ کرنے کا نہیں تھا اسے تعمیرات وغیرہ میں خرچ کرنے کا کوئی شوق نہ تھا۔

اور احمد بن ابی داؤد نے بیان کیا ہے کہ معتصم نے میرے ہاتھوں جو صدقہ کیا اور دیا اس کی قیمت ایک کروڑ درہم ہے اور دوسرے مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ معتصم جب غصے ہو جاتا تو اس بات کی بالکل پرواہ نہ کرتا کہ اس نے کسے قتل کیا ہے اور اس نے کیا کیا ہے اور اسحاق بن ابراہیم موصلی نے بیان کیا ہے کہ ایک روز میں معتصم کے پاس آیا تو اس کے پاس اس کی ایک گلوکارہ لونڈی اسے گیت سنارہی تھی اس نے مجھ سے پوچھا تو نے اسے کیسا پایا ہے؟ میں نے اسے کہا میں نے اسے دیکھا ہے کہ وہ مہارت سے اس پر غالب ہے اور نرمی سے اسے بڑا بنا رہی ہے اور ایک چیز سے نکل کر اس سے بہتر کی طرف جاتی ہے اور اس کی آواز میں چھوٹے چھوٹے ٹکڑے ہیں جو سینوں پر موتیوں کے ہاروں سے اچھے ہیں اس نے کہا خدا کی قسم تو نے اس کی جو صفت کی ہے وہ اس سے اور اس کے گانے سے بہتر ہے پھر اس نے اپنے بیٹے ہارون الواثق سے جو اس کے بعد ولی عہد تھا کہا اس کلام کو سن اور معتصم نے بہت سے ترکوں کو خادم بنایا اور اس کے ترک غلام تقریباً بیس ہزار تھے اور وہ اتنے آلات حرب اور چوپایوں کا مالک تھا کہ کسی دوسرے کو اتنے جانور اور آلات حرب رکھنے کا اتفاق نہیں ہوا اور جب اس کی وفات کا وقت قریب آیا تو وہ کہنے لگا (اور جو کچھ انہیں دیا گیا تھا جب وہ اس پر اترا نئے لگے تو ہم نے انہیں اچانک پکڑ لیا اور وہ مایوس ہو گئے) اور اس نے کہا اگر مجھے علم ہوتا کہ میری عمر تھوڑی ہے تو میں ایسا نہ کرتا اور اس نے کہا میں اس مخلوق کو بتاتا ہوں اور کہنے لگا تدبیریں ختم ہو گئی ہیں اور کوئی تدبیر نہیں رہی اور اس سے روایت کی گئی ہے کہ اس نے اپنے مرض الموت میں کہا اے اللہ میں اپنے سے پہلے بھی تجھ سے ڈرتا تھا اور تجھ سے پہلے میں کسی سے نہیں ڈرتا اور میں تجھ سے امید رکھتا ہوں اور اپنی جانب سے تجھ سے کوئی امید نہیں رکھتا۔

اس کی وفات جمعرات کے روز چاشت کے وقت ۷ ربیع الاول ۲۲ھ کو سرمن رأی میں ہوئی اور اس کی پیدائش دس شعبان ۱۸۰ھ کو ہوئی اور اس نے رجب ۲۱۸ھ میں خلافت سنبھالی اور وہ سفید رنگ، سرخ و سفید داڑھی والا تھا جس کی لمبائی درمیانی تھی اور اس کا رنگ تیز تھا اس کی ماں ام ولد تھی جس کا نام باروہ تھا اور وہ رشید کے چھ لڑکوں میں سے ایک تھا اور ان میں سے ہر ایک کا نام محمد تھا اور وہ یہ ہیں: ابواسحاق محمد، المعتصم، ابوالعباس محمد الامین، ابوعلیٰ محمد، ابوالاحمد، ابویعقوب، ابویوب، یہ بیان کیا ہے کہ اس کے وزیر محمد بن عبدالملک بن الزیات نے اس کا مرثیہ کہا ہے:

جب انہوں نے تجھے چھپایا اور تجھ پر ہاتھوں نے مٹی ڈالی تو میں نے کہا جاؤ تم دنیا میں کیا ہی اچھے محافظ اور کیا ہی اچھے دین کے مددگار تھے اللہ تعالیٰ اس قوم کی جس نے تیرے جیسے شخص کو کھودیا ہے ہارون جیسے شخص سے اصلاح کرے۔

اور مروان بن ابی الجحوب جو حفضہ کا بھتیجا تھا نے کہا:

ابواسحاق چاشت کے وقت فوت ہوا تو ہم بھی مر گئے اور شام کو ہم ہارون کے ذریعے زندہ ہو گئے اگر جمعرات ہمارے

ناپسندیدہ امر کو لائی ہے تو جمعرات ہمارے محبوب امر کو بھی لائی ہے۔

بارون الوثائق بن المقتسم کی خلافت:

اس کے باپ کی وفات سے قبل اس کی بیعت ۸ ربیع الاول ۲۳۷ھ کو بدرہ کے روزہ دہنی اس کی کنیت ابو جعفر ہے اور اس کی ماں ام ولد رومیہ ہے جسے قرظیں کہا جاتا ہے وہ اس سال حج کے ارادے سے روانہ ہوئی اور حیرہ میں فوت ہو گئی اور کوفہ میں داؤد بن یحییٰ کی حویلی میں دفن ہوئی یہ اس سال کی ۴ ربیع الاول کا واقعہ ہے اور اس سال جعفر بن المقتسم نے لوگوں کو حج کروایا۔

اور اس سال شاہ روم توفیل بن میخائل نے وفات پائی اس کی مدت حکومت ۱۲ سال تھی اس کے بعد رومیوں نے اس کی بیوی قدرہ کو بادشاہ بنا لیا اور اس کا بیٹا میخائل بن توفیل چھوٹا تھا۔

مشہور درویش حضرت بشر حانی کی وفات:

بشر بن حارث بن عبدالرحمن بن عطاء بن ہلال بن ہامان بن عبداللہ المروزی ابو نصر درویش جو حانی کے نام سے مشہور ہیں آپ بغداد میں بطور مہمان آئے، ابن خلکان نے بیان کیا ہے کہ آپ کے دادا کا نام الغیور تھا جس نے حضرت علی بن ابی طالب کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا، میں کہتا ہوں آپ ۱۵۰ھ میں بغداد میں پیدا ہوئے اور وہاں آپ نے حماد بن زید، عبداللہ بن المبارک، ابن مہدی، مالک، ابی بکر بن عیاش وغیرہم سے بہت سی باتوں کا سماع کیا اور آپ سے ایک جماعت نے روایت کی ہے جس میں ابو خثیمہ، زہیر بن حرب، سری سقطی، پھر آپ عبادت میں مشغول ہو گئے اور لوگوں سے الگ ہو گئے اور کوئی حدیث بیان نہ کی اور کئی آئمہ نے آپ کے زہد و عبادت، تقویٰ، قربانی اور تقشف کی تعریف کی ہے، جب حضرت امام احمد کو آپ کی موت کی اطلاع ملی تو آپ نے فرمایا آپ کی نظیر صرف عامر بن عبد قیس تھا اور اگر آپ نکاح کرتے تو آپ کا معاملہ مکمل ہو جاتا اور آپ ہی سے ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ آپ نے اپنے بعد اپنا مثل نہیں چھوڑا اور ابراہیم الحربی نے بیان کیا ہے کہ بغداد نے آپ سے بڑھ کر کامل عقل مند اور آپ سے بڑھ کر زبان کی حفاظت کرنے والا پیدا نہیں کیا آپ نے کسی مسلمان کی غیبت نہیں کی اور آپ کے ہر بال میں عقل تھی اور اگر آپ کی عقل اہل بغداد میں تقسیم کی جاتی تو وہ عقل مند بن جاتے اور آپ کی عقل میں کوئی کمی نہیں ہوتی۔

اور کئی لوگوں نے بیان کیا ہے کہ حضرت بشر شروع شرع میں شاطر تھے اور آپ کی توبہ کا سبب یہ ہے کہ آپ کو حمام کے چولہے سے کاغذ کا ایک ٹکڑا ملا جس پر اللہ تعالیٰ کا نام لکھا ہوا تھا آپ نے اسے اٹھا لیا اور آسمان کی طرف نگاہ اٹھا کر کہا اے میرے آقا آپ کا نام یہاں پڑے ہوئے روند جاتا ہے پھر آپ ایک عطار کے پاس گئے اور اس سے ایک درہم کی خوشبو خریدی اور اس کاغذ کے ٹکڑے کو لیتھرا اور اسے اس جگہ رکھ دیا جہاں تک رسائی نہ ہو سکتی تھی، پس اللہ تعالیٰ نے آپ کے دل کو زندہ کر دیا اور اپنی ہدایت اسے دی اور پھر آپ عابد و زاہد بن گئے۔

آپ کے اقوال:

جس نے دنیا سے محبت کی وہ ذلت کے لیے تیار ہو جائے، حضرت بشر صرف روٹی کھا رہے تھے آپ سے دریافت کیا گیا کیا

آپ کے پاس سالن نہیں؟ آپ نے فرمایا میں عافیت کو یاد کرتا ہوں اور اسے سالن بنا تا ہوں آپ جو تائیں سمیتے تھے بلکہ برکت پا جتے تھے ایک روز آپ ایک دروازے پر آئے اور اسے کھٹکھٹایا پوچھا گیا آپ کون ہیں؟ آپ نے فرمایا بشر حانی تو ایک چھوٹی سی لڑکی نے آپ سے کہا اگر آپ ایک درہم میں بوتا خرید لیں تو آپ سے حانی کا نام جاتا رہے۔

مناظرین نے بیان کیا ہے آپ کے جو تائے پہننے کا سبب یہ ہے کہ ایک دفعہ آپ نے ایک موچی کے پاس آئے اور اس سے اپنے جوتے کا تسمہ مانگا اس نے کہا اے فقراء تمہاری وجہ سے لوگوں کو کس قدر کلفت ہے؟ آپ نے اپنے ہاتھ سے جوتا پینک دیا اور دوسرا اپنے پاؤں سے اتار لیا اور قسم کھائی کہ آپ کبھی جوتا نہیں پہنیں گے۔

ابن خلکان نے بیان کیا ہے کہ آپ کی وفات عاشوراء کے دن ہوئی اور بعض کا قول ہے کہ رمضان میں بغداد میں ہوئی اور بعض کا قول ہے کہ مرو میں ہوئی میں کہتا ہوں صحیح قول یہ ہے کہ آپ کی وفات اس سال بغداد میں ہوئی اور بعض نے آپ کی وفات ۲۲۶ھ میں بیان کی ہے اور پہلا قول اصح ہے واللہ اعلم۔

جب آپ نے وفات پائی تو سب اہل بغداد آپ کے جنازے میں اکٹھے ہوئے نماز فجر کے بعد آپ کا جنازہ نکالا گیا اور عشاء کے بعد آپ کو قبر میں رکھا گیا اور علی المدائنی اور دیگر ائمہ حدیث آپ کے جنازے میں بلند آوازیں دیتے جاتے تھے خدا کی قسم آخرت کے شرف سے قبل یہ دنیا کا شرف ہے روایت کی گئی ہے کہ آپ جس گھر میں رہتے تھے اس میں جنات آپ پر نوحہ کرتے تھے اور ایک شخص نے آپ کو خواب میں دیکھا اور پوچھا اللہ تعالیٰ نے آپ سے کیا سلوک کیا ہے؟ آپ نے فرمایا اس نے مجھے اور قیامت کے دن تک جو شخص مجھ سے محبت کرے گا اسے بخش دیا ہے اور خطیب نے بیان کیا ہے کہ آپ کی تین بہنیں تھیں، مضمہ اور زبده اور سب کی سب آپ کی طرح عابدہ زاہدہ اور تقویٰ شاعر تھیں ان میں سے ایک حضرت امام احمد بن حنبل کے پاس گئی اور کہنے لگی بسا اوقات چراغ بجھ جاتا ہے اور اس میں چاند کی روشنی میں سوت کا تپتی ہوں کیا بیچ کے وقت مجھ پر لازم ہے کہ میں اس کو اس سے جدا کروں؟ آپ نے فرمایا اگر ان دونوں کے درمیان کوئی فرق ہوتا ہے تو خریدار کے لیے علیحدہ کرو اور ان میں سے ایک نے آپ سے کہا بسا اوقات رات کو ہمارے پاس سے بنی طاہر کی مشعلیں گزرتی ہیں اور ہم سوت کات رہی ہوتی ہیں اور ہم ایک چھلی یادو چھلیاں یا تین چھلیاں کات لیتی ہیں مجھے اس سے نجات دلایئے آپ نے اسے حکم دیا چونکہ اس پر اس کی مقدار مشتہر ہے اس لیے وہ سارے سوت کو صدقہ کر دے اور اس نے آپ سے مریض کے کراہنے کے متعلق پوچھا کہ کیا اس میں شکایت پائی جاتی ہے آپ نے فرمایا نہیں وہ تو صرف اللہ کے پاس شکایت ہے پھر وہ باہر چلی گئی تو آپ نے اپنے بیٹے عبد اللہ سے فرمایا اے میرے بیٹے اس کے پیچھے جاؤ اور مجھے بتاؤ یہ عورت کون ہے؟ عبد اللہ کا بیان ہے میں اس کے پیچھے گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ بشر کے گھر میں داخل ہو گئی اور وہ آپ کی بہن تھیں۔

اور اسی طرح خطیب نے زبده سے روایت کی ہے وہ بیان کرتی ہے ایک شب میرا بھائی بشر آیا تو اس نے اپنا ایک پاؤں گھر کے اندر رکھا اور دوسرا باہر رہ گیا اور وہ ساری رات اسی حالت میں رہے حتیٰ کہ صبح ہو گئی آپ سے دریافت کیا گیا آپ رات کو کیا سوچتے رہے آپ نے فرمایا میں بشر نصرانی، بشر یہودی، بشر مجوسی اور اپنے بارے میں سوچتا رہا کیونکہ میرا نام بھی بشر ہے۔ میں

نے اپنے دل میں کہا اللہ کی جانب سے کون سی بات نے میرے لیے سبقت کی ہے کہ اس نے ان کے درمیان سے مجھے اسلام کے لیے چن لیا ہے؟ آپس میں نے انہیں نے بارے میں سوچا جو اس نے بھ پر نیا ہے اور میں نے اس بات پر اس کی تعریف کی کہ اس نے اسلام کی طرف میری راہنمائی کی اور اس نے مجھے ان لوگوں میں سے بنایا جن کو اس نے اسلام سے مخصوص کیا ہے اور مجھے اپنے احباب کا لباس پہنایا، ابن مساکر نے آپ کے حالات کو نہایت شاندار طریق سے طوالت بلا ملامت کے ساتھ بیان کیا ہے اور اس نے آپ کے اچھے اشعار کو بھی بیان کیا ہے نیز بیان کیا ہے کہ آپ ان آیات کو بطور مثال پڑھا کرتے تھے۔

تو پانی میں گندگی کو ناپسند کرتا ہے اور اسے پی نہیں سکتا اور تو گناہوں کے حوض سے منگلا کر پانی پیتا ہے اور تو لذیذ ترین کھانے کو ترجیح دیتا ہے اور تو پسندیدہ کھانے کے متعلق یہ نہیں بیان کرتا کہ وہ کہاں سے کمایا جاتا ہے اور اسے مسکین تو گدیلوں کے اوپر سوتا ہے اور ان کے اندر آگ ہے جو تجھ پر بھڑکتی ہے تو کب تک جہالت سے ہوش میں نہیں آئے گا تو ستر سال سے اپنے دین سے کھیل رہا ہے۔

اور اس سال احمد بن یونس، اسماعیل بن عمرو الجبلی، سعید بن منصور مؤلف سنن مشہورہ جن میں تھوڑے لوگ ہی آپ سے مشارکت رکھتے ہیں، محمد بن الصباح دولابی، آپ کے بھی سنن ہیں ابو ولید طرابلسی اور ابو البندیل العلاف المتکلم المعتزلی نے وفات پائی۔ واللہ اعلم۔

۲۲۸ھ

اس سال کے رمضان میں واقف نے امیر شناس کو خلعت دیا اور اسے تاج پہنایا اور اسے جواہرات کے دو ہار پہنائے اور اس سال امیر محمد بن داؤد نے لوگوں کو حج کر دیا اور مکہ کے راستے میں لوگوں کے لیے غلہ نہایت مہنگا ہو گیا اور عرفہ میں انہیں شدید گرمی نے تکلیف دی پھر اس کے بعد سخت ٹھنڈک اور بڑی بارش ہوئی اور یہ سب کچھ ایک ہی ساعت میں ہوا اور ان پر منیٰ میں ایسی بارش ہوئی کہ اس کی مثل نہیں دیکھی گئی اور جمرہ عقبہ کے پاس پہاڑ کا ایک ٹکڑا گر پڑا، جس سے حاجیوں کی ایک جماعت مر گئی۔ ابن جریر نے بیان کیا ہے اس سال امام الحسن المدائنی نے اسحاق بن ابراہیم موصلی کے مکان میں وفات پائی اور حبیب بن اوس طائی ابو تمام شاعر نے بھی وفات پائی۔

ابو تمام طائی شاعر:

مؤلف حماسہ جسے اس نے ہمدان کے وزیر کے گھر میں عورتوں کی فضیلت کے بارے میں جمع کیا ہے اور وہ حبیب بن اوس بن الحارث بن قیس بن الاشج بن یحییٰ ابو تمام الطائی الشاعر الادیب، خطیب نے محمد بن یحییٰ الصولی سے روایت کی ہے کہ اس نے بعض لوگوں سے روایت کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا ابو تمام حبیب بن تدریسی النصرانی اور اس کے باپ حبیب نے اس کا نام تدریس کی بجائے اوس رکھا۔

ابن خلکان نے بیان کیا ہے کہ اس کا اصل جاسم بستی ہے جو الجدیدور کی عملداری میں طبریہ کے نزدیک ہے اور یہ دمشق میں

ایک جولا ہا ہے کے پاس کام کرتا تھا پھر وہ اس کی جوانی میں اسے مصر لے گیا اور ابن خلیکان نے یہ بات تاریخ ابن عساکر سے اخذ کی ہے اور ابوتمام نے اس کے حالات و نہایت اچھی طرح بیان کیا ہے خطیب نے بیان کیا ہے کہ وہ شامی الاصل ہے اور وہ اپنی نوٹری میں مصر کی جامع مسجد میں پانی پاتا تھا پھر اس نے بعض ادباء کی ہم نشینی کی اور ان سے ادب سیکھا اور وہ ذہین و فطین شخص تھا اور وہ شعر کو پسند کرتا تھا اور وہ مسلط اس کی مشقت برداشت کرتا رہتا تھی کہ اس نے شعر کئے اور بہت اچھے کئے اور اس کی شہرت پھیل گئی اور معتصم کو اس کی اطلاع ملی تو وہ اسے اپنے پاس لے گیا اور اس نے اس کے متعلق قصائد بنائے اور اس نے اسے انعامات دیئے اور اسے اس کے زمانے کے شعراء پر مقدم کیا اس نے بغداد آ کر ادباء سے ہم نشینی کی اور علماء سے میل جول کیا اور یہ عقل اور حسن اخلاق سے موصوف تھا اور احمد بن ابی طاہر نے احادیث کو اس سے اپنی سند سے روایت کیا ہے ابن خلیکان نے بیان کیا ہے کہ اسے قصائد اور قطعات وغیرہ کے علاوہ عربوں کے چودہ ہزار بحر رجز کے قصائد یاد تھے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ طئی قبیلے میں تین آدمی ہیں حاتم اپنی سخاوت میں داؤد طائی اپنے زہد میں اور ابوتمام اپنے شعر میں اور اس کے زمانے میں شعراء کی ایک جماعت موجود تھی اور ان کے مشاہیر میں سے ابوالثبیح، دعیل اور ابن ابی قیس ہیں اور ابوتمام دین، ادب اور اخلاق کے لحاظ سے ان سب سے بہتر تھا اور اس کے شاندار اشعار میں سے یہ شعر بھی ہیں:

اے سخاوت کے حلیف اور سخاوت کی کان اور اشعار جمع کرنے والوں کے بہتر شخص، کاش تیرا بخار مجھے ہوتا اور تجھے اجر ملتا اور تو بیمار نہ ہوتا اور میں مریض ہوتا۔

اور خطیب نے بحوالہ ابراہیم بن محمد بن عرفہ بیان کیا ہے کہ ابوتمام نے ۲۳۲ھ میں وفات پائی ہے اور یہی قول ابن جریر کا ہے اور بعض سے روایت کی گئی ہے کہ اس نے ۲۳۳ھ میں اور بعض نے اس کی وفات ۲۳۳ھ میں بیان کی ہے واللہ اعلم۔

اس کی وفات موصل میں ہوئی اور اس کی قبر پر ایک گنبد تعمیر کیا گیا اور محمد بن عبدالملک الزیاتی نے اس کا مرثیہ کہا ہے:

ایک عظیم خبر آئی ہے جس نے اندرون کو بلا دیا ہے لوگوں نے بیان کیا ہے کہ حبیب مر گیا ہے تو میں نے انہیں جواب دیا میں تم کو واسطہ دیتا ہوں اسے طائی نہ بناؤ۔

اور ایک دوسرے شاعر نے کہا ہے:

خاتم الشعراء اور باغ شعر کے تالاب حبیب طائی کے مرنے سے اشعار کو دکھ ہوا ہے وہ دونوں اکٹھے مر گئے ہیں اور ایک گڑھے میں ایک دوسرے کے پڑوسی ہیں اور اس سے قبل وہ زندوں میں بھی ایسے ہی تھے۔

اور الصولی نے ابوتمام کے اشعار کو حروف ابجد کے مطابق جمع کیا ہے ابن خلیکان نے بیان کیا ہے کہ اس نے احمد بن المعتصم کی تعریف کی ہے اور یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے ابن مامون کے متعلق اپنے قصیدہ میں کہا ہے:

حاتم کی سخاوت میں عمر و کا اقدام اور اخف کا حلم ایاس کی ذہانت کی صورت میں پایا جاتا ہے۔

اور حاضرین میں سے ایک شخص نے اسے کہا کیا امیر المؤمنین کے متعلق یہ کہتا ہے حالانکہ وہ ان سے بڑی شان والے ہیں؟ اور تو نے زیادہ سے زیادہ یہ کیا ہے کہ انہیں صحرائین عربوں کے اجڈ لوگوں سے تشبیہ دے دی ہے اس نے سر جھکا یا پھر اپنے سر کو

اٹھا کر کہنے لگا:

میں نے سخاوت اور بہادری میں مترنوں سے اس کی جو مثال بیان کی ہے اس کا انکار نہ کرو اور اللہ تعالیٰ نے اپنے نور سے کتہ نور الہی چیز جیسے طاقے اور چراغ سے مثال بیان کی ہے۔

راوی کا بیان ہے کہ جب انہوں نے قصیدہ لیا تو انہوں نے اس میں یہ دو اشعار نہ پائے اس نے ان دونوں کو ارتجالاً کہا تھا۔
راوی کا بیان ہے اس کے بعد تھوڑا عرصہ ہی زندہ رہا، کہتے ہیں کہ جب اس قصیدہ سے خلیفہ کی تعریف کی تو اس نے اسے موصل مطلق کیا۔
اور اس نے وہاں چالیس روز قیام کیا پھر فوت ہو گیا اور یہ قول صحیح نہیں اور نہ اس کی کوئی اصل ہے اگرچہ بعض لوگ اس کے شیفہ تھے۔ جیسے زختری وغیرہ اور ابن عساکر نے اس کے کچھ اشعار بیان کئے ہیں:

اگر رزق عقل کے مطابق ملے تو بہائم اپنی جاہلیت کی وجہ سے ہلاک ہو جاتے اور کسی مسافر کے لیے مشرق و مغرب اکٹھے نہیں ہوئے اور نہ ہی کسی شخص کی ہتھیلی میں بزرگی اور دراہم اکٹھے ہوئے ہیں۔

پھر وہ کہتا ہے:

جب میں علم پر غیرت نہ کروں تو میں غیران مقام پر اس کے بونے کے بغیر ہی پیدا ہوا ہوں، وہ تیس سال سے میرے دل کا لیب ہے اور میرے ہم و غم کو دور کرنے والا ہے۔

اور اسی سال ابونضر فارابی، العباسی، ابوالجہم، مسدد، داؤد بن عمر الضحیٰ اور یحییٰ بن عبدالحمید الحماني نے وفات پائی۔

۲۲۹ھ

اس سال واثق نے کونسلوں کے افسر زکوان کی خیانت کے ظاہر ہو جانے اور اپنے امور میں تجاوز کرنے کے باعث سزا دینے مارنے اور ان سے مال چھین لینے کا حکم دیا، ان میں سے بعض کو ایک ہزار یا اس سے کم و بیش کوڑے مارے اور بعض سے اس نے ایک ایک کروڑ یا اس سے کم دینار لئے اور وزیر محمد بن عبدالملک نے دیگر پولیس افسروں کے کھلم کھلا عداوت کی اور ان پر ظلم کیا گیا اور انہیں قید کیا گیا اور انہیں عظیم مصیبت اور بڑی مشقت سے پالا پڑا اور اسحاق بن ابراہیم ان کے معاملے میں غور کرنے کے لیے بیٹھا اور انہیں لوگوں کے سامنے سیدھا کھڑا کیا گیا اور ان کی اور کونسلوں کی بڑی رسوائی ہوئی اور اس کا سبب یہ ہوا کہ ایک شب واثق دار الخلافت میں بیٹھا اور وہ بھی اس کے پاس داستان سرائی کرنے بیٹھ گئے اور اس نے پوچھا کیا تم میں سے کوئی شخص اس بات کو جانتا ہے کہ میرے دادار رشید نے برا مکہ کو کس وجہ سے سزا دی تھی؟ بعض حاضرین نے کہا ہاں یا امیر المؤمنین اس کا سبب یہ تھا کہ رشید کے سامنے ایک لونڈی کو پیش کیا گیا جس کے حسن و جمال نے اسے حیرت میں ڈال دیا اور اس نے اس کے مالک سے اس کا سودا کیا اور اس نے کہا یا امیر المؤمنین میں نے قسم کھائی ہے کہ میں اسے ایک لاکھ دینار سے کم میں فروخت نہیں کروں گا، اس نے اسے ایک لاکھ دینار کے عوض میں خرید لیا اور وزیر یحییٰ بن خالد کو پیغام بھیجا کہ وہ بیت المال سے اس کے پاس مال بھیج دے اس نے عذر کیا کہ اس کے پاس دینار نہیں ہیں، رشید نے اسے زجر و توبخ کرتے ہوئے پیغام بھیجا کیا بیت المال میں ایک لاکھ دینار بھی نہیں

اور اس نے ان کے مطالبہ میں اصرار کیا تو یحییٰ بن خالد نے کہا اس کی طرف دراہم بھیج دو تاکہ وہ انہیں زیادہ سمجھے اور شاید وہ لوٹدی کو واپس کر دے پس انہوں نے ایک لاکھ دینار کے بدلے دراہم بھیج دیئے اور انہیں رشید کے راستے میں رکھ دیا جب کہ وہ نماز کو جا رہا تھا اور جب وہ اس کے پاس سے گزرا تو اس نے دراہم کا ایک ڈھیر دیکھا اس نے پوچھا یہ کیا ہے؟ لوگوں نے کہا ہائے کی قیمت ہے اس نے اسے زیادہ سمجھا اور ایک خادم کو اسے درالخلافت میں جمع کر دینے کا حکم دیا اور اس نے ذخائر میں مال کا بیع ہونا اسے پسند آیا پھر اس نے بیت المال کے اموال کی ٹوہ لگانی شروع کر دی تو اسے پتہ چلا کہ برا مکہ نے ان کو خرچ کر دیا ہے پس وہ ان کے متعلق ارادے کرنے لگا اور کبھی وہ انہیں گرفتار اور ہلاک کرنا چاہتا اور کبھی ان سے رک جاتا حتیٰ کہ ایک رات کو ایک شخص نے جسے ابو العور کہا جاتا تھا اس سے گفتگو کی اور اس نے فوراً اسے تیس ہزار دراہم دیئے اور اس نے یحییٰ بن خالد بن برمک کے پاس جا کر دراہم کا مطالبہ کیا تو وہ طویل مدت تک اس سے ٹال مٹول کرتا رہا اور جب ایک شب رات کی گفتگو میں ابو العور رشید کے پاس تھا اس نے عمر بن ابی ربیعہ کے شعر میں رشید کے سامنے یہ بات پیش کی:

ہند نے وعدہ کیا اور وہ وعدہ کرنے کی نہیں، کاش ہند وہ وعدہ پورا کرے جو اس نے ہم سے کیا ہے اور اس نے ایک دفعہ کام کیا ہے اور عاجز وہ ہے جو کام کو پورا نہ کرے۔

رشید اس کے شعر کو دہرانے لگا کہ عاجز وہ ہے جو کام کو پورا نہ کرے اور یہ شعر اسے حیرت میں ڈالنے لگا جب صبح ہوئی تو یحییٰ بن خالد اس کے پاس آیا تو رشید نے اسے یہ دو شعر سنائے اور وہ بھی ان کی تحسین کرنے لگا اور یحییٰ بن خالد اس بات کو سمجھ گیا اور خوفزدہ ہو گیا اس نے پوچھا کہ یہ اشعار رشید کو کس نے سنائے ہیں؟ اسے بتایا گیا کہ ابو العور نے اس نے اسے پیغام بھیجا اور اسے تیس ہزار دراہم دیئے اور اپنی طرف سے بھی اسے تیس ہزار دراہم دیئے اور اسی طرح اس کے بیٹوں فضل اور جعفر نے بھی اسے دراہم دیئے اور ابھی تھوڑا ہی عرصہ گزرا تھا کہ رشید نے برا مکہ کو پکڑ لیا اور ان کا جو معاملہ ہوا سو ہوا۔

جب واقع نے یہ اشعار سنے تو ان اشعار نے اسے بھی حیرت میں ڈال دیا اور وہ شاعر کے شعر کو دہرانے لگا کہ عاجز وہ ہے جو کام کو پورا نہ کرے۔ پھر اس نے ایک بیک کاتبوں کو پکڑ لیا اور اس کے بعد کونسلوں کا ارادہ کیا اور ان سے بہت سے اموال چھین لیے اور اس سال گزشتہ سال کے امیر نے لوگوں کو حج کروایا اور گزشتہ دو سالوں میں بھی وہ امیر الحجاج تھا۔

اور اس سال مشہور قاری خلف بن ہشام البرزازی عبد اللہ بن محمد السندي، امام اہل سنت نعیم بن حماد خزاعی (آپ پہلے جمہیہ کے اکابر میں سے تھے اور آپ کی سنن وغیرہ کے متعلق تصانیف بھی ہیں) بشار بن عبد اللہ جس کی طرف نقل کی ہوئی جھوٹی کتاب منسوب ہے یا اسے اس نے بنایا ہے لیکن اس کا اسناد اس تک بلند ہے لیکن وہ موضع ہے) نے وفات پائی۔



۲۳۰ھ

اس سال کے جمادی میں جو یتیم نے مدینہ منورہ کے اردگرد خروج کیا اور زمین میں فساد برپا کر دیا اور مسافر و لوگوں کو فتنہ کیا اور اہل مدینہ نے ان کے ساتھ جنگ کی اور انہوں نے باشندگان مدینہ کو شکست دی اور مکہ کے درمیان جو گھات اور بنسلیاں تھیں ان پر قابض ہو گئے، پس واقع نے بغا اللبیر ابو موسیٰ ترکی کو ایک فوج کے ساتھ ان کے مقابلہ میں بھیجا اور اس نے شعبان میں ان سے جنگ کی اور ان کے پچاس سواروں کو قتل کر دیا اور کچھ کو قیدی بنا لیا اور ان کے باقی ماندہ لوگ شکست کھا گئے اور اس نے انہیں امان کی دعوت دی اور یہ کہ وہ امیر المؤمنین کے فیصلہ کو تسلیم کریں سو ان میں سے بہت سے لوگ اس کے پاس اکٹھے ہو گئے اور وہ انہیں مدینہ لے آیا اور ان کے سرداروں کو یزید بن معاویہ کی حویلی میں قید کر دیا اور اس سال حج کو چلا گیا اور حج کے اجتماع میں عراق کا نائب اسحاق بن ابراہیم بن مصعب بھی اس کے ساتھ شامل ہوا اور اس سال محمد بن داؤد نے لوگوں کو حج کروایا۔

عبداللہ بن طاہر بن حسین کی وفات:

اس سال خراسان اور اس کے اردگرد کے علاقوں کے نائب عبداللہ بن طاہر بن حسین نے وفات پائی اور ہر سال اس کے قبضے میں جو خراج ہوتا تھا وہ ۴۸ کروڑ درہم تھا، پس واقع نے اس کی جگہ اس کے بیٹے طاہر کو نائب بنا دیا اور اس سے نو دن قبل شناسا ترکی نے ۱۱ ربیع الاول ۲۳۰ھ کو سوموار کے روز وفات پائی اور ابن خلکان نے بیان کیا ہے کہ اس نے ۲۲۸ھ میں مرو میں وفات پائی ہے اور بعض نے نیشاپور میں وفات پانا بیان کیا ہے وہ سنی سردار تھا اور اچھا شاعر تھا، اس نے ۲۲۰ھ کے بعد مصر کی نیابت سنبالی اور وزیر ابوالقاسم المغزی نے بیان کیا ہے کہ مصر کے عبدالادی خربوزے اسی عبداللہ بن طاہر کی طرف منسوب ہیں ابن خلکان نے بیان کیا ہے اس لیے کہ وہ انہیں سمجھتا تھا اور بعض کا قول ہے کہ وہ خربوزے اس کی طرف اس لیے منسوب ہیں کہ سب سے پہلے اسی نے انہیں کاشت کیا تھا واللہ اعلم۔

اور اس کے اچھے اشعار میں سے یہ اشعار بھی ہیں:

میری لغزش کو بخش دے تاکہ تو میرے شک کو محفوظ کر لے اور میرا اجر تجھے کھونہ دے مجھے عذرا اختیار کرنے کے سپرد نہ کر
شاکد میں اپنے عذر پر قائم نہ رہوں۔

نیز وہ کہتا ہے:

ہم دست عشق کے مطیع ہیں ہمیں آنکھیں شکار کرتی ہیں حالانکہ ہمارا حال یہ ہے کہ ہم شیروں کو شکار کرتے ہیں ہم شکار کے مالک ہیں پھر چمکد ارتوار میں ہمیں آنکھوں اور رخساروں کا مالک بنا دیتی ہیں ہماری ناراضگی سے شیر بھی ڈرتے ہیں اور جب ہرنی کا بچہ بیٹھنے کا اظہار کرتا ہے تو ہم اس کے گرنے سے ڈرتے ہیں تو ہمیں جنگ کے روز آزاد دیکھ گاہ اور صلح کے زمانے میں خوبصورت عورتوں کا غلام پائے گا۔

ابن خلکان نے بیان کیا ہے کہ وہ خزاعی تھا اور طلحہ الطلحات خزاعی کے غلاموں (موالی) سے تھا۔ اور ابوتمام اس کی مدح

کیا کرتا تھا اور وہ ایک دفعہ اس کے پاس آیا تو اس نے ہمدان کے نمک سے اس کی مہمان نوازی کی اور اس نے اپنی ایک بیوی کے ہاں اس کے لیے کتاب انجمن تصنیف کی اور جب مومن نے اسے مصر و شام کی نیابت دی تو وہ اس کی طرف گیا اور اس نے دیار مصر کے متعلق اسے حکم دیا تو وہ انہیں اس کے پاس لے گیا اور راستے کے دوران ہی تمہیں کروڑوں بار تھے اور اس نے اسے ایک ہی جہس میں تسلیم کر دیا اور جب وہ مصر کے سامنے آیا تو اس نے اسے دلچسپی سے حقیقت سمجھا اور اپنے لگا اللہ فرعون کا برابر سے وہ کس قدر ذلیل اور پست ہمت تھا جس نے اس بستی کی حکومت کو بڑا سمجھا اور اس پر فخر کیا اور کہنے لگا انار یکم الاعلیٰ نیز اس نے کہا الیس لی ملک مصر (کیا میرے پاس مصر کی حکومت نہیں) اور اگر وہ بغداد وغیرہ کو دیکھتا تو اس کا کیا حال ہوتا۔

اور اس سال علی بن جعد الجوهری و اقدی کے کاتب اور کتاب الطبقات کے مؤلف محمد بن سعد اور سعید بن محمد الجرمی نے وفات پائی۔

۲۳ھ

اس سال امیر خاقان خادم کے ہاتھوں ان مسلمان قیدیوں کا فیہ دیا گیا جو رومیوں کے قبضے میں تھے اور یہ کام اس سال کے محرم میں ہوا اور قیدیوں کی تعداد چار ہزار تین سو باسٹھ تھی اور اسی سال احمد بن نصر خزاعی رحمۃ اللہ و اکرم متواہ قتل ہوا۔ اور اس کا سبب یہ تھا کہ اس شخص یعنی احمد بن نصر بن مالک بن الہشیم خزاعی کا دادا مالک بن الہشیم بنو عیسا کی حکومت کے بڑے دامیوں میں سے تھا جنہوں نے اس کے بیٹے کو قتل کیا تھا اور اس احمد بن نصر کو بڑی وجاہت اور سرداری حاصل تھی اور اس کے باپ نصر بن مالک کے پاس اہل حدیث آیا کرتے تھے اور عوام نے ۲۰ھ میں جب مامون کی بغداد سے غیر حاضری کے دوران فریب کاروں اور بدکاروں کی کثرت ہو گئی تھی جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے، امر و نہی کے قیام کے لیے اس کی بیعت کر لی تھی اور بغداد میں سو وقتہ نصر (نصر کا بازار) اسی کے نام سے مشہور ہے اور یہ احمد صاحب علم دین دار نیک کام کرنے والے اور بھلائی کے کاموں میں کوشش کرنے والے لوگوں میں سے تھا اور اہل سنت کے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے والے ائمہ میں سے تھا اور اس قول کی طرف دعوت دینے والے لوگوں میں سے تھا کہ قرآن نازل شدہ کلام اللہ ہے اور غیر مخلوق ہے اور واثق، خلق قرآن کا بڑی سختی سے قائل تھا اور دن رات پوشیدہ اور اعلانیہ اس کی طرف توجہ دیتا تھا جیسا کہ اس سے قبل اس کا باپ اور اس کا بیچا مامون بغیر کسی دلیل اور برہان اور بغیر کسی حجت و بیان اور سنت و قرآن کے بغیر اس قول پر اٹھا دیکرتا تھا۔

پس یہ احمد بن نصر کھڑا ہو کر دعوت الی اللہ کرنے لگا اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی بھی دعوت دینے لگا اور اس بات کی طرف بھی دعوت دینے لگا کہ قرآن نازل شدہ کلام اللہ ہے اور غیر مخلوق ہے اسی طرح اس نے بہت سی باتوں کی طرف لوگوں کو دعوت دی اور اہل بغداد کی ایک جماعت نے اس پر اتفاق کر لیا اور ہزاروں کی تعداد میں لوگ اس کے گرد جمع ہو گئے اور احمد بن نصر کی طرف سے دعوت دینے کے لیے دو شخص اٹھ کھڑے ہوئے ان میں سے ایک ابو ہارون السراج تھا جو شرفی جانب کو دعوت دیتا تھا اور دوسرے کو طالب کہتے تھے جو غربی جانب کو دعوت دیتا تھا پس ہزار ہا مخلوق اور بہت سی جماعتیں اس کے پاس اکٹھی ہو گئیں

اور جب اس سال کا ماہ شعبان آیا تو خفیہ طور پر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے قیام کے لیے اور سلطان کی بدعت اور خلق قرآن کے نول کی طرف اس کی دعوت کے باعث اس کے خلاف خروج کرنے کے لیے احمد بن نصر خزاعی کی بیعت مرتب ہوئی نیز جن معاصی اور فواحش کا ارتکاب وہ اس کے امر اور نہی سے تھے اس کی وجہ سے بھی اس کے خلاف خروج کرنے کی بیعت ہوئی۔ انہوں نے طے کیا کہ شعبان کی تیسری رات جو جمعہ کی رات تھی نوسہل بنایا جائے اور بیعت کنندگان اس جلد منع ہو جائیں۔ اس پر انہوں نے اتفاق کیا اور طالب اور ابو ہارون نے اپنے اصحاب میں ایک ایک دینار خرچ کیا اور جن لوگوں کو انہوں نے ایک ایک دینار دیا ان میں بنی اشرس کے دو شخص بھی تھے جو شراب نوشی کیا کرتے تھے اور جب جمعرات کی رات آئی تو ان دونوں نے اپنے اصحاب میں شراب پی اور خیال کیا کہ یہی رات وعدہ کی رات ہے حالانکہ یہ اس سے پہلی رات تھی وہ دونوں اٹھ کر رات کو طبل بجانے لگے تاکہ لوگ ان کے پاس اکٹھے ہو جائیں مگر کوئی شخص نہ آیا اور نظام درہم برہم ہو گیا اور رات کو محافظوں نے بھی سن لیا اور انہوں نے نائب سلطنت محمد بن ابراہیم بن مصعب کو اطلاع کر دی جو اپنے بھائی اسحاق بن ابراہیم کی بغداد سے غیر حاضری کے دوران اس کا نائب تھا لوگوں نے دیوانگی کی حالت میں صبح کی اور نائب سلطنت نے ان دونوں اشخاص کے حاضر کرنے کی کوشش کی۔ انہیں حاضر کیا گیا تو اس نے ان دونوں کو سزا دی اور ان دونوں نے احمد بن نصر کے متعلق اعتراف کیا۔

پس اس نے اسے تلاش کیا اور اس کے خادم کو پکڑ لیا اور اس سے تحقیق کی تو اس نے بھی وہی اعتراف کیا جو ان دونوں اشخاص نے کیا تھا اور اس نے احمد کے سر کردہ اصحاب کی ایک جماعت کو اس کے ساتھ اکٹھا کر کے خلیفہ کے پاس سرمن رآئی بھجوادیا یہ شعبان کے آخر کا واقعہ ہے اور اس نے اپنے اعیان کی ایک جماعت کو بلایا اور قاضی احمد بن ابی داؤد معتزلی بھی آیا اور اس نے احمد بن نصر کو بلایا اور اس نے احمد بن نصر پر کوئی ناراضگی ظاہر نہ کی اور جب احمد کو واثق کے سامنے کھڑا کیا گیا تو اس نے عوام سے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر وغیرہ کی بیعت لینے پر اسے کوئی ملامت نہ کی بلکہ ان سب باتوں سے اعراض کیا اور اسے پوچھا قرآن کے بارے میں تیری کیا رائے ہے اس نے کہا وہ کلام اللہ ہے اس نے پوچھا کیا وہ مخلوق ہے؟ اس نے کہا وہ کلام اللہ ہے اور احمد بن نصر نے مردانہ وار اپنے آپ کو قتل کے لیے پیش کر دیا اور اپنی جان کو فروخت کر دیا اور حاضر ہو گیا اور اس نے خوشبو لگائی اور پوڈر لگا لیا اور اپنی شرمگاہ پر مضبوطی سے پردے کے لیے کپڑا باندھ دیا اور اس نے آپ سے پوچھا آپ کا اپنے رب کے بارے میں کیا خیال ہے کیا آپ اسے قیامت کے روز دیکھیں گے؟ آپ نے کہا یا امیر المؤمنین اس کے متعلق قرآن واحادیث میں بیان ہوا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَجُودٌ يُؤْمِنُ بِرَبِّهِهَا نَاطِرَةٌ﴾

اس روز چہرے تر و تازہ ہوں گے اور اپنے رب کی طرف دیکھ رہے ہوں گے۔

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:

”بلاشبہ تم اپنے رب کی یوں دیکھو گے جیسے تم اس چاند کو دیکھتے ہو اور تم اس کی دید میں شبہ نہیں کرتے۔“

پس ہم اس حدیث پر قائم ہیں خطیب نے یہ اضافہ کیا ہے کہ واثق نے کہا تو ہلاک ہو جائے کیا اس طرح دیکھا جائے گا

جیسے محدود متحکم کو دیکھا جاتا ہے اور جسے جگہ گھبر لیتی ہے اور آنکھ جس کا حصہ کر لیتی ہے؟ میں اس رب کا انکار کرتا ہوں جس کی یہ صفت ہے۔ میں کہتا ہوں جو بات واقع نے کہی ہے جائز نہیں ہے اور نہ اس سے صحیح حدیث کو رد کیا جاسکتا ہے۔ واللہ اعلم۔ پھر احمد بن نصر نے واثق سے کہا مجھ سے نیمان نے مرفوع حدیث بیان کی ہے کہ

”ابن آدم کا دل اللہ تعالیٰ کی انگلیوں میں سے ۱۰ انگلیوں میں ہے۔ جس طرح چاہتا ہے اسے جیسے دیتا ہے۔“

اور حضرت نبی کریم ﷺ فرمایا کرتے تھے:

”اے دلوں کے پھیرنے والے! میرے دل کو اپنے دین پر قائم رکھ۔“

اسحاق بن ابراہیم نے آپ سے کہا تو ہلاک ہو جائے دیکھ تو کیا کہہ رہا ہے؟ آپ نے فرمایا تو نے ہی مجھے اس کا حکم دیا ہے تو اسحاق اس بات سے ڈر گیا اور کہنے لگا میں نے آپ کو حکم دیا ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں تو نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں اس کی خیر خواہی کروں واثق نے ان لوگوں سے جو اس کے ارد گرد تھے کہا تم اس شخص کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ تو لوگوں نے آپ کے بارے میں بہت باتیں کیں، عبدالرحمن بن اسحاق جو مغربی جانب کا معزول قاضی تھا اور اس سے قبل احمد بن نصر سے محبت رکھتا تھا نے کہا یا امیر المؤمنین اس کا خون حلال ہے اور احمد بن ابی داؤد کے دوست ابو عبد اللہ الرضی نے کہا یا امیر المؤمنین مجھے اس کا خون پلا دیجئے واثق نے کہا ضرور ہے کو تو جو چاہتا ہے یہ اس کام کو کر دے اور ابن ابی داؤد نے کہا یہ کافر ہے اس سے توبہ کا مطالبہ کیا جائے شاید اسے کوئی بیماری یا عقل کا نقص ہو واثق نے کہا جب تم مجھے اس کے پاس جانا دیکھو تو کوئی شخص میرے ساتھ کھڑا نہ ہو میں اپنی خطاؤں کا ثواب حاصل کر رہا ہوں پھر وہ مصمامہ کے ساتھ آپ کے پاس گیا اور عمرو بن معدیکرب زبیدی کی تلوار تھی جو موسیٰ ہادی کو اس کے ایام خلافت میں تختہ دی گئی تھی اور وہ چوڑی اور خراب شدہ تلوار تھی جسے نیچے سے میخوں سے مضبوط کیا گیا تھا اور جب وہ آپ کے پاس پہنچا تو اس نے وہ تلوار آپ کے کندھے پر ماری اور آپ رسیوں سے بندھے ہوئے تھے اور آپ کو چمڑے کے فرش پر کھڑا کیا گیا تھا پھر اس نے دوسری ضرب آپ کے سر پر لگائی پھر اس نے آپ کے پیٹ میں مصمامہ سے چوٹ لگائی تو آپ چمڑے کے فرش پر مردہ ہو کر گر پڑے انا للہ وانا الیہ راجعون، رحمہ اللہ و عفا عنہ۔

پھر سیماد مشقی نے اپنی تلوار سونتی اور آپ کی گردن پر تلوار ماری اور آپ کا سر کاٹ لیا اور آپ کو چوڑے انداز میں اٹھا کر اس باڑے میں لے آیا جس میں با بک خرمی تھا اور اس میں آپ کو صلیب دیا گیا اور آپ کے پاؤں میں دو بیڑیاں تھیں اور آپ شلواری میس پہنے ہوئے تھے اور آپ کے سر کو بغداد لاکر شرقی جانب میں کئی دن تک نصب رکھا گیا اور غربی جانب بھی نصب رکھا گیا اور رات دن محافظ آپ کے پاس رہتے تھے اور آپ کے کان میں کاغذ کا ایک پرزہ تھا جس میں لکھا تھا یہ کافر، مشرک، اور گمراہ احمد بن نصر خرمی کا سر ہے جو عبد اللہ ہارون امام واثق باللہ امیر المؤمنین کے ہاتھوں قتل ہوا ہے اس سے قبل واثق نے اس پر خلق قرآن کے مسئلہ میں حجت قائم کی اور تشبیہ کی نفی کی اور اس کو توبہ کی پیشکش کی اور حق کی طرف رجوع کرنے کا موقع دیا مگر اس نے معاندت اور تصریح کے سوا ہر بات سے انکار کیا، پس اس خدا کا شکر ہے جو کفر کی وجہ سے اپنے دوزخ اور عذاب کی دردناکی کی طرف جلد لے گیا ہے اور امیر المؤمنین نے اس وجہ سے اس کے خون کو حلال قرار دیا ہے اور اس پر لعنت کی ہے۔

پھر واثق نے آپ کے سر کردہ اصحاب کو تلاش کرنے کا حکم دیا اور اس نے ان میں سے تقریباً ۲۹ آدمیوں کو پکڑ لیا اور انہیں قید خانوں میں ڈال دیا اور ان کو ظالموں کا نام دیا گیا اور ہر کسی کو ان کی ملاقات سے روک دیا گیا اور انہیں لوہے کی بیچیاں لگا دی گئیں اور قیدیوں کو جو رسد ملتی تھی وہ بھی انہیں نہ دی گئی اور یہ ایک ظلم عظیم ہے۔

اور احمد بن نصر اسرا بمعروف اور ثنیٰ بن الکرمر کرنے والے اہل برعہ میں سے تھے اور آپ نے حماد بن زید سفیان بن عیینہ اور ہاتم بن بشیر سے حدیث کا سماع کیا اور آپ کے پاس ان کی سب تصانیف تھیں اور آپ نے حضرت امام مالک بن انس سے بھی جید احادیث کا سماع کیا اور آپ نے اپنی بہت سی احادیث کو بیان نہیں کیا اور آپ سے احمد بن ابراہیم الدروقی اور ان کے بھائی یعقوب بن ابراہیم اور یحییٰ بن معین نے روایت کی ہے ایک روز یحییٰ بن معین نے آپ کا ذکر کیا اور آپ کے لیے رحم کی دعا کی اور فرمایا خدا تعالیٰ نے شہادت پر آپ کا خاتمہ کیا ہے آپ حدیث بیان نہیں کیا کرتے تھے اور فرماتے تھے میں اس کا اہل نہیں ہوں اور یحییٰ بن معین نے آپ کی نہایت اچھی تعریف کی ہے اور حضرت امام احمد بن حنبل نے ایک روز آپ کا ذکر کیا اور فرمایا اللہ آپ پر رحم فرمائے آپ راہ خدا میں جان دینے میں کس قدر فیاض تھے آپ نے اس کے لیے اپنی جان دے دی ہے اور جعفر بن محمد الصانع نے بیان کیا ہے میری دونوں آنکھوں نے دیکھا ہے اگر ایسا نہیں تو وہ پھوٹ جائیں اور میرے دونوں کانوں نے سنا ہے اگر ایسا نہیں تو وہ بہرے ہو جائیں جب احمد بن نصر کو قتل کیا گیا تو آپ کا سر لالہ الا اللہ کہہ رہا تھا اور بعض لوگوں نے جب کہ آپ تھے پر مصلوب تھے آپ سے سنا ہے آپ کا سر پڑھ رہا تھا:

﴿الْم أَحْسِبَ النَّاسُ أَنْ يَتْرُكُوا أَنْ يَقُولُوا آمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُونَ﴾

کیا لوگوں نے خیال کر لیا ہے کہ انہیں یہ کہہ دینے سے کہ ہم ایمان لائے ہیں انہیں چھوڑ دیا جائے گا اور ان کی آزمائش نہ ہوگی۔“

راوی بیان کرتا ہے میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے اور ایک شخص نے آپ کو خواب میں دیکھا تو اس نے آپ سے پوچھا آپ کے رب نے آپ سے کیا سلوک کیا ہے؟ آپ نے فرمایا وہ صرف نیند کی چھپکی تھی کہ میں نے اللہ سے ملاقات کی اور وہ مسکراتا ہوا میرے پاس آیا اور ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہما اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما بھی آپ کے ساتھ تھے یہ سب اس تھے کہ پاس سے گزرے جس پر احمد بن نصر کا سر تھا اور جب وہ اس کے پاس سے گزرے تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے روئے مبارک کو اس سے پھر لیا آپ سے دریافت کیا گیا یا رسول اللہ ﷺ کیا بات ہے کہ آپ نے احمد بن نصر سے منہ پھیر لیا ہے؟ آپ نے فرمایا میں نے اس سے شرم کی وجہ سے منہ پھیرا ہے جس شخص نے اسے قتل کیا ہے وہ اپنے آپ کو میرے اہل بیت میں خیال کرتا ہے۔

اور اس سال کی ۲۸ شعبان بروز جمعرات سے لے کر عید الفطر کے ایک یا دو دن بعد تک آپ کا سر مسلسل مصلوب رہا اور آپ کے سر اور جشہ کو اکٹھا کر کے بغداد کی مشرقی جانب اس قبرستان میں دفن کر دیا گیا جو مقبرہ مالکیہ کے نام سے مشہور ہے اور یہ متوکل علی اللہ کے حکم سے ہوا جس نے اپنے بھائی واثق کے بعد خلافت سنبھالی اور عبدالعزیز یحییٰ کتانی مؤلف کتاب الحیدہ متوکل

کے پاس آیا اور متوکل بہترین خلفاء میں سے تھا اس لیے کہ اس نے اپنے بھائی واثق اور اپنے باپ متقسم اور اپنے چچا مومن کے برخلاف اہل سنت سے بہت اچھا سلوک کیا بلاشبہ انہوں نے اہل سنت کو دکھ دیا اور معتزلہ وغیرہ میں سے اہل بدعت کو ضلال و فریب کیا ان نے عمر دیا کہ احمد بن نصر کے دستوں اور زمین کو یاد بنائے وہاں سے ہی کیا آیا اور متوکل حضرت امام احمد بن حنبل کا بہت زیادہ احترام کرتا تھا جیسا کہ اس کی تسمیل اپنے موقع پر بیان ہوگی حاصل کلام یہ کہ مولف کتاب الجیدہ عبدالعزیز نے متوکل سے کہا یا امیر المؤمنین میں نے واثق کے معاملے سے حیران کن بات نہیں دیکھی یا نہیں دیکھی گئی اس نے احمد بن نصر کو قتل کیا اور آپ کی زبان قرآن پڑھ رہی تھی حتیٰ کہ آپ کو دفن کر دیا گیا متوکل اس کی گفتگو سے خوفزدہ ہو گیا اور جو کچھ اس نے اپنے بھائی واثق کے متعلق سنا اسے اس سے دکھ ہوا اور جب وزیر محمد بن عبدالملک بن ادیات اس کے پاس آیا تو متوکل نے اسے کہا میرے دل میں احمد بن نصر کے قتل کے متعلق کچھ غلجان پایا جاتا ہے اس نے کہا یا امیر المؤمنین اللہ مجھے آگ سے جلادے امیر المؤمنین نے اسے کافر ہونے کی حالت میں قتل کیا ہے اور ہرثمہ اس کے پاس آیا تو اس نے اس بارے میں اس سے بات کی تو اس نے کہا اللہ تعالیٰ میرا عضو عضو قطع کر دے اس نے کافر ہونے کی حالت میں اسے قتل کیا ہے اور قاضی احمد بن داؤد اس کے پاس آیا تو اس نے اسے بھی اس قسم کی بات کہی تو اس نے کہا اللہ مجھے فاجح کر دے واثق نے اسے کافر ہونے کی حالت میں قتل کیا ہے متوکل نے کہا ابن الزیات کو میں آگ سے جلاؤں گا اور ہرثمہ بھاگ گیا اور خزاعہ کے ایک قبیلہ کے پاس سے گزرا تو قبیلے کے ایک شخص نے اسے پہچان لیا اور کہنے لگا اے خزاعہ کی جماعت اس شخص نے تمہارے عمر زاد احمد بن نصر کو قتل کیا ہے پس انہوں نے اسے کاٹ کر رکھ دیا اور اس کا ایک ایک عضو کاٹ دیا اور ابن ابی داؤد کو اللہ تعالیٰ نے اس کی کھال میں قید کر دیا یعنی اسے فاجح ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے اس کی موت سے چار سال قبل فاجح کر دیا اور اس کے صلبی مال سے بہت سارا مال لے لیا گیا جیسا کہ اس کی تفصیل اپنے موقع پر آئے گی۔

اور ابوداؤد نے کتاب المسائل میں احمد بن ابراہیم الدرر قتی سے بحوالہ احمد بن نصر روایت کی ہے آپ بیان کرتے ہیں میں نے سفیان بن عیینہ سے پوچھا دل اللہ کی انگلیوں میں سے دو انگلیوں کے درمیان ہے اور اللہ اس شخص پر ہنستا ہے جو اسے بازاروں میں یاد کرتا ہے۔ آپ نے فرمایا اس روایت کو جیسے بیان ہوئی ہے بلا کیف روایت کر دو۔

اور اس سال واثق نے حج کا ارادہ کیا اور اس کے لیے تیار ہوا تو اسے بتایا گیا کہ راستے میں پانی تھوڑا ہے تو اس نے اس سال حج ترک کر دیا اور اس سال جمعہ^۱ بن دینار نے یمن کی نیابت سنبھالی اور وہ چار ہزار سواروں کے ساتھ اس کی طرف روانہ ہوا اور اس سال عوام میں سے کچھ لوگوں نے بیت المال پر حملہ کر دیا اور اس سے کچھ سونا چاندی لے گئے انہیں پکڑ کر قید کر دیا گیا اور اس سال بلاد ربیعہ میں ایک خارجی ظاہر ہوا اور موصل کے نائب نے اس سے جنگ کر کے اسے شکست دی اور اس کے اصحاب شکست کھا گئے اور اس سال وصیف خادم کردوں کی ایک جماعت کو جو پانچ سو کے قریب تھی بیڑیاں ڈال کر لایا انہوں نے راستوں میں فساد برپا کیا اور ہزنی کی تھی۔ خلیفہ نے وصیف خادم کو ۵۷ ہزار دینار اور خلعت دیا اور اس سال خاقان خادم بلاد روم سے آیا اور اس کے درمیان مصالحت اور باہم فدیہ کی ادائیگی کی بات مکمل ہو گئی اور سرحدوں کے سرکردہ لوگوں کی ایک

۱ مصری نسخے میں احمد بن دینار ہے۔

جماعت بھی اس کے ساتھ آئی واثق نے خلق قرآن کے مسئلہ سے اس بات سے کہ اللہ تعالیٰ آخرت میں دکھائی نہیں دے گا، ان کی آزمائش کرنے کا نظم دیا چار آدمیوں کے سوا سب نے اس بات کو مان لیا اور اس نے سم دیا کہ اگر وہ نسل قرآن اور یہ کہ اللہ تعالیٰ آخرت میں دکھائی نہ دے گا کے مسئلہ کو نہ مانیں تو انہیں قتل کر دیا جائے اور اس طرح واثق نے خلق قرآن اور یہ کہ اللہ تعالیٰ آخرت میں دکھائی نہ دے گا کے مسئلہ سے ان قیدیوں کی آزمائش کرنے کا نظم دیا جنہیں فرنگ کی قید سے چھڑایا گیا تھا، پس جو خلق قرآن اور یہ کہ اللہ تعالیٰ آخرت میں دکھائی نہ دے گا کے مسئلہ کو تسلیم کرے اس کا فدیہ دیا جائے بصورت دیگر اسے کفار کی قید میں چھوڑ دیا جائے یہ ایک گنجی بڑی اندھی اور بہری بدعت تھی جس کا کتاب و سنت اور عقل صحیح میں کوئی مستند نہیں پایا جاتا بلکہ کتاب و سنت اور عقل صحیح اس کے خلاف ہیں جیسا کہ اسے اس کی جگہ پر بیان کیا گیا ہے۔

فدیہ دریائے اللامس اور دریائے سلوقیہ کے پاس دیا گیا جو طرطوس کے نزدیک ہے ہر مسلمان مرد اور مسلمان عورت جو رومیوں کے قبضے میں تھے کے عوض میں اس ذمی مرد اور ذمی عورت جو رومیوں میں سے مسلمانوں کے قبضے میں تھے اور مسلمان نہیں ہوئے تھے کا تبادلہ کیا گیا اور انہوں نے دریا پر دو پل نصب کئے اور جب رومی کسی مسلمان مرد یا مسلمان عورت کو اپنے پل سے بھیجتے اور وہ مسلمان کے پاس پہنچ جاتا تو وہ تکبیر کہتا، پھر مسلمان رومی قیدی کو اپنے پل سے بھیجتے اور جب وہ ان کے پاس پہنچ جاتا تو وہ بھی تکبیر کی مانند کوئی کلام کرتے اور چار دن تک مسلسل یہی کام ہوتا رہا یعنی ایک نفس کے بدلے ایک نفس، پھر خاقان کے پاس رومی قیدیوں کی ایک جماعت باقی بچ گئی تو اس نے انہیں رومیوں کے لیے رہا کر دیا تاکہ اسے ان پر بڑائی حاصل ہو۔

ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ اس سال طاہر حسن بن حسین نے ماہ رمضان میں طبرستان میں وفات پائی اور الخطاب بن وجہ النفس نے بھی اسی سال وفات پائی اور ابو عبد اللہ بن الاعرابی راویہ نے ۱۳ شعبان کو بدھ کے روز ۸۰ سال کی عمر میں وفات پائی اور اس سال اس کے باپ کی ماں، موسیٰ کی بیٹی اور علی بن موسیٰ الرضا کی بہن نے وفات پائی اور اس سال خارق مغنی، احمعی کے راویہ ابو نصر احمد بن حاتم، عمرو بن ابی شیبانی اور محمد بن سعدان نحوی نے بھی وفات پائی۔

میں کہتا ہوں اس سال احمد بن نصر خزاعی نے بھی وفات پائی جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے اور ابراہیم بن محمد بن عمرہ امیہ بن بسطام اور ابو نمام طائی نے بھی وفات پائی اور مشہور قول وہی ہے جو پہلے بیان ہو چکا ہے اور کامل بن طلحہ، محمد بن سلام الجمعی اور اس کے بھائی عبدالرحمن اور محمد بن منہال ناپینا اور حجاج کے بھائی محمد بن منہال اور ہارون بن معروف اور حضرت امام شافعی کے دوست ابو یسیٰ کے خلیفہ قرآن کے مسئلہ سے انکار کرنے پر قید خانے میں وفات پائی اور یحییٰ بن کبیر جنہوں نے مؤطا کو امام مالک سے روایت کیا ہے انہوں نے بھی اسی سال وفات پائی ہے۔



۲۳۲ھ

اس سال نیمامہ میں، نو مہر قبیلہ نے فساد برپا کر دیا اور واثق نے بغا ائلیہ کی طرف نظر لکھا جو ارض تاج میں مقیم تھا تو اس نے ان سے جنگ کی اور ان میں سے ایک جماعت کو قتل کر دیا اور دوسروں کو قیدی بنا لیا اور بقیہ کو سنگت دے دی۔ پھر اس نے بنو تمیم کے ساتھ مذبحیہ کی اس کے پاس چار ہزار دینار تھے اور وہ تین ہزار تھے ان کے درمیان معرکہ آرائی ہوتی رہی اور بالآخر اسے ان پر فتح حاصل ہوئی۔ یہ ۱۵ جمادی الآخرہ کا واقعہ ہے پھر اس کے بعد یہ بغداد واپس آ گیا اور ان کے ساتھ ان کے سرکردہ اعیان کی ایک جماعت بیڑیوں اور بندھنوں میں تھی اور معرکہ آرائی میں اس نے ان کے دو ہزار سے زیادہ جوانوں کو جو بنی سلیم، نمیر، مرہ، کلاب، فرارہ، ثعلبہ، طلی اور تمیم وغیرہ قبائل سے تھے، قتل کر دیا اور اس سال حاجیوں کو واپسی پر سخت پیاس نے تکلیف دی حتیٰ کہ ایک بار سیراب ہونے کی مقدار کا پانی بہت سے دنانیر میں فروخت ہوا اور بہت سے لوگ پیاس سے مر گئے اور اس سال واثق نے سمندری کشتیوں سے عشاء کٹھا کرنے کو ترک کر دینے کا حکم دے دیا۔

خلیفہ واثق بن معتمد کی وفات:

اس سال خلیفہ واثق بن محمد المعتمد ابن ہارون الرشید ابی جعفر ہارون الواثق نے وفات پائی۔ اس کی وفات اس سال کے ذوالحجہ میں استسقاء کی بیماری سے ہوئی اور وہ اس سال عید پر بھی حاضر نہ ہو سکا اور اس کی نیابت میں اس کے قاضی احمد بن ابی داؤد الالبادی المعتزل نے لوگوں کو نماز پڑھائی۔ اس کی وفات ۲۴ ذوالحجہ کو ہوئی اور اس کا باعث یہ ہوا کہ اس کو سخت استسقاء ہو گیا اور اسے ایک تنور میں بٹھایا گیا جسے اس قدر گرم کیا گیا تھا جس میں انسان بیٹھ سکے تاکہ اس کی تکلیف کو سکون ہو اسے کچھ معمولی سا آرام آیا اور جب دوسرا دن ہوا تو اس نے حکم دیا کہ اسے دستور سے زیادہ گرم کیا جائے، اسے اس میں بٹھا کر پھر نکال کر تخت رواں پر رکھا گیا اور اس میں اس کے ارد گرد اس کے امراء اور وزراء اور قاضی بھی سوار ہو گئے اور وہ اس میں اٹھائے ہوئے ہی مر گیا اور انہیں اس وقت پتہ چلا جب وہ فوت ہو کر تخت پر رواں پریشانی کے بل گر پڑا، پیشانی کے بل گرنے کے بعد اس کے قاضی نے اس کی آنکھیں بند کیں اور اس کے غسل اور نماز جنازہ کی ذمہ داری اس سے سنبھالی اور اسے قصر ہادی میں دفن کر دیا۔

ان دونوں پر وہی کچھ نازل ہو جس کے یہ دونوں مستحق ہیں، واثق سرخ و سفید، خوش منظر، خبیث دل، خوبصورت جسم اور بدنیت انسان تھا، اس کی بائیں آنکھ سیاہ تھی جس پر ایک سفید داغ تھا اس کی پیدائش مکہ کے راستے میں ۱۹۶ھ کو ہوئی اور وہ ۳۳ سال کی عمر میں مر گیا اور اس کی مدت خلافت پانچ سال نو ماہ پانچ دن تھی اور بعض نے سات دن بارہ گھنٹے بیان کی ہے۔ ظالموں، فسادوں اور بدعتوں کے دن چھوٹے اور تھوڑے ہی ہوتے ہیں، جب واثق کی بیماری نے شدت اختیار کر لی تو اس نے اپنے زمانے کے نجومیوں کو جمع کیا اور احمد بن خزاعی کے قتل کے بعد اس کی بیماری شدت اختیار کر گئی تاکہ وہ اسے اللہ کے حضور اس سے ملا دے اور جب انہوں نے فن نجوم کے مطابق اس کی پیدائش کے بارے میں غور و فکر کیا کہ اس کی حکومت کتنے دن رہے گی تو اس کے پاس سرکردہ لوگوں کی ایک جماعت جمع ہو گئی جس میں حسن بن سہل، فضل بن اسحاق ہاشمی، اسماعیل بن نوح بخت، محمد بن موسیٰ خوارزمی

مجوسی مطرب علی اور محمد بن البیہتم کا دوست سند اور عوام جو نجوم میں دسترس رکھتے تھے شامل تھے پس انہوں نے اس کی پیدائش اور تقاضائے حال کے بارے میں حور و غیبی اور انہوں نے اس امر پر اتفاق کیا کہ وہ لمبا زمانہ طاقت کی زندگی گزارے گا اور انہوں نے جس روز کو دیکھنے والی آفت سے دیکھا ان کا اندازہ آئندہ پچاس سال تک آگیا اور وہ ان کے فوٹن اور اندازے کے بعد صرف بس دن زندہ رہا اور مر گیا۔ اسے امام ابو نعیم بن جریر ضری نے بیان کیا ہے۔

ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ سین بن شاک نے بیان کیا کہ اس نے مقتسم کے مرنے کے چند روز بعد واقعہ کو دیکھا اور وہ اس کی پہلی مجلس تھی اور وہ پہلا شخص تھا جس نے اس مجلس میں گانا سنا یا اور اسے ابراہیم بن مہدی کی لونڈی شازیہ نے گانا سنا یا: جس روز اس کی نعش اٹھانے والوں نے اس کی نعش کو اٹھایا تو انہیں پتہ نہ چلا کہ انہوں نے اسے دفن کرنے کے لیے اٹھایا ہے یا ملاقات کے لیے اٹھایا ہے تیرے بارے میں رونے والیاں ہر شام کو چیخ کر جو چاہیں کہیں۔

راوی بیان کرتا ہے وہ رو پڑا اور ہم بھی رو پڑے حتیٰ کہ رونے نے ہمیں ان تمام باتوں سے غافل کر دیا جن میں ہم مشغول تھے پھر ایک شخص گانے لگا:

اے ناپسندیدگی سے الوداع کیا گیا کہ قافلہ کوچ کرنے والا ہے اور اے شخص کیا تو الوداع کی طاقت نہیں رکھتا۔

پس اس کے رونے میں اضافہ ہو گیا اور وہ کہنے لگا میں نے کبھی آج کی مانند باپ کی تعزیت اور نفس کا ظلم نہیں سنا پھر اس نے اس مجلس کو چھوڑ دیا اور خطیب نے روایت کی ہے کہ جب واثق خلیفہ بنا تو عدیل بن علی شاعر نے ایک کاغذ کا قصہ کیا اور اس میں کچھ شعر لکھے پھر حاجب کے پاس آ کر اسے دے دیا اور کہنے لگا:

امیر المؤمنین کو سلام کہنا اور یہ بھی کہنا ان اشعار میں عدیل نے آپ کی مدح کی ہے اور جب واثق نے اسے کھولا تو اس میں

لکھا تھا:

”سب تعریف اللہ کے لیے ہے جب اہل محبت سو جائیں تو صبر و تسلی نہیں رہتی خلیفہ فوت ہو گیا ہے اور اس کے لیے کسی نے غم نہیں کیا اور دوسرا خلیفہ بن گیا ہے اور کوئی اس کے لیے خوش نہیں ہوا وہ گزر گیا ہے اور نحوست بھی اس کے پیچھے پیچھے گزر گئی ہے اور یہ کھڑا ہوا ہے تو بلاکت اور تنگی بھی کھڑی ہو گئی ہے“۔

راوی بیان کرتا ہے واثق نے پوری طاقت کے ساتھ اسے تلاش کیا مگر وہ اس پر قابو نہ پاسکا حتیٰ کہ واثق مر گیا اور اسی طرح یہ روایت بھی کہ جب واثق نے عید کے روز ابی داؤد کو نماز کے لیے نائب مقرر کیا اور وہ ادائیگی نماز کے بعد اس کے پاس آیا تو اس نے اسے پوچھا اے ابو عبد اللہ تمہاری عید کیسے ہوئی؟ اس نے کہا ہم ایسے دن میں تھے جس میں سورج نہ تھا تو وہ ہنس پڑا اور کہنے لگا اے عبد اللہ مجھے آپ کی تائید حاصل ہے۔

خطیب نے بیان کیا ہے کہ ابن ابی داؤد واثق پر حاوی ہو گیا اور اسے آزمائش میں سختی پر آمادہ کیا اور خلق قرآن کے مسئلہ کی طرف لوگوں کو دعوت دی۔ راوی بیان کرتا ہے بیان کیا جاتا ہے کہ واثق نے اپنی موت سے قبل اس سے رجوع کر لیا تھا۔ مجھے عبد اللہ بن ابوالفتح نے بتایا ہے کہ احمد بن ابراہیم بن حسن نے بتایا کہ ابراہیم بن محمد بن عرفہ نے ہم سے بیان کیا کہ حامد بن عباس

نے ایک شخص سے بحوالہ ممدی مجھ سے بیان کیا، اثنیٰ نے خلق قرآن کے مسئلہ سے توبہ کرنے کی حالت میں وفات پائی ہے روایت ہے کہ ایک روز اثنیٰ کا مکتوب اس کے پاس آیا اور اس نے اس کا بہت اکرام کیا، اس کے بارے میں دریافت کیا گیا تو اس نے کہا کہ یہ پیرا شخص ہے جس نے اثنیٰ سے میری زبان کھولی اور مجھے رحمت الہی کے قریب کیا اور ایک شاعر نے اسے لکھا:

”میں نے افکار و ہوم کو تو نگری کی طلب سے کھینچ رکھا ہے اور میں نے نفس سے کہا ہے کہ وہ کم طلب سے رکا ہے بلاشبہ امیر المؤمنین کے ہاتھ رزق کی چکی کا مدار ہے جو ہمیشہ چلتا رہتا ہے۔“

اس کے رقعہ سے اس پر یہ اثر ہوا کہ تیرے نفس نے مجھے اپنی ذلت سے کھینچ لیا اور تجھے اس کے بچانے کی دعوت دی پس جو تو چاہتا ہے آسانی سے حاصل کر لے اور اس نے اسے بہت عطیہ دیا اور اس کا ایک شعر یہ بھی ہے:

”تقدیریں اپنی لگاموں میں چلتی ہیں صبر کر انہیں کسی حال میں صبر نہیں آتا۔“

اور اثنیٰ کا شعر ہے:

”قتیح کام سے ایک طرف ہٹ جا اور اس کا ارادہ بھی نہ کر اور جس سے تو نیکی کرے اس سے مزید نیکی کر جب دشمن تدبیر کرے تو تیرے دشمن کی تدبیر سے تجھے کفایت کی جائے گی اور تو دشمن کے متعلق تدبیر نہ کر۔“

اور قاضی یحییٰ بن ائیم نے بیان کیا ہے کہ خلفائے بنی عباس میں سے آل ابی طالب کے ساتھ جس قدر اچھا سلوک و اثنیٰ نے کیا ہے کسی اور نے نہیں کیا وہ اس وقت مراجب ان میں کوئی محتاج نہ تھا اور جب اس کی وفات کا وقت قریب آیا تو وہ ان دو اشعار کو بار بار پڑھنے لگا:

”موت میں تمام اخلاق مشترک ہیں نہ ان میں سے کوئی رعیت کا آدمی بچے گا اور نہ بادشاہ کم مال والوں کو ان کی محتاجی نے کوئی نقصان نہیں دیا اور نہ بادشاہوں کو ملکتیوں نے کچھ فائدہ دیا ہے۔“

پھر اس کے حکم سے بستر لپیٹ دیا گیا پھر اس نے اپنا رخسار زمین کے ساتھ لگا دیا اور کہنے لگا:

اے وہ ذات جس کی حکومت کو زوال نہیں اس پر رحم کر جس کی حکومت کو زوال آ گیا ہے اور ایک شخص نے بیان کیا ہے کہ جب اثنیٰ کی موت کا وقت نزدیک آیا اور ہم اس کے ارد گرد تھے وہ بے ہوش گیا اور ہم ایک دوسرے سے کہنے لگے دیکھو کیا وہ فوت ہو گیا ہے؟ میں ان کے درمیان سے اس کے نزدیک ہوا تاکہ دیکھوں کہ اس کے نفس کو سکون ہوا یا نہیں تو اس کو ہوش آ گیا اور اس نے اپنی آنکھوں سے میری طرف دیکھا تو میں اس سے ڈر کر اسے پاؤں واپس آ گیا اور میری تلوار کا دستہ کسی چیز سے الجھ گیا قریب تھا کہ میں ہلاک ہو جاتا۔ پھر تھوڑی دیر بعد ہی وہ فوت ہو گیا اور وہ دروازہ بند کر دیا گیا جس میں وہ تھا اور وہ اس میں اکیلا ہی رہ گیا اور لوگ اس کے بھائی جعفر متوکل کی بیعت میں مشغول ہونے کی وجہ سے اس کی تجہیز و تکفین سے غافل ہو گئے اور میں دروازے کی نگرانی کرنے بیٹھ گیا اور میں نے گھر کے اندر حرکت کی آواز سنی میں اندر داخل ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ چوہے نے اس آنکھ کو کھلایا ہے جس سے اس نے میری طرف دیکھا تھا اور اس کے ارد گرد کے دونوں رخساروں کو بھی کھلایا ہے۔

اس کی وفات سرمن رانی میں قصر ہارونی میں جس میں وہ رہائش پذیر تھا ۲۳ ذوالحجہ ۲۳۲ھ کو بدھ کے روز ۳۶ سال کی عمر میں ہوئی اور اس نے ۳۲ سال کی بیان کی ہے اور اس کی خلافت پانچ سال و ماہ پانچ دن رہی اور بعض نے اس کی مدت خلافت پانچ سال دو ماہ اکیس دن بیان کی ہے اور اس کے بھائی جعفر متوکل نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی۔ واللہ اعلم متوکل علی اللہ جعفر بن معتصم کی خلافت:

اس کے بھائی واثق کے بعد ۲۳ ذوالحجہ کو بدھ کے روز زوال کے وقت اس کی بیعت ہوئی اور ترکوں نے محمد بن واثق کو امیر بنانے کا عزم کیا ہوا تھا پس انہوں نے اسے چھوٹا سمجھا اور اسے چھوڑ کر جعفر کی طرف مائل ہو گئے۔ اس وقت اس کی عمر ۲۶ سال تھی اور قاضی احمد بن ابی داؤد نے اسے خلعت خلافت پہنائی اور وہی پہلا شخص ہے جس نے اسے سلام خلافت کیا اور عوام و خواص نے اس کی بیعت کی اور انہوں نے جمعہ کی صبح کو اس کا نام المنصور باللہ رکھنے پر اتفاق کر لیا اور ابن ابی داؤد نے کہا میری رائے یہ ہے کہ اسے متوکل علی اللہ کا لقب دیا جائے سو انہوں نے اس پر اتفاق کر لیا اور ابن ابی داؤد نے کہا میری رائے یہ ہے کہ اسے متوکل علی اللہ کا لقب دیا جائے سو انہوں نے اس پر اتفاق کر لیا اور اس نے اطراف کو خطوط لکھے اور عام فوج کو آٹھ ماہ کا اور مغار بہ کو چار ماہ کا اور دوسروں کو تین ماہ کا عطیہ دینے کا حکم دیا اور لوگ اس سے خوش ہو گئے اور متوکل نے اپنے بھائی ہارون واثق کی زندگی میں خواب دیکھا کہ گویا آسمان سے کوئی چیز اس پر نازل ہوئی ہے جس میں جعفر متوکل علی اللہ لکھا ہوا ہے اس نے اس کی تعبیر پوچھی تو بتایا گیا کہ اس سے مراد خلافت ہے اس کے بھائی واثق کو اس کی اطلاع ملی تو اس نے اسے کچھ وقت کے لیے قید کر دیا اور پھر رہا کر دیا۔ اور اس سال امیر الحج محمد بن داؤد نے لوگوں کو حج کروایا اور اس سال الحکم بن موسیٰ اور عمرو بن محمد الناقد نے وفات پائی۔

۲۳۳ھ

اس سال خلیفہ متوکل علی اللہ نے ۷ صفر بروز بدھ واثق کے وزیر محمد بن عبد الممالک الزیات کو گرفتار کرنے کا حکم دیا اور متوکل کئی باتوں کی وجہ سے اس سے نفرت کرتا تھا۔ ان میں سے ایک بات یہ تھی کہ جب اس کا بھائی بعض اوقات متوکل سے ناراض ہوتا تو ابن الزیات اس پر اس کی ناراضگی کو مزید بڑھا دیتا اور یہ بات اس کے دل میں بیٹھ گئی۔ پھر جس شخص نے واثق کو اس پر خوش کیا وہ احمد بن ابی داؤد تھا۔ اس وجہ سے اس سے اس کی حکومت کے بارے میں بڑا مرتبہ حاصل کیا۔

دوسری بات یہ تھی کہ ابن الزیات نے واثق کے بعد اس کے بیٹے محمد کی خلافت کا مشورہ دیا تھا اور لوگوں کو اس کے گرد جمع کیا اور جعفر متوکل نے دار الخلافت کے ایک گوشے میں پڑے ہوئے اس کی طرف التفات نہ کیا مگر ابن الزیات کی مرضی کے خلاف امارت جعفر متوکل علی اللہ کو مل گئی۔ اس لیے اس نے اسے فوراً گرفتار کرنے کا حکم دیا، پس اس نے اسے طلب کیا تو وہ صبح کے ناشتے کے بعد گیا اور اس کا خیال تھا کہ خلیفہ نے اس کی طرف حکم بھیجا ہے، پس ایلچی اسے پولیس سپرنٹنڈنٹ کے گھر لے گیا اور اس کا گھیراؤ کر لیا گیا اور اسے بیڑیاں ڈال دی گئیں اور انہوں نے اسی وقت فوج کو اس کے گھر بھیجا اور جو کچھ اس میں اموال، موتی، جواہرات، ذخائر، لوٹدیاں اور ساز و سامان موجود تھا قبضے میں کر لیا اور انہوں نے اس کی خاصی نشست گاہ میں شراب نوشی کے برتن

۲۳۳ھ

اس سال میں بادآذربائجان میں محمد بن البعث بن جس نے اطاعت چھوڑ دی اور ظاہر کیا کہ متوکل مر گیا ہے اور اس علاقے کی ایک جماعت اس کے گرد جمع ہو گئی اور اس نے مرز شہر کی پناہ لے لی اور اسے مضبوط کیا اور ہر جانب سے فوجیں اس کے پاس آگئیں اور متوکل نے بھی اس کے مقابلے میں یکے بعد دیگرے فوجیں بھیجیں اور انہوں نے اس کے شہر کی تمام اطراف میں مجاہدین نصب کر دیں اور اس کا سخت محاصرہ کر لیا اور اس نے ان سے خوفناک جنگ کی اور اس نے اور اس کے اصحاب نے بڑا استقلال دکھایا اور بفاشرابی اس کے محاصرہ کے لیے آیا اور وہ مسلسل اس کا محاصرہ کئے رہا حتیٰ کہ اس نے اسے قید کر لیا اور اس کے اموال و ازواج کو مباح کر دیا اور اس کے بہت سے سرکردہ اصحاب کو قتل کر دیا اور باقی ماندہ کو قیدی بنا لیا اور ابن البعث کی قوت کا خاتمہ ہو گیا اور اس سال کے جمادی الاولیٰ میں متوکل مدائن گیا اور اس سال ایک امیر کبیر وائی مکہ ایتاخ نے حج کیا اور منا پر اس کے لیے دعا کی گئی اور یہ ایتاخ ایک خزری باورچی غلام تھا اور جس شخص کا یہ غلام تھا اسے سلام الا برش کہا جاتا تھا۔

معتصم نے اسے اس سے ۱۹۹ھ میں خرید لیا اور اس کے مقام کو بلند کیا اور اپنے ہاں مرتبہ دیا اور اسی طرح واثق نے اس کے بعد کیا اور بہت سی عملداریاں اس کے سپرد کر دیں اور اسی طرح متوکل نے اس سے کیا اور یہ سب کچھ اس کی شہسواری جو انمردی اور دلیری کی وجہ سے ہوا اور جب یہ سال آیا تو اس نے ایک شب متوکل کے ساتھ شراب پی تو متوکل نے اس پر سختی کی تو ایتاخ نے اس کے قتل کرنے کا ارادہ کر لیا اور جب صبح ہوئی تو متوکل نے اس سے معذرت کی اور اسے کہنے لگا تو میرا باپ ہے اور تو نے میری پرورش کی ہے۔ پھر اس نے خفیہ طور پر اس کے پاس آدمی بھیجا جو اسے حج کی اجازت طلب کرنے کا اشارہ کرے پس اس نے اجازت طلب کی اور اس نے اسے اجازت دے دی اور اسے اس شہر کا امیر بنا دیا جس میں اس نے فروکش ہونا تھا اور جب وہ روانہ ہوا تو حج کے راستے میں جرنیل اس کی خدمت کے لیے گئے اور متوکل نے ایتاخ کی بجائے وصیف خادم کو حاجت دے دی اور اس سال امیر مکہ محمد بن داؤد نے لوگوں کو حج کر دیا اور پہلے سالوں میں بھی یہی امیر تھا۔

اور اس سال ابو خثیمہ زبیر بن حرب، حافظ سلیمان بن داؤد، انثار کوفی، عبداللہ بن محمد الفلیلی، ابوریح الزہرانی، عبداللہ بن جعفر المدینی جو فن حدیث میں امام بخاری کے شیخ ہیں، محمد بن عبداللہ بن نمیر، محمد بن ابی بکر المقتدی الرسیفی، حضرت امام مالک سے موطا کی روایت کرنے والے یحییٰ بن یحییٰ اللدیشی نے وفات پائی۔



۲۳۵ھ

اس سال کے جمادی الآخرہ میں اہلباغ قید خانے میں سرگیا اور اس کا بیب بیبا کہ جب وہ حج سے واپس آیا تو اسے خلیفہ کے مخالف ملے اور جب وہ سامرا میں جہاں متوکل موجود تھا داخل ہوا تو چاہتا تھا تو نائب بغداد اسحاق بن ابراہیم نے خلیفہ کے حکم سے اسے بغداد بلا بھیجا تا کہ سرکردہ لوگ اور بنی ہاشم اس سے ملاقات کر لیں پس وہ بڑی شان و شوکت کے ساتھ بغداد میں داخل ہوا اور اسحاق بن ابراہیم نے اسے اور اس کے دونوں بیٹوں مظفر اور منصور اور اس کے دونوں کاتبوں سلیمان بن وہب اور قدامہ بن زیاد نصرانی کو گرفتار کر لیا اور اسے حوالہ سزا کر دیا اور اہلباغ کی موت پیاس سے ہوئی اور وہ اس طرح کہ اس نے سخت بھوک کے بعد بہت سا کھانا کھلایا پھر اس نے پانی مانگا تو اسے پانی نہ پلایا گیا حتیٰ کہ وہ اس سال ۵ جمادی الآخرہ کو بدھ کے روز مر گیا اور اس کے دونوں بیٹے متوکل کی خلافت کے زمانے میں قید خانے میں رہے اور جب متوکل کا بیٹا المنصور خلیفہ بنا تو اس نے ان دونوں کو باہر نکالا اور اس سال کے شوال میں بفاہ سامرا آیا اور اس کے ساتھ محمد بن البعیت اور اس کے دونوں بھائی صقر اور خالد اور اس کا نائب العلاء اور اس کے سرکردہ اصحاب میں سے تقریباً ۱۸۰ آدمی بھی تھے انہیں اونٹوں پر داخل کیا گیا تا کہ لوگ انہیں دیکھیں اور جب ابن البعیت کو متوکل کے سامنے کھڑا کیا گیا تو اس نے اس کے قتل کا حکم دے دیا اور تلوار اور چمڑے کا فرش حاضر کیا گیا اور جلا د بھی آ کر اس کے ارد گرد کھڑے ہو گئے، متوکل نے اسے کہا تو ہلاک ہو جائے تجھے کس بات نے اس کام کی طرف آمادہ کیا تھا جو تو نے کیا ہے؟ اس نے کہا یا امیر المؤمنین بدبختی نے آپ اللہ اور اس کی مخلوق کے درمیان ایک کھینچی ہوئی رسی میں اور آپ کے بارے میں میرے دو گمان ہیں جنہوں نے میرے دل کی طرف سبقت کی ہے۔ ان دونوں میں سے پہلا گمان آپ کے متعلق غنوکا ہے۔ پھر وہ فی الہدیہ کہنے لگا۔

لوگوں نے تسلیم کیا ہے کہ آج مجھے قتل کر دیں گے جو امام ہدایت ہیں اور درگزر کرنا آدمی کے لیے زیادہ بہتر ہے اور میں خطا کی پیداوار ہوں اور آپ کا غنوکو رنوبت سے پیدا ہوا ہے اور تو بلند یوں کی طرف دوڑنے والوں کا بہترین آدمی ہے اور اس میں کچھ شبہ نہیں کہ آپ بہترین کام کرتے ہیں۔

متوکل نے کہا بلاشبہ یہ تو ادیب ہے پھر اسے معاف کر دیا اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس کے بارے میں المستر بن متوکل نے غبارش کی اور اس نے اسے قبول کر لیا اور یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ اسے بیڑیوں سمیت قید خانے میں ڈال دیا گیا اور وہ مسلسل وہیں رہا حتیٰ کہ بھاگ گیا اور فرار ہوتے وقت اس نے کہا:

تو نے کتنے ہی امور کا جنہیں دوسروں نے چھوڑ دیا تھا فیصلہ کیا ہے۔ حالانکہ افلاس نے مغبوطی سے پکڑ لیا ہوا ہے جو بات مجھے نفع بخش نہیں اس کے بارے میں مجھے ملامت نہ کر، مجھ سے پرے ہٹ جاقتدیر کا قلم چل چکا ہے میں عسرویسر میں مال کو تلف کر دوں گا بلاشبہ سچی وہ ہے جو ناداری میں عطا کرتا ہے۔

اور اس سال متوکل نے ذمیوں کو حکم دیا کہ وہ اپنے عماموں، لباس اور کپڑوں میں مسلمانوں سے متمیز ہوں اور سچی سے زرگا

ہو، طیلسان نہیں اور ان کی پگڑیوں کے آگے پیچھے ان کے کپڑوں کے رنگ کے مخالف پٹیاں ہوں۔ نیز وہ آج کے کسانوں کے زمانہ میں اپنے کپڑوں کے لیے کرباہت و اسے زنا کرنا کہیں اور اپنی گردنوں میں کمری کے نئے پٹین اور گھروں پر سوار ہوں اور دیگر اس قسم کے امور جو ان کو ذلیل کرنے والے تھے اور وہ ان غذات کو استعمال نہ کریں جن پر مسلمانوں کے بارے میں حکم ہو اور ان نے ان کے نئے گرجوں کو گرانے اور ان کے وسیع مکانات کو ٹنگ کرنے کا حکم دیا اور یہ کہ ان سے عشر لیا جائے اور ان کے وسیع گھروں کو مسجد بنایا جائے اور ان کی قبروں کو زمین کے ساتھ برابر کرنے کا حکم دے دیا اور اس نے یہ حکم بقیہ صوبوں اور اطراف کو بھی لکھ دیا اور تمام شہروں کو بھی بھیج دیا۔

اور اس سال ایک شخص نے جسے محمود بن انفرخ نیشاپوری کہا جاتا تھا خروج کیا اور وہ بابک کی اس لکڑی کے پاس آیا کرتا تھا جس پر اسے صلیب دیا گیا تھا اور اس کے قریب بیٹھ جایا کرتا تھا اور ہر جگہ سرمن رآئی میں در الخلافہ کے نزدیک تھی، اس نے دعویٰ کیا کہ وہ نبی ہے نیز وہ ذوالقرنین ہے اور تھوڑے سے لوگوں نے جو ۲۹ آدی تھے اس سے اس جہالت و ضلالت پر اتفاق کیا اور اس نے ایک صحف میں ان کے لیے کچھ کلام بھی مرتب کیا، اللہ اس کا برا کرے اور اس نے خیال کیا کہ اس کو جبریل علیہ السلام کے پاس اللہ کی طرف سے لایا ہے اسے گرفتار کیا گیا اور اس کا معاملہ متوکل تک پہنچا تو اس کے حکم سے اس کے سامنے اسے کوڑے مارے گئے تو جو بات اس کی طرف منسوب کی گئی ہے اس کا اس نے اعتراف کیا اور اس نے اس بات سے توبہ اور رجوع کا اظہار کیا اور خلیفہ نے حکم دیا کہ اس کے ۲۹ پیر و کاروں میں سے ہر ایک اسے تپھر مارے تو انہوں نے اسے دس تپھر مارے اس پر اور ان پر زمین و آسمان کے رب کی لعنت ہو۔ پھر اس سال کی ۳ ذوالحجہ کو بدھ کے روز اس کی وفات ہوگئی اور ۲ ذوالحجہ کو ہفتہ کے روز متوکل علی اللہ نے اپنے تین بیٹوں محمد المنصر اور پھر عبد اللہ المعتر اس کا نام محمد تھا اور بعض کا قول ہے کہ زبیر تھا۔ پھر ابراہیم کے لیے عبد اللہ اور اسے المؤمنین کا نام دیا اسے خلافت نہیں ملی اور اس نے ان میں سے ہر ایک کو کچھ علاقے دیئے جن پر وہ نائب تھے اور وہ ان علاقوں میں نیابت کرتے تھے اور وہاں اس کے لیے کرنسی ڈالی جاتی تھی۔

اور ابن جریر نے ان میں سے ہر ایک کے لیے صوبے اور شہر بھی مقرر کئے ہیں اور اس نے ان میں سے ہر ایک کے لیے دو جھنڈے باندھے، ایک سیاہ جھنڈا جو عہد کا تھا اور دوسرا عامل ہونے کا اور اس نے انہیں رضامندی کی تحریر لکھ دی اور اکثر امراء نے اس بات پر اس کی بیعت کی اور یہ جمعہ کا دن تھا اور اس سال کے ماہ ذوالحجہ میں تین دن تک دریائے دجلہ کا پانی زردی مائل ہو گیا۔ پھر پانی کے رنگ میں تلچٹ ہوگئی جس سے لوگ گھبرا گئے اور اس سال یحییٰ بن عمر بن زید بن علی بن حسین علی بن ابی طالب کو بعض نواح سے متوکل کے پاس لایا گیا۔ اس کے پاس کچھ شیعہ آگئے تھے اس نے اسے مارنے کا حکم دیا تو اسے ۱۸ سخت کوڑے مارے گئے پھر اسے زمین دوز قید خانے میں قید کر دیا گیا اور محمد داؤد نے لوگوں کو جگہ کر دیا۔

ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ اس سال نائب بغداد اسحاق بن ابراہیم نے ۲۳ ذوالحجہ کو متوکل کے روز وفات پائی اور اس نے اس کی جگہ اس کے بیٹے محمد کو نائب مقرر کر دیا اور اسے پانچ خلعت دیئے اور اس کے گلے میں تلوار لٹکانی میں کتب ہوں وہ ماموں کے زمانے میں عراق کا نائب تھا اور وہ اپنے سادات و اکابر کے تتبع میں خلق قرآن مسئلہ کا داعی تھا جن کے بارے میں اللہ نے

فرمایا ہے کہ:

”اے ہمارے رب ہم نے اپنے سادات و اکابر کی اطاعت کی تو انہوں نے انہیں راہِ حق سے بہکا دیا۔
اور وہ لوگوں کی آزمائش کرتا تھا اور انہیں ماموں کے پاس بھیجا کرتا تھا۔“

اسحاق بن ہامان:

موسلی، ندیم، ادیب ابن ادیب جو اپنے وقت میں نادر الاشکل تھا اور ہر اس فن کا جامع تھا جسے اس کے زمانے کے لوگ جانتے تھے یعنی وہ فقہ، حدیث، جدل، کلام، نعت اور شعر کو جانتا تھا لیکن اس نے گانے میں شہرت پائی کیونکہ اس فن میں دنیا میں اس کی کوئی نظیر موجود نہ تھی، معتصم نے بیان کیا ہے کہ اسحاق جب گاتا ہے تو مجھے خیال آتا ہے کہ اس نے میری حکومت میں اضافہ کر دیا ہے اور ماموں نے بیان کیا ہے کہ اگر وہ گانے میں مشہور نہ ہوتا تو میں اسے قاضی بنا تا کیونکہ اس کی پاکیزگی، عفت اور امانت کو جانتا ہوں اس کے اشعار بہت اچھے ہیں اور ایک بہت بڑا دیوان بھی ہے اور اس کے پاس ہر فن کی بہت سی کتابیں تھیں اس نے اس سال میں وفات پائی ہے اور بعض کا قول ہے کہ اس سے پہلے سال میں اور بعض کہتے ہیں کہ اس کے بعد والے سال میں وفات پائی ہے اور ابن عساکر نے اس کے بھرپور حالات بیان کئے ہیں اور اس کے متعلق عمدہ باتیں اور شاندار اشعار اور حیران کن حکایت بیان کی ہے جن کا استفسار طویل کام ہے اور ان میں سے ایک عجیب بات یہ ہے کہ اس نے ایک روز یحییٰ بن خالد بن برمک کو گانا سنایا تو اس نے اسے ایک کروڑ درہم دیا اور اس کو بیٹے جعفر نے بھی اسے اتنے ہی درہم دیئے اور اس کے بیٹے فضل نے بھی اسے اتنے ہی درہم دیئے یہ باتیں طویل حکایات میں موجود ہیں۔

اور اس سال شریح بن یونس، شیبان بن فروخ، عبید اللہ بن عمر القواریری اور ابو بکر بن ابی شیبہ نے وفات پائی جو اسلام کے جلیل القدر امام اور المصنف کے مؤلف ہیں۔ نہ آپ سے پہلے کسی نے اس قسم کی تصنیف کی ہے اور نہ آپ کے بعد کی ہے۔

۲۳۶ھ

اس سال متوکل نے حسین بن علی بن ابی طالب کی قبر اور اس کے ارد گرد کے گھروں اور حویلیوں کو گرانے کا حکم دیا اور لوگوں میں اعلان کر دیا گیا کہ جو شخص تین دن کے بعد وہاں پایا گیا اسے میں زمین دوز قید خانے میں ڈال دوں گا، سو وہاں کوئی بشر نہ رہا اور اس نے اس جگہ کو کھیتی بنا دیا جس میں بل چلا یا جاتا اور غلہ حاصل کیا جاتا اور اس سال محمد بن المنصور بن متوکل نے لوگوں کو حج کروایا اور محمد بن ابراہیم بن مصعب نے وفات پائی۔ اسے اس کے بھتیجے محمد بن اسحاق بن ابراہیم نے زہر دیا تھا اور یہ محمد بن ابراہیم کبار امراء میں سے تھا اور اسی سال وزیر حسن بن سہل نے وفات پائی جو ماموں کی بیوی بوران کا باپ تھا جس کا ذکر پہلے بیان ہو چکا ہے اور وہ لوگوں کے سرداروں میں سے تھا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اسحاق بن ابراہیم گلوکار نے بھی اسی سال وفات پائی۔ واللہ اعلم۔ نیز اس سال ابراہیم المنذر الحرابی، مصعب بن عبد اللہ زبیری، ہدیہ بن خالد قیس اور ایک ضعیف ابو الصلت الہروی نے بھی وفات پائی۔

۲۳ھ

اس سال آرمینیا کے نائب یوسف بن محمد بن یوسف نے وہاں کے بڑے جرئیل کو گرفتار کر کے اسے خلیفہ کے نائب کے پاس بھجوا دیا اور ایسا اتفاق ہوا کہ اس نے بیچنے کے بعد اس علاقے میں بہت برف پڑی اور اس راستے کے باشندوں نے ہتھ بندی کر لی اور آ کر اس شہر کا محاصرہ کر لیا جس میں یوسف موجود تھا اور وہ ان سے جنگ کرنے کے لیے ان کے مقابلہ میں نکلا تو انہوں نے اسے اور اس کے ساتھ جو مسلمانوں کی بہت بڑی جماعت تھی اسے قتل کر دیا اور بہت سے لوگ سردی کی شدت سے ہلاک ہو گئے اور جب متوکل کو اس فتح معطلے کی اطلاع ملی تو اس نے بغا لکبیر کو ایک بہت بڑی فوج کے ساتھ اس نواح کے باشندوں کے مقابلہ میں بھیجا اور اس نے اس نواح کے باشندوں میں سے جنہوں نے شہر کا محاصرہ کیا ہوا تھا، تقریباً تیس ہزار کو قتل کر دیا اور ان میں سے ایک بہت بڑی جماعت کو قیدی بنا لیا۔ پھر وہ بسفر جانی کے ضلع میں الباق کے علاقے کی طرف روانہ ہو گیا اور بہت سے بڑے شہروں کی طرف گیا اور حکومتوں کو ہموار کیا اور نواح دہلاؤ کو دہلایا۔

اور اس سال کے صفر میں متوکل قاضی ابن ابی داؤد معتزل پر ناراض ہو گیا جو نا انصافیوں پر قاضی مقرر تھا اس نے اسے وہاں سے معزول کر کے اور یحییٰ بن اکثم کو بلا کر چیف جسٹس اور نا انصافیوں کا قاضی بنا دیا اور ربیع الاول میں خلیفہ نے ابن ابی داؤد کی جاگیروں کی حفاظت کرنے اور اس کے بیٹے ابوالولید محمد کے گرفتار کرنے کا حکم دیا اور اس نے ۳ ربیع الآخر کو ہفتہ کے روز است قید کر دیا اور اسے مال لانے کا حکم دیا تو وہ ایک لاکھ تیس ہزار دینار اور بیس ہزار دینار کی قیمت کے نفیس جو اہراٹھا لیا۔ پھر سولہ کروڑ درہم پر صلح ہو گئی اور جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں، ابن ابی داؤد کو فاجح ہو گیا تھا پھر اس نے اس کے اہل کو ذلیل کر کے سامرا سے بغداد کی طرف جلا وطن کر دیا۔

ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ ابوالعتاہیہ نے اس کے بارے میں کہا ہے:

اگر تیری رائے میں رشد ہوتا اور تیرے عزم میں درستگی ہوتی تو تونفقہ میں مشغول رہتا اور کتاب اللہ کو مخلوق کہنے سے بچتا اور اگر جہالت اور حماقت نہ ہوتی تو تیرا کوئی حرج نہ تھا جب کہ دین کی اصل انہیں فرع میں بھی اکٹھا کرتی ہے۔

اور اس سال کی عید الفطر کو متوکل نے احمد بن نصر خزاعی کے بچے کو اتارنے اور آپ کے سر اور جسم کو اکٹھا کر کے آپ کے وارثوں کے سپرد کر دینے کا حکم دیا جس سے لوگوں کو بہت خوشی ہوئی اور آپ کے جنازے میں بے شمار لوگ جمع ہوئے اور وہ آپ کی چار پائی کی لکڑی اور آپ کے تابوت کو چھو کر برکت حاصل کرنے لگے اور یہ جمعہ کا دن تھا پھر وہ اس تنے کے پاس آئے جس پر آپ صلیب دیا گیا تھا اور اسے چھو کر برکت حاصل کرنے لگے اور عوام الناس اس کے باعث خوشی اور مسرت سے اچھلنے لگے اور متوکل نے اپنے نائب کو حکم دیتے ہوئے لکھا کہ وہ انہیں اس قسم کے کاموں کے ارتکاب کرنے اور بشر کے بارے میں غلو کرنے سے روکے، پھر متوکل نے اطراف کو علم کلام کے مسئلہ میں گفتگو کرنے اور خلق قرآن کے قول سے رک جانے کا خط لکھا اور یہ کہ جس نے علم کلام کو سیکھا ہے اگر اس نے اس کے متعلق گفتگو کی تو موت تک اس کا ٹھکانہ زمین دوز قید خانہ ہوگا اور اس نے لوگوں کو حکم دیا

کہ وہ صرف کتاب و سنت میں مشغول رہیں، پھر اس نے حضرت امام احمد بن حنبل کے اکرام کرنے کا اظہار کیا اور آپ کو بغداد سے اپنے پاس بلایا اور اس نے آپ سے ملاقات کی اور آپ کا اکرام لیا اور آپ کے لیے قیمتی انعام کا ستم دیا، مگر آپ نے اسے قبول نہ کیا اور اس نے ملبوسات سے ایک قیمتی خلعت آپ کو دیا اور حضرت امام احمد نے اس سے بہت شرم محسوس کی اور اسے اس جگہ تک پہنچنے رکھا جس میں فروکش تھے۔ پھر آپ نے سختی سے اتار پھینکا اور آپ رورہے تھے۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

اور متوکل ہر روز اپنے خاص کھانے سے آپ کو کھانا بھیجنے لگا اور اس کا خیال تھا کہ آپ اسے کھاتے ہیں اور حضرت امام احمد ان کا کھانا نہیں کھایا کرتے تھے بلکہ وہ ان ایام میں خالی پیٹ مسلسل روزے رکھتے رہے، اس لیے آپ کو کوئی ایسی چیز میسر نہ آئی جسے آپ کھانا پسند کرتے لیکن آپ کے بیٹے صالح اور عبد اللہ ان انعامات کو قبول کرتے رہے مگر آپ کو اس کا کچھ علم نہ تھا اور اگر وہ بغداد جلد واپس نہ آتے تو حضرت احمد کو بھوک سے فوت ہو جانے کا خوف پیدا ہو گیا تھا اور متوکل کے زمانے میں سنت کا مقام بہت بلند ہو گیا۔ اللہ اسے معاف کرے اور وہ حضرت امام احمد کے مشورہ کے بغیر کسی کو امیر نہیں بناتا تھا اور اس نے ابن ابی داؤد کی جگہ قاضی یحییٰ بن ائیم کو چیف جسٹس بھی آپ ہی کے مشورے سے مقرر کیا تھا اور یحییٰ بن ائیم سنت کے آئمہ اور لوگوں کے علماء میں سے تھے اور فقہ و حدیث اور اتباع سنت کی تعظیم کرنے والوں میں سے ہے اور اس نے اپنی جانب سے حبان بشر کو مشرقی جانب پر اور سوار بن عبد اللہ کو مغربی جانب پر قاضی مقرر کیا اور یہ دونوں ایک چشم تھے اور اس بارے میں ابن ابی داؤد کے ایک دوست نے کہا: -

میں نے دو قاضیوں عجیب بات دیکھی ہے جو مشرق و مغرب میں ایک افسانہ ہیں۔ انہوں نے اندھے پن کو دو حصوں میں لمبائی میں اس طرح تقسیم کر لیا ہے جیسے انہوں نے دونوں جانب کی قضاء کو تقسیم کر لیا ہے اور ان دونوں میں سے جو سر بلائے اس کے متعلق گمان کیا جاتا ہے کہ وہ وراثت اور فرض میں غور و فکر کرے گا گویا تو نے اس پر مٹکا رکھ دیا ہے جس کے سوراخ کو تو نے ایک آنکھ سے کھولا ہے۔ جب قضا کا افتتاح دو ایک چشم آدمیوں سے ہو تو وہ دونوں یحییٰ کے مرنے سے زمانے کو شکست دے دیں گے۔

اور اس سال علی بن یحییٰ ارضی نے موسم گرما کی جنگ لڑی اور امیر حجاز علی بن عیسیٰ بن جعفر بن ابی جعفر منصور نے لوگوں کو حج کروایا اور اس سال حاتم الاصم، عبدالاعلیٰ بن حماد، عبید اللہ بن معاذ العنبری اور ابو کامل فضیل بن حسن الحدادی نے وفات پائی۔

۲۳۸ھ

اس سال کے ربیع الاول میں بغا نے تغلیس شہر کا محاصرہ کیا اور اس کے ہراول میں زبیر کی تھا اور تغلیس کا حکم اسحاق بن اسماعیل اس کے مقابلہ میں نکلا اور اس سے جنگ کی اور بغا نے اسحاق کو قیدی بنا لیا اور بغا نے اسے قتل کرنے اور صلیب دینے کا حکم دیا اور آگ کی مٹی کے تیل میں ڈال کر شہر کی طرف پھینکنے کا حکم دیا اور اس کے اکثر مکان چیل کی لکڑی سے بنے ہوئے تھے، پس اس نے وہاں کے اکثر مکانوں کو جلا دیا اور اس کے تقریباً پچاس ہزار باشندوں کو بھی جلا دیا اور دو دن کے بعد آگ بجھ گئی اس لیے

کہ چیل کی آگ باقی نہیں رہتی اور فوج نے شہر میں داخل ہو کر باقی ماندہ باشندوں کو قیدی بنالیا اور ان سے مویشی تک چھین لئے پھر بعد ازاں شہروں کی طرف گیا جن سے ہاتھ دے کر آرمینیا، یوسف بن محمد بن یوسف کے قتل میں مدد کرتے تھے ہیں اس نے اس کا بدلہ لیا اور جس نے اس پر جرأت کی اسے سزا دی۔

اور اس سال تقریباً تین سو کشتیوں میں فرنگی دمیاط کی جانب سے مصر جانے کے ارادے سے آئے اور انہوں نے اچانک اس میں داخل ہو کر اس کے باشندوں کو قتل کر دیا اور جامع مسجد اور منبر کو جلا دیا اور تقریباً چھ سو عورتوں کو قیدی بنالیا جن میں ۲۵ عورتیں مسلمان تھیں اور بقیہ قبطی عورتیں تھیں اور انہوں نے بہت سامان ہتھیار اور ساز و سامان قابو کر لیا اور لوگ ہر طرف ان سے فرار کر گئے اور جو لوگ بحیرہ قنیس میں غرق ہوئے وہ ان لوگوں سے بھی زیادہ تھے جن کو انہوں نے قید کیا تھا پھر وہ غیرت کھا کر واپس آئے اور کسی نے انہیں رکاوٹ نہ کی حتیٰ کہ وہ اپنے شہروں کو واپس آ گئے اللہ ان پر لعنت کرے اور اس سال علی بن یحییٰ ارمینی نے موسم گرما کی جنگ لڑی اور اس سال اسی امیر نے لوگوں کو حج کروایا جس نے اس سے پہلے سال حج کرایا تھا۔

اور اس سال عظیم عالم اور مجتہد اسحاق بن راہویہ، بشر بن ولید، فقیہ حنفی، طالون بن عباد، محمد بن بکار بن الزیات، محمد بن البرجانی اور محمد بن ابی السری عسقلانی نے وفات پائی۔

۲۳۹ھ

اس سال کے محرم میں متوکل نے ذمیوں پر لباس کی علیحدگی کے بارے میں زیادہ سختی کی اور اسلام میں نئے گرجوں کی تخریب کا سخت حکم دیا اور اس سال متوکل نے علی بن الجہم کو خراسان کی طرف جلا وطن کر دیا۔ اس اتفاق سے نصاریٰ کی شعائیں اور یوم نیروز ایک یوم آئے یعنی ۲۰ ذوالقعدہ کو ہفتہ کے روز آئے اور نصاریٰ کا خیال ہے کہ اسلام میں صرف اسی سال ہی یہ واقعہ ہوا ہے اور علی بن یحییٰ نے موسم گرما کی جنگ لڑی اور والی مکہ عبد اللہ بن محمد بن ابی داؤد نے لوگوں کو حج کروایا۔

ابن جریر کا بیان ہے کہ اس سال ابوالولید محمد بن قاضی احمد بن ابی داؤد ماری معتزلی نے وفات پائی۔ میں کہتا ہوں اس سال وفات پانے والوں میں داؤد بن رشید، صفوان بن صالح مؤذن اہل دمشق، عبد الملک بن حبیب، فقیہ مالکی جو ایک مشہور شخص ہیں عثمان بن ابی شیبہ مؤلف تفسیر اور المسند محمد بن مہران رازی، محمود بن غیلان اور وہب بن تفسیر شامل ہیں۔

احمد بن عاصم انطاکی:

ابوعلی واعظ زاہد ایک عبادت گزار اور درویش شخص تھے زہد اور معاملات قلوب کے بارے میں آپ کا کلام نہایت اچھا ہے۔ ابو عبد الرحمن سلمی نے بیان کیا ہے کہ آپ حارث محاسبی اور بش جانی کے طبقہ میں سے تھے اور ابوسلیمان الدرانی نے آپ کی تیزی فرست کی وجہ سے آپ کا نام جاسوس القلوب رکھا ہوا تھا۔ آپ نے ابو معاویہ العزیز انور اس کے طبقہ کے لوگوں سے روایت کی ہے اور آپ سے احمد بن الحواری، محمود بن خالد اور ابو زرعد مشقی وغیرہ نے روایت کی ہے کہ احمد بن الحواری آپ سے عن خالد بن حسن عن ہشام بن حسان روایت کی ہے کہ میں حضرت حسن بصری کے پاس سے گزرا تو آپ صبح کے وقت بیٹھے ہوئے

تھے میں نے کہا اے ابوسعید آپ جیسا شخص اس وقت بیٹھتا ہے؟ آپ نے فرمایا میں نے وضو کیا ہے اور میں نے اپنے نفس کو نماز میں لگانا چاہا ہے مگر اس نے میری بات نہ مانی اور اس نے مجھے سلانے کا ارادہ کیا اور جس نے اس کی بات نہیں مانی۔
آپ کے بہترین اقوال:

جب تو اپنے دل کی اصلاح کرنا چاہے تو اپنے جو ارح کی حفاظت کرنے سے اس کی مدد کر۔ یہ مفت کی غنیمت ہے کہ تو ایسی باقی ماندہ عمر کی اصلاح کرے اور جو اس سے پہلے گزر چکی ہے وہ اللہ تجھے معاف کر دے تھوڑا یقین سارے شک کو تیرے دل سے نکال دے گا جو شخص اللہ کے ساتھ ہوتا ہے تو وہ اس بات کو بہتر جانتا ہے جس سے وہ زیادہ ڈرتا ہے دنیا میں تیرا بہترین دوست غم ہے جو تجھے دنیا سے روک کر آخرت تک پہنچا دے گا اور آپ کے اشعار میں سے یہ شعر بھی ہیں:

میں نے ارادہ کیا اور میں نے عزم کیا اور اگر میں سچا ہوتا تو میں عزم کرتا لیکن دودھ چھڑانا سخت تھا اور اگر کوئی مجھے عقل اور یقین کرنے والے کا یقین حاصل ہوتا تو میں راہ اعتدال سے نہ ہٹتا۔ کاش سلوک کے سوا میری کوئی خواہش ہوتی لیکن میں قضا و قدر سے کیسے بچ سکتا ہوں نیز آپ نے کہا:

ہم حیران اور مذذب رہ گئے ہم صدق کے متلاشی ہیں اور اس کی طرف کوئی راہ نہیں۔ محبت کے اسباب ہم پر ہلکے ہیں اور محبت کے خلاف اسباب ہم پر بوجھل ہیں سچائی جگہوں سے مفقود ہو گئی ہے حتیٰ کہ آج اس کے بیان پر کوئی دلیل نہیں ہم کسی خوفزدہ کو نہیں دیکھتے جو ہمیں خوف لاحق کر دے اور ہم اسے اس بات میں سچا نہیں دیکھتے جو وہ بیان کرتا ہے۔
 نیز آپ نے کہا:

اپنے آپ سے نرمی کر، ہر معاملہ ختم ہو جانے والا ہے اور اپنے آپ سے غم کی لہر کو دور کرو ہٹ جائے گی اور ہر غم کے بعد فراخی ہے اور ہر تکلیف جب تنگ ہو جاتی ہے زمانہ خواہ کس قدر لمبا ہو یقیناً مصیبت بے موت اس کا خاتمہ کر دے گی یا وہ ختم ہو جائے گی۔

حافظ ابن عساکر نے آپ کے حالات کو بہت طول دیا ہے اور آپ کی تاریخ وفات بیان نہیں کی میں نے یہاں آپ کا ذکر ثواب کے لیے کیا ہے۔

۲۳۰ھ

اس سال اہل محص نے اپنے گورنر ابو المغیث موسیٰ بن ابراہیم الرافقی پر حملہ کر دیا کیونکہ اس نے ان کے ایک سردار کو قتل کر دیا تھا سوانہوں نے اس کے اصحاب کی ایک جماعت کو قتل کر دیا اور اسے اپنے درمیان باہر نکال دیا اور متوکل نے ان کے مقابلہ میں اسے فوج کا امیر بنا کر بھیجا اور اس کے ساتھی سفیر سے کہا اگر وہ اسے قبول کریں تو ٹھیک ورنہ مجھے اطلاع دینا انہوں نے اسے قبول کر لیا اور اس نے ان میں عجیب کام کئے اور ان کی بہت اہانت کی۔

اور اس سال متوکل نے قاضی یحییٰ بن اسلم کو چیف جسٹس کے عہدے سے معزول کر دیا اور اس سے ۸۰ ہزار دینار کا مطالبہ

کیا اور بصرہ کے علاقہ میں اس کی بہت سی اراضی لے لیں اور اس کی جگہ جعفر بن عبد الواحد بن جعفر بن سلیمان بن علی کو چیف جسٹس مقرر کیا۔ ابن جریر نے بیان کیا ہے۔ اس سال کے خرم میں احمد بن ابی داؤد نے اپنے بیٹے کے بیس دن بعد وفات پانی۔

احمد بن ابی داؤد کے حالات

احمد بن ابی داؤد ایادی معتزلی اس کا نام انفرج تھا اور بعض نے دعی بیان کیا ہے اور صحیح بات یہ ہے کہ اس کا نام ہی اس کی کنیت ہے۔ ابن خلکان نے اس کے نسب کے بارے میں بیان کیا ہے۔ ابو عبد اللہ احمد بن ابی داؤد خراج بن جریر بن مالک بن عبد اللہ بن عباس بن سلام بن عبد ہند بن عبد نحم بن مالک بن فیض بن منعم بن مبرجان بن دوس الہزلی بن امیہ بن حذیفہ بن زہیر بن ایاد بن ادبن معد بن عدنان۔

خطیب نے بیان کیا ہے ابن ابی داؤد معتصم کا چیف جسٹس تھا۔ پھر واثق کا چیف جسٹس تھا اور یہ جو دو سخاوت حسن اخلاق اور فورادب سے آراستہ تھا مگر اس نے جہمیہ کے مذہب کا اعلان کر دیا اور سلطان کو خلق قرآن کے مسئلہ میں لوگوں کی آزمائش پر آمادہ کیا اور یہ کہ اللہ کو آخرت میں دیکھا نہیں جائے گا۔ الصولی نے بیان کیا ہے براکہ کے بعد اس سے بڑا کرم کوئی نہ تھا۔ اگر اس نے اپنے نفس کو آزمائش کی محبت میں نہ ڈالا ہوتا تو سب لوگ اس پر اتفاق کرتے۔

مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ وہ ۱۰۶ھ میں پیدا ہوا اور وہ یحییٰ بن اسلم سے بیس سال بڑا تھا۔ ابن خلکان نے بیان کیا ہے اصلاً وہ بلاد قسریں کا ہے اس کا باپ تاجر تھا جو شام آیا کرتا تھا پھر وہ عراق چلا گیا اور اپنے اس بیٹے کو بھی اپنے ساتھ عراق لے گیا اور یہ علم میں مشغول ہو گیا اور اس نے واصل بن عطاء کے دوست صیاح بن العلاء سلمی کی مصاحبت اختیار کی اور اس سے اعتزال سیکھا بیان کیا گیا ہے کہ وہ قاضی یحییٰ بن اسلم کی بھی مصاحبت کیا کرتا تھا اور اس سے علم حاصل کرتا تھا۔ پھر ابن خلکان نے کتاب الوفیات میں اس کے طویل حالات بیان کئے ہیں اور ایک شاعر نے اس کی مدح بھی کی ہے وہ کہتا ہے:

اللہ کا رسول اور خلفاء اور احمد بن ابی داؤد ہم میں سے ہوئے ہیں۔

اور ایک شاعر نے اس کا جواب دیا ہے۔

نزار پر فخر کرنے والوں سے کہہ دے وہ زمین میں بندوں کے سردار ہیں اور اللہ کا رسول اور خلفاء ہم میں سے ہیں اور ہم بنی ایاد کے لے پالک سے اظہار بیزاری کرتے ہیں جب وہ ایاد بن ابی داؤد کی دعوت کو تسلیم کریں تو وہ ہم میں سے نہیں ہیں۔

راوی بیان کرتا ہے جب احمد بن ابی داؤد کو ان اشعار کی اطلاع ملی تو اس نے کہا اگر میں سزا کو ناپسند نہ کرتا ہوتا تو اس شاعر کو ایسی بیزاری دیتا جو کسی نے نہ دی ہوتی۔

خطیب نے بیان کیا ہے ازہری نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ احمد بن عمر الواعظ نے ہم سے بیان کیا کہ عمر بن الحسن بن علی بن مالک نے ہم سے بیان کیا کہ جریر بن احمد ابو مالک نے مجھ سے بیان کیا کہ میرا باپ احمد بن ابی داؤد جب نماز پڑھتا ہے تو وہ دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھاتا اور اپنے رب سے خطاب کرتا اور کہتا:

تو ضعیف الاسباب ہے اور معاملات کی کامیابی قوت اسباب سے ہے آج یہیں تیری ضرورت سے اور طیب کہ بیماریوں کے وقت ہی بلایا جاتا ہے۔

پھر خطیب نے روایت کی کہ ابوتہام ایک روز ابن ابی داؤد کے پاس آیا تو اس نے اسے کہا میرا ذلیل ہے آپ ناراض ہیں اس نے کہا وہ ایک برناراض ہوتا ہے اور تو ساری مخلوق سے اس نے اسے کہا تو نے یہ خیال کہاں سے لیا ہے؟ اس نے کہا ابونواس کے قول سے:

”اور اللہ کے لیے یہ کوئی عجیب بات نہیں کہ وہ عالم کو ایک شخص میں جمع کر دے“۔

اور ایک روز ابوتہام نے اس کی مدح کی اور کہا:

سارے زمانے کی برائیاں احمد بن ابی داؤد کی خوبیاں بن گئی ہیں تو نے سب اطراف میں صرف اس لیے سفر کیا ہے کہ میری اونٹنی اور میرا زاد تیرے عطیے سے ہوتیرے بارے میں ظن اور خواہش کیا ہی اچھی ہے، خواہ میری سواری شہروں میں بے قرار رہے۔

اس نے پوچھا اس مفہوم میں تو منفرد ہے یا اسے کسی اور سے لیا ہے؟ اس نے کہا یہ میرا خیال ہے مگر میں نے ابونواس کے اس قول پر بھی نگاہ ڈالی ہے:

اور اگر کسی روز الفاظ تیرے سوا کسی اور انسان کی مدح میں رواں ہوں تو تو ہی ہماری مراد ہوتا ہے۔

اور محمد بن الصولی نے بیان کیا ہے کہ ابوتہام نے احمد بن ابی داؤد کی جو چندہ مدح کی ہے اس کے کچھ اشعار یہ ہیں:

اے احمد! حاسد بہت سے ہیں اور اگر شرفاء کا شمار کیا جائے تو تیری کوئی نظیر نہیں تو مجدد فخر قدیم کے بیڑے اور چوٹی کے مقام پر اترتا ہے جو بہت فخر والا ہے ہر غنی اور فقیر تیرے پاس آتا ہے خواہ فقیر آسمان تک پہنچ جائے ہر جانب سے بزرگی تجھ تک پہنچتی ہے اور خواہ جہاں بھی جائے تجھ سے آگے نہیں بڑھ سکتی تو ایسا دیکھا کہ چار ماہ چہارم ہے وہ اس کا انکار نہیں کرتے۔ اسی طرح ایسا دیکھا کہ لوگوں کے لیے چودھویں کے چاند ہیں تو نے ازراہ خاکساری امیر کہلوانے سے اجتناب کیا ہے حالانکہ جسے امیر کہا جاتا ہے تو اس کا امیر ہے اور ہر ہاتھ تیری طرف دراز ہے اور ہر بلندی تیری طرف اشارہ کرتی ہے۔

میں کہتا ہوں ان اشعار میں شاعر نے بہت بڑی غلطی کی ہے اور مبالغہ میں بہت بڑی بات کی ہے اور اگر اس کا ضعیف مسکین، گمراہ اور گمراہ کرنے والی مخلوق کے بارے میں یہ اعتقاد ہے تو اس کے لیے جہنم ہے جو برا ٹھکانہ ہے اور ایک روز ابن ابی داؤد نے کسی سے کہا تو مجھ سے سوال کیوں نہیں کرتا؟ اس نے اسے کہا اگر میں تجھ سے سوال کرتا تو تجھے تیرے احسان کی قیمت دیتا۔ اس نے اسے کہا تو نے درست کہا ہے اور اس نے اس کی طرف پانچ ہزار درہم بھیجے۔

ابن الاعرابی نے بیان کیا ہے ایک شخص نے ابن ابی داؤد سے سوال کیا کہ وہ اسے گدھے پر سوار کرادے اس نے کہا اے غلام اسے گدھا، خچر، ٹٹو، گھوڑا اور ایک لونڈی دے دے اور اسے کہا اگر مجھے ان کے علاوہ بھی کسی سواری کا علم ہوتا تو تجھے وہ بھی دیتا۔ پھر خطیب نے اپنے اسانید سے ایک جماعت کے حوالے سے کچھ حالات بیان کئے ہیں جو اس کی سخاوت، فصاحت، ادب

علم اور ضروریات کے پورا کرنے کی طرف سبقت کرنے اور خلفاء کے ہاں اس کے بلند مقام پر دلالت کرتے ہیں۔

محمد بن مہدی واثق سے روایت ہے کہ ایک روز ایک شیخ واثق کے پاس آیا اور اس نے سلام کیا اور واثق نے اسے جواب نہ دیا بلکہ کہا اللہ تجھے سلام نہ کہے اس نے کہا یا امیر المؤمنین آپ کے معلم نے آپ کو بہت برا لکھا یا۔ بے اللہ تعالیٰ فرمایا ہے: 'جب تمہیں کوئی تھفہ دیا جائے تو اس سے بہتر تھفہ دیا سے واپس کر دو۔'

آپ نے مجھے اس سے بہتر تھفہ نہیں دیا اور نہ اسے واپس کیا ہے ابن ابی داؤد نے کہا یا امیر المؤمنین یہ شخص متکلم ہے اس نے کہا اس سے مناظرہ کرو ابن ابی داؤد نے کہا اے شیخ تو قرآن کے بارے میں کیا کہتا ہے کیا وہ مخلوق ہے؟ شیخ نے کہا تو نے مجھ سے انصاف نہیں کیا سوال مجھے کرنا ہے اس نے کہا سوال کرو اس نے کہا یہ بات جو تو کہہ رہا ہے کیا رسول اللہ ﷺ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو معلوم تھی یا نہیں؟ ابن ابی داؤد نے کہا انہیں یہ بات معلوم نہ تھی اس نے کہا تو وہ بات جانتا ہے؟ جو انہیں معلوم نہیں تو وہ شرمندہ ہو کر خاموش ہو گیا۔ پھر کہنے لگا مجھے معاف کیجیے وہ اسے جانتے تھے اس نے کہا پھر انہوں نے لوگوں کو اس طرف دعوت کیوں نہیں دی جیسے تو دعوت دیتا ہے، کیا تمہارے لیے وہ بات روا نہیں جو انہیں روا تھی؟ تو وہ شرمندہ ہو کر خاموش ہو گیا اور واثق نے اسے تقریباً چار ہزار دینار انعام دینے کا حکم دیا مگر اس نے انہیں قبول نہ کیا۔

مہدی نے بیان کیا ہے میرا باپ گھر میں داخل ہو کر پشت کے بل لیٹ گیا اور شیخ کا قول دہرانے لگا اور کہنے لگا کیا تجھے وہ بات روا نہیں جو انہیں روا تھی؟ پھر اس نے شیخ کو چھوڑ دیا اور اسے چار ہزار دینار دیئے اور اسے اس کے شہر میں واپس بھیج دیا اور ابن ابی داؤد اس کی نظروں سے گر گیا اور اس کے بعد اس نے کسی کی آزمائش نہیں کی۔

خطیب نے اسے اپنی تاریخ میں ایسے اسناد سے بیان کیا ہے جس میں بعض ایسے آدمی ہیں جو مشہور نہیں اور اس نے اس کے واقعہ کو طوالت کے ساتھ بیان کیا ہے اور ثعلب نے بحوالہ ابوججاج الاعرابی یہ اشعار سنائے اور بیان کیا کہ اس نے یہ ابن ابی داؤد کے متعلق کہے ہیں:

اے ابن ابی داؤد تو نے دین کو اندھا کر دیا ہے اور جس نے تیری اطاعت کی ہے وہ مرتد ہو گیا ہے تو نے اپنے رب کے کلام کو مخلوق خیال کیا ہے کیا تجھے رب کے پاس لوٹنا نہیں؟ اس کلام الہی کو اس نے علم کے ساتھ جبریل کے ذریعے خیر البشر کی طرف نازل کیا ہے اور جس نے تیرے دروازے پر ضیافت طلب کرتے ہوئے شام کی اس کی حالت اس شخص کی سی ہے جو توشہ کے بغیر جنگل میں اتر پڑے اور اسے ابن ابی داؤد نے قول سے یہ عمدہ بات بیان کی ہے کہ میں ایادی قبیلے کا ایک شخص ہوں۔

پھر خطیب نے بیان کیا ہے کہ قاضی ابو الطیب بن عبد اللہ طبری نے بتایا ہے کہ المعانی بن زکریا الجریری نے بحوالہ محمد بن یحییٰ الصولی ہمیں کسی کا یہ شعر سنایا جس میں وہ ابن ابی داؤد کی ہجو کرتا ہے:

اگر تیرے رائے میں رشد ہوتا تو تیرے عزم میں اعتدال ہوتا۔

اور یہ اشعار پہلے بیان ہو چکے ہیں اور خطیب نے بحوالہ احمد بن الموفق یا یحییٰ الجلاء روایت کی ہے وہ بیان کرتا ہے کہ الواقضیہ میں سے ایک شخص نے مجھ سے خلق قرآن کے بارے میں مناظرہ کیا اور اس نے مجھ پر وہ سب لگانے نہیں میں پسند کرتا تھا اور جب شام ہوئی تو میں اپنی بیوی کے پاس آیا اور اس نے میرے لیے شام کا کھانا رکھا تو اس میں سے کچھ بھی نہ کھا۔ کا اور میں سو گیا اور میں نے رسول اللہ ﷺ کو جامع مسجد میں دیکھا اور وہاں ایک حلقہ میں حضرت امام احمد بن حنبل اور آپ کے اصحاب بھی موجود ہیں اور رسول اللہ ﷺ اس آیت:

﴿ فَإِنْ يَكْفُرْ بِهَا هُنَّ مُكْفِرَاتٌ ﴾

کو پڑھنے لگے اور ابن ابی داؤد کے حلقہ کی طرف اشارہ کرنے لگے اور:

﴿ فَقَدْ وَكَلْنَا بِهَا قَوْمًا لَيْسُوا بِهَا بِكَافِرِينَ ﴾

پڑھ کر حضرت امام احمد بن حنبل اور آپ کے اصحاب کی طرف اشارہ کرنے لگے۔

اور ایک شخص نے بیان کیا ہے میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا کوئی کہنے والا کہہ رہا ہے آج شب احمد بن ابی داؤد ہلاک ہو گیا ہے میں نے اس سے پوچھا اس کی ہلاکت کا سبب کیا ہے؟ اس نے کہا اس نے اللہ کو اپنے پر ناراض کر دیا تھا اور وہ سات آسمانوں سے اس پر ناراض ہوا ہے اور ایک اور شخص نے بیان کیا ہے میں نے ایک شب خواب دیکھا کہ ابن ابی داؤد فوت ہو گیا ہے اور آگ نے ایک عظیم لمبا سانس لیا ہے جس سے ایک شعلہ نکلا ہے میں نے پوچھا یہ کیا ہے؟ تو بتایا گیا اس نے ابن ابی داؤد کا کام تمام کر دیا ہے۔

اور اس کی موت اس سال کی ۲۳ محرم کو ہفتہ کے روز ہوئی اور اس کے بیٹے عباس نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی اور اسے بغداد میں اس کے گھر میں ہی دفن کیا گیا اور اس کی عمر ۸۰ سال تھی اللہ تعالیٰ نے اس کی موت سے چار سال قبل اسے فالج میں مبتلا کیا حتیٰ کہ وہ اپنے بستر پر پھینکے ہوئے شخص کی طرح پڑا اور وہ اپنے جسم کے کسی حصے کو ہلانہیں سکتا تھا اور اسے کھانے پینے اور نکاح کرنے کی لذت سے محروم کر دیا گیا۔

اور ایک شخص نے اس کے پاس آ کر کہا خدا کی قسم! میں تیری عبادت کرنے نہیں آیا بلکہ میں تجھ سے تیری تعزیت کرنے آیا ہوں اور میں اس خدا کی تعریف کرتا ہوں جس نے تجھے تیرے جسم میں قید کر دیا ہے جو ہر قید خانے کی سزا سے بڑھ کر تجھے سزا دینے والا ہے پھر وہ اسے جھوڑ کر بدعا کرتا ہوا چلا گیا کہ جس تکلیف میں وہ مبتلا ہے اللہ اس میں اضافہ کرے اور اس میں کمی نہ کرے پس اس کے مرض میں مزید اضافہ ہو گیا اور گزشتہ سال اس سے بہت سے اموال لے لئے گئے تھے اور اگر وہ سزا کو برداشت کر سکتا ہوتا تو متوکل اسے سزا دیتا۔ ابن خلکان نے بیان کیا ہے کہ اس کی پیدائش ۱۶۰ھ کی ہوئی تھی۔

میں کہتا ہوں اس لحاظ سے وہ امام احمد بن حنبل اور یحییٰ بن اسلم سے بڑی عمر کا تھا۔ ابن خلکان نے بیان کیا ہے کہ ابن اسلم خلیفہ ماموں کے ساتھ ابن ابی داؤد کی ملاقات کا سبب بنا تھا اور اس نے اس کے ہاں بڑا مرتبہ حاصل کر لیا حتیٰ کہ اس نے اپنے بھائی معصم کو اس کے متعلق وصیت کی اور معصم نے اسے قضاء اور انصافیوں کا قاضی بنا دیا اور وزیر ابن الزیات اس سے نفرت

کرتا تھا اور ان دونوں کے درمیان مقابلہ بازی اور جوجو جاری رہی اور وہ اس کے بغیر کسی بات کا فیصلہ نہ کرتا تھا اور اس نے ابن اسلم کو محروم کر کے اسے اس کی بیہوشی بنا دیا اور یہ آواز نکلتی رہی کہ اے احمد کی آزمائشوں کی بنیاد جی اور اس فقہ کی بھی بنیاد جی جیسے لوگوں پر فتنوں کا دروازہ کھول دیا۔

پھر ابن نفلان نے بیان کیا ہے کہ اسے فالج نہیں ہوا اور نہ اس سے مال لیا گیا ہے اور اس کے بیٹے ابو الولید محمد سے ایک کروڑ دو لاکھ دینار لئے گئے اور وہ اپنے باپ کے ایک ماہ قبل فوت ہو گیا اور ابن عساکر نے اس ایک حالات کو مبسوط طور پر بیان کیا ہے اور ان کی بہت اچھی وضاحت کی ہے اور وہ شخص ادیب، فصیح، شریف، سخی، قابل تعریف، روکنے کو ترجیح دینے والا اور جمع پر تقسیم کو ترجیح دینے والا تھا اور ابن عساکر نے اپنے اسناد سے روایت کی ہے کہ ایک روز اپنے اصحاب کے ساتھ بیضا و اثن کے باہر نکلنے کا انتظار کر رہا تھا تو ابن ابی مزاد نے کہا مجھے یہ دو شعر بہت اچھے لگتے ہیں:

”اگر دیکھنے والا اپنی نظر سے عورت کو حاملہ کر سکتا تو میری نظر سے وہ مجھ سے حاملہ ہو جاتی اور اگر وہ دیکھنے سے نو ماہ کے درمیان بیٹے کو جنم دیتی تو بلاشبہ اس کا بیٹا میرا ہوتا۔“

اور اس سال وفات پانے والے اعیان میں مشہور فقیہ ابو ثور ابراہیم بن خالد کلبی ہیں۔ امام احمد نے فرمایا ہے ہمارے نزدیک وہ ثوری کے کینڈے کے ہیں اور ام تاریخ خلیفہ بن خیاط، سوید بن سعد الحد ثانی، سوید بن نصر، مالکیہ کے مشہور عبد السلام بن سعید ملقب بہ سخون، عبد الواحد بن غیاث، شیخ الآئمہ والسنة قتیبہ بن سعید، اللومثلی عبد اللہ بن خالد جو عبد اللہ بن طاہر کا کاتب اور شاعر تھا اور لغت کا بھی عالم تھا اور لغت کے بارے میں اس کی متعدد تصانیف ہیں جن کا کچھ ذکر ابن خلکان نے کیا ہے اور وہ اپنے اشعار میں عبد اللہ بن طاہر کی تعریف کرتے ہوئے کہتا ہے:

”اے وہ شخص جو چاہتا ہے کہ اس کی صفات عبد اللہ کی طرح ہو جائیں، خاموش ہو جاو اور سن میں تجھے ایسی سادات کی نصیحت کروں گا جن کا حاجیوں نے قصد کیا سن یا چھوڑ، سچ بول، پاکدامنی اختیار کر، نیکی اختیار کر، صبر کر، برداشت کر، درگزر کر، بدلہ دے، چکر لگا، بردباری اختیار کر، دلیر بن، مہربانی کر، نرمی اختیار کر، حسن سلوک کر، سنجیدگی اختیار کر، مستقل مزاج رہ، سخاوت کر، حمایت کر، بوجہ اٹھا، دفاع کر، اگر تو میری نصیحت کو قبول کرے تو میں نے تجھے نصیحت کر دی ہے اور صحیح سیدھے رستے کی طرف تیری رہنمائی ہو۔“

سخون مالکی مولف المدونہ:

ابو سعید عبد السلام بن سعید بن جناب بن حسان بن ہلال بن بکار بن ربیعہ تنوخی، آپ اصلاً حمص شہر کے ہیں۔ آپ کا باپ حمص کی فوج کے ساتھ بلاد مغرب میں آپ کو لایا اور وہیں قیام پذیر ہو گیا اور وہاں آپ کو مالکی مذہب کی سرداری مل گئی اور آپ نے ابن القاسم سے فقہ سیکھی اور اس کا سبب یہ ہوا کہ حضرت امام مالک کا دوست اسد بن الضرات بلاد مغرب سے مصر آیا اور عبد الرحمن بن القاسم نے حضرت امام مالک کے دوست سے بہت سے سوالات پوچھے اور آپ نے اسے ان کے جوابات دیے۔ اس نے آپ سے ان جوابات کو نقل کر لیا اور انہیں لے کر بلاد مغرب میں داخل ہو گیا اور اس سے سخون نے انہیں لکھ لیا۔

پھر ابن القاسم کے پاس مصر آئے تو اس نے اپنے سوالات کو دوبارہ آپ کے سامنے دہرایا اور ان میں کچھ کمی بیشی کی اور ان میں سے کچھ باتوں کو چھوڑ دیا جس سے خون نے انہیں مرتب کیا اور انہیں نے کربلا دس مرتب واپس آ گئے اور ابن القاسم نے آپ کے ہاتھ اسدین القمات کو ایک خط لکھا کہ وہ اپنے نسخہ کو خونوں کے نسخہ پر پیش کریں اور اس سے اس کی اصلاح کر لیں مگر اس نے یہ بات قبول نہ کی اور ابن القاسم کو بڑا یا گیا مگر اس نے نہ آپ سے اور نہ آپ کی تحریر سے فائدہ اٹھایا اور لوگ خون کی طرف سفر کرنے لگے اور آپ کی المدونہ مشہور ہو گئی اور آپ اس زمانے کے باشندوں کے سردار بن گئے اور آپ قیرون میں قاضی بن گئے یہاں تک کہ اس سال میں ۸۰ سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ رحمہ اللہ وایانا۔

۲۳۱ھ

اس سال کے جمادی الاولیٰ یا جمادی الآخرة میں اہل حمص نے اپنے عامل محمد بن عبدویہ پر حملہ کر دیا اور اسے قتل کرنے کا ارادہ کیا اور نصاریٰ نے بھی اس کے باشندوں کو مدد دی، اس نے اس بارے میں خلیفہ کو اطلاعی خط لکھا تو اس نے اسے لکھا اور حکم دیا کہ وہ ان سے جنگ کرے اور اس نے دمشق کے والی کو خط لکھا کہ وہ اپنی فوج سے اسے مدد دے تاکہ وہ اہل حمص کے خلاف اس کی مدد کرے۔ نیز اس نے اسے یہ بھی لکھا کہ وہ ان میں سے تین مشہور شرارتی اشخاص کو کوڑے مارے حتیٰ کہ وہ مرجائیں پھر انہیں شہر کے دروازوں پر صلیب دے دے اور ان میں سے دوسرے بیس آدمیوں میں سے ہر ایک شخص کو تین تین سو کوڑے مارے اور انہیں پابجولان سامرا کی طرف بھیج دے اور وہاں جو بھی نصرانی ہے اسے باہر نکال دے اور جامع مسجد کے پہلو میں ان کا جو بڑا گر جا ہے اسے گرا دے یا اسے مسجد کے ساتھ شامل کر دے اور اس نے اس کے لیے پچاس ہزار درہم کا حکم دیا اور جن امراء نے اس کی مدد کی تھی ان کے لیے قیمتی عطیات کا حکم دیا۔ پس خلیفہ نے اس کے بارے میں اسے حکم دیا اس نے اس پر عمل کیا اور اس سال متوکل علی اللہ نے اہل بغداد کے اعیان میں سے ایک شخص کو جسے عیسیٰ بن جعفر بن محمد بن عاصم کہا جاتا تھا مارنے کا حکم دیا اور اس نے اسے دکھ دے مار دی۔

بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے ہزار کوڑے مارے حتیٰ کہ وہ مر گیا اور یہ سزا اسے اس لیے ملی کہ اس کے خلاف سترہ آدمیوں نے شرتی حصے کے قاضی ابو حسان الزیادی کے پاس گواہی دی کہ وہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہما، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو گالیاں دیتا ہے، قاضی نے اس معاملہ کو خلیفہ تک پہنچایا تو بغداد کے نائب محمد بن عبد اللہ بن طاہر بن حسین کے پاس خلیفہ کا خط آیا جس میں اس نے اسے حکم دیا کہ وہ اسے لوگوں کی موجودگی میں حد دشنام لگائے پھر اسے کوڑے مارے حتیٰ کہ وہ مر جائے اور اسے دجلہ میں پھینک دیا جائے اور اس کی نماز جنازہ نہ پڑھی جائے تاکہ ملحدین اور معاندین اس کام سے باز آجائیں سو اس نے اس کے ساتھ یہی سلوک کیا، اللہ اس کا برا کرے اور اس پر لعنت کرے اور اگر اس قسم کے شخص نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگائی ہو تو بالاجماع اس کی تکفیر کی جائے گی اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سوا جو امہات المؤمنین ہیں ان کے بارے میں دو قول ہیں اور صحیح قول یہی ہے کہ اس کی بھی تکفیر کی جائے گی کیونکہ وہ بھی رسول کریم ﷺ کی بیویاں ہیں۔

ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ اس سال بغداد میں ستارے ٹوٹے اور نکھر گئے اور یہ جمادی الآخرۃ کی پہلی رات کا واقعہ ہے کہ ماہ اگست میں لوگوں پر شدید بارش ہوئی اور اس میں بہت سے جانور مر گئے خصوصاً تیل بہت مرے۔ راوی کا بیان ہے کہ اس سال رومیوں نے عیث زربہ پر غارت گری کی اور وہاں جو زقوم کے لوگ موجود تھے انہیں قیدی بنا لیا اور ان کی عورتوں، بچوں اور چوپائوں کو پکڑ کر لے گئے۔ راوی کا بیان ہے کہ اس سال بلادِ طرس میں چیف جسٹس بمعمر بن عبدالواحد کی موجودگی میں خلیفہ کی اجازت سے اور ابن ابی الشوارب کی نیابت میں مسلمانوں اور رومیوں کے درمیان فدیہ کا لین دین ہوا۔ مسلمان مرد قیدیوں کی تعداد ۸۵ اور عورتوں کی تعداد ۲۵ تھی اور بادشاہ کی ماں قدورہ اللہ اس پر لعنت کرے ان قیدیوں پر جو اس کے قبضے میں تھے نصرانیت کو پیش کرتی اور وہ تقریباً بیس ہزار تھے اور جو نصرانیت کو قبول کرتا اسے چھوڑ دیتی اور دوسروں کو قتل کر دیتی اور اس نے ۱۲ ہزار آدمیوں کو قتل کیا اور بعض نصرانی مر گئے اور ان میں سے یہ لوگ باقی بچے جن کا فدیہ دیا گیا اور یہ مروان تقریباً نو سو تھے۔

اور اس سال الحجہ نے سرزمینِ مصر کی فوج پر غارت گری کی اور اس سے قبل الحجہ مسلمانوں سے مصالحت کی وجہ سے جنگ نہیں کرتے تھے پس انہوں نے صلح کو توڑ دیا اور اعلانیہ مخالفت کی اور الحجہ بلادِ مغرب کے کشمیں کی ایک جماعت ہے اور اسی طرح نوبہ شنون، زغریر، یکسوم اور بہت سی قومیں ہیں جنہیں اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا اور ان لوگوں کے علاقے میں سونے اور جواہرات کی کانیں ہیں اور ان پر ہر سال ان کانوں سے دیارِ مصر کی طرف ٹیکس بھیجا جاتا تھا اور جب متوکل کی حکومت آئی تو متعدد سالوں سے جو چیز ان پر واجب تھی انہوں نے اس کی ادائیگی سے انکار کر دیا تو مصر کے نائب یعقوب بن ابراہیم باز عینسی جو ہادی کا غلام اور قوصہ کے نام سے مشہور تھا نے متوکل کو یہ ساری صورت حال لکھ بھیجی جس سے متوکل کو بہت غصہ آیا اور اس نے الحجہ کے معاملے میں مشورہ کیا تو اسے بتایا گیا یا امیر المومنین! وہ شتر بان اور صحرائی لوگ ہیں اور ان کے علاقے دور دراز اور بے آب ہیں اور ان کے مقابلہ میں جانے والی فوج کے لیے ضروری ہے کہ وہ وہاں پر اپنے قیام کے لیے کھانا اور پانی ساتھ لے جائیں۔ اس بات نے اسے ان کی طرف فوج بھیجنے سے روک دیا۔ پھر اسے اطلاع ملی کہ وہ الصعيد کی اطراف میں غارت گری کرتے ہیں اور اہل مصر اپنے بچوں کے بارے میں ان سے خوفزدہ ہیں سو اس نے محمد بن عبداللہ قثمی کو ان سے جنگ کرنے کے لیے تیار کیا اور اسے ان کے علاقے سے ملحقہ تمام علاقے کی نیابت بھی دے دی اور اس نے عمالِ مصر کو لکھا کہ اسے جس قدر کھانے وغیرہ کی ضرورت ہو وہ اس کی مدد کریں۔

پس وہ روانہ ہوا اور اس کے ساتھ ان لوگوں کی فوج بھی روانہ ہوئی جو ان علاقوں سے اس کے ساتھ آئے تھے حتیٰ کہ وہ بیس ہزار سواروں اور پیادوں کے ساتھ ان کے علاقے میں داخل ہوا اور سات کشتیوں میں اپنے ساتھ کھانا اور سالن بھی لے گیا اور وہ جو لوگ موجود تھے اس نے انہیں حکم دیا کہ وہ ان کے ساتھ سمندر میں داخل ہو جائیں اور جب وہ بلادِ الحجہ کے درمیان پہنچ جائے تو وہاں اسے وہاں آملیں پھر وہ چل پڑا حتیٰ کہ ان کے شہروں میں داخل ہو گیا اور ان کی کانوں سے آگے گزر گیا اور شاہ الحجہ جس کا نام علی بابا تھا ایک بہت بڑی فوج کے ساتھ جو محمد بن عبداللہ قثمی کی فوج سے کئی گنا زیادہ تھی اس کے مقابلہ میں آیا اور وہ مشرک لوگ تھے جو بتوں کی پوجا کرتے تھے اور بادشاہ مسلمانوں سے ٹال مٹول کرنے لگا لگا تا کہ ان کا توشہ ختم ہو جائے اور وہ

انہیں ماتحتوں سے ہی پکڑ لیں اور جب مسلمانوں کے پاس جو توش تھادہ ختم ہو گیا تو جیشوں نے ان کا الالچ کیا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ان کشتیوں کو پہنچا دیا جن میں کھانا، بھجوریں اور تیل وغیرہ ضرورت کی بہت سی اشیاء تھیں، امیر نے مسلمانوں میں ان کی ضرورت کے مطابق انہیں تقسیم کر دیا اور جشی بھوک سے مسلمانوں کے ہلاک ہونے سے مایوس ہو گئے تھے تو انہوں نے مسلمانوں سے جنگ کرنے کی تیاری کر لی اور ان کی سواری اونٹ تھے جو غلہ قسم کے تھے اور پرانگنہ لہلہ اور بہت ذرا پوک تھے وہ جس چیز کو دیکھتے یا سنتے اس سے بھاگ جاتے اور جب لڑائی کا دن آیا تو امیر المسلمین ان سب گھنٹیوں کی طرف گئے جو فوج میں ان کے پاس تھیں اور انہیں گھوڑوں کی گردنوں میں ڈال دیا اور جب معرکہ آرائی ہوئی تو مسلمانوں نے یکبارگی حملہ کیا تو ان کے اونٹ ان گھنٹیوں کی آواز سے ان کو لے کر ہر طرف کو بھاگ اٹھے اور وہ مختلف سمتوں میں بکھر گئے اور مسلمانوں نے ان کا تعاقب کیا وہ جسے چاہتے قتل کر دیتے اور ان میں سے کوئی بھی نہ بچا، اللہ کے سوا کسی کو علم نہیں کہ انہوں نے کتنے آدمیوں کو قتل کیا، پھر صبح ہوئی تو وہ پیادہ ہو کر جمع ہو گئے تو قتی نے انہیں وہاں سے آدبا یا جہاں سے انہیں معلوم بھی نہ تھا اور اس نے ان کے باقی ماندہ عوام کو قتل کر دیا اور ان کے بادشاہ کو امان دے کر پکڑ لیا اور ان کے ذمہ جو ادائیگی تھی وہ اس نے ادا کی اور وہ اسے قیدی بنا کر اپنے ساتھ خلیفہ کے پاس لے گیا اور یہ معرکہ آرائی اس سال کے پہلے دن ہوئی اور خلیفہ نے اسے پہلے کی طرح اس کے علاقے کا امیر بنا دیا اور ابن ابی کوی اس نواح کی امارت اور دیکھ بھال سپرد کر دی۔

ابن جریر نے بیان کیا ہے اس سال یعقوب بن ابراہیم نے جو قوصہ کے نام سے مشہور تھا جمادی الآخرة میں وفات پائی اور یہ شخص متوکل کی طرف سے دیار مصر کا نائب تھا اور اس سال عبداللہ بن محرز ابن داؤد نے لوگوں کو حج کروایا اور حج کے اجتماع کے واقعات اور مکہ کے راستے کے والی جعفر بن دینار نے بھی حج کیا اور ابن جریر نے اس سال میں کسی محدث کی وفات کو بیان نہیں کیا اور اعیان میں سے حضرت امام احمد بن حنبل، جبارہ بن المغسل الجمانی، ابو ثوبہ الجلی، عیسیٰ بن حماد سجاده اور یعقوب بن حمید کا سب نے وفات پائی۔

حضرت امام احمد بن حنبل:

احمد بن محمد بن حنبل بن ہلال اسد بن ادریس بن عبداللہ بن حبان بن عبداللہ بن انس بن عوف بن قاسط بن مازن بن شیبان بن ذبل بن ثعلبہ بن عکابہ بن صععب بن علی بن بکر بن وائل بن قاسط بن عصب بن اقصی بن دعی بن جدیلہ بن اسد بن ربیعہ بن نزار بن معد بن عدنان بن ادبن ادو بن اہمسیع بن حمل بن اللبت بن قیدار بن اسماعیل بن ابراہیم خلیل علیہا السلام۔ ابو عبداللہ الشیبانی ثم المروزی ثم البغدادی حافظ کبیر ابو بکر یثقی نے اس کتاب میں جسے اس نے مناقب احمد میں تالیف کیا ہے اپنے شیخ حافظ ابو عبداللہ الحکم مولف المستدرک سے روایت کر کے اس طرح آپ کے نسب کو بیان کیا ہے اور امام احمد کے بیٹے صالح سے روایت کی گئی ہے کہ اس نے بیان کیا کہ میرے باپ نے اس نسب کو میری ایک کتاب میں دیکھا تو فرمایا تو اس سے کیا کر رہا ہے؟ اور نسب کا انکار نہ کیا۔

مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ آپ کے باپ آپ کو مرو سے لائے اس وقت آپ حمل میں تھے اور آپ کی والدہ نے ربیع

الاولیٰ ۶۳ھ میں بغداد میں آپ کو جنم دیا اور آپ تین سال کے تھے کہ آپ کے والد وفات پا گئے۔

صالح نے اپنے باپ کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ میرے دونوں مائوں کو پیدائش میں ہی موتی ڈال دیے گئے اور آپ میں بڑا ہو گیا تو آپ نے وہ دونوں موتی مجھے دے دیئے اور میں نے انہیں تیس درہم میں فروخت کر دیا ابو عبد اللہ امام احمد بن اسحاق نے ۱۲ ربیع الاول ۲۳ھ کو بروز جمعہ ۷۷ سال کی عمر میں وفات پائی۔

اور آپ نو عمری میں قاضی ابو یوسف کی مجلس میں آیا جاتا کرتے تھے پھر آپ نے آنا جانا چھوڑ دیا اور سماع حدیث کی طرف متوجہ ہو گئے اور آپ نے اپنے مشائخ سے سب سے پہلا سماع حدیث ۱۸ھ میں کیا۔ پھر ۱۹ھ میں کیا اور اس سال ولید بن مسلم نے حج کیا پھر آپ نے ۱۹۶ھ میں کیا اور ۱۹۷ھ میں اعکاف بیٹھے پھر ۱۹۸ھ میں آپ نے حج کیا اور ۱۹۹ھ میں عبدالرزاق کے پاس یمن کی طرف سفر کیا اور اس سے آپ نے اور یحییٰ بن معین نے اور اسحاق بن راہویہ نے لکھا۔

امام احمد نے بیان کیا ہے کہ میں نے پانچ حج کئے جن میں سے تین پیادہ پاکئے اور ان میں سے ایک حج میں میں نے تیس درہم خرچ کئے آپ فرماتے ہیں اور میں ایک راستے میں بھول گیا اور آپ فرماتے ہیں کہ میں کوفہ کی طرف گیا اور میں ایک گھر میں تھا اور میرے سر کے نیچے اینٹ تھی اور اگر میرے پاس نوے درہم ہوتے تو میں جریر بن عبد الحمید کے پاس ری کو کوچ کر جاتا اور ہمارے بعض اصحاب چلے گئے لیکن میں نہ جاسکا کیونکہ میرے پاس کوئی چیز نہ تھی۔

اور ابن ابی حاتم نے اپنے باپ سے بحوالہ حرمہ بیان کیا ہے کہ میں نے امام شافعی کو بیان کرتے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا مجھ سے امام احمد بن حنبل نے وعدہ کیا تھا کہ وہ میرے پاس نصر آئیں گے مگر وہ نہیں آئے ابن ابی حاتم نے بیان کیا ہے: ہو سکتا ہے کہ مالی کمی نے آپ کو وعدہ وفا کی سے روک دیا ہو اور حضرت امام احمد بن حنبل نے بلاد آفاق میں چکر لگایا اور اپنے زمانے کے مشائخ سے سماع کیا اور جب کہ آپ ان سے سماع کر رہے تھے اس حالت میں بھی وہ آپ کی عزت و احترام کرتے تھے اور ہمارے شیخ نے اپنی کتاب تہذیب میں آپ کے شیوخ کے اسماء حروف ابجد کے مطابق مرتب کئے ہیں اور اسی طرح آپ سے روایت کرنے والوں کے نام بھی مرتب کئے ہیں امام بیہقی نے امام احمد کے شیوخ کے ذکر کے بعد بیان کیا ہے کہ امام احمد بن حنبل نے المسند اور دوسری کتب میں حضرت امام شافعی سے روایت بیان کی ہے اور انساب قریش کے بارے میں آپ سے کچھ باتیں انہوں نے ہیں اور آپ نے ان سے فقہ بھی سیکھی ہے جس میں وہ مشہور ہیں اور جب حضرت امام احمد نے وفات پائی تو لوگوں نے آپ کے ترکہ میں امام شافعی کے دور سالی "القدیمہ والنجدیہ" پائے۔

میں کہتا ہوں امام شافعی نے جو کچھ روایت کیا ہے اسے بیہقی نے الگ بھی بیان کیا ہے اور وہ احادیث جو میں تک بھی نہیں پہنچتیں اور سب سے اچھی حدیث وہ ہے جسے ہم نے عن امام احمد عن الشافعی عن مالک بن انس عن الزہری عن عبد الرحمن بن کعب بن مالک عن ابیہ روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مومن کی روح ایک پرندہ ہے جو جنت کے درخت کے ساتھ لٹکا ہوا ہے حتیٰ کہ وہ اسے اٹھنے کے روز اس کے جسم میں واپس کرے گا اور جب امام شافعی نے ۱۹۰ھ میں مصر کا دوسرا سفر کیا تو آپ نے امام احمد سے ملاقات کی اس وقت امام احمد کی عمر تیس سال سے اوپر تھی اور آپ سے فرمایا۔ اے عبد اللہ جب تمہارے پاس صحیح حدیث ہو

تو اسے مجھے بتانا میں اس کے پاس جاؤں گا خواہ وہ مجازی ہو یا شامی عراقی ہو یا یمنی یعنی آپ ان مجازی فقہاء کی بات نہیں کہتے جو صرف مجازیوں کی روایت قبول کرتے ہیں اور ان سے سوادوسروں کی احادیث کو انہیں کتاب کی احادیث کا مرتبہ دینے ہیں۔ حضرت امام شافعی کا حضرت امام احمد کو یہ کہنا حضرت امام احمد کی تعظیم اور اجلال کے لیے ہے اور آپ کا مرتبہ ان کے ہاں یہ ہے کہ جب آپ کسی حدیث کو صحیح یا ضعیف قرار دیتے تو آپ کی طرف رجوع کرتے اور آئمہ اور علماء کے نزدیک بھی امام احمد کا یہی مقام تھا جیسا کہ ابھی وہ تعریف بیان ہوگی جو آئمہ نے آپ کی بیان کی ہے اور انہوں نے علم اور حدیث میں آپ کے علوم مرتبت کا اعتراف کیا ہے اور آپ کے زمانے میں بھی آپ کی شہرت دور دور تک پھیل گئی تھی اور آپ کی جوانی میں ہی آپ کا نام آفاق میں مشہور ہو گیا تھا۔

پھر بیہتی نے ایمان کے بارے میں امام احمد کا کلام بیان کیا ہے کہ وہ قول و عمل ہے جو بڑھتا اور کم ہوتا رہتا ہے اور قرآن کے بارے میں آپ کا یہ بیان ہے کہ کلام اللہ غیر مخلوق ہے اور آپ نے ان لوگوں کی بات کا بھی انکار کیا ہے جو کہتے ہیں کہ قرآن کا لفظ بولنا مخلوق ہے اور ان کی مراد قرآن ہی ہے۔

راوی کا بیان ہے کہ ابو عمارہ اور ابو جعفر نے بیان کیا ہے کہ احمد نے ہمارے شیخ سراج کو بحوالہ احمد بن حنبل بتایا کہ آپ نے فرمایا لفظ محدث ہے اور آپ نے اللہ کے قول:

﴿ مَا يَلْفُظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ ﴾

سے استدلال کیا ہے اور فرمایا لفظ آدمیوں کا کلام ہے اور دوسروں نے احمد سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا قرآن میں غیر مخلوق ہی دخل پاسکتا ہے اب رہے ہمارے وہ افعال تو وہ مخلوق ہیں۔

میں کہتا ہوں امام بخاری نے بندوں کے افعال کے بارے میں اس مفہوم کو بیان کیا ہے اور اسی طرح صحیح میں بھی اس کا ذکر کیا ہے اور آپ کے اس قول سے استدلال کیا ہے:

زینو القرآن باصواتکم۔

”یعنی قرآن کو اپنی آوازوں سے زینت دو“۔

اس لیے کئی آئمہ نے کہا ہے کہ کلام کلام باری ہے اور آواز آواز قاری ہے اور اسی طرح بیہتی نے بھی اسے بیان کیا ہے۔

اور بیہتی نے ابوالحسن میمون کی طریق سے بحوالہ احمد بیان کیا ہے کہ جب جمیہ نے آپ کے خلاف اللہ کے قول:

﴿ مَا يَأْتِيهِمْ مِنْ ذِكْرِ مَنْ رَّبِّهِمْ فَهُمْ مُخَذَّبٌ إِلَّا اسْتَمَعُوهُ وَهُمْ يَلْعَنُونَ ﴾

سے حجت پکڑی تو آپ نے فرمایا ہو سکتا ہے کہ اس کا ہماری طرف اتارنا محدث ہو خود ذکر محدث نہیں ہے اور حنبل نے احمد سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا ہو سکتا ہے کہ قرآن کے علاوہ کوئی ذکر ہو اور وہ رسول اللہ ﷺ کا ذکر ہو سکتا ہے یا آپ کا ان کو وعظ کرنا ہو۔ پھر بیہتی نے امام احمد کا کلام دار آخرت میں روایت الہی کے بارے میں بیان کیا ہے اور روایت کے بارے میں حضرت صہیب رضی اللہ عنہ کی حدیث سے حجت پکڑی ہے اور وہ روایت اضافہ ہے اور آپ کا کلام نقلی تشبیہ اور علم کلام میں مشغولیت ترک

کرنے اور کتاب و سنت میں جو کچھ حضرت نبی کریم ﷺ اور آپ کے اصحابؓ سے بیان ہوا ہے اس سے تمسک کرنے کے بارے میں ہے اور بیہی نے حاتم سے من ابی عمرو بن اسماک من قبل رواہ ابی یوسف کہ حضرت امام احمد بن حنبل نے اللہ تعالیٰ کے قول:

﴿وَحَآءٌ رُّسُكٌ﴾

کی تاویل کی ہے کہ اس کا ثواب آئے گا۔ پھر بیہی نے بیان کیا ہے اس اسناد میں کچھ شبہ نہیں پایا جاتا۔ اور احمد نے بیان کیا ہے کہ ابو بکر بن عیاش نے ہم سے بیان کیا کہ عاصم نے زر سے بحوالہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا ہے کہ آپ نے فرمایا جسے مسلمان اچھا سمجھیں وہ اللہ کے نزدیک اچھا ہے اور جسے وہ برا سمجھیں وہ اللہ کے نزدیک برا ہے اور سب صحابہؓ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنانا اچھا سمجھا یہ اسناد صحیح ہے میں کہتا ہوں اس حدیث میں حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی تقدیم کے بارے میں صحابہؓ کے اجماع کو بیان کیا گیا ہے اور بات وہی ہے جو حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کی ہے اور کئی آئمہ نے اس کی صراحت کی ہے اور جب امام احمد محض سے گزرے تو آپ نے فرمایا اور آزمائش کے زمانے میں آپ کو مامون کے پاس بھیجا گیا اور عمرو بن عثمان بن حمص نے آپ کے پاس آ کر پوچھا خلافت کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں؟ آپ نے فرمایا حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ اور جو شخص حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر مقدم کرے اس نے اصحاب شوریٰ پر عیب لگایا کیونکہ انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو مقدم کیا ہے۔

آپ کا تقویٰ اور زہد و تقشف:

بیہی نے مزنی کے طریق سے بحوالہ امام شافعی روایت کی ہے کہ آپ نے رشید سے کہا کہ یمن قاضی کا محتاج ہے اس نے آپ سے کہا آپ کسی آدمی کو منتخب کریں ہم اسے یمن کا قاضی بنا دیتے ہیں۔ حضرت امام شافعی نے امام احمد بن حنبل سے جو آپ کے پاس علم حاصل کرنے والے لوگوں کے ساتھ آیا جایا کرتے تھے فرمایا کیا آپ یمن کی قضاء قبول نہیں کریں گے؟ تو آپ نے اس سے شدید انکار کیا اور امام شافعی سے کہا میں آپ کے پاس دنیا سے بے رغبت کرنے والا علم حاصل کرنے آتا ہوں اور آپ مجھے قضا سنبالنے کا حکم دیتے ہیں اور اگر علم حاصل کرنے کی بات نہ ہوتی تو میں آج کے بعد آپ سے بات نہ کرتا تو حضرت امام شافعی آپ سے بھیپ گئے۔

اور امام بیہی نے روایت کی ہے کہ آپ نے اپنے چچا اسحاق بن حنبل کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے تھے اور نہ اس کے بیٹوں کے پیچھے نماز پڑھتے تھے اور نہ ہی ان سے بات کرتے تھے کیونکہ انہوں نے سلطان کا انعام لیا تھا اور ایک دفعہ آپ نے تین دن تک کھانے کو کوئی چیز نہ پائی حتیٰ کہ آپ نے اپنے ایک ساتھی کے پاس پیغام بھیجا اور آنا قرض لیا تو اس کے اہل کو معلوم ہوا کہ آپ کو کھانے کی حاجت ہے پس انہوں نے جلدی سے آنا گوندھا اور سرعت کے ساتھ آپ کے لیے روٹی پائی۔ آپ نے پوچھا یہ عجلت کیسی ہے تم نے روٹی کیسے پکائی ہے انہوں نے کہا ہم نے صالح کے گھر کے تور کو گرم پایا تو اس میں ہم نے آپ کے لیے روٹی پکائی آپ نے فرمایا روٹی اٹھا لو اور آپ نے اسے نہ اٹھایا اور صالح کے گھر کی طرف آپ کا جو دروازہ کھلتا تھا اسے بند کرنے کا حکم دے دیا۔

بیہی نے بیان کیا ہے اس لیے کہ اس نے سلطان متوکل علی اللہ کا انعام لے لیا تھا اور آپ کے بیٹے عبداللہ نے بیان کیا ہے

میرے والد فوج کے ساتھ خلیفہ کے پاس سولہ دن ٹھہرے رہے اور ان دنوں میں آپ نے صرف ۳/۴^۱ سٹو کھائے۔ آپ ہر تین راتوں کے بعد سٹی بھرستو اس سے پھانک لیتے حتیٰ کہ آپ اپنے گھر واپس آ گئے اور چھ ماہ بعد آپ کی صحت واپس آئی اور میں نے دیکھا آپ کے گوشہ ہائے چشم آپ کے ذہلیوں میں جھلس گئے ہیں، کبھی نے بیان کیا ہے کہ خلیفہ آپ کے پاس دسترخوان بھیجا کرتا تھا جس میں مختلف قسم کی چیزیں ہوا کرتی تھی اور حضرت امام احمد اس سے کچھ نہیں لیتے تھے۔ راوی کا بیان ہے کہ ایک دفعہ مامون نے اصحاب حدیث میں سونا تقسیم کرنے کے لیے بھیجا ان سب نے سونا لے لیا مگر امام احمد بن حنبل نے اسے لینے سے انکار کر دیا اور سلیمان شاذکونی نے بیان کیا ہے میں حضرت امام احمد کے حضور حاضر ہوا تو آپ نے تانبے کا ایک برتن بمن میں ہمارے پاس رہن رکھا اور جب آپ اس کے پاس سے چھڑانے آئے تو اس نے آپ کے لیے تانبے کے دو برتن نکالے اور کہا ان دونوں میں سے اپنا برتن لے لیجئے تو آپ کو اشتباہ ہو گیا کہ ان دونوں میں سے آپ کا برتن کون سا ہے اور آپ نے فرمایا تو میری طرف سے اور اس کے چھڑانے سے بری ہے اور اسے چھوڑ کر چلے گئے۔

اور آپ کے بیٹے عبداللہ نے بیان کیا ہے کہ ہم واثق کے زمانے میں بہت تنگی میں تھے تو ایک شخص نے میرے باپ سے کہا میرے پاس چار ہزار درہم ہیں جو مجھے اپنے باپ کی وصیت سے ملے ہیں اور صدقہ اور زکوٰۃ کے نہیں ہیں اگر آپ پسند فرمائیں تو انہیں قبول فرمائیں آپ نے ان کے قبول کرنے سے انکار کر دیا اور جب کچھ وقت کے بعد ہم نے اس بات کا ذکر کیا تو میرے والد نے فرمایا اگر ہم انہیں قبول کر لیتے تو وہ ختم ہو جاتے اور ہم انہیں کھا جاتے۔

اور ایک تاجر نے آپ کو دس ہزار درہم کی پیش کش کی جو اسے اس سامان سے نفع میں حاصل ہوئے جو اس نے آپ کے نام سے تجارت میں لگایا تھا آپ نے ان کے قبول کرنے سے انکار کر دیا اور فرمایا ہمارا گزر ہوا ہے اللہ تعالیٰ تیرے ارادے کی تجھے جزائے خیر دے اور ایک اور تاجر نے آپ کو تین ہزار دینار پیش کئے تو آپ نے ان کے قبول کرنے سے انکار کر دیا اور اٹھ کھڑے ہوئے اور اسے چھوڑ دیا اور بمن میں امام احمد کا خرچہ ختم ہو گیا تو آپ کے شیخ عبدالرزاق نے آپ کو مٹھی بھر دنا تیر پیش کئے آپ نے فرمایا ہمارا گزر ہوا ہے اور انہیں قبول نہ کیا۔

بمن میں آپ کے کپڑے چوری ہو گئے تو آپ اپنے گھر میں بیٹھ گئے اور دروازہ بند کر لیا اور آپ کے اصحاب نے آپ کو گم پایا تو وہ آپ کے پاس آئے اور انہوں نے آپ سے پوچھا تو آپ نے انہیں بتایا انہوں نے آپ کو سونا پیش کیا مگر آپ نے اسے قبول نہ کیا اور ان سے صرف ایک دینار قبول کیا تاکہ اس کا اجر ملے تو آپ نے ان کے لیے اجر لکھ دیا۔

اور ابو داؤد نے بیان کیا ہے کہ حضرت احمد کی مجالس آخرت کی مجالس تھیں اور ان میں دنیوی امور کا کچھ ذکر نہ ہوتا تھا اور میں نے حضرت امام احمد کو کبھی دنیا کا ذکر کرتے نہیں دیکھا اور بیہقی نے روایت کی ہے کہ حضرت امام احمد سے توکل کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا لوگوں سے مایوس ہو کر دیکھنے کو ترک کرنا توکل ہے اس سے دریافت کیا گیا اس پر کوئی دلیل ہے؟

۱) مدیک پیمانہ ہے جس کی مقدار اہل حجاز کے نزدیک ۳/۴ رطل اور اہل عراق کے نزدیک ۲ رطل ہے اور رطل پونے سولہ اونس کا ہوتا ہے۔ مترجم۔

آپ نے فرمایا ہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو منجیق کے ذریعے آگ میں بیچکا گیا تو جبریل آپ سے ملے اور کہنے لگے کیا کوئی کام ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا آپ سے کوئی کام نہیں جبریل نے کہا جس سے آپ لو کام ہے اس سے پوچھئے آپ نے فرمایا مجھے وہی دو کام پسند ہیں جو اے پسند ہیں۔

اور ابو جعفر محمد بن یعقوب انعمار سے روایت ہے کہ ہم سمرن رائل میں حضرت امام احمد بن حنبل کے ساتھ تھے ہم نے عرض کیا ہمارے لیے اللہ سے دعا کیجئے آپ نے فرمایا اے اللہ جس بات کو ہم زیادہ پسند کرتے ہیں تو اسے جانتا ہے۔ پس تو ہمیں اس بات پر قائم کر دے جسے تو ہمیشہ پسند کرتا ہے پھر آپ خاموش ہو گئے تو ہم نے کہا مزید دعا فرمائیے آپ نے فرمایا اے اللہ ہم اس قدرت کے ساتھ تجھ سے سوال کرتے ہیں جس سے تو نے زمین و آسمان کو کہا ہے (خوشی یا ناخوشی سے چلے آؤ ان دونوں نے کہا ہم خوشی خوشی آئے) اے اللہ! ہمیں اپنی رضامندی کی توفیق دے۔ اے اللہ! ہم محتاجی سے تیری پناہ مانگتے ہیں اور صرف تیری محتاجی کے خواہاں ہیں اور ذلت سے تیری پناہ چاہتے ہیں مگر تیرے لیے ذلت قبول ہے اے اللہ! ہم کو زیادہ نہ دے کہ ہم سرکش ہو جائیں اور نہ کم دے کہ ہم بھول جائیں اور ہمیں اپنی رحمت اور وسعت رزق سے اتنا دے جو ہماری دنیا میں ہمارے لیے کفایت کرے اور تیرے فضل سے غنی کر دے۔

بیہقی نے بیان کیا ہے ابو الفضل تمیمی نے امام احمد سے روایت کی ہے کہ آپ تجود میں یہ دعا کرتے تھے اے اللہ اس امت کا جو شخص حق پر نہیں اور وہ اپنے آپ کو حق پر خیال کرتا ہے اسے حق کی طرف واپس لاتا کہ وہ اہل حق میں سے ہو جائے اور آپ فرمایا کرتے تھے اے اللہ! اگر تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کی طرف سے فدیہ قبول کرے تو مجھے ان کا فدیہ بنا دے۔

اور صالح بن احمد نے بیان کیا ہے کہ میرے والد کسی کو وضو کا پانی نکالنے کے لیے نہیں بلایا کرتے تھے بلکہ آپ خود یہ کام کیا کرتے تھے اور جب ذول بھرا ہوا نکلتا تو الحمد للہ کہتے میں نے کہا اے میرے باپ اس کا کیا فائدہ ہے؟ آپ نے فرمایا اے میرے بیٹے کیا تو نے اللہ کا قول نہیں سنا:

﴿ اَرَأَيْتُمْ اِنْ اَصْبَحَ مَا وُكُّكُمْ غَوْرًا فَمَنْ يَأْتِيكُمْ بِمَاءٍ مَّعِينٍ ﴾

”تمہارا کیا خیال ہے اگر تمہارا پانی خشک ہو جائے تو تمہارے پاس کون بیٹھا پانی لائے گا۔“

اور اس سب میں آپ کے بہت سے واقعات بیان کئے گئے ہیں اور حضرت امام احمد نے زہد کے بارے میں ایک عظیم جامع کتاب لکھی ہے۔ نہ آپ سے پہلے کسی نے اس کی نقل لکھی ہے اور نہ اس میں آپ کو کوئی مل سکا ہے۔

اور اسماعیل بن اسحاق السراج نے بیان کیا ہے کہ امام احمد بن حنبل نے مجھے فرمایا جب حارث مجلسی آپ کے گھر آئیں تو کیا آپ مجھے انہیں دکھا سکیں گے؟ میں نے کہا ہاں اور میں اس بات سے خوش ہوا پھر میں حارث کے پاس گیا اور میں نے ان سے کہا میں چاہتا ہوں کہ آج شب آپ اور آپ کے اصحاب میرے ہاں تشریف لائیں آپ نے فرمایا وہ بہت سے آدمی ہیں ان کے لیے کھجوریں اور کمائی حاضر کرنا اور جب مغرب و عشاء کے درمیان وقت آیا تو وہ آگئے اور امام احمد ان سے پہلے آ کر ایک کمرے میں بیٹھ گئے جہاں سے وہ انہیں دیکھتے تھے اور ان کی باتیں سنتے تھے اور وہ آپ کو نہیں دیکھتے تھے اور جب انہوں نے عشاء

کی نماز پڑھی تو انہوں نے اس کے بعد کوئی نماز نہ پڑھی بلکہ آ کر حارث کے سامنے سر جھکا کر خاموشی سے بیٹھ گئے گویا ان کے سروں پر پرندے ہیں اور جب نصف شب کے قریب وقت ہوا تو ایک شخص نے آپ سے مسئلہ پوچھا تو حضرت حارث اس پر اور اس کے متعلقات زہد و تقویٰ اور نصیحت پر گفتگو کرنے لگے تو ایک شخص نے لگا اور دوسرا آواز سے رونے لگا اور تیسرا چلانے لگا۔ راوی بیان کرتا ہے میں بالانحائے پر حضرت امام احمد کے پاس گیا تو آپ بھی گریہ کیا تھے قریب تھا کہ آپ بے ہوش ہو جائیں پھر وہ صبح تک مسلسل اسی حالت میں رہے اور جب انہوں نے وابسی کا ارادہ کیا تو میں نے پوچھا اے ابو عبد اللہ! آپ نے انہیں کیسا پایا ہے؟ آپ نے فرمایا میں نے زہد کے بارے میں اس شخص کی مانند کسی کو گفتگو کرتے نہیں دیکھا اور نہ ہی میں نے ان لوگوں کی مانند کسی کو دیکھا ہے اس کے باوجود میری رائے تیرے بارے میں یہ ہے کہ تو ان سے ملاقات نہ کیا کر۔

نبیہتی نے بیان کیا ہے ہو سکتا ہے کہ آپ نے ان کی صحبت کو اس لیے پسند نہ کیا ہو کیونکہ حارث بن اسد اگرچہ زہد تھا مگر اس کے پاس کچھ علم کلام بھی تھا اور حضرت احمد اسے پسند نہیں کرتے تھے یا آپ نے اس کے لیے ان کی صحبت اس لیے ناپسند کی ہو کہ وہ زہد و تقویٰ کے جس طریق پر قائم ہیں یہ اس پر نہیں چل سکے گا میں کہتا ہوں بلکہ آپ نے اسے اس لیے ناپسند کیا ہے کہ ان کے کلام میں ایسا تشکیف زہد اور ملوک کی شدت پائی جاتی ہے جو شرع، تدقیق اور دقیق و مبلغ محاسبہ نے مراد نہیں لی اور نہ اس کے متعلق کوئی حکم آیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب ابو زرعہ رازی حارث کی کتاب ”الرعایۃ“ سے آگاہ ہوئے تو انہوں نے فرمایا یہ بدعت ہے پھر اس نے اس شخص سے جو کتاب لایا تھا فرمایا تجھ پر اس طریق کو اختیار کرنا لازم ہے جس پر مالک، ثوری، اوزاعی اور لیث قائم تھے اور اسے چھوڑ دے یہ بدعت ہے۔

اور ابراہیم الحربی نے بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت امام احمد بن حنبل کو بیان کرتے سنا اگر تو چاہے کہ اللہ اس بات پر ہمیشہ قائم رہے جسے تو پسند کرتا ہے تو تو ہمیشہ اس بات پر قائم رہ جسے وہ پسند کرتا ہے اور فرمایا فقر پر صبر کرنا ایک ایسا مرتبہ ہے جسے صرف اکابر حاصل کرتے ہیں اور فرمایا فقر تو نگری سے افضل ہے بلاشبہ اس پر صبر کرنا مرارت ہے اور اس پر گھبرانا شکر کا ایک حال ہے اور فرمایا میں کسی چیز کو فقہ کی فضیلت کے برابر قرار نہیں دیتا اور آپ فرمایا کرتے تھے انسان پر واجب ہے کہ وہ ناامیدی کے بعد رزق کو قبول کرے اور جب اسے طمع اور تلاش آگے کرے تو اسے قبول نہ کرے اور آپ دنیا سے کم کو پسند کرتے تھے تاکہ حساب کو ہلکا کریں۔

ابراہیم نے بیان کیا ہے کہ ایک شخص نے حضرت امام احمد سے کہا یہ علم آپ نے اللہ کے لیے سیکھا ہے؟ امام احمد نے فرمایا یہ شرط شدید ہے لیکن مجھے ایک شے محبوب ہے اور میں نے اسے جمع کر لیا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا یہ اللہ کو عزیز ہے لیکن مجھے ایک چیز محبوب ہے اور میں نے اسے جمع کر لیا ہے۔

اور نبیہتی نے روایت کی ہے کہ ایک شخص حضرت امام احمد کے پاس آیا اور کہنے لگا میری ماں بیس سال سے لٹیچی اور پانچ ہے اور اس نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے تاکہ آپ اس کے لیے دعا کریں۔ آپ نے ناراضگی کے انداز میں فرمایا ہم اس بات کے زیادہ محتاج ہیں کہ وہ ہمارے لیے دعا کرے بہ نسبت اس کے کہ ہم اس کے لیے دعا کریں۔ پھر آپ نے اس کے لیے اللہ سے دعا

کی وہ شخص اپنی ماں کی طرف واپس آیا اور دروازہ کھٹکھٹایا تو وہ اپنے پاؤں پر چل کر اس کے پاس آئی اور کہنے لگی اللہ نے مجھے صحت دے دی ہے۔

روایت ہے کہ ایک سائل نے سوال کیا تو امام نے اسے ایک عواد یا تو ایک شخص نے سائل کے پاس جا کر کہا مجھے یہ کھڑا دے دو تا کہ میں تجھے اس کا معاوضہ دوں جو ایک درہم کے برابر ہو گا اس نے انکار کیا تو وہ پچاس درہم تک بڑھا اور وہ انکار کرتا رہا اور کہنے لگا میں بھی اس کی اسی برکت کا خواہاں ہوں جس کا تو خواہاں ہے۔

ابو عبد اللہ امام احمد بن حنبل کی آزمائش کا بیان:

مامون، معتصم پھر واثق کے زمانے میں قرآن عظیم کے سبب آپ کو طویل قید اور ضرب شدید اور دردناک عذاب کے ساتھ قتل کی دھمکیوں اور ان کی طرف سے لاپرواہی کرنے اور صراط مستقیم پر قائم رہنے کے باعث بہت تکلیف پہنچی اور امام احمد آیات قتلہ اور احادیث ماثورہ کے بیان کے مطابق عالم تھے اور آپ کو اس بات کی اطلاع ملی جو آپ نے نوم و یقطہ میں وصیت کی تھی تو آپ راضی ہو گئے اور ایمان و احتساب سے بچ گئے اور دنیا کی بھلائی اور آخرت کی آسودگی سے کامیاب ہو گئے اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو وہ چیز مہیا فرمائی جو اہل بلاء اولیاء کو اصلی منازل تک پہنچاتی ہے اپنے محبوب کو وہ کرامت الہی بغیر مصیبت کے عطا کرے گا انشاء اللہ۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ. أَلَمْ أَحْسِبِ النَّاسَ أَنْ يُتْرَكُوا أَنْ يَقُولُوا آمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُونَ. وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلَيَعْلَمَنَّ اللَّهُ الَّذِينَ صَدَقُوا وَلَيَعْلَمَنَّ الْكَاذِبِينَ﴾

نیز فرماتا ہے:

﴿وَاصْبِرْ عَلَىٰ مَا أَصَابَكَ إِنَّ ذَٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ﴾

ہم نے جو کچھ لکھا ہے اس کے سوا بھی اس مفہوم کی آیات ہیں اور امام احمد نے اپنے مسند میں روایت کی ہے کہ محمد بن جعفر نے شعبہ سے بحوالہ عاصم بن بہدلہ ہم سے بیان کیا کہ میں نے مصعب بن سعد کو بحوالہ سعد بیان کرتے سنا کہ آپ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کون سے لوگ زیادہ سخت آزمائش والے ہوتے ہیں؟ آپ نے فرمایا انبیاء پھر ان سے مشابہ اللہ تعالیٰ آدمی کو اس کے دین کے مطابق آزماتا ہے اگر وہ کمزور دین ہو تو اسے اس کے مطابق آزماتا ہے اور اگر وہ دین میں مضبوط ہو تو اسے اس کے مطابق آزماتا ہے اور آدمی ہمیشہ آزمائش میں رہتا ہے حتیٰ کہ وہ زمین پر چلتا ہے اور اس کے ذمے کوئی خطا نہیں ہوتی۔

اور مسلم نے اپنی صحیح میں روایت کی ہے کہ عبد الوہاب ثقفی نے ہم سے بیان کیا کہ ایوب نے ابو قلابہ سے بحوالہ حضرت انس ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص میں تین باتیں موجود ہوں وہ ایمان کی تلاوت کو پالیتا ہے جسے اللہ اور اس کا رسول دیگر چیزوں کی نسبت زیادہ محبوب ہوں اور یہ کہ وہ آدمی سے صرف اللہ محبت کرے اور کفر کی طرف واپس جانے کی

نسبت اسے آگ میں پھینکا جانا زیادہ پسند ہو جب کہ قبل ازیں اللہ نے اسے اس سے بچایا ہو بخاری اور مسلم نے اسے صحیحین میں بیان کیا ہے۔

اور ابن القاسم بغوی نے بیان کیا ہے کہ امام احمد بن حنبل نے ہم سے بیان کیا کہ ابو المغیرہ نے ہم سے بیان کیا کہ صفوان بن عمرو السلسلی نے ہم سے بیان کیا کہ عمرو بن قیس الکلونی نے ہم سے بیان کیا کہ عاصم بن حمید نے ہم سے بیان کیا کہ میں نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہما کو بیان کرتے سنا کہ تم نے صرف آزمائش اور فتنہ دیکھا ہے اور معاملہ شدت میں بڑھتا جائے گا اور نفوس بخل میں بڑھتے جائیں گے اور یہی حضرت معاذ نے بیان کیا ہے کہ تم آئمہ سے سختی دیکھو گے اور جو تم ہولناک اور سخت امر دیکھو گے اس کے بعد تم اس سے سخت امر دیکھو گے۔

بغوی نے بیان کیا ہے کہ میں نے امام احمد کو بیان کرتے سنا ہے اے اللہ ہم راضی ہیں اور تہمتی نے بحوالہ ربیع روایت کیا ہے کہ مجھے امام شافعی نے مصر سے ایک خط دے کر امام احمد بن حنبل کے پاس بھیجا میں آپ کے پاس آیا تو آپ نماز فجر سے واپس آ رہے تھے میں نے آپ کو خط دیا آپ نے پوچھا کیا تو نے اسے پڑھا ہے؟ میں نے کہا نہیں آپ نے اسے لے کر پڑھا تو آپ کی آنکھیں اشکبار ہو گئیں۔ میں نے کہا اے ابو عبد اللہ اس میں کیا لکھا ہے آپ نے فرمایا وہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے خواب میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے اور آپ ﷺ نے فرمایا ہے ابو عبد اللہ احمد بن حنبل کو خط لکھو اور انہیں میرا سلام کہو نیز انہیں کہو عنقریب تم آزمائے جاؤ گے اور خلق قرآن کے قول کی طرف تمہیں بلایا جائے گا انہیں جواب نہ دینا، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تمہارا جھنڈا بلند رکھے گا۔

ربیع کا بیان ہے میں نے کہا بشارت کی حلاوت ہے تو آپ نے وہ قیص جو آپ کی کھال کے ساتھ تھی اتار کر اسے دے دی اور جب میں امام شافعی کے پاس واپس گیا تو میں نے انہیں یہ بات بتائی تو آپ نے فرمایا میں تجھے اس قیص کے بارے میں درد مند نہیں کروں گا تو اسے پانی سے تر کر لے اور مجھے دے دے تاکہ میں اس سے برکت حاصل کروں۔

آئمہ اہل سنت کے کلام سے فتنہ اور آزمائش کا ملخص:

قبل ازیں ہم بیان کر چکے ہیں کہ مامون معتزلہ کی ایک جماعت حاوی ہو چکی تھی اور انہوں نے اسے حق کے راستے سے باطل کی طرف منحرف کر دیا تھا اور اسے خلق قرآن اور اللہ تعالیٰ سے صفات کی نفی کا قول خوبصورت کر کے دکھایا تھا۔

یہی نے بیان کیا ہے کہ اس سے پہلے بنو امیہ اور بنو عباس کے جو خلفاء ہوئے ہیں وہ سلف کے مذہب و منہاج پر تھے اور جب اس نے خلافت سنبھالی تو یہ اس کے پاس اکٹھے ہو گئے اور انہوں نے اس قول پر آمادہ کر لیا اور اسے یہ قول خوبصورت کر کے دکھایا اور اتفاق سے رومیوں کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے اس کا خروج طرطوس کی طرف ہوا تو اس نے اپنے بغداد کے نائب اسحاق بن ابراہیم بن مصعب کو حکم دیتے ہوئے خط لکھا کہ وہ لوگوں کو خلق قرآن کے مسئلہ کی طرف دعوت دے اور اس کا اتفاق اسے اپنی آخری عمر میں اپنی موت سے چند ماہ قبل ۲۱۸ھ میں ہوا اور جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں جب خط پہنچا تو اس نے آئمہ حدیث کی جماعت کو بلایا اور انہیں اس کی طرف دعوت دی تو انہوں نے انکار کیا تو اس نے انہیں مارنے اور رسد بند کر دینے کی

دھمکی دی اور اکثریت نے بادل نخواستہ جواب دیا اور امام احمد بن حنبل اور محمد بن نوح جندی سا بوری مسلسل انکار پر قائم رہے اور ان دونوں کو خلیفہ کے حکم سے اونٹ پر سوار کرا کر خلیفہ کے پاس پہنچایا گیا اور یہ دونوں ایک اونٹ پر ایک ٹھل میں پاجبولاں ایک سو سات کے ساتھ سوار تھے اور جب یہ کوفہ کے علاقے میں تھے تو بدوؤں کے غلاموں میں سے ایک شخص جسے جابر بن مامر کہا جاتا تھا ان دونوں کے پاس آیا اور اس نے امام کو سلام کیا اور آپ سے لینے لگا آپ لوگوں کے پاس جانے والے ہیں ان کے لیے منحوس نہ بننا اور آج آپ لوگوں کے سردار ہیں اور جس بات کی طرف وہ آپ کو دعوت دیتے ہیں اس کا جواب دینے سے بچنا کہ وہ جواب دیں اور قیامت کے روز آپ ان کے گناہوں کا بوجھ اٹھائیں گے اور اگر آپ اللہ سے محبت کرتے ہیں تو آپ جس حالت میں ہیں اس پر صبر کیجیے آپ کے اور جنت کے درمیان صرف آپ کا قتل ہونا ہی باقی ہے اور اگر آپ قتل نہ ہوئے تو آپ مر جائیں گے اور اگر زندہ رہے تو قابل تعریف حالت میں زندہ رہیں گے۔

امام احمد کا بیان ہے کہ جس بات کی طرف مجھے وہ دعوت دیتے تھے اس کی گفتگو نے اس سے میرے عزم انکار کو مضبوط کر دیا اور جب یہ دونوں خلیفہ کی فوج کے نزدیک آئے تو ایک دن کی مسافت پر اتر پڑے اور ایک خادم اپنے کپڑے کے پلو سے اپنے آنسو پونچھتے ہوئے آیا اور کہنے لگا اے ابو عبد اللہ! مجھ پر یہ بات گراں گزرتی ہے کہ مامون نے ایک تلوار سونپی ہے جو اس نے اس سے قبل نہیں سونپی اور وہ رسول اللہ ﷺ سے اپنی قرابت داری کی قسم کھا کر کہتا ہے کہ اگر آپ نے خلق قرآن کے قول کو قبول نہ کیا تو وہ آپ کو اس تلوار سے ضرور قتل کر دے گا۔

راوی کا بیان ہے حضرت امام احمد اپنے گھٹنوں کے بل بیٹھ گئے اور آپ نے اپنی نگاہ سے آسمان کی طرف دیکھا اور فرمایا اے میرے آقا تیرے حلم نے اس فاجر کو فریب دیا ہے حتیٰ کہ اس نے تیرے اولیاء کے ضرب و قتل پر جرأت کی ہے۔ اے اللہ! اگر قرآن جو تیرا کلام ہے غیر مخلوق ہے تو ہمیں اس کی مشقت سے کفایت کر۔

راوی کا بیان ہے کہ رات کی آخری تہائی میں ان کے پاس مامون کی موت کا داد خواہ آیا امام احمد نے بیان کیا ہے کہ ہم خوش ہو گئے۔ پھر اطلاع آئی کہ معتصم نے خلافت سنبھال لی ہے اور احمد بن داؤد اس کے ساتھ منظم ہو گیا ہے اور معاملہ بڑا سخت ہے، پس انہوں نے ہمیں بعض قیدیوں کے ساتھ کشتی میں بغداد واپس کر دیا اور مجھے ان سے بہت تکلیف پہنچی اور آپ کے پاؤں میں بیڑیاں تھیں اور آپ کا ساتھی محمد بن نوح راستے ہی میں فوج ہو گیا اور امام احمد نے اس کی نماز جنازہ پڑھی اور جب امام احمد بغداد واپس آئے تو آپ رمضان میں بغداد میں داخل ہوئے اور آپ کو ۲۸ ماہ تک قید خانے میں ڈال دیا گیا اور بعض نے تیس ماہ سے زیادہ بیان کیا ہے پھر آپ کو مارنے کے لیے معتصم کے سامنے لایا گیا اور امام احمد قید خانے میں پاجبولاں قیدیوں کو نماز پڑھاتے تھے۔

معتصم کے سامنے آپ کو مارنے کا بیان:

جب معتصم نے قید خانے سے آپ کو بلایا تو آپ کی بیڑیوں میں اضافہ کر دیا۔ امام احمد کا بیان ہے کہ میں نے ان کے ساتھ چلنے کی سکت نہ پائی تو میں نے انہیں ازار بند میں باندھ دیا اور انہیں اپنے ہاتھوں میں اٹھالیا پھر وہ میرے پاس ایک جانور

لائے اور مجھے اس پر سوار کروایا گیا، قریب تھا کہ میں بیڑیوں کے بوجھ کی وجہ سے منہ کے بل گر جاتا اور میرے ساتھ مجھے پکڑنے والا بھی کوئی نہ تھا سو اللہ نے محفوظ رکھا حتیٰ کہ ہم معصم کے گھر میں آگئے مجھے ایک گھر میں داخل کر کے دروازہ بند کر دیا گیا اور میرے پاس چراغ بھی نہ تھا ہمیں نے وضو کرنا پایا یا تو میں نے اپنا ہاتھ بڑھایا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک برتن میں پانی پڑا ہے میں نے اس سے وضو کیا پھر میں لھڑا ہوا اور مجھے قبلے کا پتہ نہ تھا اور جب میں نے صبح کی تو میں رو قبلاً ہی تھا واللہ الحمد پھر مجھے بلایا گیا اور معصم کے پاس لے جایا گیا اور جب اس نے مجھے دیکھا تو ابن ابی داؤد بھی اس کے پاس موجود تھا وہ کہنے لگا کیا تمہارا خیال نہ تھا کہ یہ نو عمر ہے، حالانکہ یہ ادھیڑ عمر شیخ ہے اور جب میں اس کے نزدیک ہوا تو میں نے سلام کیا۔ اس نے مجھے کہا نزدیک ہو جاؤ اور وہ مسلسل مجھے نزدیک کرتا رہا حتیٰ کہ میں اس کے قریب ہو گیا پھر اس نے کہا بیٹھ جاؤ میں بیٹھ گیا اور بیڑیوں نے مجھے بو جھل کر دیا تھا میں کچھ دیر ٹھہرا پھر میں نے کہا یا امیر المؤمنین آپ کے عم زاد رسول اللہ ﷺ نے کس بات کی طرف مجھے دعوت دی ہے اس نے کہا لا الہ الا اللہ کی شہادت دینے کی طرف میں نے کہا اشہدان لا الہ الا اللہ میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں پھر میں نے وفد عبدالقیس کے بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث بتائی پھر میں نے کہا اس بات کی طرف رسول اللہ ﷺ نے دعوت دی ہے آپ فرماتے ہیں پھر ابن ابی داؤد نے کوئی بات کی جسے میں سمجھ نہیں سکا غرض کہ میں نے اس کی بات سے اتفاق نہ کیا پھر معصم نے کہا اگر آپ مجھ سے پہلے خلیفہ کے قبضے میں نہ ہوتے تو میں آپ کے درپے نہ ہوتا پھر کہنے لگا اے عبدالرحمن! کیا میں نے تجھے حکم نہیں دیا تھا کہ تو آزماتش کو ختم کر دے۔

امام احمد بیان کرتے ہیں میں نے کہا اللہ اکبر یہ مسلمانوں کے لیے کشادگی ہے پھر اس نے کہا اے عبدالرحمن! ان سے مناظرہ مکر و اور ان سے گفتگو کرو عبدالرحمن نے مجھے کہا آپ قرآن کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ میں نے اسے جواب نہ دیا معصم نے کہا اسے جواب دیجیے میں نے کہا آپ علم کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ تو وہ خاموش ہو گیا میں نے کہا قرآن اللہ کے علم سے ہے اور جو شخص یہ خیال کرتا ہے کہ اللہ کا علم مخلوق ہے وہ اللہ کا کافر ہے وہ خاموش ہو گیا تو لوگوں نے آپس میں کہا یا امیر المؤمنین اس نے آپ کو اور ہمیں کافر قرار دیا ہے مگر اس نے اس بات کی طرف توجہ نہ دی۔ عبدالرحمن نے کہا اللہ موجود تھا اور قرآن موجود نہ تھا میں نے کہا اللہ موجود تھا اور علم نہ تھا؟ تو وہ خاموش ہو گیا اور ادھر ادھر سے لوگ باتیں کرنے لگے میں نے کہا یا امیر المؤمنین مجھے کتاب اللہ اور سنت رسول سے کوئی چیز دیجیے تاکہ میں اسے بیان کروں۔ ابن ابی داؤد نے کہا آپ صرف کتاب و سنت پر ہی بات کر سکتے ہیں میں نے کہا اسلام ان دونوں چیزوں پر قائم ہے، طویل مناظرات جاری رہے اور انہوں نے آپ کے خلاف قول الہی:

﴿ مَا يَأْتِيهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ مِّن رَّبِّهِمْ مُّحَدَّثٌ ﴾

اور قول الہی:

﴿ اللَّهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ ﴾

اسے حجت پکڑی آپ نے اس کا جو جواب دیا اس کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ قول قول الہی:

﴿ تَدْمَرُ كُلَّ شَيْءٍ بِأَمْرِ رَبِّهَا ﴾

سے عام مخصوص ہے۔

ابن ابی داؤد نے کہا یا امیر المؤمنین! تم بخدا یہ شخص ضال السبل اور بدعتی ہے اور یہاں پر آپ کے فضاۃ اور فقہاء موجود بھی ہیں ان سے دریافت کیجئے اس نے ان سے پوچھا تم کیا کہتے ہو؟ انہوں نے بھی ابن ابی داؤد کی مانند جواب دیا پھر انہوں نے دوسرے دن آپ کو بلایا اور آپ سے اسی طرح مناظرہ کیا پھر تیسرے دن بھی اور ان تمام دنوں میں آپ کی آواز ان پر غالب رہی اور آپ کی حجت ان کی جتوں پر مغلوب ہو گئی۔

راوی بیان کرتا ہے جب وہ خاموش ہو گئے تو ابن ابی داؤد نے ان سے گفتگو کا آغاز کیا اور یہ ان میں سے علم اور کلام سے سب سے بڑھ کر جاہل تھا اور مجادلہ میں ان سے کئی قسم کے مسائل ہوئے اور انہیں نقل کا علم ہی نہ تھا اور وہ احادیث کا انکار کرنے لگے اور ان سے حجت پکڑنے کو رد کرنے لگے اور میں نے ان سے ایسی باتیں سنیں جن کے متعلق میں گمان بھی نہیں کر سکتا تھا کہ کوئی انہیں کہہ سکتا ہے اور مجھ سے ابن غوث^۱ نے طویل گفتگو کی جس میں جسم وغیرہ کا ذکر کیا جس کا اس میں کچھ فائدہ نہ تھا میں نے کہا تو جو بات کہتا ہے میں اسے نہیں جانتا ہاں یہ بات جانتا ہوں کہ اللہ کی کتاب اور بے نیاز ہے اور اس کی مثل کوئی نہیں تو اس نے مجھ سے اعراض کیا اور میں نے ان کے سامنے دار آخرت میں اذیت کی حدیث بیان کی اور انہوں نے اس کے اسناد کو کمزور قرار دینے اور بعض محدثین کے بارے میں جھوٹی باتیں کرنے کی کوشش کی جس سے وہ ان کے بارے میں طعن کرنا چاہتے تھے اور یہ بہت دور کی بات ہے اور وہ دور جگہ سے اسے کیسے پاسکتے ہیں اور ان تمام باتوں کے دوران خلیفہ آپ سے نرمی کرتا رہا اور کہتا رہا اے احمد اس کا جواب دیجئے تاکہ میں آپ کو اپنے خواص میں شامل کر لوں اور ان لوگوں میں شامل کر لوں جو میرے فرش کو پامال کرتے ہیں اور میں کہتا یا امیر المؤمنین وہ میرے پاس کتاب اللہ کی کوئی آیت یا رسول اللہ ﷺ کی کوئی سنت لائیں تاکہ میں انہیں اس کا جواب دوں اور جب انہوں نے آثار کا انکار کیا تو حضرت امام احمد نے ان کے خلاف اس قول الہی:

﴿ يَا أَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا يَسْمَعُ وَلَا يُبْصِرُ وَلَا يُغْنِي عَنْكَ شَيْئًا ﴾

اور قول الہی:

﴿ وَكَلَّمَ اللَّهُ مُوسَى تَكْلِيمًا ﴾

اور قول الہی:

﴿ إِنِّي أَنَا اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدْنِي ﴾

اور قول الہی:

﴿ إِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَيْءٍ إِذَا أَرَدْنَاهُ أَنْ نَقُولَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ ﴾

اور اس قسم کی دیگر آیات سے حجت پکڑی اور جب آپ کے ساتھ ان کی کوئی حجت قائم نہ ہوئی تو انہوں نے خلیفہ کی جاہ

۱ اصل کتاب کے حاشیہ میں ہے کہ شاید یہ ابن غیاث المرسی ہے۔

وحشمت کے استعمال کی طرف عدول کیا اور کہنے لگے یا امیر المؤمنین یہ شخص کافر ضال اور مضل ہے اور بغداد کے نائب اسحاق بن ابراہیم نے اسے کہا یا امیر المؤمنین یہ کوئی تدبیر خلافت نہیں کہ آپ اسے آزاد کر لیں اور یہ دو حلیفوں پر غالب آجائے۔ اس موقع پر اس نے غصہ آ گیا اور اس کا غضب بڑھ گیا، حالانکہ وہ ان سب سے نرم طبیعت تھا اور اس کا خیال تھا کہ یہ کسی دلیل پر قائم ہیں، امام احمد بیان کرتے ہیں اس موقع پر اس نے مجھے کہا اللہ تجھ پر لعنت کرے میں نے تیرے بارے میں صبح کیا کہ تو مجھے جواب دے لیکن تو نے مجھے جواب نہیں دیا، پھر کہنے لگا اسے پکڑ لو اس کے کپڑے اتار دو اور اسے گھسیٹو امام احمد بیان کرتے ہیں مجھے پکڑ لیا گیا اور مجھے گھسیٹا گیا اور میرے کپڑے اتارے گئے اور سزا دینے والوں اور کوڑوں کو لایا گیا اور میں دیکھ رہا تھا اور میرے پاس رسول کریم ﷺ کے کچھ بال تھے جو میرے کپڑے میں بندھے ہوئے تھے انہوں نے مجھے کپڑوں سے برہنہ کر دیا اور میں غتابوں کے درمیان ہو گیا میں نے کہا یا امیر المؤمنین اللہ سے ڈریئے، رسول کریم ﷺ نے فرمایا ہے لا الہ الا اللہ کی شہادت دینے والے کا خون صرف تین باتوں میں سے ایک بات کے پائے جانے پر حلال ہوتا ہے اور میں نے وہ حدیث پڑھی کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا ہے مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے جنگ کروں، حتیٰ کہ وہ لا الہ الا اللہ کہہ دیں اور جب وہ یہ کہہ دیں تو وہ اپنے خون اور اموال مجھ سے محفوظ کر لیں گے پس آپ کس وجہ سے میرے خون کو حلال کہتے ہیں حالانکہ میں نے ان میں سے کوئی کام نہیں کیا۔ اے امیر المؤمنین! اللہ کے حضور اپنے کھڑے ہونے کو یاد کیجیے آپ وہاں ایسے ہی کھڑے ہوں گے جیسے میں آپ کے سامنے کھڑا ہوں، یوں معلوم ہوا کہ گویا وہ رک گیا ہے پھر وہ مسلسل اسے کہتے رہے یا امیر المؤمنین، یہ ضال، مضل اور کافر ہے۔ اس نے مجھے حکم دیا تو میں نے غتابوں کے درمیان ہو گیا اور ایک کرسی لائی گئی اور مجھے اس پر کھڑا کیا گیا اور ان میں سے بعض نے مجھے حکم دیا کہ میں دونوں ہاتھوں سے ایک لکڑی کو پکڑ لوں لیکن مجھے سمجھ نہ آئی پس میرے ہاتھ الگ الگ ہو گئے اور مارنے والوں کو لایا گیا اور ان کے پاس کوڑے تھے اور ان میں سے ایک مجھے دو دو کوڑے مارنے لگا، پھر مقتسم اسے کہنے لگا زور سے مار اللہ تیرے ہاتھوں کو قطع کر دے اور دوسرا نوکر مجھے دو کوڑے مارنے لگا پھر تیسرا غرض کہ انہوں نے مجھے کوڑے مارے اور میں بے ہوش ہو گیا اور کئی بار میری عقل جاتی رہی اور جب مار رک جاتی تو میری عقل واپس آ جاتی اور معصتم میرے پاس آ کر مجھے ان کے قول کی طرف دعوت دینے لگا مگر میں نے اسے جواب نہ دیا، پھر وہ دوبارہ میرے پاس آیا مگر میں نے اسے جواب نہ دیا اور وہ کہنے لگا تو بلاک ہو جائے خلیفہ تیرے سر پر کھڑا ہے مگر میں نے بات نہ مانی تو انہوں نے دوبارہ مارنا شروع کیا پھر وہ تیسری بار میرے پاس آیا اور اس نے مجھے بلایا تو میں مار کی شدت سے اس کی بات کو سمجھ نہ سکا، پھر انہوں نے مارنا شروع کر دیا تو میری عقل جاتی رہی اور میں نے مار کو محسوس نہ کیا اور میرے اس حال نے اسے خوفزدہ کر دیا اور میرے پاؤں سے بیڑیاں کھول دی گئیں۔

اور یہ ۲۵ رمضان کا واقعہ ہے ۲۲۱ھ کا واقعہ ہے۔ پھر خلیفہ نے آپ کو ربا کر کے آپ کے اہل کے پاس بھیجنے کا حکم دے دیا

اور آپ کو تمہیں سے زیادہ کوڑے مارے گئے۔

اور بعض کا قول ہے کہ ۸۰ کوڑے مارے گئے لیکن وہ بڑی شدید دکھ دہ مار تھی، حضرت امام احمد دراز قد، پتلے، گندم گوں اور

بہت متواضع شخص تھے۔ رحمہ اللہ۔

اور جب آپ کو دار الخلافت سے اسحاق بن ابراہیم کے گھر لایا گیا تو آپ روزہ دار تھے وہ آپ کے پاس ستولائے کے آپ کمزوری کے باعث روزہ افطار کر دیں تو آپ سے اس بات سے منع کیا اور اپنے روزے کو پورا کیا اور جب ظہر کی نماز کا وقت آیا تو آپ نے ان کے ساتھ نماز پڑھی اور قاضی ابن سمانہ نے آپ کو پورا کیا اور جب ظہر کی نماز کا وقت آیا تو آپ نے ان کے ساتھ نماز پڑھی اور قاضی ابن سمانہ نے آپ سے کہا آپ نے خون آلودہ حالت میں ہی نماز پڑھ لی ہے حضرت امام احمد نے اسے کہا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس حالت میں نماز پڑھی تھی کہ آپ کے زخم سے خون بہہ رہا تھا تو وہ خاموش ہو گیا۔

روایت ہے کہ جب آپ کو کھڑا کیا گیا کہ آپ کو مارا جائے تو آپ کی شلوار کا ازار بند ٹوٹ گیا اور آپ کو خدشہ پیدا ہوا کہ آپ کی شلوار گر جائے گی اور آپ کی شرمگاہ برہنہ ہو جائے گی سو آپ نے اپنے دونوں لمبوں کو جنبش دی اور اللہ سے دعا کی تو آپ کی شلوار پہلے کی طرح ہو گئی۔ روایت کی گئی ہے کہ آپ نے فرمایا اے فریادیوں کے فریاد رس اے اللہ العالمین! اگر تجھے علم ہے کہ میں تیری خاطر حق پر قائم ہوں تو میری شرمگاہ کو برہنہ نہ کر۔

اور جب آپ اپنے گھر واپس آئے تو جراح نے آ کر آپ کے جسم سے مردہ جسم کو کاٹ دیا اور آپ کا علاج کرنے لگا اور نائب بروقت اس سے دریافت کرتا اور اس کی وجہ یہ تھی کہ معتمد نے حضرت امام احمد سے جو سلوک کیا اس پر اسے بہت پشیمانی ہوئی اور وہ نائب سے آپ کے متعلق دریافت کرتا اور نائب آپ کی خبر معلوم کرتا اور جب آپ صحت مند ہو گئے تو معتمد اور مسلمانوں کو اس سے بہت خوشی ہوئی اور جب اللہ نے آپ کو صحت دی تو آپ ایک مدت زندہ رہے اور آپ کے دونوں انگوٹھوں کو سردی تکلیف دیتی اور آپ اہل بدعت کے سوا ہر اس شخص کو جس نے آپ کو اذیت دی تھی بری سمجھتے تھے اور آپ اس بارے میں قول الہی:

﴿وَلْيَغْفُوا وَلْيَصْفَحُوا﴾

”اور چاہیے کہ وہ معاف کر دیں اور درگزر کریں۔“

پڑھتے تھے اور فرماتے تھے تیری وجہ سے تیرے مسلمان بھائی کو عذاب ہو تو تجھے کیا فائدہ ہوگا اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

”پس جو معاف کرے اور اصلاح کرے تو اس کا اجر اللہ کے ذمے ہے اور وہ ظالموں کو پسند نہیں کرتا۔“

اور قیامت کے روز منادی اعلان کرے گا جس کا اجر اللہ کے ذمے ہے وہ کھڑا ہو جائے تو صرف معاف کرنے والا ہی

اٹھے گا۔

اور صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں تین باتوں پر قسم کھاتا ہوں؛ صدقہ سے کوئی مال کم نہیں ہوتا اور اللہ تعالیٰ بندے کو صرف عزت دینے کے لیے عنو میں زیادہ کرتا ہے اور جو شخص اللہ کے لیے تواضع کرے گا اللہ تعالیٰ اسے بلند کرے گا۔

اور جو آزمائش میں ثابت قدم رہے اور انہوں نے کلمتہ جواب نہ دیا وہ چار^۱ تھے حضرت امام احمد بن حنبل، آپ ان کے

۱ دو پانچ تھے جیسا کہ ابھی بیان ہوگا۔

سرخیل تھے محمد بن نوٹ بن میمون جندی ساہوری آپ راستے ہی میں فوت ہو گئے تھے، نعیم بن حماد خزاعی آپ قید خانے میں فوت ہوئے تھے اور ابو یوسف البوشنی آپ نے سلق فرآن کے مسئلہ میں وائنی کے قید خانے میں وفات پائی۔ آپ بیڑیوں سے جو جمل ہو چکے تھے اور احمد بن شہ خزاعی ہم آپ کے قتل کی کیفیت کو بیان کر چکے ہیں۔

www.KitaboSunnat.com

آئمہ کا حضرت امام احمد بن حنبل کی تعریف کرنا:

امام بخاری نے بیان کیا ہے کہ جب حضرت امام احمد بن حنبل کو مارا گیا تو ہم بصرہ میں تھے اور میں نے ابو الولید طیالسی کو بیان کرتے سنا کہ اگر امام احمد بن حنبل بنی اسرائیل میں ہوتے تو ایک افسانہ ہوتے اور اسماعیل بن خلیل نے بیان کیا ہے کہ اگر امام احمد بن حنبل بنی اسرائیل میں ہوتے تو نبی ہوتے۔ اور المزمینی نے بیان کیا ہے کہ امام احمد بن حنبل آزمائش کے دن اور حضرت ابوبکر بنی ہاشم نے دارتداد کے دن اور حضرت عمر بن عبد العزیز ثقفیہ کے دن اور حضرت عثمان بن عفان نے دارتداد کے دن اور حضرت علی بن ابی طالب نے جمل و صفین کے دن قابل تعریف تھے۔

اور حرملہ نے بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت امام شافعی کو بیان کرتے سنا ہے کہ میں عراق سے نکلا اور میں نے امام احمد بن حنبل سے افضل عالم پر بیڑی گا اور متقی شخص نہیں دیکھا اور شیخ احمد یحییٰ بن سعید القطان نے بیان کیا ہے کہ بغداد آنے والوں سے کوئی شخص مجھے امام احمد بن حنبل سے زیادہ محبوب نہیں۔

اور تھیبہ نے بیان کیا ہے حضرت سفیان ثوری فوت ہوئے تو پرہیزگاری مرگئی اور حضرت امام شافعی فوت ہوئے تو سنن مرگئیں اور امام احمد بن حنبل فوت ہو گئے تو بدعات ظاہر ہو جائیں گی نیز آپ نے فرمایا ہے کہ امام احمد بن حنبل فوت ہو گئے امت میں مقام نبوت پر کھڑے ہوئے ہیں اور یہی نے خدا کی خاطر بیچنے والی اذیتوں پر آپ کے صبر کے بارے میں بیان کیا ہے اور ابو عمر بن النحاس نے بیان کیا ہے ایک روز آپ نے حضرت امام احمد کا ذکر کیا اور فرمایا اللہ ان پر رحم کرے آپ دین میں کس قدر بصیرت رکھتے تھے اور دنیا کے بارے میں کس قدر صابر تھے اور زہد کے بارے میں کس قدر تجربہ کار تھے اور صالحین سے کس قدر ملے ہوئے تھے اور گزشتہ لوگوں سے کس قدر مشابہ تھے دنیا آپ کے سامنے پیش کی گئی تو آپ نے اس سے انکار کر دیا اور بدعات کی نفی کی اور حضرت امام احمد بن حنبل کو مارا گیا تو اس کے بعد حضرت بشر حانی نے فرمایا احمد کو بھی میں داخل کیا گیا تو آپ سرخ سونا بن کر نکلے اور میمون نے بیان کیا کہ حضرت امام احمد کی آزمائش کے بعد علی بن المدینی نے مجھے کہا اور بعض کا قول ہے کہ آپ کی آزمائش سے قبل کہا اے میمون اسلام میں جس طرح امام احمد بن حنبل کھڑے ہوئے ہیں کوئی شخص کھڑا نہیں ہوا اور میں اس بات سے بہت حیران ہوا اور میں نے ابو عبید القاسم کے پاس جا کر انہیں علی بن المدینی کی بات بتائی تو انہوں نے فرمایا آپ نے درست فرمایا ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ارتداد کے روز اعوان و انصار حاصل تھے اور امام احمد بن حنبل کے کوئی یار و مددگار نہ تھے پھر حضرت ابو عبید امام احمد کی بہت تعریف کرنے لگے اور کہنے لگے میں اسلام میں ان کی مانند کسی کو

۱ • وہ پانچ تھے جیسا کہ ابھی بیان ہوگا۔

نہیں جانتا۔

اور اسحاق بن راہویہ نے بیان کیا ہے حضرت امام احمد زین میں اللہ اور اس کے بندوں کے درمیان حجت ہیں اور علی بن المدینی نے بیان کیا ہے جب میں کسی چیز کی آزمائش میں پڑ جاؤں اور امام احمد بن حنبل مجھے فتویٰ دے دیں اور جب میں اپنے رب سے ملوں گا تو مجھے کچھ یاد نہ ہوگی کہ کیا کرتا ہے نیز فرمایا میں نے اپنے اور اللہ تعالیٰ نے درمیان حضرت امام احمد کو حجت بنا لیا ہے پھر فرمایا اور جس بات کی قوت ابو عبید اللہ رکھتے ہیں کون اس کی قوت رکھتا ہے؟

اور یحییٰ بن معین نے فرمایا ہے حضرت امام احمد بن حنبل میں کچھ خصائل ہیں جنہیں میں نے کبھی کسی عالم میں نہیں دیکھا آپ محدث حافظ عالم متقی زاہد اور عاقل تھے۔ نیز آپ نے فرمایا لوگوں نے چاہا کہ امام احمد بن حنبل کی مانند ہو جائیں، قسم بخدا ہم آپ کی مانند ہونے کی طاقت نہیں رکھتے اور نہ آپ کے طریق پر چلنے کی طاقت رکھتے ہیں اور الزہلی نے بیان کیا ہے میں نے اپنے اور اللہ کے درمیان حضرت امام احمد کو حجت بنا لیا ہے اور ہلال بن المعلی الرقی نے بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے چار اشخاص کے ذریعے اس امت پر احسان کیا ہے امام شافعی کے ذریعے آپ نے احادیث کو سمجھا اور ان کی تفسیر کی اور ان کے مجمل و مفصل اور خاص و عام اور ناخ و منسوخ کی وضاحت کی اور ابو عبید کے ذریعے جنہوں نے غریب احادیث کی وضاحت کی اور یحییٰ بن معین کے ذریعے جنہوں نے احادیث سے کذب کی نفی کی اور امام احمد بن حنبل کے ذریعے جو آزمائش میں ثابت قدم رہے اگر یہ چار اشخاص نہ ہوتے تو لوگ ہلاک ہو جاتے۔

اور ابو بکر بن ابی داؤد نے بیان کیا ہے کہ امام احمد بن حنبل نے اپنے زمانے میں ہر اس شخص سے مقدم تھے جو اپنے ہاتھ میں قلم دوات اٹھاتا ہے اور ابو بکر محمد بن محمد بن رجانے بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت امام احمد بن حنبل کا مش نہیں دیکھا اور نہ اس شخص کو دیکھا ہے جس نے آپ کا مش دیکھا ہو۔

اور ابو زرعد رازی نے بیان کیا ہے کہ میں اپنے اصحاب میں کسی سیاہ سر کو آپ سے فقہ نہیں جانتا اور بیہقی نے حاکم سے بحوالہ یحییٰ بن محمد العنبری روایت کی ہے کہ ابو عبید اللہ البوسندی نے حضرت امام احمد بن حنبل کے بارے میں ہمیں یہ اشعار سنائے:

”اگر تو ہمارے امام کے متعلق دریافت کرتے تو وہ امام احمد بن حنبل ہیں اور مخلوق میں سے آئمہ نے آپ ہی سے تمسک کیا ہے۔ آپ ان لوگوں کے بعد حضرت نبی کریم ﷺ کے جانشین ہیں جنہوں نے خلیفوں کی جانشینی کی اور فوت ہو گئے اور وہ تم سے پر تھے کی مانند ہیں اور مثال کی برابری ملتی جلتی مثال ہی کرتی ہے۔“

اور صحیح میں رسول اللہ ﷺ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا ہمیشہ ہی میری امت کا ایک گروہ حق پر غالب رہے گا اور ان کو چھوڑ دینے والا اور ان کی مخالفت کرنے والا ان کو نقصان نہیں پہنچا سکے گا حتیٰ کہ اللہ کا حکم آجائے گا اور وہ اسی حالت میں ہوں گے۔

اور بیہقی میں عن ابن عدی عن ابی القاسم البغوی عن ابی الربیع الزہرانی عن حماد بن زید بن عن لقیہ بن الولید عن معاذ بن

رفاعہ عن ابراہیم بن عبد الرحمن الغدیری روایت کی ہے کہ بغوی نے بیان کیا ہے کہ زیادہ بن ایوب نے مجھ سے بیان کیا کہ مبشر نے عن معاذ بن ابراہیم بن عبد الرحمن الغدیری ہم سے بیان کیا۔ بغوی نے کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس علم کو ہر خلف سے عادل آدمی اٹھائیں گے جو اس سے غالیوں کی تحریف اور مستحکم کرنے والوں کی مذہب کی ہوئی باتوں اور جاہلوں کی تاویل کو دور کریں گے یہ حدیث مرسل ہے اور اس کی اسناد میں ضعف پایا جاتا ہے اور عجیب بات یہ ہے کہ ابن عبد البر نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور اس سے ہر حامل علم کی عدالت پر حجت پکڑی ہے اور امام احمد اہل علم کے آئمہ میں سے ہیں۔ رحمہ اللہ و اکرام خواہ۔

آزمائش کے بعد حضرت امام احمد کا حال:

جس وقت درالخلافت سے نکل کر اپنے گھر گئے تو آپ کا علاج کیا گیا حتیٰ کہ آپ صحت یاب ہو گئے اور اپنے گھر کے ہی ہو کر رہے گئے اور جمعہ اور جماعت کے لیے بھی اس سے باہر نہ نکلنے اور حدیث بیان کرنے سے رک گئے اور آپ کو اپنی ملکیت سے ہر ماہ ستر درہم کا غلہ آتا تھا جسے آپ اپنے اہل و عیال پر خرچ کرتے تھے اور صبر و ثواب کے نقطہ نظر سے اسی پر قناعت کرتے تھے اور معتصم کی خلافت کے زمانے میں مسلسل آپ کی یہی حالت رہی اور اس کے بیٹے محمد و اثنی عشر کے زمانے میں بھی آپ کا یہی حال رہا اور جب متوکل نے خلافت سنبھالی تو لوگ اس کی حکومت سے خوش ہوئے بلاشبہ وہ سنت اور اہل سنت کا محبت تھا اور اس نے لوگوں کی آزمائش ختم کر دی اور آفاق کو خطوط لکھے کہ کوئی شخص مسئلہ خلق قرآن کے بارے میں گفتگو نہ کرے پھر اس نے بغداد کے نائب اسحاق بن ابراہیم کو لکھا کہ وہ حضرت امام احمد بن حنبل کو اس کی طرف بھجوادے اسحاق نے حضرت امام احمد کو اپنے پاس بلایا اور آپ کا اعزاز و اکرام کیا کیونکہ اسے علم تھا کہ خلیفہ آپ کا اعزاز و اکرام کرتا ہے اور اس کے اور آپ کے درمیان جو گفتگو ہوئی اس میں اس نے آپ سے قرآن کے بارے میں بھی پوچھا تو حضرت امام احمد نے اسے کہا تمہارا یہ سوال تکلیف پہنچانے کے لیے ہے یا ہدایت طلب کرنے کے لیے ہے اس نے کہا ہدایت طلب کرنے کے لیے ہے۔ آپ نے فرمایا وہ نازل شدہ کلام الہی ہے اور غیر مخلوق ہے تو اسے آپ کی اتنی بات سے سکون حاصل ہو گیا۔ پھر اس نے آپ کو سرمن راہی کی طرف خلیفہ کے پاس بھیج دیا پھر آپ سے پہلے اس کے پاس پہنچ گیا۔

اور اسے اطلاع ملی کہ حضرت امام احمد اس کے بیٹے محمد بن اسحاق کے پاس سے گزر رہے ہیں اور اس کے پاس نہیں گئے اور نہ اسے سلام کہا ہے جس سے اسحاق بن ابراہیم نے غضب ناک ہو کر خلیفہ کے پاس آپ کی شکایت کی تو متوکل نے کہا خواہ آپ میرے فرش کو پامال کر دیں پھر بھی آپ کو واپس کر دیا جائے گا تو حضرت امام احمد راستے ہی سے بغداد واپس آ گئے اور حضرت امام احمد ان کے پاس اپنی آمد کو پسند نہ کرتے تھے لیکن بہت سے لوگوں پر یہ بات آسان نہ تھی آپ کی واپسی اسحاق بن ابراہیم کے قول کی وجہ سے ہوئی جو آپ کی مار کا سبب بنا تھا پھر مبتدعین میں سے ایک شخص نے جسے ابن اثنی عشر کہا جاتا تھا خلیفہ کے پاس کوئی شکایت کی اور کہا کہ علویوں میں سے ایک شخص نے امام احمد بن حنبل کے گھر میں پناہ لی ہے اور در پردہ اس کے لیے لوگوں سے بیعت کر رہے ہیں خلیفہ نے بغداد کے نائب کو حکم دیا کہ وہ امام احمد بن حنبل کے گھر پر حملہ کرے اور انہیں اس وقت پتہ چلا جب یہ نائب سے شعلوں نے گھر کا احاطہ کر لیا حتیٰ کہ جھشیوں کے اوپر سے بھی اور انہوں نے حضرت امام احمد کو اپنے گھر میں اپنے عیال

بیٹھے پایا اور انہوں نے آپ سے اس بات کے متعلق پوچھا جو آپ کے بارے میں بیان کی گئی تھی آپ نے فرمایا ایسی بات تو کوئی نہیں اور نہ ہی میرا ارادہ ہے اور میں پوشیدہ اور اعلانیہ اور سرور و سرور پسند و ناپسند میں خلیفہ کی اطاعت کی رائے رکھتا ہوں اور اس کا مجھ پر اثر ہے اور میں بہت ہی گفتگو میں راتوں رات ان اس کے لیے اللہ سے راہ راست اور اعتدال کی دعا کرتا ہوں۔ انہوں نے آپ کے گھر کی تلاشی کی تھی کہ لائبریری اور عورتوں کے کمروں اور چھتوں وغیرہ کی بھی تلاشی لی اور انہوں نے سمجھنا پایا اور جب متوکل کو اس کی اطلاع ملی اور اسے معلوم ہو گیا جو بات اس کی طرف منسوب کی گئی ہے آپ اس سے بری ہیں تو اس نے کچھ سمجھ لیا کہ وہ آپ کے متعلق بہت جھوٹ بولتے ہیں اور حاجب یعقوب بن ابراہیم قوصرہ نے خلیفہ سے دس ہزار درہم لے کر آپ کی طرف بھیجے اور کہا خلیفہ آپ کو سلام کہتا ہے اور کہتا ہے کہ ان درہم کو خرچ کر کے ختم کر دیجیے مگر آپ نے ان کے قبول کرنے سے انکار کر دیا تو اس نے کہا اے ابو عبد اللہ ان درہم کو آپ کے رد کرنے سے مجھے آپ کے اور اس کے درمیان امتیاز پیدا ہو جانے کا خوف ہے اور ان کا قبول کر لینے میں آپ کا مفاد ہے اور وہ انہیں آپ کے پاس رکھ کر چلا گیا اور جب رات کا آخری وقت آیا تو امام احمد نے اپنے اہل اور عم زادوں اور ان کے عیال کو بلایا اور کہا میں اس مال کی وجہ سے آج شب سو نہیں سکا پس انہوں نے بیٹھ کر بغداد اور بصرہ کے اہل حدیث کے نام لکھے۔ پھر صبح ہوئی تو آپ نے لوگوں میں پچاس سے ایک سو اور دو سو تک تقسیم کر دیا اور ان میں سے ایک درہم بھی باقی نہ رہا اور آپ نے ان سے ابو ایوب اور ابو سعید الاشج کو بھی دیئے اور وہ تھیلی بھی صدقہ کر دی جس میں وہ درہم تھے اور آپ نے ان میں سے اپنے اہل کو کچھ نہ دیا حالانکہ وہ نہایت محتاج اور تکلیف میں تھے اور آپ کے پوتے نے آ کر کہا مجھے ایک درہم دیجیے تو امام احمد نے اپنے بیٹے صالح کی طرف دیکھا تو صالح نے ایک ٹکڑا لے کر بچے کو دے دیا اور امام احمد خاموش رہے اور خلیفہ کو اطلاع ملی کہ آپ نے سب انعام کو حتیٰ کہ تھیلی کو بھی صدقہ کر دیا ہے تو علی بن الجہم نے کہا یا امیر المؤمنین انہوں نے آپ کی جانب سے اسے قبول کر لیا ہے اور آپ کی طرف سے اسے صدقہ کر دیا ہے اور امام احمد مال کو کیا کریں گے، انہیں صرف ایک روٹی کافی ہے اس نے کہا تو نے درست کہا ہے۔

اور جب اسحاق بن ابراہیم اور اس کا بیٹا محمد فوت ہو گئے اور ان کے درمیان تھوڑا سا عرصہ ہی تھا اور بغداد کی نیابت عبد اللہ بن اسحاق نے سنبھالی تو متوکل نے اسے لکھا کہ وہ امام احمد کو اس کے پاس لائے، اس نے اس بارے میں امام احمد سے بات کی تو آپ نے فرمایا میں بوڑھا اور کمزور ہوں۔ اس نے یہ جواب خلیفہ کو بھیج دیا تو اس نے اسے قسم دے کر پیغام بھیجا کہ آپ ضرور میرے پاس آئیں اور حضرت امام احمد کو لکھا میں ضرور آپ کے قرب سے تسلی چاہتا ہوں اور آپ کے دیکھنے کو پسند کرتا ہوں اور مجھے آپ کی دعا سے برکت حاصل ہوگی تو حضرت امام احمد علالت کی حالت میں اپنے بیٹوں اور ایک بیوی کے ساتھ اس کی طرف روانہ ہو گئے اور جب آپ فوج کے نزدیک آئے تو وصیف خادم نے ایک جماعت کے ساتھ آپ کا استقبال کیا اور وصیف نے حضرت امام احمد کو سلام کیا، آپ نے سلام کا جواب دیا اور وصیف نے آپ سے کہا اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے دشمن ابن ابی داؤد پر قابو دیا ہے آپ نے اسے کوئی جواب نہ دیا اور آپ کا بیٹا وصیف خلیفہ کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کرنے لگا اور جب وہ سرمن رای میں فوج کے پاس پہنچے تو اس نے امام احمد کو بیتاخ کے گھر میں اتارا اور جب آپ کو اس کا علم ہوا تو آپ وہاں سے کوچ کر گئے

اور حکم دیا کہ ان کے لیے کوئی اور گھر کرائے یا لیا جائے اور سرکردہ امراء ہر روز آپ کے پاس حاضر ہوتے اور خلیفہ کی طرف سے آپ کو سلام پہنچاتے اور آپ کے پاس زینبائش کی چیزیں اور ہتھیار اتار کر آتے اور خلیفہ نے نرم بھولے اور دیگر سامان جو اس عظیم گھر کے اہل حق نہ تھا آپ کی طرف بھیجا اور خلیفہ کا مقصد یہ تھا کہ آپ وہاں قیام کر کے ایام آزمائش اور بعد کے طویل سالوں کے دوران جو کچھ لوگوں سے ضائع ہو گیا ہے اس کے عوض میں ان سے احادیث بیان کریں آپ نے خلیفہ کے پاس معذرت لی کہ آپ علیل ہیں اور آپ کے دانت ملتے ہیں اور آپ کمزور ہیں اور خلیفہ ہر روز آپ کے پاس دسترخوان بھیجتا جس میں انواع و اقسام کے کھانے پھل اور برف ہوتی جو روزانہ ایک سو بیس درہم کی قیمت کے ہوتے اور خلیفہ خیال کرتا کہ آپ اس سے کھاتے ہیں اور حضرت امام احمد کلبیتہ اس سے کچھ نہیں کھاتے تھے بلکہ روزہ دار اور خالی پیٹ رہتے۔ آپ نے نو دن قیام کیا اور کھانا نہیں کھایا اور اس کے ساتھ وہ بیمار بھی تھے۔ پھر آپ کے بیٹوں نے آپ کو قسم دی تو آپ نے آٹھ دنوں کے بعد تھوڑے سے ستوپے اور عبداللہ بن یحییٰ بن خاقان خلیفہ کے پاس سے بہت سارا مال بطور انعام آپ کے پاس لایا تو آپ نے اسے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ امیر نے نائب سے اصرار کیا تو بھی آپ نے قبول نہ کیا اور امیر نے اسے لے کر آپ کے بیٹوں اور اہل پر تقسیم کر دیا اور کہا اسے خلیفہ کو واپس کرنا ممکن نہیں اور خلیفہ نے آپ کے اہل و اولاد کے لیے ہر ماہ چار ہزار درہم مقرر کر دیئے اور ابو عبداللہ نے خلیفہ کو روکا تو خلیفہ نے کہا اس کے بغیر چارہ نہیں اور یہ صرف آپ کے بیٹوں کے لیے ہے تو ابو عبداللہ منع کرنے سے رک گئے۔ پھر آپ اپنے اہل اور چچا کو ملامت کرنے لگے اور انہیں کہنے لگے ہمارے تھوڑے دن ہی باقی رہ گئے ہیں گویا ہم پر موت نازل ہو چکی ہے یا جنت کی طرف جائیں گے یا دوزخ کی طرف جائیں گے ہم دنیا سے جائیں گے تو ہمارے بیٹوں نے ان لوگوں کا مال لیا ہوگا آپ طویل گفتگو میں انہیں نصیحت کرتے رہے اور انہوں نے آپ کے خلاف حدیث صحیح سے حجت پکڑی کہ اس مال سے جو کچھ تیرے پاس آئے اور تو سائل نہ ہو اور دیکھنے والا ہو تو تو اسے لے لے اور یہ کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بادشاہوں کے انعامات کو قبول کیا ہے۔ آپ نے فرمایا یہ اور وہ برابر نہیں ہیں اور اگر مجھے علم ہوتا کہ اس نے یہ مال حق سے لیا ہے، ظلم و جور سے نہیں تو میں پرواہ نہ کرتا۔

اور آپ مسلسل کمزور ہوتے گئے اور متوکل آپ کے پاس طیب ابن ماسویہ کو بھیجنے لگا کہ وہ آپ کی بیماری کے متعلق غور و فکر کرے اور اس نے واپس جا کر کہا یا امیر المؤمنین حضرت امام احمد کے بدن میں کوئی بیماری نہیں ہے آپ کی بیماری صرف قلت طعام اور کثرت عبادت و صیام ہے تو متوکل خاموش ہو گیا۔ پھر خلیفہ کی ماں نے اس سے پوچھا کہ وہ امام احمد کو دیکھنا چاہتی ہے تو متوکل نے آپ کے پاس آدمی بھیج کر پوچھا آپ اس کے بیٹے المعتز سے ملاقات کریں اور اس کے لیے دعا کریں وہ آپ کی گود میں ہو آپ نے اس سے انکار کیا۔

پھر آپ نے اس امید پر اسے جواب دیا کہ وہ آپ کو اپنے اہل کو آپ کے پاس جلد بغداد واپس بھیج دے اور خلیفہ نے آپ کی طرف قیمتی خلعت اور اپنی سواریوں میں سے ایک سواری بھیجی تو آپ نے اس پر سوار ہونے سے انکار کر دیا کیونکہ اس پر چیتے کی کھال کا گند ملا پڑا تھا اور ایک تاجر کا خچر لایا گیا تو آپ اس پر سوار ہو کر المعتز کی نشست گاہ کے سامنے آئے اور خلیفہ اور اس

کی ماں اس نشست گاہ کی ایک جانب باریک پردے کے پیچھے بیٹھ ہوئے تھے اور جب حضرت امام احمد آئے تو آپ نے السلام سنیکم کہا اور بیٹھ گئے اور اسے سلام امارت نہ کیا تو خلیفہ کی ماں کہنے لگی اے میرے بیٹے اس شخص کے بارے میں اللہ سے ڈرو اور اسے اپنے اہل کے پاس واپس بھیج دے۔ بلاشبہ یہ شخص ان لوگوں میں سے نہیں جو اس چیز کا خواہاں ہو جس میں تم پرانے ہو اور جب متوکل نے امام احمد کو دیکھا تو اس نے اپنی ماں سے کہا اے میری ماں گھبرانا نہیں ہو گیا ہے اور خادم آیا اور اس کے پاس قیمتی خلعت اور کپڑے اور ٹوپی اور چادر تھی اس نے اپنے ہاتھ سے حضرت امام احمد کو یہ چیزیں پہنائیں اور احمد بالکل حرکت نہیں کرتے تھے۔ امام احمد نے بیان کیا ہے اور جب میں المعتز کے پاس بیٹھا تھا تو اس کے مؤدب نے کہا اللہ امیر کا بھلا کرے اس نے خلیفہ کو مشورہ دیا ہے کہ وہ تیرا مؤدب ہو اس نے کہا اگر اس نے مجھے کچھ سکھایا تو میں اسے سیکھوں گا۔

امام احمد فرماتے ہیں میں صغریٰ میں اس کی ذہانت سے حیران رہ گیا کیونکہ وہ بہت ہی چھوٹا تھا پس امام احمد اللہ سے بخشش طلب کرتے ہوئے اور اس کی ناراضگی اور غضب سے پناہ مانگتے ہوئے ان کو چھوڑ کر باہر چلے گئے۔ پھر کچھ دنوں کے بعد خلیفہ نے آپ کو واپس جانے کی اجازت دے دی اور آپ کے لیے ایک فائز شپ تیار کیا مگر آپ نے اس میں اترا پسند نہ کیا بلکہ آپ ایک چھوٹی کشتی میں بیٹھ کر خفیہ طور پر بغداد میں داخل ہو گئے اور آپ نے اسے حکم دیا کہ اس خلعت کو فروخت کر کے اس کی قیمت کو فقراء اور مساکین پر صدقہ کر دیا جائے اور آپ کئی روز تک ان کی ملاقات سے الم محسوس کرتے رہے اور فرمانے لگے میں عمر بھر ان سے بچا رہا۔ پھر آخری عمر میں ان سے میری آزمائش ہو گئی اور آپ ان کے ہاں بہت بھوکے رہے قریب تھا کہ بھوک آپ کو مار دے اور ایک امیر نے متوکل سے کہا امام احمد نہ تیرا کھانا کھاتے ہیں نہ تیرا پانی پیتے ہیں نہ تیرے بچھونے پر بیٹھتے ہیں اور جو انہیں پلاتا ہے اسے حرام سمجھتے ہیں اس نے کہا تم بخدا اگر مقصم زندہ ہو اور مجھ سے امام احمد کے بارے میں گفتگو کرے تو میں اس کی بات کو قبول نہ کروں اور خلیفہ کے ایلچی ہر روز آپ کا حال معلوم کرنے کے لیے آپ کے پاس آتے اور وہ آپ سے ابن ابی داؤد کے اموال کے متعلق سوال پوچھنے لگا تو آپ نے کوئی جواب نہ دیا۔ پھر متوکل نے ابن ابی داؤد کو خود اسے اس کی جاگیروں اور املاک کو فروخت پر گواہ بنا کر اور اس کے سب اموال کو لینے کے بعد سرمن راہی سے بغداد کی طرف بھیج دیا۔

عبداللہ بن احمد کا بیان ہے جب میرے والد سامر اسے واپس آئے تو ہم نے دیکھا کہ آپ کی آنکھیں گوشہ ہائے چشم میں دھنس چکی ہیں اور چھ ماہ کے بعد آپ کی قوت بحال ہوئی اور آپ نے اپنے قراہتداروں کے گھر میں داخل ہونے سے انکار کیا اور اس گھر میں بھی داخل ہونے سے انکار کیا جس میں وہ موجود ہوں اور ان کی کسی چیز سے فائدہ اٹھانے سے بھی انکار کیا اس لیے کہ انہوں نے سلطان کے اموال کو قبول کیا تھا۔

امام احمد ۲۳ھ میں متوکل کی طرف روانہ ہوئے اور اپنی وفات کے سال تک ٹھہرے رہے اور متوکل ہر روز آپ کے متعلق دریافت کرتا اور آپ کی طرف بعض امور کے بارے میں مشورہ کرنے کے لیے آدمی بھیجتا اور جو باتیں اسے پیش آتیں ان کے بارے میں آپ سے مشورہ لیتا اور جب متوکل بغداد آیا تو اس نے ابن خاقان کو ایک ہزار دینار دے کر آپ کے پاس بھیجا کہ آپ انہیں جسے مناسب سمجھیں دے دیں تو آپ نے ان کو قبول کرنے اور تقسیم کرنے سے انکار کر دیا اور فرمایا امیر المؤمنین نے مجھے

اس بات سے جسے میں ناپسند کروں معافی دی ہوئی ہے اور آپ نے ان دنوں کو واپس کر دیا اور ایک شخص نے متوکل کو رقعہ لکھا یا امیر المؤمنین امام احمد کے آباء کو سب و شتم کرتے ہیں اور ان پر زندقت کی تہمت لگاتے ہیں۔ متوکل نے اس کے بارے میں لکھا۔ مومن نے گنڈہ کی اور لوگوں کو اپنے آپ پر مسلما کر لیا اور میرا باپ معتصم ایک جھوٹے شخص تھا اسے ہم کلام میں کوئی بصیرت حاصل نہ تھی اور میرا بھائی و اقیق اس بات کا مستحق تھا جو اس کے بارے میں بیان کی گئی ہے پھر اس نے اس شخص کو جس نے اس تک رقعہ پہنچایا تھا دو سو کوڑے مارنے کا حکم دیا پس عبداللہ بن اسحاق بن ابراہیم نے اسے پکڑ لیا اور اسے پانچ سو کوڑے مارے خلیفہ نے اس سے پوچھا تو نے اسے پانچ سو کوڑے کیوں مارے ہیں؟ اس نے کہا دو سو آپ کی اطاعت میں اور ایک سو اس صالح شخص احمد بن حنبل پر تہمت لگانے کی وجہ سے۔

اور خلیفہ نے تکلیف پہنچانے اور آزمائش عناد کے لیے نہیں بلکہ خلق قرآن کے مسئلہ کے متعلق استرشاد و استفادہ کے لیے حضرت امام احمد کو ایک خط لکھا تو حضرت امام احمد نے اسے ایک بہت اچھا خط لکھا جس میں صحابہ و غیرہم کے آثار اور مرفوع احادیث تھیں اور آپ کے بیٹے صالح نے انہیں آزمائش کے واقعہ میں بیان کیا ہے اور وہ آپ سے مروی ہیں اور کئی حفاظ سے انہیں نقل کیا ہے۔

حضرت امام احمد بن حنبل کی وفات:

آپ کے بیٹے صالح کا بیان ہے کہ یکم ربیع الاول ۲۴۱ھ کو آپ کی بیماری شروع ہوئی اور میں ۲ ربیع الاول بدھ کے روز آپ کے پاس آیا تو آپ کو بخار تھا اور آپ لمبے سانس لے رہے تھے اور کمزور ہو چکے تھے۔ میں نے پوچھا اے میرے باپ آپ کا ناشتہ کیا ہوگا؟ آپ نے فرمایا لو پیے کا پانی، پھر صالح نے آپ کی عیادت کے لیے اکابر اور عوام الناس کے بکثرت آنے اور لوگوں کے آپ پر تنگی کر دینے کا ذکر کیا ہے اور آپ کے پاس ایک چیتیز تھا جس میں کچھ رقم تھی جسے آپ اپنے پر خرچ کرتے تھے اور آپ نے اپنے بیٹے عبداللہ کو حکم دیا کہ وہ اپنی ملکیت کے باشندوں سے مطالبہ کرے اور آپ کی طرف سے قسم کا کفارہ دے۔ پس اس نے کچھ اجرت لی اور کھجوریں خریدیں اور اپنے باپ کا کفارہ ادا کیا اور اس سے تین درہم بچ گئے اور حضرت امام احمد نے اپنی وصیت لکھی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ احمد بن حنبل کی وصیت ہے اس نے وصیت کی کہ وہ گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور وہ واحد لا شریک ہے اور محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں۔ اللہ نے آپ کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا ہے تاکہ وہ آپ کو سب ادیان پر غالب کرے خواہ مشرکین ناپسند ہی کریں اور اس نے اپنے اہل میں سے اپنے اطاعت کنندوں اور قراہتداروں کو وصیت کی کہ وہ عبادت گزاروں کے ساتھ اللہ کی عبادت کریں اور تعریف کرنے والے کے ساتھ اس کی تعریف کریں اور مسلمانوں کی جماعت کی خیر خواہی کریں اور اس نے وصیت کی کہ میں اللہ کے رب ہونے اور اسلام کے دین ہونے اور محمد ﷺ کے نبی ہونے سے راضی ہوں اور اس نے عبداللہ بن محمد جو بوران کے نام سے مشہور ہے کے لیے تقریباً پچاس دینار کی وصیت کی ہے اور وہ انہیں پورا کرے

گا جو اس برقعہ سے اس گھر کے غلے سے ادا کیا جائے گا انشاء اللہ اور جب وہ بورا لے لے تو صالح بنا کر مرد اور عورت کو دس دس دینار ملے۔

پھر آپ نے اپنے وارثوں کے بیٹوں کو بلایا اور ان کے لیے دعا کرنے لگے اور آپ کے ہاں آپ کی وفات سے پچاس روز قبل ایک بچہ پیدا ہوا جس کا نام آپ نے سید رکھا اور آپ کا ایک اور بیٹا بھی تھا جس کا نام محمد تھا۔ جب آپ بیمار ہوئے تو وہ چلتا تھا آپ نے اسے بنا کر اپنے ساتھ لگایا اور اسے بوسہ دیا پھر فرمایا میں کبرسنی میں لڑکے کیا کروں؟ آپ سے کہا گیا آپ کی اولاد آپ کے بعد آپ کے لیے دعا کرے گی۔ آپ نے فرمایا یہ بات اچھی ہے اگر میسر آجائے تو اور اللہ کی تعریف کرنے لگے۔ آپ کو اپنی بیماری میں طاؤس کے متعلق یہ اطلاع ملی کہ وہ مریض کے رونے کی آواز کو ناپسند کرتے ہیں۔

تو پھر آپ نے اس رات رونے کی آواز نہیں نکالی جس کی صبح کو آپ نے رونے کی آواز نکالی تھی اور اس سال کے ۱۲ ربیع الاول کے جمعہ کی رات تھی اور جب آپ کی تکلیف زیادہ ہو گئی تو آپ نے رونے کی آواز نکالی۔

اور آپ کے بیٹے عبد اللہ سے روایت کی گئی ہے اور اسی طرح صالح سے بھی روایت کی گئی ہے آپ کہتے ہیں کہ جب میرے باپ کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ کثرت سے لابلعل بعد کہنے لگے میں نے کہا اے میرے ابا! یہ کیا لفظ ہے جو آپ اس گھڑی میں بول رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا اے میرے بیٹے! ابلیس گھر کے کونے میں کھڑا ہے اور اپنی انگلی کاٹ رہا ہے اور وہ کہہ رہا ہے اے احمد تو مجھے آزما اور میں کہہ رہا ہوں لابلعل بعد یعنی وہ اس سے آگے نہیں بڑھ سکے گا حتیٰ کہ اس کے جسم سے اس کی جان توحید پر نکل جائے جیسا کہ ایک حدیث میں آیا ہے ابلیس نے کہا اے میرے رب تیرے عزت و جلال کی قسم جب تک ان کی روحمیں ان کے اجسام میں ہیں میں ہمیشہ انہیں گمراہ کرتا رہوں گا اللہ نے فرمایا میرے عزت و جلال کی قسم جب تک وہ مجھ سے بخشش مانگتے رہیں گے میں ہمیشہ انہیں بخشتا رہوں گا۔

اور آپ کی سب سے اچھی بات یہ ہے کہ آپ نے اپنے اہل کو اشارہ کیا کہ وہ آپ کو وضو کرائیں اور وہ آپ کو وضو کرانے لگے اور وہ انہیں اشارہ کرنے لگے کہ میری انگلیوں میں خلل کرو اور وہ اس دوران ذکر الہی کرتے رہے اور جب وہ آپ کے وضو کو مکمل کر چکے تو آپ وفات پا گئے اور آپ کی وفات جمعہ کے روز اس وقت ہوئی جس سے تقریباً دو گھنٹیاں گزر گئیں اور لوگ گلیوں میں اکٹھے اور محمد بن طاہر نے اپنے حاجب کو بھیجا اور اس کے ساتھ غلام بھی تھے اور ان کے پاس رومال تھے جن میں کفن تھے اور اس نے پیغام بھیجا یہ خلیفہ کی طرف سے نیابت ہے اور اگر وہ موجود ہوتا تو وہ اسے بھیجتا اور اس نے اپنے لڑکوں کو بھیجا جو کہہ رہے تھے کہ امیر المؤمنین نے آپ کی زندگی ہی میں آپ کو وہ باتیں معاف کر دی تھیں جو آپ ناپسند کرتے تھے اور انہوں نے آپ کو ان کفنوں میں کفن دینے سے انکار کر دیا اور ایک کپڑا لایا گیا جسے اس کی لونڈی نے کاٹا تھا۔ پس انہوں نے آپ کو کفن دیا اور انہوں نے اس کے ساتھ لپٹنے کا کپڑا اور خوشبو بھی خریدی اور آپ کے لیے پانی کی ایک مشک خریدی اور انہوں نے اپنے گھروں کے پانی سے آپ کو غسل دینے سے انکار کر دیا اس لیے کہ آپ نے ان گھروں کو چھوڑ دیا تھا اور آپ نہ ان سے کھانا کھاتے تھے اور نہ ان کے سامان کو عاریتہ لیتے تھے اور آپ ہمیشہ ان پر ناراض رہتے تھے کیونکہ وہ بیت المال کا راتب لیتے تھے جو ہر ماہ چار ہزار درہم تھا

اور ان کے عیال بہت زیادہ تھے اور وہ محتاج تھے اور آپ کے غسل میں بہت الخلافت سے بنی ماشم کے تقاریر یا ایک سو آدمی شامل ہوئے اور وہ آپ کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوتے دیتے گئے اور آپ کے لیے دعائیں کرنے لگے اور آپ کے لیے رجم کی دعائیں لگے اور لوگ آپ کا تابوت لے کر نکلے اور اس نے اردگرد اس قدر مرد اور عورتیں تھیں جن کی تعداد اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا تھا اور شہر کا نائب محمد بن عبداللہ بن طاہر بھی جملہ لوگوں میں کھڑا تھا۔ پھر اس نے آگے بڑھ کر امام احمد کے لوگوں سے آپ کی تعزیت کی اور اسی نے آپ کی نماز جنازہ میں لوگوں کی امامت کی تھی اور قبر کے پاس اس نے دوبارہ آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور دفن ہونے کے بعد قبر پر نماز پڑھائی اور مخلوق کی کثرت کی وجہ سے آپ کو نماز عصر کے بعد اپنی قبر میں رکھا گیا۔

اور یہی نے اور کئی لوگوں نے روایت کی ہے کہ امیر محمد بن طاہر نے لوگوں کا تخمینہ لگانے کا حکم دیا تو انہوں نے ایک کروڑ تین لاکھ آدمی یا اور ایک روایت میں کشتیوں والوں کے علاوہ سات لاکھ آدمی تھا۔

اور ابن ابی حاتم نے بیان کیا ہے کہ میں نے ابو زرعہ کو بیان کرتے سنا کہ مجھے اطلاع ملی ہے کہ متوکل نے اس جگہ کی پیمائش کرنے کا حکم دیا جس میں کھڑے ہو کر لوگوں نے امام احمد بن حنبل کی نماز جنازہ پڑھی تھی تو اس کا اندازہ دو کروڑ پانچ لاکھ تھا۔
یہی نے بحوالہ حاکم بیان کیا ہے کہ میں نے قاضی ابوبکر بن کامل کو بیان کرتے سنا کہ میں نے محمد بن یحییٰ زنجانی سے سنا کہ میں نے عبدالوہاب وراق کو بیان کرتے سنا کہ ہمیں جاہلیت اور اسلام میں کسی جنازہ کے ایسے اکٹھے کی خبر نہیں ملی کہ وہ اس اکٹھے سے زیادہ ہو جو حضرت امام احمد بن حنبل کے جنازہ میں جمع ہوا تھا۔

اور عبدالرحمن بن ابی حاتم نے بیان کیا ہے کہ میں نے اپنے باپ کو بیان کرتے سنا کہ محمد بن عباس مکی نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے الورد کا بیٹا امام احمد بن حنبل کے پڑوسی سے سنا کہ جس روز حضرت امام احمد بن حنبل نے وفات پائی اس روز بیس ہزار یہود و نصاریٰ اور مجوس نے اسلام قبول کیا اور بعض نسخوں میں بیس ہزار کی بجائے دس ہزار کا اسلام قبول کرنا بیان ہوا ہے والد اعلم۔
دارقطنی نے بیان کیا ہے میں نے ابوہل بن زیادہ سے سنا کہ میں نے عبداللہ بن احمد کو بیان کرتے سنا کہ میں نے اپنے باپ کو بیان کرتے سنا کہ اہل بدعت سے کہو کہ ہمارے اور تمہارے درمیان جنازے فیصلہ کریں گے جب وہ گزریں گے اور اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں حضرت امام احمد بن حنبل کے قول کو بیچ کر دکھایا بلاشبہ آپ اپنے زمانے میں امام سنت تھے اور آپ کے مخالفوں کے سردار احمد بن ابی داؤد جو دنیا کا قاضی القضاۃ تھا اس کی موت کی کسی نے پرواہ نہیں کی اور نہ کسی نے اس کی طرف التفات کیا اور جب وہ فوت ہو گیا تو سلطان کے تھوڑے سے مددگاروں نے اس کی مشایعت کی اور اسی طرح حارث بن اسد صحابی کا حال تھا کہ اس کے زہد و تقویٰ اور محاسبہ نفس کے باوجود صرف تین یا چار آدمیوں نے اس کا جنازہ پڑھا اور یہی حال بشر بن غیاث المریسی کا تھا۔ اس پر ایک نہایت چھوٹی سی جماعت نے نماز جنازہ پڑھی۔

اور یہی نے بحوالہ حجاج بن محمد شاعر روایت کی ہے کہ اس نے بیان کیا کہ میں پسند نہیں کرتا کہ میں راہ خدا میں قتل ہوں اور امام احمد میرا جنازہ نہ پڑھیں۔

اور ایک عالم سے روایت کی گئی ہے کہ اس نے حضرت امام احمد کے دفن کے روز کہا آج پانچوں کا چھٹا دفن کیا گیا ہے اور وہ

حضرت ابو بکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ، حضرت عمر بن عبدالعزیزؓ اور حضرت امام احمدؓ ہیں اور جس روز آپ فوت ہوئے آپ کی عمر ۷۷ سال اور ایک ماہ سے کم دن تھے۔

آپ کے متعلق دیکھے جانے والے خوابوں کا بیان۔

صحیح حدیث میں ہے کہ نبوت میں سے صرف مہشات باقی ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ نبوت میں سے صرف رویاے صالح باقی ہیں جنہیں مومن دیکھتا ہے یا وہ اسے دکھائے جاتے ہیں۔

اور بیہقی نے بحوالہ حاکم روایت کی ہے کہ میں نے علی بن مختار سے سنا کہ میں نے جعفر بن محمد بن الحسین سے سنا کہ میں نے سلمہ بن شیبہ کو بیان کرتے سنا کہ ہم حضرت امام احمد بن حنبل کے پاس تھے کہ آپ کے پاس ایک شیخ آیا اور اس کے پاس ایک سوٹا تھا اس نے سلام کیا اور بیٹھ گیا اور کہنے لگا تم میں سے احمد بن حنبل کون ہے؟ امام احمد نے کہا میں ہوں کیا کام ہے؟ اس نے کہا میں چار سو فرسخ کا سفر کر کے آپ کے پاس آیا ہوں مجھے خضر خواب میں دکھایا گیا ہے اور اس نے مجھے کہا ہے احمد بن حنبل کے پاس جاؤ اور اس کے متعلق دریافت کر کے اسے کہو کہ عرش کا مکین اور فرشتے اس صبر نفس کو پسند کرتے ہیں جو آپ نے اللہ کے لیے اختیار کیا ہے۔

اور ابو عبد اللہ بن محمد خزیمہ اسکندری سے روایت ہے کہ جب حضرت امام احمد بن حنبل فوت ہوئے تو مجھے شدید غم ہوا اور میں نے آپ کو خواب میں دیکھا کہ آپ ناز و ادا سے چل رہے ہیں میں نے آپ سے پوچھا اے ابو عبد اللہ یہ کون سی چال ہے؟ آپ نے فرمایا دار السلام میں خدام کی چال ہے میں نے پوچھا اللہ نے آپ سے کیا سلوک کیا ہے؟ آپ نے فرمایا اس نے مجھے بخش دیا ہے اور مجھے تاج پہنایا ہے اور مجھے سونے کے دو جوتے پہنائے ہیں اور مجھے فرمایا ہے اے احمد! یہ تیرے اس قول کا بدلہ ہے جو تو نے کہا ہے کہ قرآن میرا کلام ہے۔ پھر اس نے مجھے کہا اے احمد! مجھ سے وہ دعائیں کرو جو تجھے سفیان ثوری کے حوالے سے پہنچی ہیں اور تو انہیں دنیا میں کیا کرتا تھا میں نے کہا اے ہر چیز کے رب تجھے ہر چیز پر قدرت ہے مجھے سب کچھ بخش دے حتیٰ کہ تو مجھ سے کسی چیز کے بارے میں نہ پوچھ اور اس نے مجھے کہا اے احمد یہ جنت ہے آٹھ کراس میں داخل ہو جا میں داخل ہوا کیا دیکھتا ہوں کہ میں حضرت سفیان ثوری کے پاس ہوں اور اس کے دو سبز پر ہیں جن سے وہ ایک کھجور کے درخت سے دوسرے کھجور کے درخت تک اور ایک درخت سے دوسرے درخت تک اڑتے ہیں وہ کہہ رہے ہیں:

﴿ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَوْزَنَنَا الْأَرْضَ نَسْبُوا مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ نَشَاءُ فَنِعْمَ أَجْرُ الْعَامِلِينَ ﴾

راوی کا بیان ہے کہ میں نے آپ سے پوچھا اس نے بشر حانی سے کیا سلوک کیا ہے؟ آپ نے فرمایا آفرین ہے بشر کی مانند کون ہے؟ میں نے اسے رب جلیل کے سامنے چھوڑا ہے اور اس کے سامنے کھانے کا ستر خوان تھا اور رب جلیل اس کے پاس آکر کہتا ہے اے وہ شخص جس نے نہیں کھایا کھالے اور وہ شخص جس نے نہیں پیایا لے اور اے وہ شخص جو آسودہ نہیں ہوا آسودہ ہو جا۔

اور ابو محمد بن ابی حاتم نے بحوالہ محمد بن مسلم بن وادہ بیان کیا ہے کہ جب ابو زرعت فوت ہوئے تو میں نے انہیں خواب میں

لگا۔ پھر اس نے آپ کی حدیث کو اپنی سند سے بحوالہ جاہز بیان کیا ہے کہ حلال بھی واضح ہے اور حرام بھی واضح ہے۔

اور اس نے خلیب سے روایت کی ہے کہ اس سے بیان لیا ہے کہ آپ عارف اللہ اور امین عمانے افاضی میں سے تھے آپ متوکل کے زمانے میں شرفی حصے نے قاضی نے اور سالوں کے متعلق آپ کی تاریخ بھی ہے اور آپ کی بہت سی احادیث بھی ہیں اور دوسروں نے بیان کیا ہے کہ آپ صالح و بیدار تھے آپ نے کتابیں بنائیں اور آپ کو لوگوں کے زمانے کی اچھی معرفت حاصل تھی اور آپ کی تاریخ اچھی ہے اور آپ کریم اور فضیلت والے تھے اور ابن عمسا کرنے آپ سے اچھی باتیں روایت کی ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ آپ کے ایک دوست نے آپ کے پاس آ کر ذکر کیا کہ اسے عید کے موقع پر سخت تنگی کی شکایت ہے اور آپ کے پاس صرف ایک سو دینار تھا آپ نے تھیلی سمیت وہ دینار اس کے پاس بھیج دیئے۔ پھر اس شخص کے ایک دوست نے اس کے پاس آ کر ایسے ہی شکایت کی جیسے اس نے الزیادی کے پاس کی تھی تو دوسرے شخص نے اس دوسرے شخص کو وہ تھیلی بھیج دی اور ابو حسان نے اس آخری شخص کو جس کے پاس آخر میں تھیلی پہنچی تھی خط لکھا کہ وہ اس سے کچھ قرض لینا چاہتا ہے اور وہ حقیقت حال سے باخبر نہ تھا تو اس نے ایک سو دینار تھیلی اس کے پاس بھیج دیا۔ جب الزیادی نے اسے دیکھا تو حیران رہ گیا اور اس کے متعلق اس سے پوچھنے لگا اور اس نے بتایا کہ فلاں شخص نے اس کی طرف یہ تھیلی بھیجی تھی پس وہ تینوں اکٹھے ہو گئے اور انہوں نے ایک سو دینار باہم تقسیم کر لئے۔

اور اسی سال ابو مصعب الزہری جو امام مالک سے مؤطا کے رواۃ میں سے ایک ہیں اور مشہور قاری عبدالمتین ذکوان محمد بن اسلم طوسی محمد بن روح امام جرح و تعدیل محمد بن عبداللہ بن عمار موصلی اور قاضی یحییٰ بن اکثم نے وفات پائی۔

۲۲۳ھ

اس سال کے ذوالقعدہ میں متوکل علی اللہ عراق سے شہر دمشق گیا تاکہ وہ اسے اقامت گاہ اور امامت کی فرود گاہ بنائے اور وہیں اسے عید الاضحیٰ آگئی اور اہل عراق نے اپنے درمیان سے خلیفہ کے چلے جانے پر افسوس کیا اور اس بارے میں یزید بن محمد مہلبی نے کہا ہے:

جب امام جانے کا عزم کرے گا تو میرا خیال ہے شام عراق کی مصیبت پر خوش ہوگا اور اگر اس نے عراق اور اس کے باشندوں کو چھوڑا تو خوبصورت عورت طلاق کی آزمائش پر پڑے گی۔

اور اس سال لوگوں نے اس شخص کو حج کروایا جس نے انہیں اس سال سے پہلے کروایا تھا اور وہ مکہ کا نائب تھا۔

ابراہیم بن عباس:

افسر جاگیرات میں کہتا ہوں ابراہیم بن عباس بن محمد بن صول الصولی شاعر کا تب یہ محمد بن یحییٰ الصولی کا چچا ہے اور اس کا دادا صول کبیر جرجان کا بادشاہ تھا اور یہ اصلاً جرجانی ہے پھر یہ نجوسی بن گیا پھر یزید بن مہلب بن ابی صغره کے ہاتھ پر مسلمان ہو گیا اور اس ابراہیم کا ایک شعروں کا دیوان بھی ہے جس کا ذکر ابن خلکان نے کیا ہے اور اس کے کچھ اشعار کو عمدہ خیال کیا ہے جن میں

سے یہ اشعار بھی ہیں:

”بہت سی حسبتیں ہیں جن سے جوان کا دل تک پڑا بناتا ہے اور اللہ تعالیٰ ان سے لکھنے کا راستہ بنا دیتا ہے ورنہ تک ہوتی اور جب اس کے حلقے مضبوط ہو گئے تو وہ درہور ہو گئی اور میں اس کے متعلق خیال کرتا تھا کہ دور در نہیں ہوگی۔“

اور اس کے دو شعر یہ بھی ہیں:

”تو میری آنکھ کی تپتی تھا اور آنکھ تجھ پر گر یہ کناں ہے جو چاہے تیرے بعد مر جائے مجھے تو تیری موت کا ہی ڈرتھا۔“

اور اس نے معتصم کے وزیر محمد بن عبد الملک بن الزیات کو یہ اشعار لکھے:

”تو زمانے کے بھائی بنانے سے میرا بھائی بنا تھا اور جب اس نے منہ موڑا تو تو سخت جنگ بن گیا اور میں زمانے کے مقابلے میں تیری پناہ لیا کرتا تھا اور میری یہ حالت ہے کہ میں تیرے مقابلے میں زمانے کی پناہ لیتا ہوں اور میں تجھے مصائب کے مقابلے کے لیے تیار کرتا تھا اور میں اب تجھ سے امان طلب کرتا ہوں۔“

اور اس کے یہ اشعار بھی ہیں:

”آسودہ زندگی آسائش میں تجھے اہل وطن کی طرف دل کے اشتیاق سے نہ روکے ہر شہر میں جہاں بھی تو فروکش ہوگا تجھے وہاں اہل کے بدلے اہل اور وطن کے بدلے وطن مل جائے گا۔“

اور اس کی وفات اس سال کی ۱۵ شعبان کو سرمن رای میں ہوئی اور حسن بن مخلد بن الجراح خلیفہ ابراہیم بن شعبان نے کہا ہے کہ ہاشم بن مجور نے ذوالحجہ میں وفات پائی ہے۔

میں کہتا ہوں اس سال احمد بن سعید الرباطی، حارث بن اسد مجالسی جو صوفیاء کے ایک امام ہیں امام شافعی کے دوست حرمہ بن یحییٰ التمیمی، عبد اللہ بن معاویہ الجمعی، محمد بن عمر العدنی، ہارون بن عبد اللہ الحممانی اور معاذ بن السری نے بھی وفات پائی ہے۔

۲۴۴ھ

اس سال کے صفر میں خلیفہ متوکل علی اللہ خلافت کی شان و شوکت کے ساتھ دمشق آیا اور یہ جمعہ کا دن تھا اور وہ یہاں اقامت اختیار کرنے کا عزم کئے ہوئے تھا اور اس نے حکومت کے ذخائر کو بھی وہاں منتقل کرنے کا حکم دے دیا اور وہاں پر محلات تعمیر کرنے کا بھی حکم دیا جو دریا کے راستے میں تعمیر کئے گئے اور اس نے وہاں کچھ عرصہ قیام کیا پھر اس نے اسے ناموافق پایا اور محسوس کیا کہ اس کی ہوا سرد تر اس کا پانی عراق کی ہوا اور پانی کے مقابلے میں ثقیل ہے اور اس نے دیکھا کہ وہاں گرمیوں کے زمانے میں ہوا زوال کے بعد چلتی ہے اور مسلسل تہائی رات تک اس میں شدت اور غبار رہتا ہے اور وہاں اس نے بہت سے پلو بھی دیکھے اور موسم سرما آیا تو اس نے حیرت ناک بارشیں اور برفباری دیکھی اور نرخ گراں ہو گئے اور وہ بکثرت لوگوں کے ساتھ موجود تھا اور بارشوں اور برف کی کثرت کے باعث مال رک گئے تو وہاں سے اکتا گیا پھر اس نے بعا کو بلا دروم کی طرف بھیجا پھر دمشق میں دو ماہ دس دن قیام کرنے کے بعد سال کے آخر میں سامرا واپس آ گیا جس سے اہل بغداد کو بہت خوشی ہوئی اور اس سال متوکل

کو وہ نیزہ دیا گیا جو رسول اللہ ﷺ کے آگے اٹھا کر چلنا تھا جس سے اسے بہت خوشی ہوئی اور رسول اللہ کے آگے عید وغیرہ نے دن اٹھایا جاتا تھا یہ نیزہ نجاشی کا تھا جو اس نے مسرت زبیر بن العوام کو دیا اور حضرت زبیر نے رسول اللہ ﷺ کو دے دیا۔ پھر منہا نے پوئیس پہ ہنڈانت کو ضمہ دیا کہ وہ اس کے آگے یوں اٹھائے جس طرح اسے رسول اللہ ﷺ کے آگے اٹھایا جاتا تھا اور اس سال متوکل شیشوع حبیب سے ناراض ہو گیا اور اسے جلا وطن کر دیا اور اس کا مال چھین لیا۔

اور اس سال عبدالصمد نے لوگوں کو حج کروایا جس کا ذکر اس سے پہلے سال ہو چکا ہے اور اس سال عید الاضحیٰ اور یہود کی خمیس فطر اور نصاریٰ کی شعا فین ایک ہی روز ہوئی اور یہ ایک عجیب غریب بات ہے۔

اور اس سال احمد بن منبغ، اسحاق بن موسیٰ انطمی، حمید بن مسعد، عبدالحمید بن سنان، علی بن حجر، محمد بن عبدالملک الزیات وزیر اور یعقوب بن السکیت موتف اصطلاح المنطق نے وفات پائی۔

۲۲۵ھ

اس سال متوکل نے ماخوڑہ شہر کی تعمیر اور اس کی نہر کی کھدائی کا حکم دیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے اس کی تعمیر اور وہاں پر قصر خلافت کی تعمیر پر جسے اللؤلؤ کہا جاتا ہے دو کروڑ دینار خرچ کیے اور اس سال مختلف شہروں میں بہت زلزلے آئے اور ان میں ایک زلزلہ انطاکیہ میں آیا جس سے پندرہ سو گھر گر گئے اور اس کی فصیل کے نوے سے زیادہ برج منہدم ہو گئے اور اس کے گھروں کے روشندانوں سے نہایت خوفناک آوازیں سنی گئیں اور وہ اپنے گھروں سے سرعت کے ساتھ دوڑتے ہوئے باہر نکل گئے اور اس کے پہلو میں جو اقرع نام پہاڑ ہے وہ گر پڑا اور سمندر میں دھنس گیا۔ اس موقع پر سمندر حرکت میں آ گیا اور سیاہ تاریکی کرنے والا بدبودار دھواں اٹھا اور اس سے ایک فرسخ پر ایک نہر زمین میں جذب ہو گئی اور نہیں معلوم وہ کہاں گئی۔

ابوجعفر بن جریر نے بیان کیا ہے کہ اس سال اہل کینس نے ایک طویل مسلسل شورشناجس سے بہت سے لوگ مر گئے نیز اس نے بیان کیا ہے کہ اس سال الرہا رتہ، حران، رأس العین، حمص، دمشق، طرطوس، مصیصہ، اذنہ اور سواحل شام میں زلزلے آئے اور لازقیہ اپنے باشندوں سمیت ہل گیا اور اس کے تمام مکانات منہدم ہو گئے اور اس کے تھوڑے سے باشندے زندہ بچے اور جملہ اپنے باشندوں سمیت تباہ ہو گیا اور اس سال مکہ کا چشمہ مشاش خشک ہو گیا حتیٰ کہ مکہ میں ایک مشکیزے کی قیمت ۸۰ درہم تک پہنچ گئی۔ پھر متوکل نے آدی بھیجے اور اس پر بہت سا مال خرچ کیا اور پھر وہ چشمہ باہر نکل آیا اور اس سال اسحاق بن ابی اسرائیل اور قاضی سوار بن عبداللہ اور ہلال داری نے وفات پائی۔

نجاح بن مسلمہ:

اور اس سال نجاح بن مسلمہ نے وفات پائی یہ شاہی نمیر کے دفتر کا انچارج تھا اور متوکل کے ہاں اس کا بڑا مرتبہ تھا پھر ایک بات نے اس کو یہاں تک پہنچا دیا کہ متوکل نے اس کے اموال و املاک اور ذخائر کو چھین لیا اور اس کے واقعہ کو ابن جریر نے طوالت

کے ساتھ بیان کیا ہے۔

اور اس سال احمد بن عبدہ السخی ابو الخلیس القواس مہمان نواز مکہ احمد بن نصر طینا پوری اسحاق بن اسحاق بن اسحاق بن موسیٰ ابن ہشام بن علی بن ابی طالب مصری ابو الحسن بن ابراہیم حکیم محمد بن رافع ہشام بن عمار ابو مراد بن اسحاق بن علی بن ہشام بن علی بن ابی طالب۔

ابن الراوندی:

احمد بن یحییٰ بن اسحاق ابو الحسن راوندی زندیق تھا بلا دقتہ شان کی ایک ہستی کی طرف منسوب ہونے کی وجہ سے راوندی کہلاتا ہے اس نے بغداد میں نشوونما پائی اور وہاں پر زندقہ کے بارے میں کتابیں تصنیف کیا کرتا تھا اس میں خوبیاں بھی تھیں لیکن اس نے انہیں نقصان دہ کاموں میں استعمال کیا اور انہوں نے اسے دنیا اور آخرت میں کوئی فائدہ نہ دیا اور ہم نے اس کے طویل حالات ابن جوزی کے بیان کے مطابق ۲۹۸ھ میں بیان کئے ہیں اور اس کا ذکر ہم نے یہاں اس لیے کیا ہے کہ ابن خلکان نے بیان کیا ہے کہ اس کی وفات اس سال میں ہوئی ہے اور اس پر اس کا حال مشتہر ہا ہے اور اس نے اس پر جرح نہیں کی بلکہ اس کی تعریف کی ہے اور اس نے بیان کیا ہے کہ وہ ابو الحسن احمد بن اسحاق الراوندی مشہور عالم ہے اور علم کلام کے بارے میں اس نے گفتگو کی ہے اور وہ اپنے زمانے کے فضلاء میں سے تھا اور اس کی تصانیف کی تعداد تقریباً ایک سو چودہ ہے جن میں سے فضیحة المعترز لکتاب التاج کتاب الزمرہ اور کتاب القصب وغیرہ بھی ہیں اور علمائے کلام کی ایک جماعت کے ساتھ اس کی گفتگوئیں بھی ہوئی ہیں اور اس میں خوبیاں بھی پائی جاتی ہیں اور وہ مذاہب میں منفرد ہے جنہیں اہل کلام نے اس سے روایت کیا ہے اس نے ۲۳۵ھ میں مالک بن طوق تغلبی کی فرودگاہ میں وفات پائی اور بعض کا قول ہے کہ بغداد میں وفات پائی اسے ابن خلکان کے الفاظ میں روایت کیا گیا ہے اور یہ قول غلط ہے ابن جوزی نے اس کی تاریخ وفات ۲۹۸ھ بیان کی ہے وہاں پر اس کے طویل حالات بیان ہوں گے۔

حضرت ذوالنون مصری:

ثوبان بن ابراہیم اور بعض نے ابن الفیض بن ابراہیم بیان کیا ہے ابو الفیض مصری مشہور مشائخ میں سے ہیں اور ابن خلکان نے الوفيات میں آپ کے حالات بیان کئے ہیں اور آپ کے کچھ فضائل و احوال بھی بیان کئے ہیں اور اس سال میں آپ کی تاریخ وفات بیان کی ہے اور بعض نے اس کے بعد والے سال بھی آپ کی وفات کو بیان کیا ہے اور بعض نے ۲۳۸ھ میں آپ کی وفات بیان کی ہے واللہ اعلم۔ آپ بھی امام مالک سے موطا کو روایت کرنے والوں میں شمار ہوتے ہیں۔

اور ابن یونس نے تاریخ مصر میں آپ کا ذکر کیا ہے اور بیان کیا ہے کہ آپ کا باپ نوبہ کار بننے والا تھا اور بعض نے اسے انیم کا بادشاہ بیان کیا ہے اور آپ حکیم اور فصیح شخص تھے بیان کیا جاتا ہے کہ آپ سے آپ کی توبہ کا سبب پوچھا گیا تو آپ نے بیان کیا ہے کہ آپ نے ایک اندھی چنڈول کو دیکھا جو اپنے گھونسے سے گر پڑی اور زمین اس کے لیے پھٹ کر سونے اور چاندی کی دو پلیٹیں بن گئی۔ ان میں سے ایک تیل اور دوسری میں پانی تھا اس نے ایک سے کھایا اور دوسری سے پانی پیا اور ایک دفعہ آپ کے خلاف متوکل کے پاس شکایت کی گئی تو اس نے آپ کو مصر سے عراق بلایا اور جب آپ اس کے پاس آئے تو آپ نے اسے وعظ کر کے رلا دیا تو اس نے آپ کو احترام کے ساتھ واپس کر دیا اور اس کے بعد جب بنی متوکل کے پاس آپ کا ذکر ہوا اس نے آپ کی تعریف کی۔

۲۴۶ھ

اس سال کے عاشوراء میں اتوار تک المنا تازہ آیا اور وہاں کے قصرِ خلافت میں اترا اور قاریوں کو بلایا اور انہیں خوب دیا اور وہ تہہ کا کون تھا اور اس سال کے صفر میں مسلمانوں اور عیبوں کے درمیان فدیہ کا لین دین ہوا اور اس نے تقریباً چار ہزار قیدیوں کا فدیہ دیا اور اس سال کے شعبان میں بغداد میں سخت بارش ہوئی جو مسلسل ۲۱ روز جاری رہی اور سرزمینِ بلخ میں بھی بارش ہوئی جس کا پانی تازہ خون تھا اور اس سال محمد بن سلیمان المزہبی نے لوگوں کو حج کروایا اور اعیان میں سے اس سال محمد بن عبداللہ بن طاہر نے حج کیا اور حج کے اجتماع کا متولی بنا۔ نیز اس سال اعیان میں سے احمد بن ابراہیم اللدورقی، حسین بن ابی الحسن المرزوی، ابو عمر والد مشہور قاری اور محمد بن مصطفیٰ الحمصی نے وفات پائی۔

دعبل بن علی:

ابن زریں بن سلیمان خزاعی ان کا غلام ظریف شاعر اور حد درجہ مدح کرنے والا اور بہت زیادہ بھوک کرنے والا ایک روز یہ سہل بن ہارون کے کاتب کے پاس حاضر ہوا اور وہ ایک بخیل شخص تھا اس نے اپنا ناشتہ منگوا یا کیا دیکھتا ہے کہ ایک پیالے میں مرغ پڑا ہے اور وہ اس قدر سخت ہے کہ اسے چھری مشکل کے ساتھ کاٹتی ہے اور داڑھ بھی اس میں کام نہیں کرتی اور جب وہ اس کے سامنے آیا تو اس نے اس کے سر کو گم پایا، اس نے باورچی سے کہا تو ہلاک ہو جائے تو نے کیا کیا ہے؟ اس کا سر کہاں ہے؟ اس نے کہا میں نے خیال کیا کہ آپ اسے نہیں کھاتے میں نے اسے پھینک دیا ہے اس نے کہا تو ہلاک ہو جائے خدا کی قسم! میں تو اس شخص کو بھی ملامت کرتا ہوں جو دونوں ٹانگوں کو پھینک دے، پس سر کیا کیا حال ہوگا اور اس میں چاروں حواس ہوتے ہیں اور اسی سے وہ بانگ دیتا ہے اور اسی میں اس کی آنکھیں ہوتی ہیں جن کی مثال بیان کی جاتی ہے اور اس کی کلغی بھی ہوتی ہے اور اسی سے برکت حاصل ہوتی ہے اور اس کی ہڈیاں مزید اڑھدیاں ہوتی ہیں اور اگر تو اس کے کھانے سے بے رغبت ہے تو اسے حاضر کر اس نے کہا مجھے معلوم نہیں وہ کہاں ہے؟ اس نے کہا میں جانتا ہوں اللہ تجھے ہلاک کرے وہ تیرے پیٹ میں ہے اور اس نے اشعار میں اس کی بھوک کی جس میں اس نے اس کے بخل اور کجی کا ذکر کیا ہے۔

احمد بن الحواری:

ان کا نام عبداللہ بن میمون بن عیاش بن الحارث ابوالحسن تغلمی غطفانی تھا آپ مشہور زاهد عالم عبادت گزار نیک ایچھے احوال اور روشن کرامات والے تھے۔ آپ اصلاً کوفی تھے اور آپ نے دمشق میں سکونت اختیار کی اور ابوسلیمان الدارانی سے تربیت حاصل کی اور سفیان بن عیینہ و کعبہ ابواسامہ اور بہت سے لوگوں سے حدیث روایت کی اور آپ ابو داؤد ابن ماجہ ابو حاتم نے ابو زرعد مشقی، ابو زرعد رازی اور بہت سے لوگوں نے بیان کی ہے اور ابو حاتم نے آپ کا ذکر کیا ہے اور آپ کی تعریف کی ہے اور یحییٰ بن معین نے بیان کیا ہے کہ میرا خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ اہل شام کو آپ کے ذریعے سیراب کرے گا اور جنید بن محمد بیان کرتے ہیں کہ آپ پھولوں کا گلدستہ ہیں۔

اور اسی طرح ابن عسما کرنے روایت کی ہے کہ ایک روز احمد بن ابی الحواری کے ہاں لڑکا پیدا ہوا اور ان کے پاس بیچ کے مناسب مال کوئی چیز نہ تھی۔ آپ نے اپنے نام سے کہا جاؤ اور ہمارے لیے پچھو آنا قرض لے آؤ اسی اثنا میں ایک شخص آپ کے پاس روز دوسرے دن آیا اور انہیں آپ کے ماننے رکھ دیا اور اسی وقت آپ کے پاس ایک شخص آپ کے پاس آیا اور کہنے لگا: اے امیر! آج شب میرے ہاں لڑکا پیدا ہوا ہے اور میرے پاس کوئی چیز نہیں آپ نے آسمان کی طرف اپنی نگاہ اٹھائی اور فرمایا اے میرے آقا عجلت میں یونہی ہوتا ہے۔ پھر آپ نے اس شخص سے کہا یہ دراہم لے لو اور آپ نے وہ سب دراہم اسے دے دیئے اور ان میں سے کچھ بھی باقی نہ رہا اور آپ نے اپنے اہل کے لیے آنا قرض لیا۔

اور آپ سے آپ کے خادم نے روایت کی ہے کہ آپ سرحد پر پڑاؤ کے لیے نکلے اور ہمیشہ ہی دن کے آغاز سے زوال تک آپ کے پاس تحائف آتے رہتے۔ پھر آپ سب کو غروب آفتاب کے وقت تک تقسیم کر دیتے۔ پھر آپ نے مجھے فرمایا اس طرح ہو جا اللہ کی چیز کو واپس نہ کیا کرو اور نہ اسے ذخیرہ کیا کرو۔

اور جب مامون کے زمانے میں خلق قرآن کی آزمائش دمشق آئی تو اس میں احمد بن ابی الحواری، ہشام بن عمار، سلیمان بن عبدالرحمن اور عبداللہ بن ذکوان کو مخصوص کیا گیا اور ابن ابی الحواری کے سوا سب نے جواب دیا اور آپ کو دار الحجازۃ میں قید کر دیا گیا، پھر آپ کو ڈرایا گیا اور آپ نے بادل نحو استہ فوریتہ جواب دیا پھر اس نے آپ کو رہا کر دیا اور آپ سرحد میں ایک رات اٹھ کر یہ آیت:

﴿إِنَّا كُنَّا نَعْبُدُ وَإِنَّا كُنَّا نَسْتَعِينُ﴾

دہراتے رہے حتیٰ کہ صبح ہو گئی۔

اور آپ نے اپنی کتب کو سمندر میں پھینک دیا اور کہنے لگے تو اللہ کی ذات پر میرے لیے کیا ہی اچھی دلیل ہے لیکن مدلول نایہ اور اس تک پہنچنے کے بعد دلیل سے اشتغال کرنا محال ہے۔

آپ کے اقوال:

اللہ کی ذات پر اس کے سوا کوئی دلیل نہیں، علم کو آداب خدمت کے لیے طلب کیا جاتا ہے جس نے دنیا کو پہچان لیا وہ اس سے بے رغبت ہو گیا اور جس نے آخرت کو پہچان لیا اس نے اس میں رغبت کی اور جس نے اللہ کو پہچانا اس نے اس کی رضا کو ترجیح دی جس نے دنیا کی طرف نظر ادرات اور محبت سے دیکھا اللہ تعالیٰ اس کے دل میں نور یقین اور زہد پیدا کر دے گا۔

راوی کا بیان ہے کہ میں نے ابتدائے امر میں ابوسفیان سے کہا مجھے وصیت فرمائیے آپ نے فرمایا کیا تو وصیت کرے گا؟ میں نے کہا ہاں انشاء اللہ آپ نے فرمایا نفس کی ہر مراد میں اس کی مخالفت کر بلاشبہ وہ بہت برائی کا حکم دینے والا ہے اور اپنے مسلمان بھائیوں کی حقارت سے بچو اور اطاعت الہی کو اوپر کا کپڑا اور خوف الہی کو نیچے کا کپڑا اور اس سے اخلاص کو زاد بنا اور صدق سنی ہے اور میری یہ ایک بات قبول کر لے اور اسے نہ چھوڑو اور نہ اس سے غافل ہو جو شخص اپنے تمام اوقات احوال اور افعال میں اللہ سے شرم محسوس کرتا ہے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں اسے اولیاء کے مقام تک پہنچا دیتا ہے۔

راوی کا بیان ہے کہ میں نے ان کلمات کو ہر وقت اپنے آگے رکھا اور انہیں یاد کرتا رہا اور اپنے نفس سے ان کا مطالبہ کرتا رہا۔ اور کئی توں یہ بے لہ آپ سے اس سال میں وفات پائی اور نفس نے آپ کی وفات ۲۳۰ھ میں بیان کی ہے اور جس سے اور سن کسی بیان کئے ہیں۔ واللہ اعلم۔

۲۳۷ھ

اس سال کے شوال میں خلیفہ متوکل علی اللہ اپنے بیٹے المنصور کے ہاتھوں قتل ہو گیا اور اس کا سبب یہ تھا کہ اس نے اپنے بیٹے عبداللہ المعتز کو جو اس کے بعد ولی عہد تھا حکم دیا کہ وہ جمعہ کے روز لوگوں کو خطبہ دے اور اس نے نہایت اچھی طرح خطبہ دیا اور اس بات نے المنصور کو انتہائی مقام تک پہنچا دیا اور اس کے باپ نے اسے بلایا اور اس کی امانت کی اور اس کے سر پر ضرب لگانے کا حکم دیا اور اسے تھپڑ مارے اور اس کے بھائی کے بعد اسے ولی عہدی سے معزول کر دینے کی صراحت کی جس سے اس کا غصہ اور بھی بڑھ گیا اور جب عید النضر کا دن آیا تو متوکل نے لوگوں سے خطاب کیا اور اسے بیماری کی وجہ سے کچھ ضعف بھی تھا پھر وہ ان خیموں کی طرف چلا گیا جو چار میل میں اس کے لیے لگائے گئے تھے۔ وہ وہاں اترا پھر ۳ شوال کو اس نے اپنی شبانہ گفتگو میں اپنے دوستوں کو اپنے حضور ناؤ نوش کے لیے بلایا پھر اس کے بیٹے المنصور اور امراء کی ایک جماعت نے اس پر اچانک حملہ کر کے اسے قتل کرنے میں ایک دوسرے کی مدد کی اور وہ ۴ شوال کو بدھ کی رات کو اس کے پاس آئے۔

اور یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ وہ اس سال کے شعبان کی رات کو آئے اور وہ دسترخوان پر بیٹھا تھا۔ پس اس انہوں نے تلواروں کے ساتھ اس کی طرف ایک دوسرے سے سبقت کی اور اسے قتل کر دیا۔ پھر اس کے بعد انہوں نے اس کے بیٹے المنصور کو امیر بنا دیا۔

متوکل علی اللہ کے حالات:

جعفر بن معصوم بن رشید بن محمد مہدی بن منصور عباسی اور متوکل کی ماں ام ولد تھی جسے شجاع کہا جاتا تھا اور وہ رائے اور دانشمندی کے لحاظ سے سردار عورتوں میں سے تھی۔ متوکل ۲۰۷ھ کو نوم الصلح میں پیدا ہوا اور اس کے بھائی واثق کے بعد ۲۳ ذوالحجہ ۲۳۲ھ کو بدھ کے روز اس کی بیعت ہوئی اور خطیب نے اپنے طریق سے عن یحییٰ بن اکثم عن محمد بن عبد الوہاب عن سفیان عن اعمش عن موسیٰ بن عبد اللہ بن یزید عن عبد الرحمن بن ہلال عن جریر عن عبد اللہ عن النبی ﷺ روایت کی ہے آپ نے فرمایا جو نرمی سے محروم ہو وہ خیر سے محروم ہوا پھر متوکل کہنے لگا:

”نرمی خوش قسمتی ہے اور حلم سعادت ہے تو نرمی میں دھیرا پن اختیار کر تو کامیابی حاصل کرے گا غور و فکر کے بغیر عقل مندی میں کوئی بھلائی نہیں اور اگر تو آسانی چاہتا ہے تو شک ایک کمزوری ہے۔“

اور ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں بیان کیا ہے کہ اس نے اپنے بھائی معصوم اور قاضی یحییٰ بن اکثم سے روایت کی ہے اور اس نے علی ابن الجہم شاعر اور ہشام بن عمار دمشقی سے روایت کی ہے اور متوکل اپنے زمانہ خلافت میں دمشق آیا اور وہاں ارض

داریا میں ایک مثل تعمیر کیا اور ایک روز اس نے کچھ لوگوں سے کہا کہ خلفارعبیت پر اس لیے غصے ہوتے ہیں کہ وہ ان کی اطاعت کرے اور میں ان سے سب سے سزا مند ہوں کہ وہ مجھ سے محبت کریں اور میری اطاعت کریں۔

اور احمد بن محمد بن ابی ہاشم نے بیان کیا ہے کہ احمد بن علی بصری نے ہم سے بیان کیا کہ متوکل نے احمد بن المعذل کو نیر و عیال کی طرف پیغام بھیجا اور انہیں اسے گھر میں منع لیا اور پھر ان کے پاس آیا تو احمد بن المعذل نے اسے اس کے احترام میں کھڑے ہو گئے۔ متوکل نے عبید اللہ سے پوچھا یہ شخص ہماری بیعت کی رائے نہیں رکھتا؟ اس نے کہا یا امیر المومنین! بے شک لیکن اس کی آنکھ میں بیماری ہے۔ احمد بن المعذل نے کہا یا امیر المومنین میری آنکھ میں کوئی بیماری نہیں لیکن میں نے آپ کو عدال الہی سے دور کیا ہے۔

حضرت نبی کریم ﷺ نے بیان کیا ہے کہ جو شخص پسند کرے کہ لوگ اس کے احترام میں کھڑے ہو جائیں وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنا لے پس متوکل آ کر آپ کے پہلو میں بیٹھ گیا۔

خطیب نے روایت کی ہے کہ علی بن الجہم متوکل کے پاس آیا تو اس کے ہاتھ میں دو موتی تھے جنہیں وہ الٹ پلٹ رہا تھا تو اس نے اسے اپنا وہ قصیدہ سنایا جس میں وہ کہتا ہے:

”اور جب تو عروہ کے کنوئیں کے پاس سے گزرے تو اس کے پانی سے سیراب ہو۔“

اور اس نے اسے وہ موتی دے دیئے جو اس کے ہاتھ میں تھے اور وہ ایک لاکھ کے مساوی تھے پھر اس نے اسے یہ اشعار سنائے:

”سمرن رای میں ایک امیر ہے جس کے سمندر سے سمندر چلو بھرتے ہیں ہر کام کے لیے اس سے امید کی جاتی ہے اور خوف کھایا جاتا ہے گویا وہ جنت اور دوزخ ہے جب تک رات دن آتے جاتے ہیں حکومت اس کے اور اس کے بیٹوں کے پاس رہے گی۔ سخاوت میں اس کے دونوں ہاتھ دو سو کنوں کی طرح ہیں اور وہ دونوں اس پر غیرت کھاتے ہیں اور جو کچھ اس کا دایاں ہاتھ دیتا ہے اس کی مانند باایاں ہاتھ دیتا ہے۔“

راوی بیان کرتا ہے کہ اس کے ہاتھ ہاتھ میں جو کچھ تھا وہ بھی اس نے اسے دے دیا، خطیب نے بیان کیا ہے کہ متوکل کے متعلق یہ اشعار علی بن ہارون تجری نے بیان کئے ہیں اور ابن عساکر نے علی بن الجہم سے روایت کی ہے کہ متوکل کی چہیتی لوٹنی فحشہ اس کے سامنے کھڑی تھی اور اس نے اپنے رخسار پر عالیہ خوشبو سے جعفر لکھا تھا، اس نے اسے غور سے دیکھا پھر کہنے لگا رخسار پر کستوری کے ساتھ جعفر لکھنے والی میری جان فدا ہو تو کستوری کو جہاں اس نے نشان ڈالا ہے اتارے دے۔ اگر اس نے اپنے رخسار پر کستوری سے ایک سطر لکھی ہے تو میرے دل نے محبت کے باعث کئی سطریں لکھی ہیں، اسے وہ ہستی جس کے دل میں جعفر کی آرزو ہے اللہ تعالیٰ تیرے دانتوں سے جعفر کو سیراب کرے، اے مملوک تیرے کیا کہنے وہ خفیہ اور اعلانیہ طور پر اس کا مطیع ہے۔

پھر متوکل نے عرباء کو حکم دیا تو اس نے اسے گانا سنایا اور فتح بن خاقان نے بیان کیا ہے کہ ایک روز متوکل کے پاس آیا تو وہ سر جھکائے سوچ رہا تھا۔ میں نے پوچھا یا امیر المومنین آپ کیا سوچ رہے ہیں قسم بخدا زمین میں آپ سے بڑھ کر خوش عیش اور خوش ہل شخص موجود نہیں ہے۔ اس نے کہا ہاں مجھ سے خوش عیش شخص وہ ہے جس کا گھر وسیع ہو، نیک بیوی ہو اور اچھی معیشت ہو اور وہ ہم

سے واقف نہ ہو کہ ہم اسے اذیت دیں اور نہ ہمارا محتاج ہو کہ ہم اس کی حقارت کریں۔ متوکل اپنی رعیت کا محبوب تھا اور اہل سنت کی مدد میں قائم تھا اور بعض لوگوں نے اسے مرتدین کے قتل کی وجہ سے حضرت عدلیق رضی اللہ عنہ سے مشابہت دی ہے اس لیے کہ اس نے حق کی شہرت کی اور حق کو دہرا مان پر پیش کیا حتیٰ کہ وہ دین کی طرف واپس آگئے اور اسے بنی امیہ کے مظالم پر دیکھنے کی وجہ سے حضرت عمر بن عبدالعزیز سے بھی مشابہت دی گئی ہے اور اس نے بدعت کے بعد سنت کو نمایاں کیا اور بدعت اور اہل بدعت کے فروغ کے بعد ان کا خاتمہ کر دیا اللہ اس پر رحم کرے اور ایک شخص نے اس کی موت کے بعد اسے خواب میں نور میں بیٹھے دیکھا وہ شخص بیان کرتا ہے میں نے پوچھا متوکل ہے؟ اس نے کہا متوکل ہوں میں نے پوچھا تیرے رب نے تیرے ساتھ کیا سلوک کیا ہے؟ اس نے کہا اس نے مجھے بخش دیا ہے میں نے پوچھا کس وجہ سے؟ اس نے کہا جس تھوڑی سی سنت کو میں نے زندہ کیا تھا اس کی وجہ سے۔ اور خطیب نے بحوالہ صالح بن احمد روایت کی ہے کہ جس رات متوکل نے وفات پائی اسی رات اس نے اسے خواب میں دیکھا کہ گویا کوئی شخص اسے آسمان کی طرف لیے جاتا ہے اور کہنے والا کہہ رہا ہے:

”بادشاہ کو عادل بادشاہ کے پاس لے جایا جا رہا ہے جو معاف کرنے میں بڑھا ہوا ہے اور ظالم نہیں ہے۔“

اور عمرو بن شیبان حلبی سے روایت ہے کہ میں نے متوکل کی شب وفات کو ایک کہنے والے کو کہتے دیکھا:

”اے عالم اسلام میں سوئی ہوئی آنکھ والے عمرو بن شیبان اپنے آنسو بہا، کیا تو نے شیطانی ٹوالے کو نہیں دیکھا انہوں نے ہاشمی اور فتح بن خاقان کے ساتھ کیا کیا ہے اور وہ مظلوم بن کر اللہ کے پاس آیا اور اسکے لیے اہل آسمان نے اکیلے اکیلے اور دودو ہو کر شور مچایا اور عنقریب اس کے بعد تمہارے پاس متوقع فتنے آئیں گے جن کی الگ ہی شان ہوگی جعفر پر گریہ کرو اور اپنے خلیفہ پر گریہ کرو سب جن وانس نے اس پر گریہ کیا ہے۔“

راوی بیان کرتا ہے جب صبح ہوئی تو میں نے لوگوں کو اپنا خواب بتایا اور متوکل کی موت کی خبر آگئی اسے اس رات کو قتل کر دیا گیا ہے۔ راوی بیان کرتا ہے پھر میں نے اس کے بعد اسے ایک ماہ کے بعد دیکھا کہ وہ اللہ کے حضور کھڑا ہے میں نے پوچھا تیرے رب نے تیرے ساتھ کیا سلوک کیا ہے اس نے کہا اس نے مجھے بخش دیا ہے میں نے پوچھا کس وجہ سے؟ اس نے کہا میں اپنے بیٹے محمد کا انتظار کر رہا ہوں میں خدائے حلیم و عظیم و کریم کے حضور اس سے جھگڑا کروں گا۔

اور ہم نے ابھی اس کے قتل کی کیفیت کو بیان کیا ہے کہ وہ ۴ شوال ۲۳ھ کو بدھ کی رات کے پہلے حصے میں متوکل یعنی الما حوزیہ میں قتل ہا تھا اور وہ بدھ کے روز اس کا جنازہ پڑھا گیا اور جعفریہ میں اسے دفن کیا گیا۔ اس کی عمر چالیس سال تھی اور اس کی مدت خلافت ۱۳ سال دس ماہ تین دن تھی وہ گندم گوں حسین آنکھ، نحیف جسم، تھوڑی داڑھی والا اور تقریباً کوتاہ قامت تھا۔ (واللہ سبحانہ اعلم)

محمد المنتصر المتوکل کی خلافت

قبل ازیں بیان ہو چکا ہے کہ اس نے اور امراء کی ایک جماعت نے اس کے باپ کے قتل میں مدد دی ہے اور جب وہ قتل ہو گیا تو رات کو اس کی بیعت خلافت ہوئی اور جب ۴ شوال کو بدھ کی صبح ہوئی تو عوام سے اس کی بیعت لی گئی اور اس نے اپنے بھائی

المعتزہ کی طرف آئی بھیجا جا رہے اس کے پاس لے آتا المعتز نے بھی اس کی بیعت کر لی اور المعتزہ اپنے باپ کے بعد اس کا ولی مقرر تھا لیکن اس نے اسے مجبور کیا اور وہ ڈر گیا سو اس نے سلام لیا اور بیعت کر لی جب بیعت ہوئی تو سب سے پہلے اس نے فتح بن خاقان پر اپنے باپ کے قتل کی تمہت لگائی اور فتح بن خاقان بھی اسی طرح قتل ہوا پھر اس نے بیعت کو اصراف کی طرف بھیجا اور اپنی خلافت کے دوسرے دن اس نے بنی ہاشم کے غلام ابو ثمرہ احمد بن سعید کو مظلّم کا چارج دے دیا تو شاہ عمر نے کہا: ”ہائے اسلام کی تباہی کہ لوگوں کی نا انصافیوں کا چارج ابو ثمرہ کو مل گیا ہے وہ امت کا امین بن گیا ہے حالانکہ وہ معتزلی پر بھی امین نہیں ہے اور اس کی بیعت متوکلّیہ میں ہوتی ہے جسے الماخورہ کہتے ہیں۔“

اس نے وہاں دس دن قیام کیا پھر وہ اور اس کے تمام جرنیل اور خادم وہاں سے سامرا منتقل ہو گئے اور اس سال کے ذوالحجہ میں المعتز نے اپنے چچا علی بن معصم کو سامرا سے بغداد بھیج دیا اور اس پر اعتماد کیا اور محمد بن سلیمان الزینی نے لوگوں کو حج کروایا اور اس سال اعیان میں سے ابراہیم بن سعید الجوبہری سفیان بن وکیع بن الجراح اور سلمہ بن شیبہ نے وفات پائی۔

ابو عثمان مازنی نحوی:

آپ کا نام بکر بن محمد بن عثمان بصری تھا اور آپ اپنے زمانے کے شیخ الخاتہ تھے آپ نے ابو عبیدہ بن امی اور ابو زید انصاری وغیرہم سے علم حاصل کیا اور آپ سے ابو العباس المبرد نے علم حاصل کیا اور خوب کیا اور اس بارے میں مازنی کی بہت سی تصانیف ہیں اور آپ تقویٰ، زہد اور امانت و ثقاہت کے لحاظ سے فقہاء کی مانند تھے۔ المبرد نے آپ سے روایت کی ہے کہ ذمیوں میں سے ایک شخص نے آپ سے گزارش کی آپ اسے سیویہ کی کتاب پڑھادیں اور وہ آپ کو ایک سو دینار دے گا آپ نے اس بات سے انکار کر دیا اس بارے میں ایک شخص نے آپ کو ملامت کی تو آپ نے فرمایا میں نے اس پر اجرت لینا اس لیے چھوڑ دیا کہ میں میں اللہ تعالیٰ کی آیات ہیں۔ اس کے بعد اتفاق سے واثق کے حضور ایک لوٹڈی نے گانا گایا:۔

اظلموم ان مصابکم رجلا رد السلام تحیة ظلم

واثق کے حضور اس شعر کے اعراب کے بارے میں اختلاف ہو گیا کہ کیا رجلا کا لفظ مرفوع ہے یا منصوب اور اسے کس وجہ سے نسب دی گئی ہے؟ اور کیا یہ اسم ہے یا کیا ہے؟ اور لوٹڈی نے اصرار کیا کہ مازنی نے اسے اس طرح یاد کیا ہے۔

راوی بیان کرتا ہے کہ خلیفہ نے آپ کو پیغام بھیجا اور جب آپ اس کے سامنے کھڑے ہوئے تو اس نے آپ سے پوچھا آپ مازنی ہیں؟ آپ نے جواب دیا ہاں اس نے پوچھا مازن تمیم سے یا مازن ربیعہ سے یا مازن قیس سے؟ میں نے کہا مازن ربیعہ سے اور وہ میری زبان میں مجھ سے گفتگو کرنے لگا اور کہنے لگا یا سمٹ (تیرا نام کیا ہے) وہ باء کویم اور میم کو باء کے ساتھ بدل دیتے ہیں میں نے مکر پسند نہ کیا میں نے کہا بکر میرے مکر سے بکر کی طرف اعراض کرنے نے اسے حیرت میں ڈال دیا اور وہ میرے مقصد کو سمجھ گیا اور کہنے لگا رجلاً پر نصب کیوں ہے؟ میں نے جواب دیا اس لیے کہ وہ مصابکم کا معمول المصدر ہے اور یزیدی آپ سے معاوضہ کرنے لگا مگر مازنی نے حجت سے اسے مغلوب کر لیا تو خلیفہ نے فوراً آپ کو ایک ہزار دینار دیا اور آپ کو اکرام کے ساتھ اپنے اہل کی طرف واپس کر دیا اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو سو دینار کا بدلہ دے دیا کیونکہ آپ نے انہیں اللہ کی رضا مندی کی خاطر چھوڑا تھا اور

ذمی مکے لیے ممکن نہیں تھا کہ وہ کتاب پڑھنے کی وجہ سے کیونکہ اس میں قرآنی آیات تھیں ایک ہزار دینار دینا اور المہر دے آپ سے روایت کی ہے کہ آپ نے بیان کیا کہ میں نے ایک شخص کو سیویویہ کی کتاب آفرنگ پڑھائی اور جب وہ اس کے آخر میں پہنچا تو اس نے مجھے کہا اے شیخ اللہ آپ کو جزائے خیر سے نہ ان کی قسم مجھے اس کے ایک حرف کی بھی سمجھ نہیں آئی مازنی نے اس سال وفات پائی اور بعض نے ۲۲۸ھ میں آپ کی وفات بیان کی ہے۔

۲۲۸ھ

اس سال المنصر نے وصیت ترکی کو موسم گرما میں رومیوں سے جنگ کرنے کے لیے بھیجا اس لیے کہ شاہ روم نے بلاد شام کو کھول دیا۔ اس موقع پر المنصر نے وصیف کو تیار کیا اور اسکے ساتھ بہت سی فوجیں تیار کیں اور اسے حکم دیا کہ جب وہ رومیوں کی جنگ سے فارغ ہو جائے تو وہ چار سال تک سرحد پر قیام کرے اور اس نے اس کے لیے عراق کے نائب محمد بن عبداللہ بن طاہر کو ایک عظیم خط لکھا جس میں لوگوں کو جنگ کی ترغیب و تحریس کے لیے بہت سی آیات تھیں اور ۲۳ صفر کی رات کو ابو عبداللہ المعتر اور ابراہیم المویذ خود بخود خلافت سے دستبردار ہو گئے اور اس نے ان دونوں سے گواہی دلوائی کہ وہ دونوں خلافت سے عاجز ہیں اور مسلمان ان دونوں کی بیعت سے آزاد ہیں اور انہوں نے یہ کام اپنے بھائی المنصر کی دھمکیوں کے بعد کیا اور اس نے دھمکی دی کہ اگر ان دونوں نے ایسا نہ کیا تو وہ انہیں قتل کر دے گا اور وہ ترک امراء کے اشارے سے اپنے بیٹے عبدالوہاب کو خلیفہ بنانا چاہتا تھا اور اس نے جرنیلوں، قاضیوں اور لوگوں کے سرداروں اور عوام کی موجودگی میں اس کے متعلق تقریر کی اور اطراف کو بھی اس کے متعلق خطوط لکھے تاکہ وہ اس بات کو سمجھ لیں اور منابر اس کے لیے تقاریر کریں اور پے در پے کتابت کی جگہوں پر آتا رہا اور اللہ اپنے امر پر غالب ہے اس نے چاہا کہ وہ ان دونوں سے حکومت چھین کر اسے اپنی اولاد کو دے دے لیکن قضاء و قدر اس کو جھوٹا کر رہی تھی اور اس کی مخالفت کر رہی تھی اور یہ واقعہ یوں ہوا کہ اس نے اپنے باپ کو قتل کے بعد چھ ماہ بچن پڑے نہ کہے کہ اس سال صفر کے آخر میں اسے ایک بیماری لاحق ہو گئی جس میں اس کی موت واقع ہو گئی۔

اور المنصر نے خواب میں دیکھا کہ گویا وہ سیڑھی پر چڑھ رہا ہے اور وہ اس کی آخر تکیوں میں سیڑھی پر پہنچ گیا ہے۔ اس نے یہ خواب ایک مہجر کے سامنے بیان کیا تو اس نے کہا تم ۲۵ سال خلافت کرو گے حالانکہ وہ اس کی عمر کی مدت تھی جسے اس نے اس سال پورا کر لیا تھا۔ اور بعض لوگوں نے بیان کیا ہے کہ ایک روز ہم اس کے پاس آئے تو وہ بہت رورہا تھا اور اس کے اصحاب میں سے ایک شخص نے اس سے اس کے رونے کا سبب پوچھا تو وہ کہنے لگا میں نے اپنے اس خواب میں اپنے باپ متوکل کو دیکھا ہے وہ کہہ رہا ہے اے محمد تو ہلاک ہو جائے تو نے مجھے قتل کیا مجھ پر ظلم کیا اور میری خلافت کو غضب کر لیا ہے۔ خدا کی قسم! تو میرے بعد اس سے تھوڑے دن ہی شاد کام ہوگا پھر تیرا ٹھکانہ دوزخ ہوگا اور اس نے کہا کہ میں اپنی آنکھوں اور گھبراہٹ پر قابو نہیں پاتا اور اس کے فریب کار اصحاب نے جو لوگوں کو فریب دیتے اور فتنہ میں ڈالتے ہیں اسے کہا یہ خواب سچا جھوٹا ہے آؤ ہمارے ساتھ شراب نوشی کرونا کہ تیرا نام دور ہو سواں کے حکم سے شراب آگئی اور اس کے اندیم بھی آگئے اور اس نے شکستہ ہمت ہو کر شراب پینی شروع کی اور وہ مسلسل شکستہ ہمت رہا حتیٰ کہ مر گیا۔

مؤرخین نے اس بیماری کے متعلق جس میں اس کی موت واقع ہوئی اختلاف کیا ہے بعض نے بیان کیا ہے کہ اس کے سر میں

یہاں تک کہ اس کے جان میں تیل لگا گیا اور وہ ۱۰۰ اس کے مانع تک پہنچا تو علی بن ابی طالب کی موت واقع ہو گئی۔ بعض نے مانع کہا ہے کہ اس کے معدہ میں مرم ہو گیا تھا اور وہ اس کے دل تک پہنچ گیا تو وہ مر گیا اور بعض نے بیان کیا ہے کہ اس کے حلق میں مرم ہو گیا تھا اور وہ مسلسل دس دن رہا تو وہ مر گیا۔

اور بعض نے بیان کیا ہے کہ چھپے لگانے والے نے زہر آلود نشتر سے اس کی فصد کی تو وہ اس دن مر گیا۔

ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ ہمارے ایک دوست نے بتایا کہ یہ چھپنے لگانے والا اپنے گھر واپس آیا تو اسے بخار تھا اس نے اپنے شاگرد کو بلایا تاکہ وہ اس کی فصد کرے اس نے اپنے استاد کا نشتر لے کر اس کے ساتھ اس کی فصد کر دی اور اسے معلوم ہی نہ ہوا۔ یا اللہ نے چھپنے لگانے والے کو بھلا دیا اور اسے اس وقت یاد آیا جب اس نے دیکھا کہ اس نے نشتر کے ساتھ اس کی فصد کر دی ہے اور زہر اس میں سرایت کر گیا ہے۔ پس اس نے اسی وقت وصیت کر دی اور اسی روز مر گیا اور ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ خلیفہ کی ماں اس کے پاس آئی تو وہ مرض الموت میں مبتلا تھا اور وہ اس سے پوچھنے لگی تیرا کیا حال ہے؟ اس نے کہا مجھ سے دنیا اور آخرت دونوں کھو گئی ہیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ جب لوگ اس کے گرد جمع ہو گئے اور وہ زندگی سے مایوس ہو گیا تو اس نے یہ شعر پڑھا: ”میرا دل اس دنیا سے جسے میں نے حاصل کیا تھا خوش نہیں ہوا بلکہ میں رب کریم کے پاس جا رہا ہوں۔“

اس کی وفات اس سال کی ۲۵ ربیع الاول کو اتوار کے روز نماز عصر کے وقت ۲۵ سال کی عمر میں ہوئی اور بعض نے ۲۵ سال چھ مہینے بیان کئے ہیں بلا اختلاف اس نے چھ ماہ خلافت کی اس نے اس سے زیادہ نہیں کی اور ابن جریر نے اپنے ایک دوست سے روایت کی ہے کہ جب المنصور خلیفہ بنا تو وہ مسلسل لوگوں کو یعنی عوام وغیرہ کو کہتے سنتا رہا کہ یہ صرف چھ ماہ ہی خلافت کرے گا اور یہ مدت خلافت اس شخص کی ہے جو خلافت کی وجہ سے اپنے باپ کو قتل کر دے جیسا کہ شیر دیہ بن کسری نے جب اپنے باپ کو بادشاہت کی وجہ سے قتل کر دیا تو چھ ماہ تک بادشاہ رہا اور ایسے ہی وقوع پذیر ہوا اور المنصور بڑی بڑی آنکھوں والا بلند بینی کوتاہ قامت، بارعب اور ایتھے بدن والا تھا اور یہ بنو عباس کا پہلا خلیفہ ہے جس کی قبر کو اس کی ماں حبشہ رومیہ کے حکم سے نمایاں کیا گیا۔

اس کے بہترین اقوال:

خدا کی قسم! جھوٹے نے کبھی عزت نہیں پائی، خواہ اس کی پیشانی سے چاند طلوع ہو اور سچا کبھی ذلیل نہیں ہوا خواہ اپنا اس کے

خلاف تالیاں بجائے۔

تمت بالخير جزاهم



التماس سورہ فاتحہ برائے تمام مرحومین

| | | | |
|----------------------------------|-------------------------------|--------------------------|---------------------------|
| ۱ [شیخ صدوق | ۱۱۳ (سید حسین عباس فرحت | ۲۵ (بیکم و اخلاق حسین | ۳۷ (محمد علی |
| ۲ [علامہ مجلسی | ۱۱۴ (بیکم و سید جعفر علی رضوی | ۲۶ (سید ممتاز حسین | ۳۸ (غلام سجاد بخش |
| ۳ [علامہ سائبر حسین | ۱۱۵ (سید نظام حسین زیدی | ۲۷ (بیکم و سید اختر عباس | ۳۹ (بیکم و سید شمشاد حسین |
| ۴ [علامہ سید علی نقی | ۱۱۶ (سیدہ ہازہ زہرہ | ۲۸ (سید محمد علی | |
| ۵ [بیکم و سید عابد علی رضوی | ۱۱۷ (سیدہ رضویہ خاتون | ۲۹ (سیدہ رضیہ سلطان | |
| ۶ [بیکم و سید احمد علی رضوی | ۱۱۸ (سید نجم الحسن | ۳۰ (سید مظفر حسین | |
| ۷ [بیکم و سید رضا امجد | ۱۱۹ (سید مبارک رضا | ۳۱ (سید باسط حسین نقوی | |
| ۸ [بیکم و سید علی حیدر رضوی | ۱۲۰ (سید تنہیت حیدر نقوی | ۳۲ (غلام نجی الدین | |
| ۹ [بیکم و سید سلیمان حسن | ۱۲۱ (بیکم و مرزا محمد ہاشم | ۳۳ (سید ناصر علی زیدی | |
| ۱۰ [بیکم و سید مردان حسین جعفری | ۱۲۲ (سید باقر علی رضوی | ۳۴ (سید وزیر حیدر زیدی | |
| ۱۱ [بیکم و سید نیاز حسین | ۱۲۳ (بیکم و سید باسط حسین | ۳۵ (ریاض الحق | |
| ۱۲ [بیکم و مرزا توحید علی | ۱۲۴ (سید عرفان حیدر رضوی | ۳۶ (خورشید بیکم | |